بہجۃ الاسرار

حضرت امام ابوالحسن الشطنوفی الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ
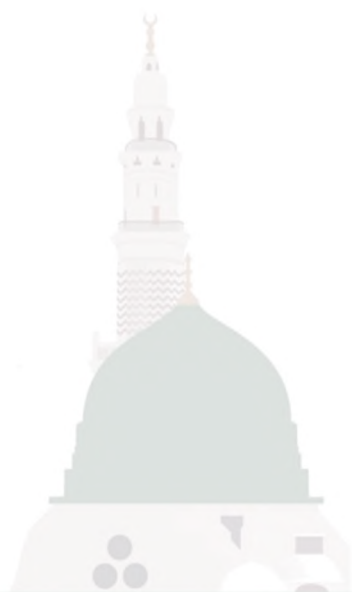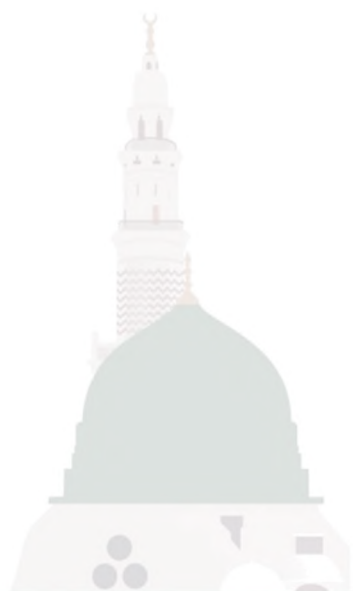
احوال و آثار

سیّدنا غوثِ اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بہجۃ الاسرار

مُصنّف

حضرت امام ابوالحسن الشطنوفی الشافعی رحمہ اللہ تعالےٰ

مترجم

جناب مولانا مولوی حافظ احمد علی شاہ بٹالوی علیہ الرحمتہ حنفی چشتی نظامی
سابق پروفیسر دینیات اسلامیہ کالج، لاہور۔ (المتوفی 1926ء)

شبّیر برادرز
۴۰۔ بی اردو بازار لاہور
فون: ۷۲۴۶۰۰۶

نام کتاب : بہجتہ الاسرار عربی

نام مصنف : امام ابو الحسن الشطنوفی الشافعی المتوفی 1304/703ھ

نام مترجم : جناب مولانا مولوی حافظ احمد علی شاہ بٹالوی علیہ الرحمتہ حنفی چشتی نظامی
سابق پروفیسر دینیات اسلامیہ کالج' لاہور۔ (المتوفی 1926ء)

سال طباعت نو: 1999ء

صفحات : 824

طابع : اشتیاق پرنٹرز' لاہور

ناشر : شبیر برادرز' 40-اردو بازار' لاہور

قیمت :

فہرست مضامین

تذکرہ حضرت غوث اعظم

یعنی

زہرۃ الابرار

اردو ترجمہ

بہجۃ الاسرار --- و --- معدن الانوار

فی

بعض مناقب القطب الربانی سیدی محی الدین ابی

محمد عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل و اصحاب پر درود و سلام بھیجے۔ خدا تعالیٰ کی تمام تعریفوں کے ہاتھوں سے مدد کا

دروازہ کھولنا چاہتا ہوں۔ اس کے روشن ہاتھوں سے جو کہ بارش اور اوس ہیں قصہ کی سعی سے کامیابی کا طالب ہوں۔ حق کی بجلی کی چمک کا اپنے دل کی آنکھ کے لئے اس کے سایہ کی جگہ میں خواستگار ہوں۔

پھر اپنے افعال کے مصادر کے لئے اس کے افضال کے گھاٹوں سے اس کو پہلی اور دوسری بار پانی پلانے کی خواہش رکھتا ہوں۔ اپنے نفس کی بیماریوں سے اس کی صفائی و کدورت کی حالت میں اس سے شفا مانگتا ہوں۔ اس سے اس امر کا سوال کرتا ہوں کہ وہ اس کو نفیس تر کشش کے ساتھ ملائے۔ بحالیکہ نیک بختی کو اس کے وصل میں بلندی تک قائم کردے۔ اس کے کام کرنے والے کو اس پر مجبور کرے کہ وہ اپنی بستگی میں عقل کی تمیز کرلیا کرے۔

اور تمام مخلوقات کے ایسے سردار پر درود بھیجتا ہوں۔ کہ جو ان سب سے بڑا ہے۔ اور مخلوقات کو اپنے نور رسالت سے نفس کی جہل کی ظلمت سے نکالنے والا۔ اسلام کے قبر کے ارکان کا بانی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے صدر محل پر چڑھ گیا۔ اولیاء کے درجات کو اصل قواعد پر متنبہ کرنے والا۔ ان کے معاملہ کی باگوں کا ان کے ادھیڑپن میں مالک ہے۔

اس کے آل و اصحاب پر بھی جو کہ صحبت کے لحاظ سے بہتر صحابہ تھے۔ اس کے بعد (واضح رہے کہ) بلاشبہ مجھ سے اس بات کے متعلق پوچھا گیا کہ ہمارے شیخ شیخ الاسلام پیشواء اولیاء ہدایت کے نشان محی الدین ابو محمد (سید عبدالقادر بن ابی صالح جیلی (خدا ان کی روح کو پاکیزہ بنائے رکھے اور ان کی قبر کو منور رکھے کے اس قول کے بارہ میں کہ "میرا ہر قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" جس قدر روایات مجھے معلوم ہیں جمع کردوں۔ کیونکہ وہی زمانہ کے ہار کا یکتا موتی' بیان کی لڑی کا یکتا جوہر شرافت کا وہ حلہ ہے کہ جس کا اس کے قائل نے لباس پہنا ہے۔ وہ عزت کی منزل ہے کہ جس کا رہنے والا اس میں اکیلا ہے۔ تب میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور سائل کی بات کو جلد نفع

اور بدیر اجر کی خواہش سے مان لیا۔

میں نے اس مضمون میں ایک کتاب مرتب کی جس کی اسناد بلند ہے۔ جس کی صحت پر اعتبار ہے۔ شاذ اور فالتو روایات کو چھوڑ دیا ہے اور ان بڑے بڑے مشائخ کے ذکر سے اس کی تفصیل کی جن کے بعض اقوال و افعال اس بارے میں ہم کو پہنچے ہیں۔ جو آپ کی کامل بزرگی کی تصریح کرتے ہیں۔

اس کے بعد آپ کے عمدہ کلمات کا جو آپ نے فرمائے ہیں ذکر کیا ہے وہ ایسے مقام کو ظاہر کرتے ہیں کہ جو کسب سے حاصل نہیں ہوتے۔ خواہشوں سے جمع نہیں کئے جاتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں نے اس کے اسباب مہیا کر دیئے ہیں۔ سعادت نے اس کے دروازے کھولے ہیں۔ زیادت نے اس کے رسے کھینچ دیئے۔ رعایت نے اس کے اطراف ملائے۔ عنایت نے اس کے پہلو دیئے۔ توفیق نے ان کی باگوں کو کھینچا ہے۔ تحقیق نے ان کے منہ کھول دیئے ہیں۔ اور امر اس کے قول کو اس کے سامنے لایا۔ بیان نے جناب قرب سے اس کے انوار کو ظاہر کر دیا۔ قدس کے باغوں سے باغ نے اس کے اخبار کو ترو تازہ کر دیا۔ تاکہ وہ اخبار اس کلمہ پر ہدایت کریں۔ جس کے لیے یہ کتاب جمع کی گئی ہے۔ اس کی مہاروں سے اٹھایا اور بلند کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ گمان نہ کیا جائے کہ یہ بھاگا ہوا اونٹ ہے یا کہ پہلے پانی پر بغیر دوبارہ پینے کے آنے والا ہے۔

اس کے بعد میں نے ان کے بڑے کلام کے فصل لکھے ہیں۔ اس کی نفیس لڑی کے وہ ہار پروئے ہیں کہ جس نے معارف کے چہروں سے اشتباہ کے برقے اٹھا دیئے ہیں۔ شریف لطیفوں کی آنکھوں نے پیاس کے پردوں کو اٹھا دیا۔ ان میں علم توحید کے ذخیروں کو پھیلا دیا۔ ان میں تفریدگی حکمتوں کے خزانے ہیں۔ ایسی نظم کے ساتھ جو کہ شراب کی طرح ہے ایسی بارش سے کہ بادل کی طرح ہے۔ پس ہر فصل کے ساتھ ایک ایسا دل ہے کہ جو وصل کا شائق ہے۔ ہر سانس کے ساتھ نفس کے لیے انوار کے انگار ہیں۔ ہر ایک

حصہ کے ساتھ حقائق کی سطر ہے۔ اس کا دیکھنے والا ان کے مطالب سے موتی اور یاقوت دیکھتا ہے۔ اس کے موتی سے دوا اور اس کے یاقوت سے غذا پاتا ہے۔ میں نے اس کو ان کے عجیب خارق فعال اور ان کے عجیب ابتدائے زمانہ و حالات سے ایسا مرصع کر دیا ہے کہ اس کے دیباچہ نے ربیع کے پھولوں کو رونق کا لباس پہنا دیا ہے۔ اسی کی خوبصورتی سے پھولوں کی شاخوں نے بلندی اور سرسبزی کو رعایتاً" لیا۔ اس کی لطافت نے باد صبا کو رقت دے دی۔ اس کی خوبیاں جواہرات کے ہار پرونے سے وقت کی مالک بن گئیں۔ اور یہ سب اس لیے ہوا کہ وہ ایسی بنا ہو جائے کہ جس کا ماقبل ثابت ہے۔ اس کے ہاروں میں ایسی گرہ لگی کہ جس کا کھولنا محال ہے۔ اس کی دلیل اقوال کی چادر باندھے اس کے برہان معترض پر مجال کے راستے بند کر دے۔

اس کے بعد میں نے ان کے اتباع اور مریدوں کی فضیلت پر شواہد بہ لایا ان کے اصحاب اور دوستوں کی خوشخبریوں کے اظہار پر مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ تاکہ ان کی دوستی کا خریدار جان لے کہ کیا شے لے کر واپس آیا ہے اور خدا کے نفس سے کون سی غنیمت کا مال لایا۔

اس کے بعد ان کے انوار کی چمک کا ذکر کیا یعنی نسب خلق و خلق عمل و وعظ' طریقے اور اولیاء کا ان کی تعظیم کرنا ان کے حق کا اقرار کرنا۔ ان کی وفات کی خبریں دینا ان کی موت کے وقت ان کی وصیتوں کا ذکر۔

اس کے بعد ایسی باتیں بیان کیں جو ہدایت یافتہ کی نظروں میں خوبی کو بڑھا دیں۔

پھر اس کو میں نے آپ کے بعض اکابر اصحاب کے مناقب اور ایسے بڑے لوگوں کے فضائل پر جو ان کی طرف منسوب ہیں ختم کیا۔ اس لیے کہ اتباع کی قدر کی بزرگی متبوع کی بزرگی میں سے ہوتی ہوئی۔ اور نہروں کے فیض کی زیادتی چشمہ کی بڑائی سے اور اس سب بیان میں طوالت سے اکتا جانے والا رنج کے خوف کی وجہ سے کنارہ کیا۔ کیونکہ جو شخص قدر ضرورت

کے بعد طول دیتا ہے تو وہ ملال میں ڈالتا ہے اور جو اظہار سے کوتاہی کرتا ہے وہ ناقص اور گمراہ کرتا ہے۔ بہتر کام وہ ہے کہ افراط سے کم اور تقصیر سے بڑھا ہوا ہو۔ اس میں مدلل کے لیے حجت و مضبوطی ہے۔ مستبصر کے لیے عبرت۔

میں نے اس کا نام ..بہجتہ الاسرار و معدن الانوار رکھا۔ اللہ تعالیٰ اس چیز کو جو اس کی طرف آئی یا اس سے پیچھے رہی ہے۔ اس کے بارے میں اور اس کے لیے کردے اور اس سے لغزش سے عصمت اور عمدہ قول و عمل کی توفیق مانگتا ہوں۔

مشائخ سے بیان کردہ روایات کا ذکر

شیخ ابوبکر بن صوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ خبر دی کہ ہم کو دونوں شیخوں شیخ عالم زین الدین ابوالحسن علی بن ابی محمد عبداللہ بن ابی الطیب مغربی جزائری مالکی مقرری مشہور ابن القلال نے قاہرہ محروسہ میں 664ھ میں اور شیخ صالح ابو زید عبدالرحمان بن ابی النجاۃ سالم بن احمد بن ابی حمید بن صالح بن علی قرشی محدث نے قہرہ میں ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو الفتح بن ابی الغنائم واسطی وارد اسکندریہ نے وہاں پر 623ھ میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ احمد بن ابی الحسن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رفاعی منسوب بام عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور نیز خبر دی ہم کہ فقیہہ عادل ابو الفرح عبدالملک بن محمد بن عبدالمجو دین احمد بن علی واسطی ابی شافعی نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت بقیتہ السلف ابو العزائم مقدام بن صالح بن عبدالرحمٰن بن یوسف عراقی رفائی وارد حداویہ نے وہاں پر 623ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ احمد بن رفعی نے کہا کہ جس دن میرا ماموں فوت ہوا میری عمر پچاس دن کے اوپر تھی۔

میں نے ان کی تین سال تک خدمت کی تھی کہا کہ خبر دی ہم کو میرے ماموں شیخ منصور بطائحی نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد شبنکی نے اور خبر دی ہم کو شیخ ثقہ ابوالعفاف موسیٰ بن شیخ عارف ابی المعالی عثمان بن موسیٰ بن عبدالکریم بن علی بقاعی الاصل دمشقی عقیبی پیدائش و گھر نے وہاں پر

673ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں 614ھ میں خبر دی ہم کو تینوں شیخوں ابو الخیر سعید بن سیدی شریف پیشواء ابو سعد قیلوی۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن مدائنی۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن علی فیدی نے قیلو یہ میں وہاں پر وہ ہمیشہ آتے تھے یہ سب کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے ہمارے شیخ ابوسعید قیلوی اور نیز شیخ اصیل ابو عبداللہ حسن بن بدراں بن علی بن محمد بن صالح بغدادی حنبلی نے 670ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو فقیہہ ابو محمد عبدالقادر بن عثمان بن ابی البرکات بن علی بن رزق اللہ بن عبدالوہاب تمیمی بروانی حنبلی نے بغداد میں 635ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللطیف بن ابی طاہر احمد بن محمد بن ہبتہ اللہ قرشی بغدادی فقیہہ حنبلی صوفی نے بغداد میں 635ھ میں کہا خبر دی ہم کو سید شریف شیخ ابوسعد قیلوی نے قیلولہ میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو سعد بن تاجوش بطائحی حامدی نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد شنبکی نے۔

اور خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عمرو بن اسحٰق بن نعیم بغدادی ازجی حنبلی محدث نے قاہرہ میں 661ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو طاہر جلیلی بن شیخ پیشواء ابوالعباس احمد بن علی بن خلیل صرصری جو سقی نے صر صر میں 631ھ میں کہا کہ خبر دی مجھے میرے باپ نے۔ کہا خبر دی مجھے شیخ غراز بن استودع بطائحی غالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حداویہ میں۔ کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو بکر بن ہوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مجلس میں ایک دن اپنے اصحاب اور اولیاء کے حالات کا ذکر کیا پھر کہا کہ عنقریب عراق میں ایک عجمی مرد خدا اور لوگوں کے نزدیک بلند مرتبہ ہو گا۔ اس کا نام عبدالقادر ہو گا۔ اس کی سکونت بغداد میں ہو گی وہ کہے گا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اس کے زمانہ کے اولیاء اس کی بات مانیں گے وہ اپنے وقت میں فرد واحد ہو گا۔

(شیخ عبداللہ جونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خبر دی ہم کو اصیل ابو عبداللہ محمد

بن شیخ ابوالعباس احمد بن عبدالواسع بن امیر کاہ بن شافع بن صالح بن حاتم جیلی اصل بغدادی گھر والے نے قاہرہ میں 668ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے والد نے بغداد میں 635ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ امام عالم عامل ربانی عزیز الدین ابورشد عمر بن عبدالملک دینوری نے وہاں پر کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ علامہ برہان الدین ابو جعفر محمد بن ابی زید بن عبدالرحمان اصفہانی نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ہر دو زبان دان اکمل الدین ابوالفضل محمد بن جعفر نوحی نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو صالح عبداللہ بن طبقی رومی نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ امام ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف بن الحسین بن شعیب ہمدانی نور بجردی نے ہمدان میں 493ھ میں کہا کہ میں نے سنا ہمارے شیخ ابو احمد عبداللہ بن احمد بن موسیٰ جونی عقب بہ حقی سے کوہ جرد میں اپنی خلوت میں 468ھ میں وہ کہتے تھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ عنقریب عجم کی زمین میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جس کی کرامات کا بڑا ظہور ہو گا اور تمام اولیاء کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہو گا۔ وہ کہے گا کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اس وقت کے اولیاء اس کے قدم کے نیچے ہوں گے جس سے ان کے زمانہ کے لوگ مشرف ہوں گے اور جوان کو دیکھے گا اس سے نفع حاصل کرے گا۔

(شیخ تاج الدین ابو الو فا رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن بو العباس احمد بن منظور کنانی عسقلانی شافعی نے قاہرہ کے میدان مقسم میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو عبداللہ بن ابی الفتح ہروی مولد بغدادی گھر والے سیاح نے قاہرہ میں وہ ہمارے پاس 623ھ میں آیا کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشوا علی بن الہیتی نے بغداد میں 557ھ میں۔ اور نیز ہم کو خبر دی شیخ ثقہ ابو حفص عمر بن محمد بن عمر بن ابراہیم دیزی مشہور ابن مزاحم نے اس کے میدان میں 665ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد علی بن ابی بکر بن ادریس رحاوی یعقوبی نے وہاں پر 616ھ میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ علی بن الہیتی عراقی دربانی نے وہاں پر 560ھ میں۔

کہا خبر دی ہم کو فقیہہ ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب بن ابی علی قرشی بسہر بغدادی نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن حافظ ابی بکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام ابو محمد عبدالقادر جیلی اور شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان بن ابی المز مشہور نان بائی نے بغداد میں 629ھ میں ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو حفص عمر کیمانی نے بغداد میں 690ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ بقا بن بطو عراقی نے ملکی نے۔

اور خبر دی ہم کو ابو المظفر ابراہیم بن عبداللہ محمد بن ابی بکر محمد بن نصر بن نصار بن منصور بغدادی قروی نے قاہرہ میں669ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے نانا شیخ نیک بخت ابو عمرو عثمان بن نصر بن منصور بغدادی گھر والے۔ اور بغداد میں فوت ہونے والے نے 607ھ میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد بن عبداللہ نے عبدالرحمٰن طفونجی نے علی کرخی سے کہا کہ انہوں نے ان سے علم حاصل کیا ان کی صحبت میں مدت تک رہے۔ یہ سب صاحب کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر نے اپنی جوانی کی حالت میں ہمارے شیخ تاج العارفین ابو ابوالفاکا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو بغداد میں قلمونیا میں آیا کرتے تھے۔ اور جب ابو ابوالفا ان کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور حاضرین سے کہتے کہ ولی اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ اکثر ان کی طرف چند قدم چل کر ملتے اور اکثر ایک وقت میں یہ بھی کہا تھا کہ جو شخص اس جوان کے لیے کھڑا نہ ہو گا۔ وہ کس ولی اللہ کے لیے کھڑا نہ ہو گا اور جب آپ سے لوگوں نے یہ بت مکرر سنی تو اس بارے میں انؒ کے مریدوں نے کہا۔ تو فرمایا کہ اس جوان پر ایک وقت آئے گا کہ خاص و عام اس کے محتاج ہوں گے اور گویا میں علانیہ مجمع میں یہ کہتا ہوا دیکھتا ہوں۔ اور وہ سچا ہو گا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ پس اولیاء اللہ کی گردنیں اس کے لیے جھک جائیں گی کیونکہ اس وقت میں وہ ان کا قطب ہو گا اب جو شخص تم میں سے اس وقت کو پائے تو اس کو اس کی خدمت لازم ہے۔

(شیخ عقیل منجبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو المحاسن یوسف بن شیخ ابوبکر بن شیخ برکت بن احمد حمصی عراقی الاصل اربلی مولد و مکان نے قاہرہ میں 667ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے دادا شیخ برکت حمصی عراقی اور شیخ صالح بقیتہ السلف ابواحمد محمود بن محمد کروی جبلا دی شیبانی اربلی نے اربل میں 611ھ میں دونوں کہتے ہیں کہ ہم کو خبر دی شیخ عدی بن مسافر نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ دونوں اس سے ملے تھے۔ اور مدت تک اس کی صحبت میں رہے تھے۔

خبر دی ہم کو شیخ ثقہ ابو محمد رجب بن ابی منصور بن نصر اللہ بن ابی الخالی عراقی داری الاصل نصیبنی مولد و مکان بہر قاہرہ کے رہنے والے نے وہیں 665ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو عبدالرحیم بن عسکر بن عبدالرحیم بن عسکر بن اسامہ عددی نصیبن نے نصیبن میں 623ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عبدالمالک دیان ابن المعالی بن سد بن نبہان عراقی بہر شیبانی نے 595ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو عمران بن برماہین زولی نے مار دین میں کہا کہ ہمارے شیخ عقیل منجبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک دن سوال کیا گیا کہ اس وقت قطب کون ہے؟ تو کہا کہ وہ اس وقت مکہ میں مخفی ہے۔ سوائے اولیاء اللہ کے اور کوئی اس کو نہیں جانتا اور قریب ہے کہ یہاں ایک جوان ظاہر ہو گا اور اشارہ عراق کی طرف کیا وہ جوان عجم شریف کا ہو گا لوگوں کے سامنے بغداد میں کلام کرے گا۔ اور اس کی کرامت کو خاص و عام پہچانیں گے وہ اپنے وقت کا قطب ہو گا اور کہے گا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اور اولیاء کرام اپنی اپنی گردنیں اس کے لیے رکھ دیں گے اور اگر میں اس کے زمانے میں ہوتا تو اپنے سر کو اس کے لیے رکھتا یہ وہ شخص ہو گا کہ جو شخص اس کی کرامت کی تصدیق کرے گا خدا اس کو نفع دے گا۔

(شیخ علی بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ ہم کو خبر دی ابو محمد عمران بن ابی علی بن عثمان بن محمد بن احمد بن علی سنجاری شافعی مودب نے قاہرہ میں

699ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح جو اب ابن شیخ کامل بن شیخ جواب سنجاری رحمہم اللہ نے کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح معمر ابوبکر بن حمید شیبائی سنجاری مشہور حباری ہمارے شیخ علی بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امام نے اور خبر دی ہم کو ابوالفراء اسماعیل ابن الفقیہ ابی اسحٰق ابراہیم بن ورع بن عیسیٰ بن ابی الحسن منذری مغربی الاصل ہر مصری مولد نے قاہرہ میں 656ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے والد نے 599ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ قیس بن یونس شامی صاحب شیخ پیشواء ابی الحسن علی بن وہب سنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک دن ہمارے شیخ علی بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں فقرا کی ایک جماعت داخل ہوئی تو شیخ نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ عجم سے کہا کون سے عجم سے کہا جیلان سے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے وجود کو ایسے شخص کے ساتھ روشن کر دیا ہے کہ عنقریب تم میں ظہور کرے گا وہ اللہ سے قریب ہو گا۔ اس کا نام عبدالقادر ہے اس کا ظہور عراق میں ہو گا بغداد میں کہے گا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اس زمانہ کے اولیاء اس کی بزرگی کا اقرار کریں گے۔ قدس اللہ روحہ و روحھم۔

(شیخ حماد باس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں) خبر دی ہم کو ہمارے شیخ شیخ العالم ضیاء الدین ابو البقاء صالح ابن شیخ ابی اسحٰق ابراہیم بن احمد بن ابراہیم بن نصر بن قریش اسعردی الاصل ذارتی مولد دمشقی مکان قاہرہ کے رہنے والے نے وہیں 661ھ میں کہا خبر دی شیخ پیشوا شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی نے دمشق میں 620ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے چچا شیخ نجیب الدین ابو النجیب عبدالقادر بن عبداللہ سہروردی نے بغداد میں 559ھ میں اور خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ بن عبدالسمیع بن عبدالجبار بن صالح منہاجی الاصل شارعی مولد اور مکان شافعی نے بھی 673ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد صالح بن مسعود بن مطر صوفی مشہور رومی نے اس کے ایک گوشہ میں جو کہ مصر اور قاہرہ کے درمیان تھا۔ 630ھ میں کہا خبر دی ہم

کو ہمارے شیخ ابو النجیب عبدالقادر سہروردی نے بغداد میں 560ھ میں کہا کہ میں شیخ حماد بن مسلم دباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بغداد میں 503ھ میں تھا اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دن ان کی صحبت میں آئے تھے۔ جب وہ آئے اور ان کے سامنے مووب ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر شیخ کھڑے ہوئے اور میں نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قیام کے بعد شیخ حماد سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

"اس عجمی کا ایسا قدم ہے کہ اپنے وقت میں اولیاء کی گردنوں پر بلند ہو گا وہ ضرور حکم دیا جائے گا۔ کہ یہ کہے میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے وہ ضرور کہے گا اور اس زمانہ کے اولیاء کی گردنیں اس کے لیے ضرور جھکیں گی بعض کہتے ہیں کہ وہ شخص ہے جس کا نام عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی ہے۔"

خبر دی ہم کو فقیہ ابو احمد عبدالملک بن ابی الفتح بن منصور بن مقلد منجی المولد اعزازی گھر والے پھر قاہرہ والے شافعی محدث نے قاہرہ میں 666ھ میں کہا خبر دی ہم کو فقیہہ جلیل ابو عمرو عثمان بن جواد بن القوی ملالی اعزازی نے وہاں پر 626ھ میں کہا خبردی ہم کو ابو الفرح عبدالرحمٰن بن شیخ ابو العلی بحر بن شرف الاسلام ابو البرکات عبدالوہاب بن ابی الفرح عبدالواحد انصاری فزرجی سعدی عبادی شیرازی الاصل لوشقی گھر والے مشہور ابن الحبلی نے دمشق میں 601ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو العلی عبدالوہاب نے اور خبر دیہم کو عالی شیخ صالح زاہد ابو المحاسن یوسف بن ایاس بن مرجان بن منیع بعلبکی مقری حنبلی نے بھی قاہرہ میں 669ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ معمر ابو الفتح نصر بن رضوان بن ثروان وارانی فردوسی حنبلی مقری نے جامع دمشق میں 633ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو سعید عبداللہ محمد بن ہبتہ اللہ بن علی بن المظفر بن ابی عصرون التمیمی شافعی نے دمشق میں 580ھ میں کہا میں نے جوانی کی حالت میں علم کی طلب

میں بغداد کی طرف کوچ کیا اور ابن سقا ان دنوں میں مدرسہ نظامیہ میں میرا رفیق تھا وہم درس تھا ہم عبادت کرتے اور صالحین کی زیارت کیا کرتے تھے بغداد میں ان دنوں ایک شخص تھا جس کو غوث کہا کرتے تھے اس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ جب وہ چاہتے ہیں ظاہر ہوتے ہیں اور جب چاہتے ہیں چھپ جاتے ہیں تب میں نے اور ابن سقاء اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کہ ان دنوں جوان تھے ان کی زیارت کا قصد کیا ابن سقاء نے راستہ میں کہا کہ آج میں ان سے ایک مسئلہ پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکیں گے میں نے کہا کہ ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں گا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں تب شیخ عبدالقادر نے کہا معاذ اللہ میں ان سے کوئی سوال کروں؟ میں تو ان کی خدمت میں ان کی زیارت کی برکات کا منتظر رہوں گا جب ہم ان کی خدمت میں گئے تو ان کو ان کے مکان میں نہ دیکھا پھر ہم تھوڑی دیر ٹھہرے رہے تو دیکھا کہ وہیں بیٹھے تھے۔ تب انہوں نے ابن سقاء کی طرف غصہ سے دیکھ کر کہا کہ تجھے خرابی ہو! اے ابن سقاء تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتا ہے کہ جس کا مجھے جواب نہ آئے گا۔ سن وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے بے شک میں دیکھتا ہوں کہ کفر کی آگ تیرے اندر بڑک رہی ہے پھر انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا اے عبداللہ کیا تم مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتے ہو کہ تم دیکھو میں اس کا کیا جواب دیتا ہوں وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ تمہاری بے ادبی کے سبب تم پر دنیا تمہارے کانوں کی لو تک گرے گی۔ پھر شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا اور ان کو اپنے قریب کیا اور تعظیم کی اور ان سے کہا کے اے عبدالقادر! تم نے اپنے ادب کی وجہ سے خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کیا میں گویا تم کو بغداد میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کرسی پر چڑھے ہوئے ہو لوگوں کو پکار کر کہہ رہے ہو کہ یہ میرا قدم اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ اور گویا کہ میں تیرے وقت کے اولیاء کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے تیرے جلال کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جھکا دیا ہے

پھر ہم سے اسی وقت غائب ہو گئے اور اس کے بعد ہم نے ان کو نہ دیکھا وہ کہتا ہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تو یہ حال ہوا کہ خدا کے نزدیک ان کا جو قرب تھا اس کے ظہور کی علامت ظاہر ہو گئی۔ عام خاص لوگ ان کے پاس آنے لگے اور انہوں نے خدا کے فضل سے اپنے وقت میں کہا کہ میرا یہ قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہے لیکن ابن سقا کا یہ حال ہوا کہ شرعیہ علوم میں مشغول ہوا۔ حتیٰ کہ اپنے بہت سے اہل زماں پر فائق ہو گیا اور مشہور ہو گیا کہ تمام علوم میں اپنے مناظر کو بند کر دیتا ہے بڑا فصیح بلیغ وجیہہ تھا۔ تب خلیفہ نے اس کو اپنا مقرب بنایا اور شاہ روم کی طرف اس کو بھیجا۔ اس کو شاہ روم نے یہ دیکھ کر کہ یہ جامع عالم فصیح وجیہہ ہے۔ متعجب ہوا اور اس کے مناظرہ کے لیے تمام پادریوں عیسائیوں کو جمع کیا۔ انہوں نے اس سے مناظرہ کیا تو سب کو اس نے چپ کرا دیا۔ تب بادشاہ نے بڑی اس کی عزت کی پھر اس نے بادشاہ کی لڑکی دیکھی اور اس پر فریفتہ ہو گیا۔ اور بادشاہ سے درخواست کی کہ اس کا نکاح میرے ساتھ کر دے۔

اس نے کہا اگر تم نصرانی ہو جاؤ تو نکاح کر دوں گا اس نے قبول کر لیا اور اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔

پھر ابن سقاء نے اس غوث کا کلام یاد کیا اور جان لیا کہ یہ مصیبت ان کے سبب سے ہوئی لیکن میری یہ حالت ہوئی کہ میں دمشق کی طرف آیا اور سلطان نور الدین ملک شہید نے مجھ کو بلایا اور ٹھہرنے پر مجبور کیا میں اس کا حاکم ہو گیا اور دنیا مجھ پر بہت سی آئی۔ گویا ہم تینوں کے بارے میں غوث کا کلام درست نکلا۔

جن مشائخ و علماء نے خود حضرت غوث اعظم کا کلام سنا

خبر دی ہم کو شیخ الفرح عبدالوہاب بن ابی المفاخر حسن بن فیتیان محمد بن

احمد کونی الاصل ازیلی مولد بغدادی پھر قاہرہ نے 665ھ میں کہا خبر دی ہے کہ شیخ صالح معمر بقیتہ السلف ابو الثناء محمود بن احمد کروی حمیدی جیلانی پھر بغدادی شافعی نے بغداد میں 620ھ میں وہ کہتے ہیں کہ اس تاریخ کو میری عمر ایک سو بیس سال سے گزر چکی تھی میں نے شیخ عبدالقادر شیخ بقاء بن بطو۔ شیخ شریف ابو سعید قیلوی شیخ عدی بن مسافر شیخ علی بن الہیتی۔ شیخ احمد بن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنھم کی زیارت کی ہے۔ اور خبر دی ہم کو فقیہ عدل ابو احمد عبدالملک بن ابی الفتح بن منصور پھر مسقا منجی اعزازی شافعی محدث نے قاہرہ میں 636ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ معمر بقیتہ السلف شرف ابو عبداللہ محمد بن علی سبکی شافعی نے وہ ہمارے پاس اعزاز سے 621ھ میں آیا اور کہنے لگا کہ میری عمر اس وقت سو سال سے بڑھ کر ہے۔ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے اور میری عمر سال کی تھی میں بغداد میں ان کی صحبت میں مدت تک رہا ہوں اور بیان کیا ہم کو فقیہ اصیل ابو محمد حسن بن شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن علی زردار بغدادی نے بغداد میں 634ھ میں کہا خبر دی امام علامہ ابوالبقا عبداللہ بن الحسین بن ابی البقا ابن الحسین عکبر الاصل بغدادی مولد اور گھر فقیہ پسندیدہ نحوی نابینا نے بغداد میں 611ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللہ بن احمد خشاب بغدادی حنبلی نحوی اور شیخ امام ابوبکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ تمیمی بکری بغدادی حنبلی نے بغداد میں 564ھ میں اور خبر دی ہم کو جلیل محی الدین ابو محمد بن یوسف بن امام ابوالفرح عبدالرحمٰن بن علی جوزی فقیہ حنبلی نے بغداد میں 639ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو ہریرہ محمد بن ابی الفتوح لیث بن شجاع بن مسعود بن ابوالفضل بغداد ازجی دنیاری نابینا مشہور ابن ابو سطانی نے بغداد میں 613ھ میں کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو الخیر عبدالمغیث بن ابی حرب زہیر بن زہیر بن علوی بغدادی جوبی حنبلی نے بغداد میں 573ھ میں وہ کہتے ہیں کہ ہم شیخ محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بغداد میں ان کی رباط حلبہ میں حاضر تھے۔

اس وقت ان کی مجلس میں عراق کے اکثر شیخ حاضر تھے ان میں سے شیخ علی بن البہتی زریرامی، شیخ بقا بن بطو نہر ملکی، شیخ شریف ابو سعید قیلوی، شیخ موسیٰ بن ماہین زولی جو کہ حج کر کے بغداد میں اسی دن آئے تھے۔ شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی، شیخ ابو الکرام معمر شیخ ابو العباس احمد بن علی جو سقی صرصری شیخ ماجہ کردی، شیخ ابو حکیم بن ابراہیم بن دینار نہروانی، شیخ ابو عمر و عثمان بن مرزوق قرشی کہ جو اسی روز بغداد میں زیارت کے لیے آئے تھے۔ شیخ مکارم اکبر، شیخ مطر بادرانی، شیخ جاگیر، شیخ خلیفہ بن موسیٰ اکبر، شیخ صدقہ بن محمد بغدادی، شیخ یحییٰ بن محمد دوری مرتعش، شیخ ضیاء الدین ابراہیم بن ابی عبداللہ بن علی جوبی، شیخ ابو عبداللہ محمد دریامی قرشی جو کہ اس دن بغداد میں آئے تھے۔ شیخ ابو عمرو عثمان بن مردہ بطائحی شیخ تضیب البان موصلی، شیخ ابو العباس احمد .بقلی مشہور ریحانی، شیخ ابو العباس احمد قرشی ظاہر تصرف والے اور اس کے شاگرد شیخ داؤد جو کہ جوان تھے ان کا حال یوں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ پانچوں وقت نماز مکہ مکرمہ شرفہا اللہ تعالیٰ پڑھا کرتے تھے۔ شیخ ابو عبداللہ بن محمد عبداللہ عراقی مشہور خاص۔ شیخ ابو عمرو عثمان بن احمد عراقی مشہور شوکی۔ اور کہا جاتا تھا کہ وہ رجال غیب سیلانی ہیں۔ شیخ سلطان بن احمد مزین، شیخ ابوبکر بن عبدالحمید شیبانی مشہور حیاری، شیخ ابو العباس احمد بن استاد، شیخ ابو محمد احمد بن عیسیٰ معروف کو بجی، شیخ مبارک بن علی جیلی، شیخ ابو البرکات بن معدان عراقی، شیخ عبدالقادر بن حسن بغدادی، شیخ ابو المسعود احمد بن ابی بکر حزیمی عطار، شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی معالی بن قائد ادانی، شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزار جو کہ جوان تھے۔ شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی جو کہ جوان تھے۔ شیخ ابو الثناء محمود بن عثمان نعل بند، شیخ ابو حفص عمر بن نصر غزال، شیخ ابو محمد فرسی پھر بغدادی، شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی جو کہ جوان تھے۔ شیخ عباد دربان، شیخ مظفر جمال، شیخ ابوبکر حمامی مشہور مزین، شیخ جلیل صاحب قدم درزہ، شیخ ابو عمرو عثمان طریفی، شیخ ابو الحسن جو سقی مشہور ابی عواجا، شیخ ابو محمد عبدالحق حزیمی، شیخ

ابو علی محمد بن محمد فراء وغیرہم رضی اللہ عنہم اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے روبرو کلام کرتے تھے۔ ان کا دل حاضر تھا اور فرمایا میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

تب شیخ علی بن الہیتی کھڑے ہوئے کرسی پر چڑھے اور شیخ کے قدم کو اپنی گردن پر رکھ لیا اور ان کے دامن کے نیچے داخل ہوئے اور تمام حاضرین نے اپنی گردنیں بڑھائیں۔

اور خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی بکر بن علی بن احمد ابہری الاصل بغدادی مولدو گھر نے قاہرہ میں 635ھ میں کہا کہ میں 630ھ میں ایسی مجلس میں حاضر ہوا کہ اس دن مشائخ بغداد سے بھری ہوئی تھی پھر ان میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ ذکر ہوا تو شیخ جلیل ابن شیخ ابو العباس احمد صرصری نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابوالمسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا 579ھ میں قصد کیا اور میں نے ان سے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس وقت حاضر تھا اور میں نے یہ ان کے منہ سے سنا تھا۔ اس دن ان کی مجلس میں قریباً پچاس مشائخ تھے جو کہ اس زمانہ کے مشہور تھے۔ میں نے ان کو دیکھا تھا کہ جب انہوں نے یہ بات کہی تو سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور ان پر انکساری کی علامت ظاہر ہوئی میں نے شیخ علی ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ کرسی پر چڑھ کر ان کی طرف بڑھے اور شیخ کے قدم کو اپنی گردن پر رکھ لیا تب شیخ ابو الخفاف بغدادی نے کہا کہ میں کہا میں نے بھی شیخ ابوالمسعود سے یہ بات کئی مرتبہ سنی ہے۔ شیخ ابو عمرو عثمان بن سلیمان معروف پستہ قد نے کہا کہ میں نے بھی شیخ ابو عبداللہ محمد بن قائدادانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا ادان میں بتاریخ 10 محرم 584ھ میں قصد کیا اور ان سے شیخ عبدالقادر کے اس قول کی بابت پوچھا تو انہوں نے ایسا ہی ذکر کی جیسا کہ شیخ ابو المسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا

ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو یوسف یعقوب بن بدران انصاری مقری قاہری نے قہرہ میں 667ھ میں کہا کہ میں بغداد میں 661ھ میں داخل ہوا قاضی القفاۃ ابو صالح نضر کی زیارت کا اس کے درس کے مدرسہ باب ازج میں قصد کیا میں نے اس کے پاس ایک جماعت پائی تب اس کو ان میں سے ایک نے کہا کہ تم نے شیخ عبدالقادر کے اس قول میں کیا سنا ہے تو اس نے کہا میں نے ابو بکر عبدالرزاق اور اپنے چچاؤں ابو عبدالرحمٰن عبداللہ' ابو عبداللہ عبدالوہاب' ابو اسحٰق ابراہیم اولاد شیخ عبدالقادر رحمہم اللہ سے مختلف اوقات میں سنا تھا وہ سب کہتے تھے کہ ہم اس مجلس میں حاضر تھے جن میں کہ ہمارے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اور اس میں قریباً پچاس وہ مشائخ تھے جو کہ عراق کے اکابر میں سے تھے سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں تھیں اور ابن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا تھا پھر ہم کو ان شہروں کے متفرق مشائخ سے جو اس وقت حاضر تھے یہ روایات پہنچی ہیں کہ بلاشبہ انہوں نے اپنی گردنوں کو بڑھایا تھا اور ان سے ان کے مقولہ کی خبر دی اور ہم کو کسی سے یہ بات نہیں پہنچی کہ اس نے ان کا انکار کیا ہو۔

جن مشائخ کو حضور غوث اعظم کا قول بیان کے وقت کشف سے معلوم ہو گیا

منجملہ ان کے سید شریف شیخ ابو سعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں) خبر دی ہم کو فقیہ جلیل ابو غالب رزق اللہ بن ابی عبداللہ محمد بن یوسف رقی شافعی نے قاہرہ میں 629ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو اسحاق ابراہیم بن الشیخ پیشوا ابوالفتح منصور بن الاقدام رتی تے اس میں 623ھ میں کہا خبر دی ہم کو منصور نے 586ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشوا ابو عبداللہ محمد بن ماجد رتی نے اس میں 560ھ میں۔

اور بیان کیا ہم کو ابو الفتوح نصر اللہ بن ابی المحاسن یوسف بن خلیل بن علی بن مفرج بغدادی ازجی حنبلی محدث نے بھی قاہرہ میں 667ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو العباس احمد بن اسماعیل بن حمزہ بن ابی البرکات مبارک بن حمزہ بن عثمان بن حسن بغدادی ازجی مشہور ابن الطبال نے بغداد میں 627ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں نے ایک تو شیخ معمر ابو المظفر منصور بن مبارک بن فضیل ابن ابی نعیم واسطی واعظ اور دوم امام ابو محمد عبداللہ ابن ابی الحسن ابن ابی الفضل شامی جباری الاصل بغدادی مکان والے پھر اصحانی نے بغداد میں 601ھ میں یہ کہتے تھے کہ ہم نے سید شریف شیخ پیشوا ابو سعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قیلویہ میں سنا وہ کہتے تھے جب کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے کہا کہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر تجلی کی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کو خلعت مقربین ملائکہ کے ہاتھ پر آئی اور پہنایا اس کو اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت کے سامنے متقدمین و متاخرین میں سے جو زندہ تھے وہ تو اپنے جسموں کے ساتھ اور جو مر چکے تھے وہ اپنی روحوں کے ساتھ اور ملائکہ و رجال الغیب تمام اس مجلس میں گھیر رہے تھے اور ہوا میں صف بستہ کھڑے تھے یہاں تک کہ تمام افق کو بند کر لیا تھا۔ زمین پر کوئی ایسا ولی اللہ نہیں رہا تھا کہ جسنے گردن نہ جھکائی ہو۔

(2) شیخ بقاء بن بطو رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

خبر دی ہم کو شیخ علامہ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن الشیخ امام عالم عماء الدین ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالواحد بن علی مقدسی حنبلی نے قاہرہ میں 665ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ شریعت ابو القاسم ہبتہ اللہ بن احمد خطیب مشہور ابن منصوری نے بغداد میں 631ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو القاسم عمر بن مسعود مشہور بزاز نے بغداد میں 592ھ میں کہا میں نے سنا بقابن بطو نہر ملکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہتے تھے جب کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو فرشتوں نے کہا اے خدا کے بندے تم نے سچ کہا۔

(3) شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

خبری دی ہم کو فقیہ اصیل ابو الفضل منصور بن احمد بن ابی الفرح عراقی دوری پھر بغدادی حنبلی نے قاہرہ میں 674ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ علامہ کمال الدین ابو العباس احمد بن محمد بن سھدویہ حریقینی فقیہ حنبلی نے بغداد میں 641ھ میں سنا میں نے شیخ صالح ابو محمد یوسف مظفر بن شجاع عاقولی الاصل بغدادی ازجی صفار سے بغداد میں 622ھ میں وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شروع 656ھ میں قصد کیا انہوں

نے فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا کہ اصحاب شیخ عبدالقادر میں سے ہوں اور بغداد سے آیا ہوں تب انہوں نے کہا واہ واہ ! وہ تو زمین کے قطب ہیں تین سو ولی اور سات سو رجال غیب زمین کے بیٹھنے والوں اور ہوا میں اڑنے والوں نے جب کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اپنی گردنوں کو ان کے لیے ایک وقت میں جھکا دیا تھا۔ عاقولی نے یہ کہا کہ یہ بات میرے نزدیک بڑی معلوم ہوئی۔ پھر ایک مدت کے بعد ام عبیدہ کے پاس آیا کہ شیخ احمد [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کروں تب میں نے ان سے جو شیخ عدی سے [illegible] بارے میں سنا تھا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ شیخ عدی نے سچ کہا ہے۔

(4) شیخ ماجد کروی اور شیخ مط[illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

بیان کیا ہم کو ابو محمد ماجد بن محمد بن خالد بن ابی بکر بن سیمابن غانم عراقی حلوانی بغدادی نے قہرہ میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابوبکر محمد بن شیخ عوض بن سلامت غراد بغدادی صوفی نے بغداد میں 630ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے والد عوض صاحب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے شیخ محمد بشنکی شیخ ابو احمد عبدالباقی بن عبدالجبار ہروی بغدادی صوفی حرضی۔ شیخ ابو عبداللہ استاد مہر بن محمد خیلانی نے بغداد سے شیخ ابو ماجد کروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا جبل حمرین کی طرف قصد کیا۔ جب ہم ان کی خدمت میں آئے تو انہوں نے ہماری عزت کی اور چند روز ہم ان کے پاس رکے اور جب ان سے لوٹنے کی اجازت طلب کی تو کہا کہ میں تم کو ایک توشہ دیتا ہوں جس کو تم مجھ سے لیتے جاؤ جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو اس وقت کوئی ایسا ولی اللہ زمین پر نہیں رہا تھا کہ جس نے اپنی گردن ولی اللہ کے لیے تواضع کرتے ہوئے اور ان کے مرتبہ کا اقرار کرتے ہوئے نہ جھکائی ہو۔

اور صالحین جنات کی کوئی ایسی مجلس نہ ہو گی کہ جس میں اس کا ذکر نہ

ہوا ہو میں نے ان کا ارادہ کیا۔ اور تمام زمانہ کے نیک بخت جنوں کے قاصد ان کی خدمت میں مسلمان ہوتے ہوئے اور ان کے ہاتھ پر توبہ کرتے ہوئے آئے ان کے دروازہ پر جمع ہو کر کہا کہ ہم نے اس کو رخصت کیا اور ہم لوٹ کر شیخ مطر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو گئے۔ ہمارے دلوں میں جو ہم شیخ ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا تھا ایک بڑی بات تھی۔ جب ہم ان کی خدمت میں گئے تو انہوں نے مرحبا اور کہا کہ میرے بھائی نے جو بات تم کو شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہی ہے۔ وہ سچ ہے۔

(5) شیخ مکارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

کہا خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحییٰ بن محمد قرشی بغدادی نے قاہرہ میں 673ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ علامہ محی الدین ابو عبداللہ محمد بن حامد بن آمدی الاصل بغدادی گھر والے حنبلی نے جو کہ مشہور توحیدی ہیں۔ پوتے حافظ ابوبکر عبدالرزاق نے بغداد میں 639ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالرحمان بن شیخ ابو حفص عمر بن نصر بن علی بن عبدالدائم بغدادی واعظ مشہور ابن العزال نے بغداد میں جامع منصور میں شروع رجب 614ء میں میں کہا کہ میں نے زیارت کی شیخ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن شیخ محی الدین ابی محمد عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان کے والد کے مدرسہ میں باب ازج میں 539ھ میں اور میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اس مجلس میں حاضر تھے جس میں کہ تمہارے والد نے یہ کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے کہا کہ ہاں اور اس مجلس میں قریباً پچاس ایسے مشائخ تھے جو کہ مشہور تھے۔ میں نے ان سب کو دیکھا تھا جو کہ اپنی گردنوں کو جھکائے ہوئے تھے اور جب شیخ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور حاضرین چل دیئے۔ مگر شیخ مکارم شیخ محمد خاص شیخ احمد بن العربی اور ان کے شاگرد داؤد وہیں رہے تب میں نے اور میرے دونوں بھائی عبدالعزیز اور عبدالجبار ان کے پاس ہو کر بیٹھے اور شیخ مکارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں خدائے عزوجل کو حاضر جان کر گواہی

دیتا ہوں کہ اس دن ان لوگوں میں سے جن کو تمام ملک میں ولایت قرار پا چکی تھی خواہ قریب تھے یا بعید کوئی ایسا ولی نہ ہو گا مگر اس نے دیکھا ہو گا کہ قطبیت کا جھنڈا شیخ عبدالقادر کے سامنے اٹھایا گیا ہے۔ اور فوقیت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا ہے۔ اور دیکھا ہو گا کہ ان پر دنیا اور مافیہا میں عام تصرف کی خلعت ہے جس کو چاہیں ولایت دیں اور جس کو چاہیں معزول کر دیں۔

وہ شریعت و حقیقت کے دونوں نقشوں سے منقش ہے۔ اس نے سنا ہو گا یہ کہتے ہیں کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اور اس لیے ایک ہی وقت میں ہر ولی اللہ نے اپنا سر نیچے رکھ دیا ہے۔ حتیٰ کہ دس ابدالوں نے جو کہ خواص ملک و سلاطین وقت ہیں۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں کہا شیخ بقا ابن بطو، شیخ ابو سعید قیلوی، شیخ علی بن الہیتی، شیخ عدی بن مسافر، شیخ موسیٰ زولی، شیخ احمد بن زوعی، شیخ عبدالرحمان طفونجی، شیخ ابو محمد عبداللہ بصری شیخ حیات بن قیس حرانی، شیخ ابو مدین مغربی۔

تب شیخ ابو محمد خاص اور شیخ احمد بن العربی نے ان سے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔ کہا کہ میں نے اور میرے دونوں بھائیوں نے ان سے یہ بات یاد کرلی اور اس کو اپنے پاس مقید رکھا۔

ابن غزال کہتے ہیں کہ میں اس کے پاس سے لوٹا۔ اور اس کے دونوں بھائیوں عبدالعزیز اور عبدالجبار کے پاس آیا ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ویسے ہی جواب دیا جو اس نے کہا تھا اور ذرا بھی اس سے خلاف نہ کیا۔

(6) شیخ خلیفہ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ہم کو خبر دی ابو محمد حسن بن ابو القاسم احمد بن محمد بن ابی القاسم اور خلف بن احمد بن محمد بغدادی حریمی مشہور جدہ ابن قوقا نے قاہرہ میں 666ھ میں کہا خبر دی ہم کو محمد بن الف نے بغداد میں 625ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو القاسم بن ابی بکر بن احمد بن ابی السعادات حمد بن مکرم بندلیجی الاصل بغدادی

گھر والے ازجی نے بغداد میں 593ھ میں کہا کہ میں نے شیخ خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغداد میں سنا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اکثر (بطور کشف) دیکھنے والے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شک شیخ عبدالقادر نے کہا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے۔ کیونکر نہ کہے وہ قطب ہے اور میں اس کا محافظ ہوں۔

(7) شیخ لولو ارمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

مئولف نے کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو علی عباس بن شیخ ابو موسیٰ عمران بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم قراری شافعی نے قاہرہ محروسہ میں 636ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے والد عمران اور میرے چچا نے جو کہ میرے باپ کے سے تھے۔ یعنی شیخ ابو محمد عبداللہ محمد بن ابراہیم بن اسماعیل مشہور صادق فزاری 622ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی ہمارے پیشواء ابو الخیر عطا بن عبدالعزیز بن نعیم بن نازو کہ بن تیمان بن زرین بن مصری نے سواد مصر کے برسوم میں 590ھ میں کہاکہ میں مکہ مکرمہ میں مجاور تھا خدا اس کو شرف دے۔ 500ھ میں اور اس میں اس دن شیخ لولو ارمنی جو کہ لوگوں میں قطب مانا جاتا تھا اور شیخ ماردینی ان کی خدمت میں تھے ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے پاس ہمارے شیخ ابو عبداللہ محمد بن سمیری شیخ ابو عبداللہ محمد دیسنی، شیخ صلاح الدین مشہور امام الحرم شیخ ابو حفص عمر بن محمد مغربی عددی، شیخ ابو محمد عبداللہ بن ابیہ غش ماردینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔

میں نے اللہ کے ساتھ اس کا معاملہ دیکھا جو اور کسی کا نہیں دیکھا تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ معلوم نہیں یہ کس شیخ کی طرف منسوب ہیں تب انہوں نے میرے خیال سے سبقت کر کے یہ کہا کہ اے عطا میرے شیخ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے یہ کہا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی

اللہ کی گردن پر ہے اور اس وقت 313 اللہ تعالیٰ کے ولیوں نے پوری دنیا میں اپنے سروں کو جھکا دیا تھا۔

ان میں سے حرمین شریفین میں سترہ' عراق میں ساٹھ' عجم میں چالیس شام میں تیس' مصر میں بیس' مغرب میں ستائیس' یمن میں تیئیس' حبشہ میں گیارہ سد یا جوج ماجوج میں سات' سراندیپ میں سات' کوہ قاف میں سینتالیس' جزائر بحر محیط میں چوبیس شخص ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

وہ مشائخ جنہوں نے تصدیق کی کہ حضور غوث پاک نے یہ بات اللہ کے حکم سے کہی

(1) شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

بیان کیا ہم کو ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسن علی بن حسین بن احمد بن عبدالرحمٰن دمشقی گھر والے موصلی نے قاہرہ میں 663ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو المفاخر عدی بن شیخ ابی البرکات صخر نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ متقدمین مشائخ میں سے کسی نے کہا ہو سوائے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے کہا نہیں میں نے کہا پھر اس امر کے کیا معنے ہیں کہا یہ بات اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں فرد ہے۔

میں نے کہا ہر وقت کے لیے ایک فرد ہوتا ہے کہا ان میں سے کوئی بھی اس امر کا سوائے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مامور نہیں ہوا کہ یہ بات کہے۔

میں نے کہا کیا ان کو اس امر کا حکم ہوا تھا انہوں نے کہا کیوں نہیں ان کو حکم ہوا تھا۔ اور تمام اولیائے کرام نے اپنے سروں کو امر ہی کی وجہ سے جھکایا تھا کہ تم کو معلوم نہیں کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو امر کے سوا سجدہ نہیں کیا۔

(2) شیخ ابو سعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو القاسم محمد بن عبادہ بن محمد بن عبادہ بن عبدالحسن بن منذری انصاری حلی نے قاہرہ میں 674ھ میں کہا میں نے شیخ عارف ابو الحسن علی غزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دمشق میں 612ھ میں سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ شریف ابو سعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا ایسے حال میں کہ میں سنتا تھا کہ کیا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدا کے حکم سے کہا تھا کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے کہا کیوں نہیں انہوں نے خدائی حکم سے کہا تھا جس میں کوئی شک نہیں۔

وہ زبان قطبیت کی ہے اور قطبوں میں ہر زمانہ میں بعض تو ایسے ہیں کہ ان کو سکوت کا حکم ہوتا ہے۔ سو ان کو سوائے سکوت کے اور کچھ نہیں گنجائش ہوتی۔

اور بعض وہ ہیں کہ ان کو بیان کا حکم ہوتا ہے۔ سو ان کو سوائے بیان کے چارہ نہیں ہوتا۔ وہ مقام قطبیت میں زیادہ کامل ہوتا ہے کیونکہ وہ شفاعت کی زبان ہوتی ہے۔

(3) شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالسلام بن محمد عبدالسلام بن ابراہیم بن عبداللہ بصری بغدادی المولد وگھر نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ شریف ابو القاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ بن احمد مشہور ابن المنصوری نے بغداد میں 631ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو محمد علی بن ابوبکر بن دریس یعقوبی نے وہاں پر 611ھ میں کہا جب کہ سیدی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو ان کی طرف شیخ سیدی علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑھے اور کرسی پر چڑھ کر ان کے قدم کو پکڑ لیا۔ اس کو اپنی گردن پر رکھ لیا اور ان کے دامن تلے داخل ہو گئے۔ ان کے اصحاب نے ان سے کہا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تب انہوں نے جواب دیا اس لیے کہ ان

کو اس کا امر ہوا تھا۔

اور ان کو حکم دیا تھا کہ اولیاء میں سے جو شخص اس کا انکار کرے وہ معزول کیا جاوے۔ لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ سب سے پہلے میں اس حکم کی تعمیل کروں۔

(4) شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن شیخ ابی الجبہ مبارک بن یوسف بن غسان قرشی بطائحی شافعی نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشوا ابو اسحاق ابراہیم بن شیخ عارف ابو الحسن رفاعی بطائحی مشہور اعراب نے ام عبیدہ کے مکان میں 621ھ میں کہا کہ میرے والد نے سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کلمہ کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ حکم سے کہا تھا یا بغیر حکم کے کہا بلکہ حکم سے کہا تھا۔

(5) شیخ ابو القاسم بن عبداللہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو المحاسن یوسف بن ابی العباس احمد بن نسیب بن حسین بصری مالکی نے قاہرہ میں 679ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الفرج حسین بن محمد بن احمد بن دویرہ بصری مقری حنبلی نے بصرہ میں 638ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو العباس احمد بن مطیع باسبری نے وہاں پر 617ھ میں کہا میں نے شیخ پیشواء ابو قاسم بن عبداللہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بصرہ میں سنا کہ وہ کہتے تھے۔ جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ حکم دیا گیا کہ یہ کہیں کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو میں نے تمام مشرق و مغرب کے اولیاء کو دیکھا کہ وہ ان کی تواضع کے لیے اپنے سروں کو نیچے کیے ہوئے ہیں مگر ایک شخص نے عجم کے ملک میں سر نہ جھکایا تب اس کا حال خراب ہو گیا۔

(6) شیخ حیات بن قیس حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو محمد عبدالرحمان احمد بن محمد بن عبدالدائم بن علی

قرشی مقدسی حنبلی نے قاہرہ میں 672ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالملک بن شیخ عارف ابی عبدالملک ذیال بن شیخ ابی محمد عبداللہ بن شیخ عارف ابوالمعالی بن ارشد بن نبہان عراقی الاصل مقدسی گھر والے نے 631ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے والد نے 613ھ میں کہا کہ میں شیخ پیشوا حیات بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جمعہ کے دن 3 رمضان 579ھ میں جامع حران میں حاضر ہوا۔ تب ان کے پاس ایک شخص آیا اور ان سے درخواست کی کہ مجھ کو آپ اپنی مریدی میں داخل کر لیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تم پر میرے سوا دوسرے کا نشان ہے۔ اس نے کہا کہ میں بیشک شیخ عبدالقادر کی طرف منسوب ہوں لیکن میں نے کسی سے ان کا خرقہ نہیں لیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو ایک مدت دراز تک شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سایہ کے تلے رہے ہیں اور ان کے عرفان کے سرچشمہ سے خوشگوار میٹھے پانی کے پیالے پیئے ہیں اور نفس صادق ان کی خدمت سے لوٹتا تھا تو اس کے نور کا شعاع تمام اطراف زمین میں پھیلتا تھا۔ جس طرح کہ آگ کے چنگارے پھر ان سے اصحاب کے حالات کے اسرار اعلیٰ قدر مراتب روشنی لیتے تھے۔

جب ان کو حکم آیا کہ یہ کہیں کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء اللہ کے دلوں میں نور اور ان کے علوم میں برکت کو بڑھا دیا۔ ان کے حالات اس برکت کی وجہ سے کہ انہوں نے اپنے سر جھکا دیئے تھے۔ بلند کر دیئے۔ وہ سابقین کے لباس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ یعنی نبیوں صدیقوں شہیدوں صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ۔

جن مشائخ نے شیخ کے قول پر سر تسلیم خم کیا

(1) شیخ بقا بن بطور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

بیان کیا ہم کو ابو الحسن علی بن ازومر بغدادی محمدی نے قاہرہ میں 673ھ میں کہا خبر دی ہم کو فقیہ ابو عبداللہ محمد بن علی بن عبدالرحمان بن یوسف عراقی باسری پھر بغدادی حنبلی نے بغداد میں 633ھ میں کہا میں نے شیخ صالح ابو بکر بن شیخ الو لغنائم اسحاق بن بطور نہر ملکی سے بغداد میں 589ھ میں سنا کہ میں اپنے چچا شیخ بقا بن بطو کے ساتھ شیخ عبدالقادر کی مسجد میں بغداد میں تھا۔ اس وقت شیخ عبدالقادر نے کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تب میرے چچا نے اپنی گردن جھکا دی۔

خبر دی ہم کو ابو المعالی صالح بن یوسف بن عجلان بن نصر عسقلانی بغدادی قطنی شافعی نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللطیف بغدادی مشہور مطرز نے بغداد میں 628ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد بن ابی بکر بن شجاع بغدادی حنبلی مشہور ابن نقطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گوشہ مکان میں بغداد میں 559ھ میں کہا کہ میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بغداد میں شیخ بقاء بن بطور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلوں میں بیٹھا تھا۔ اتنے میں شیخ عبدالقادر نے کہا کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر شیخ بقاء نے اپنی گردن کو جھکا دیا رضی اللہ عنہ و عنا بہ عنبہ و کرمہ۔

(2) سید شریف شیخ ابو سعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو الفرح عبدالحمید بن معالی بن عبداللہ بن علی صرصری پھر بغدادی حنبلی نے قاہرہ میں 668ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو حفص عمر بن شیخ خیر سعید بن شیخ شریف پیشوا ابو سعید قیلوی نے قیلولہ میں 570ھ میں کہا میں سید ابی سعید کے ساتھ بغداد میں 570ھ میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں تھا اس وقت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر میرے باپ نے اپنی گردن جھکا دی

ہم کو خبر ابو الفضل منصور بن احمد بن ابی الفرح عراقی دوری پھر بغدادی

حنبلی نے قاہرہ میں 674ھ میں اس نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو الفضل اسحاق بن احمد بن غانم علثی نے قاہرہ میں 633ھ میں اس نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد طلحہ بن مظفر غانم علثی نے علث کے ایک گوشہ میں 583ھ میں اس نے کہا کہ میں اپنے شیخ عبدالقادر کی مجلس میں بغداد میں ان کی رباط میں موجود تھا اور شیخ شریف ابو سعید قیلوی میرے آگے بیٹھے تھے۔ تب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اس وقت شریف شیخ ابو سعید قیلوی نے اپنی گردن جھکائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(3) شیخ سیدی علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ہم کو خبر دی ابو محمد رجب بن المنصور بن نصر اللہ عونی وادی نصیبنی نے قاہرہ میں 625ھ میں اس نے کہا میں نے اور شیخ مسعود حارثی نے نے یعقوبا کی طرف شیخ علی بن ادریس کی زیارت کے لیے 617ھ میں جانے کا قصد کیا۔ جب ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان سے کسی نے پوچھا کہ کیا شیخ علی بن الہیتی نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس وقت قدم پکڑ لیا تھا جب کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا تھا تو میں اس وقت حاضر تھا اور جوان تھا ہمارے شیخ علی بن الہیتی کرسی پر کھڑے ہوئے اور شیخ عبدالقادر کے قدم کو اپنی گردن پر رکھ لیا تھا اور ان کے دامن میں داخل ہو گئے اور یہ کہا کہ یہ پوری اور کامل تر اطاعت ہے۔

ہم کو خبر دی شیخ ابو الحسن علی بن آدم بن عبداللہ بغدادی محمدی نے قاہرہ میں 673ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ معمر بقیۃ السلف ابو الحسن علی بن محمد بن محمد بن' احمد بن حسن بغدادی صوفی حنبلی نے جو کہ سقاء کے نام سے مشہور ہیں۔ بغداد کی مسجد جامع الخلیفہ میں 962ھ میں، اور کہا کہ اس تاریخ میں میری عمر 107 سال کی تھی اور کہا کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر کی صحبت میں رہا ہوں اور

مدت تک ان کی خدمت کی میں اس مجلس میں حاضر ہوا تھا۔ جس میں کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ میں نے ان کے الفاظ سے یہ بات سنی ہے۔ میں اس دن بیس سال سے زیادہ عمر کا تھا۔ میں نے شیخ علی بن الہیتی کو دیکھا کہ وہ کرسی پر چڑھے اور شیخ کے قدم مبارک کو پکڑ کر اپنی گردن پر رکھ لیا۔

جب لوگ چلے گئے تو ان کو ان کے مریدوں نے اس کے متعلق پوچھا تو کہا کہ کاش تم جانتے (تو ایسا نہ کہتے)

ہم کو خبر دی ابو المظفر ابراہیم بن ابی عبداللہ بن ابی بکر بن نصر بغدادی مقری نے قاہرہ میں 669ھ میں اس نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ امام صالح معمر ابو الحسن علی بن نیا بن صالح بن نصر بن یوسف کروی حمیدی بغدادی قطیعی حنبلی نے بغداد میں 611ھ میں کہا کہ اس دن جب کہ سیدی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے میری عمر 30 سال سے زائد تھی میں اس روز اس مجلس میں حاضر تھا۔ میں نے خود سنا تھا کہ آپ یہ الفاظ کہتے ہیں۔

میں نے شیخ علی بن الہیتی کو دیکھا کہ انہوں نے شیخ کے قدم کو کرسی پر چڑھ کر اپنی گردن پر رکھ لیا اور جتنے اولیاء مجلس میں موجود تھے سب نے اپنی اپنی گردنیں نیچی کر لیں اور یہ کہا کہ میں پہلے سے ان کی سات سال تک خدمت میں رہا تھا۔

(4) شیخ سیدی احمد بن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خبر دی ہم کو ابو محمد سالم بن علی بن عبداللہ بن سنان صوفی و میاطی مولد اور گھر والے نے قاہرہ 677ھ میں کہا کہ ہم کو خبر دی صلحاء مشائخ نے جو کہ عراق میں پیشوا تھے یعنی شیخ ابو طاہر جلیل بن شیخ ابو العباس احمد صرصری جوسقی شیخ ابو الحسن خفاف بغدادی شیخ ابو حفص عمر بریدی، شیخ ابو القاسم عمر درودانی، شیخ ابو الولید زید بن سعید، شیخ ابو عمرو عثمان بن سلیمان کو کہ قصیر (پست قد)

مشہور ہیں بغدادی جامع منصور میں 624ھ میں ان سب نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابو الفرح عبدالرحیم اور ابو الحسن علی نے جو کہ شیخ پیشوا ابو العباس احمد بن ابی الحسن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے تھے اور وہ ہمارے پاس بغداد میں آئے تھے۔ 580ھ کے قریب ان دونوں نے کہا کہ ہم اپنے شیخ احمد بن رفاعی کی خدمت میں آئے گوشہ میں ام عبیدہ میں تھے۔ تب انہوں نے اپنی گردن بڑھائی اور کہا کہ میری گردن پر پھر ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ نے کیا کہا۔ انہوں نے فرمایا کہ بیشک اس وقت شیخ عبدالقادر نے بغداد میں یہ کہا تھا کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

خبردی ہم کو شریف جلیل ابو عبدہ محمد بن ابی العباس خضر بن عبداللہ بن یحییٰ بن محمد حسینی موصلی نے قاہرہ میں 667ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابوالفرج عبدالحسن نے جن کا نام حسنا بن محمد احمد بن دویرہ مقری حنبلی بصری تھا۔ بصرہ میں 637ھ میں اس نے کہا کہ شیخ ابو بکر عتیق بن ابی الفضل محمد بن عثمان ابن ابی الفضل بندلجی الاصل بغدادی مولد اور گھر والے ازجی نے جو کہ معتوق مشہور تھے۔ بغداد میں 601ھ میں یہ کہا کہ میں نے شیخ سیدی احمد بن ابی الحسن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ام عبیدہ میں 576ھ میں زیارت کی۔ تب میں نے ان کے اکابر اصحاب اور پرانے مریدوں سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ شیخ ایک دن اسی جگہ تشریف رکھتے تھے۔ خیمہ کی طرف اشارہ کیا اور اپنا سر جھکا دیا اور فرمایا کہ میری گردن پر تب لوگوں نے پوچھا تو فرمایا کہ بلاشبہ اس وقت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد میں کہا ہے کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر ہم نے اس تاریخ کو لکھ رکھا سو جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی نکلا۔

(5) شیخ عبدالرحمٰن طفونجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم کو خبردی شیخ صالح ابو حفص عمر بن ابی المعالی نصر بن محمد بن احمد قرشی ہاطمی طفونجی پیدائش اور گھر والے شافعی نے قاہرہ میں 667ھ میں کہا خبردی

ہم کو شیخ اصیل صالح ابو عبد اللہ محمد بن ابی الشیخ صالح ابو حفص عمر بن شیخ پیشوا ابو محمد عبدالرحمان طفسونجی نے طفسوج میں 623 میں کہا کہ خبردی ہم کو ابو عمر نے 573ھ میں کہا کہ میرے باپ نے ایک دن طفسونج میں اپنے یاروں کے درمیان بیٹھے ہوئے گردن جھکائی اور کہا میرے سر پر تب ہم نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ بیشک شیخ عبدالقادر نے اس وقت بغداد میں کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر ہم نے وہ تاریخ لکھ لی اس کے بعد ہم کو بغداد سے خبر آئی کہ شیخ نے اسی دن یہ بات کہی تھی جو تاریخ ہم نے لکھ رکھی تھی۔

(6) شیخ نجیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم کو خبردی فقیہ ابو علی اسحاق بن علی بن عبداللہ بن عبدالدائم بن صالح ہمدانی صوفی شافعی محدث نے قاہرہ میں کہا کہ خبردی ہم کو شیخ جلیل الاصل ابو محمد عبداللطیف بن الشیخ ابی النجیب عبدالقادر بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ سہروردی پھر بغدادی فقیہ شافعی صوفی نے اربل میں 608ھ میں کہا میں اپنے باپ ابو النجیب کی خدمت میں بغداد میں شیخ عبدالقادر کی مجلس میں حاضر ہوا۔ تب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے پھر میرے والد نے اپنا سر جھکا دیا قریب تھا کہ زمین تک پہنچ جائے اور کہا کہ میرے سر پر میرے سر پر تین بار کہا۔

(7) شیخ موسیٰ زولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم کو خبردی فقیہ ابو علی حسن بن نجم الدین بن عیسیٰ بن محمد حورانی حنبلی نے قاہرہ میں 663ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الفتوح یحییٰ بن شیخ ابو السعادات سعد اللہ بن ابی عبداللہ بن مجد تکریتی نے تکریت میں کہا کہ میں اس میں بطور وفد کے 617ھ میں گیا ہوا تھا اور کہا کہ میں نے ایک دفعہ تکریت سے اپنے والد ابو السعادات کے ساتھ بغداد کی طرف کو شیخ عبدالقادر کی زیارت کے لیے سفر کیا۔

اور ایک دفعہ ماردین کی طرف شیخ موسیٰ زولی کی زیارت کا کوچ کیا۔ پھر ایک دفعہ ہم شیخ زولی کے ساتھ بغداد میں آئے اور ارادہ حج کا رکھتے تھے۔ وہ شیخ عبدالقادر کی مجلس میں حاضر ہوئے اور ہم بھی ان کے ساتھ تب شیخ عبدالقادر نے کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تب شیخ نے اپنی گردن جھکا دی۔

(8) شیخ محمد موسیٰ بن عبد اللہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم کو خبر دی شیخ ابو المحاسن یوسف بن ابی المعالی احمد بن شیبب بن حسین بصری مالکی نے قاہرہ میں 659ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ فقیہ مقری عادل ابو طالب عبدالرحمان بن الفتح محمد بن ابی المظفر عبدالسمیع بن عبداللہ القرشی ہاشمی واسطی نے واسطہ میں 640ھ میں کہا میں ان دنوں میں کہ بچہ تھا اپنے والد ابوالفتح کے ساتھ بصرہ میں شیخ پیشوا ابو محمد بن عبداللہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا وہ اپنے اصحاب کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ پھر انہوں نے کلام قطع کی اور تھوڑی دیر غفلت و سکوت میں آگئے۔

ان کے جلال کی وجہ سے تمام حاضرین خاموش ہو گئے۔ پھر انہوں نے سر کو زمین پر رکھ دیا اور کہا کہ میرے سر پر۔ پھر جب وہ گھر داخل ہوئے تو میرے والد بھی ان کے ساتھ داخل ہوئے اور میں ان دونوں کے پیچھے تھا۔ تب ان سے میرے باپ نے پوچھا اور وہ ان سے جرات کر کے پوچھ لیا کرتے تھے۔ کہ اے میرے سردار! تم کو خدا کی قسم یہ بتلاؤ کہ آج یہ کیا معاملہ تھا اور کیا کلام تھا جو ہم نے آپ سے دیکھا انہوں نے فرمایا کہ بے شک شیخ عبدالقادر نے آج بغداد میں کہا ہے کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے. اور زمین پر کوئی ولی اللہ ایسا نہیں رہا جس نے میری طرح نہ کیا ہو۔ جیسا کہ تم نے مجھے دیکھا ہے۔

پس میرے باپ نے اس دن کی تاریخ لکھ لی اور بغداد کی طرف گئے میں

ان کے ساتھ تھا۔ تب ہم کو خبر دی گئی کہ شیخ عبدالقادر نے وہی بات اسی دن کہی تھی۔ جس تاریخ کو میرے باپ نے بصرہ میں لکھ رکھا تھا۔

(9) شیخ حیات بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خبر دی ہم کو فقیہ اجل ابو المکارم خلیفہ بن محمد بن علی بن احمد بن محمد حرانی پھر بغدادی حنبلی نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوطالب عبداللطیف بن شیخ ابو الفرح محمد بن الشیخ ابو الحسن بن علی بن حمزہ بن فارس ابن محمد حرانی الاصل بغدادی گھر والے تاجر نے جو ابن القبیطی کے ساتھ مشہور تھا۔ بغداد میں 631ھ میں اس نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد ابو الفرج محمد نے اور وہ شیخ حیات بن قیس حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھے رہتے تھے۔ کہا کہ میں ان کی خدمت میں حران میں ایک دن حاضر ہوا۔ تب انہوں نے اپنی گردن لمبی کی اور کہا کہ میری گردن پر میرے والد اور ان کے صاحبزادہ شیخ ابو حفص عمر نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹا بیشک ہمارے استاد شیخ عبدالقادر نے اس وقت بغداد میں یہ کہا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

خبر دی ہم کو ہمارے شیخ مسند نجیب الدین ابو الفرج عبداللطیف بن شیخ علامہ نجم الدین ابن عبدالمنعم بن علی بن نصر بن منصور بن الفضیل حرانی نے قاہرہ میں 671ھ میں اس نے کہا کہ میں نے اپنے والد احمد اللہ سے کئی مرتبہ سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ حیات بن قیس حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حران میں دیکھا تھا کہ انہوں نے اس وقت جب کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اپنی گردن کو جھکایا اور یہ کہا کہ میری گردن پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(10) شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق و شیخ ابو الکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم کو خبر دی شیخ صالح ابو الحسن علی بن شیخ ابی زکریا یحییٰ بن ابی القاسم احمد

بن عبدالرحمان بغدادی ازجی نے قاہرہ میں 666ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالکریم بن منصور بن ابی بکر بن علی موصلی بغدادی محدث شافعی مشہور اثری بغدادی نے 631ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ امام اصیل ابوالخیر سعد بن الشیخ پیشوا علامہ ابو عمرو عثمان بن مزوق بن حمید بن سلامہ قرشی حنبلی مصری پیدائش اور بغدادی گھر والے نے بغداد میں 590ھ میں کہا کہ میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے مصر سے حج کا ارادہ کیا اور بغداد میں اپنے مشائخ کی زیارت کے لیے آیا خدا ہم کو ان سے نفع پہنچائے تب میں اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر کی مجلس میں حاضر ہوا اور اس دن بغداد میں عراق کے بڑے بڑے مشائخ جمع تھے اور میں شیخ ابو الکرم معمر اور ابو عبداللہ محمد دربانی قردینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک جانب بیٹھا تھا۔

پھر شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اس وقت تمام حاضرین نے اپنے سر کو جھکا دیا اور میں نے اپنا سر جھکا دیا یہاں تک کہ زمین کے قریب ہو گیا اور ایسا ہی شیخ ابو الکرام نے کیا۔ جب لوگ چلے گئے تو مجھ کو شیخ ابو الکرام نے کہا کہ زمین میں کوئی ولی اللہ نہیں رہا۔ جس نے حاضرین کی طرح سر نہ جھکایا ہو۔ مگر ایک شخص نے اصبان میں کہ اس نے سر نہیں جھکایا گویا اس کا حال بدل گیا۔ تب دربانی نے اس کی تصدیق کی۔

(11) شیخ ماجد کرولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم کو خبر دی ابو عبدہ محمد بن عیسیٰ ابن عبداللہ بن قیماز بن علی اور لی رومی اصل بغدادی گھر والے فقیہ نے قاہرہ میں 678ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو محمد عباس بن شیخ جلیل ابی النجاۃ سلیمان بن شیخ پیشوا ابو محمد ماجد کروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد میں کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ شیخ عبدالقادر کی رباط میں حاضر ہوا۔ تب شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ

(12) شیخ سوید بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم کو خبر دی اعیولی حسن بن النجم بن عیسیٰ بن محمد حورانی حنبلی نے قاہرہ میں 663ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو عمرو عثمان بن عاشورا بخاری نے بخارہ میں 616ھ میں کہا کہ ایک دن شیخ سوید نے اپنا سر اپنی رباط سنجار میں جھکایا تب اس کو شیخ حسین تلعفری نے پوچھا تو کہا کہ اس وقت شیخ عبدالقادر نے بغداد میں کہا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عمران بن علی بن عثمان بن محمد بن احمد بن علی بخاری (شافعی مودب) نے قاہرہ میں 659ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو محمد عبداللہ بن شیخ ابو محمد اسماعیل بن شیخ پیشوا سوید بخاری نے موصل میں 629ھ میں کہا خبر دی ہم کو اسماعیل نے کہا کہ میرے والد سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر شیخ عبدالقادر کے وہ فضائل جو کہ خدا نے ان کو عطا کئے تھے بیان کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اکثر مجلس میں جب بیٹھتے ان کا ذکر کرتے تھے۔ ایک دن اپنے سر کو جھکا دیا اور کہا کہ میرے سر پر تب ان سے حسین تلعفری نے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ بے شک اس وقت شیخ عبدالقادر نے بغداد میں کہا کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

ہم نے اس تاریخ کو لکھ لیا پھر ہم کو معلوم ہوا کہ بے شک اس روز شیخ نے یہ بات فرمائی تھی۔ جب کہ ہم نے لکھ لیا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(13) شیخ اسلان و مشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خبر دی ہم کو شیخ عالم ابو یوسف یعقوب بن بدران بن منصور انصاری مقری نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا خبر دی ہم کو عارف ابو محمد رغیب رجبی نے رجب میں 621ھ میں کہا کہ شیخ اسلان و مشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دمشق میں اس وقت میں کہ شیخ عبالقادر نے یہ کہا تھا کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی

گردن پر ہے۔ اپنا سر جھکا دیا تھا۔ اس نے اس بات کی خبر دی تھی اور کہا تھا کہ خدا کے لیے بہتری اس شخص کی ہے کہ جس نے قدس کے سمندروں کا پانی پیا ہے۔ معرفت وانس کی بساط پر بیٹھا ہے۔ اس کے باطن نے ربوبیت کی عظمت واحدانیت کے جلال کو مشاہدہ کیا ہے۔ پھر اس کا وصف شہود و کبریا میں فناہ ہو گیا ہے۔ مقام قرار کے معائینہ کے وقت اس کا وجود فناہ ہو گیا ہے۔ اس کی روح پر ازل کی ہوائیں بغیر شرمندگی و خوف کے چلی ہوں۔

تب وہ معادن انوار سے حکمت کی باتیں کرتا ہے اس کے دل کی سیاہی کے ساتھ چھپے ہوئے اسرار مل گئے ہیں۔ تب وہ خدا کے حضور میں چلانیوالا ہے اور ہوش میں محو ہے۔ حیات کے ساتھ کھڑا ہے اس کے کان کھلے ہوئے اور صاف ہیں تواضع کے ساتھ متکلم ہے احتیاج کے ساتھ عاجزی کرنے والا ہے۔ تخصیص کے ساتھ مقرب ہے۔ اکرام کے ساتھ مخاطب ہے۔ اس پر اس کے رب کی طرف سے افضل تحیتہ و سلام ہو۔ تب ان سے کہا گیا کہ آج کوئی ایسا شخص موجود ہے جس کے یہ اوصاف ہوں انہوں نے کہا ہاں شیخ محی الدین عبدالقادر ان کے سردار ہیں۔

ابو یوسف انصاری کہتے ہیں کہ میں نے شیخ رغیب رجبی سے سنا وہ اس کلام کے بعد کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے ایک بڑے قطب اور اپنے زمانے کے بڑے شخص تھے۔ معارف کے علوم ان تک منتہی ہوتے تھے اور معالم حقائق کی باگیں ان کے سپرد کی گئیں تھیں۔ عارفوں میں یہ شہباز روشن تھے اور واصلین میں محبین صادقین کے قافلہ کے سردار تھے۔ ان کی عادات تھی کہ جب وہ بات کہتے تو ہیبت و وقار کے ساتھ۔ ان کی بات بڑی ہوتی تھی اور ان کی خاموشی دلوں میں بزرگی اور نور کا لباس پہناتی تھی۔

ان کا کلام لوگوں کے اندر کی باتوں کو بیان کرتا تھا۔ ان کے انفاس مردوں

کو زندہ کرتے تھے۔ ان کے انوار سے طریقت' حقیقت' شریعت کے ارکان روشن ہوتے تھے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے سبب ان کے محب اور فرمانبردار رفیق پر رحم کرتا تھا۔ رضوان اللہ علیہ و علیہم اجمعین۔

(14) شیخ سیدی شعیب ابو مدین مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم کو خبر دی فقیہ صالح ابو عبداللہ محمد بن مسعود عمر بن عبدالدائم بن غازی مغربی بجلماسی مالکی نے قاہرہ میں 659ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عالم ابو ذکریا یحییٰ بن محمد بن علی بن فقیہ محدث مشہور بہ معری نے کہا ہم کو شیخ پیشوا ابو محمد صالح بن دیر جان مغربی بربری و کالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ح

اور خبر دی ہم کو فقیہ زاہد ابو المحاسن محمد بن شیخ ابی العباس احمد بن ابی المکارم اسحاق بن یوسف قرشی ہاشمی مغربی عثمانی مالکی نے قاہرہ میں 667ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو عبداللہ محمد بن شیخ پیشوا ابو محمد صالح بن دیر جان مغربی بربری دکالی نے 656ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے والد شیخ ابو محمد صالح نے کہا کہ شیخ ابو مدین شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اصحاب کے درمیان مغرب کے وقت گردن جھکائی اور کہا کہ میں بھی ان میں سے ہوں۔ یا اللہ میں تجھ کو اور تیرے ملائکہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے سنا اور فرمانبرداری اختیار کی۔

تب ان سے ان کے دوستوں نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ بے شک اس وقت شیخ عبدالقادر نے بغدادی کہا ہے کہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر ہم نے اس دن اور تاریخ کو لکھ لیا پھر ہمارے مسافر دوست عراق کی طرف سے آئے اور انہوں نے ہم کو خبر دی کہ شیخ عبدالقادر نے اس وقت میں کہا جب ہم نے مغرب کے وقت لکھ لیا تھا۔ یہ بات کہی تھی رضی اللہ عنہ و عنہم و عنابہ اپنے فضل و کرم سے۔

(15) شیخ شریف عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم کو خبر دی شیخ جلیل العباس احمد بن ابی عبداللہ محمد بن ابی العنائم محمد بن ابی المفاخر محمد حسنی دمشقی پیدائش گھر والے پھر قاہرہ نے قاہرہ میں 676ھ میں کہا خبر دی ہم کو شریف الاصل پیشوا ابو عبداللہ حسین بن شیخ پیشوا ابو محمد عبدالرحیم بن احمد بن حجون بن احمد بن جعفر زکی بن محمد بن مامون بن علی حارصی بن حسین جون بن محمد بن جعفر صادق بن محمد باقر بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین مغربی الاصل صعیدی نے قنا میں جو کہ مصر اعلیٰ کے صعید میں ہے۔ 643ھ میں کہا کہ جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد میں یہ کہا کہ یہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے تو میرے والد عبدالرحیم نے قنا میں اپنی گردن لمبی کی اور کہا سچ کہنے والے نے سچ مانے ہوئے نے سچ کہا۔ کہا گیا کہ وہ کون ہے؟ کہا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا ہے کہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اور بے شک ان کے لیے مشرق اور مغرب کے لوگوں (ولیوں) نے عاجزی کی ہے۔ تب ہم نے اس وقت کو لکھ لیا پھر ہمیں خبر دی گئی کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات اسی وقت ہی کہی تھی جس وقت کو ہم نے لکھ رکھا تھا۔

(16) شیخ ابو عمرو عثمان بن مروزہ بطحائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خبر دی ہم کو ابو الفرج عبدالملک بن محمد بن عبدالمحمود بن احمد بن علی واسطی ربعی شافعی نے قاہرہ محروسہ میں 670ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن علی بن احمد ہمامی فقیہ شافعی نے واسطہ میں 629ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو حفص عمر بن مصدق بن محمد بن حسین واسطی ربعی نے واسطہ میں 588ھ میں کہا کہ میں بطائح میں شیخ ابو عمرو عثمان بن مروزہ کے حضور میں مدت تک ان کی خدمت کرتا رہا۔ ایک دفعہ میں ان کے پاس تین دن تک رہا۔ پھر انہوں نے چوتھے دن کی صبح کو کہا کہ اے عمر میرا ارادہ بغداد جانے کا

ہے۔ میں نے کہا اے میرے سردار! میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔

انہوں نے کہا بسم اللہ تم میرے پیچھے اور میرے قدم پر اپنا قدم رکھتے چلے آؤ میں نے کہاں ایسے ہی کروں گا۔ تب وہ بطائح سے نکلے اور میں ان کے پیچھے تھا۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا ویسا ہی میں کرتا تھا۔ گویا ہم تھوڑی ہی دیر میں بغداد پہنچ گئے۔ پھر وہ شیخ عبدالقادر کی رباط (سرائے) میں آئے اور ان کی مجلس میں حاضر ہوئے میں نے کہا کہ اس میں عراق کے وہ تمام مشائخ تھے۔ جن کو کہ میں پہچانتا تھا۔ تب شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تمام حاضرین نے اپنی گردن جھکا دی اور شیخ عثمان نے بھی اپنی گردن جھکا دی۔ جب لوگ وہاں سے نکلے تو شیخ عثمان کھڑے ہوئے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ تب شیخ عبدالقادر نے ان کو فرمایا کہ تم اپنے مکان کو جلد جاؤ۔ پھر وہ نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ نکلا میں ویسے ہی کرتا تھا۔ جیسے کہ پہلے کیا تھا۔

ہم تھوڑی دیر میں جنگل میں آگئے۔ میں نے ان سے کہا کہ اے میرے سردار آپ کے بغداد جانے کا اور اسی دن نکل آنے کا کیا سبب تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے حکم ہوا تھا کہ مجلس شیخ عبدالقادر میں حاضر ہو جاؤں اور بغداد میں سوائے اس کے اور کوئی میرا ارادہ نہ تھا۔

(17) شیخ مکارم نہر ملکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنابہ

ہم کو خبر دی شیخ ابو الفتوح داؤد بن شیخ ابی المعالی نصر بن شیخ ابی الحسن علی بن شیخ مجد مبارک بن احمد بن محمد ظاہری بغدادی حریمی جیلی نے قاہرہ میں 669ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے والد ابو المجد نے بغداد میں 577ھ میں کہا کہ میں نے زیارت کی شیخ مکارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلاد سواد میں پھر وہ بغداد میں داخل ہوئے۔اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرائے میں آئے میں ان کے ساتھ تھا میں نے دیکھا کہ سرائے میں اکثر عراق کے مشائخ

تھے۔ اور شیخ عبدالقادر تقریر فرما رہے تھے وہ شیخ ابی نجیب سہروردی اور شیخ سلطان مزین کے درمیان بیٹھ گئے۔ پھر شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ یہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ شیخ مکارم نے اپنی گردن بڑھائی اور تمام حاضرین نے بھی اپنی گردنیں بڑھائیں۔

(18) شیخ خلیفہ النہر ملکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم کو خبر دی ابو محمد حسن بن القاسم احمد بن محمد بن ابی القاسم دلف بن احمد بن محمد بغدادی حریمی نے جس کے دادا ابن قوقا مشہور ہیں۔ قاہرہ میں 660ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو العباس احمد بن یحییٰ بن برکت بن محفوظ بغدادی بزار نے جو کہ مشہور ابن الذیقی ہیں 605ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو یحییٰ نے کہا کہ میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ان کی رباط میں حاضر ہوا جو حلبہ میں تھی۔ وہ مجلس مشائخ سے بھری تھی۔ میں شیخ خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک جانب تھا۔ تب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ شیخ خلیفہ نے اپنا سر نیچے کر لیا۔ میں نے ان سے سنا کہ وہ کہتے تھے۔ اگر انہوں نے کہا ہے تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ وہ اپنے وقت کے فرد ہیں۔

(19) شیخ عدی بن مسافر اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنابہ

ہم کو خبر دی شیخ عالم ابو محمد حسن بن داؤد بن محمد قرشی مخزومی خالدی شافعی نے قاہرہ میں 668ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو اسحاق ابراہیم بن محمود بن جوہر بعلبکی نے دمشقی عقبی مقری حنبلی نے جو کہ بطائحی مشہور ہیں دمشق میں 627ھ میں کہا خبر دی شیخ پیشواء ابو محمد صالح بطائحی نے دمشق میں کئی دفعہ کہا کہ مجھ کو شیخ عدی بن مسافر نے سیدی شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مانگ لیا کہ میں ان کے ساتھ نماز پڑھوں۔ تب مجھ کو شیخ نے ان کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور میں نے پانچ سال تک ان کے پیچھے نماز

پڑھی۔ پانچ سال ان کی صحبت میں رہا اور وہ اس پہاڑ کے ظاہری گوشہ کی طرف نہیں نکلا کرتے تھے۔ ان کے ہاتھ میں بیر کی لکڑی کا عصا ہوتا تھا۔ اس سے وہ پہاڑ کی زمین پر دائرہ کھینچا کرتے تھے۔ اس میں بیٹھ جایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص شیخ عبدالقادر کی باتیں بغداد میں سننا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس دائرہ میں آ بیٹھے۔ تب ان کے اکابر مرید وہاں بیٹھ جاتے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتیں سنا کرتے تھے اور شیخ عبدالقادر اس وقت اپنی مجلس کے لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ شیخ عدی بن مسافر کی آنکھ تم میں موجود ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک دن وہ دائرہ میں داخل ہوئے۔ پھر انہوں نے اپنی گردن جھکا دی یہاں تک کہ قریب تھا کہ زمین تک پہنچ جائے۔ ان کو بڑا وجد طاری ہوا اور حجرہ میں داخل ہونے کے بعد عمدہ کلام کرنے لگے اور اولیاء کا حال بیان کرنے لگے۔ پھر ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ بیشک آج شیخ عبدالقادر نے بغداد میں یہ کہا ہے کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر اس وقت کو لکھ لیا اس کے بعد بغداد سے ہمارے پاس مسافر آئے اور انہوں نے ہم کو خبر دی کہ بے شک شیخ عبدالقادر نے اسی روز جسے ہم نے لکھ لیا تھا یہ کہا تھا کہ یہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ جلیل ابو البرکات یونس بن ابی النجاۃ مسلم بن ابی الحسن علی بن محمد بن احمد بن علی تیمی بکری اربلی اصل موصلی پیدائش اور گھر والے مقری شافعی عدوی نے قاہرہ میں 691ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو المفاخر عدی بن الشیخ ابی البرکات بن شیخ ابی القوی صغر بن مسافر نے جبل ہکار میں 618ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو البرکات نے کہا کہ میرے چچا شیخ عدی بن مسافر نے اپنی گردن کو لاکش کے ظاہر گوشہ میں جھکایا۔

پھر وہ اس امر کی نسبت پوچھے گئے تو کہا کہ بے شک شیخ عبدالقادر نے

اس وقت بغداد میں کہا ہے کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ انہوں نے عمدہ کلام کیا۔ جس میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کو بلند کیا اور ہم نے شیخ عدی سے یہ کلام لکھ لیا۔

یعنی قریب ہے کہ نفوس پر ان کے خوفوں کے ساتھ تیر پھینکے جائیں گے۔ پھر یا تو ان پر نقصان کا باعث ہوں گے یا ان کے فائدے کے لیے ہوں گے اور وہ بچ گئے تو آزاد کو پہنچ گئے۔ اگر برباد ہوئے تو اپنی اجلوں سے۔ اے شخص اگر تو نے یہ نصیحت قبول کی تو ہمارے لشکر میں سے ہو گیا اور اگر تو نے رد کر دیا تو اس حالت میں ہمارے پاس ہو گا۔ اگر زندہ رہے تو نیک بختوں کی طرح زندگی بسر کر اور اگر مرے تو شہیدوں کی موت مر۔ اپنے نفس کو مقام افلاس میں ڈال اور ناامیدی کے سمندروں میں اس کو غرق کر دے۔ اس پر صفائی کے لشکر کو اتار اور وفا کے مردوں سے اس سے لڑ۔ اس پر تسلیم و رضا کے خیمے کھڑے کر۔ اس پر مراقبہ و حیا کے جھنڈے قائم کر توکل کے گھوڑوں پر سوار ہو اور ان پر یقین کا برگستوان ڈال۔ صبر کا لباس پہن خوف کی تلواروں کو نکال امید کی لڑائیوں سے تکلیف اٹھا۔ خشوع کے نیزوں کے گھٹنے باندھ دے۔ شوق کے میدانوں میں اس پر دوڑ صدق کی منجنیقیں اور اخلاص کے جھنڈے اس پر قائم رکھ۔ پوشیدہ ذکر اور جزیات فکر کے ساتھ جنگ کر اور اس کی طرف علم اور بردباری کی سیڑھیوں کو بڑھا۔

پھر جب تو یہ کام کرے گا تب قناعت کی کمانوں کا استعمال کر اور ان پر مجاہدہ کی تانیں چڑھا۔ اس میں مشاہدہ کے تیر ڈال معرفت کے ہاتھوں سے اس کو جذب کر۔ قرب کے لیے تیر پھینک شاید کہ وصال کی رسی سے ملے پھر جب تو اس کے ساتھ ایسا کرے گا تو اپنے لالچ کو قطع کر اور اپنے اختیار کو چھوڑ اپنی خواہش سے لڑائی کر۔ اپنے مولا کا منتظر رہو اور دو قدم چل تجھ سے کہا جائے گا کہ یہ دیکھ تیرا رب ہے۔ جیسے کہ دونوں کے موتھ قریب ہوتے

ہیں۔ جان لے کہ قوم نے روزہ سے روزہ رکھا ہے اور نیند سے سوئے ہوئے ہیں اور فنا سے فنا ہوئے ہیں۔ اور ازل کی زبان سے اپنے اپنے اسرار کے سر سے پکارے گئے۔ ہیں۔ ان کے نفوس بناوٹ کی تحریف سے نکل گئے ہیں۔ ملکوتیہ جہانوں میں ان کے ارواح مشیت ایزدی کی مہربانی سے اڑتے پھرتے ہیں اور غیبی خزانوں کے ذخیروں سے علوم لدنیہ کے لباس ان کو پہنائے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے حدوث کے پردوں کو پھاڑ ڈالا اور مقام ازل تک پہنچ گئے تو انس کی بساط پر جا ٹھہرے پھر انہوں نے محل قدس کو دیکھا اور اس کے اوپر ملا ئکہ کروبیہ اور روحانیہ کو دیکھا۔ تب ان کو غیرت آئی اور وہ ان کو مقام حیرت میں لے گئی پھر ان کی عقلیں جاتی رہیں۔ زندگی بسر کی اور بٹھائے گئے ان سے باتیں کی گئیں۔ انہوں نے محبت کی اور قریب ہوئے ان پر مکاشفات ہوئے۔ تب ان کو واصل ہوا۔ پھر وہ اپنے آپ کو بھول گئے اور اپنی ذات سے غافل ہو گئے دیکھا اور پہچانا تب وہ بیٹھے اور ان کے رب جلیل نے اپنی محبت کی شراب محبت کے پیالہ میں قرب کی بساط پر پلائی۔ جب انہوں نے اس کو پیا تو ان کی عقلیں جاتی رہیں یہاں تک کہ وہ پہنچ گئے صدق کے مقام میں بادشاہ قادر کے پاس۔ اس وقت ان کو اللہ جل جلالہ پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ اے میرے بندو! نہ تم پر کچھ خوف ہے اور نہ تمہیں غم۔

شیخ رضی اللہ عنہ کا تعظیم سے ذکر کرنا

ہم کو خبر دی شیخ ثقہ ابو زید عبدالرحمان بن ابی النجاۃ سالم بن احمد حمید بن صالح بن علی قرشی محدث نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا کہ ہم کو خبر دی شیخ عارف ابو الخیر نعمت اللہ بن شیخ ابو المعالی ظریف بن احمد بن محمد جذیلی عسقلانی شافعی نے شروع سال 629ھ میں کہا کہ سنا میں نے شیخ ابو المعالی بقا جذیلی اور

شیخ ابو یحییٰ محمود بن قاسم قاسمی اصل و پیدائش والے شامی گھر والے نے 613ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہم کو ہمارے شیخ احمد بن ابی القاسم بطائحی حدادی نے جو کہ شام میں اترے ہوئے تھے۔ شام میں ہی خبر دی 581ھ میں کہا کہ میں لبنان پہاڑ پر 579ھ میں آیا کہ وہاں کے صالحین کی زیارت کروں۔ ان دنوں اصبہان کے رہنے والا ایک مرد صالح تھا۔ جس کو شیخ جبل کہا کرتے تھے۔ اس کا نام شیخ جبلی اس لیے پڑھ گیا تھا کہ وہ مدت سے لبنان پہاڑ میں رہتے تھے۔ تب میں ان کے پاس آیا اور ان کی خدمت میں بیٹھا اور کہا کہ اے میرے سردار آپ کو یہاں بیٹھے کتنے سال ہو گئے انہوں نے جواب دیا کہ ساٹھ سال گزر گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ اس عرصہ میں آپ نے کتنے عجائبات دیکھے۔ اس نے کہا کہ میں یہاں پر 559ھ میں تھا۔ تب میں نے چاندنی رات میں دیکھا کہ پہاڑ کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور قطار در قطار ہوا میں اڑتے ہیں اور عراق کی طرف جاتے ہیں میں نے ان میں سے ایک دوست کو کہا کہ تم لوگ کہاں جاتے ہو اس نے کہا کہ ہم کو خضر علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ ہم بغداد میں جائیں اور قطب کے سامنے جا کر حاضر ہوں۔ میں نے کہا وہ شخص کون ہے کہا کہ شیخ عبدالقادر ہیں۔

میں نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں اس نے کہاں ہاں تب ہم ہوا میں اڑے اور تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہم بغداد میں پہنچ گئے۔ تب ہم نے دیکھا کہ وہاں پر بڑے بڑے اکابر اولیاء بیٹھے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے سردار!۔

اور وہ ان کو جو حکم دیتے ہیں وہ جلدی سے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ پھر ان کو حکم دیا کہ تم واپس چلے جاؤ۔ تب وہ ہوا میں اڑ کر واپس آئے اور میں اپنے دوست کے ہمراہ ان کے ساتھ چلا آیا۔

جب ہم پہاڑ پر پہنچے تو میں نے اپنے دوست سے کہا کہ میں نے آج

رات کی طرح کبھی نہیں دیکھا کہ تم ان کے سامنے ادب کرتے ہو اور ان کے حکم کو جلد مانتے تھے اس نے کہا کہ بھائی صاحب کیوں ہم ان کے حکم کو نہ مانے کہ انہوں نے کہا ہے میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے اور ہم کو حکم ہوا ہے ان کی اطاعت اور عزت کریں۔

ہم کو خبر دی شیخ صالح ابو الفداء اسماعیل بن الفقیہ ابو اسحاق ابراہیم بن ورع بن عیسیٰ بن ابی الحسن منذری پھر مغربی پھر مصری شافعی نے قاہرہ میں 666ھ میں کہا خبر دی کو شیخ عارف ابو المحاسن یوسف بن شیخ ابی الحسن بریحانی ملقب بہ شیرا سدی گونگے نے بریجان میں خبر دی ہم کو عالی ابو الحسن علی بن عبداللہ بن ابی بکر علی بن احمد ابہری اصل بغدادی پیدائش و گھر والے اور ابو محمد سالم بن علی بن عبداللہ بن سنانو میاطی قاہری شافعی نے بھی قاہرہ میں 669ھ میں کہا ان دونوں نے خبر دی ہم کو شیخ امام معمر سلف کے یادگار ابو الثناء محمود بن احمد کروی حمیدی حنبلی پھر بغدادی شافعی نے بغداد میں 620ھ میں کہا کہ جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تو اس کے بعد جتنے اولیاء ابدال اوتاو۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے شیخ کو اس خطاب سے سلام کہا کرتے تھے۔

> السلام و علیکم اے ملک الزمان۔ اے امام المکان۔ اے قاسم بامر اللہ۔ اے وارث کتاب اے نائب رسول اے وہ جس کا مائدہ آسمان و زمین میں ہے۔ اے وہ کہ اس وقت میں تمام (اولیاء) اس کے عیال ہیں۔ اے وہ جس کی دعا سے بارش ہوتی ہے۔ اے وہ کہ اسی کی برکت سے جانوروں کے تھنوں میں دودھ آتا ہے۔ رضی اللہ عنہم۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن ابی عمران موسیٰ بن احمد بن حسن بن داؤد قرشی مخزومی خالدی شافعی نے قاہرہ میں 668ھ میں کہا کہ میں شیخ فقیہ تقی

الدین ابی عبداللہ بن محمد بن ابی الحسین بن عبداللہ بن عیسیٰ بو تلینی تعلبکی فقیہ حنبلی محدث کے پاس دمشق میں ماہ رجب 613ھ میں کئی دن تک ٹھہرا۔ پھر شیخ ابو الحسن علی القرشی عراق سے گم ہو گئے اور پہاڑ قاسیوں کے ایک زاویہ میں اترے۔ تب ان کے پاس شیخ تقی الدین یونینی سلام کو آئے۔ میں ان کے ساتھ تھا۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو ان کے پاس شیخ ابو یونس عبداللہ بن یونس ارمنی اور شیخ ابو عمرو عثمان رومی اور شیخ ابو ابراہیم بن اسماعیل بن علی کورانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔

پھر شیخ علی قرشی نے اپنی گفتگو میں یہ کہا اور ہم سن رہے تھے کہ میں نے شیخ قضیب البان موصلی سے پوچھا کہ کیا تم نے کوئی مثل شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیکھا اس نے کہا کہ نہیں۔ ان کے اس قول قدمی کہنے کے بعد باہر کے اولیاء ان کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ میں نے ان کے سروں کو دیکھا کہ شیخ کی ہیبت کے مارے جھکے ہوتے تھے۔

ہم کو خبر دی شیخ صالح ابو المحاسن یوسف بن ایاس بن مرحان بن منیع .علبکی مقری حنبلی نے قاہرہ میں 669ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں نے شیخ ابو یونس عبداللہ بن یونس معروف بہ ارمنی نے جامع دمشق میں ماہ رجب 629ھ میں اور شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسین بن محمد علیسیٰ یونینی .علبکی دمشقی عقبی مقری حنبلی مشہور بطائحی نے عقیبہ میں ماہ رمضان 609ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں نے شیخ ابو یونس عبداللہ بن یونس معروف بہ ارمنی نے جامع دمشق میں ماہ رجب 629ھ میں اور شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسین بن محمد بن عیسیٰ یونینی لعبلبکی فقیہ نے .علبک میں 603ھ میں اور شیخ عارف ابو محمد ابراہیم بن محمد بن جوہر .عبلکی دمشقی عقبی مقری حنبلی مشہور بطائحی نے عقیبہ میں ماہ رمضان 609ھ میں دونوں نے کہا کہ ہم نے شیخ ابو محمد بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی دفعہ سنا وہ کہتے تھے کہ میں اپنے شیخ شیخ عبدالقادر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ان کے گھر میں حاضر ہوا۔ تب میں نے ان کی خدمت میں چار شخصوں کو پایا جن کو میں نے پہلے نہ دیکھا تھا۔ پھر میں اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ جب کھڑے ہوئے تو شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ ان کو جا کر مل اور سوال کر کہ وہ تیرے لیے دعا مانگیں۔

تب میں ان سے صحن مدرسہ میں پہلے اس سے کہ وہ نکلیں جا ملا اور ان سے دعا کا طالب ہوا۔ ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ تم کو خوشخبری ہو۔ تو ایسے شخص کا خادم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی برکت کے سبب زمین کی خواہ نرم ہو یا پہاڑی ہو، جنگل ہو، دریا ہو، حفاظت کرتا ہے اور اسی کی دعا سے مخلوقات پر رحم کرتا ہے۔ خواہ وہ نیک ہو یا بدکار ہو اور ہم اور تمام اولیاء ان کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں ان کے قدموں کے سایہ کے تلے ہیں اور ان کے حکم کے دائرہ میں پھر وہ مدرسہ کے دروازہ سے نکل گئے اور میں نے ان کو نہ دیکھا۔ پھر میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا واپس آیا تو مجھ سے آپ نے پہلے اس سے کہ کوئی بات سناؤں یہ کہا کہ اے بندہ خدا اور بھائی میرے جو کچھ تم سے انہوں نے کہا ہے۔ کسی کو مت بتانا۔

میں نے کہا اے میرا سردار! یہ کون لوگ تھے فرمایا یہ کوہ قاف کے بڑے اولیاء میں سے ہیں اور وہ اس وقت کوہ قاف میں اپنی جگہ پر پہنچ گئے۔

ہم کو خبر دی فقیہ ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر علی قرشی پھر بغدادی حنبلی نے قاہرہ میں 695ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو المحاسن فضل اللہ بن حافظ ابو بکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد میں 635ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو محمد بن علی بن ابی بکر بن محمد بن عبداللہ بن ادریس یعقوبی نے بغداد میں 610ھ میں کہا کہ میں نے اپنے شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زدویران میں 560ھ میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں بغداد میں ایک دفعہ شیخ عبدالقادر کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔

تب میں نے ان کو مدرسہ کی چھت پر پایا کہ ضحیٰ کی نماز پڑھ رہے ہیں پھر جو میں نے میدان کی طرف دیکھا تو اس میں رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی دیکھیں کہ ہر ایک صف میں ستر مرد تھے میں نے ان سے کہا کہ تم بیٹھ کیوں نہیں جاتے۔

انہوں نے کہا جب قطب نماز سے فارغ ہوں گے اور ہم کو بیٹھنے کا حکم کریں گے تب ہم بیٹھیں گے۔ کیونکہ ان کے ہاتھ ہمارے اوپر ہے اور اس کا قدم ہماری گردنوں پر ہے۔ اس کا حکم ہم سب پر ہے پھر جب شیخ نے سلام پھیرا تو سب کے سب جلدی سے ان کی خدمت میں سلام کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔ اور ان کے ہاتھ کو چومتے تھے شیخ علی بن الہیتی کہتے ہیں کہ جب شیخ عبدالقادر کو دیکھتے تھے۔ تو ہم سب بھلائی دیکھتے تھے۔

شیخ کا اللہ کی نعمتوں کو اپنی طرف منسوب کرنا

جان لے کہ خدا تم کو اپنے عہدہ ولایت کا والی بنائے اور اپنی لطیف رعایت سے تم کو محفوظ رکھے کہ بے شک صدق کے قدم جب طلب کرتے ہیں تو پالیتے ہیں۔ اور شوق کا ہاتھ جب جذب کرتا ہے تو مالک ہوتا ہے۔ محبت کا لشکر جب قید کرتا ہے تو قتل کر ڈالتا ہے۔ شریف کی صفات جب فنا ہوتی ہیں تو جاتی رہتی ہیں۔ وصلی کے درخت جب ثابت رہتے ہیں تو اگتے ہیں قرب کے اصول جب مضبوط ہوتے ہیں۔ تو بزرگ ہوتے ہیں۔ قدس کے باغ جب ظاہر ہوتے ہیں تو تروتازہ ہوتے ہیں انس کی ہوائیں جب چلتی ہیں تو پھیلتی ہیں عقل مندوں کی آنکھیں جب دیکھتی ہیں تو مدہوش ہو جاتی ہیں۔ دوستوں کے دل جب دیکھتے ہیں تو عاشق ہو جاتے ہیں۔ ارواح کے کان جب قریب ہوتے ہیں تو سنتے ہیں اسرار کی آنکھیں جب حاضر ہوتی ہیں تو دیکھتی

ہیں۔ قوم کی زبانیں جب حکم دی جاتی ہیں تو بولتی ہیں پس ان بندوں کی خوبی اللہ کے لیے ہے جن کو ان کا مولیٰ کرم کی زبان سے پہلے قدم میں پکارتا ہے اور فضل کا منادی ان کو وصل کی مجلس کی طرف بلاتا ہے۔

پھر ان کو محبت کے معانی سے ظاہر ہونے والی پر ظاہر ہوتی ہے اور حدی خواں ان کو قرب کی جانب کو لے جاتا ہے۔ وہ ازل کے مطالعہ سے جمال کی بزرگی کو مشاہدہ کرتے ہیں اور حلون کے مشرقوں سے کمال کی عزت کو مشاہدہ کر لیتے ہیں عوام الغیب و معالم توحید کے مطالبہ تک ان کی آنکھیں بلند ہوتی ہیں۔ ان کی باطنی آنکھیں قدس اور تقدیر کی سیڑھیوں کے مشاہدہ کی سیر کرتی ہیں۔ ان کی آنکھیں فتح کے نشانات کی طرف جو کہ کشف کے دیوان میں ہیں۔ اس جناب کے پردوں سے ٹکٹکی باندھے ہوئے ہیں۔ ان کے دل محبت کے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں وہ قدس کے محلوں میں ان قبول کے درمیان ہیں۔ خوش حالی کی بساط پر ان کے اسرار بیٹھے ہوئے ہیں۔

خطاب کے پھولوں سے ان کی روحیں خوش ہیں اگر ان میں سے کوئی خاموش ہے تو حق الیقین کی وجہ سے اور اگر کوئی ان میں سے بولتا ہے۔ تو امر یقین وارد ہونے کی وجہ سے اگر ان کے مریدوں کے دل میں (اس آیت کا) خوف ہو کہ کیا" اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہیں۔" یا ان کے دلوں میں (اس آیت کی) جھڑک ہو کہ تم کو اللہ تعالیٰ اپنے آپ سے ڈراتا ہے۔" تو اس کو خطاب کرنے والا پکارتا ہے کہ تم "دونوں نہ ڈرو کیونکہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں" اور سعادت کے گواہ کہتے ہیں بول اٹھتے ہیں کہ "تم کو آج کے دن خوشخبری ہو" اور سفیر جو دی کہتا ہے کہ "اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو" اگر ان کی مراد کے لیے کوئی انعام نکالا گیا ہے تو اس کو میرے پاس لاؤ میں اس کو اپنے لیے خاص کروں گا۔ ایسے دیوان سے کہ اس کی رحمت سے وہی خاص ہوتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے اس کو ایسا کھینچ لیتا ہے" کہ "تم نے اپنے

بندوں سے اس کو برگزیدہ کر لیا۔" سلام" ہے رب رحیم کی بات سے اس
مجلس کی طرف بڑھتا ہے اور "ان کو پروردگار نے پاک شراب پلائی۔ اس کا
استقبال یہ چہرہ کرتا ہے۔ پس لے جو میں تم کو دیتا ہوں" تب وہ اپنے لمبے
ہاتھ کو پھیلاتا ہے۔ "اے میرے رب میرے سینے کو کھول دے۔" پھر اس کو
محب آواز دیتا ہے۔ "میرے بندوں کو خبر دے دو" تب اس کی سچی زبان یہ خبر
دیتی ہے۔ میں "نے ان کی وہی بات کہی ہے۔ جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا۔"
اگر ان کا قطب رسول کی اطاعت کے طریقہ پر ثابت قدم رہے تو وہ اس
راستہ پر قائم ہو جاتا ہے۔" جو تم کو رسول دے دے لو لو؟" اور اس مضبوط
کڑے سے چمٹ جاتا ہے۔ اگر تم اللہ کے دوست ہو اسی نسبت سے متصل
ہو جاتا ہے - جو میری فرمانبرداری کرے گا وہ تو مجھ سے ہو گا اور اس کا حال
جڑھوں کو صاحب قاب قوسین پانی پلاتا ہے اور اس کو سمندر کے فیض کی مدد
دیتا ہے۔ کہ وہ "اپنی خواہشوں سے نہیں بولتا اور اگر ان کی نیک بختی کے
خط پڑھے تو وہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں۔"

اگر ان کی بزرگی کے فرمان پر نظر ڈالے تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا
ہے۔" اگر ان کے مقام کے متعلق پوچھے تو "وہ اللہ قادر کے پاس ہیں" اگر
ان کی تعریف کرنی چاہتا ہے تو "وہ لوگ بڑے درجے والے ہیں۔" جو باتیں
ان سے ظاہر ہوتی ہیں اگر وہ بڑی ہوں تو "جو ان کے سینہ میں ہیں اور وہ بھی
بڑی ہیں۔" اگر کوئی ان نعمتوں کو جان لے جو اس کے لیے عنایت ایزدی نے
تیار کی ہیں تو کوئی شخص ان نعمتوں کو جو اس کے لیے مخفی رکھی گئی ہیں نہیں
جانتا۔"

یہ باتیں کیسے نہ ہوں حالانکہ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی
اسرائیل کے ایک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی میرے ایسے
بعض بندے ہیں کہ وہ مجھے دوست رکھتے ہیں اور میں ان کو دوست رکھتا

ہوں۔ وہ میرے مشتاق ہیں میں ان کا مشتاق ہوں وہ مجھے یاد کرتے ہیں میں ان کو یاد کرتا ہوں۔ وہ میری طرف دیکھتے ہیں۔ میں ان کی طرف دیکھتا ہوں۔

اس نبی نے کہا کہ خداوند ان کی علامت کیا ہے؟ کہا کہ آفتاب کے غروب کو وہ ایسا دوست رکھتے ہیں جیسے جانور اپنے گھونسلوں کو۔ جب رات پڑ جاتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے فرش بچھائے جاتے ہیں اور ان کو بند لگائے جاتے ہیں۔ دوست اپنے دوست کے ساتھ خلوت کرتا ہے تو وہ (مردان خدا) اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اپنے چہروں کا فرش بناتے ہیں یعنی سجدے کرتے ہیں۔ مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں بعض چیختے اور روتے ہیں بعض آہیں مارتے ہیں اور شکوہ کرتے ہیں۔ بعض کھڑے ہوتے ہیں بعض بیٹھتے ہیں۔

مجھے اپنی آنکھ کی قسم ہے کہ وہ میرے سبب سے گراں خاطر نہیں ہوتے مجھے اپنے کان کی قسم ہے کہ وہ میری محبت کی شکایت نہیں کرتے۔ میں پہلے ان کو یہ دیتا ہوں کہ ان کے دل میں اپنا نور ڈالتا ہوں۔ پھر وہ میری خبر دیتے ہیں۔ جیسا کہ میں ان کو خبر دیتا ہوں۔

دوم یہ کہ اگر ساتوں آسمان اور زمین ان میں سے ایک کی میزان میں رکھے جائیں تو میں اس کی خاطر ان سب کو ہلکا کر دوں۔

سوم یہ کہ میں اپنے کریم چہرہ کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کیا تم سمجھتے ہو کہ میں جس کی طرف اپنے بزرگ چہرے سے دیکھوں تو کوئی شخص معلوم کر سکتا ہے کہ میں اس کو کیا کیا نعمتیں دینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

اب اے بھائی تم کو ان کی اتباع ضروری ہے۔ شاید کہ تم ان کے متبعین سے ہو جائے اور سپرد کر دے ان کو جو تو دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔ ہر سعادت سے تو وہ مرتبہ پائے گا جو کہ اعلیٰ درجہ کا ہو گا۔

میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ ہماری آنکھوں میں وہ اپنی ہدایت کے

نور کا سرمہ ڈال دے۔ ہمارے عقائد کے ستونوں کو مضبوط کر دے اور اپنی عمدہ رعایت کے ساتھ۔

خبر دی ہم کو شیخ عالم شمس الدین ابو عبداللہ محمد الشیخ علامہ عمادالدین ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالواحد بن علی مقدسی حنبلی نے قاہرہ میں 674ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں ابو القاسم عمر بن مسعود بزار بغدادی نے 663ھ میں کہا کہ میں نے شیخ عالم ربانی نجیب الدین عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغداد میں 564ھ میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ حماد شیر فروش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس 563ھ میں تھا اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی بات کہہ رہے تھے تب ان کو شیخ حماد نے کہا کہ اے عبدالقادر تم نے عجیب بات کہی ہے کیا تم اس سے ڈرتے نہیں کہ خدا تم کو آزماتا ہو۔ تب شیخ عبدالقادر نے اپنی ہتھیلی شیخ حماد کے سینہ پر رکھ دی اور کہا اب تم اپنے دل کی آنکھ سے دیکھ لو کہ میری ہتھیلی میں کیا لکھا ہوا ہے۔

تب شیخ حماد کو ایک طرح کی بے ہوشی ہو گئی۔ پھر شیخؒ عبدالقادر نے اپنی ہتھیلی شیخ حماد کے سینے سے اٹھالی۔ شیخ حماد کہتے ہیں کہ میں نے ان کی ہتھیلی کو دیکھا کہ خدا تعالیٰ سے ستر مرتبہ اقرار کیا ہے کہ ان کا امتحان نہ لے گا۔ شیخ حماد نے کہا کہ اس کے بعد اب ڈر نہیں (جو چاہو کہو) یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے"

خبر دی ہم کو بڑے شریف ابو العباس احمد بن الشیخ ابو عبداللہ محمد بن ابو الغنائم محمد بن ازہری بن ابی المفاخر محمد حسنی دمشقی پھر بغدادی نے قاہرہ میں 675ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو الفرج میرے باپ نے اس نے پندرہ سال تک شیخ عبدالقادر کی خدمت کی تھی اور عمر نے ح

اور خبر دی ہم کو ابو الفرج عبدالوہاب بن ابو المفاخر حسن بن قتبان بن محمد بن احمد کوفی الاصل اربلی پھر بغدادی نے قاہرہ میں 665ھ میں کہا خبر دی ہم کو

قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن الحافظ ابو بکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلی بغدادی نے 631ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عبدالرزاق نے 600ھ میں کہا کہ

حالات طفلی شیخ رضی اللہ عنہ

شیخ عبدالقادر سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو کب معلوم ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں آپ نے فرمایا کہ میں اپنے شہروں میں دس سال کا تھا۔ اپنے گھر سے نکلتا تھا اور مکتب کو جاتا تھا تو مدرس مکتب کا لڑکوں سے کہتا تھا کہ ولی اللہ کے لیے جگہ کشادہ کرو تا کہ وہ بیٹھ جائے۔

پھر ایک شخص ہمارے پاس آیا جس کو میں اس دن پہچانتا تھا۔ اس نے فرشتوں سے اس دن سنا کہ وہ یہ کہتے تھے۔ ایک نے کہا یہ لڑکا کون ہے اس نے اس سے کہا کہ عنقریب اس کی شان عظیم ہو گی یہ دیا جائے گا اور روکا نہ جائے گا قدرت دیا جائے گا اور محجوب نہ ہو گا اس سے مکر نہ کیا جائے گا۔

پھر میں نے اس شخص کو چالیس سال کے بعد پہچانا تو وہ اس وقت کے ابدال سے تھا۔ میں اس وقت اپنے گھر میں بچہ تھا۔ جب میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو میں کہنے والے کو سنتا کہ وہ مجھ سے کہتا ہے اے مبارک کہاں جاتے ہو تب میں ڈر کر بھاگتا اور اپنی ماں کی گود میں پڑ جاتا اور میں اب یہ بات اپنی خلوت میں سمجھتا ہوں۔

فرمایا کہ میں اپنی جوانی کے دنوں میں سفر میں تھا یہاں تک کہ میں کہنے والے کو سنتا تھا کہ مجھے کہتا تھا اے عبدالقادر! تم کو میں نے اپنے لیے پسند کیا تھا میں آواز سنا کرتا اور کہنے والے کو نہ دیکھتا تھا۔ مجاہدہ کے دنوں میں مجھے اونگھ آتی تو سنا کرتا تھا کہ کوئی کہتا ہے اے عبدالقادر تم کو میں نے سونے کے

لیے نہیں پیدا کیا اور بے شک ہم تمہارے اس وقت دوست تھے کہ تم کچھ شے نہ تھے سو جب تم شے ہوئے تو ہم سے غافل نہ ہونا۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد علی بن ازومر محمدی اور ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحییٰ بن محمد قرشی بغدادی حنبلی نے قاہرہ میں 673ھ میں ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد بن خالد بغدادی نے جو کہ مشہور توحیدی ہیں۔ بغداد میں 641ھ میں کہا خبر دی ہم کو شریف ابو القاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ بن احمد خطیب مشہور ابن منصوری نے بغداد میں 623ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں پیشواء ابو مسعود احمد بن ابی بکر حریمی عطار اور شیخ پیشوا ابو عبداللہ محمد بن قائداوانی نے 581ھ میں ان دونوں نے کہا کہ شیخ صدقہ بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کلام کیا کہ بطریق شرع اس پر انکار ہوا۔ تب خلیفہ تک اس کو اطلاع پہنچی اس نے ان کو حاضر ہونے کا متولی کا دروازہ پر اور تعزیر دینے کا حکم دیا۔ جب اس کو حاضر کیا اور اس کے سر کو کھولا تو اس کا خادم چل دیا۔ اے شیخ تب جس نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا تھا اس کا ہاتھ ضائع ہو گیا اور متولی کے دل میں خدائے تعالیٰ نے ہیبت ڈال دی۔ پھر وزیر کے اس امر کی خلیفہ کو اطلاع دی اور اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کے دل میں ہیبت ڈال دی اس نے ان کے چھوڑ دینے کا حکم دیا پھر وہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرائے میں داخل ہوئے تو مشائخ اور لوگوں کو بیٹھا ہوا پایا کہ وہ شیخ کا انتظار کر رہے تھے کہ باہر نکل کر وعظ فرمائیں تب شیخ آئے اور مشائخ کے درمیان بیٹھے پھر جب کرسی پر بیٹھے تو کوئی کلام نہ کیا اور نہ قاری کو قرات کا حکم دیا لوگوں کو ایک بڑا وجد ہو گیا اور ان میں ایک بڑا امر آگیا۔ شیخ صدقہ نے اپنے دل میں کہا کہ شیخ نے نہ کلام کیا ہے۔ نہ قاری کو حکم دیا ہے۔ تو یہ وجد کہاں سے آگیا تب شیخ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

آپ کی عظمت

اور فرمایا کہ اے شخص ایک میرا مرید بیت المقدس سے یہاں پر ایک قدم میں آگیا ہے اور میرے ہاتھ پر اس نے توبہ کی آج حاضرین اس کی مہمانی میں ہیں۔

شیخ صدقہ نے دل میں کہا کہ جو شخص ایک ہی قدم میں بیت المقدس سے بغداد میں آجائے تو وہ کس بات سے توبہ کرتا ہے اور اس کو شیخ کی کیا حاجت ہے شیخ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے شیخ وہ آکر توبہ کرتا ہے کہ جو ہوا پر اڑا جاتا ہے۔ پھر ادھر رجوع نہیں کرتا وہ اس بات کا محتاج ہے کہ اس کو میں خدا کی محبت کا راستہ بتلاؤں پھر فرمایا کہ میری تلوار مشہور ہے اور میری کمان چلہ پر چڑھی ہوئی ہے اور میرا تیر کمان پر چڑھا ہوا ہے۔ میرا تیر صائب ہے میرا نیزہ بے خطا ہے۔ میرا گھوڑا زین کسا ہوا ہے۔ میں خدا کی روشن جلتی ہوئی آگ ہوں میں حالات کا سلب کرنے والا ہوں۔ میں ایک ایسا سمندر ہوں جس کا کنارہ نہیں میں وقت کی دلیل ہوں میں غیر میں ہو کر کلام کرنے والا ہوں میں محفوظ ہوں میں ملحوظ ہوں میں محظوظ ہوں۔

اے روزہ دارو' اے کھڑے ہونے والو' اے پہاڑ کے رہنے والو' تمہارے پہاڑ ٹوٹ گئے۔ اے گرجوں والو تمہارے گرجے گر گئے۔ تم خدا کے حکم کی طرف آؤ میں خدا کے حکم میں سے ایک حکم ہوں اے راستہ بتلانے والو' اے مردو' اے بہادرو' اے بچو آؤ! اور لو اس سمندر سے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ اے عزیز تو اکیلا ہے آسمان میں اور میں اکیلا ہوں زمین میں۔

مجھ کو رات دن میں ستر مرتبہ کہا جاتا ہے کہ میں نے تجھ کو اپنے لیے پسند کیا تاکہ تو میری آنکھ کے سامنے پرورش پائے مجھے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر! تم کو میرے حق کی قسم ہے۔ کھاؤ میرے حق کی قسم ہے۔ پی

میرے حق کی قسم ہے۔ کلام کر تم کو میں نے ہلاکت سے بے خوف کر دیا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالسلام بن ابی عبداللہ بن محمد عبدالسلام بن ابراہیم بن عبدالسلام بصری اصل بغدادی اور گھر والے نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان بغدادی نانبائی نے بغداد میں 633ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزار نے اور شیخ ابو حفظ عمر کمیانی نے بغداد میں 591ھ میں ان دونوں نے کہا ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر لوگوں کے سامنے مجلس میں ہوا پر اڑا کرتے تھے۔

اور فرماتے تھے کہ آفتاب طلوع کرتا ہے تو مجھے سلام کہتا ہے سال میرے پاس آتا ہے اور مجھ کو سلام کہتا ہے اور مجھے ان باتوں کی خبر دیتا ہے جو اس میں واقع ہوں گی ہر دن مجھ کو سلام کہتا ہے اور جو اس دن میں واقع ہو گا اس کی خبر دیتا ہے اور مجھے خدا کی عزت کی قسم ہے۔ کہ نیک بخت اور بد بخت میرے سامنے لوح محفوظ میں پیش کئے جاتے ہیں میں خدا کے علم اور مشاہدہ کے غوطہ لگانے والا ہوں۔ میں تم سب پر خدا کی ایک دلیل ہوں اور میں رسول اللہ کا زمین میں نائب اور وارث ہوں۔

مہینوں کی حاضری

خبر دی ہم کو ابو محمد بن ابی القاسم احمد بن محمد بن شیخ ابو القاسم ولف بن احمد بن محمد بغدادی حریمی نے جس کا دادا ابن قوقا مشہور تھا۔ قاہرہ میں 666ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے جد محمد نے بغداد میں 625ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو القاسم ولف نے 691ھ میں کہا کہ میں ابو السعود ابو بکر حوض شیخ ابو الخیر بشر بن محفوظ بن غنیمہ شیخ ابو حفص عمر کیمانی شیخ ابو العباس احمد اسکا شیخ سیف الدین

عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر سب کے سب اپنے شیخ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمعہ کے آخر دن میں 30 جمادی الاخریٰ 560ھ میں بیٹھے ہوئے تھے وہ ہم کو وعظ کرتے تھے۔ تب ایک جوان خوبصورت آیا۔ شیخ کے پاس ایک طرف بیٹھ گیا اور کہنے لگا اے ولی اللہ ! تم کو سلام ہو میں ماہ رجب ہوں۔ آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ کو خوشخبری سناؤں اور آپ کو خبر دوں کہ جو معاملات مجھ میں ہونے والے ہیں یہ مہینہ لوگوں پر بہتر ہو گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس رجب کے مہینہ میں نیکی کے سوا لوگوں نے اور کچھ برائی نہ دیکھی اور جب اتوار کا دن ہوا اور وہ مہینہ گزر گیا تو ایک بد شکل شخص آیا اس وقت بھی ہم آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ اس نے آ کر کہا کہ اے ولی اللہ ! تم کو سلام ہو میں شعبان کا مہینہ ہوں۔ میں آیا ہوں کہ آپ کو خوشخبری نہ سناؤں اور آپ کو وہ امور بتلاؤں جو مجھ میں ہونے والے ہیں بغداد میں بہت لوگ مریں گے۔ حجاز میں گرانی ہو گی۔ خراسان میں تلوار چلے گی۔ سو ویسے ہی ہوا۔ بغداد میں بڑی بیماری پڑی اور خبر آئی کہ عرب میں بڑی گرانی اور خراسان میں تلوار چلی ہے۔ شیخ چند روز رمضان شریف میں بیمارؒ رہے۔ جب پیر کا دن ہوا اور 29 رمضان شریف کی ہوئی تب بھی ہم آپ کے پاس تھے اور اس دن شیخ کے پاس شیخ علی بن الہیتی شیخ نجیب الدین عبدالقادر سہروردی شیخ ابو الحسن جو سقی قاضی ابو یعلی محمد بن براء موجود تھے۔ ایک شخص خوبصورت باوقار آیا اور کہنے لگا کہ السلام وعلیک یا ولی اللہ میں رمضان شریف کا مہینہ ہوں آپ کی خدمت میں اس بات، کا عذر کرتا ہوا آیا ہوں - جو مجھ میں مقدر ہیں اور میں آپ کو رخصت کرتا ہوں یہ میرا آخری آپ سے ملنا ہے پھر وہ چلا گیا شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگلے سال کے ربیع الثانی میں انتقال فرمایا اور اگلے رمضان شریف کو نہ پایا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ کو کرسی پر بیٹھے ہوئے بارہا یہ کہتے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے پاس رمضان شریف کا مہینہ آتا ہے اور عذر کرتا ہے۔ اگر وہ اس مہینہ میں بیمار ہو جائیں یا ان کو فاقہ ہو تو وہ ان سے کہتا ہے کہ تمہارا کیا حال ہے اور تم پر کیا گزرا۔

راوی کہتا ہے کہ مجھ کو ان دونوں صاحبزادوں شیخ عبدالوہاب و شیخ عبدالرزاق نے کہا کہ شیخ کی خدمت میں جب کوئی شخص آتا اور آپ اس کو دور سے دیکھتے تو یہ کہتے اس طرح کہ سنائی نہ دیتا۔ اللہ کے دوست کو مرحبا ہو۔ تب ہم اس شخص پر بہتری اور خدا کی طرف متوجہ ہونے کی علامات دیکھتے جس سے آپ کے قول کی تصدیق ہوتی تھی۔

اور لوگوں میں کوئی بھی ایسا ہوتا کہ جب وہ آپ کے سامنے آتا اور دور سے آپ کو دیکھتے تو اس طرح کہتے کہ سنائی نہ دیتا کہ تجھ کو مرحبا نہ ہو تو خدا کا مردود ہے۔ تب اس شخص پر مردودیت اور خدا سے اعراض کے علامات ظاہر ہوتے جس سے آپ کے قول کی تصدیق پائی جاتی تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابو محمد سالم بن علی بن عبداللہ بن سنان دمیاطی مصری پیدائش والے نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء شہاب الدین ابو حفض عمر بن عبداللہ سہروردی نے بغداد میں 624ھ میں کہا سنا میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے مدرسہ میں کہ کرسی پر بیٹھ کر فرماتے تھے کہ ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہے اور میں اپنے نانا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں پر ہوں۔ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں قدم رکھا ہے میں نے بھی وہیں قدم رکھا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدم ہے۔ وہاں تک مرتبہ نبی کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں۔

ہم کو خبر دی ابو علی حسن بن نجم الدین بن عیسیٰ بن محمد حورانی نے قاہرہ

میں 673ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی نے قاہرہ میں 617ھ میں کہا کہ میں نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ انسانوں کے مشائخ ہوتے ہیں اور میں جنوں کے بھی مشائخ ہوتے ہیں اور فرشتوں کے بھی مشائخ ہیں اور کل کا شیخ ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ سے مرض موت میں سنا کہ اپنی اولاد سے کہتے تھے مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوق میں ایسی دوری ہے جیسے کہ آسمان و زمین میں مجھ کو کسی پر قیاس نہ کرو اور کسی کا مجھ پر قیاس نہ کرو اور میں نے سنا کہ وہ اپنے بیٹے عبدالجبار سے فرماتے تھے کہ تم سوتے ہو یا جاگتے ہو۔ مجھ میں مرو تو بے شک تم جاگ اٹھو گے۔

شیخ کا تقدیر سے جھگڑنا

خبر دی ہم کو فقیہ ابو عبداللہ محمد بن عبدالمالک بن علی بن جعفر بن درازہ قرشی محدث نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو العباس احمد بن سلیمان بن حمید بن ابراہیم بن صلہل قرشی مخزومی بلبلی شافعی مشہور ابن کیسا نے قاہرہ میں 631ھ میں کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو محمد عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی مقدسی حنبلی نے قاہرہ یں 599ھ میں اور خبر دی ہم کو فقیہ ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر مذہب ابن ابی علی قرشی پھر بغدادی نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو محمد عبدالعزیز بن ابی نصر بن محمود بن ابی القاسم مبارک بن محمود و حنابذی اصل بغدادی پیدائش اور گھر والے مشہور ابن الاخضر نے بغداد میں 616ھ میں کہا کہ میں نے سنا شیخ محمد عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ میں لوگوں کے حالات سے علیحدہ ہوں میں ان کی عقلوں سے علیحدہ ہوں تمام مردان خدا جب تقدیر تک پہنچتے ہیں تو رک جاتے ہیں مگر میں

وہاں تک پہنچتا ہوں اور میرے لیے ایک کھڑکی کھل جاتی ہے۔ اس میں داخل ہوتا ہوں اور خدا کی تقدیروں سے خدا سے حق کے ساتھ جھگڑتا ہوں۔ پس مرد وہ ہے کہ جو تقدیر سے جھگڑے نہ وہ کہ جو اس کے موافق ہو۔

شیخ رضی اللہ عنہ کے دیکھنے والے کو خوشخبری

خبردی ہم کو شیخ ابو الفتوح محمد بن شیخ ابوالمحاسن یوسف بن اسماعیل بن احمد بن علی قرشی تیمی بکری بغدادی قطفنی نے قاہرہ میں 660ھ میں کہا خبردی ہم کو دو شیخوں نے شیخ ابو الحسن علی بن ابوالمجد مبارک محمد بن طاہری نے حریمی نے 615ھ میں اور شیخ ابو الحسن خفاف بغدادی نے بغداد میں 620ھ میں دونوں نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی عطار نے بغداد میں 580ھ میں کہا کہ میں نے سنا اپنے شیخ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے تھے خوش ہو جائے وہ شخص کہ جس نے مجھے دیکھا او. وہ بھی کہ جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا ہے یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ میں اس شخص پر حسرت کرتا ہوں کہ جس نے مجھے نہیں دیکھا۔

شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ کا قبر سے جواب دینا

خبردی ہم کو ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحییٰ بن محمد قرشی بغدادی نے قاہرہ میں 673ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن محمد بن سلیمان بغدادی مشہور نانبائی نے اور شیخ عبدالوحید بن سعد بغدادی نے بغداد میں 630ھ میں کہا ان دونوں نے خبردی ہم کو شیخ قاسم عمر بن مسعود بزار نے اپنی

رباط میں جو کہ قاہرہ میں تھی 605ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو الحسن علی بن الہیتی زیرانی نے بغداد میں 563ھ میں کہا کہ میں نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت کی۔ پس کہا السلام علیک یا شیخ معروف تم ہم سے دو درجہ اوپر گزر گئے ہو۔

پھر دوبارہ ان کی زیارت کی اور کہا السلام علیک اے شیخ معروف ہم تم سے دو درجہ آگے بڑھ گئے۔ پس شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر سے جواب دیا وعلیک السلام اے اپنے زمانہ کے سردار۔

تمام زمانہ آپ کے سپرد کیا گیا

راوی کہتا ہے کہ آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا ہے۔ پھر ایک مدت بعد ان سے کہا کہ میں تم سے پہلے یہ کہتا تھا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا ہے اور اب تمام زمین مشرق سے مغرب تک اس کے میدان اور آبادی' جنگل و سمندر' نرم زمین اور پہاڑی زمین میرے سپرد کی گئی ہے۔
راوی کہتا ہے کہ کوئی ولی اس وقت ایسا نہ تھا کہ آپ کے پاس نہ آیا ہو اور ان کی قطبیت کی وجہ سے سلام نہ کہا ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت میں شیخ کا وسیلہ

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن زکریا بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح بن حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد میں 629ھ میں کہا خبر دی ہم کو

شیخ ابو عبدالرزاق نے اور خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد الحسن فقیہ ابی عمران موسیٰ بن احمد بن الحسین قرشی شافعی نے قاہرہ میں 690ھ میں۔ دونوں نے کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو الحسن قرشی نے دمشق میں 613ھ میں کہا کہ میں نے شیخ ابو محمد عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ جب تم خدا سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے توسل سے مانگو۔

خبر دی ہم کو ابو العاف موسیٰ بن شیخ ابو المعالی عثمان بن موسیٰ بن عبداللہ بن عبدالدائم بن مجلی بقائی اصل عقبی دمشقی گھر والے پھر قاہرہ والے نے قاہرہ میں 667ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں 614ھ میں کہا خبر دی ہم کو دونوں شیخوں شیخ عارف ابو عمرو عثمان صریفینی اور شیخ ابو محمد عبدالحق حریمی نے بغداد میں 567ھ میں کہا نے کہ ہم نے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ وہ کرسی پر بیٹھ کر کہہ رہے ہیں اے زمین والو مشرق میں ہو یا مغرب میں اور اے آسمان والو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے۔ میں ان میں سے ہوں کہ جن کو تم نہیں جانتے۔ اے زمین کے مشرق اور مغرب والو! آؤ مجھ سے سیکھو اے عراق والو تمام حالات میرے نزدیک ان کپڑوں کی طرح ہیں جو میرے گھر میں لٹکے ہوئے ہوں۔ ان میں سے جس کو چاہوں پہن لوں تم کو مجھ سے بچنا چاہئے۔ ورنہ میں تم پر ایسا لشکر لاؤں گا کہ تم اس کا سامنا نہ کر سکو گے۔

اے غلام ہزار سال تک سفر کرتا کہ تو مجھ سے بات سنے۔ اے غلام ایک کلمہ سن ولایات یہاں ہیں۔ درجات یہاں ہیں۔ میری مجلس میں خلعتیں تقسیم ہوتی ہیں۔ کوئی نبی ایسا نہیں جس کو خدا نے مبعوث کیا ہو اور کوئی ولی ایسا نہیں کہ وہ میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو یہ زندہ ولی اپنے بدنوں کے ساتھ اور فوت شدہ اپنی ارواح کے ساتھ۔ اے غلام میرے تعلق منکر نکیر سے

پوچھو جب کہ وہ تیرے پاس قبر میں آئیں تو وہ تجھے میرا حال بتلائیں گے۔

خبر دی ہم کو شیخ فقیہ الحسن علی بن شیخ ابو العباس احمد بن مبارک بن اسباط بن محمد بغدادی حریمی شافعی نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا خبر دی ہم کو فقیہ عبدالقادر بن عثمان بن ابی البرکات بن علی بن رزق اللہ بن عبدالوہاب تیمی بردانی حنبلی نے بغداد میں 630ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ محمد عبداللطیف بن ابی طاہر احمد بن محمد بن ہبتہ اللہ ترسی بغداد حنبلی صوفی نے بغداد میں 571ھ میں کہا کہ ہمارے شیخ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بڑی کلام کیا کرتے تھے تو اس کے بعد یہ فرمایا کرتے تھے۔ تمہیں خدا کی قسم یہ کہا کرو کہ آپ سچ فرماتے ہیں کیونکہ میں یقینی بات کہتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں بے شک میں بلایا جاتا ہوں۔ جب بولتا ہوں اور دیا جاتا ہوں تو تقسیم کرتا ہوں اور حکم دیا جاتا ہے تو کرتا ہوں اور ذمہ اس پر ہے جو مجھ کو حکم دیتا ہے اور دیت عاقلہ پر ہوا کرتی ہے۔ تم کو میرا جھٹلانا تمہارے دین کے لیے فوری زہر ہے اور تمہاری دنیا و آخرت کے جانے کا سبب ہے۔

میں تلوار اٹھانے والا ہوں' میں لڑنے والا ہوں اور تم کو خدا اپنے آپ سے ڈراتا ہے اگر میری زبان پر شریعت کی لگام نہ ہوتی تو میں تم کو بتلاتا جو تم کھاتے ہو جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو تم میرے سامنے شیشے کی طرح ہو جو تمہارے پیٹوں اور ظاہر میں ہے وہ ہم دیکھتے ہیں۔ اگر میری زبان پر حکم کی لگام نہ ہوتی تو البتہ یوسف علیہ السلام کا صاع وہ بات بول دیتا جو اس میں تھی لیکن عام عالم کے دامن میں پناہ لیا کرتا ہے تاکہ اس کا بھید ظاہر نہ ہو سکے۔

شیخ کے اہل زمان کی باگیں اس کے سپرد کی گئیں ہیں

خبر دی ہم کو ابو محمد ماجد بن خالد بن ابی بکر بن سیما بن خانم عراقی خلواتی پھر

بغدادی نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابوبکر محمد بن شیخ عوض بن سلامتہ عراد بغدادی صوفی نے بغداد میں 630ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالقاسم ابن ابی بکر احمد بن ابی السعادات احمد بن کرم بن غالب بند لیجی اصل بغدادی پیدائش اور گھر والے ازجی نے بغداد میں 575ھ میں کہا کہ میں ایک وقت میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ باتیں جو کہ وہ کرسی پر بیٹھ کر فرمایا کرتے تھے لکھتا رہتا تھا پس وہ کلام جو میں نے ماہ محرم 561ھ میں ان کے کلام میں سے لکھا یہ ہے:

کہ میرا دل خدا کے علم میں مخلوق سے ایک گوشہ میں چھپا ہوا ہے اور وہ ایک فرشتہ ہے۔ حق سبحانہ کے دروازہ پر میرے زمانہ کے ہر ایک آنے والے کے لیے اس کو قبلہ ظاہر کیا ہے اور میں بند دروازوں سے دور انس و قرب کی بساط پر جا کر بیٹھ جاتا ہوں اور بادشاہ فرد ہوں جس کا ایک جلیس ہے۔ کہ لوگوں کے اسرار پر وقف ہے۔ لوگوں کے دلوں کی طرف دیکھنے والا ہے۔ خدا نے اس کو ماسوا کے دیکھنے کی میل سے صاف کر دیا ہے۔ خدا نے اس کو ماسوا کے دیکھنے کی میل سے صاف کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایسی تختی بن گیا ہے کہ جس پر لوح محفوظ کا نقش اترتا ہے۔ اس کے اہل زمان کی باگیں اس کے سپرد کی گئی ہیں۔ اس کو تصرف دیا ہے کہ جس کو چاہے دے جس کو چاہے روک دے اور غیب کی زبان سے اس کو کہا ہے کہ تو آج ہمارے نزدیک با مرتبہ امین ہے اور اس کو اہل یقین کی ارواح کے ساتھ دنیا و آخرت کے چبوترہ پر بٹھلایا خلق اور خالق کے درمیان ظاہر اور باطن کے درمیان معلوم اور غیر معلوم کے درمیان اس کے چار منہ بنائے ہیں۔ ایک تو وہ کہ جس کے ساتھ دنیا کو دیکھتا ہے۔ ایک وہ کہ جس کے ساتھ مخلوق کو دیکھتا ہے ایک وہ کہ جس کے ساتھ خالق کو دیکھتا ہے۔

اس کو اپنی زمین اور اپنے جہانوں میں خلیفہ بنایا ہے۔ جب اس کے

ساتھ کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف اور ایک شکل سے دوسری شکل کی طرف پلٹتا ہے۔ پھر اس کو اسرار کے خزانوں پر مطلع کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ ملک کا تنہا ہے۔ اس کے انبیاء کا نائب ہے۔ اس کے ملک کا اپنے وقت کا امین ہے اور ہر رات میں خدا کی 360 رحمت کی نگاہیں اس کی طرف ہوتی ہیں۔

شیخ کے کلام کے فصل جو کہ اس کے عجائب احوال سے مرصع ہیں۔

جو شخص کہ اس کا پختہ ارادہ مطلب کی غایت کے دریافت کا قصد کرے۔ یا اس بنا کی حد تک پہنچنا چاہے تو بیشک اس کی ہمت ایک ایسی آرزو کی طرف کھنچے گی کہ جس کا پانا دور ہے اور ایسی چوٹی چڑھے گا کہ جس کا راستہ مشکل ہے۔ کیونکہ اس کے مقصدوں سے قریب کوشش کے لیے بڑی دور کی غایت ہوا کرتی ہے اور اس کے سوا اس کے فیض سے مضبوط مدد ہے۔ کیونکہ وہ ایسی غایت ہے کہ جس کا مالک حساب کا عدد نہیں ہو سکتا اور وہ ایسا مادہ ہے کہ جہاں تک کتاب کی مدد نہیں پہنچ سکتی وہ ایک ایسا جنگل ہے کہ جس کا احاطہ کا انگار روشن ہوتے ہی بجھ جاتا ہے۔ وہ ایسا جنگل ہے کہ جس کی طرف گھوڑے دوڑتے ہی زمین پر گر پڑتے ہیں۔

وہ ایسی حصول کی جگہ ہے کہ اس کی طرف غائت طلب کارسا معلق ہوتے ہی قصور کرتے ہوئے ٹوٹ جاتا ہے۔ وہ ایسا حصہ ہے کہ اس کی طرف کامیاب تیر پہنچتے ہی حیران ہو کر منقطع ہو جاتا ہے کیونکہ ہو بے شک ہم کو خبر دی فقیہ الاصل عبدالاحد بن شیخ عارف ابوالمجد عبدالصمد نے عبدالکریم بن حسن بن محمد کرشی تیمی بغدادی ازجی شافعی قاہری سے قاہرہ میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن امام عبدالرزاق اور شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان نانبائی نے بغداد میں 630ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلی نے مدرسہ بغداد میں

دروازہ ازج میں 600ھ میں اور شیخ امام ابو البقا عبداللہ بن حسین عکبری فقیہ نحوی نابینا نے بغداد میں 603ھ میں اور کہا ابو صالح نے خبر دی ہم کو میرے باپ عبدالرزاق اور میرے دونوں چچوں عبدالوہاب و ابراہیم نے بغداد میں 588ھ میں اور کہا ابو الحسن عمران کمیانی اور بزار نے بغداد میں 591ھ میں ان سب نے کہا کہ ہم شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ کے پاس مدرسہ بغداد میں دروازہ ازج میں 557ھ میں حاضر ہوئے اور وہ انجیر کھا رہے تھے۔ تب آپ نے کھانا چھوڑ دیا اور دیر تک بیہوشی میں رہے پھر کہا کہ اس وقت میرے دل پر علم لدنی کے ستر دروازے کھول دیئے گئے ہر ایک دروازہ اتنا وسیع ہے۔ جیسے کہ آسمان اور زمین کی وسعت۔

پھر خاص لوگوں کی متعلق دیر تک باتیں کرتے رہے۔ حتیٰ کہ حاضرین کے ہوش جاتے رہے اور میں نے کہا کہ ہم کو یہ گمان نہیں کہ شیخ کے بعد کوئی بھی ایسی کلام کر سکے۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو احمد عبدالمالک بن عبدالمحمود بن یوسف بن عثمان عراقی صرصری نے قاہرہ میں 672ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ ابو زکریا یحییٰ بن یوسف بن زکریا بن یحییٰ انصاری صرصری نے اور شیخ کمال الدین ابوالحسن بن محمد بن محمد بن وصاح شہربان نے بغداد میں 638ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی شیخ پیشواء ابوالحسن علی بن ابی بکر بن ادریس یعقوبی نے بغداد میں 612ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشوا ابو الحسن علی بن الہیتی زیرانی نے بغداد میں 562ھ میں کہا کہ میں نے اس زمانہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ کرامات والا نہیں دیکھا اور کوئی شخص ان سے کسی وقت کوئی کرامت دیکھنی چاہتا تو فوراً دیکھ لیتا کبھی خرق عادات ان سے ظاہر ہوتے اور کبھی ان میں ظاہر ہوتے۔

اور خبر دی ہم کو ابو المعالی صالح بن احمد بن علی بن ابی القاسم بن عبداللہ

لخمی بغدادی قروی مالکی نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ ابو محمد حسن بغدادی قروی مطرز نے بغداد میں 625ھ میں کہا ابو الحسن نے خبر دی ہم کو ہمارے شیخ شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی نے بغداد میں 580ھ میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو عمر عثمان صریفینی نے کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے نہیں ظاہر کیا اور وجود میں مثل شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے نہیں ظاہر کرے گا۔ ان کی کرامات جواہرات کی لڑیاں ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے ہوتی ہیں اور ہم میں سے کوئی ان کو گننا چاہتا تو گن لیتا۔

ابوالحسن اور ابو محمد کہتے ہیں کہ عراق کے مشائخ ان دونوں کی بات کو بڑی سمجھا کرتے تھے اور اس کو ظاہر نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ دونوں اگر دونوں کو آئندہ کی خبر نہ دیتے تو وہ دونوں اس سے خبر نہ دیتے۔ اگر گہرے سمندر سے تیز رفتار پرندے کی طرح کوئی وارد ہو یا روشن ستارے سے غبار زائل ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں اور کیا جنگل میں اونٹ تیز رفتار چلتا ہوا آفتاب کے قریب ہو سکتا ہے اور کیا باغوں میں پھولوں کے نچھاور کا کوئی عدد شمار ہو سکتا ہے۔

پس اے روشن سردارو ڈرو کیونکہ سمندر کے موتیوں کا سمندر میں کوئی احاطہ کرنے والا نہیں اور ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ عقل مند کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ صاحب توفیق و ہدایت ہے۔

ہم کو خبر دی فقیہ ابو الفتح نصر اللہ بن القاسم یوسف بن حنبل بن احمد ہاشمی بغدادی کرخی نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ عبدالرزاق نے بغداد میں اور میرے چچا عبدالوہاب اور عمران کمیانی اور بزار نے 590ھ میں ان سب نے کہا کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے 553ھ میں میں نے سنا کہ وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منگل کے دن 16 شوال 521ھ میں ظہر سے پہلے دیکھا ہے تو مجھے فرمایا

اے میرے بیٹے تم کلام کیوں نہیں کرتے۔ (یعنی وعظ و نصیحت) میں نے کہا اے باپ میں ایک عجمی مرد ہوں بغداد میں فصحاء عرب کے سامنے کیسے وعظ کروں گا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ تم منہ کھولو تب میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ نے اس میں سات دفعہ لب ڈالا اور مجھ سے کہا کہ لوگوں کے سامنے وعظ کرو اور ان کو اپنے رب کی طرف عمدہ حکمت اور نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔

پھر میں نے ظہر کی نماز پڑھی اور بیٹھا میرے پاس بہت سے لوگ آئے اور مجھ پر چلائے تب میں نے علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ میرے سامنے مجلس میں کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے فرزند تم کیوں کلام نہیں کرتے۔ میں نے کہا اے میرے باپ مجھ پر لوگ چلاتے ہیں۔ پھر آپ نے کہا کہ اپنا منہ کھولو میں نے کھولا تو انہوں نے میرے منہ میں چھ دفعہ لب ڈالا میں نے کہا کہ سات دفعہ کیوں نہیں ڈالتے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ادب کی وجہ سے۔ پھر وہ مجھ سے چھپ گئے اور میں نے کہا کہ فکر کا غوطہ لگانیوالا دل کے سمندر میں معارف کے موتیوں کے لیے غوطہ لگاتا ہے۔
تب وہ ان کو سینہ کے کنارہ کی طرف نکال لاتا ہے۔
اس پر زبان کے ترجمان کا دلال بولی دیتا ہے پھر وہ ایسے گھروں میں خدا نے ان کی بلندی کا حکم دیا ہے۔ حسن طاعت کی عمدہ قیمتوں کے ساتھ خرید لیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ پہلا کلام ہے جو کو شیخ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کرسی پر بیٹھ کر سنایا تھا۔

خبر دی ہم کو شیخ شریف جلیل ابوالعباس احمد بن شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الغنائم محمد ازہری بن مفاخر محمد مختاری حسینی بغدادی نے قاہرہ میں 673ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں 629ھ میں کہا کہ میں نے شیخ محی الدین عبدلقادر جیلی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں 605ھ میں حاضر ہوا اور اس دن مجلس میں قریباً دس ہزار مرد تھے۔ شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ عنہ شیخ کے سامنے قاری کے

چبوترے کے نیچے بیٹھے تھے۔ تب ان کو اونگھ آگئی تو شیخ نے لوگوں سے کہا کہ چپ ہو جاؤ پھر وہ سب خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ کہنے والا یہ کہہ سکے کہ ان سے صرف ان کی سانسوں کی آواز ہی سنی جاتی تھی پھر شیخ کرسی پر سے آئے اور شیخ کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ پھر شیخ علی ہیتی بیدار ہوئے تو ان سے شیخ نے پوچھا کہ کیا تم نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں شیخ نے کہا اسی لیے میں نے ادب کیا۔ کہا کہ تم کو کیا وصیت کی کہا کہ آپ کی ملازمت کی۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ علی سے شیخ کے اس مطلب کے متعلق کہ انہوں نے اسی وجہ سے ادب کیا۔ پوچھا گیا تو کہا کہ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا وہ شیخ نے بیداری میں دیکھا۔

راوی کہتا ہے کہ اس دن ان میں سے سات مردوں کا مجلس میں انتقال ہوا بعض ان میں سے وہ تھے کہ بے ہوشی کی حالت میں ان کو گھر کی طرف اٹھا کر لے گئے تو وہ اسی دن میں مر گئے۔

(شیخ رضی اللہ عنہ نے آدم علیہ السلام کے بارے میں یہ کہا ہے) جبکہ فرشتوں نے عقل کے کانوں سے خدا کا یہ قول سنا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں اور اس کے لیے مہربانی کے کنارہ سے بنائے جانے کی بجلی اس ہاتھ سے چمکی جب کہ میں نے اس کو برابر کیا اور اس میں روح کو پھونکا تو انہوں نے کہا خداوندا یہ خلیفہ کہاں ہو گا؟ کہا کہ زمین کے خطہ کے نقطہ میں انہوں نے اعتراض کی زبان سے یہ کہا کہ کیا تو زمین میں پیدا کرے گا یہ بجلی مٹی کے بادل سے کیسے چمکے گی۔ کیا مٹی ظلمت کا محل نہیں □ کیا ٹھیکری والی مٹی عیب کا مرکز نہیں ہے؟ اور غیب کا مرکز نہیں۔

خداوند بڑے برجوں کے درویش لوگ ہیں۔ ہم صفائی کے صفہ کے شیخ ہیں ہم ربط کے مقام کے رہنے والے ہیں۔ رات دن تسبیح پڑھتے رہتے ہیں

اور تھکتے نہیں۔

ان کی تقدیر کی مجیب نے کہا تمہاری فاسد نظروں نے غور کرنے میں خطا کھائی۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ زمین میں یاقوت کی کان ہے اور جواہرات اسی کے سمندروں میں سے نکلتے ہیں اور انبیاء کے وجود اسی کے کانوں سے نکالے گئے ہیں۔ بیشک قدم کے اسرار کے عجائب خزانے اس میں مدفون ہیں۔ آدم صفی اللہ کا جسم اسی کے عناصر سے مرکب ہوا ہے اور جب تقدیر نے شکل کو نکالا تو اس نطفہ سے ڈالا کہ میں بے شک ایک شخص کو پیدا کرنے والا ہوں اور موجودات کی تختی کے صفحہ پر اس ہاتھ سے پھیلا دیا تھا۔ پھر جب کہ میں نے اس کو برابر کیا اور وہ اپنے ارادہ کے موافق بڑے کام کرنے والے پہلے علم سے آدمی بن گیا اس کے بچہ کو اس گود میں رکھا کہ آدم کو برگزیدہ کیا اور اس عہد کے صد میں پرورش پائی اور سکھائے آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام۔

فرشتوں نے ایک شخص کو دیکھا جو مٹی کی شکل میں ہے۔ اس پر یہ اسرار چمکتے ہیں میں نے اس میں اپنی روح کو پھونک دیا ان کے لیے مٹی کے مشرق سے یہ صبح نکلی کہ تم لوگ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ اس پر خلعت کو دیکھا اور ہم نے کہا اے آدم تم ٹھہرو انہوں نے اس سے یہ علم لیا کہ اے آدم ان کو بتلا دے۔ تب فرشتوں نے کہا کہ سلطنت کے مسند پر عزیز ہو کر بیٹھے جو کہ فخر کے مصر تک پہنچا دے۔ وہ عاشق ہے جس پر محبوب کے وصل کی ہوا چلی ہے۔ عزیز ہے۔ جو کہ ملائکہ کی صورت سے چلی ہوئی مٹی تک پہنچا تھا۔ آدم نے چاہا کہ حضور قدس میں ہمیشہ رہے۔ تب اپنے صاحب کی بلا کی وجہ سے بھول گیا اور اس قول سے وسوسہ میں پڑا کہ بے شک تو اس میں بھوکا نہ رہے گا۔ اس پر اس کا دشمن اس سوراخ سے داخل ہوا۔ کیا میں تم کو ہمیشگی کا درخت بتلاؤں ان بیہودہ باتوں سے اس کو دھوکا دیا کہ تم دونوں کو

تمہارے رب نے نہیں منع کیا۔ الخ

وہ درخت ایک شمع تھی جو کہ اس کی بیوی کے فرش کے لیے لگائی گئی تھی۔ اس کے گرد ان پروں سے چکر لگایا۔ اب دونوں نے اس سے کھالیا پھر وہ شعلہ آگ سے جل گیا۔ کیا میں نے تم کو منع نہ کیا تھا۔

اس میں جو زمین کی ظلمت تھی غفلت کی طرف جذب ہو گئی اور نافرمانی کی۔ پھر چونکہ اس میں آسمانی نور تھا۔ جان لیا اور کہا اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا پہلے مکان کی جدائی پر روئے کہا کہ مجھ میں فراق محبوب کے اٹھانے کی طاقت کہاں ہے۔

کہا گیا اے آدم خطا تجھ میں اور تیرے رب میں پردہ ہے۔ تو اس کے پاس پاک ہو کر حاضر ہوا تھا۔ ناپاک قدموں سے اس کو پامال نہ کیا تھا اور محبوب کی مخالفت سے اس کی جدائی کے اسباب تاکیدی ہو گئے۔ ایسے گھر میں تم کیسے رہ سکتے ہو کہ جس میں تم نے اس گھر کے مالک کی نافرمانی کی۔

تب زبان حال سے کہا خداوندا تیری مقدر قضا سعی سے نہیں ٹل سکتی اور تیری تقدیر کے تیر حیلوں کے ذروں سے رد نہیں ہو گئے۔ میں نے تیری نافرمانی جرات سے نہیں کی بلکہ غفلت سے کی اور میں نے تیرے امر کی مخالفت نہیں کی مگر اس لیے کہ یہ ایک فیصلہ تھا۔ جو کہ میرے لیے پہلے سے لکھا جا چکا تھا۔ کہا گیا کہ اے آدم علیہ السلام نافرمانوں کا رونا میرے لیے تسبیح پڑھنے والوں کی آواز سے زیادہ پیارا ہے۔ گناہ کا اقرار اس کا کفارہ ہے اور میں توبہ کرنے والے کے لیے بڑا بخشنے والاا ہوں۔ ہم نے تری لغزش اور نافرمانی سے پہلے یہ فرمان لکھ رکھا تھا کہ ہم نے اس پر رجوع کیا۔ اور تیری پیدائش سے پہلے ہم نے یہ عذر قبول کر لیا تھا۔ پھر وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا عزم بالجزم نہ پایا۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن نجیم بن عیسیٰ حورانی اور علی بن عیسیٰ جو

مبتی اور ابو محمد رجب بن ابی منصور بن نصر اللہ داری نے قاہرہ میں 673ھ میں ان سب نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن ادریس یعقوبی نے قاہرہ میں 617ھ میں کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن الحافظ ابی بکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے 594ھ میں۔ ح

خبر دی ہم کو ابو محمد ابو الحسن بن احمد بن محمد بن دلف اس کے جد مشہور ابن توق نے قاہرہ میں 636ھ میں کہا خبر دی ہم کو تینوں شیخوں شیخ ابو القاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ ابن احمد مشہور بہ ابن المنصور نے بغداد میں 631ھ میں اور شیخ ابو عمرو عثمان مشہور بہ قیصر اور شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان مشہور ابن انجاز نے بغداد میں 639 میں کہا ابوالقاسم نے خبر دی ہم کو ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی مشہور مدال نے بغداد میں 576ھ میں اور کہا ابو عمرو ابو الحسن نے خبر دی ہم کو ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی مشہور مدال نے بغداد میں 576ھ میں اور کہا ابو عمرو ابو الحسن نے خبر دی ہم کو عمران کمیانی نے اور بزار نے بغداد میں 591ھ میں ان سب نے کہا کہ شیخ ابو محمد عبدالرحمان طفسونجی رضی اللہ عنہ نے طفسونج میں کرسی پر بیٹھ کر کہا میں اولیاء میں پرندوں میں کلنگ کی طرح ہوں۔ جس کی گردن سب جانوروں میں بڑی ہوتی ہے۔

تب کھڑا ہوا شیخ ابوالحسن علی بن احمد جبی اور تھا وہ عمدہ حال والا اس نے اپنی گودڑی پھینک دی اور کہا کہ مجھے چھوڑو کہ تم سے جنگ کروں۔ تب شیخ عبدالرحمان خاموش ہو گئے اور اس کو حکم دیا کہ اپنی گودڑی پہن لے اس نے کہا کہ جس کو میں اتار چکا ہوں اس کو پھر نہ پہنوں گا۔

پھر اس نے (موضع) حبہ کی طرف اشارہ کر کے اپنی بیوی کو پکارا کہ اے فاطمہ مجھے کوئی کپڑا دے جس کو میں پہنوں تب اس نے وہیں حبہ سے اس کی آواز سن لی اور اس کو کپڑا راستہ کی طرف پھینک دیا جس کو وہ پہن لے۔

شیخ عبدالرحمان نے پوچھا کہ تمہارا پیر کون ہے؟ اس نے کہا کہ میرا پیر شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے شیخ عبدالقادر کا نام زمین پر ہی سنا ہے اور مجھے چالیس سال ہو گئے کہ تقدیر کے دروازہ پر ہوں میں نے ان کو وہاں نہیں دیکھا۔

پھر اپنے مریدوں کی ایک جماعت سے کہا کہ تم بغداد میں شیخ عبدالقادر کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ عبدالرحمان سلام کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھے تقدیر کے دروازہ پر چالیس سال ہو گئے ہیں مگر میں نے آپ کو اس کے اندر اور اس کے باہر کبھی نہیں دیکھا۔

تب شیخ عبدالقادر نے اس وقت کے عابدوں اور مظفر جمال عبدالحق حریمی عثمان صریفینی سے کہا کہ تم طفسونج میں جاؤ راستہ میں تم کو ایک جماعت ملے گی جو کہ شیخ عبدالقادر طفسونجی کے مریدوں میں سے ہے ان کو انہوں نے اس غرض کے لیے بھیجا ہے اور پیغام کا ذکر کیا پھر جب تم ان کو ملو تو ان کو واپس اپنے ساتھ لے جاؤ اور جب تم سب شیخ عبدالرحمان کے پاس پہنچو تو ان سے کہنا کہ عبدالقادر آپ کو سلام کہتے ہیں کہ تم دروازہ کے درکات اور درجات میں رہتے ہو تم کو معلوم نہیں کہ حضوری میں کیا ہے اور حضوری میں کون ہے۔ جو شخص کہ پردہ کے اندر ہو اس کو معلوم نہیں ہوا کرتا۔ میں پردہ ہوں۔ داخل ہوتا ہوں اور نکلتا ہوں سر کے دروازے سے ایسے مقام پر کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے اس کی علامت یہ ہے کہ تمہارے لیے فلاں خلعت فلاں وقت میں نے اپنے ہاتھ سے نکال لی تھی جو کہ رضا کی خلعت تھی۔

اور دوسری علامت یہ ہے کہ فلاں سروپا فلاں رات میں تمہارے لیے میرے ہاتھ پر نکلی تھی وہ فتح کی سروپا تھی۔

تیسری علامت یہ ہے کہ تم کو دروازوں میں میرے ہاتھ پر جس کو میں نے تمہارے لیے نکالا تھا۔ بارہ ولی اللہ کے سامنے خلعت ولایت دی گئی تھی۔

جو کہ کشادہ سبز رنگ تھی جس کا نقش سورہ اخلاص تھا۔

وہ لوگ نصف راہ تک پہنچے تھے کہ اوپر سے شیخ عبدالرحمان کے مرید آ ملے۔ انہوں نے ان کو لوٹا دیا اور سب ملک کر شیخ موصوف کی طرف آ گئے اور ان کو شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچا دیا انہوں نے سن کر کہا کہ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے وہ سلطان الوقت صاحب تصرف ہیں۔

(اور کہا رضی اللہ عنہ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں) موسیٰ علیہ السلام لڑکے تھے بچپن میں قدم کے زمانہ کے مہد میں پرورش پائی اور تا کہ "تو پرورش پائے میری آنکھوں کے سامنے" کہ دودھ سے بچپن میں غذا حاصل کرے وہ پرورش کیے گئے۔ ایسی گود میں یعنی میں نے تم کو اپنے لیے بنایا ہے۔" اور صندوق میں مردہ کی طرح ڈال دیئے گئے تھے۔ تب اس کی ماں نے ذبح کے فتنہ کے خوف سے ان کو دریا میں ڈال دیا تو تقدیر نے ان کو ان کے دشمن کی گود میں بواسطہ "وہ میری آنکھ کی اور تیسری آنکھ کی ایک قسم) کی ٹھنڈک ہے۔" اور ان کو ان کی ماں کی طرف اس سفارش ہے کہ اس کو قتل نہ کر۔ لوٹا دے اور قتل سے اس بات سے بچا لیا گیا۔ قریب ہے کہ ہم کو نفع دے" پھر ان کی عقل کا بچہ موجودات کے عجائب کے دیکھنے کے لیے خبردار کیا گیا۔ خدنا کو اس نور سے پہچانا کہ "میرے سینہ کو کھول دے" اور قادر کے احکام کے ثبوت سے جاہل نہ تھے۔ کیونکہ انبیاء معرفت کے نور پر پیدا ہوا کرتے ہیں اور ان کی ارواحیں موجود کے صانع اور اثبات واجب الوجود کی توحید پر پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے ئہی آئندہ میں موجودات کی شکلیں نقش پکڑتی ہیں۔ پھر وہ زمانہ کی ناقص آنکھ میں نور ہو گیا اور اس کے لیے اس خطیب نے یہ خطبہ پڑھا۔ ہم نے اس کو حکم دیا اور تقدیر نے اس کے ساکن عزم کو حرکت دی اور اس کے سونے والے فکر کو فیصل شدہ امر نے خبردار کیا۔ تب اس کے بادل کا سیلاب شعیب علیہ السلام کی گھاٹی کی طرف گرا جس

نے مدین کی زمین میں اس کی کھیتی کو اگایا۔ "کہ میں تم سے پختہ تر پھل کے نکاح کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام مدت پوری کر چکے تو اپنی بیوی کے ساتھ نکلے۔ وضع حمل اور رات اس طرح ظاہر ہوئی جیسے جنت کی حور کے ڈیلے ہوں۔ بادل کی آنکھوں سے آنسو برسا رہی تھی۔ بجلی کی تلواریں بادل کے میان سے نکلتی تھیں۔ گرج کے شیر جنگل میں دہاڑتے تھے۔

تب گڑھے کی تلاش کی کہ کوئی بارش سے ٹھکانا ملے تاکہ اپنی بیوی کے لیے اندھیرے کے پتھر کے چقماق سے شرارے نکالے اور وادی مقدس کی اطراف میں آگ تلاش کرے۔ یہ تو ہوا اور شیفتگی اس کے سر کی عاشق ہے۔ سوزش اس کے روح کی ہم نشین ہے۔ شوق اس کے دل کا ہم کلام ہے۔ خواہش نفسانی اس کے سینہ کی

تب ان کے لیے آگ کے محل میں نور ظاہر ہوا شکاری نے ان کی روح کو پرندہ کے لیے یہ جال پھیلایا کہ بے شک میں اللہ تعالیٰ ہوں۔ لوح تقدیر کی سطروں میں سے ایک سطر دیکھی۔ طور کی شمع ان کی روح کی فراست کے لیے ظاہر ہوئی اس کی عقل کا پاؤں محبت کرنے والے غم خوار کے جال میں پھنس گیا۔ اس کے کان میں اس خالص شراب کا پیالہ ڈال دیا۔ "میں اللہ ہوں کوئی معبود میرے سوا نہیں۔" اپنے کلام کی شراب سے اس کو مست بنا دیا اور شوق کے نشہ میں اس میں چلنے لگی۔ شیفتگی کے سمندروں کی موجیں اس کو ڈرانے لگیں۔ عشق کا جوش اس کے دل پر غالب ہوا اس کے کان کے سوراخوں کو کلام کی لذت نے پھاڑ دیا۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھ تک پہنچ گیا۔

پھر آنکھ نے اپنا حصہ نظر سے طلب کیا اور دل کی شیفتگی نے اس کی موافقت کی۔ تب کہا اے میرے پروردگار! مجھے اپنی زیارت کرا کہ میں تجھ کو دیکھوں کہا گیا اے موسیٰ اول پہاڑ کے شیشہ کی طرف دیکھ اور اپنے ثبات کے

سونے کو اس کسوٹی پر پرکھ۔

پھر اگر وہ ٹھہرا رہا تو تجلی کی ہیبت کی وجہ سے پتھر کی حرکت کے وقت اپنے سکون کا اعتبار کر تب اس نور کی چمک کے وقت طور کے اجزا پارہ پارہ ہو گئے اور قرب کی نسیم سے وادی مقدس کے درخت معطر ہو گئے اور طور کی پہاڑیاں تجلی کی وجہ سے باغ بن گئیں اور بوجہ اس کی اس بڑی بات کے مجھ کو دکھا۔ فرشتوں سے اس کے اطراف بھر گئے۔

انبیاء علیہ السلام کی ارواح کھڑی ہو کر انتظار کرنے لگیں کہ اس کے بعد کیا ہو گا۔ ایسا کلام سنا کہ انسان کے کلام کی طرح نہ تھا۔ اس سے ایسا وجود مخاطب ہوا کہ محدثات کی قسم میں سے نہ تھا۔ وجود کی تمام اطراف سے آوازہ دیا گیا اور بتمامہ کان آنکھ بن گیا تب دل کی آنکھ سے کوہ طور کی طرف دیکھا اور پہاڑ کے آئینہ کے نور کی چمک پر اس کی عقل کی آنکھ کے نور کی شعاع پڑی۔

اس کے حسن بصر کی بجلی کی دھوئیں پر وقت کی شعاعوں کا عکس پڑا تو ان کی فکر کی آنکھ جاتی رہی۔ طبیعت کی زبان نکلی ہوئی۔ حواس کے اسباب منقطع ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کی زبان حال بند ہو گئی۔ رحمان کے لیے آوازیں پست ہو گئیں خبر دینے والے نے اس کی صادق طلب سے خبر دی کہ موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔

کہا گیا کہ اے موسیٰ عمدہ تجلی کی شراب کے پینے سے تمہارا معدہ کمزور ہے۔ انوار کے ان تیزیوں کے مقابلہ سے تیری آنکھیں تنگ ہیں کہ مجھ کو دیکھا دے کہ میں تیری طرف دیکھوں۔ حدوث کی آنکھ قدم کے آفتاب کی شعاع میں نہیں کھلتی اس موجودات کے قانون کے درخت پر کہ "تم ہرگز اپنے رب کو بغیر موت کے نہ دیکھ سکو گے۔ نظر چڑھ نہیں سکتی۔ دنیا میں نظر کی خلعت غیب کے خزانوں میں صاحب قاب قوسین (یعنی محمد ﷺ) کے لیے

جمع کر دی گئی ہے۔ یہ شرف دنیا میں سید اولاد آدم اور بشر کے ہادی یتیم کے سوا اور کوئی نہیں پا سکتا۔ اور "مت جاؤ قریب یتیم کے مال کے اسی قدر کہ بہتر ہو یہاں تک کہ وہ جلد بلوغ تک پہنچ جائے۔

موسیٰ علیہ السلام اس تلوار کی ضرب سے فوت ہو گئے۔ کہ تم اس کو ہرگز نہیں دیکھ سکو گے۔ فسوف کی روح سے زندہ کئے گئے اور اس قدم پر کھڑے ہوئے میں نے تیری طرف رجوع کیا۔ تب وہ اس حلہ میں خرامان ہوا کہ میں نے تم کو برگزیدہ کیا۔ پھر وہ اپنی بیوی کی طرف اجنبیت کا برقعہ پہن کر آئے کہ ان کے آثار کا نور غیر لوگ نہ دیکھ لیں۔ ان صفراء دختر شعیب علیہ السلام نے کہا کہ اے کلیم اللہ میں آپ کا چہرہ دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ سو آپ اپنے چہرہ سے برقعہ اٹھا لیں کہ میں دیکھ لوں۔ تب آپ نے کہا کہ میں تمہارے لیے ایسے چہرے کو کیونکر نکالوں کہ جو طور کے پہاڑ پر تجلی نور کی رونق پا چکا ہے تجھ کو میں ایسا باغ کیسے دکھاؤں۔ جس کی عمدہ خوشبو مہکتی ہے۔ لیکن تم اس بقایا شراب کیطرف ہیبت کے دبدبہ کے رخساروں کے پیالوں میں کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ میرے چہرے کے اسرار کی روشنیوں میں دیکھو کہ اس کے رب نے اس سے کلام کیا۔

اس نے کہا کہ میں اس پر راضی ہوں کہ اس کو دیکھوں اور پھر مروں۔ کیونکہ مجھ کو آپ کے چہرہ کے جمال کی تازگیوں کی طرف ایک نظر دیکھنے کے عوض اپنی جان دے دینا آسان ہے۔

اے غلام اپنے صدق طلب میں شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کی طرح ہو جا اہل چراگاہ (متعلیقن محبوبہ) کے دیکھنے کے اشتیاق میں اپنی جان کو بیچ ڈال۔ مطلوب کے پالینے کے عشق اور محبوب کے دیکھنے کے شوق کے لیے ایسے پختہ ارادے سے جو کہ اوروں کے جذب کر لینے سے علیحدہ سے منازل کے قطع کرنے میں جلدی کر حرمت کے حرم میں داخل ہو۔ عبودیت کے مقام

میں کھڑا ہو اور عشق و سوزش کی بزرگی کا ارادہ کر۔ پھر جلد ارواح کے برابر تو جا کھڑا ہو گا۔

دلوں کے یعقوب یوسف کے شہر کو دیکھ لیں گے۔ پھر اگر تیرے پاس ان کی طرف سے ایسی خوشبو آئے جو کہ ان کے جمال کے نور سے روح کے سانس اٹھاتا ہے۔ تو اس کی تیز خوشبو سے بے بس اور مفتون ہو جا اور اس وصل کے لوٹنے کی وجہ سے ان کی بجلی کی چمک کے لوٹنے کے باعث عشق اپنی جان بیچ ڈال۔ واللہ اپنے نفس کو ایک نظر (محبوب کے عوض بیچنے والا ناکام نہیں ہوتا۔ نظر سے آنکھوں کا مقصود ہے اور اس کے سوائے صاحب المقام المحمود (یعنی آنحضرت ﷺ) کے اس دنیا میں کوئی مخلوق میں سے نہیں پا سکا اور مشاہدہ سے یہ مراد ہے کہ دل کی آنکھوں سے دیکھا جائے۔ اس کے مقامات کے فرمان اس دیوان سے دیکھتے ہیں "وہ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر دیتا ہے۔

اے صادق مرید شوق ذوق ظاہر کر اگر اپنی باطنی مجلس کی خلوت میں مشاہدہ کی خلعت سے کامیاب ہو چکا ہے۔ تو تم کو مبارک ہو اور اگر وہاں تک نہیں پہنچا تو صدق کے راستہ پر قائم رہو یہاں تک کہ تمہیں یقین آ جائے یعنی موت اور انشاء اللہ صادقین کے گھر تک چلا جائے گا۔ پھر وہاں اپنا مطلوب دیکھے گا اور اپنے محبوب کے دیکھنے کی وجہ سے اپنا حصہ لے گا۔ شجاعت ایک گھڑی کے صبر کا نام ہے۔

اے غلام موسیٰ علیہ السلام جیسی ہمت والا ہو (جس نے کہا تھا) میں نے ان سے وہی کہا جس کا تو نے حکم دیا تھا۔ (کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو) احمدی ثبات والا ہو کہ آنکھ نے نہ کجی کی ہے نہ کوئی زیادتی۔ انبیاء کا شروع احوال، اولیاء کے قدموں کی سیڑھیوں کی غایت ہے، رسولوں کے اقبال کا شروع عارفین کی ہمتوں کی سیڑھیوں کا آخر ہوتا ہے۔

اے فقیر تیرے لیے اس رات خوشی ہو کہ تیری عقل کا موسیٰ تیری معرفت کے جنگل کے کنارے میں تیرے قرب کے مبارک مقام پر ہو۔ اگر تو اس بات کے پہچاننے کا ارادہ رکھتا ہے تو ان آثار کے دلائل اعمال کے اقسام کے صفحات کے آثار طلب کرو۔ اور کہہ دے کہ تم عمل کرو عنقریب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھیں گے۔

اے عقلوں کی مکھی تو ان باغوں کے پھولوں میں چر اور ان باغوں کی معرفتوں کے شہد کو جمع کر یہاں تک کہ اگر اولیاء میں سے کوئی ولی بغیر مزاج محبت کے بیمار ہو جائے تو ہم عارفین کی بیماریوں کے طبیب اور شریعت اسلامیہ کے حکیم ملت حنیفہ کے صاحب سے کہیں گے کہ پڑھ ایسی زبان سے کہ جس کے ساتھ میں نے کہنا ہے۔ فصاحت کی طرف دلالت کی ہے۔ "اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور سینہ کی بیماریوں کی شفاء اور مومنین کے لیے ہدایت و رحمت آئی ہے۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ابی بکر عمر بن اسحاق بن نعیم بغدادی محدث نے قاہرہ میں 669ھ میں کہ خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو طاہر جلیل بن شیخ ابو العباس احمد بن علی بن خلیل مصری نے قاہرہ میں 630ھ میں۔ ح

اور خبر دی ہم کو ابو بکر بن ابی القاسم احمد بن علی بن یوسف بن صالح بغدادی حریمی نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو الحسن خفاف بغدادی نے بغداد میں 624ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی بغدادی نے 580ھ میں کہا کہ ابو المظفر حسن بن نجم بن احمد تاجر بغدادی شیخ حماد شیرہ فروش رضی اللہ عنہ کی خدمت میں 521ھ میں حاضر ہوا اور اس سے کہنے لگا کہ اے میرے سردار! میں نے شام کی طرف قافلہ کی تیاری کی ہے۔ جس میں سات سو دینار کا مال ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر تم اس سال سفر کرو گے۔ تو قتل کیے جاؤ گے اور تمہارا مال چھین لیا جائے گا۔

تب وہ ان کے پاس سے غمزدہ ہو کر نکلا اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو ملا وہ ان دنوں ابھی جوان تھے۔ اس سے جو بات شیخ حماد نے کہی ان سے بیان کی۔ تب ان کو شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ تم سفر کرو۔ تم صحیح جاؤ گے اور مال لے کر واپس آؤ گے۔ اس کا ضمان مجھ پر ہے۔

تب وہ شام کی طرف سفر کر گیا اور ہزار دینار میں اپنا مال فروخت کر دیا۔ ایک دن حلب سے سقایہ میں انسانی ضرورت کے لیے داخل ہوا اور ہزار دینار کو سقایہ کے طاق میں رکھ کر بھول گیا اور باہر نکل آیا اپنے ڈیرہ پر آ کر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ گویا وہ قافلہ میں ہے۔ جس پر عرب لوٹنے کو دوڑے ہیں مال لوٹ لے گئے اور تمام لوگوں کو قتل کر دیا ان میں سے ایک نے آ کر اس کو بھی حربہ مار کر قتل کر دیا۔ تب وہ پریشان ہو کر نیند سے اٹھ کر کھڑا ہوا خون کا اثر گردن پر پایا اور ضرب کی درد کو محسوس کیا۔

اس کو اپنا مال یاد آیا تو جلدی سے کھڑا ہوا جب سقایہ میں جا کر دیکھا تو مال وہیں پڑا ہوا تھا۔ اس کو لے لیا اور بغداد کی طرف سفر کر کے لوٹا جب بغداد میں پہنچا تو دل میں کہنے لگا کہ اگر میں شیخ حماد کی خدمت میں جاؤں تو وہ بزرگ بوڑھے تھے (مناسب ہے) اور اگر شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤں (تو بھی مناسب ہے) کہ انہیں کی بات صحیح ہوئی۔

تب شیخ حماد اس کو سلطانی بازار میں مل پڑے اور کہنے لگے ابو مظفر پہلے شیخ عبدالقادر کی خدمت میں جا۔ کیونکہ وہ خدا کا محبوب شخص ہے۔ اس نے تیرے بارہ میں خدا تعالیٰ سے سترہ مرتبہ دعا مانگی ہے۔ حتیٰ کہ جو خدا تعالیٰ نے تیرے لیے بیداری میں قتل لکھا تھا اس کو خواب میں کر دیا اور جو تیرے مال کا لٹنا اور تیرا فقیر ہونا لکھا تھا وہ نسیان میں کر دیا۔

تب وہ شیخ عبدالقادر کی خدمت میں آیا تو آپ نے پہلے ہی فرمایا کہ تم کو شیخ حماد نے کہا ہے کہ میں نے سترہ دفعہ تمہارے لئے خدا کی جناب میں دعا

مانگی ہے۔ مجھے معبود کی عزت کی قسم ہے۔ میں نے تمہارے بارہ میں سترہ اور سترہ سے لے کر 70 مرتبہ تک دعا مانگی ہے۔ حتیٰ کہ جو قتل تیرے لیے بیداری میں لکھا گیا تھا وہ خواب میں کر دیا گیا اور جو مال کا لٹنا تھا وہ نسیان اور بھول میں کر دیا۔

(اور نبی ﷺ کے بارہ میں شیخ ؒ نے یہ کہا ہے) جب کہ نور کے رہنے والوں کے دماغ اس عطر سے خوشبو دار ہوئے۔ کہ "میں مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں۔" ملکوت اعلیٰ ان انوار سے روشن ہو گیا۔ کہ "میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں تو قدس اشرف کے معبدوں کے رہبانوں سے کہا گیا کہ "جب میں نے اس کو برابر کیا اور اس میں روح کو پھونکا تو سب اس کو سجدہ کرتے ہوئے گر گئے۔" جو اصحاب تسبیح کرتے تھے۔ ان کے دماغ میں مٹی مشک بن گئی اور آدم کی دلہن میں اس خلعت میں رونق پائی کہ بیشک خدا نے پسند کیا۔" اور ملا ئکہ نے اس نور کی روشنی کی وجہ سے سجدہ کیا اور میں نے پھونکا اس میں روح اپنی کو۔"

موسیٰ علیہ السلام نے بلبل کو سنا کہ لذیذ آواز سے گاتی ہے کہ بے شک میں اللہ ہوں اور ایسے ساقی سے محبت کی کہ قدم کی شراب ان پیالوں میں ڈالتا ہے کہ "میں نے تجھ کو پسند کیا" طور کے پہلو اس سبب سے کھچ گئے۔ ان کے نیچے پہاڑ کی اطراف لپیٹے گئے۔ وادی مقدس میں درخت کے نیچے ٹھہر گیا۔ اور ساقی کے دیکھنے کا مشتاق ہوا۔ اس کے سکر کے نشہ نے اس کے پہلوؤں کو حرکت دی۔ اس کے کثرت شوق نے اپنے ہاتھ سے اس کے عشق کے کاغذ پر یہ حرف لکھے کہ خداوندا! مجھے اپنا آپ دکھا دے۔ تب اس کے ہاتھ میں قلم نے پلٹا کھایا اور لکھا کہ ہر گز تم مجھ کو نہ دیکھ سکو گے۔ اس کی عقل کی آنکھ کے لیے نور چمکنے والا روشن ہوا جو کہ چمکتا تھا اور پہاڑ جنت بن گیا تھا اگر آگ "گھر پڑا" کی نہ ہوتی۔ ہوش کے بعد کہا "تجھ کو پاکیزگی ہے

"میں نے تیری طرف رجوع کیا۔ اس کی دولت گزرنے کے بعد اس سے کہا گیا رسالت کے قلم کو اس کے صاحب کو سپرد کر دیا اور "کلام کرے گا لوگوں سے گومہ کی حالت میں" اس کو دوات دے کہ میری توحید کی کتاب میں لکھے کہ بے شک میں خدا کا بندہ ہوں" اور اپنی رسالت کے صحیفوں میں یہ سطریں لکھدے اور میں "خوشخبری سنانے والا ایک ایسے رسول کی ہوں کہ جو میرے بعد آئے گا۔ جس کا نام احمد ﷺ ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کے شرف کا تاج یہ تھا۔ پاک ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندے کو ایک رات سیر کرائی اس کے رب نے اس کو آسمان کے رہنے والوں پر پیش کیا اس کی رسالت کے جمال کو جبکہ زینت دی تو اس عزت سے اس کو مشرف کیا۔ کہ "اتاری اپنے بندے پر کتاب" اور جس رات احمد ﷺ کے عروس جلا دیا گا۔ تو اس رات ملکوت اعلیٰ میں انوار دو گنے تگنے ہو گئے آپ کے نور کی شخصیات کے باغ آپ کی ترو تازگی و رونق کی شعاع سے خوبصورت ہو گئے۔ آپ کے نور کی روشنی ملا مکہ کی آنکھیں دب گئیں۔

ان سے کہا گیا اے اوپر کے باشندو جو کہ قدس کی روشنی والے ہو۔ سراج روشن ضمیر کی روشنی سے نور حاصل کرو۔ اب تم امام انبیاء کی حفاظت میں ہو۔ آسمانی آفتاب زمینی آفتاب کے ظہور کی وجہ سے چھپ گیا۔ یثرب کے ستارہ کی طلوع کی وجہ سے (آسمانی) ستارے شرم کے مارے چھپ گئے۔ شہاب مکہ کی روشنی کی وجہ سے شہاب (آسمانی) بجھ گئے۔

احمد ﷺ کے نور کے شعاع میں اور انوار داخل ہو گئے۔ قدس کے گرجوں کے درویش لوگ اس لیے نکلے ہیں کہ ایسے جمال کو دیکھیں کہ جو اس آیت کا صاحب ہے۔ اور "وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا" اس سے کہا گیا کہ اے صاحب الوجود آ کے طور شب معراج میں نور کا رفرف ہے اور تمہاری وادی مقدس قاب قوسین ہے وہ بلبل جو تیرے لیے رجوع کرے گی

خوش آواز ہے۔

تب "اپنے بندے کی طرف رجوع کی جو کچھ کہ کی" موسیٰ کا مطلب تیرے لیے ظاہر ہوا اس کو فرمان ملا کہ "آنکھ نے نہ کجی کی اور نہ زیادتی" تم آخر حرف ہو جو انبیاء کے دیوان میں لکھے گئے ہو۔ تم بڑی سطر ہو جو کہ اس فرمان میں لکھے گئے ہو کہ یہ رسول ہیں جن کو ہم نے فضیلت دی ہے۔" تمہاری عروس افق اعلیٰ کے مکان میں آراستہ کی گئی ہے۔

ان کی خلعت میں سے ایک یہ ہے کہ بے شک اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیوں کو دیکھا تیرے شرف کی وجود کی مانگ کے لیے ایسا تاج بنایا گیا کہ کبھی پہلے نہ بنایا گیا تھا۔ تمام انبیاء علیہم السلام اس رات کی عزت پر قادر نہ ہوئے کہ اس نے سیر کرائی اپنے بندے کو قاب قوسین کے باغ کی ہوا بھی انہوں نے نہیں پائی اور نہ ان میں سے کسی کو بالمشافہ کہا گیا کہ السلام علیک ایہا النبی۔ یعنی تم پر اے نبی سلام ہو اور تمام انبیاء اور ادنیٰ یعنی پاس سے زیادہ قریب ہوا۔ کے حجاب سے پیچھے رہ گئے۔ دنا فتدلیٰ کا مالک بڑھا۔ یعنی قریب ہوا۔ پھر زیادہ قریب ہوا اور موجودات کی دلہن اس کے سامنے خلعت پہنا کر دکھائی گئیں کہ بے شک اس نے دیکھا اور آپ نے اس کی طرف خوب توجہ نہ کی بلکہ اس ادب کا لحاظ رکھا کہ "اپنی آنکھوں کو نہ بڑھاؤ۔" یہ وادی مقدس ہے۔ پھر کہاں موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یہ روح القدس ہے۔ پھر کہاں ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام یہ غسل خانہ ٹھنڈا اور پانی ہے۔ پھر کہاں ایوب علیہ السلام ہیں۔ عقلوں نے غیبوں کے میدانوں میں کس قدر سفر کیا ہے۔ اور کس قدر بلند باغوں کی طرف اپنی حاجات کے گھونسلوں سے فکر کے پرندے اڑائے ہیں۔ کہ وہ اس اعلیٰ اشرف ہواؤں کو طلب کرتے ہوں۔ اس روشن باغ کو خوشبوؤں میں طمع کرتے ہوں ہر سمندر کے بھنور میں گھسنے میں مشغول ہوئے ہوں۔ پھر انہوں نے جو کچھ انہوں نے کیا اس کے پاس کی سبیل نہ

ہوئی۔

تب اس کی معرفتوں کی زبانوں نے پکارا کہ اے خاتم الرسل (سب سے آخری رسول) تم روح القدس ہو۔ تم وجود کے جسم کی روح ہو۔ تم موجودات کے باغ میں وارد ہوئے۔ تم دونوں جہانوں کی زندگی کا عین ہو۔ تمہارے لئے وحی کے در یتیم پر دیئے گئے ہیں۔ تمہارے روح کے قدم پر قدم کی جانب کی خوشبوئیں چلی ہیں۔ تمہارے لیے قدر کا ہار جھنڈا ہے۔ اور البتہ عنقریب تم کو تیرا رب دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

ملکوت اعلیٰ تمہارے علوم کے نور سے بوجہ تیری تعریف کے عطر کے مہکتے ہیں تیری باتوں کی قندیلوں سے شرع کی قندیل روشن ہو گئی۔ حکم کے آسمان روشن ہو گئے۔

انبیاء علیہ السلام صفیں باندھ کر ان کے پیچھے کھڑے ہوئے تاکہ اس جلال شہادت کی مجلس میں اقتداء کریں کیونکہ وہ ان سے بڑھا ہوا ہے۔ پھر ان کو تقدیر کی منادی نے پکارا۔ اے سعادت کے گھونسلوں کے مالکو اور لوگوں پر حجت کے صاحبو! یہ بلندی کا تاج ہے۔ یہ روشنی کا آفتاب ہے۔ یہ انبیاء کے تاج کا موتی ہے۔ پس اپنی آنکھوں سے اس کی رونق و خوبصورتی کو دیکھو اور ان آنکھوں کے برقعوں کو اس کی روشنی سے کھولو گے۔ تو اس کو ایک ایسا در یتیم پاؤ گے کہ رسالت کے عمدہ موتیوں کی رونق کا شرف ہو گا اور اسی کے سبب وحی کے جامہ کے حاشیہ کی خوبصورتی ہے۔ پھر تم اقرار کی زبان سے یہ آیت پڑھو کہ ہم "میں سے کوئی ایسا نہیں جس کو مقام معلوم نہ ہو۔

حاضرین پر شیخ کی توجہ

ہم کو خبر دی شیخ ابو الفتوح محمد بن شیخ ابو المحاسن یوس بن اسماعیل بن احمد

بن علی قرشی تمیمی بکری بغدادی قطفنی حنبلی نے قاہرہ میں 668ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ شریف ابو جعفر محمد بن ابی القاسم لبیب بن ابی الکرم یحیٰی علوی حسنی نے بغداد میں 630ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو الخیر محمد بن محفوظ بن عتیمہ نے بغداد میں اپنے مکان میں جو کہ محلّہ ازج میں تھا۔ 3 رجب 593ھ میں کہا کہ میں اور شیخ ابو السعود بن ابی بکر حریمی شیخ محمد بن قائد ادانی۔ شیخ ابو محمد حسن فارسی شیخ جمیل صاحب القدم وصاحب نیزہ شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزاز شیخ ابو حفص عمری ابی نصر غزال شیخ خلیل بن شیخ احمد صرصری۔ شیخ ابوالبرکات علی بن غنائم بن فتح عددی عمری بطائحی ہمامی شیخ ابو الفتوح نصر بن ابی الفرج محمد بن علی بغدادی مقری مشہور ابن الحفری ابو عبداللہ محمد بن وزیر عون الدین ابی المظفر بن ہبیرہ ابوالفتوح عبداللہ بن ہبتہ اللہ ابوالقاسم علی بن محمد بن صاحب۔ یہ سب مشائخ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کے مدرسہ میں حاضر تھے۔ تب آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کوئی شخص حاجت طلب کرے تاکہ میں اس کو دوں شیخ ابوالسعود نے کہا میں اختیار ترک کرنا چاہتا ہوں اور شیخ ابن قائد نے کہا میں مجاہدہ کی قوت چاہتا ہوں۔ شیخ بزار نے کہا میں خدا کا خوف چاہتا ہوں۔ شیخ ابوالحسن فارسی نے کہا کہ میرا خدا کے ساتھ ایک حال تھا۔ جو کہ جاتا رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ پھر لوٹ آئے۔ شیخ جمیل نے کہا میں حفظ وقت چاہتا ہوں۔ شیخ عمر غزال نے کہا کہ میں علم کی زیادتی چاہتا ہوں۔ شیخ خلیل بن صرصری نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مقام قطبیت کے پانے سے پہلے نہ مروں شیخ ابوالبرکات حمامی نے کہا کہ خدا کی محبت میں استغراق چاہتا ہوں۔ شیخ ابو الفتوح بن حنصری نے کہا میں قرآن و حدیث کو حفظ کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ موار و ربانیہ وغیرہ میں فرق کر لوں۔ ابو عبداللہ بن ہبیرہ نے کہا میں وزارت کا نائب بننا چاہتا ہوں۔ ابو الفتوح بن ہبت اللہ نے کہا کہ میں گھر کا استاد بننا

چاہتا ہوں۔ ابوالقاسم بن صاحب نے کہا کہ میں باب عزیز کا دربان بننا چاہتا ہوں۔

تب شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے کہا "ہم ان میں سے ہر ایک کی مدد کرتے ہیں اور یہ چیزیں تیرے رب کی بخشش ہیں اور تیرے رب کی بخشش ممنوع نہیں ہے۔

ابو الخیر کہتے ہیں کہ خدا کی قسم سب نے جو مانگا تھا وہ پالیا اور میں نے ہر ایک کو اسی حالت پر دیکھا۔ جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ مگر شیخ خلیل بن صرصری کہ اس پر ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کہ اس میں قطبیت کا وعدہ لیا تھا۔ شیخ ابوالسعود کا یہ حال ہوا کہ وہ ترک اختیاری میں اعلیٰ درجہ تک پہنچ گئے اور اس میں بہت سے متقدمین پر بڑھ گئے۔ میں نے ان سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے دل میں کبھی وہ بات نہیں گزری جو کہ میرے سجادہ سے خارج ہو۔ ان کا حال ایسا تھا کہ ویسا بہت کم ہو گا۔

شیخ ابن قائد کا مجاہدہ اتنا قوی ہو گیا کہ اس کے اہل زمانہ میں سے ہم کو کسی کا ایسا مجاہدہ معلوم نہ ہوا۔ وہ زمین کے نیچے 28 سال کے بعد بیٹھے۔ میں نے ان سے 560ھ میں سنا کہ وہ کہتے تھے میں سخت بھوکا اور سخت پیاسا رہا بہت سویا اور بہت جاگا بہت ڈرا بلا مجھ سے بھاگتی تھی اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔ شیخ بزار خوف میں بڑے عالی درجہ تک پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ خوف کے مارے کسی وقت اس کے مغز میں سے پانی ٹپک کر اس کے گلے میں اتر آیا تھا۔

شیخ ابو الحسن فارسی کی طرف شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے اپنی مجلس میں دیکھا جس سے وہ گھبرا گئے اور اسی وقت کھڑے ہو گئے۔ میں اگلے دن ان سے ملا اور حال پوچھا تو کہا کہ جس حال کو میں نے کھو دیا تھا۔ شیخ نے وہ حال لوٹا دیا اور ایک ہی نظر میں اور زیادہ بھی دے دیا۔

شیخ جمیل کا یہ حال ہوا کہ وقت اور دم کی حفاظت میں ہمارے علم میں اس درجہ تک پہنچ گئے کہ اور کوئی اس درجہ تک نہ پہنچا ہو گا۔ یہاں تک کہ وہ پاخانہ میں جاتے تو اپنی تسبیح کو دیوار کی کھونٹی پر لٹکا جاتے اور اس کے دانے ایک ایک کر کے چکر (خود بخود) لگاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اسکو پکڑ لیتے میں نے ان کا یہ حال بارہا دیکھا۔

شیخ خلیل صرصری کو شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے خلیل تم جب تک قطب نہ ہو گے مرو گے نہیں اور میں نے آپ سے اس کے بعد کئی مرتبہ سنا کہ خلیل صرصری جب تک قطب نہ ہولیں گے نہیں مریں گے۔

شیخ عمر غزال نے مختلف فنون کے علوم کو جمع اور بہت کچھ حفظ کر لیا اور ان کے خزانہ سے ہزار کتابوں سے زیادہ فروخت کی گئیں۔ اس پر ان کو عتاب کیا گیا تو کہا کہ یہ سب مجھے حفظ ہیں۔

شیخ ابو البرکات ہمامی کی طرف شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے جب کہ وہ مجلس میں بیٹھے تھے۔ ایسی نظر فرمائی کہ بیہوش ہو گئے تب ان کو آپ کے سامنے سے اٹھا لیا گیا کہ ان کو کچھ ہوش نہ تھا۔ ہم نے ان کو بغداد سے ایک مدت تک گم پایا پھر ہم نے ایک مدت بعد کرخ کے میدان میں پایا کہ وہ آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کلام کیا۔ تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ تب میں لوٹ آیا پھر میں کئی سال کے بعد بصرہ کو گیا تو پھر میں نے ان کو پہلے حال پر دیکھا کہ باہر جنگل میں ایک ٹیلہ پر بیٹھے ہیں۔ پھر میں ان کے پاس آیا اور ان سے کلام کیا تب بھی مجھے کچھ جواب نہ دیا پھر میں ان کے ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا اور میں نے کہا۔ خداوندا بحرمت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ان پر عقل کو لوٹا کہ مجھ سے کلام کریں تب وہ کھڑے ہوئے اور میرے پاس آئے مجھے سلام کہا۔ میں نے ان سے دریافت کیا یہ کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ بھائی صاحب میں اس ایک نظر سے جو کہ شیخ عبدالقادر نے میری طرف دیکھی

تھی خدا کی ایسی محبت دیا گیا ہوں کہ اس نے مجھے میرے نفس اور وجود سے غائب کر دیا ہے اور کر دیا مجھے جیسا تم دیکھتے ہو۔ پھر وہ اپنی جگہ پر چلے گئے اور اسی حال پر لوٹ آئے جیسے کہ وہ تھے۔ میں روتا ہوا واپس آ گیا۔ پھر مجھے خبر ملی کہ وہ اسی حالت میں 573ھ میں انتقال کر گئے۔

شیخ ابو الفتوح بن خضری نے قرآن حکیم کو چھ ماہ میں حفظ کیا اور اس پر اس کا حفظ کرنا آسان ہو گیا اور پہلے اس سے سخت مشکل سے ساتوں قرات اور بہت سی کتب بھی انہوں نے یاد کر لیں۔ ہمیشہ سناتے رہتے اور فائدہ پہنچاتے رہتے یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

لیکن میرا یہ حال ہوا کہ شیخ رضی اللہ عنہ نے میرے سینے پر جب کہ میں ان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا تب میں نے اس وقت اپنے سینہ میں ایک نور پایا اور میں اب تک حق و باطل امور میں اور ہدایت و گمراہی میں اس کی وجہ سے فرق کر لیتا ہوں۔ پہلے اس سے میں بوجہ شبہات کے بے چین رہا کرتا تھا۔

ابو عبداللہ بن ہبیرہ کا یہ حال ہوا کہ نائب وزارت پر مامور ہوا۔ اور مدت تک اس میں ملازم رہا۔

ابو الفتوح محمد بن یوسف قطغنی کہتے ہیں کہ میں نے دو شیخوں یعنی شیخ ابو عمرو عثمان بن یوسف سلیمان معروف بقصیر سے بغداد میں محرم 635ھ میں اور شیخ ابو الحسن علیا بن سلیمان معروف نانبائی سے بغداد میں 634ھ میں سنا یہ دونوں کہتے تھے کہ شیخ خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے قطب ہو گئے۔

اور خبر دی ہم کو فقیہ ابو الحسن بن ہبتہ اللہ بن سعید بن محمد بن احمد یمنی رضی اللہ عنہ زبیدی شافعی نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا کہ میں نے اپنے شیخ پیشوا ابو الغیث عبدالرحمان بن جمیل یمنی رضی اللہ عنہ سے رجب 634ھ میں سنا وہ کہتے تھے کہ ایک شخص جسکو شیخ خلیل صرصری کہتے تھے بغداد میں اپنی موت سے

سات دن پہلے قطب ہو گیا۔

اور شیخ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں یحبھم ویحبونہ۔ کہ وہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں یہ فرمایا ہے۔ دل کی آنکھوں سے انہوں نے دیکھا۔ غفلت کے برقعوں کو بھیدوں کے چہروں سے اٹھا دیا۔ عالم الغیب کے لوگوں کے سامنے دلوں کے شیشوں کی صفائی سے دیکھا۔ معانی کے جواہرات وحی کے کلمات کے ہار نچھاور کرنے سے چند اور قدم کی حکمتوں کے ربیع کے باغوں میں اسرار کی سمجھ کے سرچشموں سے چرتے ہیں۔ ازل کے اوصاف کی دلہنوں کو فکروں کی کنگھیوں سے رونق دار و آراستہ کیا اور ایسے دلوں سے حاضر کئے گئے کہ وہ اور قالبوں کی طرف متوجہ نہ تھے۔ ایسے ارواح قدسیہ کے ساتھ حاضر کئے گئے کہ وہ ان شکلوں کے مکانوں سے الفت کرتے تھے۔ مراتب اقدس کی اطراف کی طرف مٹی کے شکلوں کے گھروں سے عقلوں کو لئے ہوئے نکالے گئے۔ اپنی ہمتوں کے شریف سواریوں کی مدد سے واحدنیت کے جلال کے باغوں کو طلب کرنے کے قرآن کے باغ کی خوشبوؤں کے سونگھنے کے لیے اپنی ارواح کے دماغ سے میلان کیا۔ فرمایا کہ معشوق ارواح اور محبوب قلوب طالبین کی غایت امید اس کے مخلوق سے برگزیدہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ پس عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا کہ وہ ان کو دوست رکھے گا اور وہ اس کو دوست رکھیں گے۔

وہ عدم کے بستروں پر غائب کے خواب گاہوں میں پڑے سوتے تھے۔ وہ بخشش کی غار میں جوان تھے تب ان کی ذاتوں کے ذرات کو مٹی کے اجزاء سے پہلی تقدیر سے نکالا صفائی کی آگ سے ان کی میل کو دور کیا۔ اور یحبھم (یعنی وہ ان کو دوست رکھتا ہے) کی سطروں کو ازل کی ٹکسال میں بخششوں کے سنار نے نقش کیا۔ ان کی طرف سے جب کہ وہ عدم کے پردہ میں تھے۔ کہا کہ یحبونہ یعنی وہ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ جانوروں کی بولی کو سلیمان الوقت ہی

سمجھے گا اور عاشقوں کی آنکھوں کے اشارات کو سوائے عاشق مجنوں کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

جب ازل کے کاتب نے قدم کے دیوان میں ارواح کی صاف تختیوں پر محبت کی سیاہی کی مدد سے برگزیدگی کی قلم سے یحبھم و یحبونہ کی سطروں کو لکھا۔ ان کے وجودوں کے گرجوں کو رہبان (درویش) عدم میں تھے۔ غیب کے پردوں کے سیپوں میں ان کے وجود کے موتی چھپے ہوئے تھے اور کن کے پردوں کے درختوں کے سایوں کے نیچے ان جانوں کے ہم نشیں سوتے پڑے تھے۔ تب تقدیر کے موذن نے نسیم کی ہوا سے ان کو بیدار کیا۔ پھر وہ موجود ہو گئے۔ دنیا کی تاریکی ان کے وجود کی شمعوں کی روشنی سے روشن ہو گئی۔ ان کی جانیں صورتوں کے محلوں میں رہنے لگیں۔ ان کی صفائی اس کی کدورت سے مل گئی۔ ان کے نور ظلمت عنصری سے مل گئے۔ ارواح مسافر کی طرح دور کے شہروں میں جا اترے۔ پھر انہوں نے جناب قدم میں جو روشنی دیکھی تھی اس کے مشتاق ہوئے۔ اور مواطن قدس میں جس چیز سے مانوس تھے اس کا شوق ظاہر کیا۔ اس پر عرصہ تک چڑھتا اترتا رہا۔ عشق کے میدان میں ان کے وجود کے ذرات اڑنے والے ذرات ہو گئے اور جب وہ میدان قرب کی طرف نکلے تو مہربانی کے ہاتھ نے ان سب کو اعلیٰ قدر مراتب مقررہ تقدیر محبت کی خلعتیں پہنا دیں اور ان کے خواص کو محبت کی مجلس میں یحبھم و یحبونہ کے جھنڈے دے دیئے۔ ان کے لیے عزت کے رسے سارعوا (یعنی جلدی کرو) کے سمندر کے کنارہ پر لٹکا دیئے۔ ازل کی کچہری کے کاتب کو حکم دیا کہ بڑی سعادت کا فرمان ان کے لیے لکھ دے اور اس کی تحریر کو واللّٰہ یدعوالی دارالسلام (یعنی اللہ تعالیٰ دارالسلام کی طرف بلاتا ہے) کی مہر پر ختم کر دیا اور اس کے خطاب کا عنوان یہ رکھا۔ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ یعنی تم میری تابعداری کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔ اور اس کو قاصدانہ

قد جاء کم من اللہ نور (یعنی بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا ہے) کی سواری پر سوار کر کے بھیجا۔ اے مخاطب یہ اسرار کا تخت خاکی اطوار کے خیمہ میں رکھا جاتا ہے اور یقین کی آنکھوں سے توحید کے خط کا نقطہ دیکھا جاتا ہے۔ وجود کے بنا کا قاعدہ (یہ آیت ہے) و الاول و الآخر والظاہر والباطن یعنی وہی اول ہے۔ وہی آخر ہے۔ وہی ظاہر ہے۔ وہی باطن ہے۔

شیخ شہاب الدین کا واقعہ

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن ابی عمران موسیٰ بن احمد قرشی خالدی اور ابو محمد سالم بن علی بن عبداللہ دمیاطی نے قاہرہ میں 671ھ میں ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عالم ربانی شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد عبداللہ سہروردی نے کہا کہ خبر دی ہم کو حسن نے حلب میں 618ھ میں کہا خبر دی ہم کو سالم نے بغداد میں 614ھ میں کہا کہ میں اس حالت میں کہ جوان تھا۔ علم کلام میں مشغول ہوا اور اس میں میں نے بہت سی کتابیں حفظ کیں۔ اس میں فقیہ بن گیا۔ میرا چچا اس سے مجھے منع کرتا رہتا تھا لیکن میں باز نہ آتا تھا۔ وہ ایک دن مجھے ساتھ لے کر حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی زیارت کو آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ اے عمر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایماندارو جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تخلیہ میں باتیں کرنے آؤ تو پہلے صدقہ دے لیا کرو۔

اور ہم ایک ایسے شخص کی خدمت میں چلے ہیں کہ اس کا دل خدا تعالیٰ کی طرف سے باتیں کرتا ہے۔ تم سوچو کہ ہم ان کی خدمت میں کیسے جاتے ہیں کہ ان کی زیارت کی برکت حاصل کریں۔ پھر جب ہم ان کی خدمت میں بیٹھے تو میرے چچا نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ اے میرے آقا یہ عمر میرا

بھتیجا ہے۔ علم کلام میں مشغول ہے میں اس کو منع کرتا ہوں لیکن یہ باز نہیں آتا۔

آپ نے فرمایا کہ اے عمر تم نے کون کون سی کتاب علم کلام کی حفظ کی ہے۔ میں نے کہا کہ فلاں فلاں کتاب تب آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینہ پر پھیرا تو خدا کی قسم اس علم کو میرے سینے سے ایسا نکالا کہ مجھ کو ایک لفظ بھی اس کا یاد نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ تمام مسائل بھلا دیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں اسی وقت علم لدنی بھر دیا۔ پھر میں آپ کے پاس سے اٹھا تو حکمت کی باتیں کرتا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ اے عمر تم عراق میں سے آخر مشہور ہو گے۔ وہ کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر سلطان حقیقت اور حقیقت وجود میں تصرف کرنے والے تھے۔

اور خبر دی ہم کو حسن بن موسیٰ خالدی اور ابو الحسن بن ابی بکر ابو الثنا احمد بن صالح قرشی ہاشمی تفلیسی نے قاہرہ میں 671ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہم نے شیخ نجم الدین تفلیسی شیخ پیشوا شہاب الدین احمد سہروردی رضی اللہ عنہ کے صاحب و مرید سے بغداد میں 631ھ میں یہ سنا وہ کہتے تھے کہ میں خلوت میں اپنے شیخ شہاب الدین احمد سہروردی کے نزدیک بغداد میں چالیس دن تک بیٹھا۔ میں نے چالیسویں دن موقع میں شیخ شہاب الدین کو اونچے پہاڑ پر دیکھا کہ ان کے پاس بہت سے جواہرات ہیں اور پہاڑ کے نیچے بہت سے لوگ ہیں آپ کے ہاتھ میں ایک صاع (پیمانہ 4 سیر) ہے۔ جس کو بھرتے ہیں اور لوگوں پر پھینکتے ہیں وہ جلد جلد ان کو لیتے ہیں اور جب جواہرات کم ہوے ہیں تو ایسے بڑھتے ہیں کہ گویا ایک چشمے سے پھوٹتے ہیں۔

تب میں خلوت سے اس کے آخر دن میں نکلا۔ اور آپ کے پاس آیا کہ ان کو اپنے مشاہدہ کی خبر سناؤں انہوں نے پہلے اس سے کہ میں ان کو خبر دوں مجھ سے کہا کہ جو تم نے دیکھا ہے وہ سچ ہے اور اس کی مثل اور بھی ہے جو

کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی ذات کی طرف سے کہ انہوں نے مجھے علم کلام کے عوض میں عطا کیا تھا کیونکہ ان کا ہاتھ ایسا تھا کہ جو خدا کی طرف سے پھیلا ہوا تھا۔ جو پورا تصرف کرنے والا تھا۔ جس کے فعل ہمیشہ خارق عادت تھے۔

(اور فرمایا رضی اللہ عنہ نے ابراہیم الخلیل صلوت اللہ و سلامہ علیہ و علیٰ نبینا افضل الصلوۃ کے بارہ میں) ابراہیم علیہ السلام بچہ تھے۔ جنہوں نے قدم کی مہربانی کے مہد میں کرم کے درخت کے نیچے پرورش پائی تھی۔ ان کو فضل کی بخشش کا پنکھا جھلتا تھا جس کی ہوائے نسیم یہ تھی ولقد اتینا ابراہیم رشدہ من قبل۔ یعنی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ہی سے رہنمائی عطا کی جب کہ تقدیر نے ذاتوں کے ذرات اور جانوں کی ارواح کی مجلس عہد میں جمع کیا۔ "اور جب عہد لیا تیرے رب نے" اور الست بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں) کی گردنیں بولیں پس اس کی ہدایت و نیک بختی کی زبان ان لوگوں میں سے پہلے تھی جو کہ دوستی کے نمبر پر بلی کے کلمہ سے بولی تھی۔ پھر اس کے سر کے کانوں نے سلام علیٰ ابراھیم کی (یعنی ابراہیم پر سلام ہے) لذت معلوم کی اور ازل کے ساقیوں نے واتخد اللّٰہ ابراہیم خلیل (یعنی بنایا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل) کے شراب کے پیالے اس پر دور کیے تب وہ غلبہ سکر کی وجہ سے وجد کرتا ہوا اپنے عشق کی شیفتگی کی بساط پر گر گیا اور ان کے دل کے درمیان شوق کا جوش مارنے لگا۔ ان کی عقل کی چراگاہ پر عشق کا سلطان قابض ہو گیا۔ پاک مجلس میں اس باد نسیم کے درمیان پڑے رہے اور ان کو گواہ بنایا یہاں تک کہ ان کے ظہور کا وقت زمانہ کے خیمہ میں نمرود بن کنعان کا وقت آ گیا۔

تب وہ اٹھا اس نسیم کی زندگی کی خوشبو محبت کے جنگلوں میں سونگھنے لگا تنہائی کو طلب کرتا ہوا بلی کی مجلس میں حیران پھرتا تھا۔ محبت کی پردہ دری کی

اس کو لذت و شیرینی معلوم ہوئی۔ اور شوق اس کے عشق کو تازہ کرتا تھا۔ عشق اس کے دبے ہوئے غم کو ابھارتا تھا اور بڑا خلیل غار سے ایسے حال میں نکلا کہ سوزش عشق اس کے دل میں آگ بھڑکاتی تھی۔ اس کے فکر اور دل کی آنکھ آسمان کی دلہنوں کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگی اور اس کے ہم نشین حال نے اس سے جمال کے قصہ گو سے کہا کہ "میری اور تیری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔" اس کی بصیرت کی شعائیں بجلی کی طرح چمکیں۔ اس کے لیے یہ بجلی چمکی کہ "ہم ابراہیم علیہ السلام کو آسمان اور زمین کے ملک دکھاتے تھے پھر اس کے لیے فکر کی نگاہ نے عالم کے میدانوں اور بلندی کے باغوں میں اپنے خوشخبری سنانے والے کی آنکھوں سے جولانی کی اس کے غلبہ شوق کی دو بجلیوں نے عشق کے سکر کو آشفتہ کیا ہر دل کی آنکھ سے کوئی ایسی چمک نہ دیکھی مگر اس کو اپنا مطلب سمجھا اور اس کی باطن کی آنکھ کے سامنے جو چیز نکلی اس کو اپنا محبوب خیال آیا۔ جب کوئی شے اس کے سامنے ظاہر ہوتی، تو اس کی شکل کو ایسا ساقی سمجھتا جس کے ہاتھ میں پیالہ ہے اس کو مخاطب کرتا اور رات نے موجودات کے کپڑے کو اپنی ظلمت سے رنگ دیا۔ فراخ بستره پر اپنے خیمہ کے دامنوں کو بچھا دیا۔ آسمان کا باغ روشن ہوا اور تمام روشنی پھیل گئی۔ قضا کے دانت ہنسنے لگے وجود کے چہرے نے باد نسم کو بے ہوش کر دیا۔ انوار کے جمال نے بادلوں کے پردوں کو اس پر ڈال دیا۔ آنکھوں کے پاک کرنے والے نے اس کے درے پردوں کو قطع کر دیا اور رنگ برنگ خیمے عروس کی طرح کمال ناز و انداز کے ساتھ رونق دیئے جاتے تھے۔ بلند قبہ مست خراماں پہلو کی طرح دائیں بائیں ٹہلتا تھا۔

آسمان کا باغ ستاروں کے پھولوں سے سنورا ہوا تھا بلندی کا سمندر روشن شہابوں کے موتیوں کے ساتھ موجیں مار رہا تھا۔ ستاروں کی منزلوں کی صفات مشارق و مغارب کے درجوں میں آتی جاتی تھیں۔ پس مشتری نشہ میں چور

عاشق یا بے قرار مست محب کی طرح تھا۔

مریخ اس عشق کی آگ کے انگارے کی طرح تھا جو کہ عاشق سرگشتہ کے دل میں ہو۔ ثریا اس لاغر عاشق کی طرح تھی۔ جس میں کہ جدائی کے درد سے سوزش عشق نے سر اور آنکھوں کے سوا اور کوئی نظارہ رکھا ہی نہ ہو۔ جوزا سلطان محبت کے خیمے کی طرح تھا اور محب کی روح کی بستی میں داخل ہوا اور اس کے دل کا مالک بن گیا صبا حبیب کے ایلچی کی طرح تھی جو کہ احباب کی جانوں کی طرف یہ پیغام پہنچاتی تھی۔ کیا کوئی دعا مانگنے والا ہے کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے۔ آؤ دروازہ کی طرف یاد رکھو عشق محب کے دل کو عاشق بنانے والا ہے اور شوزش عشق طالب کی روح کو جلانے والی ہے۔ شوق حبیب کی فکر کا ہم قسم ہے۔ غمزدہ کے دل پر عشق غالب ہوا کرتا ہے۔

عشق قدیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وجود پر ظاہر ہوا۔ تب اس کے سامنے پھولوں کے چہرے کا جمال ساقی کی حالت میں اس درگاہ میں ظاہر ہوا۔ اس کی روشنی کی شعائیں میں چمکتا تھا اس کی رونی حالت میں پھولوں کے لشکروں میں خراماں چلتا تھا۔ گویا کہ وہ اپنے کمال کے درہ کے پروار میں ہے۔ تب اس کی نظر کی زبان نے اپنے فکر کی فہم سے کہا کہ اگر یہ اپنے سیر میں اپنے اختیار کے موافق قدرت رکھنے والوں کا تصرف اور آسمان کی منازل سے جسے چاہے مختاروں کی سی نقل حرکت کرے گا۔ تو میں اس کو اپنی محبت کی زبان کے ساتھ دل سے کہوں گا کہ "یہ میرا رب ہے" اور اگر یہ اپنے حالات کے باگوں کا مالک نہ ہو گا اور اس کا مبداء اس کے انجام کی شکل کے مخالف اور گزشتہ تقدیر کی گود میں ہو گا جس کو خیر کے اختلاف چھپا لیں گے اپنے نفس کا نقصان دفع نہ کر سکے گا۔

تب اس کے سوا دوسرا مطلوب ہو گا جو اپنے پکارنے والے کی بات کو مان لے گا۔ پھر جب دونوں صفوں میں اس پر غروب کے لشکر حائل ہو گئے

اور دونوں لشکروں میں نزول کے وقت گرا۔ بجھنے کے بعد ظلمت کے سمندر میں غرق ہوا۔ کناروں کی چادروں میں چھپ کر غائب اور مخفی ہو گیا تو اس کی فکر کی آنکھ پر حقیقت الامر ظاہر ہوئی اور صفاء یقین کی زبان سے یہ کہا کہ میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر چاند نکلا جسے آپ نے کمال کے برج میں نور کے جمال میں اپنے شعاؤں کی روشنی سے آسمان کے محلوں کو رون کر دیا اور روشن کے لشکروں کو اس کے حضور میں بھیجا تب۔ کہا کہ یہ تو بڑی عزت اور مرتبے کا ہے۔ اب اگر اس کی سیر تغیرو تبدل و غروب و طلوع تقدم روح سے بچ رہی تو میں اپنی سمجھ کر زبان اور دل سے کہوں گا کہ یہ میرا رب ہے۔ لیکن جب اس کے چہرہ کی بلندی کی رونق کو پوشیدگی نے چھپا لیا۔ زمانہ کے ہاتھوں نے اس کے انوار کو اٹھا لیا اس کے بدر پر احاطہ نے غلبہ کیا۔ تقدیر نے اس کے وجود کی علامت کو عدم کی تلوار سے کاٹ لیا۔ زمین کے بھنور میں بھاگنے والے کی طرح غوطہ لگایا۔ اس کے رہبر کا آزاد اپنی تحصیل کی قید میں رک گیا۔ تو پیغمبروں کی تحقیقی زبان سے یہ کہا کہ اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بالضرور گمراہ قوم میں سے ہو جاتا۔

پھر آفتاب کی روشنیوں کا بادشاہ مشرق کے ہر طرف سے ظاہر ہوا' لوگوں کی وحشتیں محبت سے بدل گئیں۔ سینوں کی تنگی کھل گئی۔ آنکھوں کی انتہاء وسیع ہو گئی۔ آسمان کے محلوں پر اس کے انوار کے خیمے کھڑے ہو گئے۔ تمام میدان کے کنارے اس کی روشنی کے لشکروں کی چادریں تن گئیں۔ آسمان کے خلد میں اس کی روشنی اس طرح سوار ہوئی جیسے سفید سیاہ خلد پر سنہری حاشیہ ہوتا ہے۔ تب اس کی عزت جلال کی حیا کی وجہ سے ستاروں کی شعاؤں نے سجدہ کیا۔ چڑھنے اور غروب ہونے والوں کے چہرے اس کی کمال ہیبت سے پست ہو گئے۔ روشن ستاروں کا لشکر اس کی خوبصورتی کے غلبہ سے بھاگ گیا۔ اس کی رونق کے جمال روشن' جھلتے ہوئے بدر بے نور ہو گئے۔ پھر اس

نے کہا یہ تو بڑا بزرگ ہے۔ زیادہ روشن' رونق دار' خوبصورت قیمتی ہے۔ اب اگر یہ اپنے چلنے کی منازل میں قہر کے جذبوں اور اپنے امر کے راستوں میں دل کے جھگڑوں سے بچ رہا تو اپنے فکر کی زبان سے اپنے دل سے کہوں گا کہ یہ "میرا رب ہے" پھر جب اس کی حکومت بدلنے کو کوچ پر مستعد ہو گئی اور غروب و زوال کی چادر میں چھپ گئی تو غبار کے ہاتھوں نے اس کو لوٹ لیا۔ تقدیر کی فکر نے اس پر حملہ کیا۔ اس کے غائب ہونے سے کناروں کے محل سیاہ ہو گئے۔ شفق کے ٹیکے آسمان کی اطراف کے گرد چکر لگانے لگے۔ تب اس کی عبرت کے حاکم نے اپنے اختیار کے گواہ سے کہا کہ میں ایسی حکومت کے لیے جس کی حالت بدل جائے کوئی اور مالک اس کے سوا مناسب سمجھتا ہوں اور جو ملک مضبوط صنعت کا ہو اس کے لیے اس کا مولیٰ ضرور مدبر ہونا چاہیے۔ محل زمردی اور رنگ لاجوردی ہے۔ پھر قدرت کے ہاتھ نے اس کی سیاہ سفید بساط پر ستاروں کے جواہر کو ظاہر کیا۔ ہواؤں کے نیچے حکمت کے ہاتھ سے بادلوں کی چادروں کو اور اندھیری رات کو سمندر کی بھنور کی طرح اور روشن دن کو پورے چاندوں کے چہروں کی طرح بچھونے کا درست کرنا۔ جس پر حکمتوں کے فرش تھے۔ جو کہ اپنی صنعت کے یقین کے ساتھ قدم کے ثبوت دے رہے تھے بن دیئے اور ازل وہ تو نہیں ہے کہ جس کو طبیعتیں کافی ہو سکیں۔ اور اعراض جواہر کی مقدار میں داخل نہیں ہو سکتے۔

تب اس کو توحید کی زبان نے انصاف کے فہم سے کہا کہ اے خلیل حرکات و سکنات' ظہور چھپا رنگ موجودات بنائیں۔ دو دو چیزیں الفت شدہ کرنا طلوع کرنے والے چمکنے والے نئی چیزوں کے اوصاف بعد از عدم قدم کے ارادہ کے ہاتھ میں ہے۔ سو ازلی افعال کو اپنے فعل پر قیاس نہ کر اور اوصاف احدیت کو ان چیزوں کی مثال نہ بنا جس کو تمہاری عقل کی آنکھ لیتی ہے۔ پھر اس کو قدم کی منادی نے مہربانی و کرم کی زبان سے پکارا کہ اے ابراہیم درگاہ

عزت کی طرف سیر کرو اور قدرت کے پردوں کے دامن سے پکڑنے کی درخواست کر کے جلال احدی کی چراگاہ کی طرف متوجہ ہو۔ کمال ازلی کے دروازہ پر کھڑے ہو۔ ایسے خالق کا جو کہ اپنے ملک کی تقدیر میں اکیلا ہے۔ قصد کر جو کہ اپنی مخلوق کی مشابہت سے پاک ہے۔ اپنے چلنے میں اور اپنے خدا کی طرف رجوع کرنے میں اول قدم کو شرک کی چیزوں سے برات کے سر پر رکھ دو اور دوسرے کو اس کی شرف کی چوٹی پر رکھ دو۔ یعنی بے شک میں منہ کو اس ذات کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ تب اس کی خوشی کی زبان نے اپنے مقصود کے حاصل کرنے کے لیے یہ کہا کہ کب تک ایسے امر سے کہ جس پر کوئی اعتراض نہیں کنارہ کشی رہے گی اور یہ قطع تعلق ایسے شخص کے لیے کہ جس کے پاس نفل و فرض میں حجت قاطعہ اور طول و عرض میں محبت روشن ہے کیوں ہے؟" میں نے اپنے چہرہ کی توجہ ایسی ذات کی طرف کی ہے کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ عارف صالح ابو عبداللہ محمد بن کامل بن ابو المعالی بن محمد نیسانی نے کہا میں نے شیخ عارف ابو محمد مفرج بن .بنهان بن برکات شیبانی نیسانی سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عطا عونی صبح کے وقت اپنے شہر سے ہر جمعہ کو نیسان تک شریعہ (پانی) میں جایا کرتے تھے۔ ان کے مرید ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ وہ عالی مقام تھے۔ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو کہ شیر پر سوار تھے۔

تب میرے دل میں خطرہ گزرا اور میں بغداد شریف میں جا کر حضرت سیدی شیخ عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے شیخ عطا کا حال بیان کیا آپ نے چند روز کچھ جواب نہ دیا۔ جب میں نے آپ سے واپسی کی اجازت مانگی تو آپ نے رخصت کے وقت یہ فرمایا کہ جب

تم شریعتہ تک پہنچو تو مخاضہ (گزر گاہ آب) کے نزدیک کھڑے ہونا اور کہنا کہ عبدالقادر تم کو کہتا ہے کہ شیخ عطا اور اس کے ساتھیوں کو گزرنے نہ دیجیو۔

پھر جب میں لوٹا اور مخاضہ کے پاس کھڑا ہوا۔ تو اس سے وہ پیغام جو شیخ نے دیا تھا پہنچایا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو شیخ عطا اور ان کے مرید اپنی عادت کے مطابق آئے اور پانی میں گھسنے کا ارادہ کرنے لگے۔ ان میں اور پانی میں ایک بڑی گھاٹی تھی پھر پانی بڑھ گیا حتیٰ کہ گھاٹی تک پہنچ گیا اور وہ گزرنے پر قادر نہ ہوئے۔ تب شیخ عطا نے اپنے مریدوں سے کہا کہ واپس چلو کیونکہ یہ ایک نئی بات پیدا ہوئی ہے۔ پھر اپنے مریدوں سے کہا کہ تم اپنے سروں کو ننگا کرلو کہ ہم بغداد کو جائیں گے اور شیخ عبدالقادر سے مغفرت طلب کریں۔ تب ان کے فرزند ابراہیم نے کہا نہیں بلکہ شیخ مفرج کی طرف جائیں اور اس سے معافی مانگیں۔

جب وہ اس امر پر پختہ ہو گئے تو پانی اپنی اسی حد پر اتر آیا۔ جس پر کہ پہلے تھا۔ وہ نیسان کی طرف گئے اور شیخ مفرج سے معافی مانگی وہ نہایت عاجزی سے حاضر ہوئے۔ ان کی معافی کا دن ایک بڑا دن تھا۔

اور کہا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ جب عالم ملکوت میں یہ نوبت گھنٹی بجی کہ میں پیدا کرنے والا ہوں۔ بلندی میں انوار چمکنے لگے کہ میں نے اپنی روح کو پھونک دیا۔ آسمان میں یہ جھنڈے پھیل گئے کہ وہ اس کے لیے سجدہ میں گر گئے۔ عالم غیب میں شعاؤں کی یہ روشنیاں چمکنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ نے (آدم علیہ السلام) کو پسند کیا۔ قدرت کے ہاتھ نے آدم علیہ السلام کے وجود کو حقیقت کن سے اس کی مجسم شکل بنا کر جلال کے تخت پر کرامت کا تاج پہنا کر خلافت کا بلند مرتبہ دے کر انس و وصل کا لباس پہنا کر سیدھا بٹھا دیا۔ اس کے سر پر قرب کا اور مرتبہ کا جھنڈا قائم کر دیا تو اس کی طرف عالم بالا کے رہنے والوں' کی آنکھوں نے دہشت کی نگاہ سے دیکھا۔ اعلیٰ خیمہ کے ملا کہ

کے ہاتھوں نے تعجب کی انگلیوں سے اشارہ کیا۔ ان پر اس کی صورت کی کتابت کی رمزیں ظاہر نہ ہوئیں۔ وہ اس کی خلقت کے اشارات کو نہ سمجھ سکے۔ تب ان کی فصاحت کی عبارتیں ان کے بھید کے خزانہ کے سمجھنے اور اس کے علم غیب کے کشف سے قطع ہو گئیں اور تقدیر نے ان کے مرتبہ کے دعویٰ کو الٹا دیا کہ ہم تیری حمد کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس گواہ کے اقرار کے ساتھ کہ ہم کو علم نہیں ہے۔ تب اس کو زبان عزت نے قدم کی بارگاہ سے پکارا کہ اے نور کے معبدوں کے رہنے والو یہ پہلا نقطہ ہے کہ قلم قدرت کے سر سے عالم انسانی کی پیدائش کی تختی پر ازل کے ارادہ کی سیاہی کی امداد سے گرا ہے اور پہلا تیر ہے کہ خدائی کمان سے وجودی میدان کی طرف تقدیر احدی کے تیر انداز کی قوت سے نکلا ہے۔ وہ پہلا صورتوں کا دستہ ہے جو کہ انسانوں کے لشکروں کے سامنے ظاہر ہوا۔ یہ انبیاء کا باپ ہے اور اصفیاء کا عنصر ہے۔ اس کے کمال و جلال کا ہار اس کی رونق و جمال کی گردن پر دیا ہوا ہے۔ حروف انشاء پر یہ شکل ہے۔ کلمات موجودات پر یہ نقطہ ہے۔ لوح وجود پر یہ سطر ہے۔ کتاب وجود کے سر پر عنوان ہے۔ خالق کے دروازہ پر پردہ ہے۔ قدرت کا خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ حکمت کے کانوں میں سے ایک کان ہے۔ شرافت کے صندوقوں میں سے ایک صندوق ہے۔ جلال کے معبد میں ایک قندیل ہے۔ بلندیوں اور علم کے دانتوں میں ایک زبان ہے۔ عالم کے جسم کی آنکھ میں ایک پتلی ہے۔ وہ اس لیے اٹھا کہ مٹی کے چھوٹے سے بہتر گھر سے جلال کے مدارج کی طرف بلند مقام میں پختہ مٹی کے کھنکھناتی عنصر سے جوش مارتی ہوئی ٹھیکری کی آگ کی لپیٹ سے ترقی کرے۔ تب اس کے فخر کے دامن سے سنے ہوئے گارے کا ہاتھ لٹک گیا اور اس کی عزت کے دامن سے چیدہ مٹی کے بوروں نے تمسک کیا۔

تب تقدیر نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو۔ ہماری پسندیدگی کے بازو سے اس کا

اڑنا ہے۔ ہماری آیتوں کی لطافت سے اس کا فخر ہے۔ جس کو ہم برگزیدہ اور پسند کریں۔ اس کے سوا اور کسی کو فضیلت حاصل نہیں جس کو ہم اختیار کریں۔ اس کے سوا اور کوئی مکرم نہیں اور موسیٰ علیہ السلام کرم کی آنکھوں سے جناب باری قدیم سے ملحوظ خاطر تھے۔ کوہ طور پر سے ان کے سامنے چمک پڑی ہم نے اس کو سرگوشی کے لیے قریب کر لیا۔ اس کی طرف خدائی مہربانیوں کے ہاتھ نے ربانی بخششوں کے خزانے سے محبت کا پیالہ بڑھایا اور ہم نے اس کو طور ایمن کی طرف سے پکارا۔ اس کے حسن کے کانوں نے سلطان ازل کی عزت کی زندگی سے اس لذت کو سنا کہ بے شک میں اللہ ہوں۔ تب ساقی کے ہاتھ سے یہ شراب پی کر میں نے تجھ کو اس بساط پر پسند کیا اور اختیار کیا۔ میں نے تجھ کو اپنی ذات کے لیے راحت کی شراب اس مہربانی کے ساتھ اور اے موسیٰ یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟

قدس کے ہم نشینوں کے ساقیوں نے پسندیدگی کی شراب ان حروف کے پیالوں میں کلام کے لیے (کہ اے موسیٰ) اس پر دور کی اس کی عقل کے درخت سے یہ آواز دی گئی کہ بے شک میں تیرا رب ہوں۔

اور جناب الٰہی کی طرف سے اس کو یہ خطاب ہوا کہ اپنے دونوں جوتوں کو اتار ڈال اور غیرت کے جذب کرنے والے نے حیرت کے حال میں اس مقام کی شرافت پر خبردار کیا کہ بے شک تو وادی مقدس میں ہے۔ پھر جب اس پر بزرگی کے ساقیوں کے ہاتھ سے کلام کے شراب کے گھونٹ متواتر غالب ہوئے اور انس و محبت کی یہ ہوا ہمیشہ چلتی رہی کہ جو تم کو وحی کی جائے۔ اس کو کان لگا کر سن اور اس وصل کی محبت کی گفتگو اس کو ہمیشہ رہے کہ میری عبادت کر اور یہ ہوائیں نرم ہوئیں کہ اے موسیٰ علیہ السلام تم کو تمہارا سوال دیا گیا۔

اس کے پینے سے اس کا سکر قرب کے پیالے کی وجہ سے اس کے دل

کے گالوں پر غالب ہوا اور اس کے وجد کے سمندر کی بھنور میں غرق ہوا۔ اس کی خوش طبعی کی رسمیں اس کی کوشش لشکروں سے مٹ گئیں اور قریب تھا کہ اپنی حد سے نکل جاتا اگر اس کی سعی مدد نہ کرتی اس کے صبر کی چادر اس کے سکر کے گھاٹ کے غلبہ کی وجہ سے اتاری اور اس سر میں تیز شراب پی ان آنکھوں سے شوق مضبوط ہوئے۔ اس کی روح کا راہب طور کی حضوری کی راحت کے گرجہ میں نور کی رات میں کھڑا ہوا۔

تب اس نے اپنی پیش دستی کا قدم طالبین کے اطوار کی نہایت کے طور پر رکھا اور اس بات کا ارادہ کیا کہ ایسے شرف کو حاصل کرے کہ جس کو رسولوں نے پہلے اس سے حاصل نہ کیا ہو۔ تب اس نے ایسے حال میں کہا کہ فنا ہو گیا تھا۔ کہ اے میرے رب مجھ کو اپنا جلال دکھا۔

پھر اس سے کہا گیا اے کلیم اور بزرگی سے خصوصیت یافتہ تو اپنے طور پر مکلف ہے۔ اپنی حاجات کا مقید ہے۔ کبھی تو یہ کہتا ہے کہ اے میرے رب میں ہی نفس کا مالک ہوں۔ کبھی کہتا ہے کہ میں نے ان میں سے ایک شخص کو مار ڈالا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ تو نے مجھ پر جو نیکی کی ہے۔ میں اس کا محتاج ہوں۔ کبھی کہتا ہے کہ اے میرے رب میرے سینے کو کھول دے اور یہ مذہب اس شخص کا ہے کہ جس کے حیلے اپنے محبوب کی سرگوشی میں تنگ ہو گئے ہوں اور اپنے مطلب کے حصول میں پورے طور پر دوڑا ہو۔

اے عمران کے بیٹے اے بے قرار مست بیشک کہ نشہ والا شراب کے خمار کی دوا کڑوی چیزوں کے بغیر نہیں کرتا۔ اور اس سے کوئی کڑوی چیز نہیں کہ تو ہرگز مجھے نہ دیکھ سکے گا۔

تب وہ ناامید کی طرح لوٹا اور فقیر کی طرح پھرا اس کے دل میں پگھلنے کی آگ بھڑکی اس کو شیفتگی کے ہاتھوں نے جگایا اور جب اس پر یہ ہوا چلی۔ لیکن پہاڑ کی طرف دیکھ تو اس نے اپنے شوقوں کے قتیل کو زندہ کر دیا اپنے

شوقوں کے خزانوں کو نکال دیا۔ پس گمان کیا اس کو ہاتھ جو ڈوبے ہوئے کو پکڑ لے۔ یا بادصبا جو چلے اور شائق حریص کو خوشخبری سنائے۔

پھر اس وقت ازل کا کاتب خطاب کے قاصد کے لیے عشاق کے قصہ پر عتاب کے سوال کے ساتھ پہاڑ کے پتھروں کے حوالہ سے گرا تو حیلے تنگ ہو گئے اور خرابی سخت ہو گئی۔ امید ناکام ہوئی جدل منقطع ہوا۔ خلل ظاہر ہونے لگا۔ زمین پر کوئی خشکی ایسی نہ رہی کہ سبز نہ ہوئی ہو کوئی لکڑی ایسی نہ رہی کہ جس کو پتے نہ لگے ہوں۔ کوئی اندھیرا ایسا نہ تھا کہ روشن نہ ہوا ہو۔ کوئی اندھا نہ تھا کہ بینا نہ ہوا ہو کوئی بیمار نہ تھا جو تندرست نہ ہوا ہو۔ کوئی خشک پانی نہ تھا جو کہ جل تھل نہ ہوا ہو اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب ان کو ہوش آیا تو عرض کی خداوندا تو پاک ہے۔ میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں۔

اور جو شخص محمدی و شکل احمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاشمی نسب والا۔ احدی مناقب فرشتوں کی سی نشانیوں والا۔ غیبی اشرات والا خاص بزرگیوں کے ساتھ مشرف ہوا۔ آپ جوامع الکلم سے مخصوص ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے شرف سے موجودات کلی کے خیمہ کا ستون قائم ہوا اور آپ ہی کے جلال سے وجود علوی اور سفلی کا سلسلہ درست ہوا۔

وہ شاہی کتاب کے کلمہ کا راز ہے اور فعل مخلوق و فلک کے حرف کا معنی ہے۔ نو پیدائش کے انشاء کے کاتب کا قلم ہے۔ جہان کی آنکھ پتلی ہے۔ وجود کی انگوٹھی کا بنانے والا وحی کے پستان کا دودھ پینے والا ازل کے راز کا اٹھانے والا قدم کی زبان کا ترجمان ہے۔ عزت کے جھنڈے کا اٹھانے والا۔ شرافت کی باگوں کا مالک ہے۔ نبوت کی کڑی کا مالک ہے۔ رسالت کے تاج کا موتی۔ انبیاء کے قافلہ کا چلانے والا رسولوں کے لشکر کا پیشوا۔ حضوری والوں کا امام میں اول اور نسب میں آخر۔ ناموس اکبر کے ساتھ بھیجا گیا۔ تاکہ درست

فطرت کی تائید کرے ہمتوں کے پردے کو پھاڑ دے سخت کاموں کو نرم کر دے۔ سینوں کے وسواس کو مٹا دے دلوں کی ظلمتوں کو روشن کر دے۔ دلوں کے فقیروں کو غنی کر دے نفسوں کے قاریوں کو چھوڑ دے۔ قبض کی وحشت کو دور کر دے۔ خوشی کی محبت کو کھینچ لے۔ غفلت کے مجمع کو متفرق کر دے۔ خوشی کے تفرقہ کو جمع کر دے شقاوات کے زندہ کو مار دے۔ اور سعادت کے مردہ کو زندہ کر دے۔ سرکشی کے پیوند کو دور کر دے۔

ہدایت کے جھنڈے کو بلند کرے۔ عقل مندوں کو وصال کی طرف سعی کر دیئے۔ غم کے خزانہ کو جمال کی طرف جوش دلائے۔ دوستوں کی ملاقات کا شوق دلائے محبت کی آنکھوں کو بھڑکائے ارواح کو ان کا عہد جو پہلے زمانہ میں گزر چکا ہے یاد دلائے۔ بخشش کے میدان میں لوگوں سے ان کا عہد تازہ کرائے۔ شریعت کے درختوں میں حکم کے شگوفے اس کے پانی دینے سے پکیں۔ علوم کے باغوں میں احکام کے باغ اس کے خواب سے سرسبز ہوں۔ اسی کے قیام سے آیات کا وجود قائم ہو اسی کے ظہور سے معجزات کی مخفی باتیں ظاہر ہوں۔ فصحاء کے عنصر میں بھیجا جائے۔

پھر اس کی فصاحت سے ان کے بلیغ زبانیں گونگی ہو جائیں اور اس کی مختصر بلاغت سے ان کی فراخ زبانیں جمع ہو جائیں اور اس کے اشارہ کے لیے ان کے معارف کے عقول کے سر سجدہ کریں اور تمام مل کر لشکر میں ظاہر ہوں۔ اس کے سامنے فصاحت ذلیل ہو۔ باوجودیکہ اس جھنڈے کی رسی موجود ہو کہ "اگر انس و جن جمع ہو جائیں۔ (تو ایسا کلام نہ لا سکیں)

پھر ان کی سمجھوں کے آفتاب اس کے جامع کلموں میں بے نور ہو گئے۔ ان کی فکروں کے چاند اس کی حکمت کی شعاعوں میں بے نور ہونے لگے۔ پھر اس کے پاس رب العالمین کی طرف سے روح الامین (جبرائیل) آئے گا۔ اس کو براق پر اٹھائے گا۔ جلال ازلی کے جمال کے لیے ابدی عزت کے کمال کی

حضوری کے لیے (آسمان کے ساتوں درجے اس سے پھٹیں گے۔

رات اپنی سیاہ چادر پھیلائے ہو گی۔ زمانہ پر اس کے پردے پڑے ہوں گے۔ وقت شگوفوں کے باغ کی نسیم سے خوشبودار ہو گا۔ سحر کے بعد فجر کے نور سے روشن ہو گا۔ اس لیے آسمان کی بساط اس ہاتھ سے لپیٹی جائے گی کہ "سیر کرائی اپنے بندہ کو رات کے وقت میں" قضا کی آنکھیں اس کی طرف اس امر کو لے کر متوجہ ہوں گی کہ لاؤ اس کو میرے پاس کہ اس کو اپنے لیے میں پسند کروں۔ اس کے سامنے آسمان کے جہاں اور ملکوت اعلیٰ اس لباس میں پیش ہوں گے۔ تا کہ ہم اس کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ اس کے سامنے دونوں جہانوں کے امور جن و انسان کے علوم۔ اس مجلس میں آراستہ کیے جائیں گے۔ کہ ضرور ان سے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھی ہیں۔"

رسولوں کے سردار اس کے پاس آئیں گے اور سلام کہتے ہوں گے۔ وہ افق اعلیٰ پر ہو گا ان کے امراء کو یہ حکم دیا ہو گا کہ وہ آسمانوں کے دروازوں پر بیٹھیں اور اس کے آنے کا انتظار کریں۔ فرشتوں کے بادشاہ اس پردہ کی کوشش کرتے ہیں جو کہ اس کے سامنے ہے۔ سدرۃ لمنتہیٰ تک ان کا مقام ہے۔ ان کے سرداروں نے پہلے اس سے سوال کیا تھا کہ ان کی آنکھیں نفع حاصل کریں۔ ان کے دل اس کے چہرے کے مشاہدے اور خوبصورتی کے دیکھنے سے خوش ہوں۔

تب سدرہ المنتہی نے ان کی عقلوں اور بڑے علوم کو اس کی رونق کے نوروں سے اس قدر ڈھانپ لیا۔ جس قدر کہ آسمان کے دروازے اس کی روشنی کی چمک سے ڈھک گئے تب اس کے جلال کی وجہ سے نور کے اجسام کی آنکھیں حیران رہ گئیں۔ اس کے جمال کی وجہ سے نور صفحہ اعلیٰ کے رہنے والوں کی آنکھیں مدہوش ہو گئیں۔ اس کی ہیبت کی وجہ سے بلند خیموں والوں کی گردنیں پست ہو گئیں۔ نور کے معبدوں کے رہنے والوں کے سر اس کی

عزت کی وجہ سے جھک گئے۔ کروبی اور روحانیوں کی آنکھیں اس کی بزرگی کے کمال کی وجہ سے کھلی رہ گئیں۔

مقرب فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ پاک جماعت تسبیح کرنے والوں کی آواز سے خوش ہو گئی۔ وجد کرنے والوں کے نفوس سے پاکیزگی کے نشانات حرکت میں آ گئے۔ ان کے دیکھنے سے عرش و کرسی خوشی کے مارے ہلنے لگے۔ آپ کی تشریف آوری سے خوبصورت جنتیں زینت دی گئیں اور موجودات نے اپنے اہل کے ساتھ آپ کی خوشی کی وجہ سے حرکت کی۔ بلندی نے پستی پر بوجہ اپنے دیکھنے کے فخر کیا۔ آسمان کے محل روشنیوں کی وجہ سے چمکنے لگے۔ بلندی کا زغل روشنی کے ساتھ بلند ہوا۔ پسندیدہ آنکھ کے لیے پردے ظاہر ہوئے۔ صاحب انوار کے لیے پردے اٹھائے گئے۔ ان کی طرف روح الامین اس دائرے کی طرف بڑھے کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے لیے کوئی مقام معلوم نہ ہو۔ اور آپ سے کہا کہ اے مقرب حبیب آپ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی طرف اکیلے تنہا تیار ہو جائیے۔

آپ کو نور میں داخل کیا اور خود ان سے پیچھے ہٹ گیا۔ انتہا کے وقت بڑھنے والا قاصر ہو جاتا ہے۔ تب انبیاء کے وجود عزت کے جرم میں خدمت کے قدموں پر کھڑے ہو گئے۔ ملائکہ کی صورتیں جلال کی سیڑھیوں میں بزرگی کے پاؤں پر کھڑی ہو گئیں۔ عاشقوں کی صورتیں شوقوں کے مقامات میں حیران رہ گئیں۔ شائد کہ ان کو ان کے لوٹنے کے وقت دیکھ لیں اور اس کی زندگی سے مقصود کی ہوا سونگھیں۔

تب آپ کی سیر ایسے سیدھے مقام تک پہنچی جو خوف ناک تھا۔ وحی کی قلموں کی آوازیں لوح اعظم کے صفحہ کی صفائی پر سنی جاتی تھیں۔ نور کے رفرف پر افق اعلیٰ تک چلے۔ شوقوں کے پردں کے ساتھ مقام ادنیٰ فتدلٰی تک اڑ گئے اور اتارا اس کو کرم کے میزان نے قاب قوسین کے باغ میں اس لیے او ادنیٰ کے قرب کا فرش بچھایا۔ بڑی بلند درگاہ سے یہ سنا۔ السلام علیک

ایھا النبی یعنی اے نبی تم پر سلام ہو حبیب نے اس سے اکرام کے ساتھ ملاقات کی اور جلدی اس کے جلیل نے سلام کے ساتھ آپ کا خوف جاتا رہا۔ خوشی حاصل ہوئی اور وحشت کی بجائے محبت پیدا ہوئی اور فاوحٰی الٰی عبدہ ما اوحٰی یعنی پھر اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کچھ کہ کی) کی باتوں کو آپ نے یاد رکھا۔ ان آنکھوں سے آپ کو مکاشفہ ہوا۔ ولقد راہ نزلۃ اخرٰی بیشک دیکھا اس کو دوسری دفعہ قصد کیا کہ سلام کرتا ہوا جواب دے۔ پہل کی ان سے قدرت نے۔ تب آپ نے منہ کھولا اور اس میں علم ازلی کے سمندر سے ایک قطرا گرا اور آپ نے علم اولین و آخرین کے معلوم کر لیے۔

آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عظیم خلق کی زبان اور عام سخاوت نے کہا یہ کرم کی درگا۔ اور نعمتوں کا میدان ہے۔ رحمت کی کان فضل کی درگاہ ہے۔ جوانمردی کی بساط خیرات کا سرچشمہ ہے۔

مکارم کی شرع میں بھائیوں سے تخصیص کرنا مناسب نہیں۔ وفا کے حکم میں دوستوں کے غم خواری کو چھوڑنا بہتر نہیں۔

تب آپ اپنی مہربانیوں سے متوجہ ہوئے اپنی نیکیوں کو ان کی طرف پھیرا اپنے مرتبہ و برکت کی شرافت کا نصیبہ جو کہ عمدہ تھی۔ ان کے لیے مقرر کیا ان کو ایسے مقام پر یاد کیا۔ جہاں ذاکر اپنے آپ کو بھول جایا کرتا ہے۔ ان کو اس تنہائی میں جو خدا سے باتیں کرتے تھے نہ بھلایا۔ اور کہا السلام علینا وعلٰی عباد اللہ الصالحین۔ یعنی اس پر اس کے نیک بندوں پر سلام ہو۔ تب اس کو حبیب نے پکارا اے سرداروں کے سردار اور بزرگوں کے امام اول اور آخر میں تمہارے لیے بزرگی ہے اور باطن و ظاہر میں تمہارے لیے ہی فخر ہے۔ تمہارے لیے ہی مروت و وفا فتوت و صفا ہے۔ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو نہیں کھول دیا کیا ہم نے آپ کے ذکر کو بلند نہیں کیا۔ کیا ہم نے آپ کو

ازل میں تمام پیغمبروں پر بزرگی نہیں دی۔ کہا ہم نے آپ کے ذکر کو بلند نہیں کیا۔ کیا ہم نے آپ کو اسود اور احمر کی طرف رسول کر کے نہیں بھیجا اور کیا علیین میں آپ کی بزرگی و شرافت کو مضبوط نہیں کیا۔ کیا ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایک رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشخبری سنانے والا نہیں بھیجا کہ میرے بعد آنے والا ہے۔ جس کا نام احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ وہ تو یہ کہے گا کہ خداوندا میرا سینہ کھول دے۔ اور آپ سے کہا جاتا ہے کہ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو نہیں کھول دیا۔

وہ کہے گا اے میرے رب مجھے تو اپنا آپ دکھا دے اور تم سے کہا جاتا ہے کہ تو نے اپنے رب کو نہیں دیکھا □ تم دنیا میں اپنی امت پر گواہ ہو۔ اور آخرت میں وہی ہو گا جو تم چاہو گے۔ اب جو تم شریعت کے انتظام سے فارغ ہوا کرو تو ریاضت کرو اور اپنے رب کی طرف اپنی امت کے بارے میں رغبت کرو۔

پھر پیغام عشق اور دوستوں کے درمیان مل گئے۔ حبیب مخاطب کے وصل کی ہوا نرم ہو گئی۔ پھر مراد اور خطاب شدہ مقرب مجذوب نے کہا۔ الٰہی میں تیری نعمت کا لحاظ یافتہ تیری عصمت کا محفوظ تیرے عہد کے گھوارہ کا بچہ۔ تیری مہربانی کے دودھ کا غذا یافتہ۔ تیرے جود کی گود میں پرورش پا چکا ہوں۔ میری زبان تو تیری پے در پے نعمتوں میں دہشت کے مارے گنگی ہو گئی ہے۔ میری آنکھ تیری نعمتوں کی چراگاہ میں حیران رہ گئی اب تو میری زبان کی گرہ کھول دے اس کے بیان کے پردوں کو کھول دے۔ اس کے دل کی قوتوں کی تائید کر۔

تب جلیل نے اس کو جواب دیا کہ دیکھو ہم نے تجھ سے جلال کے پردوں کو دور کر دیا اور تیرے صفات کمال کی ہم نے تائید کی۔ تاکہ کبریا کی چادر کے ماسوا کو دیکھے اور غفلت کے اوپر کے درجے کو دیکھ لے۔ باوجود اس

کے ہم نے تمہارے دل کو حکمت کا گھر بنا دیا۔ آپ کے ذکر کو چشمہ اعجاز بنا دیا۔

اب جو آپ معراج کی سیر کو واپس جائیں تو میرے بندو کو خبر دے دو کہ بیشک میں غفور رحیم ہوں۔ میری مخلوق کو یہ بات پہنچا دے کہ میں قریب ہوں۔ کوئی پکارنے والا جب مجھے پکارے تو میں اس کی دعا کو قبول کر لیتا ہوں۔ تب صاحب رسالت و جلالہ ایسی زبان سے کہ جس میں محامد کے اطراف اور بزرگیوں کے اسباب کو جمع کیا ہوا تھا۔ بولے کہ خداوندا میں تیری تعریف پورے طور پر ادا نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسا کہ خود اپنی تعریف کرتا ہے۔

پھر اپنے نشانات اور جہان والوں کی طرف لوٹے فرشتوں کے سرداروں نے اپنی پیشانیاں آپ کے قدموں پر رکھ دیں۔ روح الامین (جبرائیل علیہ السلام) نے آپ کے سامنے فخر کا غاشیہ اٹھایا ہوا تھا۔ صفوف ملائکہ میں آپ کے قدر کی تعظیم کے لیے سر جھکائے ہوئے تھے۔ آدم علیہ السلام آپ کی ہیبت کے جھنڈے پھیلائے ہوئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام غربی جانب کے چہرہ کے صفحات سے اس کے حبیب سے سرگوشی کر رہے تھے۔ اس کی آنکھوں نے اس کے محبوب کو دیکھا۔ اس سے بار بار لوٹنے کا سوال کیا۔ ایک نظر بعد دوسری نظر کے قریب ہوئی تب اس کو طور کی جانب سے قدرت نے پکارا کہ ہم نے اپنا حکم پورا کیا اور عیسیٰ علیہ السلام نے مولیٰ پاک جل جلالہ کی قسم کھائی کہ میں ضرور اتروں گا۔ اور زمین والوں کو اس بات کی خبر دوں گا کہ جو آسمان کی اطراف میں صاحب قوسین کی خبروں کے متعلق شائع ہوئی ہیں۔ اس کو یاد رکھو اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے نقیب تھا کہ "یہ ہماری بخشش ہے۔" وہ یہ شعر پڑھتا کہ یہ بندہ ہے کہ جس پر ہم نے انعام کیا۔ اس پر شرف کا تاج ہے۔ محمد رسول اللہ ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم)

اس کے حلہ کا نقش و نگار یہ ہے کہ آنکھ ٹیڑھی نہیں ہوئی اس کے باعزت منادی نے موجودات کے پردوں اور وجود کے صفحات میں حکم کی زبان سے بزرگی کے ساتھ آواز دی کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درورد بھیجتے ہیں۔ اور اے ایمان والو تم بھی اس پر درود بھیجو۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ اپنے باپ سے بیان کرتا ہے۔ کہا کہ میں نے بغداد میں شیخ بزرگ عارف نے ابو عبداللہ محمد بن احمد بلخی کی ایک سال تک خدمت کی اور ان سے ان کے ابتدائے حال کے متعلق پوچھا انہوں نے اس کو چھپایا پھر میں نے دوسرے سال ان کی خدمت کی تب کہا کہ کیا تم ضرور سنو گے۔ میں نے کہا اگر آپ مناسب سمجھیں۔ انہوں نے کہا جب تک میں زندہ رہوں کسی کو یہ خبر نہ دینا۔ میں نے کہا ہاں (بہت اچھا) جب ان کو میرے راز چھپانے کا یقین ہو گیا تو کہا میں بلخ سے بغداد کی طرف جوانی کی حالت میں اس لیے آیا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کروں۔ میں ان سے ایسے حال میں ملا کہ وہ اپنے مدرسے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ پہلے اس سے نہ میں نے ان کو دیکھا تھا نہ انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔

جب آپ سلام پھیر چکے اور لوگ ان کی طرف سلام کے لیے لپکے تو میں بھی آگے بڑھا اور میں نے مصافحہ کیا آپ نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور ہنس کر میری طرف دیکھا اور کہا اے بلخی اے محمد تم کو مرحبا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تیرا مرتبہ جان لیا۔ تیری نیت کو معلوم کر لیا۔

شیخ مذکور کہتے ہیں کہ حضرت کا کلام زخمی کی دوا' بیمار کی شفاء تھا۔ تب میری آنکھیں خوف الٰہی کے مارے بہہ نکلیں میرے شانے کا گوشت ہیبت

کے مارے حرکت کرنے لگا۔ میری آنتیں شوق و محبت کی وجہ سے کٹ گئیں۔ میرا نفس لوگوں سے گھبرانے لگا۔ میں نے اپنے دل میں ایسی بات پائی کہ جسے میں اچھی طرح بیان نہیں کر سکتا۔ پھر یہ حالت بڑھتی اور قوی ہوتی گئی اور میں اس سے مقابلہ کرتا رہا۔

میں اندھیری رات میں اپنے وظیفہ کے لیے کھڑا ہوا۔ تب میرے دل سے دو شخص ظاہر ہوئے ایک کے ہاتھ میں محبت کی شراب کا پیالہ تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں خلعت تھا۔ مجھ کو صاحب خلعت نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب ہوں اور ایک فرشتہ مقرب فرشتوں میں سے ہے۔ یہ محبت کا شراب کا پیالہ ہے اور یہ رضا کے حلوں کی خلعت ہے۔

مجھے جب یہ خلعت پہنا دی ان کے ساتھی نے مجھے پیالہ دیا۔ جس کے نور سے مشرق و مغرب روشن ہو گیا۔ جب میں نے وہ پیا تو مجھ پر غیبوں کے اسرار اور اولیاء اللہ کے مقامات وغیرہ عجائبات ظاہر ہو گئے۔ ان میں سے ایک مقام ایسا تھا کہ عقلوں کے قدم اس کے بھید میں پھسلتے ہیں اور فکروں کے فہم اس کے جلال میں گم ہو جاتے ہیں۔ عقلوں کی گردنیں اس کی ہیبت کی وجہ سے جھکتی ہیں۔ اس کی قدر و قیمت میں طبیعتوں کے بھید بھول جاتے ہیں۔ اس کے انوار کی شعاعوں کی وجہ سے دلوں کی آنکھیں مدہوش ہوتی ہیں۔

ملائکہ کروبی روحانی و مقربین اس مقام کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اپنی پیٹھوں کو رکوع کرنے والے کی طرح اس مقام کے قدر کی تعظیم کی وجہ سے جھکائے ہیں۔ اور اللہ عزوجل کی تسبیح طرح طرح کی تقدیس و تنزیہ کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس مقام والوں پر سلام کرتے ہیں۔ کہنے والا کہتا ہے کہ اس سے اوپر سوائے عرش رحمان کے اور کچھ نہیں۔ اس کی طرف دیکھنے والا تحقیق نظر سے دیکھتا ہے کہ واصل کا ہر مقام یا مجذوب کا ہر حال یا محبوب کا سر یا عارف کا علم یا مقرب کا مقام ہر ایک کا مبداء اور انجام اجمال و تفصیل کل و بعض اول و

آخر اس میں قرار یافتہ ہے۔ اسی سے پیدا ہوا ہے۔ اسی سے صادر ہوا ہے۔ اسی سے کامل ہوا ہے۔

پھر میں کچھ عرصہ وہاں پر ٹھہرا اس کی طرف دیکھنے کی مجھے طاقت نہ تھی۔ پھر مجھ کو مقابلہ کی طاقت ہوئی۔ اور ایک مدت ٹھہرا۔ مجھے طاقت نہیں تھی۔ کہ اس کے اندر والے شخص کو معلوم کروں پھر ایک مدت کے بعد میں نے اس شخص کو معلوم کیا جو اس میں ہے تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ آپ کے دائیں طرف آدم و ابراہیم و جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اور بائیں جانب نوح و عیسیٰ و موسیٰ علیہم السلام تھے۔ صلوات اللہ علیہ اجمعین۔

آپ کے سامنے آپ کے بڑے بڑے اصحاب و اولیاء کرام خادموں کی طرح کھڑے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے کہ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ اور جن صحابہ کرام کو میں پہچانتا تھا۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حمزہ، عباس رضی اللہ عنہم تھے اور جن اولیاء کو میں پہچانتا تھا وہ معروف کرخی، سری سقطی، جنید، سہل تستری، تاج العارفین اور اب الوفا شیخ عبدالقادر شیخ ابو سعد، شیخ احمد رفاعی، شیخ عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

صحابہ میں سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور اولیااللہ سے زیادہ قریب حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

تب میں نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب مقرب فرشتے اور انبیاء و مرسلین اولیاء محبین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں تو آپ اعلیٰ مقام سے جو آپ کو اپنے رب کے نزدیک ہے اتر کر اس مقام پر اتر آتے ہیں۔ تب ان کے انوار آپ کے دیدار سے دو گناہ ہو جاتے ہیں۔ آپ صکے مشاہدہ سے ان کے حالات پاکیزہ بن جاتے ہیں۔ ان

کے مرتبے اور مقامات آپ کی برکت سے بلند ہوتے ہیں۔ پھر آپ رفیق اعلیٰ کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

تب میں نے سب کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا ولیک المصیر یعنی ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ہم تیری بخشش چاہتے ہیں۔ اے ہمارے رب اور تیری طرف بازگشت ہے۔

پھر میرے لیے قدس اعظم کے نور سے ایک چمک ظاہر ہوئی جس نے مجھ کو ہر ایک حاضر چیز سے غائب کر دیا۔ ہر ایک موجود سے مجھ کو اچک لیا۔ تمام مختلف اشیاء میں تمیز کرنا مجھ سے چھین لیا اور اس حال پر میں تین سال تک رہا۔ پھر مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں ایک دم باتیں کرنے لگا اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سینے کو پکڑے ہوئے ہیں۔ ایک پاؤں آپ کا میرے پاس اور ایک بغداد شریف میں ہے۔

میری عقل لوٹ آئی اور اپنے امر کا مالک ہوا۔ تب مجھ کو شیخ نے کہا اے بلخی! بے شک مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو تمہارے وجود کی طرف لوٹا دوں اور تیرے حال کا تجھ کو مالک بنا دوں۔ تجھ سے وہ چیز چھپا لوں جس نے تجھ کو مغلوب کر رکھا ہے۔

پھر مجھے میرے تمام مشاہدات و احوال کی اول سے لے کر اب تک سب خبر دی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو میرے حال کی ذرا ذرا سی خبر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تیرے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سات دفعہ سوال کیا۔ یہاں تک کہ تجھ کو اس مقام کے دیکھنے کی طاقت ہوئی۔ پھر سات دفعہ سوال کیا کہ مقابلہ کی طاقت ہوئی اور سات دفعہ پوچھا۔ تب تو وہاں کے اندر کی توں پر مطلع ہوا۔ اور سات دفعہ پوچھا تب تو نے منادی کی آواز سنی اور بے شک اللہ تعالیٰ سے تیرے بارے میں سات اور سات اور سات دفعہ سوال کیا۔ یہاں تک کہ تجھ کو وہ روشنی و چمک ظاہر ہوئی اور

پہلے اس سے میں نے ستر دفعہ تیرے لیے سوال کیا۔ یہاں تک کہ اس نے تجھ کو اپنی محبت کا پیالہ پلایا اور اپنی رضامندی کا خلعت پہنایا اور میرے پیارے فرزند اب تو تمام فوت شدہ فرائض کو قضا کر۔

نبوت اور ولایت

"اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں یہ کہا)

کہ ولایت نبوت کا سایہ ہے اور نبوت خدا کا سایہ ہے۔ نبوت شاہی وحی اور غیب ازل سے مستفادہ ہے اور ولایت روح کشف کا مطالعہ اور بیان کے مطالعہ کا ایسی صفائی کے ساتھ ملاحظہ ہے کہ بشریت کی کدورت کو دور کر دیتا ہے۔ ایسی طہارت ہے کہ اسرار کے میل کو پاک کر دیتی ہے۔ پس انبیاء علیہم السلام حق کے مصدر ہیں۔ اور اولیاء صدق کے مظہر نبی کا معجزہ وحی کے وقوع کا محل۔ حکمت کے معنی کے اسرار کا دعویٰ کمال قدرت کا اعجاز ہے اس کے صدق قول پر دلیل ہے۔ اس کے امر کا طریق ہے۔ منکرین کی اس سے حجتیں منقطع ہوتی ہیں۔

کرامت کی تعریف

ولی کی کرامت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کے قانون پر استقامت فعل ہے۔ ولایت کے سر کی باتیں کرنا نقص ہے اور اس کی نسیم کی گھات میں لگے رہنا کرامت ہے۔

کرامت اس کا نام ہے کہ کسی ولی کے دل پر خدا کے نور کے عکس کا اثر

نور کلی کی روشنی کے چشمہ سے فیض الٰہی کے واسطہ سے پڑے اور یہ امر ولی پر اس کے اختیار کے بغیر ہی ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ انبیاء کے ارشادات حقیقی اطلاعوں۔ نوری ارواح قدسی اسرار' روحانی انفاس پاکیزہ مشاہدات کے ساتھ خاص ہوتے ہیں۔

وہ انبیاء کے خلیفہ اصفیاء کے اسرار کے بقیہ بخشش کے قطرات کی بارش کے گڑھے ہیں۔ قدم کے کلمہ کے اسرار کے فرد گاہ ہیں۔ ساوَن میں سونے والے کھانے کی جگہ میں بیٹھنے والے جیسے ہلال جب کہ وہ اپنی موجودات کی خواب گاہوں سے اپنے فکروں کے مشرقوں اور اسرار کی صفائی کے ساتھ لے کر کوچ کریں۔

اپنے وجود اور اپنے وجود کی بندشوں سے اپنی شکلوں کی طہارت اور ارواح کے انوار کے سبب نکل گئے۔ اپنے مقامات کے نشانات کی طرف اپنے منازل اور اپنے مشاہدات کی شناختوں کی طرف چلے آئے۔ اپنے باطنی صاف شدہ آئینوں اور باطنی صحیح آنکھوں والا ملکوت عالم اور جبروت کے اسرار کے مظاہر کے مقابلہ میں قائم کیا۔ انبیاء کے نظاروں اور اصفیاء کے آفتابوں کی روشنیوں کے مطالعہ کے نیچے ٹھہر گئے۔ اصل کے آفتاب کی روشنی کا عکس فرع کے روشن آئینہ کی صفائی پر پڑا نور غیب کا اثر اس میں نقش ہو گیا۔ غائبات کے وجود اس میں منقش ہوئے۔
ان میں موجودات کی صورتیں نظر آنے لگیں طرح طرح کی حکمتوں کی مثالیں اور تقدیر کے اسرار اس کے لیے ظاہر ہونے لگے۔ جب جبروت کے سلطان نے ملکوت کے خیمہ میں برگزیدہ خواص کے لیے خلوت کی مجلس ان باغوں میں قائم کی کہ وہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ ان کو دوست رکھتے ہیں ان کے آنے کے لیے مشاہدہ کے سائبان کو محبت کے باغوں پر بادشاہ ذی قدر کے نزدیک پھیلا دیا۔

ازل نے دیوان تقدیر کے کاتب کو حکم دیا کہ قدم کے قاصد کو یہ فرمان لکھ دے کہ اللہ تعالیٰ دار السلام کی طرف بلاتا ہے۔ اس کا عنوان یہ رکھا۔ پس تم میری تابعداری کرو۔ تم کو خدا تعالیٰ دوست رکھے گا اور ان کی طرف اس کو اس سواری پر بھیجا کہ بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا۔ ان کے اسرار کے شہروں میں اس زبان سے پکا[illegible]ے گئے۔ کہ توشہ لو کیونکہ بہتر تحفہ تقویٰ ہے۔ وہ شوقوں کے [illegible] [illegible]ر سوزش دل کی سواریوں پر سوار ہوئے اور حیرانی اور پگلنے [illegible] جنگلوں [illegible] چلے۔ ان جھنڈوں کو انہوں نے پھیلایا اے ہمارے رب ہم نے پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان کے لیے پکارتا تھا۔ اور گیت گانے لگے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔

عشق کے تعریف خوان اپنے عشق کی عمدہ سواریوں کو روتی ہوئی زبانوں سے جنگلوں میں یہ گانا سناتے تھے۔ کہ جو "رسول کی اطاعت کرے گا تو اس نے خدا کی اطاعت کی۔" اور جوں جوں ان سے ان کے قصد کے جھنڈے ان کی محبت میں فنا ہونے کے سبب چھپتے گئے۔ تو ان کی طلب کے پردوں کے پیچھے سے وہ پکارتے گئے کہ جدھر تم منہ پھیرو گے ادھر ہی خدا کی ذات ہے۔ اور جوں جوں وہ اپنے اطوار سے نکلتے۔ ان کو اس مکان سے غروب کرتے جب کہ ان کی زیارت گاہ قرار پا چکی ہے ان کے دل کی آنکھوں سے اسرار کے پردوں کو ان سے دور کر دیا۔ تو ان پر محبت کے ہم نشینوں نے قدس کے محلوں میں ان پیالوں کا دور چلایا اور پلائی ان کے رب نے پاک شراب" تب شوق ان آنکھوں سے مضبوط ہو گئے ان سروں میں پیالے چکر لگانے لگے۔ ان روحوں پر پیالے گھومنے لگے۔ زندگی اچھی طرح چلنے لگی۔ شراب نے ان پہلوؤں میں جگہ لی قبیلے دوستوں سے بارونق ہونے لگے۔ عقلیں خطاب کے ساتھ بے ہوش ہو گئیں۔ مبارکباد دی کے قاصد ہر طرف سے آنے لگے۔ موجودات نے موج ماری' جدائی مر گئی۔ تشنگی اڑ گئی۔ پردہ کے کھلنے سے آنکھ

حیران رہ گئی شراب ہمیشہ رہنے لگی قرب بڑھ گیا۔ محبت نے پردوں کے کپڑے لوٹ لیے عتاب خوش ہوا۔ جنگل کے میوے پک گئے۔ مجلس روشن ہو گئی۔ حدی خوانوں نے اس جناب کے نام کا گانا شروع کیا۔ دل فریفتہ ہوا۔ عقل اڑ گئی۔ فکر حیران رہی۔ صبر جاتا رہا۔ عشق باقی رہا جو شوق کہ آرزو کا رفیق ہلاکت کا ساتھی اور اس دروازے کے دیکھنے کا ذمہ دار تھا چل دیا۔ کہ اے غلام جب عاشق صادق کی آنکھ کے لیے بڑے محبوب کے جمال کی طرف دیکھے تو اس کی عقل کا آئینہ اس کے معانی کی خوبصورتیوں اور خوبصورتیوں کے معانی کے سامنے ہوتا ہے۔

تب اس کے صاف کرنے میں اس کی لطافتوں کی خوبصورت کے جلا کے لیے استعداد پاتا ہے۔ اس کے چہرے کے جمال کا عشق اس کے دل کی تختی کی صفائی منقش ہوتا ہے۔ اس کے نور کے شعاع کا اسکے دل پر اثر پڑتا ہے۔ اس کے طلب کی حرکات پھیل جاتی ہے۔ وہ قوائے روحانیہ کے جن میں محبوب کی صفات کا جمال ہے۔ برانگیختہ ہوتی ہیں۔ اس کا سلطان سر کی طرف چلتا ہے۔ آنکھ دیکھنے کی طرف مشغول ہوتی ہے۔ عقل سکر سے بھر جاتی ہے۔ روح عشق کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ پھر دل کی طرف لوٹتی ہے۔ اس کو بے قراری سپرد کرتی ہے۔ فکر پر لوٹتی ہے اس میں حیرت کو رکھتی ہے۔ تب محبوب کو دیکھنے کا شوق بڑھ جاتا ہے۔ مطلوب کی خوبصورتیوں کے کمال سے نقش خوش ہوتا ہے۔ اجزا بدنیہ کے قوی کے مادوں میں یہ خوشی قائم ہو جاتی ہے۔

ہر ایک عضو اس سے اپنا حصہ بمقدار طاقت لیتا ہے۔ تب تمام حواس جمال کے قیدی ہو جاتے ہیں۔ ہر زبان غیر کی سرگوشی سے گنگی ہو جاتی ہے۔ کان کسی اور کے کلام سننے سے بہرے بن جاتے ہیں۔ آنکھ ماسوی کے ملاحظہ سے اندھی ہو جاتی ہے۔ آنکھ اس کی حیرت زدہ ہو جاتی ہے۔ دل اس کے سوا

کے گھبراہٹ سے انکار کرتا ہے۔ جلد اس کی خیانت کرتی ہے۔ صبر اس کو محتاج کر دیتا ہے عشق اس کا مالک بن جاتا ہے۔ نشہ اس کو لوٹ لیتا ہے۔ حیرانگی اس پر غالب ہو جاتی ہے۔ عشق اس کو قید کرتا ہے۔ محبت اپنی شعاعوں سے اس کی عقل کی آنکھ کے نور کو اچک لیتی ہے۔ اس کے محبوب کی توجہ اس کے دل کا قبلہ بن جاتی ہے۔

اس کے مطلوب کی روح کی زندگی ہو جاتی ہے۔ اس کے مقصود کے جلال کا چہرہ اس کی عقل کی آنکھ کا باغ بن جاتا ہے۔ اس کے مراد کی وصل کی نازبوں اس کے دل کے سونگھنے کا گلاب بن جاتی ہے۔ اس کا قرب اس کے طلب کی انتہاء ہوتا ہے۔ اس کی نظر اس کی حاجت کی غایت بنتی ہے۔ اس سے باتیں کرنا اس کا بڑا سوال ہوتا ہے۔ اس کی حضوری اس کے اعلیٰ درجہ کا مطلب ہوتا ہے۔

پھر عقلوں کے درخت محبت کی شاخوں کے پھیلنے کے وقت دلوں کی نہروں پر وصال کے اوقات کے اصولوں کے ساتھ جمال کے پردوں میں وجد کرتے ہیں۔ عشق وصال کے اوقات کے اصولوں کے ساتھ جمال کے پردوں میں وجد کرتے ہیں۔ عشق کی شاخیں سوزش دل کی ہواؤں کے گیت جوں جوں قدس کے باغوں سے مشتاق کے دل کے باغوں پر ہائیں چلتی ہیں۔ گاتی ہیں ارواحوں کی محبتیں شکلوں کے میدانوں میں اپنے مطلوب کی خوشبو کے سونگھنے کے لیے خوشی کے مارے جوں جوں شوخی کی صبح کا ہوا گاتی ہے۔ ناچتی ہیں۔ نشہ کے غم کی بلبل مناجات کے نغموں کے الحان کی لذات سے گاتی ہیں۔ صاف محبت کے پیالے قرب کی غاروں کے سازوں میں ہوتے ہیں۔ محبت کے پرندے خطاب کے منبروں پر مشاہدہ کی میخوں پر چڑھ کر اسرار کے محلوں میں چلا کر خوشی سے چہچہاتے ہیں۔ دوستوں کے شوق کو جوش دلاتے ہیں۔ شوق کے دفنے اسرافیل کے صور پھونکنے کے ساتھ غم کی صورتوں میں

عندیہ کے میدان اور ابدیت کی زبان کی طرف سچی نشست گاہ میں بادشاہ باقتدار کے نزدیک پہنچتے ہیں۔

اے غلام قرب کے منازل وہ ہیں کہ جن میں وہ لوگ کہ اغیار کے ساتھ معلق ہیں۔ نہیں اترتے اور قربت کے قرار گاہ میں وہ لوگ نہیں رہتے جو کہ نشانات سے مانوس ہیں تو عزت کا بھائی جب تک ہے کہ قناعت کی چادر میں لپٹا ہوا ہے اور تو نے جب تک تو طاعت کے فرض کو لازم کیا ہوا ہے۔ قدم کا محبوب ہے۔

اے بچے اس عہد کو آراستہ کر اور جب کہ تیرے رب نے لیا (عہد ازلی) اور ان دو دھوں کی غذا اختیار کر کہ ان کو گواہ بنایا۔ اس پستان کا دودھ پی کہ وہ ان کو دوست رکھتا ہے۔ اس حقیقت کے شواہد کہاں ہیں اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں میرے لیے اپنے دل سے ازل کی آنکھ کی نظروں کے موضع براور اپنی مراد سے جلال کی نگاہ کی منزلوں کے موقع بیان کر۔

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ بن محمد بن کامل شیبانی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو محمد شاور سبتی محل سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں بغداد میں اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے داخل ہوا اور آپ کی خدمت میں ایک عرصہ تک ٹھہرا پھر جب میں نے مصر کی طرف لوٹنے کا مخلوق اور معلوم سے مجرد رہنے کا قدم پر ارادہ کیا تو آپ سے اذن طلب کیا۔ تب آپ نے مجھے وصیت کی کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں اپنی دونوں انگلیوں کو میرے منہ پر رکھ دیا اور مجھے یہ حکم دیا کہ ان دونوں کو چوسوں میں نے ایسا کیا آپ نے فرمایا کہ اب تم درست ہدایت یافتہ ہو کر لوٹ جاؤ۔ تب میں بغداد سے مصر کی طرف آیا۔ میرا یہ حال تھا کہ نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا اور میں بڑا طاقت ور تھا۔

اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عقل اور شرع اور نبوت کے بارے میں

فرمایا عقل ایک روشن چمکتا ہوا نور ہے۔ جو کہ فکر کی غایت کے حدود کی طرف سے عنایت کے کنارہ سے نکلتا ہے۔ ہدایت کے آئینہ کے صقل کے لئے اس کے شعاع کا سامنا ہوتا ہے۔ تب صاحب عقل امور کی ظلمتوں اور موجودات کی تاریکیوں میں اس کے چمک دمک سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی طلب کے پرندے کی کامیابی کے پر اگ آتے ہیں۔ اور کامیابی کی صبح اس کی توجہ کے چہرہ کے لیے روشن ہوتی ہے عقل ایک پرندہ غیبی ہے جو کہ قدم کی عنایت کے جال کے بغیر شکار نہیں ہو سکتا اور یہ خدائی مہمان ہے کہ جو بغیر فیض دینے والی جناب کے طرف سے نہیں اترتا۔ جوہری صفات اور نورانی ذات فرشتوں کے آسمانوں والا ہے۔ وہ تیری پاک روح کی جان اور تیرے دل کا جبرائیل ہے۔ بلندی کے آسمان سے وحی لے کر تیرے دل کے رسولوں پر اترتا ہے۔ تیرے رب کی طرف سے غیب کے تحفے لے کر اترتا ہے۔ تیری کثیف صفت کو لطیف بنا دیتا ہے۔ تیرے علم کے موتی کو جوہر بنا دیتا ہے۔ یہ عدل ہے اور فضل کی زبان کرم کی طرح حکمتوں کے معدن ہے۔ نعمتوں کی جائے قرار فکر کی ستون۔ فہم کی دلیل باطن و شرح کی ترجمان ہے۔ اس کی گواہی سے مقرر قضا نے پیغام کے حاکم کو حکم دیا ہے۔

اس کا سلطانی عزت اس کے کمال کی بقا کی حکومت میں تنہا ہے۔ حکم کے بادشاہ اس کے چراگاہ کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ اسی وجہ سے فرمانبردار ہیں۔ بلاغت کے پرندے اس کی چراگاہ کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ اس کے تحفہ اور ہدایت کے دودھ سے علوم کے بچے دودھ پیتے ہیں۔ اس کے قہر کے غلبہ کی تعریف نے اپنے مخالف اور دشمن کو مٹا دیا۔ اس کی حمایت کی رسی کے ساتھ دونوں جہان کی منزلیں وابستہ ہیں۔

نبوت عزت کے انوار میں سے ایک نور ہے۔ روح القدس کی مہر اس پر لگی ہے۔ اس کی قوت قدرت کے بڑے کام کرنے والی ہے۔ اس کا معنی

رونق کے ساتھ وسیع ہے۔ اس کا ظاہر خدا کے افعال کا مرید ہے۔ عادت قدیمی کو مٹا دیتا ہے۔ اس کا باطن وحی کے نزدیک ہے۔ وہ روح القدس کا غیب اور ازل کے بھید کا معنی ہے۔ سابق قدم کا نتیجہ ہے۔ قدر کے معنی کے تشکن کا مشاہدہ ہے۔ امر کے سر کے جائے ادراک کی فرودگاہ ہے۔ قدم و حدوث کے درمیان فضل کی جگہ ہے۔

وحی نبوت کے کنارہ میں ایک روشن بدر رسالت کے آسمان سے طلوع کئے ہوئے ہے۔ کلام اللہ عزوجل سے اس کو ملتی ہے۔ اس کے ساتھ روح القدس ہوتی ہے۔ اس کی طرف علوم کے پیچیدہ معاملات کو پھیلاتی ہے۔ پوشیدہ اسرار اس کے نزدیک ظاہر ہوتے ہیں۔ ابد کے نشانات کی کنجیاں اس سے ظاہر ہوتی ہیں اسی سے کائنات کے امور کی خبریں اس میں مختلف علوم عقول عوالم نشانات شواہد رسوم موتلف مختلف مرکب شئی کی مساواتیں طے کی جاتی ہیں۔ اس کی حقیقت سے وحدانی معنے کھلتے ہیں۔ سر ربانی بغیر وحی صریح کے طریق نہیں کھلتا۔ وہ ازل کا قاصد ہے۔ جو کہ غیب کے میدان کو اسرار قدم کے خزانہ اور اسرار ابد کے پوشیدہ امور کے ساتھ ملک کے امی کے ہاتھ پر پہاڑ دیتا ہے۔ وہ ملا ئکہ کے لشکر کا پیش رو ہے۔ اس شخص کی طرف کہ جس کے لیے کاتب تقدیر ازل کی مجلس میں ان رسولوں کا فرمان پہنچاتا ہے۔ تب اس کا نور اس کے آئینہ دل کو جلاتا ہے۔ اس میں دونوں جہان کے احوال کی تفصیلوں کے اشخاص کونین کے احکام کی جزئیات ہر دو ملک کی خبریں کے دقیقے منقش ہوتے ہیں۔ پھر اس کی روشنیوں کی چمک کا اس کے دل کی جوہریت کی صفائی پر اثر پڑتا ہے۔ اور اس کی عنایت کی آنکھ اپنے رب کی آیات کبریٰ کو دیکھتی ہے۔ رفیق اعلیٰ سے مل جاتی ہے۔ اور اس وقت نبی اس کے دل کے نور کا طاقچہ بنتا ہے۔ طاقچہ میں نبوت کا شیشہ ہوتا ہے اور شیشہ میں چراغ رسالت ایک نور ہے۔ جو کہ وحی کا پلیتہ کی دم کے ساتھ

معلق ہے اور وحی وحی بھیجنے والے کے غیب کا سر ہے۔

پس انبیاء علیہم السلام غیب ازل کے پستانوں کے دودھ پینے والے اور سروحی کے مخاطب کے ہم نشین حضرت قدس کے ہم جلسہ۔ حق کے چہروں کے سفیر ہیں۔ افق اعلیٰ کی عزت کے سائبان ان کی جلالت کے بغیر جس کے ستون مضبوط ہوتے ہیں قائم نہیں ہوتے۔

شرافت کی بساط جس کے ارکان بنے گئے ہیں۔ بلند مقام میں انہی کی ہیبت پر بچھائی جاتی ہے اور کوئی شکل نوری قدس اشرف کے معبدوں میں نہ ٹھہری ہو گی۔ مگران کے جلال سے اس کا جلیس ہو گا اور کسی لطف معنوی نے بلند تسبیح کے سایہ کی طرف ٹھکانہ نہ لیا ہو گا۔ مگر ان کی رونق سے اس کا غم خوار ہو گا۔ کوئی دوست مقامات قربت تک ایسا نہیں چڑھا کہ ان کی قوتوں کے ساتھ اس کی سیڑھیاں نہ ہوں اور کوئی ولی اپنے مولیٰ کی طرف بددل اس کے ساتھ کہ ان کے راستے و طریقے اس کی سیڑھیاں بنیں نہیں چلا۔

علم کی کرامت کسی بشر کے لیے سوائے اس کے کہ ان کا شرف اس کا ستون بنے بلند نہیں ہوا۔ کسی بندہ کے لیے مرتبہ کی بنیاد سوائے اس کے کہ ابراہیم علیہ السلام کی بناء پر اس کی بنیاد ہو مضبوط نہیں ہوئی۔

شراب سرکہ بن گئی

خبر دی ہم کو ابو الحسن بن ابی بکر ابہری نے کہا میں نے قاضی القضاۃ ابو صالح نصر سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ عبدالرزاق سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے والد یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن نماز جمعہ کے لیے نکلے میں اور میرے دو بھائی عبدالوہاب اور عیسیٰ آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ راستے میں ہم کو سلطان کے تین شراب کے مٹکے

ملے جن کی بو بہت تیز تھی۔ ان کے ساتھ کوتوال اور دیگر کچہری کے لوگ تھے۔ ان سے شیخ نے کہا ٹھہر جاؤ وہ نہ ٹھہرے اور جانورں کے چلانے میں انہوں نے تیزی کی پھر آپ نے جانوروں سے کہا کہ ٹھہر جاؤ۔ وہ اپنی جگہ وہیں ایسے ٹھہر گئے گویا کہ وہ پتھر کے ہیں۔ وہ بہت مارتے تھے۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلتے تھے اور ان سب کو قولنج کا درد شروع ہو گیا اور زمین پر دائیں بائیں سخت درد کی وجہ سے لیٹنے لگے۔ پھر تسبیح کے ساتھ پکارنے لگے اور علانیہ توبہ استغفار کرنے لگے۔

پھر ان سے درد فوراً جاتا رہا اور شراب کی بو سرکہ سے بدل گئی انہوں نے برتنوں کو کھولا تو وہ سرکہ تھا۔ جانور بھی آدمیوں کی طرح چلانے لگے۔ شیخ تو جامع مسجد کو چلے گئے اور یہ خبر سلطان تک پہنچ گئی۔ تب وہ ڈر کے مارے رونے لگا۔ بہت سے محرمات کے فعل سے ڈر گیا۔ شیخ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا اور حضرت کی جناب میں نہایت عاجزانہ بیٹھا کرتا تھا۔

اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا ہے کہ ارادہ ازلیہ محمدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سفر کی طرف نکلنے کی حرکت کی اور در یتیمہ (یعنی حضرت عائشہ) کو اپنے ہمراہ لیا۔ ان کی خدمت اور صبح و شام ان کے ڈولے کو اٹھانے کے لیے اپنے غلام مسطح کو مقرر کیا۔ پھر ایک منزل پر قافلہ اترا کہ آرام کرے اور نیند نے ان کی طاقت کی حرکات کو آرام دیا۔

غلام پر چلنے میں نیند غالب ہو گئی۔ تب خداوندی مشیت سے حضرت عائشہ صدیقہ کو بعض ضروریات کے لیے نکلنے کی حاجت ہوئی۔ وہ اپنے ڈولہ سے قضائے حاجت کے لیے نکلیں اور قدرت کے ہاتھ نے ان کے گلے کا ہار توڑ دیا۔ گردن سے دانے نکل کر بکھر گئے۔ وہ ان کے پرونے میں مشغول ہو گئیں۔ تقدیر نے پکارا کہ اے جبرائیل علیہ السلام! بی بی کے ہار کا ایک دانہ

گم ہو گیا ہے۔ تم اس کی جگہ اور دانہ رکھ دو پھر مسطح جاگا اور اپنے اونٹ کو ہانک لایا۔ اس کو اس بات کا علم نہ تھا جب مدینہ تک پہنچا اور ان کو نہ دیکھا تو پھر ان کے پیچھے لوٹا۔ تقدیر نے اس اسرار کے خزانہ کو جوش دیا اور شریروں کی تہمتوں کے شرارے بھڑکنے لگے۔

پھر جب یہ بات وحی کے پستان کے دودھ پینے والے ازل کے بھید اٹھانے والے۔ غیب کی امانتوں کے محافظ حمد کے جھنڈے کے اٹھانے والے کو پہنچی اور ان کے بہتانوں کی آنکھوں کے اشارے کا گمان کیا۔ ان کے شرک کے اشارے دیکھے تو آپ کا دل رنجیدہ ہوا۔ آپ کی عقل رنج کے نیزہ سے زخمی ہوئی۔ ان کے دل کا شیشہ پھٹ گیا۔ ان کا جما ہوا امر پارہ پارہ ہو گیا اور بی بی سے شفقت سے معنوی بات کہی اور محبت سے ایک پوشیدہ اشارہ کیا کہ تم اپنے باپ کے گھر چلی جاؤ۔ اور آہ سوزاں کا ان پر غلبہ ہوا۔ ان کی خوشی کا دن رات بن گیا۔ ان کی راحت کی رات سیاہ ہو گئی ان کی سوزش کے سانس چڑھ گئے۔ ان کا صبر جاتا رہا اور کہا کہ کس وجہ سے مجھے چھوڑا جاتا ہے حالانکہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اور نہ زیادتی کی ہے۔ کیا سوکنوں کی شکایت کی وجہ سے مجھ کو میرے حبیب نے چھوڑ دیا ہے۔ ان سے کہا گیا کہ اے صدیقہ اور حقیقہ سیدہ برات بقدر محبت آیا کرتی ہے اور فتح مندی صبر کی بغل میں ہوتی ہے اور جب اس نے حال معلوم کیا اور غصہ ظاہر ہوا تو اس کے صبر کا بدل اس کے حال کے ظاہر ہونے سے بے نور ہونے لگا اور سانسوں کے چڑھنے سے اس کے حواس کے ستارے ڈوب گئے اس کی آنکھوں کے آنسو اپنی آگ کی سوزش سے گرنے لگے اس کا سیدھا قد انکسار کی تختی پر ٹیڑھا ہو گیا۔ اس کے محبوب کے ہجر کی مدت لمبی ہو گئی۔ مطلوب کے پستان کا دودھ معدوم ہو گیا اور کہا کہ اے میرے خدا تجھی سے بے سروسامان مدد طلب کرتا ہے۔ تیری ہی عزت کی درگاہ کی طرف مظلوم پناہ لیتا ہے تیرے سوا کون ہے

کہ رنجیدہ کے رنج کو دور کرتا ہو۔ تیرے سوا کون ہے کہ بے قرار کی دعا قبول کرتا ہو۔ تو میری عصمت کی طہارت سے زیادہ واقف ہے۔ میرے سوال کا مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔

اس نے یعقوبیہ قبہ پکڑا اور فرقت نے یوسفی حالت بنا دی۔ اس کے قبہ کی ظلمت غم کے یوسف کا قید خانہ بن گئی اس پر حبیب کی جانب سے ہوا چلی کہ کیا حال ہے؟ تب اس نے کہا کہ فصاحت کے پردہ میں پرورش یافتہ ہوں اور اس کی ہم نشیں ہوں جو کہ ضاد کے بولنے میں زیادہ فصیح ہے تا مخاطب قریب کے لیے ہوتی ہے اور کاف غائب بعید کے لیے کہا انت کی تا اور کہاں ذاک کی کاف کہاں ھذہ کی ھا اور کہاں تیکلم کا کاف۔ جمع کی میم ہر دو مذکورہ میں سے ایک کی تخصیص ضروری نہیں بناتی۔

اے میرے رب میں چھوڑنے والے کی آنکھ کی سیاہی اور غائب کے دل کا سویدا اعراض کرنے والے کی محبت کا پھول تھی۔ لیکن زمانہ کے حالات ہیں جو کہ بدلتے رہتے ہیں اور فصل ہیں جو کہ غالب ہوتے ہیں۔

اے میرے رب میرے فکر کے دریا نے مجھے غرق کر دیا۔ میرے غم کی گرمی نے مجھے جلا دیا۔ میرے دل کے رنج نے مجھے رنجیدہ کر دیا۔ تب تو آسمانی فرشتے چلائے اور قدس کے دربار کے رہنے والوں نے مختلف قسم کی تسبیح شروع کی۔ نور کے معبدوں کے درویش گھبرا گئے نورانی شکلیں اور روحانی روحیں کہنے لگیں۔ وہ ذات پاک ہے جو کہ شکستہ خاطر کو باندھتا ہے اور حقیر کو عزیز بناتا ہے۔ خداوندا پاک فراش نبوت کا صاف دل مکدر ہو گیا اور شرف کے سمندر کے موتی کی عقل کا جوہر ٹوٹ گیا ہے۔

رسالت کا پھول فاسقوں کی تہمت سے پژمردہ ہو گیا۔ وحی کے پستان کے دودھ پیے ہوئے کا دودھ منافقین کے جھوٹ بولنے سے چھوٹ گیا ہے۔ ملک کے قاصد اور ملا ئکہ کے لشکر کے سپہ سالار سے کہا گیا کہ اے جبرائیل ازل

کے غیب کی تختی میں سے عیب کے برات کی غیب کی زبان سے سترہ آیات لے جا کیونکہ میں نے ازل و قدیمی تقدیر میں ہی وہ فرما چھوڑی ہیں۔ میں نے اس کی بی بی عائشہ کے کپڑے کے لیے قیامت تک نقش بنا دیا ہے۔ تب ازل کا قاصد سردار بافضیلت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سورہ نور میں آیت لے کر اترا۔ جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیات کی بزم آواز سنی اور ان کو بشارت کے لیے معلوم ہوئے تو کہنے لگی وہ ذات پاک ہے۔ جو کہ شکستہ دل کی تسلی کرے اور حقیر کو عزت دے۔ مظلوم کو انصاف دے۔ غموں کو دور کرے۔

خدا کی قسم مجھ کو گمان نہ تھا کہ میرا رب بابرکت بلند میرے بارے میں قرآن نازل فرمائے گا اور اپنے نبی کے پاس میرا وحی کے طور پر ذکر کرے گا۔ لیکن مجھے یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں میری برات کے بارے میں بتلا دے گا۔ پس مظلوم کو خدا کی مدد سے ناامید نہ ہونا چاہئے اور مقہور کو صبر پر ہی بھروسہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جو کچھ تقدیر کے پردوں میں ہے۔ وہی رات دن میں بدلتا رہتا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن محمد بن ازدمر نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے خبر دی ہم کو عبداللہ بن محمد علی توحیدی نے کہا کہ میں نے اپنے ماموں قاضی القضاۃ نصر بن الحافظ ابوبکر عبدالرزاق سے سنا کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو عمرو عثمان صریفینی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرا ابتدائی حال یہ تھا کہ میں ایک رات صریفین میں باہر تھا۔ چت لیٹا ہوا تھا۔ تب پانچ کبوتر اڑتے ہوئے مجھ پر سے گزرے میں نے ایک کو بزبان فصیح جیسے آدمی بولتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے سنا۔ سبحان ن عدبا خزائن کل شئی وما ینزلہ الا بقدر معلوم یعنی وہ اللہ پاک ہے۔ جس کے پاس ہر شے کے خزانے ہیں اور نہیں اتارتا مگر ایک معلوم اندازہ کے مطابق

اور دوسرے کو یہ کہتے ہوئے سنا سبحان من بعث الا نبیا حجتہ علی خلقہ وفضل علیھم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی وہ اللہ پاک ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو مخلوق پر حجت بنا کر بھیجا اور ان سب پر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت دی اور چوتھے کو سنا وہ کہتا تھا کہ کل ما کان فی الدنیا بطل الا ما کان للہ ورسولہ یعنی اے مولا سے غفلت کرنے والو تم اپنے رب کی طرف کھڑے ہو جاؤ جو کہ رب کریم ہے بہت کچھ دیتا ہے اور بڑے گناہ بخشتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ کو یہ سن کر غش آگیا اور ہوش آیا تو میرے دل سے دنیا اور اس کی ہر چیز کی محبت جاتی رہی جب صبح ہوئی تو میں نے خدا سے عہد کیا کہ میں اپنے آپ کو ایسے شیخ کے سپرد کروں گا جو میرے رب کا راستہ مجھے بتلائے اور میں وہاں سے چل دیا مجھے معلوم نہ تھا کہ کہاں جا رہا ہوں۔ تب مجھ کو ایک شیخ ملا جو کہ باہیبت اور روشن چہرہ تھا۔ مجھ کو اس نے کہا کہ السلام علیک یا عثمان۔ میں نے ان کو سلام کا جواب دیا اور قسم دی کہ آپ کون ہیں؟ اور میرا نام آپ نے کیسے پہچان لیا۔ حالانکہ میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ اس نے کہا میں خضر ہوں اور میں اس وقت شیخ عبدالقادر کے پاس تھا انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے ابو العباس آج کی رات صریفی والوں میں ایک شخص کو جس کا نام عثمان ہے۔ کشش ہوا ہے۔

وہ خدا کی طرف متوجہ ہے۔ خدا کی طرف سے وہ مقبول ہوا اور ساتویں آسمان سے اس کو پکارا گیا۔ اے میرے بندے تو خوش آیا۔ اس نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا کہ اپنے آپ کو ایسے شخص کے سپرد کرے جو کہ اس کو پروردگار عزوجل کی راہ دکھائے سو تم جاؤ اور اس کو راستہ میں پاؤ گے اس کو میرے پاس لے آؤ پھر مجھے کہا کہ اے عثمان اس زمانہ میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عارفوں کے سردار ہیں اور اس وقت آنے والوں کے قبلہ ہیں۔ تمہیں ان کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان کی خدمت و عزت کرنا لازم ہے۔ پھر مجھے کچھ خبر نہ ہوئی۔ مگر اس حال میں کہ میں بغداد میں بہت جلد پہنچ گیا

اور خضر علیہ السلام مجھ سے غائب ہو گئے۔ پھر میں نے ان کو سات سال تک نہ دیکھا۔

تب میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ ایسے شخص کو مرحبا ہے۔ جس کو اس کے مولیٰ نے جانوروں کی زبانوں میں اپنی طرف جذب کر لیا اور اس کے لیے بہت سی نیکی جمع کی۔

اے عثمان عنقریب اللہ تعالیٰ تم کو ایک ایسا مرید دے گا جس کا نام عبدالغنی بن نقطہ ہو گا۔ وہ بہت سے اولیاء سے بڑھ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سبب فرشتوں کے ساتھ فخر کرے گا۔ پھر میرے سر پر ایک ٹوپی رکھی۔ جب وہ میرے سر پر آئی تو میں نے اپنے تالو میں ایسی ٹھنڈک پائی جو میرے دل تک پہنچی میرا دل برفانی ہو گیا۔ تب مجھ کو عالم ملکوت کا حال معلوم ہو گیا۔ میں نے سنا کہ تمام جہان اور اس کی چیزیں مختلف بولیوں میں خدا کی تسبیح و تقدیس بیان کر رہے ہیں قریب تھا کہ میری عقل جاتی رہے۔ تب آپ نے مجھ پر روئی ڈال دی جو کہ آپ کے ہاتھ میں تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری عقل قائم رکھی اور میرا حوصلہ بڑھا دیا۔

پھر مجھے خلوت میں آپ نے بٹھایا اور میں اس میں کئی مہینے تک رہا۔ خدا کی قسم میں نے کوئی امر ظاہر و باطن میں ایسا نہیں پایا کہ جس کی مجھے آپ نے میرے بولنے سے پہلے خبر نہ دی ہو اور نہ میں کسی مقام پر پہنچتا اور نہ کوئی حال مشاہدہ کرتا اور نہ کوئی غیب کا حال مجھ پر کھلتا مگر آپ پہلے ہی سے مجھے خبر دیتے اور اس کے احکام مفصل بیان کر دیتے۔ اس کی مشکلات حل کر دیتے۔ اس کا اصل و فرع مجھے بتلا دیتے۔ ہمیشہ آپ مجھ کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچاتے رہے۔ جہاں تک خدا کے علم میں تھا مجھے ان امور کی خبر دی۔ جو مجھ پر پیش آنے والے تھے۔ تیس سال کے بعد وہ ویسے ہی ہوئی جیسے آپ نے خبر دی تھی۔ آپ سے مجھے خرقہ پہننے اور ابن نقطہ کے مجھ

سے فرقہ پہننے کے زمانہ میں پچیس سال کا وقفہ تھا وہ ویسا ہی نکلا جیسا کہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال کی سحروں کی ہوائیں جب کہ مشرکین کے مکانوں پر گزرتی ہیں تو وہ شوق سے روتی ہیں اور اتصال کی راتوں کے خیال جب کہ مہجورین کے بستروں پر آتے ہیں تو وہ رو پڑتے ہیں۔ شوق کی تانتیں جب محبت کی مجلس میں مشاہدہ کی لکڑیوں پر ازل کے عشاق کے ہم جنسوں اور محبت کے پستانوں کے دودھ پینے والوں کے سامنے سوار ہوتی ہیں تو دلوں کے باغوں میں عقلوں کے درخت ہلتے ہیں۔ نفوس کی شاخیں شکلوں کے ڈبوں میں ہلتی ہیں۔ دلوں کے جواہر خوشی کے مارے صورتوں کے محلوں میں رقص کرتے ہیں۔ دوستوں کی عقلیں مبانی کے معانی میں خوشی کے مارے وجد کرتی ہیں۔ کشف کے چقماق جگروں کے جلانے میں عشق کی آگ کے شرارے جھاڑتے ہیں۔ اشخاص کے اجزا کے ذرات کو ہیبت کی بجلیاں جلا دیتی ہیں۔ موجودات اپنے ساتھیوں کے ساتھ موج میں آتے ہیں۔ عشق کا تیر انداز اپنے تیر سے عاشقوں کے اسرار کو زخمی کر دیتا ہے۔

دلوں کے ارکان کی بنیادیں ہل جاتی ہیں۔ آنکھیں اس کے دیکھنے کے نشہ سے حیران رہتی ہیں۔ ارواح اس سوال کے کرنے پر متوجہ ہوتے ہیں کہ کیا چیز ہے۔ آنکھیں آنسوؤں کے گرانے کی وجہ سے دیکھنے سے رک جاتی ہیں۔ احوال کا آدم اعتراف گناہ کے قدم پر کھڑا ہوتا ہے۔ ہمت کا ابراہیم علیہ السلام اس دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے۔ کہ میں "اس امر کی طمع رکھتا ہوں کہ خدا میری خطا کو معاف کر دے۔

عزیمتوں کا موسیٰ اس طور کی چوٹی پر پہنچ کر بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے کہ "میں نے تیری طرف رجوع" کیا ہے۔ عشق کا ایوب اس ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے کہ مجھ کو تکلیف پہنچی ہے۔ شیفتگی کا سلیمان اپنی حکومت کے غلبہ کی

خوشی کی بساط پر اس ہوا سے اٹھایا ہوا گزرا کہ تمہارے رب کی تمہارے زمانہ کے دنوں میں خوشبوئیں ہیں۔ دل کی چیونٹی نے سلطان جلال کے لشکر کے بھلنے اور ملک کمال کے لشکروں کے غلبہ کے وقت خطروں کی رعایا سے کہا۔ اے چیونٹیو اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ۔ تب قرب کی روشنیاں ظاہر ہوئیں اور قرب کی شعائیں پھیل گئیں ملاقات کے سائبان تنے گئے۔ قدس کے فرشتوں کے تختوں پر حضوری کی بساؤ پکھائی گئی۔ مشاہدہ کی زمین میں بادشاہ کے جھنڈے کے نیچے خلوت کی مجلس منعقد ہوئی۔ امن کے حرم میں جمال کے خیموں کے درمیان جلوہ کی دواں بندیاں مضبوط کر دی گئیں۔ عاشق کا حال درست ہو گیا۔ عاشق اپنے محبوب کے ساتھ مل گیا۔ خوشیوں کے پیالے میں پینے والے کے شراب پیالے دور کرنے لگے۔ وقت معطر ہو گیا۔ نصیبہ نیک ہوا۔ کینہ جاتا رہا۔ ازل کے اوصاف کے راستوں کے اطراف میں قدم کے غیب کے اسرار ظاہر ہونے لگے۔ یہ راستے کیسے باریک معنی ہیں۔ وہم ان کی کیفیت کی معرفت سے مدہوش رہے اور کیسے باریک معنے ہیں کہ فکر کے اندیشے اس کی ماہیت کے علم سے تنگ ہیں۔

وہ بجلی کی طرح دلوں کی آنکھ کے سامنے ابد کے بادلوں سے چمکتے ہیں اور آفتاب کی طرح حال کے بروج کے دوروں سے چڑھتے ہیں۔ خدا کی قسم اس وقت جب کہ وہ بجلی بھی حیران رہ جاتی ہے۔ آفتاب بھی اس کے ظہور اور روشنی کے وقت شرمندہ ہوتا ہے۔

جب ارادہ کے ہاتھ نے خطاب کی آنکھوں کے لیے اس کے جمال کی پیشانی سے حجاب کے نقاب کو ظاہر کر دیا۔ ازل کے مشاطوں نے اس کو عشاق طالبوں کے خوش کرنے کو جلا کے تخت پر بٹھا دیا۔ نورانی لوح نے اس کو دور اور قریب کے چھپے ہوئے مکانوں سے ظاہر کیا۔ وحدانی وصف نے اس کی بلندیوں اور معنوں کی تعریف کو ظاہر کر دیا۔

اس کے جمال کی آنکھوں نے مشتاقوں کی محبتوں کو اشارہ کیا۔ اس کی تیز نظروں نے عارفین کی اونچی نگاہوں کی حیرت سے باتیں کی اور جب وہ اس کے جلال کو دیکھنے کے لیے آئے اور اس کی رونق مشاہدہ کے لیے حاضر ہوئے۔ تو اس کے جمال کا تاج اس کے کمال کی مجلس میں اچھلا۔ پھر ان کے سروں پر اس نے قبول کے جواہرات اور رضامندی کے موتی نچھاور کئے پھر عزت کے پردوں۔ کبریاء کی چادروں میں عظمت کی آڑ میں چھپ گیا۔ تب دل سوزش او . ُ ق کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور روحیں پیاس اور جلن کے مارے حیران ہوئیں۔ عشق کی شاخیں جھکنے لگیں اور سوزش کی ہوائیں باتیں کرنے لگیں۔ صبر کے پتے جھڑنے لگے۔ فراق کے قلق کا شکوہ کرنے لگے۔

اے روحوں کی سوار یو' ان منازل کی طلب میں سعی کرو۔ اے دلوں کی شریف سواریو ان درجات کے حاصل کرنے کی طرف جلدی کرو اور کہہ دے (اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تم عمل کرو۔ سو عنقریب اللہ اور اس کے رسول اور مومن لوگ تمہارا عمل دیکھیں گے۔

خبر دی ہم کو ابو الفتح عبدالرحمان بن شیخ ابو الفرج توبہ بن ابراہیم بن سلطان بکری صدیقی بغدادی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ مکارم النہر خالصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے مدرسہ میں ازج کے دروازہ بغداد میں بیٹھا تھا۔ تب ہمارے سامنے سے ایک تیتر اڑتا ہوا گزرا۔ میرے دل میں گزرا کہ میں اس کو کشک کے ساتھ کھانا چاہتا ہوں اور خدا جانتا ہے کہ میں نے زبان سے اس کا اظہار نہ کیا تھا۔

تب شیخ نے بھی میری طرف ہنس کر دیکھا اور اوپر کو دیکھا تو وہ تیتر مدرسہ کی زمین پر گر پڑا اور اس نے سعی کی یہاں تک کہ میری ران پر ایک گھنٹہ تک ٹھہرا رہا تب شیخ نے کہا کہ اے مکارم لے جو چاہتا ہے یا یہ کہ خدا تعالیٰ

تیرے دل سے تیتر اور کشک کھانے کی رغبت دور کر دے۔

مکارم کہتے ہیں کہ اس وقت سے اس وقت تک میرے دل میں تیتر اور کشک کی عداوت پیدا ہو گئی وہ سامنے بھنا اور پکا ہوا رکھا جاتا ہے اور میں اس کی خوشبو کی بوجہ کراہت کی کھانے طاقت نہیں رکھتا اور پہلے اس سے تمام لوگوں سے زیادہ اس کو پسند کرتا تھا۔

اور یہ کہا کہ ایک دفعہ میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ واصلین کے مقدمات اور عارفین کے مشاہدہ کا ذکر کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہر ایک شخص جو حاضر تھا اللہ تعالیٰ کا شائق بن گیا۔ میرے دل میں یہ گزرا کہ خدا تعالیٰ کی طرف جانے اور مقصود حاصل کرنے کا کیا طریق ہے۔ تب آپ نے قطع کلام کیا میری طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اے مکارم تم میں اور تمہارے مقصود میں حاصل کرنے میں دو قدم ہیں۔ ایک قدم سے دنیا اور دوسرے قدم سے اپنے نفس کو قطع کر دے پھر تو ہے اور تیرا رب۔

اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے محبوب کی جدائی ایک ایسی آگ ہے کہ جس کو رکاوٹ کے مالک (اللہ تعالیٰ) نے سوزش کی جہنم میں بھڑکایا اور مطلوب کا گم ہونا ایسی کڑک دار آوازیں ہیں کہ عشق کے بادل سے دوری کے قرضدار کی طرف بھیجی جاتی ہیں۔ شہود کا چھپ جانا ایک ایسی جدائی ہے کہ جس میں وصال کی شاخیں اتصال کے باغوں میں دبلی ہو جاتی ہیں۔

روشن چیز کا پردہ میں ہو جانا ایک ایسی تلوار ہے کہ جس کو محبوب نے ناز کے میان سے ملال کے ہاتھ سے کھینچا ہو۔

حاضر کا غائب ہونا ایک ایسا شرارہ ہے کہ جس کی محبت کا چقماق عشق کے دل کے جلانے میں روشن کرتا ہے۔

حبیب کا کنارہ کش ہونا ایک ایسا کڑوا گھونٹ ہے۔ جس کو عاشق دوست کے ہاتھ سے رکاوٹ کے پیالوں میں ایک ایسی لذت کے ساتھ کہ جو شہد سے

زیادہ شیریں ہے گھونٹ گھونٹ پیتا ہے۔

قریب کی جدائی ایک عذاب ہے کہ جو دلوں کو جدائی کی لپٹ کی سوزش سے گلاتا ہے۔

عتاب کی باتوں کے نشہ سے مست ہونا نفوس کو آرزو سے بھی زیادہ مرغوب ہے۔

دوست کی جدائی ایک غلبہ ہے کہ ارواح کے پہلوؤں کو شیفتگی کے غلبہ کی پامالی کی سختی سے عشق کے چٹیل میدانوں اور خوا ‌ ں کے پردوں کے ڈھیروں میں سختی سے بچھاڑتی ہے۔

فتح کی عروسیں معانی کے ایسے جواہر ہیں کہ جن کو قدم کے ناظم نے زور دیا ہے۔

کشف کے باغ بیان کے ایسے باغ ہیں جنہوں نے حکمتوں کے پہلوؤں کو اگایا ہے۔

شوق وہ پردے ہیں کو نبیوں کی دلہنوں کے چہروں کے جمال پر لٹکتے ہیں۔

محبت کے وہ آفتاب ہیں کہ ان کے انوار کی شعاعیں دلوں کے شہروں کے کنگروں پر ہی گرتی ہیں۔

مشاہدہ وہ شراب ہے کہ وصل کی مجلس میں امید کے سدرۃ المنتھی کے نزدیک عارفین کی خوا ‌ ں سے اوپر قدم کے ساؤں کے نیچے عاشقوں کی سواریوں کے قاصدوں کے آگے۔ جناب قراب کی سواریوں کے چلانے والوں کے پیچھے چراگاہ کے رب کے جمال کی نوجوانی کی دائیں جانب سے ازل کے ساقی۔ ارواح کے ہم نشینوں پر خطاب کے پیالوں میں چکر لگاتے ہیں۔

اے عاشقو جو کہ صفحات خدا کے کمال کے معانی میں شیفتہ ہو کھڑے ہو جاؤ اے لوگو جو کہ حبیب قریب کے عشق میں سچے ہو' اس وصال کی طرف کھڑے ہو جاؤ۔ کیونکہ ہر ایک اس نغمہ کے گانے والے کے نغمہ کے سننے سے مزے لے رہا ہے۔ یا مطرب کے الحان کی عمدگی سے اس انقلاب کی

سعادت سے بوجہ غم و گریہ غم خوار کے فی الفور مضطرب ہے۔ یا ایسے تعریف خوان کی آوازوں کی خوشی سے جو کہ اس عزت ظاہری کی مجلس کی طرف بلا رہا ہے۔

شیفتگی نے غمزدہ ہے بے شک یہ انتدیر کا محرک ہے کہ اس کی روح اس کی مجلس کی نظر کی حلاوت کو یاد کر رہا ہے جب لیا تیرے رب نے (الخ) اس کے باطن کا دفینہ ایسے سماع کی لذت کی طرف جوش مار رہا ہے۔ جو کہ الست بربکم کی حضوری کے وقت اس کے سننے سے باقی رہ گیا تھا۔ اور ارواح شکلوں کی صورتوں سے مجرد تھیں۔ عالم نوری میں ان کو علیحدہ بنائے ہوئے تھا۔

اب اگر تیرے روح کا دماغ انس و محبت کی خوشبو پائے۔ جس پر حبیب اعظم کے ذکر کے وقت کرم کے موسم بہار کے باغوں سے ہوا چلے تو یہ جناب ابد کی طرف وارد ہونے والی ہے۔ وہ تجھے محبت کی بیعت کے شرط الزام کو عہد قدیم کی خوبیوں کی حرکات سے یاد دلاتا ہے۔

تب مہجور کے دل میں افسوس کی آگ انقطاع کی وحشت کی وجہ سے بھڑک اٹھے گی۔ فرقت احباب سے سوزش محبوب کا انگار باطن میں روشن ہو گا۔ دوستوں کے گم کرنے والی سوزش کے تشنہ کی زبان سے پکارے گی۔

علٰی مثل لیلٰی قتل المرنفسہ ویحاولہ مرالمنایا و یعذب

ترجمہ! لیلیٰ جیسے (محبوب) پر مرد اپنے نفس کو قتل کر ڈالے گا۔ کڑوی آرزوئیں اس کی میٹھی و شیریں ہو گی۔

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ الواحد بن صالح بن یحییٰ قرشی بغدادی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابوالفرج حسن بن محمد بن احمد دیرہ بصری نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالعباس احمد بن مطیع بن احمد باجیرانی سے سنا کہا کہ میں نے شیخ صالح ابوالمظفر اسماعیل بن علی بن سنان حمیری زریرانی سے سنا۔ وہ نیک شیخ تھا۔ اور شیخ پیشوا علی بن رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہ چکے تھے۔ کہا کہ شیخ سردار علی بن الہیتی جب بیمار ہوتے تو بسا اوقات میری زمین کی طرف جو کہ زریران میں

بھی تشریف لاتے۔ اور وہاں کئی روز رہتے۔

ایک دفعہ آپ وہیں بیمار ہوئے۔ تب ان کے پاس میرے سید شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ بغداد سے عیادت کے طور پر تشریف لائے۔ دونوں حضرات میری زمین پر جمع ہوئے۔ اس میں دو کھجوریں تھیں جو کہ چار سال سے خشک تھیں۔ ان کو پھل نہ آتا تھا۔ ہم نے ارادہ کیا کہ ان کو کاٹ دیں۔

تب شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اور اس میں سے ایک کے نیچے وضو کیا۔ اور دوسری کے نیچے دو نفل پڑھے تب وہ سبز ہو گئیں ان کے پتے نکل آئے۔ اور اسی ہفتہ میں ان کا پھل آگیا۔ حالانکہ ابھی کھجوروں کے پھل کا وقت نہ آیا تھا۔ میں نے کچھ کھجوریں اپنی زمین کی لے کر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر کیں۔ آپ نے اس میں سے کھائیں۔ اور مجھ کو کہا' اللہ تعالیٰ تیری زمین تیرے صاع اور تیرے دودھ میں برکت دے۔

وہ کہتے ہیں کہ میری زمین میں اس سال پہلے سے دگنا تگنا پیدا ہونا شروع ہوا۔ میرا یہ حال ہوا کہ جب میں ایک درہم کہیں خرچ کرتا ہوں۔ تو اس سے میرے پاس دگنا تگنا آ جاتا ہے۔ اور جب میں گندم کی سو بوری کسی مکان میں رکھتا ہوں۔ پھر اس میں سے پچاس بوری خرچ کر ڈالتا ہوں۔ اور باقی کو دیکھتا ہوں تو سو بوری موجود ہوتی ہے۔ میرے مویشی اس قدر بچے دیتے ہیں کہ میں ان کا شمار بھول جاتا ہوں۔ اور یہ حالت شیخ رضی اللہ عنہ کی برکت سے اب تک ہے۔

(اور رضی اللہ عنہ) نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر معراج کی ہر بلند اسم تک انتہاء ہے اور ہر سیڑھی جو چڑھنے کے لئے ہے سو اسی کے نام سے اس کے عروج نے اپنے اسماء میں تجلی حاصل کی ہے۔ تب تجلی اس کے افعال میں ظاہر ہوئی اور تمام موجودات تجلی کے اشراق سے روشن ہو گئی۔ دونوں وجودوں میں شواہد تفصیل کی تفصیل ہو گی۔ دونوں عالم میں عدل کے حکم کا قبا میں ظاہر ہو

ہو گا۔ پھر اسماء ظاہر ہوئے۔ اور صفات متفرق ہو گئے۔ لغات مختلف پیدا ہوئے افعال کا مقابلہ ہونے لگا۔ انواع کی تقسیم ہوئی۔ جنسیں معین ہوئیں۔ پس سب کے سب عدل کے غلبہ سے معتدل ہیں۔ اور ہر ایک اس کی توحید کو اس وجہ سے کہ اس میں تجلی ظاہر ہوئی ہے۔ بیان کر رہا ہے۔

اسی کی طرف اس وجہ سے اشارہ کرتا ہے۔ کہ اس کے اندر اس کے اسماء کے اسرار پوشیدہ ہیں۔ اس کو اس وجہ سے پہچانتا ہے۔ کہ ازل میں اس کا علم اس کے ایجاد کرنے سے متعلق ہیں۔ وہ سب کے سب دنیا میں حیرانی میں ہیں۔ اگر اس کی رحمت جو کہ اس کی معرفت میں اس کے حسن سے لی گئی ہے۔ مہربان نہ ہوتی۔ اگر حیرت کا ادراک نہ ہوتا تو وہ اپنی سخت پکڑ کو اپنے اسماء کی تجلیات میں پہاڑ کے لئے ظاہر کرتا تو وہ ٹھہر جاتے۔ سمندروں پر کرتا تو وہ بے قرار ہوتے۔ آگ پر ظاہر کرتا تو وہ شعلہ مارتی۔ اب جو چیز اس کی وجہ سے ٹھہرتی ہے اسی کے سبب حرکت کرتا ہے۔ اور عرش پر اپنے بلند نام کے انوار کو ظاہر کیا۔ تب اس کے فرشتے اس درگاہ کے مناسب پیدا ہونے لگے۔ سو ان میں سے ہر ایک کی روح ہے۔ پھر روح کے لئے ان کی روحوں میں سے نفس ہے۔ ان کے اذکار میں سے ہر ذکر کے لئے روح ہے۔ ہر ایک کو اس کی تجلی کی عظمت نے جو کہ اس کے ناموں میں ہے۔ بیہوش کر دیا ہے۔

تب ان کے اشخاص ان اسماء سے متاثر ہوئے۔ وہ بیہوشی کی وجہ سے ذاکر ہیں۔ اور ذکر سے بے ہوش ہیں۔ اب ان کا ذکر اسم کے لحاظ سے تو تو ہے بیہوشی کی وجہ سے ہوہوہو۔ عظمت کے لحاظ سے آہ آہ آہ۔ تجلی کے لحاظ سے ہاہاہا۔ ستر کی وجہ سے۔ سبحانک سبحانک ہے یعنی تو پاک ہے۔ تو پاک ہے۔ پاک ہے۔ کروبیوں نے خدا کی تسبیح کہی۔ صف بستہ حیران رہ گئے۔ روحانیوں نے فریادیں کیں۔ مقربین نے تسبیح پڑھی۔ اس کے انوار ہر ایک موجود میں ایسے روشن ہوئے کہ اس سے اس کے وجود کا سر اس کے

ظہور سے ظاہر ہو۔ اس سے اس کی عبودیت اور غلبہ کا اقرار ہو۔ پس ذکر
ذاکرین کے اٹھانیوالے رہنے والوں کے مسکن اور ایسی شے کی طرف کھینچنے
والے ہیں کہ جس کے جلال کے خیموں نے محفوظ اسماء اور عجائب صفات کو
چھپا رکھا ہے۔

اب عارفین کے اسرار اس کے اسماء کے معارف میں پھرتے ہیں۔ وہ ایسا
پھرتا ہے کہ جن کے باعث ان کے چہروں کے دور میں ان چیزوں کو مشاہدہ
کرتے ہیں۔ کہ جو ان میں ملک اور ملکوت کے دونوں وجود والوں نے امانت
رکھا ہے۔ یہاں تک کہ عالم ملکوت میں اس کی تقدیر کے بھید کے جاری ہونے
کو انہوں نے معلوم کر لیا ہے۔ اب کوئی معلوم باقی نہیں رہا۔ مگر یہ کہ اس
کے دقیقہ کے بھید کو کمال اور نور کے ہاتھ سے کھینچ کر ظاہر کر دیا ہے۔ انہوں
نے جانوں میں محبت کے ہیجان سے تصرف کیا۔ اس کی ہیبت کے نور کے
سمندر میں غوطہ لگایا۔ پھر وہ ایسے حال میں نکلے کہ ان کے چہروں پر ہیبت کی
شعاعیں تھیں جن سے دیکھنے والے جن و انسان کی آنکھیں اچک جاتی تھیں۔
وہ اس کے اسماء کے نور کے ایسے مقابل ہوئے کہ ظاہر و باطن میں ان کا وجود
بھر گیا۔ یہاں تک کہ ان سے تمام شبہات کے نشانات مٹ گئے۔

تب ان کے وجود نے اپنے وجود سے وہ بھید ظاہر کر دیئے جو ان کے لئے
تقدیر کی قلم نے لکھے تھے۔ جو کہ ہر ایک مقام قرار میں بطور امانت رکھے
ہوئے تھے پس جو چیز ان سے غائب تھی وہ مخفی نہ رہی۔ تب انہوں نے اپنے
آپ کو اس سے دیکھا۔ اور ماسوئی کو اپنے نام کے نور سے دیکھا۔ کمال مطلق
کو ملک مطلق سے دیکھا۔ وہ اس چیز کے ساتھ چلے کہ جس کو انہوں نے
ملکوت کے کناروں میں مشاہدہ کیا تھا۔ کلمہ تکوین کے معنی کو کھول دیا۔ تب ان
کے لئے ہر موجودات ایسے اثر پذیر ہوئے جیسے کہ یہ کلمہ اس کے حکم سے۔
اے وہ ذات کہ جس نے اپنی بڑائی اور بزرگی کو عرش کے پردوں میں ظاہر کیا
ہے میں تجھ سے بطفیل ان صفات کے کہ جس پر کوئی موجود پیدا شدہ غالب

نہیں۔ ایسی محبت مانگتا ہوں کہ خدا کے بھید کا مقابلہ کرے اور وحشت فکر کے آثار کو محو کر دے۔ یہاں تک کہ میرا وقت تجھ سے خوش ہو جائے۔ تو میں اپنے وقت سے تجھے خوش کروں۔

خبر دی ہم کو ابولمعالی عبدالرحیم بن مظفر قریشی نے کہا کہ میں نے شیخ علی بن سلیمان نانبائی سے سنی بغداد میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابوالحسن جوسقی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ جوانی کے عالم میں مجھ پر ایک بڑی بلا آئی۔ اور اس سے مجھ پر اکثر کام مشکل ہو گئے۔ تب میں اپنے سردار علی بن الہیتی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ کہ اس کی بابت ان سے پوچھوں۔ انہوں نے مجھ سے کہا اے ابوالحسن اپنی بلائے نازل کو جو افعال قدرت ہے۔ پہلے شروع کر اس کی مشکلات اقوال سے حل نہیں ہوتیں۔ بلکہ افعال کے ساتھ ہوتیں ہیں تم شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ' کی خدمت میں جاؤ۔ کیونکہ اس وقت علماء عارفین کے وہ بادشاہ ہیں۔ وہ متفرقین کے افعال کی باگوں کے مالک ہیں۔ تب میں بغداد کی طرف آیا۔ اور اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو مدرسہ کی قبلہ جانب بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ کے سامنے ایک جماعت تھی۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ تو آپ نے میری طرف دیکھا۔ میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے میرے دل کی باتیں اور جس کام کے لئے میں آیا تھا۔ پہچان لیا ہے۔

تب آپ نے مصلے کے نیچے سے ایک دھاگا نکالا جو پانچ تارا بٹا ہوا تھا۔ اس کی ایک طرف مجھے دی اور ایک طرف اپنے ہاتھ میں رکھی۔ پھر اس کا ایک بل کھول دیا۔ تو مجھے میری بل سے ایک بڑی بات معلوم ہوئی۔ اور میں نے اس کو ایک بڑا امر دیکھا۔ اور جوں جوں اس کا بل آپ کھولتے تھے۔ میں ایک بڑا امر دیکھتا تھا۔ جو مجھ پر وادر ہوتا تھا۔ جس کی کوئی حد نہیں تھی۔ اس ضمن میں نے وہ باتیں دیکھیں کہ جن کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔ یہاں

تک کہ پانچوں بل کھول دیئے۔ تب مجھ پر تمام آنے والی چیزیں کھل گئیں۔
اور مجھ پر اس کے پوشیدہ امر اس کے بھید کے درمیان سے ظاہر ہو گئے میری بصیرت نورانی قوتوں سے قائم ہو گئی۔ یہاں تک کہ حجاب پھٹ گئے۔ شیخ نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ اس زور سے پکڑ اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتوں کو لیں۔ تب میں آپ کے سامنے سے اٹھا اور واللہ میں نے آپ سے کوئی بات نہیں کی اور نہ حاضرین نے میرے معاملہ کو معلوم کیا۔

میں زیران کی طرف آیا۔ اور جب میں اپنے سردار شیخ علی بن الہیتی کی خدمت میں بیٹھا تو انہوں نے میرے کلام کرنے سے پہلے مجھ سے کہا کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا۔ کہ شیخ محی الدین عبدالقادر علماء عارفین کے بادشاہ ہیں۔ اور متفرتین کے افعال کی باگوں کے مالک ہیں۔
اے ابوالحسن تیرے آنے والی چیزوں کے احکام کا تجھ کو مشاہدہ نہ ہوتا۔ لیکن جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی نظر تجھ پر آنی والی بل سے مل گئی۔ تو تجھے یہ مشاہدات دکھائی دیئے۔ ان کے ادنیٰ کے معلوم کرنے میں عمریں فنا ہو جاتی ہیں۔ اور اگر اس کا تمہارے لئے یہ فرمان نہ ہوتا کہ لے اس کو قوت کے ساتھ تو البتہ تجھ سے تیری عقل جاتی رہتی اور تیرا حشر عاشقوں اور پاگلوں کے زمرے میں ہوتا۔ انہوں نے تجھے خبر دی ہے کہ تو لوگوں کا پیشواء ہو گا۔ کیونکہ انہوں نے تجھے فرمایا ہے کہ اپنی قوم کو حکم کر وہ اس کی عمدہ باتیں اختیار کریں۔

اور فرمایا رضی اللہ عنہ نے کہ عارفین کے مقامات کے سات اصول ہیں۔
1 - حضوری کے آداب پیروی کے لئے سیکھنا۔
2 - ادراک سے عاجزی ترقی کے لئے۔
3 - معارف کی طرف توجہ کرنا ہدایت کے لئے۔
4 - وصال کے لئے بھوکے رہنا۔

5 - مناجات کے وقت ارواح کا جدا ہونا۔ اس کا حال ہوا۔
6 - وضع یہ ہو کہ توحید کے ساتھ قیام ہو۔
7 - سورہ اخلاص کا دل میں ذکر کرنا۔ اور جب عارف ان مقامات میں سے کسی مقام کو پورا کر لے تو اللہ تعالیٰ ہر مقام کے آخر میں اپنی مہربانیوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اس کے سیکھنے سے حضوری کے آداب اقتداء کے لئے فراخی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ملک اور ملکوت اور جبروت میں اس کے لئے اپنی رحمت کی بخششوں اور لطیف احسان سے ایک بساط کھول دیتا ہے۔ پھر وہ ملک کی بساط میں علم و جسم کے ساتھ جبروت میں حال اور قلب کے ساتھ اور بساط ملکوت میں روح اور سر کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ تب اس کے لئے مقامات کے اسرار اور احوال کے حقائق علانیہ غیب کی نفی باطنی التفات کے فنا حکم کے جواب کے خطاب کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان کی روحیں قرب کی ہوا کو پالیتی ہیں۔ اب وہ اسی کی نسبت سے محبت پاتی ہیں۔ اور یہی تو عرفان کا وہ راز ہے۔ جو کہ تقویٰ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی عارفین کا اول مشاہدہ اور شروع منازل ہیں۔ پہلی حقیقت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حضوری کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے معراج کی شب میں قاب قوسین میں آپ پر سلام بھیجا۔ اور یہ فرمایا کہ السلام علیک ایہا النبین ورحمتہ اللہ و برکاتہ' تو آپ نے اس کے جواب میں بوجہ عظمت حضوری کے اللہ تعالیٰ کو سلام کا جواب سلام سے نہ دیا۔ بلکہ اس کے ہدیہ کو قبول کیا۔ اور مکانات کا اظہار نہ کیا۔ آپ کے لئے مومنین تابعین کے حقائق روشن ہو گئے۔ تب سلام کو اپنے اوپر اور ان پر پہنچایا اور یہ فرمایا السلام علینا وعلیٰ عباداللہ الصالحین۔ یعنی سلام ہم پر اور نیک بخت بندوں پر ہو۔ جب سلام رحمت' برکت کے تین مراتب تھے۔ تو آپ کے سوا اور لوگ تین مراتب پر تھے۔ صدیق' شہدا' صالحین' اب صدیق سلام کے لئے شہدا رحمت کے لئے۔

صالحین برکت کے لئے ہوئے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب خدا کے افعال کے بارے میں تین قسم پر تین موقعوں پر ہیں۔
(1) یہ کہ میری رحمت میرے غضب پر بڑی ہے پس اس وصف کی وجہ سے سلام واجب ہے۔
(2) یہ جنت کی طرف اور یہ دوزخ کی طرف اب اس وصف سے رحمت واجب ہوئی۔
(3) کس کے لئے آج کے دن ملک ہے " اور یہ وصف ظہور برکت کے مقابلہ میں ہے۔
اب وہ شخص کہ جس کے افعال میں اس کی رحمت اس کے غضب پر بڑھ گئی تو وہ پہلی ہی ملاقات میں باادب ہو گیا۔ اور اس کے لئے سلام ہے۔ وہ ان صدیقوں میں سے ہے جو کہ جبروت کی بساط پر بیٹھنے والے ہیں۔ اور جس شخص نے اپنے رب کی رضامندی کو اپنے نفس کی خواہش پر مقدم رکھا تو وہ دوسری ملاقات کے ساتھ ادب یافتہ ہو گیا۔ اس کے لئے رحمت ہے۔ وہ ان شہداء میں سے ہو گیا۔ جو کہ بساط ملکوت پر بیٹھنے والے ہیں۔ اور جو سوائے اللہ عزوجل کے اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ وہ تیسری ملاقات سے ادب یافتہ ہو گیا۔ اس کے لئے برکت ہے۔ وہ ان صالحین میں سے ہوا۔ جو کہ ملک کی بساط پر بیٹھنے والا ہے اور پھر اس شخص کا ان تینوں مقامات سے اترنا۔ جو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب میں سے ہے۔ اس کے موافق ہے جو کہ آپ نے ان تین درگاہوں سے پائے ہیں۔ کیونکہ یہ مقامات آپ کی امت کے مضبوط افراد کے لئے آنحضرت صلی اللہ وسلم کے اشارہ کی برکت ہی سے پیدا اور ظاہر ہوئے ہیں اور ادراک کے عجز میں پہنچنا اس کے لئے تمکین کے دروازہ تک چڑھنا ہے۔ وہ یہ کہ اسرار میں ثابت کر دیتا ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیبوبیت کے انوار کے مشاہدہ میں ہے۔ اور حضور میں اسرار کے

ملاحظہ یں تجلکی کے ساتھ اجمال و تفصیل کے طور پر صراط مستقیم و سنت پر رہنا ہے۔ اور یہی وہ بات ہے کہ آپ کے طریقہ کی پیروی اور آپ کی حقیقت کی اتباع کے لئے چاہے جب وہ حاضر ہوتا۔ اور جب غائب ہوتا ہے۔ تو اشارات کی رمزیں بقاکرتے ہیں اور جب غائب ہوتا ہے تو اشارات کی رمزیں بقا کے ہوتے ہوئے اس کو ابد کے ساتھ اور فنا کے ہوتے ہوئے ازل کے ساتھ چھپا دیتی ہیں۔

اس کا علم یہ ہے کہ علم کے ساتھ اس کا بقا ہوتا ہے۔ اور معلوم کے ساتھ اس کا فنا۔ معارف کی طرف توجہ کرنے میں فکر کے دروازہ کی ہدایت اس کے لئے کھل جاتی ہے۔ وہ یہ کہ اس کے انوار فکر میں ملک و ملکوت اور اس کے جہان میں وہ قوی ہوتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ازل میں موجودات کی غلامی سے نکل چکے ہیں۔ اسرار تسخیر کو مجملاً" و مفصلاً" سمجھ گئے ہیں۔ شریعتوں کو کشف کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ ملکوتیات کو سمجھ کر تحقیق کرتے ہیں ان پر عالم ارواح میں خدا کے تحفہ میں سے وہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں کہ جن کا اثر مومنین کی ارواح میں پڑتا ہے ان کے ایمان بڑھتے ہیں۔ ان کے مقامات ترقی کرتے ہیں ان کی طرف ان کے عالم اضطرار سے رجوع کرتے ہیں۔ موجودات کو اپنے اختیار سے چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کے لئے وصال کے لئے بھوکا رہنا قوت ملکیتہ و حقیقت روحانیہ کے دروازہ کو کھول دیتا ہے۔ وہ یہ کہ انوار محمدیہ اس کے وجود پر غالب ہو جاتے ہیں۔ ان کے انوار سے جسم کی ظلمتیں دور ہو جاتی ہیں - اس کی طرف طبع جسمانی کا حاسد حسنہ عرصہ اسماء کے شمار کے بعد ٹوٹتا ہے اور یہ وہ بات ہے کہ جس کو محققین جانتے ہیں۔ یہ بھوک میں قوم کی ابتدائی حالت ہے۔ لیکن ان کی نہایت اس میں یہ ہے کہ ان کے اجسام غیبوں کے پردوں کو پھاڑ دیں ان کے انوار حکمت کے چشموں کو دلوں کے خزانوں سے پھوٹ پھاٹ نکالیں۔ ان کا کھانا خدا کا کلام ہے۔ ان کا پینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ان کی غذا فضل کے

طعام میں سے امن کی قرار گاہ میں ہے۔ ان کی سیرابی قرب کی سلسبیل ہے۔ جو کہ محبت کی مہر سے مہر شدہ ہے۔ اس کے لئے ارداح کی جدائی میں مناجات کے وقت میں بطور حال کے راحت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اسی کو نفس و روح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہ دل کی صفائی اور حضور وصال سے قرب کی ہوا کے سونگھنے کی وجہ سے خوش وقت ہوتا ہے یہی وہ شخص ہے کہ جس کی نماز ہمیشہ ہوتی ہے۔ اور اس کی مناجات سرمدی شہود ہے۔ ہر وقت اسی کی طرف سے وصال ہے۔ اور ہر دم اسی کی سرگوشی ہے۔ ہر لحظہ اسی سے شہود ہے۔ اس کی ہر ایک حرکت راحت طلبی ہے اللہ تعالیٰ اس کو عالم ارواح میں یہ قدرت بخشتا ہے۔ وہ جب چاہتا ہے۔ میدان کے طلب میں استغراق کے ساتھ جدا ہوتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے عالم صحو حس میں مل جاتا ہے۔ ان کا عرش میں قدرت کا بھید ہے جیسا کہ کرسی میں ان کی تکوین کا بھید ہے۔ باوجودیکہ ان کا قالب حس کے طور پر نور کا ظہور حکم کے طور پر اور شہود حق بطور جمع کے محفوظ ہے۔ اس کو توحید کے ساتھ بطور تقرر ٹھہرنے میں عنایت ربانیہ کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

وہ یہ کہ خدا تعالیٰ اس کو اس کے شروع ارادہ اس کی اجابت کی حقیقت اور اسکی اول فطرت میں اس کو ثابت رکھتا ہے۔ اب وہ علم میں اللہ تعالیٰ سے سنتا ہے۔ افعال میں فاعل عزوجل کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔ فطرت میں اللہ تعالیٰ کی وہ توحید بیان کرتا ہے۔ جس کو وہ آپ خود بیان کرتا ہے۔ اپنی ان تمام کمال صفات پر جس کو اس نے اپنے اسماء کے حقائق میں امانتا" رکھا ہے۔

پس یہی وہ بات ہے کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائے ہیں۔ تاکہ عالم انسانیت میں اس امر کے شروع کو اس کے فطرت کے مبداء میں اس کو یاد دلائے۔ جس طرح کہ اس کے غیر کے پاس اس لئے آیا کہ اس کو اس کی حقائق انسانیہ سکھائے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پورا کمال ہے۔ آپ دائیں طرف کے قبضہ والوں کے بشیر ہیں۔ اور بائیں

طرف کے قبضہ والوں کے نذیر ہیں۔ حقیقت وقوف نے توحید کے ساتھ وضع کے طور پر آنکھوں کو سستی سے بے نور کر دینا۔ پردوں کو پھاڑ دینا اور برتنوں کو توڑ دینا۔ او سبع مثانی میں جو تجلی ہو اسکا ظہور ہونا۔ سورہ اخلاص کے ذکر کرنے میں اس کے لئے تجلی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

وہ یہ کہ موجودات میں حق تعالیٰ کی اس لئے تجلی ہوتی ہے۔ اب یہ بندہ ہے کہ جس میں موجودات کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔ اور اپنی حرکت سے خدا تعالیٰ کی ان لوگوں کی تعداد کے موافق توحید کرتا ہے۔ جو اس کی توحید بیان کرتا ہے۔ اور اپنے سکون سے ان لوگوں کی تعداد کے برابر جو اس کی توحید نہیں کرتے توحید بیان کرتا ہے۔ اگرچہ تمام مخلوق خدا کو ایک جانتے ہیں۔ لیکن وہ خدا تعالیٰ کی وہ توحید کرتا ہے اس شخص کے جبر کے مطابق جو اس کی توحید بیان کرتا ہے۔ اور اس شخص کے بھید کے برابر جو اس کو ایک نہیں جانتا۔ وہ قطب توحید باطن تفرید و لطیفہ تجرید کا راز ہے۔ اور یہ قوم ہے جنہوں نے حق سبحانہ کی تجلی کا اطوار توحید میں ہر زبان و ہر لغت میں مشاہدہ کیا ہے۔

اب وہ جمادات سے اس بھید کی وجہ سے کہ مفاد کرتے ہیں محبت کرتے ہیں ان کی بولی عالم اسرار میں سنتے ہیں۔ پھر جب وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتے ہیں تو ان پر تعظیم کے انوار گرتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے توحید بطور محبت کے آتی ہے۔ اور جب کلام کرتے ہیں تو ان پر تعظیم کے انوار گرتے ہیں تو انکے پیچھے خاموشی ادب کی وجہ سے آتی ہے۔ اور جب کام کے ساتھ حرکت کرتے اور ان پر تعظیم کے انوار گرتے ہیں۔ وہ ان کے پیچھے اپنی حد پر ٹھہرنا حقارت کی وجہ سے آتا ہے۔ اور جب حال میں مستغرق ہوتے اور تعظیم کے انوار پر گرتے ہیں۔ تو انکے پیچھے شرع پر ثابت قدم رکھنا آتا ہے۔ تب ان کو ان کا مولیٰ ان خصوصیتوں کی وجہ سے آج کے دن ایسے حقائق دکھاتا ہے کہ وہ آخرت میں نہ دیکھیں گے۔ اور طبقات موجودات میں ان کا نور کشف پھیلتا

جاتا ہے۔ اب ان کو وہ امور جو لوح محفوظ موجودات میں ہیں معلوم ہوجاتے ہیں۔ اہل دارین کی جگہوں کی عنایت ازلی کے بھید سے اور ان باتوں کو بھی جو کہ ہر ایک کے لئے اس کے انجام کے لئے تیار کی ہیں مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ اپنے دل کے پکارنے والے اور مخاطب کے اسرار کی باتیں سنتے ہیں۔ لیکن وہ داعی جو کہ ان کے دل کا ہے تو وہ دارین میں حقائق ارواح سے ان کے سامنے بولتا ہے۔ تب ان کو برزخ میں جنت دوزخ کے حالات کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ وہ دو قسم پر ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے مقام کو کامل کر لیا ہے۔ اور ان باتوں کو بطور کشف جان لیا ہے۔ اور ایک وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے مقام کو کامل نہیں کیا۔ سو ان کو یہ باتیں اشارات کے پردوں سے پرے معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن جو کہ ان کے اسرار سے مخاطب ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرائع کے حقائق اور فہم کے اقسام اور توحید میں اسرار لطائف کے مظاہر کے ساتھ بولتا ہے جب ان میں سے کوئی مخلوق کی جانب توحید کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ تو ان کے لئے انوار توحید کو اپنے مقام پر مضبوط کرنے کی قدرت ظاہر ہوتی ہے اور جب ان کی طرف علم کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ تو ان کو ارادہ قدر کے بطون سے علم کے تفرقہ اور توحید کے ملانے کے لئے نظر آتا ہے۔ یہی وہ امر ہے کہ مخلوق کے باطن کو مکاشفات کے انوار سے پھاڑ دیتا ہے۔ تب اس کو وہ چیزیں کہ جو اس میں اسرار تصریف میں رکھی گئی ہیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور اس سے خلوت و صاحبان ریاضت نفع حاصل کرتے ہیں۔ اصحاب رسوخ کے حالات حقیقہ کی ترازو میں بساط کشف پر تولتا ہے۔ اس کو اللہ تعالے نے قوت ملکیہ سے احوال و اصلین کے عادت میں مدد دی ہے۔ سالکین کے باطنوں کے گوشوں کی طرف پھرتا رہتا ہے۔ ناقص کے نقصانوں کو کامل کرتا ہے۔ دیکھنے والے کے مطابق ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی مرید کو اس کے گوشوں سے مخاطب ہوتا ہے۔ اب ارباب احوال لطائف بواطن سے اور اصحاب اعمال شرائف اذکار سے مدد دیئے جاتے ہیں۔ اس کے لیے تصرف میں

قدرت ہے اور بسا اوقات وہ باطنوں کے ساتھ قرب کے معانی سے قریب ہو جاتے ہیں اور کبھی طور قدرت میں قرائن احوال سے کشف سے دور جا پڑتا ہے۔

ہم کو خبر دی ابو الفتوح نصر اللہ بن ابی المحاسن یوسف بن خلیل ازجی نے کہا کہ ہم کو خبر دی شیخ ابو العباس احمد بن اسماعیل بن حمزہ ازجی معروف بابن الطبال وہ کہتا ہے کہ میں نے شیخ ابو المظفر منصور بن المبارک واسطی واعظ معروف جرادہ سے سنا وہ کہتا تھا کہ میں جوانی کی حالت میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت میں حاضر ہوا۔ میرے پاس ایک فلسفہ کی کتاب تھی جس میں روحانیت کے علوم تھے۔ جماعت نے مجھ کو کہا اور ابھی کتاب کو دیکھا بھی نہیں اور نہ یہ پوچھا کہ اس کتاب میں کیا ہے۔ اے منصور یہ تیری کتاب تیرا برا رفیق ہے۔ اٹھ اور اس کو دھو ڈال۔

میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے سامنے سے اٹھوں اور اپنے گھر میں جا کر کتاب کو رکھ چھوڑوں۔ پھر اپنے شیخ کے خوف کی وجہ سے نہ لاؤں۔ میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ اس کو دھو ڈالوں۔ کیونکہ مجھے اس سے محبت تھی۔ اس کے بعض مسائل میرے دل میں گھر کر چکے تھے۔ اب میں اس ارادہ سے اٹھا تب شیخ نے میری طرف توجہ سے دیکھا تو میں اٹھ نہ سکا اور میرا یہ حال ہوا کہ وہیں قیدی ہو گیا۔

آپ نے مجھے فرمایا کہ مجھ کو اپنی کتاب دے دو میں نے اس کو کھولا تو وہ سفید کاغذ تھے۔ اس میں ایک حرف نہ تھا میں نے وہ آپ کو دے دی تو آپ نے اس کی ورق گردانی کی اور فرمایا کہ یہ کتاب فضائل قرآن ہے جو کہ محمد بن خریس کی تصنیف ہے۔ پھر وہ مجھے دیدی میں نے دیکھا تو وہ کتاب فضائل قرآن محمد بن خریس کی تھی۔ جو کہ نہایت عمدہ خوشخط تھی۔ پھر مجھ کو شیخ نے کہا کہ تو اس بات کے کہنے سے توبہ کر جو کہ تیرے دل میں نہ ہو۔ میں نے کہا ہاں میرے سردار! فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو۔ میں کھڑا ہوا تو میرے دل سے وہ

تمام مسائل فلسفہ و روحانیت کے جو میں نے حفظ کئے تھے سب بھول گئے۔ میرے سینے میں سے ایسے جاتے رہے کہ گویا مجھے اب تک کبھی یاد ہی نہ تھے۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ ایسے حال میں کہ آپ گاؤ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ فلاں شخص اس وقت کرامات عبادات خلوات و زہد میں مشہور ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں یونس بن متی نبی اللہ علیہ السلام کے مقام سے بڑھ گیا ہوں۔ تب شیخ کے چہرہ پر غضب طاری ہوا اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ گاؤ تکیہ کو ہاتھ میں لے کر اپنے سامنے پھینک دیا اور فرمایا کہ میں نے اس کے دل کو قابو کر لیا۔

پھر ہم جلد اٹھے اور جا کر اس شخص کو دیکھا کہ اس کی روح اسی وقت پرواز کر گئی تھی۔ حالانکہ وہ تندرست تھا۔ کوئی اس کو بیماری نہ تھی۔ پھر میں نے اس کو ایک مدت کے بعد خواب میں دیکھا کہ اس کی حالت اچھی ہے۔ میں نے کہا بتا خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ اس نے کہا مجھے بخش دیا اور مجھ کو میرا وہ کلمہ جو اس کے نبی یونس بن متی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کے متعلق تھا دے دیا اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس کے نبی یونس بن متی کے پاس میری سفارش کی تھی اور میں نے بہت سی بھلائی حاصل کی۔

(فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کے بارے میں) جس بڑے میٹھے گھاٹ پر عقلوں کے پیاسے آتے ہیں۔ وہ ذکر و توحید کا گھاٹ ہے اور سب سے بڑھ کر وہ خوشبو دار ہوا جو کہ دلوں کے دماغ پر چلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہے اور خدائی مناجات کی شیرینی کے لذت حاصل کرنا ارواح کی شرابوں کے پیالے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ذکر عقلوں کی آنکھوں کے لیے آشوب ہے اور خدا کی تعریف کے موتیوں کے جڑاؤ کے لیے وہی تاج ہو سکتے ہیں۔ جو کہ اسرار کی مانگوں پر ہوتے ہیں۔ اس کے شکر کی مشک ارواح کے کپڑوں کی

جیبوں کے سوا نہیں لگائی جاتی۔ اس کی تعریف کے پھول اس کے مومنین بندوں کی زبانوں کے درختوں کے سوا شگوفہ نہیں لاتے۔ اگر تو اپنے رب کا ذکر اس کی اچھی مصنوعات کی زبانوں سے کرے گا۔ تو خدا تعالیٰ تیرے دل کے قفل کھول دے گا۔

اور اگر تو اس کے امر کے اسرار کے لطائف کی زبانوں سے اس کا ذکر کرے گا تو پھر تو حقیقت میں ذاکر ہو گا اور اگر تو اس کا ذکر دل سے کرے گا تو وہ اپنی رحمت کے جناب سے تجھے قریب کر دے گا اور اگر تو اس کا اس سے کرے گا تو وہ تجھ سے دس قدم کے مواضع کے قریب کر دے گا۔ اگر تو اس کی محبت میں سچا ہو گا تو وہ تجھ کو اپنی مہربانی کے پروں سے صدق کے مقام پر اٹھا لے جائے گا۔

اس کے جلال کی قدر اس شخص نے نہ پہچانی جو کہ اس کے ذکر سے لحظہ بھر بھی سست ہو گیا۔ اس کی واحدنیت ازلی اس کی طرف متوجہ نہ ہو گی۔ جو کہ اپنے دل کی آنکھ سے اس کے غیر کی طرف دیکھتا ہے۔ رحمت کی جناب سے ذکر کی ہوا ذاکرین کی روح پر چلتی ہے۔ تب اس کے نشہ سے ارواح کے پہلو جسموں کے ہجروں میں حرکت کرتے ہیں۔ تب عقلیں صورتوں کے باغوں میں رقص کرتی ہوئی کھڑی ہو جاتی ہیں اور وجد کے جنگل میں اسرار حیران ہو کر نکلتے ہیں۔ نشہ کی بلبلیں ان چیزوں سے بولتی ہیں جو کہ دلوں کے گوشوں میں ہے۔ عاشق افسوس کی آگ میں جل جاتا ہے۔ مشتاق لخت افسوس سے اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہے۔ وجد کرنے والے کی زبان خوشی کے مارے وجد کے قرب سے یہ کہتی ہے کہ بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتی ہوں۔ تب قدم کو آراستہ کرنے والی عورتیں اچانک اس لیے ظاہر ہوتی ہیں کہ محبوب کی صفات کی دلہنوں کو عقلمندوں کی آنکھوں کے سامنے انکار کے محلوں میں اسرار کے خیموں کے نیچے آراستہ کریں۔ پھر ان پر غیبت کے جلالی پردوں کے جل ڈال دیتے ہیں۔ تب وہ عظمت کی چادر سے پردوں میں ہو جاتی ہیں

اور عقلوں کی آنکھیں عشق کی خشکی کی حرارت سے آشوب زدہ ہو جاتی ہیں۔ اس کے شوق کے قدموں کے پر ہجر کے جنگلوں کی دوپہر میں طویل سفر کی وجہ سے گر جاتے ہیں۔ تب اس کی طرف بخشش کا سفیر قدر کے طبیب کو بھیجتا ہے۔ پھر وہ اس کے آشوب کا علاج بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے سرمہ سے کرتا ہے اور جب اس اسم کا جلال جبروت میں چڑھتا ہے تو عزت کا غلبہ بڑھائی کے جھنڈوں کی حرکتوں کے نیچے وسیع ہو گا۔ تو عقلوں کی آنکھیں رہ جائیں گی اور سمجھوں کی آنکھیں بے ہوش ہوں گی فکروں کے پرندے ٹھہر جائیں گے۔ کائنات کی کتابوں کی سطریں محو ہو جائیں گی احدیت کی ہیبت کی زبان یہ کہتی ہے کہ "رحمان کے لیے آوازیں پست ہوں گی۔"

تب عقلوں کے سخت پہاڑ ہل جائیں گے۔ بشریت کی صفتوں والی زمین تجلی کے نور کی رونق سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی ارواح کے پیر کاٹے جائیں گے پھر تفرید کے علم کے میدان میں ان کا اڑنا نہ ہو سکے گا۔ اس کے عشق کے شوقوں سے مشتاق ہوتے ہیں۔ اس کی محبت کے شوق میں اسرار حیران ہیں۔

اس کے بعد قرب کے جنگلوں میں فکریں غمزدہ ہو جاتی ہیں۔ اس کا حکم ہر ایک ذات میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کی صنعت کے آثار ہر مصنوع میں چمکتے ہیں۔ اس کی قدرت کے عجائب تمام موجودات میں ظاہر ہیں۔ اس کی وحدانیت کے دلائل ہر وجود پر قائم ہیں۔ اس کی قدرت کے انوار ہر عقل کی آنکھ کے سامنے روشن ہیں۔ اس کی عجیب صنعت کی زبانیں اہل وجود خدائی مشاہدات کے اشاروں سے باتیں کرتی ہیں۔ عقلوں کے آئینے اس کے عجائب کے بیان کے اشخاص کے سامنے ہوتی ہیں۔ اس کے بندوں کے دلوں کی آنکھوں پر غیب کے اسرار کی دلہنیں جلادی جاتی ہیں۔ یہ تمہارا اللہ رب ہے کہ جس کا ملک ہے اور وہ معبود جن کو تم پکارتے ہو وہ ایک چھلکے کھجور کے بھی مالک نہیں۔

خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن محمد بن عمرو نیری مشہور ابن مزاحم نے قاہرہ کے میدان میں 670ھ میں اس نے کہا میرے سردار شیخ ابو الحسن علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں 550ھ میں لے آئے۔ آپ سے جا کر عرض کیا کہ یہ میرا غلام ہے۔ تب آپ نے اپنا کپڑا اتارا اور مجھ کو پہنا دیا۔ مجھ سے فرمایا کہ اے علی! تم نے آرام کی قمیض پہن لی وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو وہ لباس پہنے ہوئے پینسٹھ سال گزر چکے ہیں کہ اس میں مجھے درد وغیرہ محسوس نہیں ہوا۔ کہ جس کی میں شکایت کروں اور کہا کہ وہ مجھ کو 560ھ میں بھی ان کی خدمت میں لائے اور کہا کہ میں آپ سے اس کے لیے خلعت باطنیہ بھی طلب کرتا ہوں۔ تب تھوڑی دیر سر جھکائے رکھا تو میں نے ایک نور کی بجلی دیکھی جو کہ آپ کے سینہ سے نکلی اور مجھ سے قریب ہوئی۔ تب میں نے اس وقت مردوں اور ان کے حالات کو اور ملا ئکہ کو ان کے مقام پر دیکھا ان کی تسبیحیں مختلف بولیوں میں سنیں۔ ہر انسان کی پیشانی پر لکھا ہوا میں نے پڑھ لیا اور بڑے بڑے امور کا مجھ پر کشف واضح طور پر ہو گیا۔

پھر مجھ کو شیخ نے فرمایا کہ ان کو لے اور ڈر مت۔ ان سے میرے سردار علی نے کہا کہ میں اس کی عقل جانے کا خوف کھاتا ہوں۔ تب آپ نے اپنا ہاتھ میرے سامنے پر مارا تو میں نے اپنے باطن میں ہر ایک شے اہرن کی طرح پائی تب میں کسی شے سے جس کو میں نے دیکھا یا سنا ہو کبھی ڈرا نہیں میں اب تک اسی بجلی کے نور سے ملکوت کے راستوں میں روشنی پاتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں پہلے پہل جب بغداد میں داخل ہوا۔ کسی شخص اور کسی مکان کا واقف نہ تھا۔ تب میں نے ایک عمدہ مدرسہ میں جا کر پناہ لی جو کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدرسہ تھا۔ اس وقت میرے سوا وہاں پر اور کوئی نہ تھا۔ تب میں نے ایک کہنے والے کو مکان کے اندر سے سنا۔ وہ کہتا ہے کہ اے

عبدالرزاق نکل اور وہاں جا کر دیکھ۔ تب وہ نکلے اور مجھے دیکھ کر اندر گئے اور کہنے لگے وہاں پر صرف ایک بچہ حبشی موجود ہے۔ فرمایا کہ اس بچہ کی بڑی شان ہو گی۔ پھر شیخ نکلے آپ کے ساتھ روٹی تھی میں نے پہلے اس سے آپ کو دیکھا نہ تھا۔ تب میں تعظیماً" کھڑا ہو گیا۔ مجھے فرمایا کہ اے علی تم یہاں رہو۔ میرے سامنے کھانا رکھ دیا اور مجھے فرمایا کہ خدا تجھ کو نفع دے۔ خدا تجھ کو نفع دے۔ خدا تجھ کو نفع دے۔ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ تیرے محتاج ہوں گے اور تو بلند مرتبہ ہو جائے گا وہ کہتے ہیں کہ میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہوں۔

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شریعت مطہرہ کے بارے میں ایمان ایک غیبی پرندہ ہے کہ اوپر سے اترتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے۔ بندہ کے دل کے درخت پر آ گرتا ہے۔ اس پر عمدہ راگنیوں سے گاتا ہے۔ ان کا رب ان کو خوشخبری دیتا ہے۔ اپنے مالک کے سینہ کے پنجرہ سے شریعت مطہرہ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام صدق تک اڑتا ہے۔ ملت اسلامیہ کے درخت کا پھل ایک ایسا آفتاب ہے کہ جس کی روشنی سے موجودات کی ظلمت روشن ہو جاتی ہے۔ اس کی شریعت کا اتباع سعادت دارین عنایت کرتا ہے۔ اس بات سے بچو کہ اس کے دائرے سے نکلے اس بات سے ڈر کہ اجماع والوں کو چھوڑ دے۔ شرع اعظم کے صاحب کے دل میں حکمت کی عجیب امانتیں ہیں۔ ناموس اکبر کے صاحب (پیغمبر) کے اسرار غیب کے خزانہ کے اسرار ہیں۔ اس کے حکم کے قبول کرنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ بنا۔ اپنی عقل کے کعبہ کو اس کے احکام کے کلمات کے املاک فرد دگاہ بنا۔ اس کے اقوال کے بادلوں کے پانی سے پیاسے ارواح پانی پیتے ہیں۔ اس کے الفاظ کی زندگی کے چشموں میں عقلوں کے خطرات بناتے ہیں۔ ارواح کا منادی جو کہ دلوں میں چھپا ہوا ہے پکارتا ہے۔

ان کے بلند عزم کے رہنے والے کے آثار عشق کے پردوں سے محبت کے میدان میں اڑتے ہیں اور تکلیف کے بعد شوق کی شاخوں پر گر پڑتے ہیں۔ فجر کے وقت اس کی بلبلیں واشہد ہم (یعنی ان کو گواہ بنایا) کے جمال کے شوق کی راگنی کے گیت گاتی ہیں۔ عشق کی ہوا کا چلنا ان کو الست بربکم (کہا میں تمہارا رب نہیں ہوں) کی لذت کے اعادہ کی طرف حرکت دیتا ہے۔

یہ بعض پرندے سینوں کے پنجروں سے نکلتے ہیں اور اپنے قدیمی اڑنے کے مقام سے نشان ظاہر کرتے ہیں۔ کلام کے محل خوشبو سے ہوا سونگتے ہیں۔ اپنی زندگی وصل کے درخت خاردار کے نیچے یاد کرتے ہیں۔ دوستوں کی جدائی کے بعد سوزش عشق کی شکایت کرتے ہیں۔ تب وہ اللہ کے پکارنے والے کو عین وجود کے انسان کی زبان سے سنتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا ارواح کی تختیوں کی صفوں پر منقش ہو گئی۔ آپ کی دعا ایسی ہوا بن گئی۔ جو کہ دلوں کے درختوں کی شاخوں کو ہلا دیتی ہے۔ عقلوں کے شہسوار صورتوں کے میدان میں اس شوق کے مارے جو کہ انھوں نے سنا بے قرار ہو گئے وجد کے ہاتھوں سے عقلیں اس عہد کی خوشی کی وجہ سے حرکت کرنے لگیں۔ ان کی زندگی اس کے لیے اسرار قدم میں سے ایک سر ہو گئی اور اس کی شیفتگی قدر کے لطیفوں میں سے اس کے لیے ایک لطیفہ بن گئی۔

جب آزاد نفوس پر غیب کے انوار چمکتے ہیں تو اسرار محفوظ ہو جاتے ہیں ظاہری حجاب دل کی آنکھوں سے اٹھ جاتے ہیں۔ موجودات کے مالک (اللہ تعالیٰ) کا جمال دیکھ لیتے ہیں۔ اسرار کے آئینوں کی صفائی سے اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہر عارف کا کعبہ اس کے حق آنکھوں کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے راستوں میں سے زیادہ قریب راستہ قانون عبودیت کو لازم کر لینا۔ شریعت اسلامی کے کڑے کو مضبوط پکڑ لینا۔ تقویٰ کے راستہ پر استقامت کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تیری محبت اسی قدر ہو گی جس قدر کہ غیر اللہ سے تجھے

وحشت ہو گی۔ تیرا بھروسہ اس پر اسی قدر ہو گا جس قدر تیری معرفت اس سے ہو گی اعمال میں کدورت ایک قسم کا حرمان ہوتا ہے۔ دنیا کی طلب میں غوطہ لگانا۔ اللہ عزوجل کی طلب سے عقل کا منہ موڑنا ہے۔ مطلبوں میں ریا کرنا طلب کے آفتابوں میں گرہن ہے۔ مقاصد میں نفاق قصد کے چہروں میں خراش ہے۔ مطلوب کا نہ ہونا دلوں کا عذاب ہے۔ دوستوں کی فرقت عقلوں کا عذاب ہے۔ دنیا کے زہد کے علاقے ایسا پردہ ہیں جو کہ ملکوت اعلیٰ تک پہنچنے کو مانع ہیں۔ دنیا میں تیرا عبادت کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہونا خدا کا رحمت کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہونے کا سبب ہے۔

اگر تیری عقل کا بچہ ادب کی گود تک پہنچ جائے تو وہ دنیا کی طرف توجہ نہ کرے لیکن اس مہد میں تیاری کرتا ہے کہ ہم کو ہمارے مال اور گھر کے لوگوں نے روک دیا تھا۔

پاک روحیں جسموں کے ہیکلوں کی قندیلیں ہیں۔ صاف عقلیں صورتوں کے محلوں کی بادشاہ ہیں۔ اے غلام اپنی عقل کی آنکھ کھول تاکہ اسرار ازل کی دلہنوں کی تجھے ملاقات ہو جائے اور اپنی روح کے دفاع سے قدر کے لطائف کی ہوا کی خوشبو سونگھ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے وجود کی تصویریں عقلمندوں کی آنکھوں کے امتحان کے لیے دنیا کے سمندر کے کنارہ پر رکھی ہیں۔ وہ دنیا کی خوبصورتیوں کی طرف توجہ کرنے سے بچی ہیں۔ روحوں کے بچے ثبوت کے ہنڈولوں میں مقیم ہیں۔ عصمت کے گودوں میں پرورش یافتہ ہیں۔ ان پر آیات امر کے پردے ڈالے گئے ہیں۔ اگر وہ قدر کے لطیف پردوں سے کھول دیئے جائیں اور ان پر غیب کی دلہنوں کو جلا دی جائے اور اسرار عارفین کی دلہنیں کرم کے غار کی طرف لوٹائی جائیں تو عاشقوں کی فکریں حیران رہ جائیں۔ عقلوں کے مضبوط پہاڑ ہل جائیں کہ کیا مجھ پر پوشیدہ اسرار ظاہر ہوئے۔

اے مومنین کی ارواحو تم اس کی طرف شوق کے پروں اور سچے عشق

سے اڑو تو اپنے بچے قصد سے جو اس کی طرف رکھتی ہے۔ لمبی بساط کے دامن کو طے کر لے۔ اس کی طاب کی شمعوں کے گردا گرد پروانہ بن جا کہ وہ نور کے گرد گر ر۔ اس کی چراگاہ کے گرد اپنے عشق کے اقدام کے پردوں سے چکر لگا۔ اس سے وہی مانگ جو کہ آدم علیہ السلام نے مانگا تھا۔ کہ "اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور نہ رحم کرے گا۔ تو البتہ ہم نقصان پانے والوں میں سے ہوں گے۔

خادم پر نافرمانی کا اثر

خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابو العباس احمد بن شیخ ابی اسحاق ابراہیم بن عبداللہ بن علی طبری الاصل جوی کی پیدائش اور گھر والے نے قاہرہ میں 699ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ احمد نے جوی میں 615ھ میں اور شیخ نور الدین ابو عبداللہ جیلی اصل قزوینی نے وہاں پر 618ھ میں اس نے کہا کہ ان دونوں نے کہا جب شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ شہروں میں مشہور ہو گیا تو آپ کی زیارت کا جیلان کے تین مشائخ نے ارادہ کیا۔ جب وہ بغداد میں آئے اور مدرسہ میں پہنچے۔ اجازت طلب کر کے حاضر ہوئے۔ آپ کو بیٹھے ہوئے پایا آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ آپ کے لوٹے کو قبلہ کی جہت کی دوسری طرف پایا۔ خادم آپ کے سامنے کھڑا تھا۔ تب لوٹے کی وجہ سے اور خادم کی سستی کی وجہ سے ایک دوسرے نے منکروں کی طرح ایک دوسرے کو دیکھا۔

تب آپ نے کتاب کو اپنے ہاتھ سے رکھ دیا اور ان کی طرف گھور کر دیکھا اور خادم کی طرف بھی گھور کر دیکھا۔ وہ تو مر کر گر پڑا ارو لوٹے کی طرف دیکھا تو وہ چکر میں آ کر قبلہ کی طرف پھر گیا۔ یہ دونوں کہتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں بغداد مدرسہ میں 540ھ میں شیخ بقابن بطو شیخ علی بن الہیتی سید شریف۔ شیخ ابو سعید قیلوی شیخ ماجد کردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر

ہوئے۔ تب شیخ نے خادم کو حکم دیا کہ دستر خوان بچھا دے جب دستر خوان بچھایا گیا اور وہ کھانے لگے تو آپ کے خادم سے فرمایا کہ بیٹھ اور کھا اس نے کہا میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کھا تجھ کو ایک روزہ کا ثواب مل جائے گا۔ اس نے پھر کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے فرمایا کھا اور تجھ کو ایک ہفتہ کے روزوں کا ثواب مل جائے گا۔ اس نے پھر کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کھا تجھ کو ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب مل جائے گا۔ اس نے پھر کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا کھا اور تجھ کو سال بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اس نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کھا تجھ کو زمانہ بھر کے روزوں کا ثواب ہو گا۔ اسنے پھر کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ تب آپ نے اس کی طرف غصہ سے دیکھا تو وہ زمین پر گر پڑا اور اس کا بدن پھول گیا اس میں سے پیپ نکلنے لگی۔ تب مشائخ حاضرین نے اس کی سفارش کی اور آپ نے غصہ کو ٹھنڈا کیا۔ یہاں تک کہ آپ اس سے راضی ہوئے اور وہ جیسا کہ تھا ویسا ہی ہو گیا۔ گویا اس کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

(جو کلمات کہ میں نے آپ کی تنزیہ (پاکیزگی) الٰہی کے بارے میں جمع کیے ہیں یہ ہیں) ہمارا رب اللہ تعالیٰ اپنی بلندی میں قریب ہے اپنے قرب میں بلند ہے۔ اپنی قدرت سے مخلوق کا پیدا کرنے والا ہے۔ اپنی حکمت سے امور کا اندازہ کرنے والا ہے۔ اپنے علم سے ہر شے کا محیط ہے۔ اس کا کلمہ پورا ہے۔ اس کی رحمت عام ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو اس کے ساتھ اوروں کو برابر کرتے ہیں۔

اور جو شخص اس کے لیے شریک کے مدعی یا اس کے لیے کوئی مشکل کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ سب جھوٹے ہیں۔ اللہ کی تسبیح اس کی مخلوق کے عدد عرش کے وزن۔ اس کے نفس کی رضا اس کے کلمات کی سیاہی اس کے علم کی انتہاء تمام ان چیزوں کے موافق ہے۔ جو اس نے چاہیں پیدا کیں یا زمین

سے نکالیں۔

وہ غیب اور ظاہر کا عالم ہے۔ رحمٰن رحیم ملک قدوس۔ عزیز حکیم واحد فرد بے نیاز ہے کہ اس کا کوئی بچہ نہ وہ کسی کا بچہ نہ اس کا نہ کوئی ہمسر ہے اس کا کوئی مثل نہیں۔ وہ سننے والا دیکھنے والا ہے نہ اس کا کوئی شبیہ ہے نہ نظیر نہ مددگار نہ پشت پناہ نہ شریک نہ وزیر نہ ضد نہ مشیر وہ جسم نہیں کہ اس کو ٹٹولا جائے۔ جوہر نہیں کہ محسوس کیا جائے عرض نہیں کہ جاتا رہے۔ مرکب نہیں کہ اس کے اجزا ہو سکیں۔ صاحب آلہ نہیں کہ اس کی شکل ہو۔ اس کی ترکیب نہیں کہ اس کی کیفیت بیان کی جائے۔ صاحب ماہیت اور خیال میں نہیں آ سکتا۔ کہ جس کی حد بیان کی جائے۔ وہ کوئی طبیعت طبائع میں سے نہیں۔ نہ طلوع کرنے والوں میں سے کوئی طلوع کرنے والا ہے۔ نہ ظلمت ہے کہ ظاہر کی جائے۔ نہ نور ہے کہ روشن ہو۔ اشیاء کا علم سے اس نے احاطہ کر لیا ہے لیکن ان سے ملا نہیں۔ ان کی اطلاع سے شاہد ہے لیکن مس نہیں کرتا۔ قاہر' حاکم' قادر' رحم کرنے والا' بخشنے والا' پردہ پوش خالق پیدا کرنے والا فرد معبود زندہ ہے جو کہ نہ مرے گا۔ ازلی ہے فوت نہ ہو گا۔ اس کی حکومت ابدی ہے۔ اس کا جبروت دائمی ہے۔ قیوم ہے سوتا نہیں۔ عزیز ہے۔ اس پر کوئی ظلم نہیں کر سکتا۔ اکڑنے والا ہے۔ اس کا کوئی قصد نہیں کر سکتا۔

اس کے نام بہتر ہیں۔ صفات بلند ہیں۔ اس کی مثل اعلیٰ ہے۔ شرافت پائیدار ہے۔ اوہام اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ سمجھیں اس کا اندازہ نہیں لگا سکتیں۔ قیاس سے وہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ لوگوں سے اس کو مثال نہیں دی جا سکتی۔ عقلیں اس کی کیفیت نہیں بیان کر سکتیں۔ ذہن اس کو معین نہیں کر سکتے۔ اس بات سے وہ بڑھ کر ہے کہ اس کو اس کی صفت سے تشبیہ دی جائے یا اس کی طرف اس کی نسبت کی جائے جس کو اس نے پیدا کیا ہے۔ سانسوں کا شمار کرنے والا ہے۔ ہر نفس پر جو اس نے کمایا ہے قائم رہنے والا

ہے۔ بے شک اس نے ان کو شمار کر لیا ہے۔ ان کو پورے طور پر گن لیا ہے۔ وہ سب اس کے سامنے قیامت کے دن ایک ایک کر کے آئیں گے۔ وہ کھانا دیتا ہے۔ اس کو کھانا نہیں دیا جاتا۔ وہ رزق دیتا ہے۔ سا کو کوئی رزق نہیں دیتا۔ وہ پناہ دیتا ہے۔ اس کو کوئی پناہ نہیں دیتا۔ جو کچھ پیدا کیا ہے وہ نہ تو نفع کی خاطر نہ ضرر کے رفع کے لیے۔ نہ کسی کی تحریک سے نہ کسی فکر سے جو اس کو ہوا ہو بلکہ اپنے ارادہ سے جو کہ تغیرات نو پیدا سے پاک ہے پیدا کیا۔

وہ موجودات کے پیدا کرنے' ضرر کو دور کرنے' بلا کے زائل کرنے موجودات کے بدلانے' حالات کو تغیر کرنے میں اپنی قدرت سے تنہا ہے۔ جو کچھ کہ اس نے مقدر کیا ہے۔ ایک وقت تک اس کو کھینچتا ہے۔ اس کے ملک کی تدبیر میں کوئی اس کا مددگار نہیں۔ وہ ایسی زندگی سے زندہ ہے کہ وہ کمائی ہوئی نہیں نہ اس سے کوئی سبقت لے گیا ہوا ہے۔ وہ ایسے علم سے عالم ہے جو کہ نو پیدا نہیں نہ پردہ میں ہے نہ تنہا ہی ہے' ایسی قدرت کے ساتھ قادر ہے کہ جس کا حصر نہیں۔ ایسے ارادہ سے مدبر ہے کہ جو نو پید! نہیں نہ متناقض ہے وہ بڑا محافظ ہے۔ جو کبھی بھولتا نہیں قیوم ہے۔ جس کو سہو نہیں ہوتا۔ محافظ ہے جو کہ غافل نہیں ہوتا۔ قبض اور بسط کرتا ہے۔ راضی اور غصہ ہوتا ہے۔ بخشتا اور رحم کرتا ہے۔ موجود اور معدوم کرتا ہے۔ وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو قادر کہا جائے۔ اپنی مخلوق کی بیماریاں دور کرتا اور پیدا کرتا ہے۔

اس کی صفت کامل ہے۔ وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو رب کہا جائے۔ اپنے بندوں کے افعال کو اپنے ارادہ کے موافق ان سے کراتا ہے۔ وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو معبود کہا جائے۔ اس کا علم ایسا نہیں ہے کہ اس کے قدیمی علم کے منافی ہو۔ اس لیے وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو حقیقتاً عالم کہا جائے۔ کوئی ذات صفات اس کی ذات صفات کے مشابہ نہیں۔ اب واجب

ہے کہ ا ا کو یوں کہا جائے کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔

ہر شے جو قائم ہے تو اس کا قیام تو اس کی ازلی ہمیشگی کے ساتھ ہے۔ ہر زندہ چیز کی حیاتی اس کے حکم سے مفاد ہے۔ اگر عقل اس کی عزت ہوتی ہے مثال دے یا علم اس کے جلال میں جھگڑنے لگے تو سمجھو بے ہوش ہو کر ٹھہر جائے فکر تھک کر مدہوش ہو جائے۔ تعظیم جلالت سے چمکے تنزیہہ کا کوئی بدل نہ پائے۔ نہ توحید سے پھر سکے۔ تقدیس کے لشکر سامنے آ موجود ہوں تقریر کے راستے ذلیل ہو کر چلیں۔ عقلیں اس کی ذات کی حقیقت کے دریافت سے اس کی کبریاء کی چادروں سے پردوں میں ہیں۔ آنکھیں اس کی احدیت کی حقیقت کے ادراک سے اس کے بقا کے نور سے تھکی ہوتی ہیں۔

اگر مخلوق کے علموں کی غائتیں اٹھیں اور خبر کے پیچھے پڑیں یا ملکوں کی معرفتیں کی نہائتیں آنکھ اٹھا کر دیکھیں تو اس کے لیے ازل سے ایک بجلی نکلے جو کہ کمال کے نقاب سے برقع پوش تشبیہ کے عیوب سے پاک ہے۔ اس کی روشنی کی صحبت کی طاقت نہ رکھیں اس کو ادراک مل جائیں۔ ان کی قوتوں کے آثار قدم کے اوصاف کے اتصال میں ابد کی صفتوں سے ایسے متصل ہیں کہ ہمیشہ انفصال ان سے پہلے نہیں ہوتا۔ نہ وہ الفصال تک پہنچنے والے ہیں۔ جناب قدس اشرف سے ایک ایسی ہیبت ظاہر ہوتی ہے کہ علتوں کو فنا کر دے۔ انفراد تعداد کو منع کرتا ہے۔ وجود حد کو پھیر دیتا ہے۔ جلال کیفیت کی نفی کرتا ہے۔ کمال مثال کو ساقط کرتا ہے۔ وصف وحدت کو واجب کرتا ہے۔ قدرت ملک کو فراخ کرتی ہے۔ شرافت تعریفوں کو ختم کر دیتی ہے۔ علم ان چیزوں کو محیط ہے جو کہ آسمان اور زمین اور ان کے درمیان ہیں۔ جو زمین کے نیچے کے نیچے ہیں جو سمندروں کی گہرائیوں میں ہیں۔ جو ہر درخت و ہر بال کی جڑوں میں ہیں۔ جو ہر پتے کے گرنے کی جگہ میں ہیں۔ کنکروں اور ریتوں پہاڑوں اور سمندروں کے وزنوں۔ بدوں کے جو اعمال و آثار و انفاس میں ہیں۔ وہ اپنی مخلوق سے جدا ہے۔ کوئی مکان اس کے علم سے خالی نہیں۔ تب

وہ لوٹتے ہیں کہ ان کو سوا اس کی احدیت کی تصدیق اور اس کے اقرار کے کہ اس کی ازلیت کے قدم کو لیے کوئی اول نہیں اس کی ابدیت کے لیے کوئی آخر نہیں نہ کیفیت ہے نہ مثل ہے۔ جو کہ اس کی صمدیت میں داخل ہوں۔ کوئی علم نہیں ہے۔ ان کو مخلوق تک اس کی صفات سے معرفت ہوتی ہے۔ تاکہ اس کو ایک سمجھیں اس کے وجود کو ثابت کریں نہ یہ کہ اس کو کسی کے مشابہ بنائیں۔ سو ایمان ان کو علم یقین سے سچے طور پر سے ثابت کرتا ہے۔ اس علم پر مطلع ہونا کہ جس کی حقیقت غیب ہے۔ عقل کو اس کے ادراک کی مجال نہیں۔ جس امر کو وہم خیال کرتا ہے یا فہم اس کو جلا دیتی ہے یا عقل اس کا خیال کرتی ہے یا ذہن اس کا تصور کرتا ہے سو وہ اللہ کی عظمت و جلال و کبریاء کے برخلاف ہے۔ وہ اول ہے' آخر ہے' وہ ظاہر ہے وہ باطن میں ہے' وہ ہر شے کا عالم ہے۔

ایک سوداگر پر شیخ کی توجہ کا واقعہ

خبردی ہم کو فقیہ ابو الفتح نصر اللہ بن القاسم بن یوسف بن خلیل بن احمد ہاشمی بغدادی کرخی نے قاہرہ میں 669ھ میں کہا کہ خبردی ہم کو دو بڑے شیخوں قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن الحافظ ابوبکر عبدالرزاق بن امام محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان نانبائی نے بغداد میں 631ھ میں کہا ابو صالح نے خبردی ہم کو میرے باپ عبدالرزاق اور میرے چچا عبدالوہاب نے 591ھ میں کہا ابو الحسن نے خبردی ہم کو عمران کیماتی اور بزار نے 590ھ میں اور خبردی ہم کو ابو عبداللہ بن عبادہ عبدالمحسن بن متنذر انصاری جیلی نے قاہرہ میں 6:2ھ میں ح
کہا خبردی ہم کو دو شیخوں شیخ پیشواء ابو محمد عبداللہ بن عثمان یونینی نے دمشق میں 616ھ میں اور شیخ عارف ابو اسحاق ابراہیم بن محمود بن جوہر بعلبکی نے

پھر عقیسی نے وہاں پر 623ھ میں ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد عبداللہ بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں مدرسہ بغداد میں 553ھ میں ابو المعالی محمد بن احمد بغدادی تاجر حاضر ہوئے۔ پھر ان کو حاجت براز نے ایسا سخت تنگ کیا کہ چلنے پھرنے سے روک دیا۔ بڑی سخت تکلیف ہوئی۔ اس نے شیخ کی طرف فریاد رس ہو کر دیکھا اور شیخ اپنے منبر کی سیڑھی سے نیچے اتر آئے اور پہلی سیڑھی پر ایک سر آدمی کے سر کی طرح ظاہر ہوا۔ پھر اور نیچے اتر آئے یہاں تک کہ کرسی پر ایک صورت شیخ کی صورت کی طرح برابر ہو گئی۔ لوگوں کے سامنے شیخ کی آواز کی طرح بولتی تھی اور شیخ کے کلام کی طرح کلام کرتی تھی۔ اس بات کو سوا اس شخص کے اور جس کو خدا نے چاہا اور کوئی نہ دیکھتا تھا۔

آپ لوگوں کو چیرتے ہوئے آئے یہاں تک کہ اس کے سر پر کھڑے ہو گئے اور اس کے سر کو اپنی آستین سے ڈھانک لیا۔ عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ اپنے رومال سے ڈھانک لیا وہ کہتا ہے کہ میں ایک دم ایک بڑے جنگل میں پہنچ گیا۔ جس میں نہر ہے۔ اس کے پاس ایک درخت ہے۔ اس میں اس نے وہ کنجیاں جو اس کی جھولی میں تھیں لٹکا دیں اور خود پاخانہ سے فارغ ہوا۔ اس نہر سے وضو کیا۔ اور دو رکعت نفل پڑھے۔ جب سلام پھیر لیا تو آپ نے اپنی آستین کو یا رومال کو اس پر سے اٹھا لیا۔ تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ اسی مجلس میں ہے اور اس کے اعضا پانی سے تر ہیں اور پاخانہ کی حالت جاتی رہی۔ شیخ اپنی کرسی پر ہیں گویا کہ وہاں سے اترے ہی نہیں۔ وہ چپ رہا۔ کسی سے ذکر نہ کیا اپنی چابیوں کو گم پایا اور اپنے پاس نہ دیکھیں۔

پھر وہ ایک زمانہ بعد بلاد عجم کی طرف قافلہ تیار کر کے چلا۔ بغداد سے چودہ دن تک چلے اور ایک منزل جنگل میں اترے جس میں نہر تھی۔ تب وہ اس جنگل میں گیا کہ پاخانہ پھرے۔ کہنے لگا یہ جنگل اس جنگل سے مشابہ ہے۔ اور یہ نہر اس نہر کے مثل ہے اور اس دن کے واقعہ کو یاد کیا۔ تو اتفاقاً وہی

نہرویہ زمین وہی درخت وہی پاخانہ کی جگہ نکلی۔ جو اس روز دیکھی تھی۔ تب اس کو پہچان لیا اور کوئی بات نہ بھولی۔ اپنی کنجیوں کو اسی درخت میں معلق پایا۔

پھر جب بغداد کی طرف لوٹے تو وہ شیخ کی جناب میں آیا کہ آپ کو خبر دے تو آپ نے اس کو خبر دینے سے پہلے کان پکڑ کر فرمایا کہ اے ابو المعالی میری زندگی میں کسی سے یہ ذکر نہ کرنا۔ وہ آپ کی خدمت کرتا رہا حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ منصور حلاج کے متعلق آپ کا ارشاد

(حلاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت شیخ نے فرمایا ہے) بعض عارفین کی عقل کا پرندہ اس کی صورت کے درخت کے گھونسلے سے اڑا اور آسمان کی طرف ملائکہ کی صفیں پھاڑتا ہوا چڑھ گیا۔ وہ خدا کے بازوں میں سے ایک باز تھا۔ جس کی آنکھیں دھاگہ سے سلی ہوں۔ انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے۔ پھر آسمان میں سے کوئی ایسی چیز نہ پائی۔ جو کہ شکار سے پھیر دے تو اس کو یہ شکار ظاہر ہوا کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا۔ تب اس کی حیرت اپنے مطلوب کے قول میں کہ "جدھر تم منہ پھیرو ادھر ہی خدا کی ذات ہے" بڑھ گئی تو زمین کے خطہ کی طرف اتر کر لوٹ آیا اور وہ چیز طلب کی جو کہ سمندر کی تہ میں آگ سے بڑھ کر عزیز ہو۔ اپنی عقل کی آنکھ سے دیکھا تو سوائے آثار کے اور کچھ نظر نہ آیا۔ پھر حملہ کیا تو دارین میں سوائے اپنے محبوب کے اور کچھ نہ پایا۔ اس وقت خوش ہوا اور اپنے دل کے نشہ کی زبان سے کہا کہ میں خدا ہوں۔ ایسی آواز سے پکارا کہ جو انسان کی عادت کے برخلاف تھی۔ وجود کے باغ میں ایسی آواز بجانے لگا کہ جو بنی آدم کے لائق حال نہ تھی۔

اپنے آپ کو موت کے سامنے پیش کر دیا۔ اس کے باطن سے اس کو

پکارا گیا کہ اے حلاج تم نے اعتقاد کیا کہ تیری قوت تیرے ساتھ ہے۔ اب تمام عارفین کی نیابت میں یہ بات کہ دے کہ واحد کو واحد کا اکیلا پن کافی ہے۔ کہو اے محمد تم سلطان حقیقت ہو۔ تم وجود کی آنکھ کی پتلی ہو۔ تیری معرفت کے دروازہ کی چوکھٹ پر عارفوں کی گردنیں جھکتی ہیں۔ تیری جلالت کی محفوظ چراگاہ میں تمام مخلوق کی پیشانیاں رکھی جاتی ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج بن یعلی بن عیسیٰ مغربی فاسی مالکی محدث نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو میرے جد حجاج نے فارس میں 623ھ میں کہا کہ میں نے شیخ بن محمد صالح بن دیر جان وکالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ 623ھ میں حج کیا جب ہم عرفات میں تھے تو وہاں ہم پر شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بغدادی مشہور بزار سے ملے۔ پس یہ دونوں مل کر ایک جگہ بیٹھے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کو یاد کرنے لگے۔ تب شیخ ابو محمد نے کہا کہ مجھے میرے سردار شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ "اے صالح تو بغداد کو جا اور شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو تاکہ وہ تجھ کو فقر سکھائیں تب میں نے بغداد کا سفر کیا۔

جب میں نے آپ کو دیکھا تو میں نے کسی کو ان سے بڑھ کر ہیبت ناک نہ پایا۔ آپ نے مجھے خلوت میں ایک سو بیس دن تک بٹھایا۔ پھر میرے پاس تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ اس طرف دیکھ اور اشارہ قبلہ کی طرف کیا۔ میں نے کہا ہاں دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا نظر آتا ہے۔ میں نے کہا کعبہ فرمایا کہ اس طرف دیکھ اور مغرب کی طرف اشارہ کیا میں نے کہا ہاں دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ کیا دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اپنے شیخ ابو مدین کو پھر فرمایا کہ تم کیا ارادہ رکھتے ہو۔ آیا اس طرف یعنی کعبہ کی طرف یا مغرب کی طرف۔ میں نے کہا کہ اپنے شیخ ابو مدین کی طرف فرمایا کہ ایک قدم میں جائے گا یا جیسے کہ تم آئے ہو۔ میں نے کہا بلکہ جیسے میں آیا ہوں فرمایا کہ یہ بہت عمدہ ہے۔ پھر

مجھ سے فرمایا کہ اے صالح اگر تو فقر کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو اس کو تم ہرگز نہیں پا سکتے۔ جب تک کہ اس کی سیڑھی پر نہ چڑھو اور اس کی سیڑھی توحید ہے۔ توحید کا سردار یہ ہے کہ دل کی آنکھ سے تمام نئی پیدا شدہ اشیاء کو جو چمکتی نظر آتی ہے مٹا دے۔

میں نے کہا کہ اے میرے سردار میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ کو اس وصف میں مدد دیں۔ تب میری طرف آپ نے دیکھا اور میرے دل سے ارادوں کے جذبات الگ ہو گئے۔ جس طرح کہ دن کے نور کے غلبہ سے رات کے اندھیرے جاتے رہتے ہیں۔ میں اس وقت تک اسی ایک نظر سے خرچ کر رہا ہوں۔

شیخ بزار نے کہا کہ میں بھی آپ کے سامنے آپ کی خلوت میں بیٹھا ہوا تھا۔ تب آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے میری پیٹھ کی حفاظت کرنا کہ کہیں اس پر نہ آ پڑے۔ میں نے دل میں کہا کہ یہاں بلی کہاں سے آئے گی چھت میں کوئی سوراخ نہیں۔

آپ کا کلام ابھی پورا نہ ہوا تھا کہ آپ کی پیٹھ پر بلی آ گری۔ تب اپنے ہاتھ کو میرے سینہ پر مارا تو میرے دل میں نور آفتاب کی ٹکیا کے برابر چمکا اور میں نے خدا کو اسی وق پا لیا اور اب تک میرا وہ نور بڑھتا رہتا ہے۔

(اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھ) پھر اس شخص سے جس نے خدا کی عبادت بغیر علم کے کی ہے علیحدہ ہو جا وہ جو بگاڑے گا اس سے زیادہ ہو گا۔ جو درست کرے گا۔ اپنے ساتھ اپنے رب کی شرع کا چراغ لے جو شخص اپنے علم سے عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے علم کا وارث بناتا ہے۔ جس کو وہ نہیں جانتا۔ اپنے اسباب کو قطع کر دے۔ بھائیوں سے جدائی کر۔ قسموں کو دل کی پیٹھ دے دے زہد کو بے تکلف کر بے شک تیرے رب نے تجھے اچھا ادب دیا ہے۔ ماسوائے اللہ کو قطع کر۔ اغیار و اسباب سے علیحدہ ہو جا۔

اپنے چراغ کے گل ہونے سے ڈرتا رہ۔ اپنے رب کے لیے چالیس دن تک اخلاص کر۔ تیرے دل سے حکمتوں کے چشمے تیری زبان پر جاری ہوں گے۔ وہ اسی حال پر ہو گا کہ ناگاہ اللہ و عزوجل کی آگ پر دیکھے گا۔ جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں درخت سے آگ دیکھی تھی۔ اپنے نفس اپنے شیطان اپنی طبیعت اپنے اسباب سے کہے گا۔ ٹھہرو کہ میں نے آگ کو محسوس کیا ہے۔ دل کے اندر سے آواز آئے گی کہ میں تیرا رب ہوں۔ میں اللہ ہوں تو میری عبادت کر غیر کے قریب مت جا۔ میرے غیر سے تعلق پیدا نہ کر۔ میرے غیر سے جاہل بن جا۔ مجھ سے مل اور میرے قرب میرے ملک میرے سلطان کی طرف چلا آ یہاں تک کہ جب ملاقات پوری ہو گی تو ہو گا جو ہو گا۔ اپنے بندہ کی طرف وحی کرے گا جو کچھ کرے گا۔ حجاب زائل ہو جائیں گے۔ کدورت جاتی رہے گی۔ نفس تسکین پا جائے گا۔ مہربانیاں آئیں گی۔ خطاب ہو گا۔ فرعون کی طرف اے دل جا نفس ہوا شیطان کی طرف جا میری طرف ان کو طوق پہنا کر لا میری طرف ان کو ہدایت کر ان سے کہہ دے کہ تم میری اتباع کرو میں تم کو راہ صواب بتلاؤں گا۔ مل پھر الگ ہو پھر مل۔

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ حسن بن بدران بن علی بغدادی نے 670ھ میں کہا خبر دی ہم کو فقیہ عبدالقادر بن عثمان بن ابی البرکات تمیمی بردانی نے بغداد میں 635ھ میں کہا خبر دی ہم کو فقیہ ابو محمد عبداللطیف بن احمد قرشی صوفی نے بغداد میں 573ھ

اور خبر دی ہم کو ابو غالب فضل اللہ بن اسماعیل بن علی بن احمد بن ابراہیم مصری بغدادی ازجی حنبلی نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو تینوں شیخوں ابو عمرو عثمان بن سلیمان معروف قصیر (پستہ قد) نے بغداد میں 629ھ میں اور شیخ خفاف بغدادی نے 625ھ میں اور شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان مشہور نانبائی نے 634ھ میں کہا خفاف نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو السعود حریمی نے بغداد میں 579ھ میں اور کہا قیصر نے کہ خبر دی ہم کو

ہمارے شیخ ابو محمد عبدالغنی بن نقطہ بغدادی نے بغداد میں 580ھ ص میں اور
کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو عمرو عثمان صریفین میں 539ھ میں اور کہا نانبائی
نے خبر دی ہم کو ہمارے شیخ عمر کیماتی اور شیخ عمر بزار نے بغداد میں 591ھ میں
اور خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ازدمری محمدی بغدادی نے قاہرہ میں
673ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ بقیتہ السلف ابو الحسن علی بن محمد بن احمد بن
حسین بغدادی صوفی مشہور سقا نے جامع الخلیفہ میں 629ھ میں وہ کہتے ہیں کہ
ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شونیزی قبرستان کی
بدھ کے دن 27 ذی الحجہ 529 کو زیارت کی آپ کے ساتھ بہت سے فقہاء اور
فقراء تھے۔ تب آپ شیخ حماد شیرہ فروش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر دیر تک
کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ سخت گرمی ہو گئی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے
تھے۔ پھر آپ لوٹے ایسے حال میں کہ آپ کے چہرہ پر خوشی کے آثار ظاہر
تھے۔ آپ سے طول قیام کی وجہ پوچھی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں جمعہ کے
دن بغداد سے نصف شعبان 539ھ میں شیخ حماد شیرہ فروش کی جماعت کے
ساتھ اس لیے نکلا کہ جمعہ کی نماز جامع الرضافہ میں پڑھوں شیخ ہمارے ساتھ
تھے۔ جب ہم نہر کے پل پر پہنچے تو شیخ نے مجھے دھکا دے دیا۔ وہ سخت سردی
کے دن تھے۔ میں نے کہا بسم اللہ جمعہ کے غسل کی نیت کر لی۔ مجھ پر اون کا
جبہ تھا اور میری آستین میں کتاب کے اجزاء تھے۔ تب میں نے اپنا ہاتھ اونچا
کر لیا کہ وہ تر نہ ہو جائے۔ وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ میں پانی سے نکلا اور
جبہ کو نچوڑا پھر ان کے پیچھے ہو لیا مگر مجھے سردی سے بہت کم تکلیف ہوئی۔

پھر آپ کے مرید میرے پیچھے ہوئے کہ اور ستائیں آپ نے ان کو جھڑکا
اور کہا کہ میں نے اس کو اس لیے تکلیف دی ہے کہ اس کا امتحان کروں۔ مگر
میں نے اس کو ایک پہاڑ پایا جو کہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا میں نے ان کو بے
شک آج دیکھا کہ ان کی قبر میں ان پر جوہری لباس ہے۔ ان کے سر پر یاقوت
کا تاج ہے۔ آپ کے ہاتھ میں سونے کے کنگن ہیں۔ ان کے پاؤں میں سونے

کا جو تا ہے لیکن ان کا دایاں ہاتھ کام نہیں کرتا۔ میں نے کہا یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہی ہاتھ ہے جس سے میں نے آپ کو پھینکا تھا کہا کہ آپ مجھے اس قصور سے معاف کرتے ہیں میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہ آپ خدا تعالیٰ سے سوال کریں کہ وہ میرے اس ہاتھ کو پھر درست کر دے۔

تب میں اس بارے میں خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا رہا اور پانچ ہزار اولیاء اللہ نے جو اپنی قبروں میں تھے۔ آمین کہی اور خدا تعالے سے سوال کیا کہ ان کے بارے میں میری دعا قبول کرے۔ میری تمام دعائیں اور میری سفارش کرتے رہے۔ میں برابر دعا مانگتا رہا۔ حتیٰ کہ خدا تعالے نے ان کو ہاتھ واپس دیا۔ جس سے انہوں نے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور ان کی خوشی پوری ہوئی۔ جب یہ بات بغداد میں مشہور ہو گئی تو شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام مرید و صوفی جو بغداد میں تھے۔ آپ کے پاس جمع ہوئے کہ اس امر کی تحقیق کریں اور دیگر فقراء بھی ان کے ساتھ جمع ہو گئے۔ وہ سب مدرسہ کی طرف آئے کسی نے آپ کی عظمت کی وجہ سے آپ سے کلام نہ کی۔ آپ نے ان کو ان کے مطلب کے ساتھ پکارا اور ان سے فرمایا کہ تم دو شیخ منتخب کر لو کہ وہ تم کو بتلا دیں گے جو میں نے ذکر کیا ہے۔ انہوں نے شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف ہمدانی کو جو کہ بغداد میں اس دن آئے ہوئے تھے اور شیخ ابو محمد عبدالرحمان بن شعیب بن مسعود کروی جو کہ بغداد میں رہنے والے تھے فیصلہ کے لیے پسند کر لیا۔ یہ دونوں اصحاب کشف و خرق عادات و احوال فاخرہ تھے۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو اس معاملہ میں جمعہ تک مہلت دی کہ اس کی زبان سے اس کا اظہار ہو جائے آپ نے فرمایا کہ تم یہاں سے اٹھنے نہیں پاؤ گے کہ یہ امر تم کو معلوم ہو جائے گا۔ آپ نے سر جھکایا اور سب نے سر جھکایا۔ تمام فقراء مدرسہ کے باہر چلا اٹھے۔ اتفاقاً شیخ یوسف آ گئے ایسے حال میں کہ ان کے پاؤں برہنہ تھے اور جلد جلد آ رہے تھے۔ یہاں تک کہ

مدرسہ میں داخل ہو گئے۔ اور کہا کہ مجھ پر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیخ حماد کو ظاہر کر دیا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے یوسف! جلد شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ کی طرف جا اور ان مشائخ سے جو وہاں جمع ہیں جا کر کہہ دو کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو تم کو میرے متعلق کہا ہے سچ کہا ہے۔

شیخ یوسف نے اپنے کلام کو پورا نہ کیا تھا کہ اتنے میں شیخ عبدالرحمان آ گئے اور انہوں نے شیخ یوسف کی طرح کہا۔ تب تمام مشائخ نے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

فقیر کے لیے پندو نصائح

(اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) فقیر کے لیے یہ مناسب ہے کہ پاکدامنی کا لباس پہنے قناعت سے مزین ہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچے۔ صدق کے قدم سے قرب کے دروازہ کا طالب ہو۔ دنیا اور آخرت' مخلوق اور وجود سے بھاگتا رہے۔ اس بات کا محتاج ہو کہ ہزار دفعہ مرے اور ہزار دفعہ اٹھے۔ خدا تعالیٰ کی شفقت اور مہربانی و رحمت و شوق اس کی طرف متوجہ ہو اس کے جذبات نظریات مباہات انبیاء مرسلین و صدیقین و ملا ئکہ کے ارواح کے لشکر اس کے ساتھ ہوں۔ اس کی ترقی اللہ عز و جل تک کر دیں۔ اس کا دل اور اس کا باطن ہر نو پیدا چیز سے فارغ و صاف ہو۔ اللہ و عزوجل کے قریب ہو اپنے معاملات سابقہ کو پڑھے اور سطر سطر ہر کلمہ ہر حرف پر ٹھہرے۔

اپنے رقعات اپنے زمانوں اپنی ساعتوں اور لحظوں پر ٹھہرے۔ اس کا امر اس کو اور جس کی طرف اس کا رجوع ہو گا آسان ہو جائے گا۔ جوں جوں خوف اس کو اپنی طرف کھینچے گا اتنا ہی قرب اس کو کھینچ لے گا۔ پھر ہمیشہ ایک حالت سے دوسری حالت تک منتقل ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ ابرو اپنے سامنے کرے۔ اس کے نزدیک منفرد ہو گا۔ اس کے اسرار پر مطلع ہو گا۔ خلعت و طباق و ٹپکہ و تاج دے گا۔ بادشاہ (خدا تعالیٰ) کو اپنے اوپر گواہ کرے گا۔ اس پر تغیر نہ کرے گا۔ اس کو صحبت دائمی اور ولایت ہمیشہ کی ہو گی تب زہد معرفت کے ساتھ باقی نہ رہے گا۔ اے دلوں کے مرد و تمہارا جنت طلب کرنا حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے ایک زنجیر ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی منصور داری نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں (یعنی) شیخ عارف ابو الفضل اسحاق بن احمد بن خانم

غشی اور شیخ ابو بکر محمد بن عمر بن ابی بکر مقری بغدادی مشہور ابن الخال نے بغداد میں 627ھ میں کہا شیخ ابو الفضل نے خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد طلحہ بن مظفر بن خانم علشی نے بغداد میں 592ھ میں اور کہا ابو بکر نے خبر دی ہم کو دو شیخوں اماموں (یعنی) شیخ ابو حفص عمر بن ابی نصر بن علی بغدادی معروف ابن غزال اور شیخ ابو الثناء محمود بن عثمان معروف بقال نے بغداد میں ح

اور خبر دی ہم کو فقیہ ابو الفرج عبدالسمیع بن علی بن احمد بن محمد بن عبدالسلام بغدادی بصری حرمی نے قاہرہ میں 659ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ شریف ابو القاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ مشہور مدلل نے بغداد میں اور شیخ ابو عبداللہ محمد بن قائدوانی نے بغداد میں 579ھ میں اور کہا ابو الحسن نے خبر دی ہم کو دو شیخوں عمران کیماتی اور بزار نے بغداد میں 591ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہمارے شیخ امام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا۔ اس حال میں کہ ہم آپ کے پاس تھے کہ آپ کے محی الدین نام پڑنے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ میں ایک سفر سے ایک دفعہ حج کے لیے 511ھ میں بغداد کی طرف ننگے پاؤں آیا اور ایک بیمار پر جس کا رنگ متغیر اور دبلا تھا گزرا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا السلام علیک یا عبدالقادر! میں نے اس کو سلام کا جواب دیا اس نے کہا کہ آپ مجھے بٹھا دیں۔ میں نے اس کو بٹھا دیا۔ تب اس کا جسم بڑھنے لگا۔ اس کی صورت اچھی ہو گئی۔ اس کا رنگ صاف ہو گیا۔ میں اس سے ڈرا تو وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں اس نے کہا میں دین ہوں۔ میں جیسا کہ آپ نے مجھے دیکھا تھا خستہ حال ہو گیا تھا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے سبب زندہ کر دیا اور آپ محی الدین ہیں۔

میں نے اس کو چھوڑا اور جامع مسجد کی طرف آیا۔ تب مجھے ایک شخص ملا اور مجھے جوتا لا کر دیا اور کہنے لگا۔ اے میرے سردار محی الدین۔ جب میں نماز پڑھ چکا تو لوگ میری طرف ٹوٹ پڑے۔ میرے ہاتھ کو چومتے تھے اور

کہتے تھے اے محی الدین اس سے پہلے میں اس نام سے نہیں پکارا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کے وسائل کا ذکر

(اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) اے خدا کے بندو اے اس کے مریدو۔ پہلے لوگوں کی نسبت تم پر خدا کے لیے واجب ہے۔ پس وہی راہنما ہیں۔ وہ کنجیاں ہیں۔ انہیں کے اتباع سے تم اپنے رب عزوجل تک پہنچ سکتے ہو۔ اسی کی طرف تمہارے دل اور اسرار و معانی چلتے ہیں۔ جب تم اس کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرو گے۔ ان دونوں پر تم عمل کرو گے۔ اپنے اعمال میں خلوص پیدا کرو گے تو تم پر رحمت و لطف و محبت کا ہاتھ آئے گا۔ تمہارے دل اس پر داخل ہوں گے اور تم پر رحمت جلد آئے گی اس کے ساتھ وہ چیز ہو گی جو تم پر سبقت لے جائے گی۔ وہ اس کا علم ہے کہ تمہارے دلوں کے قرب کو جانتا ہے۔ پھر وہ تم کو جذب کرے گا اور تم پر داخل ہو گا۔ تم کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔ پھر تم وہ چیز دیکھو گے کہ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے نہ کسی دل پر گزرا ہے۔

جب بندہ اس مقام تک پہنچتا ہے تو اس کے دل کی طرف خلعت آتی ہے۔ بادشاہت کا تاج اس کے سر پر رکھا جاتا ہے۔ ملک کی انگوٹھی اس کی انگلی میں ہوتی ہے۔ تقویٰ کا ذرہ لباس پہنتا ہے۔ اس بندہ کا دل پکڑا جاتا ہے۔ تب وہ تمام مخلوق سے غائب ہو جاتا ہے۔ پس دیکھتا ہے جو کچھ کہ دیکھتا ہے اور جانتا ہے جو جانتا ہے اور چھپاتا ہے جو چھپاتا ہے۔ پھر مخلوق کی طرف ان کی اصلاح کے لیے لوٹایا جاتا ہے۔ اس وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف لوٹتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ یہ وہ شے ہے کہ جو کہ تم کو میں نے تمہاری برکتوں کے سبب دی ہے۔

پھر وہ مخلوق کی طرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں لوٹتا ہے۔ کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں اور سنت اس کے بائیں ہاتھ میں ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی روحیں اس کے گرد ہوتی ہیں۔ اس وقت اس کو کہا جاتا ہے کہ تو اللہ عزوجل کی نعمت کو جو تجھ پر ہے یاد کر۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ازدمر محمدی 673ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ محی الدین ابو عبداللہ بن احمد توحیدی نے بغداد میں 639ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے ماموں قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن امام عبدالرزاق اور شیخ شریف ابو القاسم ہبتہ اللہ بن احمد مشہور ابن المنصور نے جامع منصور میں 624ھ میں۔ ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو بکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد میں 598ھ میں

اور خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عمر بن اسحاق بغدادی ازجی نے قاہرہ میں 669ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں ابو الحسن علی بن سلیمان نانبائی اور شیخ ابو عمرو عثمان بن سلیمان مشہور پستہ قد نے بغداد میں 603ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہمارے سردار شیخ محی الدین جیلانی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مدرسہ کے موذن کو آدھی رات کے وقت جمعہ کی رات پہلی رات چاند رمضان 545ھ میں کی ہے۔ فرمایا کہ منارہ پر چڑھ اور پہلی اذان دے اس نے اذان دے دی۔ پھر فرمایا کہ رات کے آخر ثلث کے شروع میں منارہ پر چڑھ اور دوسری اذان دے اس نے دوسری اذان دی پھر اس کو فرمایا کہ صبح سے اول اذان دے۔ اس نے تیسری اذان دی ایک گھڑی کے بعد اس کو فرمایا کہ صبح کی اذان دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

جب دن چڑھا تو آپ کے بعض مریدوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نے اس کو پہلی اذان کے لیے کہا تھا تو عرش بہت حرکت میں تھا۔ عرش کے نیچے سے پکارنے والے نے کہا کہ مقربین اخیار کو چاہئے

کہ کھڑے ہوں۔

اور جب میں نے اس کو دوسری اذان کے لیے کہا تو پہلی دفعہ سے کم حرکت کی اور پکارنے والے نے عرش کے نیچے سے کہا کہ اولیاء ابرار کو چاہیے کہ وہ کھڑے ہوں۔

تیسری اذان کے وقت اس سے بھی کم ہلا اور عرش کے نیچے سے پکارنے والے نے کہا کہ صبح کو استغفار کرنے والے کھڑے ہو جائیں سو میں نے پہلی مرتبہ والوں کی طرف اشارہ کیا کہ یہ تمہارا وقت ہے اور دوسری مرتبہ والوں کی طرف کہ یہ تمہارا وقت ہے اور تیسری مرتبہ والوں کی طرف کی یہ تمہارا وقت ہے۔

(اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) دنیا و آخرت سے اور آخرت دنیا و آخرت کے رب سے زنجیر ہے۔ تو ان کو نہ لے گا نہ ان سے مشغول ہو گا۔ مگر اس کے پہنچنے کے بعد تو اس کی طرف اپنے دل اپنے سر پر معنے سے پہنچے گا۔ دنیا سے اعراض کر اور آخری کی طرف متوجہ ہو۔ پھر آخرت سے اعراض کر اور خدا کی طرف متوجہ ہو۔ پھر وہ دونوں تیری اتباع کریں گے۔ ان دونوں کو اپنے پیچھے لگا۔ دنیا اور اس کے صاحب تیرے حصے آئیں گے۔ وہ تجھ کو آخرت کے پاس طلب کرے گی اور وہاں تجھ کو نہ پائے گی۔ پھر تو اس سے کہے گا کہ اس کو کہاں لے گئی تھی۔ وہ کہے گی کہ میں بادشاہ (خدا) کے دروازے کی طرف گئی تھی اور میں اب بھی اس کی طلب میں ہوں۔

تب وہ دونوں کھڑے ہوں گے اور تیرے پیچھے جلد چلیں گے۔ وہ تمہارے پاس پہنچیں گے اور تو بادشاہ کے دروازہ پر ہو گا۔ تب دنیا اپنے حال کی شکایت بادشاہ کے پاس کرے گی اور کہے گی تو نے کیسے اپنی امانتوں کو چھوڑا وہ حصے تقسیم شدہ ہیں کہ جو پہلے ترتیب سے مرتب ہیں۔ پس خدا کی سفارش تیرے پاس اس کے حق میں اور اس کے ہاتھ سے حصوں کے لینے میں ہو گی۔ تجھ کو اس کی وصیت یاد آئے گی کہ دنیا کو لو اور آخرت کی طرف نظر کرو۔

تب اس کے ساتھ ملا ئکہ اور ارواح انبیاء کی صحبت میں تو لوٹے گا۔ پھر تو جنت و نار کے درمیان۔ ایک دکان پر۔ دنیا و آخرت کے درمیان خلق اور خالق کے درمیان سبب اور مسبب کے درمیان۔ ظاہر و باطن کے درمیان معقول و غیر معقول کے درمیان مضبوط و غیر مضبوط کے درمیان' مدرک اور غیر مدرک کے درمیان اس کے درمیان جو سمجھی جاتی ہے اور نہ سمجھی جاتی ہے۔

پھر تیرے چار منہ ہوں گے ایک منہ وہ تو ہو گا جس سے تو دنیا کو دیکھے گا۔ اور ایک منہ وہ ہو گا کہ جس سے تو آخرت کو دیکھے گا۔ ایک منہ وہ ہو گا کہ جس سے تو مخلوق کو دیکھے گا اور ایک منہ وہ ہو گا۔ جس سے تو خالق کو دیکھے گا۔

خبر دی ہم کو شریف جلیل ابو العباس احمد بن شیخ ابی عبداللہ محمد بن ابی الغنائم محمد ازہری بن ابی الفاخر محمد مختار حسینی بغدادی) نے قاہرہ میں 673ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں 629ھ میں کہا کہ میں نے اپنے شیخ سردار محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغداد میں 659ھ میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے پہلے جو حج کیا تھا تو وہ بغداد میں 509ھ میں کیا تھا۔ اس وقت میں جوان تھا میں اکیلا قدم تجدید پر تھا۔ جب میں اس منارہ کے پاس تھا۔ جو کہ ام القرون کے نام سے مشہور ہے تو میں شیخ عدی بن مسافر سے تنہا ملا۔ وہ بھی اس وقت جوان تھے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو۔ میں نے کہا مکہ مکرمہ کی طرف جاتا ہوں۔

اس نے کہا کہ کیا تجھے ساتھی کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ میں تجدید کے ساتھ قدم پر ہوں۔ اس نے کہا کہ میں بھی ایسا ہی ہوں۔ تب ہم دونوں چلے۔ جب ہم کچھ راستہ طے کر چکے تو ہم نے اتفاقاً" ایک حبشن لونڈی کو دیکھا جو نحیف البدن برقعہ پوش تھی۔ وہ میرے سامنے آکر کھڑی ہو گئی اور میری طرف گوشہ چشم سے دیکھنے لگی اور کہنے لگی کہ اے جوان تم کہاں سے

آئے ہو۔ میں نے کہا عجم سے کہنے لگی کہ تم نے آج مجھے رنج میں ڈالا۔ میں نے کہا کیوں کر اس نے کہا کہ میں اس وقت حبش کے ملک میں تھی۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل پر تجلی کی ہے اور تجھ کو اپنے وصل سے جہاں تک مجھے علم ہے حصہ دیا ہے کہ ایسا کسی اور کو نہیں دیا۔ تب میں نے چاہا کہ تم کو آکر ملوں پھر کہنے لگی کہ میں آج تم دونوں کے ساتھ رہوں گی اور رات کو تمہارے ساتھ افطار کروں گی۔

پھر وہ جنگل کے ایک کنارہ پر ہو کر چلنے لگی اور ہم دوسری طرف چلتے تھے۔ جب شام کا وقت آیا تو ہم نے کیا دیکھا کہ آسمان سے ایک دسترخوان اترا ہے۔ جب وہ ہمارے سامنے آکر ٹھہر گیا۔ تو ہم نے اس میں چھ عدد روٹیاں اور سرکہ و ترکاری پائی۔

وہ کہنے لگی خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری اور میرے مہمانوں کی عزت کی۔ مجھ پر ہر رات دو روٹیاں آیا کرتی تھیں۔ تب ہم میں سے ہر ایک نے دو روٹیاں کھائیں۔ پھر ہم پر تین لوٹے پانی کے اترے۔ ہم نے اس پانی کو پیا جو کہ دنیا کے پانی کی طرح لذت و حلاوت میں نہ تھا۔ پھر وہ اسی رات ہم سے رخصت ہو گئی اور مکہ میں آئے۔

پھر جب ہم طواف میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے شیخ عدی پر اپنے انوار کے مرتبوں سے احسان کیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ حتیٰ کہ کہنے والا کہتا تھا وہ مر گئے ارو ناگاہ وہی لونڈی ہے کہ جو اس کے سر پر کھڑی ہے۔ اور اس کے سامنے متوجہ ہے یہ کہتی ہے کہ وہ خدا تجھ کو زندہ کرے۔

جس نے تجھ کو مارا ہے۔ وہ اللہ پاک ہے۔ اس کے جلال کے نور کی تجلی کے لئے حوادث اس کے ثابت رکھنے کے بغیر قائم نہیں ہوتے اور کائنات اس کی صفات کے ظہور کے لیے اس کی تائید کے بغیر قرار نہیں پاتی بلکہ اس کے قدس کی تیزی شعاع عقول کی آنکھوں کو اچک لیتی ہے۔ اس کی رونق کی خوبصورتیاں بڑے لوگوں کے دلوں کی عقلوں کو لے جاتی ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے کہ جس نے طواف میں بھی اپنے انوار کی منازل کا مجھ پر احسان کیا۔ میں نے اپنے اندر سے یہ آواز سنی اور آخر میں یہ کہا کہ اے عبدالقادر ظاہری تجرید کو چھوڑ دے اور تفرید توحید اور تجریہ و تفرید کو لازم پکڑ۔ کیونکہ ہم تم کو اپنی عجیب آیات دکھائیں گے۔ پس ہماری مراد کو اپنی مراد سے نہ ملا۔ اپنے قدم کو ہمارے سامنے ثابت رکھ اور وجود میں ہمارے سوا اور کوئی تصرف نہ دیکھ۔ تم کو ہمارا شہود ہمیشہ ہو گا۔ لوگوں کے نفع کے لیے بیٹھ کیونکہ ہمارے بندوں میں ہمارا ایک خاصہ ہے۔ ہم عنقریب ان کو تیرے ہاتھ پر اپنے قرب تک پہنچائیں گے۔

تب مجھ کو لونڈی نے کہا میں نہیں جانتی اے جوان کہ تیری آج کیا شان ہے بے شک تجھ پر ایک نور کا خیمہ لگایا گیا ہے تجھ کو ملا ئکہ نے آسمان تک گھیر رکھا ہے اور اولیاء کی آنکھیں اپنے اپنے مقام میں تیری طرف دیکھ رہی ہیں۔ امیدیں اس چیز کی طرف بڑ رہی ہیں جو تو دیا گیا ہے۔ پھر وہ چلی گئی اس کے بعد میں نے اس کو نہیں دیکھا۔

زہد کے بارے میں آپ کا فرمان

(اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) زہد کے بارے میں۔ زہد دنیا میں غریب ہوتا ہے اور عارف دنیا اور آخرت میں غریب ہوتا ہے۔ زاہد اس بارے میں زہد اختیار کرتا ہے۔ جو اس اور اس کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ دنیا کی محبت اسکے دل سے نکال لی جاتی ہے۔ توکل کے فرش پر اپنے رب و عزوجل کا منتظر ہو کر بیٹھا رہتا ہے۔ یا تو مخلوق و اسباب کے ہاتھوں پر یا تکوین کے ہاتھ پر۔ پس بالضرور وہ دنیا میں مخلوق کے درمیان ہوتا ہے اور عارف دنیا میں ایسا ہی زاہد ہوتا ہے جس طرح کہ آخرت میں زاہد ہوتا ہے۔ اس کو دنیا اور آخرت میں کوئی چیز اس کے رب عزوجل سے نہیں روکتی۔ اس کے سوا

کسی اور کے پاس اس کی تسکین نہیں ہوتی کہ اس سے اس کو روک دے۔ پس بالضرور وہ ان دونوں سے غریب ہو گا۔ جیسے دنیا کا ہاتھ اس سے منقطع ہوتا ہے۔ ایسا ہی آخرت ہی آخرت کا ہاتھ اور آخرت کا چہرہ اس سے چھپا رہتا ہے۔

اللہ عزوجل اس سے دنیا کا چہرہ ڈھانپ لیتا ہے تاکہ اس کا نفس اس سے فتنہ میں نہ پڑے۔ آخرت کا چہرہ بھی اس سے چھپا لیتا ہے کہ اس کا باطن مفتون نہ ہو۔ اس پر تمام اشیاء ظاہرہ و باطنہ کا کشف ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کو پہچان لیتا ہے۔ ماسویٰ کو اس کے سبب دیکھتا ہے۔ اس کے قرب کا دروازہ اس کے لیے کھل جاتا ہے۔ اس کے جلال و جمال کو دیکھتا ہے۔ اس کی قضا و قدر و ملک و سلطان کو دیکھتا ہے اور تمام مخلوقات مصورات محدثات کو کن فیکون کے دو حرفوں میں دیکھتا ہے۔

اس بادشاہ عظیم کریم سے سوال کرو اپنے دلوں سے اس کے دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ ہمیشہ مانگتے رہو۔ خواہ مانے یا نہ مانے جو کام وہ تمہارے ساتھ کرے اس کی شکایت کرو۔ کیونکہ ایسے بندے کے حق میں اس کا منع کرنا جو کہ سالک قاصد ہو ایسا ہے۔ جیسا کہ جال کہ اس کو ناکام بناتا ہے۔ یہاں تک کہ اس تک پہنچ جاتا ہے۔ جب اس تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اس کے پاس مقید ہو جاتا ہے۔ اسکے بعد ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کو ناکام نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ مخلوق سے اس کو روک لیتا ہے۔ اس کو بلاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ داخل ہو جاتا ہے اور جب داخل ہو جاتا ہے تو اوروں سے اس پر دروازہ بند کر لیتا ہے۔ اس کے نفس و ہوا طبع و اختیار' ارادہ' سوء ادب اخلاق کے پر کاٹ لیتا ہے۔ یہ پر تو کاٹ لیتا ہے مگر اس کے دو پر اور تازے لگا دیتا ہے اور مخلوق کی طرف اس کو لوٹاتا ہے۔ تب وہ دنیا اور آخرت میں مخلوق اور خالق کے درمیان اڑتا ہے۔ عرش سے زمین تک کے میدان کے درمیان وہ اڑتا ہے۔ اس کی دعا شروع میں قبول کرتا ہے۔ نیابت میں اس کو پکارتا ہے۔ اس کو دعا کا الہام کرتا

ہے۔ یہاں تک کہ اس کو قبول کرتا ہے پھر اس کو دعا اور اس کی اجابت سے روک دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو جس طرح وہ چاہتا ہے۔ اپنے اختیار و حکم کے بغیر پکارتا ہے۔

وہ کیسے دعا مانگے حالانکہ اس نے دنیا کو حصوں سے اپنی ضیافت کے گھر میں غنی کر دیا ہے اور جب کہ اس بندہ کی معرفت پوری ہو جاتی ہے اور قرب کی قدرت ہو جاتی ہے تو اس کو مخلوق کے درمیان بھیج دیتا ہے۔ بعض لوگوں کو اس کے سبب نجات دیتا ہے اور بعض کو ہلاک کرتا ہے۔ اس کے باعث بعض کو ہدایت کرتا ہے۔ بعض کو گمراہ کرتا ہے۔

ایسا ہی انبیاء علیہم السلام رحمت اور عذاب کے بارے ہیں۔ اولیاء کرام ان کے تابع ہیں۔ جس شخص نے ان کی باتیں مانیں اور ان کی تصدیق کی تو وہ اس کے لیے رحمت بن جاتے ہیں۔ جو ان سے پھر گیا اور ان کو جھٹلایا تو وہ اس پر عذاب بن جاتے ہیں۔ ان کو ان ہاتھوں سے جن کو وہ دوست رکھتے ہیں پکڑتے ہیں اور ان کو خدا عزوجل کی طرف اٹھاتے ہیں۔ اپنی جنت میں ان کو داخل کرتے ہیں۔ جو جوہر ہوں ان کو بادشاہی خزانے تک پہنچاتے ہیں اور جو چھلکے ہوں ان کو ان کی آگ کی طرف پہنچاتے ہیں۔ یہ انبیاء و اولیاء کا طریقہ قیامت تک ہو گا۔

انبیاء صلوات اللہ علیہم و سلامہ کو بڑھاتا ہے اور ان کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ ان کے مطالب اولیاء ابدال صدیقوں کے دلوں میں باقی رکھتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے بدلے دوسرے کو کھڑا کر دیتا ہے۔ عالم جب اپنے علم سے عمل کرتا ہے اور اس کا علم خلق ہے تو بیشک اس کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی وراثت صحیح پہنچی اور جب یہ وراثت صحیح ہوئی تو اس کا قلب اپنے رب عزوجل کے قرب کے گھر کی طرف چڑھ گیا۔ فرشتے اس گھر کے گرد ہوتے ہیں۔ اس کا دل ایک فرشتہ بن جاتا ہے۔ جو کہ

بادشاہ (خدا) کے قرب کے قرب تک سیر کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قبول کرو۔ اس کے فعل و قول کی اتباع کرو۔ یہاں تک کہ تمہارے ہاتھوں کو دنیا اور آخرت میں پکڑے گا۔ اسی کی طرف منسوب ہو جاؤ۔ اس کے قدم بقدم چلو تم اس کے دونوں پردوں کے نیچے چوزے بن جاؤ

شیخ کے حکم سے شیخ محمد کی رینٹھ اور تھوک کا خشک ہو جانا

ہم کو خبر دی ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور کتانی نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی سیاح نے قاہرہ میں 623ھ میں کہا کہ میں اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بغداد میں 540ھ میں کھڑا تھا۔ مجھے جلدی رینٹھ آیا میں نے ناک صاف کیا۔ پھر مجھے شرم آئی اور دل میں کہا کہ کیا حضرت شیخ عبدالقادر ایسے شخص کی جناب میں مجھے ناک صاف کرنا چاہئے۔

تب آپ نے مجھے فرمایا کہ اے محمد کچھ مضائقہ نہیں آج کے بعد سے نہ تھوک ہو گا نہ رینٹھ۔ وہ کہتے ہیں کہ جس دن سے آپ نے فرمایا ہے۔ آج 83 برس ہو چکے ہیں کہ نہ کبھی میں نے تھوکا اور نہ کبھی رینٹھ کیا۔

اور کہا کہ حضرت شیخ نے میرا نام طویل رکھا ہوا تھا۔ میں نے ایک دن کہا کہ حضرت میں تو پستہ قد ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیری عمر لمبی ہے۔

پس شیخ محمد ایک سو 37 سال تک زندہ رہے اور اپنی سیاحت میں عجائبات دیکھے۔ دور دراز سفر کیے کوہ قاف تک پہنچے اور وہ سب سے پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی ہے۔

کشف کے متعلق آپ کے اقوال

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کشف افعال و مشاہدہ میں خدا کے افعال سے اولیاء و ابدال کے لیے وہ امر ظاہر ہوتے ہیں کہ جن سے عقلیں حیران ہوتی ہیں عادات و رسوم کا خلاف ہو جاتا ہے۔ وہ دو قسم پر ہیں۔ جلال و جمال جلال و عظمت سے ایسا خوف پیدا ہوتا ہے کہ جس سے گھبراہٹ و اضطراب پیدا ہوتا ہے اور دل پر ایک سخت بیماری واقع ہوتی ہے۔ جو کہ اعضاء پر اس کا ظہور ہوتا ہے۔

جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سینہ شریف سے نماز میں خوف کی وجہ سے ایسی آواز سنا کرتے تھے جس طرح جوش مارتی ہوئی ہانڈی سے آتی ہے۔ کیونکہ آپ جلال الٰہی کو دیکھا کرتے تھے اور اس کی عظمت آپ پر کھلا کرتی تھی۔

ایسی ہی خلیل الرحمان حضرت ابراہیم علیہ السلام اور امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ لیکن جمال کا مشاہدہ سو وہ دلوں پر انوار سرور الطاف لذیذ کلام محبوب بات بڑی بخششوں بڑے مراتب و قرب الٰہی عزوجل کے بشارت کی تجلی ہے۔ جن کی طرف ان کا امر رجوع کرے گا اور پہلے زمانوں میں ان کی قسمتوں کا قلم خشک ہو چکا ہے۔ یہ ان پر خدا کی رحمت و فضل ہے اور اس کی طرف سے ان کے لیے دنیا میں ان کی مقدر موتوں کے وقت پر ثابت قدمی ہے۔ کیونکر ایسا نہ ہو کہ شدت شوق الٰہی اور فرط محبت کی وجہ سے ان کے پتے پھٹ جائیں وہ ہلاک ہو جائیں اور قیام عبودیت سے عاجز آ جائیں۔ یہاں تک کہ ان پر وہ یقین کہ موت ہے۔ آ جائے سو یہ کام ان سے بوجہ مہربانی و رحمت و دوا اور ان کے دلوں کی تربیت و مدارات کے لیے کرتا ہے۔ وہ بے شک حکیم علیم لطیف اور ان پر رؤف اور رحیم ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موذن بلال رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے فرماتے تھے کہ اے بلال ہم کو راحت دے یعنی اقامت کہو۔ تاکہ ہم نماز میں داخل ہوں کہ مشاہدہ جمالی ہو جائے۔ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "نماز میں میری آنکھیں ٹھنڈی کی جاتی ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عمر ازجی محدث نے اور ابو محمد جعفر بن عبدالقدوس بن محمد بن علی بن محمد ہلالی بغدادی حریمی نے قاہرہ میں 672ھ میں ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں قاضی القضاۃ ابو صالح نصر اور شیخ امام الفضل اسحاق بن احمد علثی نے بغداد میں 629ھ میں ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو عبدالوہاب اور عبدالرزاق نے 589ھ میں ان دونوں نے کہا کہ شیخ بقا بن بطور رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچویں رجب 543ھ میں جمعہ کے دن صبح کے وقت ہمارے والد شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ کی طرف آئے۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ تم آج میرے صبح آنے کا سبب کیوں نہیں پوچھتے۔ میں نے آج کی رات ایک نور دیکھا ہے۔ جس سے (آسمان) کے کنارے روشن ہو گئے۔ وجود کے اطراف تک عام طور پر پھیل گیا میں نے اسرار والوں کے اسرار دیکھے کہ اس کی طرف دوڑتے تھے۔ بعض وہ تھے کہ اس کے متصل ہوتے تھے۔ بعض وہ تھے کہ ان کو اتصال سے منع کرنے والا منع کرتا تھا۔

اور کوئی بھید ان میں سے متصل نہ ہوتا تھا۔ مگر اس کا نور دگنا ہی ہوتا تھا۔ تب میں نے اس نور کے چشمہ کو دیکھا تو ناگاہ وہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صادر ہوتا تھا۔ میں نے اس کی حقیقت کے کھولنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اس کے شہود کا نور ہے۔ جو ان کے دل کے برابر ہیں ان دونوں نوروں کے چقماق کا نور چمکا۔ جس سے ان دونوں کی روشنی کا ان کے حال کے آئینہ پر عکس پڑا اور ان چقماقوں کے شعاع ان کی جمعیت کی نگاہ

وصف قرب تک جمع ہوئے۔ تب ان سے تمام موجودات روشن ہو گئے اور کوئی فرشتہ اس رات ایسا نہ رہا کہ زمین پر نہ اترا ہو۔ بلکہ اس کے پاس آیا۔ ان سے مصافحہ کیا۔ ان کے نزدیک ان کا نام شاہد مشہود ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی خدمت میں آئے اور ان سے کہا کہ کیا آپ نے آج رات نماز غائب پڑھی تھی۔ تب آپ نے یہ شعر پڑھے۔

اذا نظرت عینی وجوہ حبائبی   فتلک صلاتی فی لیالی لرغائب

جب میری آنکھ نے میرے دوستوں کے چہرہ کو دیکھا۔ تو یہ میری نماز ہے غائب کی راتوں میں۔

وجوہ ازا ما اسفرت عن جمالھا   اضائت لھا الاکوان من کل جانب

وہ ایسے چہرے تھے کہ وہ اپنے جمال کو ظاہر کرتے ہیں۔ تو دونوں جہان ان کی وجہ سے ہر ایک طرف روشن ہو جاتے ہیں۔

حرمت الراضی ان لم اکن باولادمی   ازاحم شجعان الوغی بالمناکب

میں خوشی سے محروم کیا جاؤں اگر اپنے خون کو خرچ نہ کروں۔ لڑائی کے بہادروں سے کلمہ بہ کلمہ مزاحمت کرتا ہوں۔

اشق صفون العارفین بغرمتہ   فتعلو بمجاتی فوق تلک المراتب

میں عارفین کی صفوں کو اپنے پختہ ارادوں سے پھاڑ دیتا ہوں۔ تب وہ میری شرافت کی وجہ سے ان مراتبوں سے اوپر بڑھ جاتے ہیں۔

ومن لم یوف الحب ما یستحقہ   فذاک الذی لم یات قط بواجب

جو شخص کہ دوست سے اس کے حقوق کی وفا نہیں کرتا تو وہ شخص ہے کہ اپنے واجب کو کبھی ادا نہیں کرتا۔

خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن شیخ ابو المجد مبارک بن نصیبنی حنبلی نے قاہرہ کے میدان میں 670ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو عبدالرحیم عسکر بن عبدالرحیم نصیبنی نے نصیبن میں 693ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو القاسم عمر

بن مسعود بزار نے بغداد میں 539ھ میں

اور بھی خبر دی ہم کو عالی فقیہ ابو القاسم محمد بن عبادہ انصاری نے قاہرہ میں 673ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ برگزیدہ علی بن مقری قرشی نے دمشق میں ان دونوں نے کہا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا ایسے وقت میں کہ ہم حاضر تھے اور سنتے تھے۔ 553ھ میں کہ آپ اپنے شروع اور نیابت کے حالات بیان کریں جو کہ آپ نے اس معاملہ میں حاصل کئے ہیں۔ تاکہ ہم آپ کی پیروی کریں۔ آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

انا راغب فیمن یقرب نفسه　　ومناسب لفتی یلا طفلطفه

میں اس کی رغبت کر رہا ہوں کہ جس کا نفس قرب کو چاہتا ہے۔ اور ایسے جو انکے مناسب ہوں جو کہ اس کی سی مہربانی کرتا ہے۔

ومفاوض العشاق فی اسرارهم　　من کل معنی لم یسعنی کشفه

میں عشاق کا ان کے اسرار میں فیض رساں ہوں۔ ہر ایک ایسے معنے کا کہ جس کا کشف مجھے گنجائش نہیں دیتا۔

قد کان بسکر فی مزاج شرابه　　والیوم یصحینی للیه صرفه

مجھ کو اس کی شراب کا مزاج نشہ دیتا ہے۔ اور آج اس کے پاس اس کا تصرف مجھے ہوش میں رکھتا ہے۔

واغیب عن رشدی باول نظرة　　والیوم استجلیه ثم ازفه

میں پہلی ہی نگاہوں میں اپنے ہوش سے غائب ہو گیا۔ اور آج میں اس کو جلا دیتا ہوں اور آراستہ کرتا ہوں۔

لوگوں نے آپ سے کہا کہ ہم آپ جیسے روزے رکھتے ہیں۔ اور آپ جیسی نماز پڑھتے ہیں۔ آپ جیسی ریاضت کرتے ہیں۔ لیکن آپ جیسے حالات بالکل ہم نہیں دیکھتے۔ تب آپ نے فرمایا کہ تم نے اعمال میں میری مزاحمت کی ہے۔ تو کیا خدا کی نعمتوں میں مزاحمت کر سکتے ہو۔ واللہ میں کبھی نہیں کھاتا

یہاں تک کہ مجھے کہا جاتا ہے کہ تم کو میرے حق کی قسم ہے۔ کھاؤ۔ اور میں کبھی پانی نہیں پیتا حتیٰ کہ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ تم کو میرے حق کی قسم ہے پیو۔ اور میں کوئی کام نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ یہ کام کر۔

ابو حفص نصیبنی کہتے ہیں کہ شیخ عسکران اشعار کو اکثر پڑھا کرتے تھے اور اخیر بیت میں ان کا تلفظ ہوتا تھا۔ کہ میں پہلی نگاہ میں اپنی ہوش سے جاتا رہا۔

اور فرمایا رضی اللہ عنہ نے خدا تعالیٰ کے اس قول میں "بے شک اللہ تعالیٰ کے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں" الخ۔ یہ حکمتیں ہیں کہ عقلمندوں کی آنکھیں ان سے حیران ہیں۔

یہ آیات ہیں کہ جنہوں نے فصیح زبانوں کو عاجز کر دیا۔ اس میں خطرات کے روشن ستارے ہیں۔ یہ ایسی نو پیدا چیزیں ہیں کہ ثبوت قدم پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ ایسی دلہنیں ہیں کہ جو موضوع کے یقین کے چہروں سے ظاہر ہوتی ہیں۔ وہ ایسے شاہد ہیں کہ کائنات کے پیدا کرنے والے کے حکم کے اثبات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ ایسے آثار ہیں کہ افکار کے اسرار کی بلبلیں ہیں۔ وہ ایسے رموز ہیں کہ ان کی گرہوں کو عقل مند نہیں کھول سکتے۔ وہ اشارات ہیں کہ غائب کی زبانوں سے بولتے ہیں۔ غیب نے خلد کے باغ کو ستاروں کے پھول سے آراستہ کر دیا۔

آسمان کے باغ شہابوں کی شاخوں کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ دن کے رخساروں کی سفیدی۔ رات کے اندھیروں کے بادلوں کی سیاہی کے ساتھ آراستہ کی گئی۔ آسمان ایک سطح ہے۔ جس کے شیشوں کے جڑاؤ ستارے ہیں - وہ ایسا خوش باغ ہے کہ شہابوں کے پھول اس کا رخسار ہے۔ وہ ایسا معشوق ہے کہ اس کے جمال کا تل رات ہے۔ وہ محبوب کا رخسار ہے کہ اس کے حسن کی روشنی دن ہے۔

آسمان حکمت کا نقش ہے۔ آسمان انشاء قدر کا کاتب ہے۔ ستارے

موجودات کی کتاب کے نقطے ہیں۔ آفتاب افق کے شہروں کا بادشاہ ہے چاند موجودات کے لشکروں کا وزیر ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تو تمام موجودات کے اطراف میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا کنارے کے نور میں آفتاب کی شمع روشن ہو گئی اور خلاء کے میناروں میں ستاروں کے چراغ روشن ہوئے۔ آسمان کی عبادت گاہ پر چاند کی قندیل لٹکائی - دن کے رخسار سے وجود کی ساری شکل تھی۔ تب اس کو رات کے سبزے سے منقش کر دیا۔ اور اس کے رخساروں پر دن کے گلاب کے پتے پھیلا دیئے۔ اس کے سامنے نور کی مشعلیں روشن کر دیں۔ پھر عاشق کی آنکھ اس سے حیران ہو گئی۔ عبرت کے قاری کو اس کے چہرہ کی لوح کی صفائی پر یہ سطریں نظر آئیں۔ کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ رات کے طرہ میں صبح کی پیشانی نے برقعہ پہن لیا۔ آفتاب کے خود کے چہرہ سے خلا کی اوڑھنی کھل گئی۔ نوروں کے پانی دن کی نہروں میں جاری ہیں۔

قدم کے حکم کا خطیب مصنوع کے یقین کے منبر پر خطبہ پڑھتا ہے۔ کہ ہم نے دن کو معاش بنایا پھر تقدیر کا ہاتھ تدبیر کے مسئلہ کو پلٹ دیتا ہے۔ تب ظلمت کے زنگیوں سے روشنیوں کے ترک بھاگ جاتے ہیں۔ آفتاب کے گلابی رخسارے زعفرانی ہو جاتے ہیں۔ دن کے قد کی شاخوں میں لاغری کا پانی جاری رہتا ہے۔ اوروں کے رخساروں کی زلفوں پر ظلمت کی کستوری پڑ جاتی ہے آسمان کا باغ ستاروں کے پھولوں سے آراستہ ہو جاتا ہے۔ ظلمتوں کا لشکر کنارے کے میدانوں میں چلتا ہے۔ اندھیرے کے خیمے عالم کے تمام اطراف پر نصب ہو جاتے ہیں۔ رات کا آنے والا زمین کے ہر ایک زندہ کی آنکھ ڈھانپ لیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب حکم کا موذن اذان دیتا ہے اور تقدیر کے ہاتھ سے ظلمت کی چادروں کو لپیٹ دیتا ہے۔ اور رات کا آخری حصہ پورا ہو

جاتا ہے۔ تو تقدیر کا اسرافیل صورتوں کے نرسنگا میں پھونک مارتا ہے۔ تاکہ رات کی لحدوں کے مردے اٹھ کھڑے ہوں۔

پھر اچانک صبح کی روشنی کے ستون پھٹ جاتے ہیں۔ زمین کی سواری کی چیل موجودات کے تمام اطراف میں عارفین کے قاصدوں سے کہتی ہے کہ تم لیلیٰ کے گھر کی طرف جانے کا شوق کرو۔ ہم اس کو زندہ کرتے ہیں۔

رات وہ بادشاہ ہے کہ تمام جہات آبادی کا مالک ہے۔ وہ ایسا بادشاہ ہے کہ زمین کے تمام شہروں کا مالک ہے۔ اس کے لشکر اس طرح چلتے ہیں جیسے بارش کے سیلاب ہر قطرہ میں ہر ایک کے سر پر اس کے جھنڈے کا میٹھا پانی گرتا ہے۔ اس کے خیمہ کی رسیاں وجود پر تنی جاتی ہیں۔ بخشش کا منادی اس کی مدد کے غلبہ سے پکارتا ہے۔ کہ تمہارے لئے رات بنائی ہے۔ کہ تم اس میں آرام پاؤ۔ رات عارفوں کا باغ ہے۔ رات کے وقت بخششوں کی نفیس چیزیں اہل معرفت کو حاصل ہوتی ہیں۔ اندھیرے میں سید ابو جود (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قاب قوسین تک سیر کرائی۔ بعض عارفین کا یہ حال تھا کہ جب ان پر رات آتی تو یہ فرماتے تھے کہ مرحبا اس کو جو کہ محبوب ارواح کے وصل کی خوشخبری دیتی ہے۔ فجر کی تلوار ہمیشہ اندھیرے کے میان میں چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو دن کی روشنی کا ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ تب وہ دیکھنے والے کی آنکھوں کے لئے روشنی پھیلا دیتا ہے۔

اے شخص تجھ کو خدا نے اس لئے نہیں پیدا کیا کہ تو دن کو سعی کرتا رہے اور رات کو سو جائے بلکہ تجھ کو ہر ایک میں وظیفہ ہے اور خدمات ہیں۔ تاکہ تو ان کی وجہ سے صانع کا تقرب ڈھونڈے۔ اور اس کے سبب تجھ پر جو عالم کے پیدا کرنے کا حق واجب ہے۔ وہ ادا ہو جائے گا۔

آسمان نور کی شکلوں کا محل ہے۔ آسمان کی آنکھوں کی تروتازگی ہے اور شہاب رحم کے لئے ہیں۔ ستارے زینت کے لئے ہیں۔ آفتاب پھلوں کے

پکنے اور سبزیوں کی پرورش کے لئے ہے۔ چاند اوقات و زمانہ کے اندازوں کے سمجھنے کے لئے انسانوں کی طبیعتوں کے اندازہ کے موافق ہے۔ پس ربیع تو جوانی کی تروتازگی کی طرح ہے۔ اور موسم گرما جوان کے بالغ ہونے کی طرح ہے۔ موسم خریف ستر (برس) کی قوت والے کے برابر ہے۔ موسم سرما نہایت ہی ضعیف موت کے قریب ہے۔ یہ عزیز علیم کی تقدیر ہے ہمیشہ خلاء کا آئینہ بادل کے زنگ سے پاک و صاف ہے۔ بادل کی کدورتوں سے صاف ہے۔ یہاں تک کہ اس میں نظروں کے وجود کے خیالات دکھائی دیتے ہیں۔ تب آسمان کا کنارہ آفتاب کی روشنی کے چھپنے کے سبب سیاہ ہو جاتا ہے۔ شہابوں کی عروسیں ظلمت کے سوراخ سے سوراخ دار ہو جاتی ہیں۔ بادلوں کے شیر بارش کے جنگلوں میں گرجتے ہیں۔ بجلی کی تلوار بادل کے میان سے نکالی جاتی ہیں۔ ہوائیں ناامید بادلوں کو حاملہ کر دیتی ہیں۔ بارش روتی ہے تاکہ باغ کے دانت بنیں۔ قطروں کا اسرافیل سبزی کی صورتوں میں صور پھونکتا ہے۔ تاکہ عدم کی لحدوں سے کھڑی ہو جائیں۔ اور پھولوں کے پیش ہونے کے دن میں دیکھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے پیش ہو جائیں تقدیر کا تعمیر کرنیوالا کل کے حال کی اس زبان سے تعبیر کرتا ہے۔ کہ "پس تم دیکھو اللہ کی رحمت کے آثار" ہر مخلوق میں ایک بھید ہے کہ جس پر عقلیں نہیں ٹھہرتیں۔

ہر موجود میں ایک خزانہ ہے۔ کہ جس کی طرف خطرات کے ہاتھوں سے اشارہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہر ایک موجود میں ایک زبان ہے۔ جو کہ اس کی توحید کی باتیں کرتی ہیں۔

ہر ایک مخلوق میں عبرتیں ہیں - جن میں دیکھنے والوں کی فکریں حیران ہیں۔ اور ان دونوں سے ہدایت والوں کی عقلیں جاتی رہتی ہیں۔ اصحاب قرب کی معرفتیں اس میں مدہوش ہوتی ہیں۔ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو اپنی عجیب صنعت کی خبر دی ہے۔ کہ میں آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہوں۔

خبر دی ہم کو شیخ شریف ابوالعباس احمد بن ابی عبداللہ محمد بن محمد ہزار دی حسینی بغدادی نے قاہرہ میں 673 میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں 629 میں۔

اور خبر دی ہم کو ابوالفضل احمد بن شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن اسماعیل واسطی اصل بغدادی گھر والے نے قاہرہ میں 681 میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے بغداد میں 625 میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن برکت بن محفوظ بغدادی مشہور ابن الدبیقی نے بغداد میں 611 میں کہا سنا ہم نے اپنے شیخ محی الدین بغدادی عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ بغداد میں کرسی پر بیٹھ کر فرماتے تھے۔ 558 میں کہ پچیس سال تک عراق کے جنگلوں میں تنہا سیر کرتا رہا۔ اور چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی تو پندرہ سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر قرآن شریف ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر پڑھتا تھا۔ میرے ہاتھ میں ایک میخ تھی جو کہ دیوار میں گڑھی ہوئی تھی۔ نیند کے خوف سے یہاں تک کہ صبح کے وقت سارا قرآن پڑھ لیتا۔

میں ایک رات سیڑھی پر چڑھتا تھا۔ تب میرے نفس نے مجھ سے کہا کہ اگر تو ایک گھڑی سو رہتا اور پھر کھڑا ہو جاتا تو کیا تھا۔ پھر جس جگہ مجھے یہ خطرہ پیدا ہوا تھا۔ وہیں کھڑا ہو گیا۔ اور ایک پاؤں پر کھڑا رہا۔ قرآن شریف کو شروع کیا۔ اور آخر تک ایسی حالت میں پہنچا دیا۔

میں تین دن سے لے کر چالیس سال ایسے حال میں گزار دیتا تھا کہ میں کچھ نہ کھاتا تھا۔ میرے سامنے نیند شکل بن کر آتی۔ تب میں اس پر چلاتا تھا۔ وہ تو چلی جاتی تھی۔ دنیا اس کی خوبصورتی اس کی خواہشات اچھی اور بری صورتوں میں میرے سامنے آتی تھیں۔ پھر ان پر چلاتا تھا۔ تب وہ چلی جاتی تھیں۔

میں ایک برج میں جس کو آج عجمی کہتے ہیں۔ گیارہ سال تک رہا ہوں۔ اور میرے دیر تک اس برج میں رہنے کے سبب اس کا نام برج عجمی پڑ گیا۔ میں نے اس میں خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ میں نہیں کھاؤں گا۔ حتیٰ کہ لقمہ دیا جاؤں اور نہ پیوں گا یہاں تک کہ پلایا جاؤں۔ تب میں اس میں چالیس دن تک رہا اور میں نے کچھ نہ کھایا تھا۔ پھر چالیس دن بعد میرے پاس ایک شخص آیا۔ اس کے پاس روٹی تھی۔ اس نے میرے سامنے رکھ دی اور چل دیا۔ اور مجھے چھوڑ گیا۔ میرا نفس اس کے قریب ہوا کہ بوجہ سخت بھوک کے کھانے پر گرے۔

تب میں نے کہا کہ واللہ میں اپنے عہد کو جو اپنے پروردگار سے کیا ہے۔ نہ توڑوں گا۔ پھر میں نے اپنے اندر سے چلانے والے کی آواز سنی کہ بھوک بھوک پکارتا ہے۔ مگر میں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ پھر میرے پاس سے شیخ ابوسعد حرمی گزرے اور انہوں نے چلانے والے کی آواز سنی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ نفس کا اضطراب ہے لیکن روح اپنے مولیٰ عزوجل کی طرف آرام سے لگی ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ازج کے دروازہ کی طرف آؤ۔ اور چل دیئے۔ اور مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیا۔ میں نے دل میں کہا کہ اس مکان سے میں بجز خدا کے حکم کے نہ نکلوں گا۔ تب میرے پاس ابوالعباس خضر علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ آپ کھڑے ہوں اور ابوسعد کے دروازہ تک چلیں۔ پھر میں ان کی طرف گیا۔ وہ اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑے تھے۔ اور میرا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا اے عبدالقادر کیا تم کو میری بات کافی نہ ہوئی کہ میری طرف آئے حتیٰ کہ تجھ کو خضر وہی بات کہیں جو میں نے کہی تھی۔ انہوں نے مجھے اپنے گھر داخل کیا۔

میں نے دیکھا کہ کھانا تیار ہے۔ پھر وہ مجھے لقمے دیتے تھے۔ یہاں تک کہ

میں سیر ہو گیا۔ پھر انہوں نے مجھے اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنایا اور ان کے پاس شغل ذکر کرتا رہا اور پہلے اس سے میں اپنے سفر میں تھا تو میرے پاس ایک شخص آیا جس کو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم میرے پاس رہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا ہاں اس نے کہا اس شرط سے کہ میری مخالفت نہ کرے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ یہاں بیٹھا رہ۔ یہاں تک کہ میں آؤں پھر وہ مجھ سے ایک سال تک غائب ہو گیا۔ پھر وہ میرے پاس آیا۔ تو میں اسی مکان میں تھا۔ تب وہ میرے پاس تھوڑی دیر بیٹھا۔ پھر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اس مکان سے نہ اٹھنا یہاں تک کہ میں آؤں۔ پھر مجھ سے اور ایک سال تک غائب رہا۔ پھر آیا تو میں اسی مکان میں تھا۔ تب وہ میرے پاس ایک گھڑی بیٹھا پھر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ میرے آنے تک یہاں سے نہ ہٹنا پھر ایک سال تک غائب رہا۔ پھر لوٹا اور اس کے ساتھ روٹی دودھ تھا۔ مجھ سے کہا کہ میں خضر ہوں اور مجھے حکم ہے۔ کہ میں تمہارے ساتھ روٹی کھاؤں۔ تب ہم دونوں نے وہ روٹی کھائی۔

پھر مجھ سے کہا کہ اٹھو۔ اور بغداد میں جاؤ۔ ہم دونوں بغداد میں آئے شیخ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ ان دنوں کیا کھایا کرتے تھے۔ فرمایا کہ گری پڑی چیزیں۔

اور فرمایا رضی اللہ عنہ نے اے عارفین کے گروہ اپنے رب عزوجل کا کلام عقلوں کے کانوں سے سنو۔ اور اپنے خالق کی بات کو سمجھ کے کانوں سے سنو وہ اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اس کے احکام کے معانی کو دلوں کی فکروں سے سوچو۔ اپنی روحوں کی مکھیوں سے اس کے حکم کے شہد کو شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درختوں کے شگوفوں سے حاصل کرو۔

اپنے دل کی آنکھوں سے تقدیر کی شاخوں کے تصرفات میں اس کی قدرت کے آثار دیکھو اور علم کے چشمہ کو اپنے نفسوں کے گدلے پن سے

صاف کرو اور ارواح کی مکھیاں موجودات کے وجود کے پیشتر کن کے گھونسلوں سے توحید کے باغ کے میدان میں اڑیں تاکہ انس کے درختوں کے پھولوں سے چریں۔ معرفت کی شاخوں کے پھلوں سے کھائیں۔ قدس کے وطنوں میں عزت کے پہاڑ کی چوٹیوں پر اپنے گھر بنائیں۔ قرب کے راستوں میں اپنے پروردگار کی طرف بلند درگاہ میں مقام قرب میں چلیں حضور کی شراب بلند ہمتوں کے ہاتھوں سے حاصل کریں۔

تب تقدیر کے شکاری نے تکلیف کے جال کے ساتھ ان کو شکار کیا امر کے ہاتھوں سے مشکلوں کے پنجروں میں قید کر دیا۔ پھر اس کی عمدہ بناوٹ نے شکلوں سے ان کو بہلا دیا۔ بشریت کے مکانوں سے محبت کرنے لگے۔ اپنے پاک بزرگ وطن کو بھول گئے۔ تب تیرے رب نے ارواح کی مکھی کی طرف وحی کی کہ تو اپنے رب کے راستوں کی طرف عاجز ہو کر شکلوں کے تنگ راستوں میں چل۔ شریعت کے پھلوں میں سے کھا۔ حقیقت کے انوار کے پھولوں سے چر۔ پھر جب اس کا پرندہ اڑا کہ محبت کے دانہ کو مجاہدہ کے باغوں سے چرے تو منت کے جال میں پکڑا گیا۔ اور درستی کے تالاب میں بلا کا پانی دیکھا۔ اور کہا کہ عمدہ باغ سے کیسے خلاصی ہو۔ لیکن اس کا پھل کڑوا ہے۔ چشمہ تو میٹھا ہے۔ لیکن اس کا کنارہ غرق کر دینے والا ہے۔

تب اس کو صدق طلب کی سواریوں کے ہانکنے والے نے خیر خواہی کی زبان سے پکارا کہ اے ارواح کی محبت کے شیفتو اور اے عارفین کی آرزوؤں کی عنایت میں جلنے والو تم میں اور تمہارے مطلوب میں سوا صورتوں کے پردے اٹھا دینے کے اور کچھ نہیں اور تم کو اس سے سوا شکلوں کے پردوں کے اور کوئی روک نہیں سکتا۔ سو تم اس کی طرف عشق کے پردوں سے اڑو اور اس کے بعد ابدی حیات طلب کرو۔ اپنے ارادوں کی شہوات سے مرجاؤ تا کہ وہ تم کو اپنے پاس صدق کے مقام پر زندہ کرے۔ پس بلا عارفین کے

روحوں کے پھول ہیں۔ اور تکالیف واصلین کے اسرار کی نعمتیں ہیں۔ اور دوستی دو تارے ہیں کہ سعادت کے آسمان پر طلوع کرتے ہیں۔ محنت اور محبت دو پھول ہیں جو کہ قرب شاخ میں چمکتے ہیں۔ بڑی بلا محبوب کا گم ہونا ہے بڑی تکلیف محبوب کا نہ ملنا ہے۔

اے عارفین کے گروہ حول اور قوت سے برات حقیقت توحید کے سوا حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہر چمک دار کا عقل کی آنکھ سے مٹا دینا صرف تفرید ہے طمع کے ہاتھ سے ہر ایک موجود کا گرا دینا عین تجرید ہے۔ کہ دے اللہ پھر تم ان کو چھوڑ دو کہ اپنے کام کاج میں کھیلتے رہیں۔

جب ملا ئکہ نے ارواح کی مکھی کی طرف دیکھا کہ وہ اسرار غیب کے پردوں میں چھپی ہوئی اور وصل کے جھاڑ کے سایہ میں ساکن مہربانی کی پست زمین کے مہد میں قرار یافتہ ہے۔ تو اس پر قرب کی ہوا چلتی ہے۔ اسکی مجلس میں انس کی روح کے پھول مہکتے ہیں۔

اس کے لئے معارف کے نور کی بجلی چمکتی ہے۔ مشاہدہ کی شراب کے سکر کے نشے اس کے کندھوں کو ہلاتے ہیں۔ خطاب کی کہانیوں کی بس ان کے ہم نشین ہوتی ہے۔ ملکوت اعلیٰ کی خوشبو ان کی خوش حالی کو معطر کر دیتی ہے۔ نور کی صورتوں کی آنکھیں ان کے انوار کی بلندیوں تک ان کے اطوار میں ہوتی ہیں۔

پھر تقدیر نے کہا کہ اے نور کی عبادت گاہوں کے رہنے والو اس شرف کے درجہ تک اڑنے والے پرندو ایسے پرندہ کی طرف دیکھو جو کہ شرف اعظم کے درخت کے گھونسلے سے اڑتا ہے۔ جس کو احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔ اس کے اڑنے کی جگہ خلد کا میدان قاب قوسین ہے وہ اپنی بزرگی کے بازو سے اڑا۔ اسی کی ہدایت کے نور سے ان بزرگ گھونسلوں کی طرف لوگ بڑے ہیں۔ اس کی شرع کی اتباع سے اس وصف والے درخت کی

شاخوں پر اترے ہیں۔ ان کی عقلوں کی آنکھوں کے لئے یہ نور چمکا۔ اس کی برکت کے نگہبان کی وجہ سے اس مقام تک پہنچے۔ وہ ایک ہدہد بلقیس غیب کے شہروں سے عقول کے سلیمان کی طرف یقینی خبر اور ایسی کتاب کے ساتھ کہ ”جس کے آگے پیچھے باطل امر نہیں آتا ٹوٹتا ہے جب اس پر اس کے محبوب کے واردات آتے ہیں تو کہتا ہے کہ تم جیسا نہیں ہوں۔

وہ انبیاء پر ایسے مرتبے سے جو کہ اس کے پروردگار کے پاس سے ہے ممتاز ہے۔ اس کے روح کی مکھی معراج کی شب میں اس درخت کے پھول سے کہ فاوحی الخ۔ نہ ہے (یعنی پس اپنے بندے کی طرف وحی کی) چرتی ہے۔ اس کی شرافت کے سر پر موتی نچھاور کئے۔ کہ بے شک اپنے رب کے بڑے نشانات کو اوادنی کی مجلس میں دیکھا۔ آپ کی وجہ سے زمانہ کی خوبصورتی کا چادر مکان کی خوبصورتی کے کندھوں پر ہے۔

اس بندہ کی بھلائی خدا کے لئے ہے کہ اپنے دل کے کان اور اس کلام کے سننے میں اپنی طبیعت کی غفلت کو پردہ نہیں بناتا۔ اور خدا تعالیٰ کے اس قول پر عمل کرتا ہے کہ ”پھر وہ ناگاہ دیکھنے والے ہوتے ہیں۔

شیخ کے تھیلیوں کو نچوڑنے سے اشرفیوں کا خون میں بدل جانا

بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابوالعباس خضر بن عبداللہ بن یحییٰ حسن موصلی نے قاہرہ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے موصل میں 623 میں کہا کہ تم ایک رات اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ بغداد میں تھے۔ تب آپ کی خدمت میں بادشاہ مستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف حاضر ہوا۔ اس نے آپ کو سلام کہا اور نصیحت چاہی۔ آپ کو دس

تھیلیاں پیش کیں جن کو دس غلاموں نے اٹھایا ہوا تھا۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے ان کی حاجت نہیں۔ اور قبول کرنے سے انکار کیا اس نے بڑی عاجزی کی تب آپ نے ایک تھیلی تو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑی اور دوسری بائیں ہاتھ میں۔ اور دونوں کو ہاتھ میں نچوڑا۔ تب وہ خون ہو کر بہہ گئیں۔

آپ نے فرمایا کہ اے ابوالمظفر کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کہ لوگوں کا خون لیتے ہو اور میرے سامنے لاتے ہو۔ وہ بیہوش ہو گیا۔ تب شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معبود کی عزت کی قسم ہے کہ اگر اس کے رشتہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لحاظ نہ ہوتا تو البتہ میں خون کو چھوڑتا کہ وہ اس کے مکان تک بہتا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے خلیفہ کو ایک دن آپ کی خدمت میں دیکھا اس نے عرض کیا کہ میں آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ میرا دل تسلی پائے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں غیب سے سیب چاہتا ہوں۔ اور تمام عراق میں وہ زمانہ سیب کا نہ تھا۔

آپ نے ہوا میں ہاتھ بڑھایا تو دو سیب آپ کے ہاتھ میں تھے۔ اس نے کہا کہ یہ کیا بات ہے۔ آپ نے سیب کو کاٹا تو نہایت سفید خوشبو دار تھا۔ اس سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

اور مستنجد نے اپنے ہاتھ والے کو کاٹا تو اس میں کیڑے تھے۔ اس نے کہا کہ یہ کیا بات ہے۔ آپ کے ہاتھ کا تو میں (اچھا عمدہ) دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ابوالمظفر! تمہارے سیب کو ظلم کے ہاتھ لگے تو اس میں کیڑے پڑ گئے۔

مرید اور مراد کی تعریف

اور فرمایا رضی اللہ عنہ نے ارادہ اور مرید اور مراد اور۔ ارادہ تو یہ ہے کہ جس کی عادت ہو۔ اس کو چھوڑ دے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ دل کا مطلب حق میں اٹھنا اور ماسویٰ کا ترک کر دینا۔ جب بندہ اس عادت کو چھوڑ دے جو کہ دنیا اور آخرت کے مزے ہیں۔ تو اس وقت اس کا ارادہ مجرد ہو جاتا ہے۔ پس ارادہ ہر امر کا مقدمہ ہے۔ اسکے بعد مقصد ہوتا ہے۔ پھر فعل اور وہ ہر سالک کے راستہ کی ابتداء ہے - وہ ہر قصد کرنے والے کی پہلی منزل کا نام ہے۔

اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اور " مت نکال ان کو جو کہ اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں۔ اور اسی کی ذات کے خواہشمند ہیں۔ تم اپنی آنکھوں کو ان سے اور طرف نہ پھیرو۔ کیا تم دنیا کی زینت کا ارادہ رکھتے ہو۔

سو آپ کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ صبر کرو۔ ان کے ساتھ رہو۔ ان کی صحبت میں نفس کو پابند رکھو۔ ان کی تعریف کی کہ وہ خدا کی ذات عزوجل کے ارادت مند ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم اپنی آنکھوں کو ان سے اور طرف نہ پھیرو کیا تم دنیا کی زینت کا ارادہ رکھتے ہو۔

پس اس سے ظاہر یہ کیا کہ ارادہ کی حقیقت یہ ہے۔ کہ اللہ عزوجل کی ذات کا فقط ارادہ کیا جائے۔ زینت دنیا و زینت آخرت کا ارادہ نہ ہو۔

اب رہا مرید اور مراد سو مرید تو وہ ہے کہ جس میں یہ باتیں ہوں۔ وہ اس صفت کے ساتھ موصوف ہو۔ ہمیشہ اللہ عزوجل اور اپنے مولا کی اطاعت کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ دوسروں سے اعراض کرتا ہے۔ اسی کی بات کو مانتا ہے۔ اپنے رب عزوجل کی بات سنتا ہے پس کتاب و سنت پر عمل کرتا ہے۔ اور اس کے ماسویٰ بہرہ ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ سبحانہ کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے۔

اپنے اور تمام مخلوق میں سوا خدا کے فعل کے اور کسی کا فعل نہیں جانتا۔ اس کے غیر سے اندھا ہو جاتا ہے۔ گویا اس کے سوا اور کسی کو حقیقی فاعل نہیں جانتا۔ بلکہ غیر کو آلہ اور سبب محرک مدبر خیال کرتا ہے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیرا کسی شے کو دوست رکھنا۔ تجھے اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔ یعنی غیر محبوب سے تجھے اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ تو اپنے محبوب سے مشغول ہو جاتا ہے۔ پس وہ دوست نہیں بناتا۔ یہاں تک کہ وہ ارادہ کرتا ہے۔ اور ارادہ نہیں کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا ارادہ تنہا ہو جاتا ہے۔ تنہا ارادہ نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اسکے دل میں خوف کا انگار نہ ڈال دیا جائے کہ وہ تمام چیزوں کو جو وہاں ہیں جلا دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (بلقیس کے مقولہ) میں کہ بادشاہ لوگ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔ تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اور وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔

جیسا کہ کہا گیا ہے کہ وہ ایک سوزش ہے کہ ہر وحشت کو ذلیل کر دیتی ہے اس کی نیند غلبہ ہے ۔ کھانا اسکا فاقہ ہے۔ اس کا کلام ضرورت ہے۔ اس کا نفس چلاتا ہے ۔ تو وہ اس کی محبوب چیز کا کبھی جواب ہی نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خیر خواہی کرتا ہے۔ اور خلوت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنے گناہوں سے صبر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قضا سے راضی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے امر کو اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر سے حیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب چیزوں میں اپنی سعی کرتا ہے۔ اور ہمیشہ ایسے امر کے درپے رہتا ہے۔ جو کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا سبب ہو۔ گوشہ نشینی اور خفیہ رہنے کو پسند کرتا ہے۔ خدا کے بندوں کی تعریف کو پسند نہیں کرتا۔ اپنے رب عزوجل کے نزدیک کثرت نوافل سے جو محض اللہ تعالیٰ کے لئے خالصتاً ہوں دوست بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ سبحانہ تک پہنچ جاتا

ہے۔ تب وہ اولیاء اللہ اور اس کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ پس اس وقت اس کا نام مراد اللہ پڑ جاتا ہے۔ اور اس سے اللہ کے راستے پر چلنے والوں کے بوجھ اتار دیئے جاتے ہیں۔ اللہ کی رحمت و عنایت کے پانی سے غسل دیا جاتا ہے اس کے لئے خدا کے پڑوس میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ اس کو طرح طرح کی خلعتیں ملتی ہیں۔ وہ اللہ کی معرفت اس کا انس و سکون تسلی ہے۔

پھر وہ اللہ کی حکمت و اسرار کی باتیں صریح اذن کے بعد بولنے لگتا ہے۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی خبر بھی بتاتا ہے۔ وہ ایسے القاب سے ملقب ہوتا ہے کہ اللہ کے ولیوں میں ممتاز ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے خاص دوستوں میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کے وہ نام رکھے جاتے ہیں۔ جن کو خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ ایسے اسرار پر مطلع ہوتا ہے کہ اسی سے مخصوص ہیں۔ وہ غیر اللہ کے پاس اور اس کو ظاہر نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ سے سنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قوت کے ساتھ بولتا ہے اور پکڑتا ہے۔ اللہ کی اطاعت میں سعی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کو تسکین ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کے ساتھ سوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کو اس کے کلام اور اس کی پناہ میں یاد کرتا ہے۔ اب وہ خدا کے امینوں گواہوں اس کے زمین کے اوتادوں (میخوں) اس کے ثابت قدم بندوں دوستوں سے ہو جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہمیشہ میرا بندہ مومن نوافل کے ساتھ سے تقرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو دوست بناتا ہوں۔ پھر جب میں اس کو دوست بناتا ہوں۔ تو میں اس کے کان' اس کی آنکھ' اس کی زبان' اس کا ہاتھ' اس کا پاؤں اور اس کا دل بن جاتا ہوں۔

پس وہ مجھ سے سنتا ہے اور مجھ سے دیکھتا ہے۔ مجھ سے باتیں کرتا ہے

مجھ سے سمجھتا ہے۔ مجھ سے پکڑتا ہے۔ اب یہ بندہ ہے کہ جس کی عقل بڑی عقل ہوتی ہے۔ اس کی حرکات شہوانیہ رک جاتی ہیں۔ اس لیے کہ وہ خدا کے قبضہ میں ہیں۔ اس کا دل اللہ عزوجل کے اسرار کا خزانہ بن جاتا ہے۔

پس یہ اللہ عزوجل کی مراد بن جاتا ہے۔ اگر تو اے خدا کے بندے اس کی معرفت کا ارادہ کر لے۔ مرید تو مبتدی ہے اور مراد منتہی ہے۔ مرید وہ ہے۔ جس کو عبادت کی آنکھ کا نشانہ رہے اور مشقوں میں ڈالا جائے۔

مراد وہ ہے کہ مشقت کے سوا اس کا کام ہو جائے۔ مرید رنج میں پڑا رہتا ہے اور مراد اپنے خدا کی مہربانی والوں میں ہے۔ پس قاصدین مبتدئین کے حق میں خدا کی سنت میں وہ امر ہے کہ وہ مجاہدات کے لیے اللہ عزوجل کی توفیق سے پورا اور جاری ہو چکا۔ پھر ان کو اپنی طرف پہنچا دینا۔ ان سے بوجھ اتار دینا بہت سے نوافل میں ان کی تخفیف کر دینا شہوات کا ترک تمام عبادات میں فرائض و سنن پر پابند رہنے پر قیام کرنا دلوں کی حفاظت و حدود و مقام کی محافظت دلوں میں ماسوی الحق عزوجل سے انقطاع ہونا اب ان کے ظاہر حالات تو مخلوق کے ساتھ ہوتے ہیں اور باطن اللہ عزوجل کے ساتھ ان کی زبانیں خدا کے حکم کے لیے ہیں۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے علم کے لیے ان کی زبانیں بندگان خدا کی خیر خواہی کے لیے ہیں۔ ان کے اسرار خدا کی امانتوں کی حفاظت کے لیے ہیں۔ گویا ان پر خدا کا سلام اور اس کے تحفے اس کی برکتیں اس کی رحمتیں ہوں۔ جب تک زمین و آسمان میں اور اس کے تحفے اس کی برکتیں اسکی رحمتیں ہوں۔ جب تک زمین و آسمان میں اور خدا کے بندے اس کی اطاعت اور اس کے حق و حدود کی حفاظت کے لیے قائم ہیں۔

مرید اور مراد میں فرق

مرید کا دوست عملی سیاست ہے۔ مراد کا دوست حق کی رعایت ہے۔ کیونکہ مرید چلتا ہے اور مراد اڑتا ہے۔ یہ چلنے والا اڑنے والے کو کب مل سکتا ہے یہ بات تجھ کو موسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حال سے معلوم ہو سکتی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام مرید تھے اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں موسیٰ علیہ السلام کی سیر کی انتہا کوہ طور سینا تک ہوئی اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیر عرش لوح محفوظ تک ہوئی۔ مرید طالب ہے مراد مطلوب ہے مرید کی عبادت مجاہدہ ہے۔ مراد کی عبادت بخشش ہے۔ مرید موجود ہے۔ مراد فانی ہے۔ مرید عوض کے لیے عمل کرتا ہے۔ مراد عمل کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ توفیق اور احسان کو دیکھتا ہے۔ مرید راستہ کے چلنے میں دوڑتا ہے۔ مراد ہر راستہ کے مجمع پر کھڑا ہے۔ مرید اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ مراد اللہ عزوجل کے ساتھ دیکھتا ہے۔ مرید اللہ تعالیٰ کے امر کے ساتھ قائم ہے اور مراد اللہ تعالیٰ کے فعل کے ساتھ قائم ہے۔ مرید اپنی خواہش کی مخالفت کرتا ہے۔ مراد اپنے ارادہ سے بیزاری چاہتا ہے۔ مرید خود تقرب چاہتا ہے۔ مراد وہ کہ اس کے ساتھ تقرب ہو۔ مرید حفاظت کرتا ہے۔ مراد دلالت کرتا ہے۔ نعمت و غذا دیا جاتا ہے خواہش کیا جاتا ہے۔ مرید حفاظت کرتا ہے۔ مراد کے ساتھ حفاظت کی جاتی ہے۔ مرید ترقی کرتا ہے۔ مراد پہنچ چکا ہوتا ہے۔ وہ اپنے رب کی طرف جو کہ محل عروج ہے پہنچتا ہے۔ اس کے پاس ہر ایک عمدہ چیز پاتا ہے۔

چار مشائخ کا مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو اچھا کرنا

خبری دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی منصور داری ابو زید عبدالرحمان بن سالم صقرشی ابو عبداللہ محمد بن عبادہ انصاری نے قاہرہ میں 671ھ میں۔ ان سب نے کہا کہ خبردی ہم کو شیخ برگزیدہ ابو الحسن قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاسیون پہاڑ پر 618ھ میں کہا کہ میں اور شیخ ابو الحسن علی بن ہیتی شیخ محی الدین عبدالقادر کی خدمت میں ان کے مدرسہ میں جو کہ ازج کے دروازہ میں تھا۔ 549ھ میں موجود تھے۔ تب ان کے پاس ابو غالب فضل اللہ بن اسماعیل بغدادی ازجی سوداگر حاضر ہوا۔ آپ سے عرض کرنے لگا کہ اے میرے سردار آپ کے جد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوت میں بلایا جائے اس کو دعوت قبول کرنی چاہئے میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے غریب خانہ پر دعوت کے لیے تشریف لائیں۔

آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے اجازت ملی تو آوں گا۔ پھر تھوڑی دیر سر بمراقبہ ہوئے اور فرمایا کہ ہاں چلوں گا۔ تب آپ اپنی خچر پر سوار ہوئے۔ شیخ علی نے آپ کی دائیں رکاب پکڑی اور میں نے بائیں رکاب تھامی۔ اس کے گھر میں ہم آئے۔ دیکھا تو اس میں بغداد کے مشائخ علماء و اراکین جمع ہیں اور دسترخوان بچھایا گیا جس میں تمام شیریں و ترش اشیاء خوردنی موجود تھیں اور ایک بڑا ٹکڑا لایا گیا جو کہ سر بمہر تھا۔ دو شخصوں نے اس کو اٹھایا تھا۔ اس کو دسترخوان کے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ تب ابو غالب نے کہا کہ بس اللہ اجازت ہے۔ اس حال میں شیخ مراقبہ میں تھے۔ نہ آپ نے کھایا نہ کھانے کی اجازت دی اور نہ کسی اور نے کھایا۔ اہل مجلس کا یہ حال ہوا کہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

پھر آپ نے مجھ کو اور شیخ علی کو اشارہ کیا کہ وہ صندوق اٹھا لاؤ۔ ہم اٹھے اور اس کو اٹھایا تو وزنی تھا۔ ہم نے اس کو آپ کے سامنے لاکر رکھ دیا۔ آپ

نے حکم دیا کہ اس کو کھولو۔ ہم نے کھولا تو اس میں ابوغالب کا لڑکا موجود تھا۔ جو کہ مادر زاد اندھا اور اس کو گھنیٹا تھا۔ جذابی فالج زدہ تھا۔

تب شیخ نے اس کو کہا کھڑا ہو جا خدا کے حکم سے تندرست ہو کر ہم نے دیکھا تو وہ لڑکا دوڑنے لگا اور بینا ہو گیا۔ کوئی اس کو بیماری کا قسم نہ تھا۔ یہ حال دیکھ کر مجلس میں شور پڑ گیا اور شیخ ایسی غفلت کی حالت میں باہر نکل آئے اور کچھ نہ کھایا۔

اس کے بعد شیخ ابوسعد قیلوی کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا شیخ عبدالقادر مادر زاد اندھے اور برص والے کو اچھا کرتے ہیں اور خدا کے حکم سے مردہ زندہ کرتے ہیں۔

اور ایک دفعہ میں آپ کی مجلس میں 559ھ میں حاضر ہوا تو آپ کی خدمت میں رافضیوں کی ایک جماعت دو ٹوکرے بند ہوئے سربمہر لائی اور کہنے لگے کہ ہم کو بتاؤ ان میں کیا ہے۔ تب آپ کرسی سے اتر بیٹھے اور ایک ٹوکرے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں ایک لڑکا ہے۔ جس کو گنٹھیا کی مرض ہے اور اپنے فرزند عبدالرزاق کو حکم دیا کہ اس کو کھولو۔ انہوں نے اس کو کھولا تو دیکھا کہ اس میں لڑکا گنٹھیا والا موجود ہے۔

آپ نے اس کو فرمایا کہ کھڑا ہو جا۔ تب وہ کھڑا ہو کر چلنے پھرنے لگا۔ پھر دوسرے ٹوکرے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں ایک لڑکا ہے۔ جو کہ تندرست ہے اور کوئی اس کو بیماری نہیں اور اپنے فرزند مذکور کو حکم دیا کہ اس کو کھولو۔ کھولا تو اس میں ایک لڑکا تھا۔ وہ اٹھ کر چلنے لگا۔ آپ نے اس کے بال پکڑ کر فرمایا کہ بیٹھ تب اس کو گنٹھیہ ہو گیا۔ اس سے اٹھا نہ گیا۔ تب ان سب نے رفض سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اس دن مجلس میں تین آدمی انتقال کر گئے اور میں نے پہلے مشائخ کو پایا جو کہ یہ کہتے تھے کہ چار ایسے شیخ ہیں کہ مادر زاد اندھوں برص والوں کو اچھا کرتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر، شیخ بقا بن بطو، شیخ ابوسعد قیلوی، شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چار مشائخ کا قبروں میں زندوں کی طرح تصرف کرنا

اور میں نے ایسے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ اپنی قبروں میں ایسا تصرف کرتے ہیں جیسا کہ زندہ کرتا ہے۔ وہ شیخ عبدالقادر، شیخ معروف کرخی، شیخ عقیل منجی، شیخ حیاۃ بن قیس حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور بے شک ایک دن میں شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مجھے حاجت معلوم ہوئی تو میں جلدی حاجت سے فراغت پا کر حاضر ہوا۔ تب آپ نے مجھ سے فرمایا کہ مانگ کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں اور مَیں نے چند امور باطنیہ کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا وہ امور لے لے پھر میں نے وہ سب باتیں اس وقت پا لیں۔

متصوف اور صوفی کی تعریف

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متصوف اور صوفی کے بارے میں متصوف تو مبتدی ہے اور صوفی منتہی متصوف وصل کے راستہ کو طے کرنا شروع کرتا ہے۔

اور صوفی وہ ہے کہ رستہ طے کر لیتا ہے۔ وہاں پہنچ چکا ہوتا ہے۔ جس پر قطع اور وصل ختم ہو جاتا ہے۔ متصوف محمل ہے اور صوفی محمول ہے۔ متصوف ہر وزنی اور خفیف شے کو اٹھاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا نفس پگھل جاتا ہے۔ اس کی ہوا و ہوس جاتی رہتی ہے۔ اس کا ارادہ و آرزو لاشے ہو جاتے ہیں۔ تب وہ صاف ہو جاتا ہے۔ اس کا نام صوفی پڑ جاتا ہے۔

پھر اس پر بوجھ لادا جاتا ہے۔ تو وہ تقدیر کا محمول مشیتہ کا کرہ۔ قدس کا

پرورش یافتہ۔ علوم و حکمت کا سرچشمہ امر اور نور کا گھر۔ ابدال و اولیاء کا جائے پناہ۔ مرجع جائے راحت و مسرت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ کلاوہ کی آنکھ درۃ التاج منظر رب ہے۔ جس کی تعریف کی جاتی ہے۔ اپنے نفس اور ہوا اور ارادہ اور شیطان اور دنیا و آخرت سے رنج اٹھانے والا ہے۔ اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اس طرح کہ ان چھ جہتوں اور تمام اشیاء کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ اس کے لیے عمل چھوڑ دیتا ہے ان کی موافقت اور قبول کو ترک کر دیتا ہے۔ اپنی صفائی باطن میں لگا رہتا ہے۔ اس کی طرف میلان اور شغل رکھتا ہے پھر اپنے شیطان کی مخالفت کرتا ہے۔ دنیا کو ترک کرتا ہے۔ اپنے ہم نشینوں اور تمام خدا کی مخلوق کو اللہ عزوجل کے حکم سے اپنی آخرت کی طلب کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔

اپنے نفس اور ہوا سے اپنے اللہ عزوجل کے حکم سے مجاہدہ کرتا ہے اپنی آخرت اور ان سب نعمتوں کو اللہ عزوجل نے اپنے اولیاء کے لیے آخرت میں جنت کے درمیان تیار کیا ہے۔ اپنے مولا کی رغبت کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے وہ دونوں جہان سے نکل جاتا ہے۔ وہ حادثات سے نکل جاتا ہے اور خدا کے لیے جوہر بن جاتا ہے۔ پھر اس سے تمام علاقے اسباب اہل و اولاد کے منقطع ہو جاتے ہیں۔ اس سے تمام جہات بند ہو جاتے ہیں۔ اسی کی ذات میں جہات کی طرف اور دروازوں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ وہ رب انام اور رب الارباب کی قضا پر راضی ہوتا ہے۔ اس میں گزشتہ اور آئندہ کی بابت خدائی فعل کرتا ہے۔ وہ پوشیدہ اور اسرار کی باتوں اور ان باتوں کا جن کے ساتھ اعضاء حرکت کرتے ہیں اور جن کو دل اور نیتیں چھپتی ہیں خبردار ہو جاتا ہے۔

پھر اس دروازہ کے سامنے ایک اور دروازہ کھل جاتا ہے۔ جس کو بادشاہ دیان کے قرب کا دروازہ کہا جاتا ہے۔ وہ انس کی مجالس کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔ توحید کی کرسی پر بیٹھتا ہے۔ پھر اس سے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں اور

فردانیت کے گھر میں داخل ہوتا ہے۔ اس سے جلال و عظمت ظاہر ہوتی ہے۔
جب اس کی نگاہ جلال و عظمت پر پڑتی ہے۔ تو وہ اپنی نیستی سے باقی رہتا
ہے۔ اپنے نفس و صفات اپنے حول و قوت حرکت و ارادہ' خواہش اور دنیا و
آخرت سے فانی ہوتا ہے۔ اور وہ ایسے بلوری برتن کی طرح ہو جاتا ہے۔ جو کہ
صاف پانی سے بھرا ہوا ہو۔ اس میں شکلیں نظر آتی ہوں۔ پھر اس پر سوائے
تقدیر کے اور کوئی حکم نہیں کرتا۔ امر کے سوا کوئی اس کو موجود نہیں کرتا۔ وہ
اپنے اور اپنے نصیبہ سے فانی ہے۔ اپنے مولا اور حکم سے موجود ہے۔ وہ
خلوت نہیں طلب کرتا۔ کیونکہ خلوت موجود کے لیے ہوتی ہے۔ وہ ایسے بچے
کی طرح ہوتا ہے۔ جو کہ جب تک کھلایا نہ جائے نہیں کھاتا۔ جب تک پہنایا
نہ جائے نہیں پہنتا۔ پس وہ چھوڑ دیا گیا اور سپرد کیا گیا ہے اور ہم ان کو دائیں
بائیں طرف پلٹتے ہیں۔" الایہ۔

صوفی کو صوفی کیوں کہتے ہیں

وہ موجود ہے اور جدا ہے۔ لوگوں کے درمیان تو جسم کے ساتھ موجود
ہے اور افعال و اعمال اور اسرار ونیات کے لحاظ سے ان سے جدا ہے۔ اس
وقت اس کا نام صوفی پڑتا ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ مخلوق کے تکدر سے پاک
ہے۔ اگر چاہے تو ابدال میں سے اس کا نام ایک ابدال رکھ۔ عیاں میں سے وہ
اپنے نفس اور رب کا عارف ہوتا ہے جو کہ مردوں کو زندہ کرنے والا اور اپنے
اولیاء کو نفوس اور طبیعتوں و خواہشات و گمراہیوں کی ظلمت سے ذکر و معارف
و علوم و اسرار و نور قربت کے میدان کی طرف نکالنے والا ہے۔ پھر اپنے نور
عزوجل کی طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ "اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور
ہے۔" اس کے نور کی مثل اس طاقچہ کی ہے کہ جس میں چراغ ہو۔"

اللہ تعالیٰ مومنین کا دوست ہے ان کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کا ظلمات سے نکالنے کا ذمہ دار ہے۔ ان کو ان باتوں پر مطلع کرتا ہے۔ جن کو لوگوں کے دلوں نے چھپایا ہوتا ہے اور ان پر نیات حاوی ہیں۔

کیوں کہ ان کو دلوں کے جاسوس اور بھید و مخفی اشیاء و خطرات کا امین بنا دیا ہے نہ تو ان کا شیطان گمراہ کرنے والا ہوتا ہے نہ کوئی خواہش جس کی اتباع کی جائے۔ نہ نفس امارہ ہوتا ہے جو کہ بری باتوں کا حکم دیتا ہے اور نہ شہوت غالبہ کہ اس کو ان لذات کی طرف بلاتی ہو جو کہ اس کو ہلاک کر دیں اور اہل سنت و الجماعت سے نکال دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اسی طرح ہم اس سے برائی اور فحش کو دور کرتے ہیں۔ کیونکہ بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے۔" پس ان کو میرے رب نے ان کے نفسوں کی رعونتوں اور حرصوں سے اپنی جبروتی سلطنت سے بچایا ہے پس ان کو ان کے مراتب میں ثابت رکھا۔ اور ان کو توفیق دی کہ وہ اپنے باطن میں صدق پر وفا کریں۔ محل انقطاع و اضطرار میں صبر کریں وہ فرائض کو ادا کرتے ہیں۔ حدود و احکام کی حفاظت کرتے ہیں۔ مراتب کو لازم پکڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ درست ہو جاتے ہیں۔ مہذب پاک صاف اور ادیب ہو جاتے ہیں۔ پاک اور صاف ستھرے فراخ حوصلہ بہادر اور (کارخیر) کے عادی بن جاتے ہیں۔ تب ان کے لئے اللہ عزوجل کی ولایت و تولیت پوری ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمانداروں کا دوست ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ "وہ صالحین کا دوست ہے وہ اپنے مراتب سے مالک الملک کی طرف نکل گئے تھے۔ تب ان کے لیے یہ بات اس کے سامنے مرتب کر دی گئی اور ان کی سرگوشی بہت ہوتی ہے۔ وہ اس سے دل اور اسرار سے سرگوشی کرتے ہیں۔ تب وہ اس کے ماسویٰ سے الگ ہو کر اسی سے مشغول ہو گئے۔ اپنے نفوس اور ہر شے سے الگ ہو کر اسی سے کھیلنے لگے۔

وہ ہر شے کا رب و مولیٰ ہے۔ وہ ان کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ ان کی عقلوں کو قید کرتا ہے۔ ان کو امین بنا دیا۔ پس وہ اس کے قبضہ اور قلعی اور حراست میں ہیں۔ روح قرب سے ناخوش ہوتے ہیں۔ توحید اور رحمت کے میدان میں زندگی بسر کرتے ہیں اور کسی شے سے مشغول نہیں ہوتے۔ مگر جن اعمال کا ان کو حکم ہوتا ہے۔ جب ان کے ابدان کے عمل کا وقت آتا ہے نہ دلوں کے اعمال کا تو ان اعمال میں حفاظت کے معابد میں قلعہ نشیں ہوتے ہیں تاکہ ان کو ان کے شیطان' نفوس خواہشات ضرر نہ پہنچائیں۔

ان کے اعمال شیطانوں کے حصہ اور نفوس کی طرف سے جو کہ ریانفاق عجب' طلب' عوض اشیاء کے ساتھ مشرک و وحول و قوت ہیں بچ رہتے ہیں۔ بلکہ یہ ساری باتیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے پیدا دیکھتے ہیں۔ کسب کی توفیق بھی اسی سے سمجھتے ہیں تاکہ وہ بغیر اس عقیدہ کے سنن ہدیٰ سے نہ نکل جائیں۔ پھر وہ احکام کی بجا آوری اور ان باتوں کی فراغت کے بعد اپنے ان مراتب کی طرف جن کو انہوں نے لازم کر لیا ہے۔ لوٹائے جاتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ ٹھہرتے ہیں اور دلوں سے ان کو محفوظ رکھتے ہیں۔ بے شک وہ بعد اپنے امین بنائے جائیں گے۔ ایک حالت کی طرف نقل کئے جاتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ ٹھہرتے ہیں اور دلوں سے ان کو محفوظ رکھتے ہیں۔ بے شک وہ بعد اپنے امین بنائے جائیں گے۔ ایک حالت کی طرف نقل کئے جاتے ہیں اور ان میں ہر ایک علیحدہ علیحدہ اپنی حالت میں مخاطب کیا جاتا ہے کہ بے شک تو آج کے دن ہمارے نزدیک بامرتبہ امین ہے۔" اس میں وہ اذن کے محتاج نہیں رہتے۔ کیونکہ وہ ایسے ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ کوئی شخص ہو جس کو امر سپرد کیا جائے۔ پس وہ اس کے قبضہ میں ہیں۔ جہاں کہیں وہ اپنے امور میں چلتے ہیں۔

پھر اس بندہ کا دل اپنے رب عزوجل کی محبت و نور و علم و معرفت سے

بھر جاتا ہے۔ وہ اس کے سوا کچھ نہیں سنتا اور یہ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اس کو اس مرتبہ پر بشرط لزوم قائم کیا ہے۔ پھر جب وہ ان شروط کو پورا کرتا ہے اور سوا اس کے اور کسی عمل و حرکت کو نہیں چاہتا اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اس سے تجاوز نہیں کرتا تو اس کو وہاں سے ملک جبروت کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کے نفس پر جبر کرتا ہے۔ اس کی سلطان جبروت کے ساتھ اکرہ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ ذلیل اور عاجز ہو جاتا ہے۔

پھر اس کو وہاں سے ملک سلطان کی طرف لے جاتا ہے۔ تاکہ یہ وعدہ جو اس کے دل میں تھالے جائے یہ ان شہوات کا اصول ہے جوکہ ان میں شمار اور ادب سکھاتا ہے۔ پھر وہاں سے اس کو ملک جمال کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کو پاک صاف کر دیتا ہے۔ پھر ملک عظمت کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ صبر کرتا ہے۔ پھر ملک بہا کی طرف لے جاتا ہے تو اچھا ہوتا ہے۔ پھر ملک بہجہ کی طرف سو وسیع ہوتا ہے۔ پھر ملک ہیبت کی طرف پرورش کیا جاتا ہے۔ پھر ملک رحمت کی طرف مخاطب کیا جاتا ہے اور قوی اور شجاع بنایا جاتا ہے۔ پھر ملک فردیت کی طرف عادی ہوتا ہے۔ پھر مہربانی اس کو غذا دیتی ہے۔ رافت اس کو جمع کرتی ہے۔ اس کی کیفیت اس میں آجاتی ہے۔ محبت اس کو قریب کرتی ہے۔ شوق اس کو نزدیک کرتا ہے۔ مشیت اس کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ جواد عزیز اس کو قبول کرلیتا ہے۔ اس کو قریب و نزدیک کر دیتا ہے۔ پھر اس کو مہلت دیتا ہے۔ پھر اس کو ٹھکانہ دیتا ہے اس سے سرگوشی کرتا ہے۔ پھر اپنی طرف سے اس کو فراخی دیتا ہے۔ پھر اس پر قبض کرتا ہے۔ وہ جہاں جاتا ہے اور ہر مکان حال ہے۔ ہر حال میں اس کے پاس ہے۔ اس کے قبضہ میں ہے۔ وہ اس کے اسرار اور اس پر جو کچھ اپنے رب کی طرف سے مخلوق کو پہنچاتا ہے۔ اس کے امینوں میں سے ایک امین ہے پھر جب وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ تو صفات منقطع ہو جاتے ہیں۔ کلام و عبارات جاتے رہتے ہیں۔

پس یہی مقام دلوں اور عقول کا منتہی ہے اور اولیاء کے حال کی غایت ہے۔ جس طرف وہ لوٹتے ہیں۔ اس کے اوپر کا درجہ انبیاء رسولوں علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ کیونکہ دل کی نہایت بنی کے غایت سے ہوتی ہے۔ صلواۃ اللہ و تحیاتہ و رافتہ و رحمتہ علیہم اجمعین۔

نبوت اور ولایت میں فرق

نبوت اور ولایت میں فرق یہ ہے کہ نبوت ایک کلام ہے جو کہ اللہ عزوجل سے وحی کے طور پر جدا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی روح ہوتی ہے پھر وحی تو گزر جاتی ہے اور اس کو روح کے ساتھ ختم کر دیتا ہے۔ اس میں اس کی قبولیت ہوتی ہے۔ پس وہ کلام ہے۔ جس کی تصدیق لازم ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ کیونکہ اس نے اللہ عزوجل کے کلام کو رد کیا۔

لیکن ولایت اس کے لیے ہے جو کہ اللہ کا ولی ہے۔ وہ اس کی حدیث ہے بطریق الہام پھر اس کی طرف اس کو پہنچا دیتا ہے۔ اس کے لیے اس میں حدیث ہوتی ہے اور یہ حدیث اللہ تعالیٰ سے زبان حق پر جدا ہوتی ہے۔ پھر وہ اس کو قبول کرتا ہے اور تسکین پاتا ہے۔

پس انبیاء کا کلام ہوتا ہے اور اولیاء کی حدیث ہوتی ہے۔ اب جو شخص کلام کو رد کرتا ہے۔ تو کافر ہے۔ کیونکہ اسنے اللہ عزوجل کے کلام وحی و روح کو رد کیا۔ اور جس نے حدیث کو رد کیا تو وہ کافر نہ ہو گا بلکہ ناکام ہو گا۔ وہ اس پر وبال ہو گا۔ اس کا دل لٹ جائے گا۔ کیونکہ اس نے حق بات کو رد کیا۔ جس سے خدا کی محبت خدا کے علم سے اس کے دل میں آئے۔ پس دیا اس کو حق اور دل تک پہنچا دیا اس کو۔ کیونکہ حدیث وہ ہے کہ اس کے اس علم سے

ظاہر ہوئی ہے۔ جو کہ مشیت کے وقت میں ظاہر ہوا ہے۔ سو وہ حدیث فی النفس ہو گی۔ جیسے بھید ہوتا ہے۔ بے شک یہ حدیث اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بندہ کے لیے محبت بڑہائے گی پھر وہ حق کے ساتھ اس کے دل کی طرف جائے گی۔ جس کو دل سکون سے قبول کرتا ہے۔

بھنی ہوئی مرغی کا زندہ کر دینا

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحییٰ بن محمد قرشی بغدادی نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان بغدادی نے جو کہ نانبائی مشہور ہیں۔ بغداد میں 641ھ میں کہا خبر دی ہم کو عمران کیمانی اور بزاز نے خبر دی ہم کو ابو لفتوح محمد بن عبداللہ بن ابی المحاسن اسماعیل قرشی تیمیی قطفنی نے قاہرہ میں 669ھ میں کہا اور شیخ ابو الحسن علی بن الشیخ ابی المجد بن مبارک بن ظاہری حریمی نے قاہرہ میں 615ھ میں اور شیخ ابو الحسن مشہور موزہ فروش بغدادی نے بغداد میں 628ھ میں ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو السعود مدلل نے بغداد میں۔

اور خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن عبداللہ بن ابی بکر ابہری پھر بغدادی نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو طاہر خلیل بن شیخ ابو العباس احمد بن علی صرصری نے قاہرہ میں 630ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے اور خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن زکریا بن یحییٰ بن ابی القاسم ازجی نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن حافظ ابو بکر عبدالرزاق اور شیخ ابو الفضل اسحاق بن احمد علثی نے بغداد میں 632ھ میں۔ ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ امام شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن شیخ علامہ عماد الدین ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی حنبلی

نے قاہرہ میں 674ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ شریف ابو القاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ مشہور با بن منصوری نے بغداد میں 631ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ برگزیدہ ابو عبداللہ محمد بن ابی المعالی بن قائد اوانی نے بغداد میں 538ھ میں ان سب نے کہا کہ ایک عورت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اپنا لڑکا لائی اور کہنے لگی کہ میں اس لڑکے کا دل دیکھتی ہوں کہ آپ کی طرف بہت ہی تعلق رکھتا ہے۔ میں اللہ کے لیے اور آپ کے لیے اپنے حق سے درگزر کرتی ہوں۔ تب آپ نے اس کو قبول کر لیا اور اس کو مجاہدہ و طریق سلف پر چلنے کے لیے حکم دیا۔ پھر ایک دن اس کی ماں بچہ کو ملنے آئی تو اس کو دیکھا کہ وہ بھوک اور بیداری کے مارے دبلا زرد رنگ ہو رہا ہے۔ اور دیکھا کہ جو کا ٹکڑا کھا رہا ہے۔ پھر وہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو ان آپ کے سامنے ایک برتن پایا۔ جس میں ثابت مرغی کی ہڈیاں پڑی ہیں جو کہ آپ ابھی کھا کر فارغ ہوئے تھے۔ اسنے کہا اے میرے سردار آپ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی کھاتا ہے۔ تب آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا کہ اس اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا۔ جو کہ ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ جو بوسید ہو چکی ہوں گی۔ اس وقت وہ مرغی زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی۔ پھر چلائی۔ تب شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا اس درجہ تک پہنچے گا تو جو چاہے کھائے۔

چیل کا مرنے کے بعد زندہ ہونا

اور ان سب نے کہا کہ ایک دن ہوا سخت چل رہی تھی تو ایک چیل آپ کی مجلس کے اوپر سے گزری اور چلائی جس سے حاضرین کی طبیعت پریشان ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ اے ہوا اس کو سر کر لے۔ تب اسی وقت

چیل زمین پر گری اور اس کا سر ایک طرف گرا پھر آپ نے اس کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر دوسرا ہاتھ اس پر پھیرا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو گئی اور اڑ گئی۔ تمام لوگوں نے یہ تماشا دیکھا۔

تقویٰ کی علامات

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقویٰ کئی قسم کا ہے۔ تقویٰ عام لوگوں کا یہ ہے کہ شرک کو چھوڑ دیں اور تقویٰ خاص کا یہ ہے کہ خواہش نفسانی اور گناہوں کو چھوڑ دیں تمام حالات میں نفس کی مخالفت کریں۔ ایک تقویٰ خاص الخواص کا ہے جو کہ اولیاء اللہ ہیں وہ تمام چیزوں میں ارادوں اور نفلی عبادات تعلق بالاسباب اور غیر اللہ کے میلان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ بلکہ حال و مقام اور ان تمام امور میں احکام فرائض کے ماننے کے ساتھ التزام کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کا تقویٰ یہ ہے کہ کسی شے کا غیب ان پر تجاوز نہیں کرتا۔ پس وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور اللہ کی طرف جاتے ہیں۔ وہ ان کو حکم دیتا ہے اور منع کرتا ہے۔ ان کو توفیق دیتا ہے۔ ان کو ادب سکھاتا ہے۔ ان کو پاک اور ستھرا بناتا ہے۔ ان سے کلام کرتا ہے۔ ان سے باتیں کرتا ہے۔ ان کو راہ راست پر لاتا ہے۔ ان کو ہدایت دیتا ہے۔ ان کو آرام دیتا ہے۔ ان کو خوشخبری سناتا ہے۔ ان کو اطلاع دیتا ہے ان کو مدد دیتا ہے۔ اس میں عقل کی مجال نہیں وہ انسان سے بلکہ تمام فرشتوں سے علیحدہ ہیں لیکن ظاہری حکم اور اس کھلے امر میں کہ جو امت اور عام مومنین کے لیے موضوع ہے۔ کیونکہ وہ اس بارے میں مخلوق کے شریک ہیں اور اس کے ماسواء میں ان سے تنہا ہیں اور کبھی یہ بعض اوصاف بڑے ابدال اور خاص اولیاء کو دیئے جاتے ہیں۔ ان کی عبادت اس کے ذکر سے قاصر ہے۔ پس وہ وجود کی طرف

ظاہر نہیں ہوتی اور نہ سننے اور حس سے معلوم ہو سکتی ہے۔ تقویٰ پر تین
باتوں سے استدلال کیا جاتا ہے۔ جو چیز نہ ملے اس میں عمدہ توکل کرنا اور جو چیز
کہ مل جائے اس میں حسن رضا کا ہونا اور جو چیز فوت ہو جائے اس پر اچھا صبر
کرنا۔ جس شخص اور خدا کے درمیان تقویٰ اور مرتبہ کا حکم نہ ہو تو وہ کشف
و مشاہدہ تک نہیں پہنچتا۔ پس متقی وہ شخص ہے کہ جس کا ظاہر معارضات سے
اور اس کا باطن علتوں سے میلا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ میلاپ کے
موقع پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کا ظاہر تو حدود کی محافظت ہے۔ اس کا باطن
نیت اور اخلاص ہے۔ تقویٰ کا طریق اول بندوں کے مظالم و حقوق اور ہر
بڑے بڑے گناہوں سے اور چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچنا ہے۔ پھر دل کے
گناہوں کو جو کہ گناہوں کی مائیں اور جڑیں ہیں چھوڑنا جن سے اعضاء کے
گناہ نکلتے ہیں یعنی ریانفاق عجب' کبر حرص' طمع خوف مخلوق اور ان سے امید و
جاہ ریاست کی طلب اور اپنے ابنائے جنس وغیرہ پر جس کی شہ طویل ہے بڑائی
اور ان سب پر مخالفت ہوا ہی سے قوی ہوتا ہے۔" پھر اس ارادہ سے مشغول
ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کسی شے کو نہیں اختیار کرتا۔ اس کی تدبیر
کے ساتھ اپنی تدبیر نہیں کرتا۔ اس پر کسی شے کو پسند نہیں کرتا اپنے رزق
میں کسی جہت و سبب کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتا اور خدا تعالیٰ جو مخلوق کو حکم
دے اس پر کچھ اعتراض نہیں کرتا بلکہ سب کو اسی کی طرف سپرد کر دیتا ہے
اور اسی کے سامنے مان جاتا ہے۔ اس کے نزدیک اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے۔
پس اس کی قدرت کے ہاتھ میں ایسا ہوتا ہے۔ جس طرح ایک دودھ پینے والا
اپنی دودھ پلانے والی دایہ کے ہاتھ میں اور جیسے میت اپنے غسل دینے والے
کے ہاتھ میں ہو۔ اس کا کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ اس کے ارادہ سے نکلا ہوتا
ہے۔ اس کی نجات اسی میں نجات ہے۔

تقویٰ حاصل کرنے کا طریقہ

اگر کوئی کہے وہاں پہنچنے کا کیا طریقہ ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سچے طور پر پناہ لے اور اسی کی طرف منقطع ہو جائے۔ اس کے حکموں پر چلے اس کی منہیات سے رک جائے اس کی اطاعت لازم کرے۔ اس کی تقدیر کو تسلیم کرے حال کی محافظت کرے۔ اس کی حدود کی ہمیشہ محافظت کرے اور کوئی شخص سوائے اس کے نجات نہیں پاتا کہ وفا کی رعایت کرے اور حیا کو ثابت رکھے۔ خالص رضا اختیار کرے۔ دنیا سے سچا کنارہ کرے اور یہ بڑا حجاب ہے۔ اسی سے خالص اور غیر خالص ظاہر ہو جاتا ہے۔

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شمس الدین ابو عبداللہ مقدسی حنبلی نے 674ھ میں کہا خبر دی ہم کو ہبتہ اللہ بن منصوری نے بغداد میں 633ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو العباس احمد بن محمد بن احمد قرشی بغدادی نے جو کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کے ہم رکاب تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہو کر جامع منصور کی طرف تشریف لائے۔ پھر مدرسہ کی طرف لوٹے اور اپنے چہرہ مبارک سے چادر کو کھول دیا اور اپنے ہاتھ سے بچھو کو جو کہ پیشانی پر تھا۔ اتار پھینکا۔ تب وہ زمین پر پھرنے لگا۔ آپ نے اس سے کہا کہ مر جا وہ اسی جگہ مر گیا پھر آپ نے فرمایا کہ اے احمد اس نے جامع مسجد سے لے کر یہاں تک ستر دفعہ ڈنگ چلایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے فاقہ اور کثرت عیال کی شکایت کی اور ان دنوں بغداد میں قحط پڑا ہوا تھا۔ تب آپ نے میرے لیے ایک دیبہ (دیبہ 14 سیر کا ہوتا ہے) گیہوں کا نکالا اور مجھے فرمایا کہ اس کو ایک کوارہ (مٹی کا کٹرولہ) میں ڈال دے اس کے سر کو بند کر دے اور ایک طرف سے کھول

دے اس سے نکالتے رہو اور پیس کر کھاتے رہو۔ اس کو بالکل نہ کھولنا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس میں سے پانچ سال تک کھایا پھر میری بیوی نے اس کو کھول دیا تو اس کی پہلی حالت پر پایا اور وہ سات دن میں ختم ہو گئے۔ پھر میں نے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا تو فرمایا کہ اگر تم اسکو چھوڑ دیتے تو تم اپنے مرنے تک اسی سے کھاتے رہتے۔

(اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پرہیز گاری میں) تقویٰ کا اشارہ اس طرف ہے کہ ہر شے میں توقف کرے اور شرع کے بغیر اس پر اقدام ترک کر دیا جائے۔ اگر شرع کی طرف سے اس میں گنجائش ہو تو بہتر ورنہ ترک کر دے۔ پرہیز گاری تمام کاموں کی سردار ہے۔ تقویٰ کے تین درجے ہیں ایک تقویٰ عوام کا ہے۔ وہ حرام سے اور شبہ سے بچنا ہے اور دوسرا خواص کا تقویٰ ہے۔ وہ یہ ہے کہ نفس و ہوا جس امر کی خواہش کرے اسکو چھوڑ دے۔ تیسرا تقویٰ خاص الخواص کا ہے کہ اپنے ہر ارادہ اور خیال سے درگزر کرے اور تقویٰ کی دو قسمیں ہیں' تقویٰ ظاہری وہ یہ کہ اللہ کے لیے ہی حرکت کرے اور دوسرا ورع باطنی ہے' یہ کہ تیرے دل میں اللہ کے سوا اور کچھ داخل نہ ہو اور جو شخص ورع کی باریکیوں کو نہیں دیکھتا تو اس کو بخشش کی اشیاء نفیسہ نہیں ملتیں۔ کلام میں ورع مشکل تر ہے۔ ریاست میں زہد بہت مشکل ہے۔ اور زہد ورع کا پہلا درجہ ہے۔ جیسا کہ قناعت رضا کا ایک کنارہ ہے۔ ورع کے قواعد میں سے کھانے اور لباس میں ورع ہے۔ متقی کا کھانا وہ ہے کہ لوگ اس کی تابعداری نہ کریں اور نہ شرع کا اس پر مطالبہ ہو۔ ولی کا کھانا وہ ہے کہ جس میں حرص نہ ہو بلکہ صرف حکم الٰہی ہو اور ابدال کا کھانا یہ ہے کہ جس میں ارادہ نہ ہو بلکہ خدا کا فضل ہو اب جس شخص کے لیے پہلی صفت نہ ہو تو مابعد تک علی الترتیب نہ پہنچے گا اور ملال مطلق یہ ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے اور نہ وہ ایسی شے ہو کہ جس میں کوئی غیر شرع چیز

ہو۔

لوگوں کے لباس تین قسم کے ہیں ایک متقیوں کا لباس ہے جس کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے۔ خواہ وہ کتان کا ہو یا اون کا یا روئی وغیرہ کا ایک اولیاء کا لباس ہے وہ یہ ہے کہ جس کا ان کو حکم ہوتا ہے۔ وہ پہنتے ہیں۔ وہ صرف اتنا ہوتا ہے جس سے ستر عورت ہو جائے ضرورت کے موافق ہوتا ہے۔ تاکہ ان سے ان کی خواہشات دور ہو جائے ایک لباس ابدال کا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ حفظ حدود کے ساتھ اس قدر ہو کہ جس کو مقدر لائے یا تو ایک قمیص ایک قیراط کا یہ ایک حلہ سو دینار کا۔ پس نہ کوئی ارادہ ہے جو کہ ادھر کو چڑھے اور نہ کوئی خواہش ہے کہ ادنیٰ چیز سے ٹوٹ جائے بلکہ جس پر مولیٰ فضل کرے اور ورع بجز اس کے پورا نہیں ہوتا کہ اپنے نفس پر دس خصلتیں پوری کرے۔ اول زبان کی غیبت سے حفاظت کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔ دوم یہ کہ سوء ظن سے بچے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم بدگمانی سے بچتے رہا کرو کیونکہ وہ بڑی جھوٹی بات ہے۔ سوم یہ کہ مسخرہ پن چھوڑ دے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک قوم دوسری قوم سے ہنسی نہ کرے۔ شاید کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ چہارم یہ کہ محارم سے چشم پوشی کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنین سے کہ دو کہ اپنی آنکھوں کو نیچی رکھا کرو۔ پنجم یہ کہ سچ بولا کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم بات کرو تو انصاف کی کہو یعنی سچ بولا کرو۔ ششم یہ کہ خدا تعالیٰ کا اپنے اوپر احسان سمجھے تاکہ اپنے دل میں متکبر نہ ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان کرتا ہے کہ تم کو ایمان کی ہدایت کی ہے۔ ہفتم یہ کہ اپنے مال کو حق میں خرچ کرے اور باطل میں خرچ نہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ

جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں نہ تنگی یعنی نہ گناہ میں خرچ کرتے ہیں اور نہ اطاعت سے منع کرتے ہیں۔ ہشتم یہ کہ اپنے نفس کی بلندی اور تکبر نہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ "دار آخرت ایسے لوگوں کے لیے ہم نے بنائی ہے کہ جو زمین میں بلندی کا ارادہ نہیں کرتے اور نہ فساد کا۔" نہم یہ کہ پانچوں نمازوں کی اپنے اوقات پر محافظت کرے۔ اس میں رکوع و سجدہ پورے طور پر کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور "میرا یہ راستہ سیدھا ہے۔ تم اس کی اتباع کرو اور بہت سے راستوں کی اتباع نہ کرو۔ وہ تم کو صراط مستقیم سے پھیردیں گے۔

شیخ کی غائبانہ مدد سے دو سردار ڈاکوؤں کا ہلاک ہو جانا

خبر دی ہم کو ابوالعفاف موسیٰ بن شیخ عارف ابوالمعالی عثمان بن موسیٰ بقاعی نے قاہرہ میں 633 میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں 614 میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو عمر عثمان صریفینی اور شیخ محمد عبدالحق حریمی نے بغداد میں 569 میں ان دونوں نے کہا کہ ہم اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے مدرسہ میں اتوار کے دن 3 صفر 555 میں تھے۔ آپ کھڑے ہوئے اور کھڑائیں پہنے ہوئے وضو کرنے لگے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ جب دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا تو آپ بہت چلائے اور ایک کھڑاؤں پکڑ کر ہوا میں پھینکی تو وہ ہماری نگاہوں سے غائب ہو گی۔ پھر دوبارہ چلائے اور دوسری کھڑاں پھینکی تو وہ بھی ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئی۔ پھر آپ بیٹھ گئے۔ اور کسی میں یہ جرات نہ ہوئی کہ آپ سے پوچھے۔ پھر تیس دن کے بعد بلاد عجم سے ایک قافلہ آیا۔ اس نے کہا کہ ہمارے پاس شیخ کی نذر ہے۔ ہم نے آپ سے اذن طلب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے لے لو۔ تب انہوں

نے کہا کہ ہم اتوار کے دن صفر کو سفر کر رہے تھے کہ اتفاقاً ہمارے سامنے عرب کا قافلہ نکلا۔ ان کے دو سردار تھے۔ انہوں نے ہمارا مال لوٹنا شروع کیا۔ اور بعض کو قتل کیا۔ پھر وہ جنگل میں اتر کر مال تقسیم کرنے لگے۔ ہم جنگل کے ایک کنارے اترے اور ہم نے کہا کہ کاش ہم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت یاد کرتے اور ہم نے ان کے لئے کچھ مال نذر مانا کہ اگر ہم بچ رہے تو دیں گے۔ پھر ہم آپ کو یاد ہی کرنے لگے تھے کہ ہم نے دو ایسی بلند آوازیں سنیں جس سے تمام جنگل بھر گیا۔ ہم نے ان کو دیکھا کہ وہ خوف زدہ ہیں۔ ہم نے گمان کیا کہ ان پر اور عرب آ گئے ہوں گے۔ پھر ان میں سے بعض ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو کہ ہم پر کیا آفت آئی ہے۔ پھر وہ ہم کہ اپنے سرداروں کے پاس لائے اور ہم نے ان کو مردہ پایا۔ اور ہر ایک کے پاس ایک ایک کھڑاؤں پڑی ہے جو کہ پانی سے تر ہے۔ تب انہوں نے ہمارا سارا مال لوٹا دیا اور کہنے لگے کہ یہ کوئی بڑا واقعہ ہے۔

دل کے خطروں کا بیان

اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل کے خطرات کے بارے میں فرمایا دل میں چھ خطرات ہیں اول خطرہ نفس ہے۔ دوسرا خطرہ شیطان۔ تیسرا خطرہ روح۔ چوتھا خطرہ فرشتہ ہے۔ پانچواں خطرہ عقل۔ چھٹا خطرہ یقین۔ خطرہ نفس تو شہوات اور ہوائے صباح و گناہ کی پیروی کا حکم دیتا ہے۔ خطرہ شیطان دراصل کفرو شرک واللہ تعالیٰ کے وعدہ میں شک و تہمت کا اور فرع میں گناہوں اور توبہ میں لیت و لعل کا اور جس میں دنیا و آخرت میں نفس کی ہلاکت ہو حکم دیتا ہے۔ پس دونوں خطرے برے ہیں۔ ان پر برائی کا حکم لگایا

جاتا ہے اور یہ خطرات عام مومنین کو ہوتے ہیں۔ اور روح، فرشتہ کے خطرے حق اور خدا کی اطاعت اور اس امر کے ساتھ اترتے ہیں جس سے دنیا اور آخرت میں انجام اس کا سلامت رہے اور وہ علم کے موافق ہے۔ پس یہ دونوں قابل تعریف ہیں۔ اور خاص لوگ ان کو معدوم نہیں کرتے لیکن خطرہ عقل گویا کبھی تو وہی حکم دیتا ہے کہ جس کا نفس و شیطان حکم دیتا ہے۔ اور کبھی وہ جس کا روح اور فرشتہ حکم دیتا ہے۔ اور یہ خدا کی حکمت اور اس کی صنعت کی مضبوطی ہے تاکہ بندہ وجود معقول اور صحت گواہوں اور تمیز کے ساتھ خیرو شر میں داخل ہو۔ پس اس کا انجام جز اور عتاب اس کے لئے اور اس پر عود کرے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جسم کو احکام کے جاری ہونے کے لئے مکان اور اپنی حکمت کے بنیادوں میں مشیت کے جاری کرنے کے لئے محل بنایا ہے۔ ایسا ہی عقل کو خیرو شر کی سواری بنایا ہے۔ کہ ان دونوں کے ساتھ جسم کے خزانہ میں جاری ہو۔ کیونکہ یہ مکان تکلیف اور تعریف کی جگہ اور تعریف کا سبب ہے پس عقل مند کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے نعمتیں ہیں یا عذاب لوٹتے ہیں۔ اور اسی سے صادر ہوتے ہیں۔ یہ خطرہ خواص اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ جو کہ اہل یقین۔ صدیقین۔ شہداء ابدال میں یہ حق کے سوا نہیں آتا اگرچہ اس کا آنا مخفی اور باریک ہوتا ہے۔ اور نہیں روشن ہوتا مگر علم لدنی اور اخبار غیوب و اسرار امور سے پس وہ محبوبوں کے مرادوں مختار کے لئے ہوتا ہے۔ جو کہ ان سے غائب ہیں جن میں کام کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے ظواہر سے غائب ہوتے ہیں۔ وہ جن کی عبادت ظاہری عبادت باطن کے ماسوائے فرائض و سنن موکدہ کے بدل جاتی ہے۔ وہ ہمیشہ باطنی مراقبوں میں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ظاہری حالت کی تربیت کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے کہ بے شک میرا ولی وہ اللہ تعالیٰ ہے کہ جس نے کتاب کو اتارا اور وہ صالحین کو دوست رکھتا ہے۔ ان کو

دوست رکھتاہے۔ ان کو کافی ہوتا ہے۔ ان کے دلوں کو غیبوں کے کے اسرار
کے مطالعہ کے ساتھ مشغول کردیا ان کو تجلی کے ساتھ ہر ایک کے قریب منور
کر دیا۔ پس ان کو اپنی باتوں کے لئے برگزیدہ کر لیا۔ ان کو اپنی محبت اپنی
عزت سکون اپنے پاس کے اطمینان سے خاص کر دیا۔ پھر وہ ہر دن علم کی
زیادتی میں ہیں۔ معرفت کے بڑھنے نور کے وافر ہونے اپنے محبوب معبود کے
قرب میں ایسی نعمتوں میں ہیں۔ کہ جن کی انتہاء نہیں وہ ایسی نعمتیں ہیں کہ
منقطع نہیں ہوتیں۔ ایسے سرور میں ہیں۔ کہ جس کی کوئی انتہاء و غایت
نہیں۔ پس جب کتاب اپنی مدت کو اور وہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ جہاں تک دار
فنا میں اس کا بقاء مقدر ہو چکا ہے تو اس کو وہاں سے اچھی جگہ منتقل کر دیتا
ہے۔ جیسا کہ دلہن کو اونیٰ درجہ کے مکان سے اعلیٰ درجہ کے مکان کی طرف
لے جاتے ہیں۔ پس دنیا ان کے حق میں جنت ہے۔ اور آخرت میں ان کی
آنکھوں کے لئے ٹھنڈک ہے۔ وہ اللہ کریم کے چہرے کی زیارت کرتا ہے۔
جو بغیر حجاب دروازہ ود ربان وبلا رکاوٹ و ظلم ضرر و بلا انقطاع و ختم ہو گی۔
جیسا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔ کہ بیشک متقی لوگ جنتوں اور نہریں مزین
مکان میں بادشاہ باقدر کے پاس ہوں گے۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
کہ ایسے لوگ کے لئے جنہوں نے اچھے عمل کئے ہیں۔ نیکی اور زیارت ہو
گی۔ نفس روح فرشتہ و شیطان کے القاء کے لئے دو مکان ہیں فرشتہ تو تقوی
کو دل کی طرف ڈالتا ہے۔ اور شیطان فسق و فجور کی طرف ڈالتا ہے۔ پس دل
اعضاء کے استعمال فجور کا طالب ہے۔ اور بناوٹ کے دونوں مکانوں میں عقل
اور ہوائے حاکم کی مشیت سے تصرف کرتے ہیں۔ وہ توفیق یا غرور ہے۔ قلب
میں دو نور روشن ہیں وہ علم اور ایمان ہے پس یہ سب دل کے آلات و خواص
ہیں اور دل ان آلات کے درمیان فرشتہ کی طرح ہے یہ اس کا لشکر ہے کہ
اس کی طرف پہنچاتا ہے یا جلا شدہ آئینہ کی طرح یہ آلات اس کے گرد ظاہر

ہوتے ہیں۔ تب اس کو دیکھتا ہے۔ اور اس میں آگ روشن کرتا ہے۔ پھر اس کو پالیتا ہے۔ اور خطرات خطاب میں جو کہ دلوں پر آتے ہیں پھر جب وہ فرشتہ کی طرف سے ہو تو وہ الہام ہوتا ہے۔ اور جب شیطان کی طرف سے ہو تو وسوسہ ہوتا ہے جب نفس سے ہو تو اسکو ہاجس کہتے ہیں۔ جب خدا کی طرف سے ہو اور اسکی طرف سے دل میں بات آئی ہو تو وہ خطرہ حق ہے۔ الہام کی علامت یہ ہے کہ وہ علم کے موافق آیا کرتا ہے۔ پس جس الہام کے لئے ظاہر گوارہ نہ ہو۔ وہ باطل ہے۔ ہوا جس کی علامت یہ ہے کہ نفس کے صفات خصائص میں سے کسی وصف کے طلب میں جستجو کی جائے۔ اور ہمیشہ ٹٹولتا رہتا ہے۔ اگرچہ ایک مدت کے بعد یہاں تک کہ مرد میں یہ وصف آ جاتا ہے۔ وسواس کی علامت یہ ہے کہ جب وہ ایک خرابی کی طرف بلایا جاتا ہے اور اس میں مخالفت کی جاتی ہے۔ تو دوسری خرابی کی طرف وسوسہ ڈالتا ہے۔ کیونکہ تمام مخالفین اس کے نزدیک برابر ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بیشک اپنے لشکر کو بلاتا ہے۔ تا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہو جائیں۔ اور خطرہ حق کی علامت یہ ہے کہ وہ حیرت تک نہیں پہنچاتا اور نہ برائی کی طرف کھینچتا ہے بلکہ زیادت علم و بیان کے ساتھ آتا ہے۔ اس کی تعریف اس کے دریافت کرنے کے وقت ہوتی ہے۔ اور جب دل میں ایسا خطرہ حق وارد ہو جس کے بعد بھی خطرہ حق ہو(تو اس میں) برجید فرماتے ہیں۔ کہ اول قوی تر ہے۔ کیونکہ جب باقی رہتا ہے تو اس کے تامل کی طرف رجوع کرے گا۔ یہ مکان علم ہے اور ابن عطا کہتے ہیں کہ دوسرا قوی تر ہے اس لئے کہ اول کے ساتھ اس کی قوت بڑھ گئی ہے۔ اور ابن حفیف کہتے ہیں۔ کہ یہ دونوں برابر ہیں۔ کیونکہ دونوں حق کی طرف سے ہیں۔ ایک کو دوسرے پر زیادتی نہیں مگر کسی خاص مرجح کی وجہ سے اور جب دل پر مختلف خطرات آئیں تو کہو۔ سبحان الملک الخلاق ان یشاء یذھبکم ویات بخلق جدید وماذالک علی

اللّٰہ بعزیز۔ یعنی وہ بادشاہ خلاق پاک ہے اگر چاہے تو تم کو لے جائیں(مارڈالے) اور ایک نئی مخلوق لے آئے اور یہ اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں اور سب کا اس پر اتفاق ہے کہ جس کا کھانا حرام ہے تو وہ اس پر طاقت نہیں رکھتا کہ خطرات میں فرق کر سکے۔

خبردی ہم کو ابو الفتح نصراللہ بن قاسم بن یوسف ہاشمی نے 639ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان نانبائی نے بغداد میں 630ھ میں کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابو حفص عمر کیمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک رات اپنی تنہائی میں تھا۔ تب دیوار پھٹ گئی اور میرے پاس ایک شخص بدصورت آیا میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں ابلیس ہوں۔ میں آیا ہوں کہ تم کو نصیحت کروں۔ میں نے کہا کہ تیری نصیحت مجھ کو کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تم کو مراقبہ کا بیٹھنا بتلاتا ہو' پھر اس طرح بیٹھا کہ پیٹھ پر تو بیٹھا اور دونوں گھٹنوں کو اونچا کیا اور سر گھٹنوں پر رکھ کر الٹا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر کروں۔ جب میں نے آپ سے مصافحہ کیا تو میرے ذکر کرنے سے پہلے آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا اے عمر اس نے تجھ سے سچ کہا اور وہ ہے جھوٹا۔ اس کے بعد اس کی کوئی بات سچ نہ ماننا۔ شیخ ابوالحسن کہتے ہیں کہ یہ جلسہ شیخ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔

اسم اعظم اللہ ہی ہے

(اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسم اعظم تو اللہ ہی ہے اور تجھ سے یہ اسم اعظم اس وقت قبول کیا جائے گا کہ جب تو اللہ کہے تو تیرے دل میں

سوا اس کے اور کچھ نہ ہو۔ عارف کی بسم اللہ اللہ عزوجل کے کن کی طرح ہے یہ کلمہ ہم اور کم کو دفع کرتا ہے۔ یہ کلمہ زہر کے اثر کو باطل کرتا ہے۔ اس کلمہ کا نور عام ہے اللہ ہر غالب پر غالب ہے اللہ مظہر العجائب ہے۔ اللہ کی حکومت بلند ہے۔ اللہ کی جناب اونچی ہے۔ اللہ منبروں کا مطلع ہے اللہ دل کا رقیب ہے۔ اللہ تعالیٰ جابروں پر قہر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نوشیر وانوں کو توڑنے والا ہے۔ اللہ عالم اسر والخلائیہ ہے۔ اللہ پر کوئی شے مخفی نہیں۔ جو شخص اللہ کا ہو رہے وہ آپکے حفظ میں ہوتا ہے۔ جو شخص اللہ "کو دوست رکھتا ہے وہ اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں دیکھتا جو شخص اللہ کے راستے پر چلتا ہے۔ اللہ تک پہنچ جاتا ہے جو اللہ تک پہنچ جاتا ہے وہ اللہ کی پناہ میں زندگی بسر کرتا ہے۔ جو اللہ کا مشتاق ہوتا ہے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے۔ جو شخص غیروں کو چھوڑتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ صاف رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دروازے کو کھٹکھٹا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ لے اللہ پر توکل کر اے اعراض کرنے والے اللہ کی طرف لوٹ یہ دار شفاء میں میرے نام سننے کا حال ہے تو ملاقات کے وقت کیا حال ہو گا۔ یہ تو رنج کے گھر میں ہے۔ تو نعمت کے گھر میں کیا حال ہو گا۔ یہ میرا نام ہے اور تو دروازہ پر ہے۔ پھر کیا حال ہو گا جب کہ تجلی ظاہر کروں گا۔ قوم مشاہدہ میں ہے اور ان کی طرف بزرگی پہنچ چکی ہے۔ عاشق کا حال اس جانور کی طرح ہے کہ درختوں میں نہیں سوتا۔ وہ اپنے حبیب سے صبح کی خلوتوں میں سرگوشی کرتا ہے۔ ان کے دلوں پر قرب کی ہوا چلتی ہے پھر وہ اپنے رب کی طرف مشتاق ہوتے ہیں تم مجھ کو تسلیم و تفویض کے ساتھ یاد کرو میں تم کو عمدہ اختیار کر ساتھ یاد کروں گا۔ اس کا بیان خدا کا یہ قول ہے کہ جو شخص خدا پر توکل کرتا ہے تو وہ اس کے لیے کافی ہوا کرتا ہے۔ تم مجھ کو شوق و محبت سے یاد کرو میں تم کو وصل اور قربت کے ساتھ یاد کروں۔ "تم مجھ کو حمد و ثنا کے ساتھ یاد کرو میں تم کو احسان و جزا کے

ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو توبہ کے ساتھ یاد کرو میں تم کو گناہ کی بخشش کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو بغیر غفلت کے یاد کرو میں تم کو بلا مہلت یاد کروں گا۔ تم مجھؒ کو ندامت کے ساتھ یاد کرو میں تم کو کرم کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو عذر کے ساتھ یاد کرو میں تم کو مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو ارادہ کے ساتھ یاد کرو میں تم کو افادہ کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو اخلاص کے ساتھ یاد کرو میں تم کو اخلاص کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو دلوں کے ساتھ یاد کرو میں تمہارے رنج دور کرنے سے یاد کروں گا۔ تم مجھ کو فقر کے ساتھ یاد کرو میں تم کو مرتبہ کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو اعتذار و استغفار کے سات یاد کرو میں تم کو رحمت اور بخشش کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے دل سے یاد کرو میں تم کو حجاب کے ساتھ دور کرنے سے یاد کروں گا۔ تم مجھ کو ذکر فانی کے ساتھ یاد کرو میں تم کو ذکر باقی کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے عاجزی سے یاد کرو میں تم کو مہربانی کے ساتھ یاد کروں گا تم مجھ کو ذلت کے ساتھ یاد کرو میں تم کو گناہ بخشنے کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو اقرار کے ساتھ یاد کرو میں تم کو گناہ کے مٹانے کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو سچے طور پر یاد کرو میں تم کو نرمی کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو صفائی کے ساتھ یاد کرو۔ میں تم کو معافی کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو تعظیم کے ساتھ یاد کرو میں تم کو عزت کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو تکبیر کے ساتھ یاد کرو میں تم کو دوزخ سے نجات کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو تکبیر کے ساتھ یاد کرو میں تم کو دوزخ سے نجات کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو ظلم کے ترک کے ساتھ یاد کرو میں تم کو حفظ و وفا کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو ظلم کے ترک کے ساتھ یاد کرو میں تم کو حفظ و وفا کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو بڑی خدمت کے ساتھ یاد کرو میں تم کو اتمام نعمت کے ساتھ یاد کروں گا تم مجھ کو اپنی حیثیت سے یاد کرو میں تم کو اپنی حیثیت کے مطابق یاد کروں گا۔ ”اور بے

شک اللہ کا ذکر بڑا ہے۔"

خبر دی ہم کو شیخ عالم جمال ابو عمرو عثمان بن شیخ ابی الحرم مکی بن امام ابو عمرو عثمان بن اسماعیل بن ابراہیم سعدی شارعی شافعی واعظ نے دسویں تاریخ 659ھ میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ بقیۃ السلف شیخ المشائخ اور علماء کی زینت بدیع الزمان ابو القاسم خلف بن عیاض شارعی شافعی نے 605ھ میں کہا کہ مجھ کو شیخ شافعی زمانہ ابو عمرو عثمان بن اسماعیل سعدی نے بغداد کی طرف اس لیے بھیجا کہ میں ان کے لیے ایک نسخہ مسند امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حاصل کروں۔ جب میں بغداد میں آیا تو میں نے لوگوں کو پایا کہ وہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بڑے شوق سے کرتے ہیں۔ میں نے دل میں کہا اگر یہ شخص ایسا ہی ہے جیسا کہ ان کے بارہ میں کہا جاتا ہے تو وہ اس امر کو جس کی صورت میں دل میں بناؤں مجھے ظاہر کر دے گا۔ پھر میں نے ایک صورت سوچی جو کہ عادت کے موافق نہ تھی اور دل میں کہا کہ جب میں ان کی خدمت میں جاؤں اور ان سے سلام کہوں تو وہ مجھ کو سلام کا جواب نہ دیں۔ اپنے چہرہ کو مجھ سے پھیر لیں۔ اپنے خادم سے کہیں کہ اس مرد آنے والے کے سر کے برابر کھجوریں لا اور ایک دانگ کا شہد لا کہ ایک حبہ اس سے زائد یا کم نہ ہو۔ پھر جب وہ چیزیں لے آئیں تو مجھے اپنی ٹوپی پہنائیں پہلے اس سے کہ میں سوال کروں۔ پھر میرے سوال کا جواب دیں پھر میں جلدی کھڑا ہوا اور مدرسہ میں آیا اور آپ کو محراب میں بیٹھے ہوئے پایا۔ تب آپ نے میری طرف دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ آپ نے میرے دل کی ساری باتیں سمجھ لیں۔ میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے جواب نہ دیا مجھ سے منہ پھیر لیا اور اپنے خادم سے فرمایا کہ کھجوریں اتنی لا کہ اس شخص آنے والے کے سر کے برابر ہوں اور ایک دانگ کا شہد لا جو ایک حبہ سے زائد نہ ہو اور خدا کی قسم وہی الفاظ کہے جو میرے دل میں آئے تھے۔ ایک بات بھی

اس سے کم نہ تھی۔ جب آپ کا خادم آیا تو آپ نے میری ٹوپی لی اور اس میں کھجوریں ڈال دیں گویا کہ وہ ان کا قالب تھا۔ پھر شیخ نے مجھے اپنی ٹوپی جو آپ کے سر پر تھی پہنائی اور میرے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے کہا کہ اے خلف کیا تم نے یہ سب کچھ ارادہ کیا تھا۔ پھر میں آپ کی خدمت میں ٹھہرا آپ سے علم حاصل کیا۔ آپ سے حدیث سنی اور یہ شیخ بدیع الدین علماء صلحاء محدثین میں سے تھے۔ مصر میں رہنے لگے اور اس دن وہاں کے بڑے بڑے اکابر کو خرقہ قادریہ پہنایا عمرو" ہمیشہ حدیث سنا کرتے تھے اور علم کا افادہ کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی عمر بڑی ہو گئی اور قاہرہ کے شہہ اعظم میں فوت ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا کہ عارفین کے دلوں کے آسمان میں حباب ازل سے ایک بجلی چمکی اور ہمیشگی کے باغ سے مکاشفین کی روحوں کے دماغ پر ہوا چلی طرح طرح کے قدس کے پھول کی خوشبوئیں مشاہدین کے اسرار کے پھولوں پر چلیں یہ عقول بسم اللہ کے سمندر میں اس لیے سفر کرتی ہیں کہ ان کی غایت حباب الرحیم کے کنارہ کے میدان تک پہنچ جائیں۔ پس وہ خدائے یکتا موتیوں سے غنی اور ازلی خزانوں کے تحفوں سے کامیاب اور موسیٰ علیہ السلام کے اس رات کے سوال کے حاصل کرنے سے جو انہوں نے خدا تعالیٰ سے کہا تھا کہ مجھے اپنے جمال کو دکھا اور اپنے طلب کے طور پر تیزیوں کے نور تک کہ وہ عارفین کے گروہ کو روشنی دیتی ہیں۔ فیض یاب ہو کر دیکھنے والی ہیں۔ اس کی محبت کی لڑائی میں مر جانا پوری زندگی ہے اور غیر کے ساتھ زندہ رہنا اگرچہ لحظہ بھر میں حقیقتاً موت ہے۔ اگر تیری عقل کی آنکھ اس کے غیر کی نظر سے دنیا میں اندھی ہو جائے تو اس کی جزا آخرت میں رکھی گئی ہے کہ "بہت سے چہرے آج کے دن ترو تازہ ہوں گے اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔ وہ اگر تجھے اپنی محبت کی تلوار سے

جلدی قتل کر ڈالے تو اس کا خون بہا دیر میں ہو گا وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار
کے نزدیک رزق دیے جاتے ہیں۔ قدم کے ساقی بعض بنی آدم کی ارواح کے
سامنے الست کی شراب کے پیالے لے کر اس مجلس کی خلوت میں کھڑے
ہوئے کہ جب تیرے رب نے (عہد) لیا تو ان کو ساقی نے بیہوش کر دیا نہ
شراب کے یہ نشے ان اشیاء کے ذرات میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ احمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شرع کی صبح آپ کی رسالت کے آسمان سے نکل
آئی اور اس کے پاس جناب ازل سے اسرار کے لطیفے آئے تب عشق کے
بدمستوں کو بیدار کیا اور اس بات سے سونے والوں کو جگا دیا تاکہ وہ اس کی
طرف اپنے پروں سے اڑا اور میں نے جلدی کی اے رب تیری طرف تاکہ تو
راضی ہو جائے۔" ارواح پر اس قول سے کہ وہ اللہ ہے مکاشفہ ہوا۔ دل اس
قول سے آرام پا گئے خدا وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسرار اس کے
اس قول سے ڈرتے ہیں کہ وہ غیب اور ظاہر کا عالم ہے۔ عقلیں لطیف اس
کے اس قول سے ہوتی ہیں۔ الرحمٰن الرحیم ہویت ایک سمندر ہے۔ جس میں
ہر تیرنے والی غرق ہوتی ہے اور اس کے طلب میں فکر کی ہر کشتی ٹوٹتی ہے۔
اگر عقل فکر کی سواری پر اس سمندر کے کنارہ تک بدلیل یقین چلے تو اس کی
موجیں اس کی طرف ازل کے اسرار کے جواہر پھینکتی ہیں اور غیب کی خبروں
کے لطیفے اس کو تحفتہ" دیتی ہیں۔ اس کو ہدایت کا نور حق الیقین دکھاتا ہے۔
اس کو عنایت کی عمدہ سواریاں قرب کے قاف پہاڑ تک لے جائیں۔ اس کے
سر کا خضر آب حیات کے چشمہ میں غسل کرتا ہے اس کو ظلمات سے نور کی
طرف نکال لے جاتا ہے۔ پس وہاں پر سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
شریعت کو دیکھ لیتا ہے۔ عارفین کے عقلوں کے چراغ اپنے انوار کی چمک
سے واصلین کی آنکھوں کو عنقریب اچک لیں اور اس کے متبعین کو آراستہ
کرنے والوں کے ہاتھ مقامات مقربین کی دلہنوں کے چہروں کو منقش کر دیتے

ہیں اور ہمیشگی کا ضاع ادب کے دوام کے مشاہدین کے علموں کے نشان کو آراستہ کر دیتا ہے۔

اے شخص تیرا دل قدم کے نظاروں کا مقام ہے اور تیرے سینہ کے میدان میں قرب کے خیمے لگائے جاتے ہیں۔ تیرے لیے جنت اور دوزخ پیدا کی ہے اور تیرے گناہ کے سبب سے فرمایا ہے اور ”بے شک میں البتہ ایسے شخص کو بخشنے والا ہوں جو کہ توبہ کرتا ہے اور ایمان لاتا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ابی ذکریا یحییٰ بن ابی القاسم بغدادی ازجی نے قاہرہ میں میں 672ھ میں کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر ابو المحاسن فضل اللہ نے کہ دونوں امام ابوبکر عبدالرزاق کے بیٹے ہیں اور وہ فرزند شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں بغداد میں 631ھ میں ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے والد (عبدالرزاق) نے 601ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن بن طنطنہ بغدادی نے اس دن کی صبح کو جس روز کہ میرے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فن ہوئے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں سیدی محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں علم پڑھا کرتا تھا اور میں رات کو اکثر آپ کی ضرورت ارادہ سے جاگتا تھا آپ صفر 553ھ کے ماہ میں ایک رات اپنے گھر کے دروازہ سے نکلے اور میں نے آپ کو لوٹا دینا چاہا مگر آپ نے نہ لیا اور مدرسہ کے دروازہ کا ارادہ کیا وہ ان کے لیے خود بخود کھل گیا اور آپ باہر نکل گئے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے باہر نکل گیا۔ میں دل میں کہتا تھا کہ آپ کو میرا علم نہیں ہے اور آپ چلے یہاں تک کہ بغداد شریف کے دروازہ تک پہنچ گئے۔ پھر دروازہ آپ کے لیے کھل گیا اور آپ وہاں سے نکلے پھر دروازہ بند ہو گیا اور تھوڑی دور تک آپ گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہم ایک ایسے شہر میں گئے ہیں کہ جس کو میں پہچان نہ سکتا تھا۔ آپ ایک مکان میں داخل ہوئے جو کہ محل کے مشابہ تھا اور میں نے دیکھا تو اس

میں چھ اشخاص تھے۔ سب نے آپ کو سلام کہا اور میں وہاں ایک ستون کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ میں نے اس مکان کی ایک جانب میں رونے کی آواز سنی۔ تھوڑی دیر بعد وہ آواز بند ہو گئی اور ایک مرد آیا اور اس طرف گیا جہاں سے میں نے وہ نرم آواز سنی تھی۔ پھر وہ نکلا بحالیکہ اس نے اپنے کندھے پر ایک شخص کو اٹھایا ہوا تھا۔ ایک شخص داخل ہوا جس کا سر ننگا تھا۔ اس کی مونچھوں کے بال لمبے تھے۔ وہ شیخ کے سامنے بیٹھ گیا۔ شیخ نے اس کو کلمہ شہادت پڑھایا اور اس کے سر اور مونچھوں کے بال کترے اس کو ٹوپی پہنائی اور اس کا نام محمد رکھا اور ان لوگوں سے کہا کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ یہ شخص اس مرحوم کے بدلہ میں مقرر کیا جائے ان سب نے کہا بہت اچھا۔ پھر شیخ نکلے اور ان کو آپ نے وہیں چھوڑا میں آپ کے پیچھے ہو لیا اور ہم تھوڑی دور چلے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ہم بغداد شریف کے دروازے پر ہیں۔ وہ پہلے کی طرح کھل گیا۔ پھر آپ مدرسہ میں آئے اس کا دروازہ بھی کھل گیا اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو میں اپنی عادت کے مطابق شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پڑھنے کے لیے بیٹھا لیکن آپ کی ہیبت کی وجہ سے نہ پڑھ سکا۔ آپ نے فرمایا بیٹا پڑھ کچھ مضائقہ نہیں تب میں نے آپ کو قسم دلائی کہ جو میں نے حال دیکھا ہے اس کو (واضح طور پر) بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شہر نہاوند تھا اور تم نے جو چھ اشخاص دیکھے وہ عمدہ ابدال تھے۔ وہ نرم آواز والا ان میں سے ساتواں تھا۔ وہ بیمار تھا۔ جب اس کی موت قریب آئی میں اس وقت آیا اور جو شخص اس کو اپنے کندھے پر اٹھا کر باہر لے گیا تھا وہ ابو العباس خضر علیہ السلام تھے وہ اس کو باہر اس لیے گئے تھے کہ اس کے غسل وغیرہ کا اہتمام کریں۔ جس شخص کو میں نے کلمہ شہادت پڑھایا تھا وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا عیسائی تھا۔ مجھے حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس متوفی کے بدل اور قائم مقام بن جائے اس کو بلایا گیا اور میرے ہاتھ پر وہ مسلمان ہوا۔ اب وہ ان میں سے

ایک ہے۔ شیخ نے مجھ سے عہد لیا کہ میری زندگی میں یہ بات کسی سے نہ کہنا۔

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرقہ عارف کے دل کی سوزش کا نام ہے۔ جس نے انحراف نہیں کیا اور اخلاص کے قدم پر ٹھہرا ہوا ہے۔ اسرار کا تخت حق الیقین کے خیمہ میں ہی نصب کیا جاتا ہے۔ حق الیقین توحید کے دائرہ کا ایک نقطہ توحید وجود کی بنا کا قاعدہ ہے۔ ہویت احدیہ عارفین دلوں کے لوہے کی مقناطیس ہے ابدی باغ مکاشفین کے اسرار کی چراگاہیں ہیں۔ کاشف ارواح الست کی رات میں قدم کے اسرار کے ساتھ و ازاخذ ہیں اس کے عہد کی تقریر کی مہربانیوں کے ساتھ عقول پر مہربانی کرنے والے ہیں۔ خاطر کے خوش کرنے والے حضور سرمدیہ میں و اشھد ھم کے خوشی دلانے سے جناب ازل میں الست کے خطاب کے ساتھ اسرار کی طرف تقرب کیا ہے ان کو اپنی محبت کا پیالہ اپنے قرب کے ساقیوں کے ہاتھ سے پلایا وہ دنیا کی طرف ایسے حال میں نکلے کہ ان کے سروں میں اس خمار کا نشہ تھا ان کی عقلوں کی آنکھوں میں اس جمال کے رسوم کا بقایا تھا۔ ان کے دلوں کی آنکھوں میں اس خباب کی چمک ہے وائے تمہارے چلن پر تم کیسے مرتے ہو کہ تم نے اپنے رب کو نہیں پہچانا۔ بہادری ایک گھڑی کا صبر ہے۔ اے عجمی دانائی سے کام لے عرب کے ملک کی طرف سیر کر۔ اے طبیعت کے مرد و ہدایت کے ہندی شہروں کی طرف سفر کرو۔ بعض عارفین نے اس شراب سے ایک قطرہ پیا ہے۔ تقدیر کے ساقی نے تھوڑا سا اس میں سے اس کو دیا ہے۔ تب اس کی روح اپنے ہم نشینوں کے درمیان خوشی کے مارے رقص کرتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کا پہاڑ بجلی کی تجلی کے وقت شوق سے ہلنے لگا۔ تب سر محبوب نے دیکھا اور عشق شراب کے غلبہ سے کہا اٹھا کہ میں خدا ہوں۔ اس کا دوسرا ہم نشین نشہ میں آیا اور کہہ دیا سبحانی یعنی پاک ہوں۔ ارواح کے پرندوں کی ایک

جماعت نے شکلوں کے پرندوں کو چھوڑ دیا۔ شوق کے پرندوں سے عشق کے میدان میں اڑے سوزش عشق کے بخذ سے ازل کے منادی کے جنگل کا قصد کیا اور اس بات کی طمع کی کہ قدم کے طور سے مشاہدہ کی محبت کا (گھاس) چریں تب ان کی طلب کے کبوتروں پر عظمت کا باز چھٹ کر گرا تب آسمانوں اور زمین والے بیہوش ہو گئے مگر جن کو خدا نے چاہا عالمین کے اسرار کے لیے ہمیشگی کے جلال کی تروتازگی چمکی۔ قدم کے غیب نور کے طاقچہ سے کمال احدیت کا نور عارفین کی آنکھوں کے لیے چمکا اور مخلوق کے قدموں کے پر اس جنگل میں جڑ گئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر اس کے حق کے موافق نہیں کی اور گناہ گار لوگ اس جنگل میں منقطع ہو گئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔

اے مریدوں کے گروہ آدمی کی صورت کو غیب سے ایک بھید امانت دیا گیا ہے اس کی مٹی میں ایک بلندی کا خزانہ دفن کیا گیا ہے۔ تب سب نے اس کی معرفت اور اس کے خزانہ پر اطلاع پانے کی طرف تیر پھینکا پھر اس کو نفوس کے دربان نے روک دیا اس نے کوئی راستہ نہ پایا کہ سلسبیل پر جائے اے عارفین کے گروہ تم آرزوؤں کے چوروں اور امید کے چوروں کے دھوکہ سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ یہ ایک بڑا مشکل کام ہے تم سے حجاب ہویت کے سوا محبوب غائب نہیں ہے واللہ نفوس کی خواہش عقلوں کے پاؤں کی زنجیر ہے شہوات کے راستے فہموں کے قدموں کے پھسلنے کی جگہ ہیں۔ اے میرے بھائیو! ہمتوں کے ساتھ محبوب کی طرف سفر کرو اور توشہ لو کیوں کہ بہتر توشہ تقویٰ ہے۔

جن کا ایک لڑکی کو اٹھانا اور شیخ کے حکم جن کو پکڑنے کے بعد قتل کر دینا

خبر دی ہم کو فقیہ ابو الفتح نصر اللہ بن قاسم بن یوسف بن خلیل نے احمد بن ہاشمی بغدادی کرخی نے قاہرہ میں 669ھ میں کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن حافظ تاج الدین ابوبکر عبدارزاق نے بغداد میں 630ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو عبدالرزاق اور میرے چچا عبدالوہاب اور عمر کمیانی اور بزاز نے 591ھ میں۔

اور خبر دی ہم کو شیخ ابوالفتوح محمد بن ابی المحاسن یوسف بن اسماعیل بن احمد بن علی قرشی تمیمی بکری بغدادی قطفنی نے قاہرہ میں 668ھ میں کہا خبر دی ہم کو شریف ابو جعفر محمد بن القاسم لبیب بن نفیس بن یحیٰی العلوی حسینی نے بغداد میں 630ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو الخیر بشیر بن محفوظ بن غنیمہ نے بغداد میں اپنے مکان میں جو کہ باب ازج میں تھا 594ھ میں ان سب نے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو سعد عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی نے بغداد میں 554ھ میں کہا کہ میری بیٹی جس کا نام فاطمہ تھا ہماری چھت پر چڑھی 530ھ میں جس کو کوئی اٹھا کر لے گیا۔ وہ باکرہ تھی اور اس کی عمر اس دن 16 سال کی تھی۔ تب میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اس کا ذکر آپ سے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آج کی رات تم کرخ کے جنگل کی طرف جاؤ پانچویں ٹیلے کے پاس جا کر بیٹھو زمین پر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچ لو اور خط کھینچنے کے وقت یہ کہنا باسم اللہ نیہ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر جب تھوڑی رات آ جائے گی تو تمہارے پاس جنوں کا گروہ آئے گا۔ جن کی صورتیں مختلف ہوں گی۔ تم ان سے مت ڈرنا اور جب صبح ہو جائے گی تو اس وقت ان کو بادشاہ تمہارے پاس ایک لشکر کے ساتھ آئے گا تم سے تمہارا مطلب پوچھے گا تم انہیں کہہ دینا مجھ کو عبدالقادر

نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور اس سے اپنی لڑکی کا حال بیان کرنا۔ تب میں گیا اور جو کچھ مجھے آپ نے حکم دیا اس کے موافق عمل کیا مجھ پر ڈراؤنی شکل والی صورتیں گزریں لیکن کسی کو مجال نہ تھی کہ اس دائرہ کے قریب آئے جس میں کہ میں تھا اور رات بھر گروہ در گروہ آتے رہے حتیٰ کہ ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اس کے سامنے ایک گروہ تھا۔ وہ آکر دائرہ کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے انسان تمہاری کیا حاجت ہے میں نے کہا کہ مجھ کو شیخ عبدالقادر نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ تب وہ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور زمین پر بوسہ دیا اور دائرہ سے باہر بیٹھ گیا اس کے ساتھی بھی بیٹھ گئے اور کہا تمہارا کیا معاملہ ہے۔ تب میں نے اپنی لڑکی کا حال بیان کیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ کام کس نے کیا ہے۔ انہوں نے اس کے متعلق لاعلمی کا اظہار کیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ایک جن کو پکڑ لائے۔ جس کے ساتھ وہ لڑکی تھی اور کہا گیا کہ یہ چین کا جن ہے اس سے پوچھا گیا کہ تم کو کس چیز نے اس امر پر برانگیختہ کیا کہ قطب کی رکاب کے نیچے چوری کرے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا اور اس کی محبت میرے دل میں آئی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی جائے اور مجھ کو میری بیٹی حوالے کی۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے آج رات کا سا معاملہ کبھی نہیں دیکھا اور تم شیخ عبدالقادر کی اس قدر فرمانبرداری کرتے ہو اس نے کہا ہاں بے شک وہ اپنے گھر بیٹھے ہمارے جنوں کو دیکھتے ہیں۔ حالانکہ دور کے رہنے والے ہوتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہی اپنے مکانوں کی طرف آپ کی ہیبت کی وجہ سے بھاگ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ جب کسی قطب کو مقرر کرتا ہے تو اس کو جن و انس پر غلبہ دیتا ہے۔

اور یہ سب کہتے ہیں کہ ایک شخص شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں اصبہان کا رہنے والا ہوں میری ایک بیوی ہے جس کو اکثر مرگی کا دورہ رہتا ہے اور تعویز منتر والوں کو اس کے معاملہ نے عاجز کر دیا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ ایک جن ہے جو کہ سرانديپ کے جنگل کا رہنے

والا ہے اس کا نام خانس ہے اور جب تیری بیوی پر مرگی آئے تو اس کے کان میں یہ کہہ دیجئو کہ اے خانس تم کو شیخ عبدالقادر جو کہ بغداد میں رہتے ہیں کہتے ہیں کہ پھر نہ آنا اور اگر نہ منع ہوگا تو ہلاک ہوگا۔ تب وہ شخص چلا گیا اور دس سال تک غائب رہا پھر وہ آیا اور ہم نے اس سے پوچھا اس نے کہا کہ میں نے شیخ کے حکم مطابق اس سے کہہ دیا تھا سو اب تک اس کو مرگی کا اثر نہیں۔

یہ سب کہتے ہیں کہ منتر کرنے والوں کے سردار نے یہ بات کہی ہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں چالیس سال تک بغداد میں کسی پر مرگی کا اثر نہیں ہوا جب آپ کا انتقال ہوا تو وہاں مرگی کا اثر ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے بیان میں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم مبارک ایک طاق ہے آپ کی روح پاک اس طاق میں لیمپ ہے وحی کی چمک اس لیمپ کا چراغ ہے۔ آپ کی طرف وحی کا آنا جانا نور پر نور ہے جب نبوت کا نور دل کے طاق کے لیمپ میں روشن ہوتا ہے تو آپ کے دل کا آئینہ روشن ہو جاتا ہے۔ تو اس سے آپ غائب الغیب چیزیں دیکھتے ہیں وہ بلیغ الزبان سے مخاطب کیے گئے۔ آپ کی عقل کی آنکھ کے لیے ملا۔ اعلیٰ کی طرف ایک سوراخ ظاہر ہو گئی۔ اس پر ازل کے لطیفوں کے خفیہ امور پیش کیے جاتے ہیں وہ حادثات اور قدیم کے درمیان ترجمان ہو گئی نور معرفت کے اندازہ کے موافق اللہ عزوجل کے طرف سیر ہوا کرتی ہے۔ معرفت قوت عقل کے اندازہ پر ہوتی ہے۔ عقل اسی قدر کے موافق ہوتی ہے۔ جو کہ اس دیوان میں معین ہو چکی ہے کہ ہم نے تقسیم کر دیا۔

راستوں میں بعض بنی آدم کی طرف ان شریف سواریوں پر چلتے ہیں۔ اور تیرا پروردگار جو چاہتا ہے اور جس کو پسند کرتا ہے پیدا کرتا ہے۔

ہم کو خبر دی شریف ابوالعباس احمد بن شیخ ابی عبداللہ محمد بن ابی الغنائم حسینی دمشقی پھر بغدادی نے قاہرہ میں 674 میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں 674 میں کہا کہ شیخ ابو الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے میں ان کے ساتھ تھا۔ ہم نے دہلیز میں ایک جوان کو پایا جو کہ چت لیٹا ہوا ہے۔ اس نے شیخ علی سے کہا کہ آپ میری سفارش شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کریں۔ جب ہم شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابن الہیتی نے اس کا ذکر کیا۔ تب شیخ نے فرمایا کہ تمہارے لئے ہم نے معاف کر دیا۔ پھر جب شیخ علی نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے تمہاری سفارش شیخ کے نزدیک کی ہے۔ وہ کھڑا ہوا اور دہلیز کے اندر سے نکل کر ہوا میں اڑ گیا اور میں اس کو دیکھتا تھا۔ پھر ہم شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے پوچھا کہ کیا بات تھی آپ نے فرمایا کہ یہ ہوا پر اڑ کر جا رہا تھا اور دل میں کہنے لگا کہ بغداد میں کوئی مرد (کامل) نہیں۔ میں نے اس کے حال کو چھین لیا۔ اگر شیخ علی نہ کہتے تو میں اس کا حال نہ لوٹاتا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں مدرسہ کی چھت پر مغرب و عشاء کے درمیان ہفتہ کی رات نو ربیع الاخر 552 میں چت لیٹا ہوا تھا۔ گرمیوں کے دن تھے اور سیدی محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سامنے قبلہ کی جانب تھے میں نے خلا میں ایک شخص کو جو کہ ہوا میں اڑتا جاتا تھا۔ جس طرح تیر جاتا ہے۔ اسکے سر پر ایک لطیف عمامہ تھا اس کے دونوں کندھوں میں اس کا شملہ تھا۔ اس کے سفید کپڑے تھے۔ اس کی کمر میں لنگی تھی جب وہ شیخ کے سر کے مقابل آیا تو اس طرح اترا جیسا کہ عقاب شکار پر گرتا ہے۔ یہاں تک

ولائت و نبوت

ولی وہ شخص ہے جو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں پر چلے۔ نبوت اور ولایت نتائج ہیں جو کہ اسی کی رحمت سے مختص ہے۔

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عقل و شرع کے بارے میں۔ عقل اور شرع دو نور ہیں جو کہ اپنی چمک کی وجہ سے مومن کے دل کے سوراخوں میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ اس میں ایسے مل جاتے ہیں جس طرح پانی شراب میں ملتا ہے اور ہواؤں میں لطافت ملتی ہے۔ بنوت کی شکل عقل کے آئینہ کی صفائی میں پڑتی ہے۔ جیسا کہ روح کا نور جسم کی ظلمت میں پڑتا ہے۔ عقلیں ایک حال ہیں جو کہ روحوں کے پانیوں کے نکلنے کی جگہ پر دلوں کے اسرار کے باغوں میں لگائے گئے ہیں۔ تاکہ حکم کے پرندوں کو غیب کے خلا سے فکر کے شکاری کے ساتھ شکار کرے نبوت ایک الٰہی نور ہے وہ عقل کی اس آنکھ پر ہے جو کہ یقین کی طرف منسوب ہے اشراق معنوی کے ساتھ چمکتا ہے اس سے چمک کی شعاعوں کی استعداد پیدا ہوگی اس کا نور چمکے گا اس کے سر پر پڑنے سے وہ اثر ہوتا ہے۔ کہ جو صبح کا ظلمت پر اور ارواح کا اجسام پر ہوتا ہے۔ اس کو بخشش الٰہی صورتوں کے باطنوں پر کیا ہی فیضان پہنچاتی ہے۔ شکلوں کے اسرار اس کے لطف کے اشراق سے ہیں اور انوار کی روشنی اس کی فراخ رحمت ہے جس کو علم ضروری کی وجہ سے حاصل کیا ہے کیونکہ ایک جسم کا وجود دو محلوں اور ایک عرض کا تعلق دو جوہروں سے دونوں اچھی طرز سے اور دونوں بری طرز محال ہے۔

نبوت کے آفتاب کی ہدایت کے انوار اور اسرار کا فیضان سوا عقلوں کے شہروں کے کنگروں کے جو کہ اس کام کے لئے خدائی احکام سے تیار کی گئی ہیں اور کہیں نہیں پڑتے۔ نبوت ایک غیبی ہدایت ہے جو کہ قدم کے ارادہ کے

کہ آپ کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ آپ پر سلام کہا پھر ہوا میں اڑ گیا۔ یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہوگیا۔ پھر میں کھڑا ہو کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم نے اس کو دیکھا میں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ وہ مردان غیب سے ہے جو کہ اڑتے پھرتے ہیں ان پر خدا کا سلام ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ماہ محرم 559 میں حلبہ میں ان کی رباط کے چھجہ میں تین تین سو زائرین جمع تھے آپ اندر سے جلد باہر تشریف لائے اور لوگوں کو چلا کر کہنے لگے۔ جلد باہر نکلو جلد باہر نکلو۔ پھر سب باہر نکل آئے۔ اور چھجہ میں کوئی باقی نہ رہا۔ اس وقت چھت گر گئی اور لوگ بچ گئے آپ نے فرمایا کہ میں گھر میں تھا مجھ سے کہا گیا کہ عنقریب چھت گر پڑے گی۔ اس لئے میں تم پر ڈرنے لگا۔

منصور حلاج کے بارے میں شیخ کا فرمان

اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلاج کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ ایک عارف دعویٰ کے کنارہ انا الحق کے بازو سے اڑا اس نے ہدایت کے باغ کو کسی جاندار اور انیس سے خالی دیکھا اس نے بغیر اپنی بولی کے اپنی موت کے آنے کے لئے سیٹی بجائی تو اس پر بادشاہی عقاب اس پردہ سے ظاہر ہوا کہ بیشک اللہ تعالیٰ عالمین سے غنی ہے اس کی کھال میں پنجہ گاڑ دیا کہ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے زمانہ کے سلیمان کی شرع نے اس سے کہا کہ تم نے اپنی نعت کے بغیر کیوں کلام کی تم غیر معروف آواز سے جو تم جیسوں کے لئے مقرر نہیں ہے۔ کیوں گانے لگے۔ اس وقت تم اپنے وجود کے پنجرے میں داخل ہو جاؤ۔ تم قدم کی عزت کے طریق سے حدوث کی ذلت کے تنگ راستہ کی

طرف لوٹو اپنے اقرار کی زبان سے کہو تا کہ مدعی لوگ تمہاری بات سنیں پانیوالے کو واحد کا اکیلا کہنا کافی ہے حفظ طریق کا دارومدار خدمت شرع کے وظائف کا قائم کرنا ہے۔

ہم کو ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور کتانی نے مقسم میں 671 میں خبر دی کہا خبر دی ہم کو میرے دادا منظور اور شیخ موفق الدین عبدالرحمٰن بن شیخ ابو الحرم مکی بن امام ابو عمرو عثمان سعدی شارعی نے 614 میں ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ابی طاہر ابراہیم بن نجابن غنائم انصاری دمشقی فقیہ حنبلی واعظ وارد مصر نے شارع عام میں 598 میں کہا کہ میں نے ایک دفعہ حج کیا۔ اور بغداد میں میں اور میرا رفیق آیا ہم اس سے پہلے شہر میں داخل نہ ہوئے تھے اور کسی کو ہم پہنچاتے نہ تھے۔ ہمارے پاس سوا ایک چھری کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے اس کو بیچ ڈالا اور اس کی قیمت سے چاول خریدے۔ جس کو ہم نے ابالا وہ اچھے معلوم نہ ہوئے اور ہمارا پیٹ نہ بھرا۔ ہم شیخ محی الدین عبدالقادر کی مجلس میں حاضر ہوئے اور جب ہم بیٹھ گئے تو آپ نے قطع کلام کی اور فرمایا مساکین غرباء عرب سے آئے ہیں ان کے پاس چھری کے بغیر کچھ نہ تھا۔ انہوں نے اس کو بیچ ڈالا اور اس کی قیمت سے چاول خریدے جو ان کو اچھے معلوم نہ ہوئے۔ ان کا اس سے پیٹ نہ بھرا۔ میں یہ بات سن کر بہت متعجب ہوا۔ جب آپ نے اپنا کلام پورا کیا تو دستر خوان بچھانے کا حکم دیا۔ میں نے ساتھی سے آہستہ کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ اس نے کہا کشک اور تیتر اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ شہد چاہتا ہوں۔ تب شیخ نے خادم سے فرمایا کہ شہد کشک تیتر کے ساتھ فوراً لا۔ اس نے وہ دونوں حاضر کر دیئے اور فرمایا کہ ان دونوں شخصوں کے سامنے رکھ دے اور ہم دونوں کی طرف اشارہ کیا اس نے کشک کو میرے سامنے رکھ دیا اور شہد میرے رفیق کے سامنے شیخ نے فرمایا کہ اس کے برعکس کیا تو مصیبت ہو گی۔ پھر میں تو چلا اٹھا اور سعی کی

...س سے اوپر سے کودتے ہوئے آپ کی طرف دوڑ کر گیا۔ تب آپ نے مجھ سے فرمایا کہ دیار مصریہ کے واعظ خوش آئے۔ میں نے کہا کہ اے میرے سردار یہ کیسے آپ نے فرمایا کیونکہ میں تو فاتحہ صحیح طور پر نہیں پڑھ سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو یہ کہوں وہ کہتے ہیں کہ میں پھر آپ سے علم پڑھنے لگا تو خدا نے مجھ پر علم کا دروازہ ایک ہی سال اتنا کھول دیا کہ اس قدر کسی اور پر میرے سوا بیس سال تک نہ کھولا ہو گا۔ میں نے بغداد میں وعظ کیا پھر میں نے آپ سے مصر کے جانے کا اذن لیا تو آپ نے فرمایا کہ تم عنقریب دمشق پہنچو گے۔ اس میں تم ترکوں کو پاؤ گے۔ جو مصر میں جانے کے لیے تیار ہوں گے۔ تاکہ اس کے مالک بن جائیں۔ تم ان سے کہنا کہ اس دفعہ تم ہرگز اپنے مقصود کو حاصل نہیں کر سکتے۔ بلکہ تم لوٹ جاؤ اور دوسری دفعہ جانا اور تم اس کے مالک بننا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں دمشق میں آیا تو میں نے وہی معاملہ پایا۔ جو شیخ نے مجھے فرمایا تھا۔ میں نے ان سے وہی بات بیان کردی جو آپ نے مجھے فرمائی تھی۔ مگر انہوں نے میری بات نہ مانی۔ میں مصر میں گیا تو خلیفہ کو پایا کہ وہ ان سے لڑنے کی تیاری کر رہا ہے۔ میں نے اس سے کہ دیا کہ کچھ مضائقہ نہیں یہ لوگ ناکام واپس جائیں گے اور آپ لوگ کامیاب ہوں گے۔ پھر جب ترک مصر میں آئے تو مغلوب ہوئے۔ مجھ کو خلیفہ نے اپنا ہم نشین بنا لیا اور مجھ کو اپنے اسرار سے خبردار کیا۔

پھر دوسری دفعہ ترک جو آئے تو وہ مصر کے مالک ہو گئے اور بوجہ اس کلام کے کہ میں نے ان سے دمشق میں کہی تھی میری بڑی عزت و تواضع کی۔ مجھ کو دونوں سلطنتوں سے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بات بتلانے کی وجہ سے ڈیڑھ لاکھ دینار حاصل ہوئے۔ اور یہ شیخ زین الدین مدت تک مصر میں رہے۔ ان کی بابت کہا گیا ہے کہ علاوہ اور علم کے کتاب تفسیران کو حفظ تھی اور وہاں پھر ان کو بڑی مقبولیت خاص و عام سے حاصل ہوئی یہ

منجملہ علماء محدثین تھے۔ وہاں پر وعظ کہتے تھے لوگوں نے ان سے فائدہ حاصل کیا اور وہیں ماہ رمضان 596ھ میں فوت ہوئے ان کی پیدائش دمشق میں 508ھ میں ہوئی تھی۔

طریق سلوک کے تین رکن

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے طلب کے راستہ میں تیرا تنہا ہونا سچی محبت کی علامت ہے۔ تیرے دل کی آنکھ کا اس کے ماسویٰ کی طرف ایک دفعہ دیکھنا بعد کی علامت ہے اس کے ذکر کے بغیر تیرا بولنا تیرے دل کے آئینہ پر میل ہے۔ جو شخص کہ اس کے بغیر سے مشغول ہوا اس نے وصل کی شیرینی نہیں چکھی۔

جو شخص کہ چشم زون بھر غیر کی طرف مائل ہوا تو اس کی درگاہ رحمت کے قریب نہ ہوا۔ طریق (سلوک) کے تین رکن ہیں۔ حق' صدق' عدل' عدل تو اعضاء پر ہوتا ہے۔ حق عقول پر' صدق دلوں پر جس شخص نے اپنے رب کو صدق دل کے ساتھ طلب کیا تو اس کا سچ اس کے دل میں ایک ایسا آئینہ بن جائے گا کہ اس کو دنیا اور آخرت کے عجائبات دکھائے گا۔

حیات ابدی کے قوانین کا حفظ کرنا حیات فانیہ کے قوانین کے حفظ کرنے سے بہتر ہے۔ تنہا رہنا فکر کا دروازہ ہے اور کثرت فکر حضوری کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور قلب کا ہونا توفیق کی علامت ہے۔ حصول توفیق حضرت قدس تک رہنما ہوتی ہے۔ تمہارا پیٹ بھر کر کھانا بندگی کے چشمہ کی صفائی کو مکدر کر دیتا ہے۔ خدمت کے وظائف کے بجالانے سے تیرا اعراض کرنا اس سے اعراض کرنے کا سبب ہے۔ اے غلام تو اس بلبل کی طرح نہ بن کہ ربیع کے موسم میں اپنی آواز پر خوش ہے۔ اپنے غم کی لمبی آواز کے

ساتھ ٹھہر جاتی ہے۔ اپنے وقت کو اپنی آواز کی لذت کے ساتھ گزار دیتی ہے۔ یہ بات سوا فقط سوزش کے شکایت حاصل نہیں ہوتی۔ لیکن تم باز کی طرح بنو کہ وہ بلبلوں کی آواز کی طرف جو باغ میں بولتی ہیں۔ التفات نہیں کرتا اور غیبی نغمات کی لذت پر خوش نہیں ہوتا کیونکہ اس کو عقل کے غلبہ پر بھروسہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے حقیقی آب حیات کو اس زمین میں طلب کیا کہ اے میرے رب مجھے اپنے آپ کو دکھادے تو اس سے کہا گیا کہ وہ اس پہاڑ کے پیچھے ہے یعنی ہرگز نہیں دیکھ سکے گا۔

اور اسکندر جو اس کا طالب تھا وہ اس امر کا محتاج ہوا کہ اس کی طرف سوزش کے یاجوج کی دیواو کو قطع کرے اور ماجوج کی دیوار کو توڑ دے۔ اس کو صحت توحید کے ساتھ عمدہ بنا وہ توحید کہ موجودات میں عقل کی آنکھ پر چمک کر محو کر دیتی ہے اور عقل کے سفر سے دنیا کے دائرے سے آخرت کے مکان کی طرف نکلتی ہے۔ کیونکہ اس کو وہ ایسے درخت کے سایہ کے نیچے پائے گا۔ کہ "بہت سے چہرے آج کے دن ترو تازہ ہوں گے اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے" یہ درخت جناب قدس میں سچے مکان میں باقدر بادشاہ کے پاس ہے جو کہ نہ شرقی ہے کہ جو دنیا کے کنارے کے مشرق سے طلوع کرتا ہے۔ بلکہ اسرار کے آسمانوں کے مشارق میں اور نہ غربی ہے کہ وہ موجودات کے خلد کے مغرب سے چمکے بلکہ دلوں کے معانی کے مغارب میں عیسیٰ صلوات اللہ علیٰ بنینا وعلیہ نے زمین میں حیات حقیقہ کے چشمہ کو طلب کیا تو ان سے کہا گیا تم اس کو نہیں پاؤ گے مگر اس سختی کے بعد کہ "میں تجھ کو پورا لینے والا ہوں۔" ان تختوں کے ساوں کے ان مقام کے نیچے کہ میں "تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔" اور محبوب کلی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حیات کے چشمہ کو معراجوں میں پایا اور رات کو اپنے بندے کو سیر کرائی اس مجلس میں کہ نہ ٹیڑھی ہوئی آنکھ اور نہ زیادتی۔" ان سے کہا گیا کہ آپ

اس پانی سے غسل کریں کہ "نہ جھوٹ بولا دل نے" اور اس کے موتیوں سے ایک ہار لے جس کو تیرے لئے ناظم شوق سے اس لڑی میں پروئے کہ "بے شک اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا" یہی مطلب ہے کہ تیری ذات اس کے بعد نہ مرے گی اور اس کی دلیل آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ میرے سامنے میری امت کے اعمال پیش کیے جائیں گے۔

خبر دی ہم کو ابو عبدالغالب بن احمد بن علی بن ابراہیم بن عبدالرحمان تمیمی واسطی اصل بغدادی و مولد و مکان نے قاہرہ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد اللطیف بن شیخ ابی النجاۃ سالم بن احمد بغدادی نے معروف خطاب خادم شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد میں 630ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے 579ھ میں کہا کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک وقت 250 دینار مختلف قرضوں کے ہو گئے۔ ایک شخص آیا جس کو میں پہچانتا تھا۔ وہ آپ کی خدمت میں بغیر اذن لینے کے آگیا اور دیر تک آپ سے باتیں کرتا رہا۔ آپ کے لیے سونا نکالا اور کہا یہ قرض کے ادا کے لیے ہے اور چلا گیا۔ تب مجھ کو شیخ نے حکم دیا کہ میں ہر ایک حقدار کو اس کا حق پہنچا دوں اور فرمایا کہ یہ تقدیر کا صراف ہے۔ میں نے کہا کہ تقدیر کا صراف کون ہے کہا ایک فرشتہ ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنے اولیاء کے قرضدار کے لیے بھیجا کرتا ہے اور وہ اس کی طرف سے پورا کر دیتا ہے راوی کہتا ہے کہ ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے اس اثنا میں آپ چند قدم ہوا میں اڑ کر چلے اور فرمایا اے اسرائیل ٹھہر جا کلام محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنتا جا۔ پھر آپ اپنی جگہ پر آ گئے۔ آپ سے جو پوچھا گیا تو فرمایا کہ ابو العباس خضر ہماری مجلس پر سے جلد جلد جا رہے تھے اس لیے میں اڑا اور ان سے وہی بات کہی جو تم نے سنی ہے۔

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کی پیدائش کے بارے اس انسان کی خلقت کیا ہی عجیب ہے اور حکمتوں کے لحاظ سے کیا ہی غریب ہے۔ صانع تبارک و تعالیٰ نے اس میں ایک فرشتہ اس کی عقل کے ساتھ مقرر کیا ہے اگر وہ ہوا ہوس نہ کرتا اگر اس میں کثافت طبع نہ ہوتی تو لطیف المعنی تھا۔

وہ ایک خزانہ ہے کہ جس میں غیب کے اسرار کے عجائبات اور مختلف علوم کے مجموعے امانت رکھے گئے ہیں یہ ایک برتن ہے جو کہ نور سے بھرا ہوا ہے اور جلد کی ظلمت ہے کہ جس میں روح کے عروس عجیب صورتوں کے پردوں کے ساتھ غیروں کی آنکھوں سے چھپی ہوئی ہی تقدیر نے اس کے جمال کو فرشتوں کی آنکھوں کے سامنے ان حلوں میں روشن کر دیا ہے کہ بے شک ہم نے بنی آدم کو مکرم کر دیا۔ اس مجلس میں کہ "ہم نے ان کو فضیلت دی۔" عقل کا اس طرف اشارہ ہے کہ وہ عالم شہادت میں سے ہے۔

قلوب کے سیپوں نے ارواح کے تمام موتیوں کو وجود کے سمندر میں علم کی کشتیوں میں اس لیے اٹھایا کہ اس سے یقین نور کی روشنی کو کامل کریں پھر روح کی ہوا کے ساتھ مشاہدہ کے جزائر کی طرف چلیں اور اس میں عقل کا سلطان ہوا کے سلطان کے مقابل ٹھہرا دونوں نے اس کے سینہ کے وسیع میدان میں مقابلہ و مقاتلہ کیا نفس سلطان ہوا کے خاص لشکریوں میں سے ہے۔ روح سلطان عقل کے خاص لشکریوں میں سے ہے۔ پس حکم کے موذن نے ان میں اذان دی کہ اے اللہ کے قافلہ والو سوار ہو جاؤ اے حق کے لشکر یو ظاہر ہو جاؤ۔ اے ہوا کے لشکرو آگے بڑھو ہر ایک اپنے گروہ کی مدد کا ارادہ رکھتا ہے ہر ایک اپنے خصم کے مغلوب کرنے کا قصد کرتا ہے۔ پھر توفیق نے ان دونوں سے بزبان سابق غیب کہا کہ جس کو میں مدد دوں گی۔ غلبہ اسی کے جھنڈوں سے بندھا ہو گا۔ جس کی میں مدد کروں گی۔ وہ دنیا اور آخرت میں

سعید ہو گا اور جس کے ساتھ میں ہوں گی اس کو سچے مکان تک پہنچا دوں گی۔
توفیق یہ ہے کہ خدا کی اپنے ولی کے ساتھ اچھی نظر سے بچشم رعایت دیکھنا۔

اے غلام عقل کی اتباع کر اور بے شک وہ تیرے لیے بڑی سعادت کے کشادہ راہ پر ٹھہری ہے اپنے نفس اور ہوا کو چھوڑ دے میں یہ عجیب بات دیکھتا ہوں روح آسمانی اور غیبی ہے۔ نفس مٹی اور زمین والا ہے۔ لطیف پرندہ کثیف گھونسلے سے عنایت کے پر کے ساتھ بلندی کے درخت اڑا زبان شوق کے راگ سے چہچہانا۔ انس کے ہم نشین نے اس سے باتیں کیں۔ حقائق کے جواہر معارف کے اطراف سے چن لیے وہ وجود کی ظلمت کے پنجرہ میں کثیف ہو کر بند ہو گیا۔ جب کہ قالب فناہ ہوتے ہیں تو قلوب کے اسرار باقی رہتے ہیں۔ اگر وہ تیرے دل کی طرف ایک دفعہ دیکھ لے تو اس کو مقام عرش تک قائم کر دے حقائق علوم اس کو سپرد کر دیئے اس کو اسرار معرفت کا خزانہ بنا دے۔ پس اس وقت عقل کی آنکھ جمال ازل دیکھتی ہے۔ ہر شے سے جو کہ صفات حدوث سے متصف ہوا عراض کرتی ہے۔ تیرے دل کی بصیرت کے سامنے ملکوت کے جہاں دل کے آئینہ میں مقابل ہوتے ہیں۔ تیرے دل کی آنکھوں کے سامنے مجلس کشف میں نشانات کے حقائق سے فتح کی عروسیں آراستہ کی جاتی ہیں۔ پھر اس وقت عروس کی چمکدار چیزوں کے آثار تیری ہمت کی تختی سے محو ہو جاتی ہیں۔

اے شخص روشن عقلیں پر ظلمت میں کامل مردوں کے چراغ میں صاف فکریں عارفین کے دلائل ہیں عنایت سابقہ خود یقین کے چہرہ سے شک کا نقاب کھول دیتی ہے۔ ظنوں اور ارادہ لاحقہ جب مزاحم ہوتے ہیں تو حق کے ہاتھ کے ساتھ افکار باطلہ کے جب دلائل قاصر ہوں تو منقطع ہو جاتے ہیں۔

وعظ کی مجلس میں بارش کا نہ ہونا۔ ارد گرد میں ہونا۔

خبردی ہم کو ابو سالم بن علی بن عبداللہ و میاطی نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا خبردی ہم کو ابو الحسن خفاف نے بغداد میں 624ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابو سعید مدلل حریمی نے بغداد میں 579ھ میں خبردی ہم کو ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن یوسف عبداللہ قطائی زبیدی اصل بغدادی مولد و مکان نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابو الحسن علی نانبائی نے بغداد میں 643ھ میں کہا خبردی ہم کو عمران کیمانی اور براز نے بغداد میں 591ھ میں اور خبردی ہم کو ابو علی حسن بن بجیم حورانی اور ابو القاسم محمد بن عبادہ بن محمد انصاری نے قاہرہ میں 670ھ میں ابو علی کہتے ہیں خبردی ہم کو شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی نے قاہرہ میں 617ھ میں اور کہا ابو القاسم نے خبردی ہم کو شیخ ابو الحسین علی القرشی نے دمشق میں 618ھ میں اور خبردی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن ابو الحسین علی بن الحسین دمشقی پھر موصلی نے قاہرہ میں 672ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ عدی نے موصل میں 620ھ میں کہا خبردی ہم کو میرے باپ ابو البرکات نے کہا خبردی ہم کو میرے چچا شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب نے کہا کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے تھے تو بعض اہل مجلس جانے لگے تب آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا کہ (خداوند) میں تو لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو تفرقہ ڈالتا ہے۔ پھر بارش خدا کے حکم سے مجلس کے اوپر بند ہو گئی اور مدرسہ کے باہر بارش ہوتی تھی۔ مجلس پر ایک قطرہ بھی نہیں پڑتا تھا۔

وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال دجلہ اس قدر بھر آیا کہ بغداد غرق ہونے لگا تھا۔ لوگ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں فریاد لے کر آئے تب آپ نے عصا لیا اور دریا کے کنارے تک آئے پانی کی حد تک اس کو گاڑ

دیا اور فرمایا یہاں تک رہو۔ اسی وقت پانی اتر گیا۔

اور خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام عماد الدین ابراہیم مقدسی حنبلی نے قاہرہ میں 674ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ضیاء الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد بن احمد۔ مقدسی نے کہا کہ میں نے شیخ ابو بکر بن احمد بن محمد خراسی سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ سے شیخ معماد نے بیان کیا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آسمان کے نیچے (میدان میں) وعظ فرما رہے تھے پھر بارش آئی تو آپ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ میں لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو متفرق کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ خدا کے حکم سے مجلس سے بارش بند ہو گئی۔

وہی کہتے ہیں کہ میں ایک دن طاحونہ میں سے نکلا میں راستہ میں تھا کہ بارش شروع ہو گئی میں نے کہا اے میرے رب بے شک مجھ کو ثقہ نے ثقہ سے خبر دی ہے ایسی اور ایسی پس ان دونوں کی عزت کی وجہ سے جو تیرے نزدیک ہے بارش کو بند کر دے۔ پھر وہ بند ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں گھر پہنچ گیا اور جب میں پہنچ گیا۔ تو پھر بارش شروع ہو گئی۔

اور خبر دی ہم کو ابو زید عبدالرحمان بن احمد نے 671ھ میں کہا کہ میں شیخ عالم ابو اسحاق ابراہیم بن سمید داری ثعلبی کے پاس دمشق میں 619ھ میں تھا اور ان کے پاس ملک معظم ملک امجد ملک صالح اسماعیل و تقی الدین و مجیر الدین پسران ایوب موجود تھے اور بارش شروع ہوئی ہم لوگ میدان میں تھے انہوں نے لوگوں سے کہا کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن کرسی پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے۔ تب بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا میں تو جمع کرتا ہوں اور تو متفرق کرتا ہے۔ پھر بادل مجلس سے ہٹ گیا اور مجلس سے باہر دل برسنے لگا۔ وہ کہتے ہے کہ خدا کی قسم شیخ ابراہیم کا کلام ابھی پورا نہ ہوا تھا کہ ہم سے بارش بند ہو گئی ہم سے دائیں بائیں

برستی تھی اور ہم پر نہیں گرتی تھی۔

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اے غلام سچ اور صفائی کو لازم کر لے اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو کوئی انسان اللہ عزوجل کا مقرب نہ ہوتا۔

اے غلام اگر تیرے پتھر دل کو اخلاص کا عصائے موسیٰ مارا جائے تو اس سے ظلمتوں کے چشمے جاری ہو جائیں۔ سو عارف شخص اخلاص کے پردوں کے ساتھ موجودات کے پنجرے کی ظلمت سے نور قدس کے میدان کی طرف اڑتی ہے اور اڑنے کے بعد مقام صدق کے باغ کے سایہ میں اترتا ہے۔

اے غلام کسی بندے کے دل میں نور یقین چمکتا ہے تو ضرور اس کے چہرے کی خوبصورتی پر ایسے نور کی روشنی آ جاتی ہے کہ جس سے خدا راضی ہوتا ہے۔ ملکوت اعلیٰ میں اس کا نام لے کر فرشتے پکارتے ہیں۔ قیامت کے دن صدیقوں کے گروہ میں آئے گا۔

اے غلام نفوس کی خواہشات سے اعراض کرنا تجرید ہے بلکہ توحید ہی عارفین دلوں کے لیے اس کے عشق کے سوق کی بجلیوں کی صفائی ہے یہاں تک کہ کسی غیر کے وصل سے وہ لذت حاصل نہیں کرتے۔ وہ عاشقوں کے دلوں کی شیفتگی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی محبت کے جنگلوں میں پڑ جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل کے راستہ میں بجز توشہ صدق کے سفر نہیں کر سکتے بغیر دلوں کی آزمائش کے اس کی حضوری حاصل نہیں ہو سکتی۔ آخرت میں نظیر کی شراب کی افطاری بغیر اس کے نہیں ہو سکتی کہ دنیا اور مافیہا سے روزہ رکھا جائے تیرے ترک وجود اس کا تجھے ایک نظر سے دیکھنا گراں نہیں ہے۔ تیرے موجودات سے نکل جانے پر اس کا ایک گوشہ چشم سے دیکھنا کچھ بہت نہیں ہے۔ جبکہ نفوس بشری کدورتوں سے صاف ہو جاتے ہیں۔ تو احکام کی تعمیل ہو جاتی ہے اور جب عارف کی عقل کی نظر قوی ہوتی ہے۔ تو اس کے دل پر خدائی انوار بلند ہوتے ہیں۔ اولیاء کرام سلطانی بارگاہ کے خواص ہیں عارفان

الٰہی شاہی مجلس کے ہمنشین ہیں۔ محبت کے شہد کی مٹھاس کا بلا بلا کے صبر کی تلخی کو قطع کر دیتا ہے۔

اے غلام مردوں کی عقلوں کی آنکھیں دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوا کرتیں۔ اس کی چمکتی ہوئی بجلی کے دھوکہ سے وہ دھوکہ میں نہیں آتے بلکہ اس سے محبوب کی بات کو سمجھتے ہیں کہ دنیا کی زندگی کھیل کود کے سوا اور کچھ نہیں۔

اے غلام لذات کے چوسنے سے شیطان دلوں میں داخل ہوتا ہے اور شہوتوں کے راستوں سے سینوں تک پہنچ جاتا ہے۔ دنیا کی محبت کے دھوکہ سے دلوں میں آخرت کی دشمنی کا بیج بوتا ہے۔ پس ایسے شخص کے لیے خوشی ہو کہ جو عقل کی غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاتا ہے اور قرب مولیٰ کی طلب میں اس کا حال صاف ہو جاتا ہے ایسے امر کی طرف نکلنے کی جلدی کر۔ جس کے سوا چارہ نہیں پہلے جلد حساب لینےوالے سے اپنے نفس کا حساب لے۔ آخرت کی طرف جانے میں جدوجہد کر کیونکہ دنیا بڑھنے والوں کا میدان ہے۔ اعمال کامیاب ہونے والوں کی سبقت کی چادر ہیں۔ قیامت کے پل پر گزر گاہ ہے۔ قیامت مصیبت اور کڑوی چیز ہے۔

لوگوں کے دل شیخ کے ہاتھ میں

خبر دی ہم کو شیخ ابو القاسم بن شیخ ابو القاسم احمد بن عبداللہ بن احمد بن علی قرشی ہاشمی بغدادی حرمی حنبلی نے قاہرہ میں 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان بغدادی مشہور نانبائی نے بغداد میں 638ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو القاسم عمر بن سعد بزار نے بغداد میں 604ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ بقا بن بطو نہر ملکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شیخ اور اس کے ساتھ ایک

جوان شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے شیخ نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اس کے لیے دعا مانگیں کہ یہ میرا فرزند ہے حالانکہ وہ اس کا بیٹا نہ تھا بلکہ وہ بدعادت پر تھا۔ تب شیخ خفا ہوئے اور فرمایا کہ میرے ساتھ تمہارا معاملہ یہاں تک پہنچ گیا۔ آپ اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ تو اسی وقت بغداد کے اطراف میں آگ لگ گئی اور جب ایک جگہ بجھاتے تو دوسری جگہ لگ جاتی۔ وہ کہتے کہ میں نے بغداد میں شیخ عبدالقادر کے غصہ کی وجہ سے بلا نازل ہوتے ہوئے دیکھی ہے۔ جس طرح کہ بادل کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ تب میں جلد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو غضب کی حالت پر پایا۔ میں آپ کے ایک جانب بیٹھ گیا اور عرض کیا اے میرے سردار لوگوں پر رحم کھائیں وہ تو ہلاک ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ کا غصہ سرد ہوا اور بلا کو میں نے دیکھا کہ جاتی رہی اور تمام آگ بجھ گئی۔

اسی اسناد کے ساتھ شیخ عمر بزاز سے منقول ہے کہ میں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جمعہ کے دن بتاریخ 15 جمادی الاخریٰ 556ھ جامع مسجد کی طرف گیا۔ آپ کو کسی نے سلام نہ کہا میں نے کہا یہ عجب ہے۔ ہم تو ہر جمعہ جامع مسجد میں جاتے تھے اور شیخ کے ساتھ اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ ہمارا پہنچنا مشکل سے ہوتا۔ میں نے یہ فقرہ ابھی پورا نہ کیا تھا کہ شیخ نے میری طرف دیکھ کر تبسم کیا اور لوگوں نے سلام کہنے کی جلدی کی یہاں تک کہ مجھ میں اور آپ میں لوگ حائل ہو گئے۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ وہ حال اس حال سے بہتر تھا۔ تب آپ نے میری طرف توجہ کی اور ہنس کر فرمایا کہ اے عمر تم نے یہ ارادہ کیا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل مجھ میں ہیں۔ اگر چاہو تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر دوں۔

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فناہ کے بارے میں اللہ عزوجل کے حکم

کی وجہ سے لوگوں اور اپنی خواہش سے فنا ہو جا اور اپنے ارادہ سے خدا کے فعل کے ساتھ فنا ہو جا۔ پس اس وقت تجھ میں یہ صلاحیت ہو جائے گی کہ اللہ کے علم کے لیے تم برتن بن جاؤ گے۔ اور مخلوق خدا سے تیرے فنا ہونے کی یہ علامت ہے کہ تو ان سے علیحدہ ہو جائے او جو ان کے ہاتھ میں ہے۔ اس سے ناامید ہو جائے۔ اور اس امر کی علامت کو تو اپنے آپ اور اپنی خواہش سے فنا ہو گیا ہے۔ یہ ہے کہ حصول نفع اور دفع ضرر میں سب کے تعلق کو چھوڑ دے۔ پس تجھ میں تیرے ساتھ حرکت نہ ہو اور تیرا اعتماد تجھ پر نہ ہو۔ نہ اپنے سے کسی چیز کو دفع کرے۔ نہ اپنے نفس کے لیے مدد طلب کرے۔ بلکہ یہ ساری باتیں اسی کے سپرد کرے جس کو تو پہلے دوست رکھتا ہے۔ پھر آخر تجھے وہ دوست بنائے گا اور تیرے اپنے ارادہ سے فنا ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے سوا اور کسی کا ارادہ نہ کرے۔ بلکہ اس کا فعل تجھ میں ایسا جاری ہو کہ تیرے اعضا ساکن ہوں تیرے دل میں ایمان ہو۔ تیرا سینہ کشادہ ہو۔ تیرا باطن آباد ہو۔ اپنے خالق کے ہوتے ہوئے تمام اشیاء سے غنی ہو جائے۔ قدرت کا ہاتھ تجھے پلٹا دے۔ زبان ازل تجھے بلائے تجھے تعلیم دے اپنے نور سے تجھ کو لباس پہنائے تجھ کو اول متقدمین میں اہل علم کے منازل تک پہنچائے پھر تو ہمیشہ شکستہ دل بنا رہے۔ تجھ میں سوائے ارادہ اللہ سبحانہ کے اور کوئی ارادہ نہ ہو۔ اس وقت تمہاری طرف تکوین اور خرق عادت کی نسبت کی جائے گی۔ پس ظاہر میں تو تیرا فعل دیکھنے میں آئے گا۔ حالانکہ وہ حقیقت میں اللہ عزوجل کا سچا فعل ہو گا۔ اب فنا حد اور جائے رو ہے۔ وہ یہ کہ صرف اللہ عزوجل باقی رہ جائے۔ جیسا کہ پہلے مخلوق کے پیدا کرنے سے تھا یہ حالت فنا ہے اور جب تو مخلوق سے مر جائے گا تو تجھے کہا جائے گا کہ خدا تجھ پر رحمت کرے اور تجھے تیری خواہش سے مار دے تجھے کہا جائے گا خدا تجھ پر رحم کرے تیرے ارادہ اور آرزو سے مار دے۔ جب تو

اپنے ارادہ سے مر جائے گا تو تجھ سے کہا جائے گا کہ خدا تجھ پر رحم کرے اور تجھے زندہ رکھے پھر تو اس وقت تو ایسی زندگی میں رہے گا کہ جس کے بعد موت نہ ہو گی ایسا غنی ہو گا کہ اس کے بعد فقر نہ ہو گا۔ ایسا دیا جائے گا کہ جس کے بعد رکاوٹ نہ ہو گی ایسا علم دیا جائے گا کہ جس کے بعد جہالت نہ ہو گی۔ ایسا امن دیا جائے گا کہ جس کے بعد خوف نہ ہو گا۔ تو سعید ہو گا شقی نہ ہو گا۔ عزت یافتہ ہو گا ذلیل نہ ہو گا۔ قریب ہو گا بعید نہ ہو گا۔ بڑا ہو گا پھر حقیر نہ ہو گا۔ پاک ہو گا پھر میلا نہ ہو گا۔

اے شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو جا گویا کہ مخلوق نہیں ہے اور مخلوق کے ساتھ رہو گویا کہ نفس نہیں ہے۔ پھر جب تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو گا گویا کہ مخلوق نہ ہو تو اکیلا ہو گیا اور تمام سے فنا ہو گیا جب تو مخلوق کے ساتھ ہو گا۔ گویا نفس نہ ہو گا تو عدل کرے گا اور باقی رکھے گا۔ سب کو اپنی خلوت کے دروازہ پر چھوڑ دے اور اکیلا داخل ہو اپنے مونس کو اپنی خلوت میں دل کی آنکھ سے دیکھے گا اور موجودات کے سوا مشاہدہ کرے گا۔ نفس جاتا رہے گا۔ اس کی جگہ خدا کا امر اور قرب آ جائے گا۔ اس وقت تیرا جہل علم۔ تیرا بعد قرب' تیرا سکوت ذکر تیری وحشت انس ہو گا۔

اے شخص یہاں پر سوا خلق اور خالق کے اور کچھ نہیں سو اگر تو خالق عزوجل کو اختیار کرے گا تو کہ دے کہ وہ سب میرے دشمن ہیں مگر رب العالمین۔ پھر فرمایا کہ جس نے چکھا اسی نے اسی کو پہچانا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ جس پر صفرا کی تلخی غالب ہو وہ مزے کی شیرینی کیونکر پائے آپ نے فرمایا کہ اپنے دل سے شہوات کو عمداً" فنا کر دے۔

اے شخص جب مومن نیک عمل کرتا ہے تو اس کا نفس قلب بن جاتا ہے اور اس کا قلب سر بن جاتا ہے۔ پھر سر بدل جاتا ہے پھر فنا ہو جاتا ہے پھر فنا جاتا رہتا ہے تو وجود ہو جاتا ہے پھر فرمایا کہ ہر دوست کو ہر دروازہ کی گنجائش

نہیں ہے۔

اے شخص مخلوق کا معدوم کر دینا اور تیری طبیعت کا ملا ئکہ کی طرف بدلنا فنا ہے پھر ملا ئکہ کی طبیعت سے فنا ہونا اور اول طریقہ کے ساتھ مل جانا اس وقت تیرا رب تجھ کو پلائے گا جو پلائے گا اور تجھ میں بوئے گا جو بوئے گا اگر تیرا ارادہ ہے تو اسلام کو پھر تسلیم کر پھر اللہ عزوجل کے علم کو پھر اس کی معرفت کو پھر وجود کو اس کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ پھر جب تیرا وجود اس کے ساتھ ہو جائے تو تیرا سب وجود اسی کے لیے ہو گا۔ زہد ایک گھڑی کا تقوی دو گھڑیوں کی معرفت ہمیشہ کا عمل ہے۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو محمد عبدالرحمان بن احمد بن محمد قرشی مقدسی نے 671ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے 623ھ میں کہا کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں 560ھ میں تھا۔ آپ اپنے گھر سے نکلے اور آپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ تب میرے دل میں یہ خطرہ ہوا کہ کاش شیخ اس عصا میں مجھ کو کرامت دکھائیں۔ آپ نے میری طرف ہنس کر دیکھا اور اس کو زمین میں گاڑ دیا۔ میں نے دیکھا تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک روشن نور ہے جو کہ آسمان کی طرف چڑھتا ہے تمام جانب میں اس کے سبب روشنی ہو گئی۔ اس طرح ایک گھنٹہ تک رہا۔ پھر آپ نے اس کو پکڑ لیا تو وہ عصا ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے زیال تم نے یہ چاہا تھا۔

(اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مومن کے دل میں پہلے حکم کا ستارہ چمکتا ہے۔ پھر علم کا پھر معرفت کا آفتاب حکم کے ستارہ کی روشنی سے مولیٰ کی طرف دل کے چاند کی روشنی سے آخرت کی طرف معرفت کے آفتاب کی روشنی سے مولیٰ کی طرف دیکھتا ہے۔ نفس مطمئنہ ستارہ ہے۔ قلب سلیم چاند ہے۔ سر صافی آفتاب ہے۔ نفس کا مقام دروازہ ہے۔ قلب کا مقام دربار میں

ہے سر کا مقام پردہ میں ہے کہ جو اللہ سبحانہ کے سامنے کھڑا ہے وہ قلب کو سکھاتا ہے اور قلب نفس مطمئنہ کو نفس پر، زبان پر، املا کرتا ہے۔ زبان مخلوق کو سناتی ہے نفس کا وجود تہمت کا محل ہے۔ قلب کا وجود شبہ کا مقام ہے۔ سر کی صفائی کے وقت عجائبات آتے ہیں۔ جب تک کہ تو نفس کے ساتھ لیتا ہے۔ حرام کھاتا ہے اور جب تک پھرنے والے دل کے ساتھ لیتا ہے تو مشتبہ کھاتا ہے۔ پھر جب تیرا سر صاف ہو جائے تو حلال مطلق کھائے گا۔ رضا .قضا دل کے قرب اور فضل کے گھر میں داخل ہونے فتح کے کھانے اور انس کی شراب کا سبب ہے۔ اسرار قوم زمین کے اونچے پہاڑ اور وجود کے میخیں ہیں۔ انس کا ہم نشیں ایسی باتوں کے ساتھ ان سے سرگوشی کرتا ہے۔ نفوس میں من سے زیادہ شیریں ہے۔ آپ ان سے کہتے تھے کہ اس تنگی کے بعد فراخی ہوتی ہے اور اس تفرق کے بعد اجتماع ہوتا ہے۔ اس کروٹ کے بعد مٹھاس ہوتی ہے۔ اس ذلت کے بعد عزت ہوتی ہے اس فنا کے بعد وجود ہوتا ہے۔ پس اس وقت اس مقام کا مالک قرب کے چہرہ کے سامنے ہوتا ہے۔ اور مخلوق کے درمیان پردہ کر دیتا ہے۔ حکم کو اور علم کو اس کے دل میں جمع کر دیتا ہے۔ قرب ایک نور ہے جو اس نے پیدا کیا ہے اور خرق عادت ہے قوم کے دل اللہ کے نور سے اسکے ماسوا کو دیکھتے ہیں۔ ان کو اس کی طرف دیکھنے کی جنت میں داخل کرتا ہے۔ پھر جب وہ موجودات کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو چلاتے ہیں کہ اے حیرانوں کی دلیل ہم کو بتلا دے کہ تیری طرف آنے کا زیادہ قریب راستہ کون سا ہے۔ پھر وہ اس میں حیران ہوتے ہیں۔ کسی تسبیح خواں کی آواز کو نہیں سنتے۔ اس کے جہانوں کی طرف التفات نہیں کرتے۔ تب ان پر شفقت اور محبت کا ہاتھ آتا ہے۔ پھر ان کے دلوں کو ہاتھوں سے پکڑ لیتا ہے۔ ان کو مہربانی کی گود انس کے پہلو قرب کی لذت میں رکھ دیتا ہے۔ ان سے سفر کے کپڑے اتار دیتا ہے۔ ان کو ان کی منزلوں میں اتارتا ہے۔ اپنے حضور میں

ان کو جلا دیتا ہے۔ اس کے دل کے لیے دروازے بناتا ہے۔ ہر ایک دروازہ میں سے اپنے ملک و غلبہ و جلال و جمال کو دیکھتا ہے۔ ان کے دل کے ارادہ کے فردگاہ اور اسکے علم کے خزانے اور سر کی صورتیں ہیں۔ جوں جوں ان کے اسرار قلب کے گھر کے اطراف میں چکر لگاتے ہیں۔ اور جو وہاں خزانہ اور فائدے ہوتے دیکھ لیتا ہے۔ ان کو ہر طرف سے فراخی آتی ہے۔ ان کے پر قوی ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ اس درگاہ کے خیموں کی طرف اڑ جاتے ہیں۔ اپنے رب کے پاس لوٹتے ہیں۔ پھر وہ اس درگاہ کے خیموں کی طرف اڑ جاتے ہیں۔ اپنے رب کے پاس لوٹتے ہیں۔ اگر وہ گرتے ہیں تو گھر کے صحن میں گرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے وہ دعا مانگتے ہوئے مقبول الدعاء محبوب مجذوب بن کر لوٹتے رہتے ہیں۔ قلب تو رب کے ساتھ اور سر سر کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب قلب کھل جاتا ہے تو سر کی آنکھ سے رب عزوجل کا جمال دیکھتا ہے۔ حجابوں کو قطع کر دیتا ہے۔

اے شخص صدیقوں کے سینے میں رب العالمین کے اسرار کی قبریں ہیں۔ ان میں علم کے ستارے اور معارف کے آفتاب ہیں اور ان انوار سے فرشتے روشنی حاصل کرتے ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو الفضل منصور بن احمد بن ابی الفرج عراقی دوری نے 175ھ میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ کمال الدین ابو العباس احمد بن محمد بن سمرایہ صرتفینی نے بغداد میں 631ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو التقی محمد بن ازہر صرتفینی نے کہا ٹھہرا میں ایک مدت تک کہ اللہ عزوجل سے اس امر کا سوال کرتا تھا کہ مجھے ایک مردان غیب میں سے دکھائے۔ تب میں نے خواب میں ایک رات دیکھا کہ امام احمد بن حنبل کی قبر کی زیارت کر رہا ہوں اور ان کی قبر کے پاس ایک شخص ہے۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ مردان غیب میں سے ہے۔ پھر مجھے جاگ آ گئی اور امید ہوئی کہ میں ان کو بیداری

میں دیکھوں گا۔ میں اسی وقت امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کی زیارت کو آیا۔ تو میں نے اس وقت بعینہ وہی شخص ان کی قبر کے پاس دیکھا وہ جلد زیارت کر کے وہاں سے نکلا اور میں ان کے پیچھے ہو لیا۔ یہاں تک کہ وہ دجلہ تک پہنچا پھر دجلہ کی دونوں طرفیں ان کی خاطر اس طریقہ سے مل گئیں کہ ایک مرد کے قدم کے برابر ہو گئیں۔ تب وہ اس طرف پار ہو گئے میں نے ان کو قسم دلائی کہ آپ ٹھہریں اور مجھ سے باتیں کریں تب وہ ٹھہر گئے میں نے ان سے کہا کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ انہوں ے کہا حنفی مسلم ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں مجھے معلوم ہوا کہ وہ حنفی المذہب ہیں۔ پھر وہ چل دیئے میں نے دل میں کہا کہ میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کروں گا۔ جو میں نے دیکھا ہے۔ میں مدرسہ میں آیا اور آپ کے دروازہ پر کھڑا ہوا۔ آپ نے گھر سے مجھے پکار کر کہا اے محمد مشرق سے مغرب تک کوئی حنفی ولی اللہ کے سوا نہیں ہے اور میرے لیے دروازہ نہ کھولا۔

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو شخص کہ اپنے مولیٰ کے ساتھ صدق اور خیر خواہی کا معاملہ برتتا ہے تو وہ صبح و شام اس کے ماسویٰ سے خوف زدہ رہتا ہے۔ اے قوم تم وہ دعویٰ نہ کرو۔ جو کہ تم میں نہیں ہیں۔ توحید پر رہو شرک نہ کرو تقدیر کے تیروں کے نشانات بنو تم کو صرف ان کی خراش پہنچے گی نہ قتل۔ جس شخص کی اللہ کے بارے میں ہلاکت ہو تو اللہ پر اس کا قائم مقام ہو گا۔ اور جانو خدا تم پر رحم کرے گا۔ اگر تم قضایات الہٰی کے موافق ہو گے (تو بہتر) ورنہ میں تمہارے دانت توڑ دوں گا۔ کیونکہ جب تک نفس صاف نہیں ہوتا۔ نفس اصحاب کہف کے کتے کی طرح ہو جاتا ہے۔ جو کہ دردازہ پر بیٹھا رہتا ہے اور پکارا جائے گا۔ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف جا۔ پس اس وقت قلب درگاہ الہٰی کی طرف داخل ہوتا ہے اور رب تعالیٰ کے نظارہ

کے لیے کعبہ بن جاتا ہے۔ جلال شاہی و کمال شاہی اس کے لیے ظاہر ہو جاتا ہے اور قرب کے خیمہ میں وطن بناتا ہے۔ بادشاہ کے پڑوس میں درخت گاڑتا ہے۔ اس کی نجابت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی ملاقات کے لیے نکلتی ہے۔ اس کا جھنڈا اس کو سپرد کیا جاتا ہے۔ اوپر کی جانب سے وہ آواز سنتا ہے اے میرے بندے تم میرے پاس رہو تو میرے لیے ہے اور میں تیرے لیے ہوں۔ پھر جب اس کی صحبت لمبی ہو جاتی ہے۔ تو وہ بادشاہ بھیدی اور رعایا پر اس کا خلیفہ اس کے اسرار کا امین بن جاتا ہے۔ اس کو سمندر کی طرف بھیجتا ہے تاکہ بھولوں کو راستہ بتائے پھر اگر وہ مردہ پر گزرے تو اس کو زندہ کر دیتا ہے۔ یا گنہگار پر گزرے تو اس کو نصیحت پذیر کرتا ہے۔ بعید پر گزرے تو اس کو قریب بنا دیتا ہے۔ شقی پر گزرے تو اس کو سعید بنا دیتا ہے۔ ولی بدل کا غلام ہے اور بدل نبی کا غلام ہے اور نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام ہے۔ ولایت کی مثال بادشاہ کے ہم کلام اور اس کے حضور کے بھیدی کی ہے۔ ہمیشہ اس کی صحبت میں رہتا ہے۔ مگر جب کہ خلوت کو ان کی عروس کی چھپرکٹ اور رات کو ان کے بادشاہ کے تخت اور دن ان کو قرب بنا دیتا ہے۔ اے میرے پیارے بیٹے! اپنی خواب اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کر۔

شیخ کا لاغر اونٹنی کو طاقت ور کر دینا

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد خضری حسینی موصلی نے 670ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے 622ھ میں کہا کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت تیرہ سال کی ہے اور آپ سے بہت سی کرامات دیکھی ہیں۔ منجملہ ان کے یہ کہ جب تمام معالج کسی مریض کے علاج سے عاجز آتے تھے۔ تو وہ آپ کی خدمت میں لایا جاتا تھا۔ آپ اس کے

لیے دعا مانگتے تھے اس پر ہاتھ پھیرتے تھے تو وہ آپ کے سامنے کھڑا ہو جایا کرتا تھا۔ خدا کے حکم سے تندرست ہو جایا کرتا تھا اور ہمیشہ آپ کے پاس سے آکر وہ جلد تندرست ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں سلطان مستنجد کا قریبی رشتہ دار لایا گیا جس کو استسقاء کا مرض تھا۔ اس کو پیٹ کی بیماری تھی۔ (استسقاوغیرہ) تب آپ نے اس کے پیٹ پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ خدا کے حکم سے لاغر پیٹ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ گویا کہ اس کو کوئی بیماری نہ تھی۔

اور آپ کی خدمت میں ابو المعالی احمد مظفر بن یوسف بغدادی حنبلی آیا اور کہنے لگا کہ میرے بیٹے محمد کو پندرہ ماہ ہو گئے کہ بخار اس کو نہیں چھوڑتا بلکہ بڑھتا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور اس کے کان میں کہ دو اے ام ملدم تم کو عبدالقادر کہتے ہیں کہ میرے بیٹے سے نکل کر حلتہ کی طرف چلا جا۔ ہم نے ابو المعالی سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں گیا اور جس طرح مجھے شیخ نے حکم دیا تھا ویسا کیا تو وہ اب تک پھر نہیں آیا۔ اور کئی سال کے بعد ہم نے اس سے پوچھا تو کہا کہ اس دن کے بعد اس کے پاس پھر کبھی نہیں آیا اور یہ خبر آئی کہ حلہ کے لوگوں کو بہت بخار آتا ہے۔

اور آپ کی خدمت میں ابو حفص عمر بن صالح حدلوی اپنی اونٹنی لے کر آیا اور عرض کیا کہ میرا ادارہ حج کا ہے اور یہ میری اونٹنی ہے۔ کہ چل نہیں سکتی اور میرے پاس اور کوئی اونٹنی نہیں ہے۔ پس شیخ نے اس کو ایک ایڑی لگائی اور اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھا وہ کہتا تھا کہ پھر اس کا یہ حال تھا تاکہ تمام سواریوں سے آگے چلتی تھی اور پہلے اس سے سب سے پیچھے رہتی تھی۔

اور شیخ ابو الحسن علی بن احمد بن مذہب ازجی بیمار ہو گئے تو شیخ نے ان کی عیادت کی ان کے گھر میں ایک کبوتری اور ایک قمری تھی۔ تب انہوں نے آپ سے عرض کیا یا سیدی یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی اور یہ قمری

نو ماہ سے بولتی نہیں پھر شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبوتری کے پاس جا کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہ اپنے مالک کو نفع پہنچایا کر اور قمری کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ اپنے خالق کی تسبیح پڑھا کر۔ وہ کہتے ہیں کہ قمری اسی وقت بولنے لگی یہاں تک کہ بغداد کے لوگ اسی کی آواز سن کر جمع ہونے لگے تاکہ اس کی بولی سنیں۔ اور کبوتری انڈے دینے لگی اور اپنے مرنے کے وقت تک دیتی رہی اور مجھ سے 560ھ میں فرمایا کہ اے خضر تم شہر موصل کی طرف جاؤ کیونکہ تیری پیٹھ میں اولاد ہے کہ جس کو تو ظاہر کرے گا۔ پہلے ان سے ایک لڑکا ہو گا جس کا نام محمد ہو گا۔ اس کو ایک اندھا بغدادی قرآن مجید سات ماہ میں پڑھائے گا۔ اس کا نام علی ہے اور وہ سات سال کا ہو گا کہ قرآن مجید حفظ کر لے گا اور تم 94 سال اور ایک ماہ سات دن زندہ رہو گے اور شہر اربل میں فوت ہو گے۔ تمہارے کان تمہاری آنکھیں تمہاری قوت سب کچھ صحیح اور تندرست رہے گا۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے دادا نے موصل میں سکونت اختیار کی اور میں شروع ماہ صفر 601ھ میں پیدا ہوا میرے لیے ایک نابینا حافظ کو لایا گیا۔ جس نے مجھے قرآن سکھایا جب میں چھ سال اور پانچ ماہ کا ہوا اور ابھی سات سال ختم نہ کیے تھے کہ قرآن کو حفظ کر لیا۔ میرے والد نے حافظ جی کا نام اور ان کے شہر کا نام دریافت کیا تو کہا کہ میرا نام علی ہے اور میرا شہر بغداد ہے۔ تب والد نے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا۔ میرا والد اربل میں ماہ صفر 625ھ میں فوت ہوا اور اس نے پورے 94 سال اور ایک ماہ اور سات دن پورے کیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حواس اور قوتیں ان کی وفات تک صحیح رکھیں۔

اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معرفت کے تین درجے ہیں۔ پہلا تو صفات و نخوت کی معرفت ہے۔ جن کے نام رسالہ کے ساتھ وارد ہوتے ہیں۔ پھر ان کے شواہد صنعت میں ظاہر ہوتے ہیں اور عقل کی زندگی کی عمدہ رونق

نور کی بصارت کے ساتھ ہے جو کہ سر وجود میں قائم دائم ہے۔ قلب کے سرور کا دوام تعظیم اور حسن اعتبار کے درمیان اچھی نگاہ سے ہے۔ اور یہ عام لوگوں کی معرفت ہے۔ کہ یقین کی شرائط اس کے بغیر قائم نہیں ہوتیں۔ اس کے زمین رکن ہیں۔ اثبات صفت مع اپنے اسم کے بغیر تشبیہ کا بغیر تعطیل کے دور کرنا۔ اس کی حقیقت کے ادراک اور تاویل کی تلاش سے ناامید ہونا۔ دوم یہ کہ ذات کی معرفت ذات اور صفات میں تفریق کے ساتھ کرنے کے ساتھ ہووہ علم جمع کے ساتھ ثابت رہتی ہے۔ میدان صفا میں صاف ہوتی ہے۔ بقا سے اس کا کمال ہوتا ہے۔" جمع کے چشمہ کو جھانکتی ہے۔ اس کے تین رکن ہیں۔ صفات کا شواہد پر بھیجنا اور وسائل کا مدارج پر بھیجنا۔ نشانات پر عبارت کا بھیجنا اور یہ معرفت کا خاصہ ہے کہ حقیقت کے کنارے سے مانوس ہوتی ہے۔ سوم وہ معرفت جو کہ محض تعریف میں مشہور ہے۔ اس تک استدلال سے نہیں پہنچا جاتا اور نہ اس پر کوئی گواہ دلالت کرتا ہے۔ نہ کوئی وسیلہ اس کا مستحق ہے۔ اس کے تین رکن ہیں۔ مشاہدہ قرب، علم پر چڑھنا، افق ازل سے جمع کا مطالعہ کرنا اور یہ معرفت خاص الخواص کی ہے۔ معرفت بطریق توحید تو عقلوں کے منازعات پر چڑھنا اور تعلق شواہد سے تجاوز کرنا ہے۔ وہ یہ کہ توحید پر کوئی دلیل شاہد نہ ہو اور توکل میں کوئی سبب ہو۔ پھر وا حق کی سبقت کو اس کے حکم و علم سے دیکھنے والا ہو اور اشیاء کو ان کے موقعہ پر رکھے۔ ان کو ان کے رسول میں پوشیدہ رکھے۔ علم تحقیق سے صحیح ہو سکتا ہے۔ عین شہود میں صاف ہوتا ہے ارباب جمع کی توحید کی طرف جذب کرتا ہے یہ وہ توحید ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کے لیے مختص کیا ہے اور اپنی قدرت سے اس کو مستحق بناتا ہے اس سے اپنے برگزیدہ گروہ کے لیے امراء کے انوار چمکائے ہیں اور اپنی تعریف سے ان کو گنہ گار کر دیا ہے۔ ان کو اس کے پھیلانے سے عاجز کر دیا ہے اور اس کی طرف اشارہ کا قطب و سردار

یہ ہے کہ حدوث کو ساقط کر دے اور قدم کو ثابت کرے۔ علاوہ یہ کہ یہ اشارہ اس توحید میں ایک علت ہے کہ جس کی تحقیق بغیر اس کے ساقط کرنے کے صحیح نہیں ہوتی اور یہ توحید اس کے ماسویٰ ہے۔ جس کی طرف موجود اشارہ کرتا ہے باقیت اس کو دیتا ہے۔ یا اس کو کم کرتا ہے۔

یہ درجہ کسی بندہ کو صحیح نہیں ہوتا۔ مگر اس وقت کہ وہ مردہ کی طرح ہو جائے جو کہ غسل دینے والے کے سامنے ہوتا ہے۔ اس پر اپنے رب عزوجل کی تدبیر کے تصرفات مجازی احکام قدر میں توحید کے سمندروں کے بھنور میں اپنے نفس اور اس کے وجود کے پکارنے والے کی بات ماننے سے امر حق کے قیام کے لیے جو اس نے اس سے ارادہ کیا ہے۔ فنا کرنے کے ساتھ جاری ہوتے ہیں اور یہ اس طرح ہوتا ہے کہ بندہ کا آخر اس کے اول کی طرف رجوع کرتا ہے۔ پس وہ ایسے ہی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے ہونے سے تھا اور اللہ عزوجل باقی رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ آپ کے علم کے ساتھ ہے کہ وہ کسی ذات کے مشابہ نہیں۔ نہ صفات کی نفی کرنے والا ہے۔ قلب کی استقامت تعطیل کو چھوڑنے اور تشبیہ کے انکار سے ہوتی ہے اور یہی امر وجود کی حقیقت واجد کے لیے ہے اور معرفت بطریق اتصال یہ ہے کہ علت سے خلاصی پانا اور استدلال سے بے پرواہ ہونا مختلف اسرار کو دور کرنا عین الوجود کے سمندر میں غور و خوض کرنا ہے۔ اس سے نہ صفت نہ مقدار معلوم کی جاتی ہے اور معرفت بطریق احسن حشمت کا ہیبت کے ہوتے ہوتے دور کرنا اور قلب کا خطاب کی مٹھاس سے خوش ہونا محبوب کے مشاہدہ کے ساتھ ساتھ روح کا خوش ہونا اور محبوب سے اسرار کی باتیں بساط انوار پر قرب کے مجالس میں کرنا ہے۔ یہ بسیط شے کا امر ہے۔ جیسا کہ ہیبت قبض سے اعلیٰ ہے۔ انس تو ہوشیاری ہے اور ہیبت غیبت ہے۔ پس ہر انس کرنے والا ہوشیار ہے اور ہر ہیبت والا غائب ہے۔

پھر جب بندوں کو محبت کے گھونسلے میں ڈالا جاتا ہے۔ تو گویا وہ جنت میں نور کی زبان سے مخاطب ہیں اور جب ان کو ہیبت کے سمندر میں ڈالا جاتا ہے تو گویا وہ جہنم میں آگ کی زبان سے مخاطب ہیں۔ پھر وہ ہیبت اور اپنے تعظیم میں مخالفت کے مراتب کے موافق متفاوت ہیں۔ شوق میں اپنی مخالفت کے موافق انس میں متفرق ہیں۔

پھر ان پر ہیبت کی آندھیاں چلیں تو اڑتے ہیں۔ اگر ان پر محبت کی ہوائیں چلیں تو زندہ رہتے ہیں۔ اب یہ عاشقوں کے دل ہیں اور یہ صدیقوں کے اسرار ہیں۔ اس کی محبت کی ہوا اور اس کے قدس کے باغ میں پھرتے رہتے ہیں۔ اپنی حالی زبانوں سے پکارتے ہیں۔

اور معرفت بطریق ولایت تو وہ حالت محبت میں حق کے مشاہدہ میں اس کی سیاست کی ولایت کے رعایت کے ساتھ فنا مجرد کا نام ہے۔ پھر اس پر مولیٰ کے انوار پے در پے آتے ہیں۔ جب یہ پے در پے آتے ہیں تو اس کو وہ دوست بناتا ہے تو اس کو برگزیدہ کرتا ہے۔ جب برگزیدہ بناتا ہے تو اس کو صاف کر دیتا ہے اور جب اس کو صاف کر دیتا ہے تو اس سے سرگوشی کرتا ہے اور مجاہدہ میں اس کی روح اس کی مدد کرتی ہے اور تکلیف میں محبت اس کو لباس پہناتی ہے۔ پھر اس پر قرب کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ پھر اس کو مجالس فتح تک چڑھاتا ہے۔ پھر اس کو توحید کی کرسی پر بٹھاتا ہے۔ پھر اس سے حجاب دور کر دیتا ہے۔ پھر اس کو توحید کی کرسی پر بٹھاتا ہے۔ پھر اسے حجاب دور کر دیتا ہے۔ پھر اس کے لیے جلال و عظمت کھول دیتا ہے۔ پھر وہ بغیر ہو کے باقی رہتا ہے۔ پس ولی زمین پر خدا کا پھول ہے۔ جس کو صدیق لوگ سونگھتے ہیں۔ پھر اس کی خوشبو ان کے دلوں کو پہنچتی ہے۔ تب وہ اپنے رب کے سوا مراتب کے موافق مشتاق ہوتے ہیں۔ سو اولیاء اللہ تعالیٰ کی عروس ہیں۔ ان کو سوا محرم کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ وہ پردہ غیرت میں اس کے پاس پردہ

نشین ہیں۔ ان پر سوائے محبوب کے اور کوئی مطلع نہیں ہوتا اور معرفت بطریق تجرید تو وہ الٰہی شہود سے صفت حدوث کی کدورتوں کے دیکھنے سے تیزی خود نمائی دور کرنے کے ساتھ دلوں کا مجرد ہوتا ہے۔ پس تیرے لیے اس کے ہوتے ہوئے کوئی دیکھنے والا نہیں رہتا اس وقت میں ان کرامات کو دیکھے گا۔ جو وہاں پر ہیں اور ان باتوں کا مشاہدہ کرے گا کہ جو تیرے لیے غیبوں کی پوشیدہ چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے تین ارکان ہیں کسب یقین کے کشف سے مجرد ہونا۔ علم کے دریافت کرنے سے جمع سے مجرد ہونا۔ شہود تجرید سے خالص مجرد ہونا اور وہ شہود سے علیحدہ ہوتا ہے۔

معرفت بطریق تفرید یہ ہے کہ لفظ محدث کے اٹھا دینے سے قدیم سے مفرد بنانا حقائق فردیتہ کے موتیوں کو ثابت کرنا۔ حق کی طرف خالص اشارہ کرنا۔ پھر حق کیساتھ حق سے ہونا تب وہ فرد الفرد ہو گا۔ جس کے تین رکن ہیں۔ تفرید قصد بطور پیاس کے پھر تفرید محبت بطور تلف کے۔ پھر تفرید شہود بطور اتصال کے اور ان کے لیے تین اشارے ہیں۔ تفرید الاشارہ افتخار کے ساتھ۔ تفرید اشارہ سکون کے ساتھ۔ تفرید اشارہ نبض کے ساتھ۔ وہ فی ہر کو رد کرتی ہے اور خالص قبض کو ہدایت حق کی طرف شامل ہوتی ہے۔

اور معرفت بطریق جمع و تفرقہ بھی ہوتی ہے۔ تفرقہ یہ ہے کہ اللہ کے اغیار کو دیکھے۔ جمع یہ کہ اغیار کا شہود اللہ کے ساتھ ہو۔ جمع الجمع یہ کہ علیہ حقائق کے وقت بالکل ہلاکت کی طلب ہو۔ اس کے تین رکن ہیں۔ جمع اس علم وہ یہ کہ خالص علم لدنی میں شواہد کے علوم کو لاشے کر دینا۔ جمع وجود یہ کہ عین وجود میں سچے طور پر نہایت اتصال کو لاشے کر دینا۔ جمع عین یہ کہ ان سب باتوں کو لاشے کر دینا۔ جن کو اشارہ ذات حق کی طرف شہود کے اچک لینے میں نقل کر کے اس طرف لے جائے کہ وجود شہود کے سچے طور پر محاصرہ کی تعریف کے سلطان حقیقت غالب ہو جائے اور وہ حضور قلب بیان کے سر

میں ہے اور وصف مکاشفہ کے ساتھ یہ کہ حماں آیات کا مقابلہ بغیر اسکے کہ اس حال میں دلیل کے تامل کی حاجت ہو اور قانون محادثہ کے ساتھ یہ کہ اغیار کے ظاہر کرنے کے ساتھ نہ ہو بلکہ اس سے کلام بالاخبار ظاہر ہو۔ باتیں اصرار میں چھپ جائیں۔ پس محاصرہ تو برہان کے ساتھ ہوتا ہے اور مکاشفہ حقائق جس کے ساتھ مشاہدہ انوار کے ساتھ اور باتیں اسرار میں ہوتی ہیں۔

معرفت بطریق بقایہ ہے کہ ہر شے سے فنا ہو جائے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ثابت رہے اور اللہ واحد قہار کے لئے ظاہر ہو۔ پھر ان پر اللہ عزوجل کی طرف سے حقائق ظاہر ہوں۔ پھر ان کو بوجہ حضور بقاء اللہ تعالیٰ ان کو اپنے بقاء کے دیکھنے سے فنا ہو کر ان پر ہیبت و جلال کے سلطان کے حقائق ظاہر ہوں۔ تب وہ بقاء کے دیکھنے سے علم فنا کے مشاہدہ کی وجہ سے فنا ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ نہ فنا کو دیکھتے ہیں نہ بقا کو پھر اللہ تعالیٰ ان کی ایسی حفاظت کرتا ہے۔ جس طرح کہ پیدا شدہ بچہ کی اور اس کے تین رکن ہیں۔ بقا معلوم بعد اس کے کہ علم عینا" ساقط ہو نہ علما" بقا مشہود بعد اس کے کہ شہود وجوداً ساقط ہو نہ لغتا" اور بقا اس چیز کا کہ ہمیشہ حق کے طور پر رہی ہو اس چیز کے ساقط کرنے سے کہ جو محو نہ تھی اور یہ بات کسی کو صحیح نہیں معلوم ہوتی مگر اس کے بعد کہ اپنے نفس کو مرغوبات متعلقات کے نزول سے فنا کر دے۔ عبودیت کے آداب کی ملازمت ہو۔ شریعت کے احکام کے قیام پر استقامت ہو پھر ہر جمع بغیر تفرقہ کے زندقہ ہے اور ہر تفرید بغیر جمع کے بیکار کر دینا ہے اور جس شخص کو گمنامی کا تیر نہ پہنچے تو اس کو بقا میں رد کر دیں گی۔

جس شخص نے اس کے سر کا مشاہدہ کیا ہو کہ جس پر تغیر کا غلبہ نہ ہوا ہو اور اس کو نہ سمجھ نہ گھیرے تو اس نے بیشک صفت قدیمہ کا مشاہدہ کیا ورنہ وہ دارو استدلال ہے نہ دارو جلال۔ عارف کی صفات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی واحدانیت اور کمال صفات کے ساتھ پہچانے اس کے معاملے میں اس کی

تصدیق کرے اس کے احکام کی بجا آوری کے قیام پر ہمیشگی کرنے سے بالکل اسی کا خالص بنا رہے۔ اغیار سے اجنبی ہو۔ اپنے نفس کی آفات سے بری ہو۔ اس کا دل بشریت کی کدورت سے بری ہو۔ اپنے سر کے ساتھ مخلوق کا دیکھنا چھوڑ دے۔

قطب کی تعریف جو شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی ہے

خبر دی ہم کو شیخ فقیہ ابو الحسن علی بن شیخ ابی العباس احمد بن المبارک بن اسباط بغدادی حرمی شافعی نے قاہرہ میں 670ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو جعفر محمد بن شیخ ابی عبداللہ عمر بن محمد بن عبداللہ بن عمرویہ سہروردی صوفی نے بغداد میں 643ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو العباس احمد بن یحییٰ بن برکت بغدادی بزاز مشہور ابن ذیقی نے بغداد میں 611ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الرضی محمد بن احمد بن داؤد بغدادی مودب حساب مشہور مفید نے بغداد میں 571ھ میں کہا کہ میں اکثر ایسے شخص کی توقع کرتا تھا کہ اس سے قطب کی صفات دریافت کروں۔ تب میں اور شیخ ابو الخلیل احمد بن اسعد بن وہب بن علی مقری بغدادی پھر ہروی 548ھ میں جامع مسجد رصافہ کی طرف گئے۔ اس میں ہم نے شیخ ابو سعد سے اس کی بابت پوچھا تو فرمایا کہ قطب کی طرف اس امر کی ریاست اپنے وقت میں پہنچی ہے۔ اس کے پاس اس شان کی جلالت کے کجاوے اتارے ہیں۔ اسی کی طرف اس کے زمانہ میں سے موجودات کے رہنے والے اور اس کا امر سپرد کیا جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ اس وقت کون ہے؟ فرمایا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر ہیں۔ تب مجھے تو صبر نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ ہم سب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس کی طرف حاضر ہونے کے لیے اٹھے ہم میں سے کوئی نہ پہلے گیا نہ پیچھے رہا اور نہ کوئی جدا

ہوا۔ ہم میں سے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ آپ کی باتیں اس مطلب میں سنیں۔ تب ہم نے آپ کو پایا کہ آپ وعظ فرما رہے تھے اور جب ہم جا کر بیٹھ گئے تو آپ نے قطع کلام کر کے فرمایا کہ میں اس شخص کی تعریف کرتا ہوں۔ جو کہ تفلیت کی صفت تک پہنچ گیا ہو۔ کوئی حقیقت میں ایسا راستہ نہیں کہ اس کے لئے اس میں وطن ثابت نہ ہو۔ نہایت میں کوئی ایسا مقام نہیں کہ اس کا اس میں مضبوط قدم نہ ہو۔ مشاہدہ میں کوئی مرتبہ ایسا نہیں کہ اس میں اس لئے خوش گوار گھاٹ نہ ہو۔ حضوری میں حاضر ہونے کے لئے کوئی معراج کی سیڑھی ایسی نہیں کہ اس میں بلند سیر نہ ہو بلک و ملکوت میں کوئی ایسا امر نہیں کہ اس کو اس میں کشف خارق عادت نہ ہو کالم غیب و شہادات میں کوئی ایسا سر نہیں کہ اس کو اس میں مطالعہ نہ ہو۔ وجود کا کوئی ایسا مظہر نہیں کہ جس میں اس کی مشارکت نہ ہو۔ قوتوں کا کوئی ایسا فعل نہیں کہ اس میں اس کا دخل نہ ہو کوئی ایسا نور نہیں ہے کہ اس کا اس میں انگارہ نہ ہو۔ کسی بڑھنے والے کے لئے کوئی جائے روانگی نہیں کہ وہ اس کی غایت کو پکڑنے والا نہ ہو۔ کسی پہنچنے والے کی غایت ایسی نہیں کہ وہ اس کی غایت کا مالک نہ ہو۔ کوئی بزرگی ایسی نہیں کہ وہ اس کے لئے خطاب نہ کیا گیا ہو۔ کوئی مرتبہ ایسا نہیں کہ وہ اس کی طرف نہ کھینچا گیا ہو کوئی ایسا سانس نہیں کہ جس میں محبوب نہ ہو۔ وہ عزت کے علم کا اٹھانے والا۔ قدرت کی تلوار کا میان سے نکالنے والا۔ وقت کے مسند کا حاکم۔ محبت کے لشکروں کا بادشاہ۔ تولیت کی تقرری و عزلی کا مالک ہے۔ اس کا ہم جلیس بد بخت نہیں ہوتا۔ اس سے بڑھ کر کسی کا تیر گاہ نہیں۔ اس سے بڑھ کر کسی کی فرد دگاہ نہیں کوئی وجود اس سے بڑھ کر پورا نہیں ہے۔ کوئی شہود اس سے بڑھ کر ظاہر نہیں شرع کی اتباع اس سے بڑھ کر نہیں۔ مگر وہ ایسا وجود ہے کہ جدا ہے متصل ہے۔ منفصل ہے۔ ارضی ہے۔ سماوی ہے قدسی ہے۔ غیبی ہے۔ واسطہ ہے۔ خالصہ ہے۔

آدمی ہے نافع ہے۔ اسکی ایک حد ہے جو کہ اس کی طرف منتہی ہے۔ وصف ہے۔ جو کہ اس میں مختصر ہے۔ تکلیف ہے۔ جو کہ اس پر واجب ہے۔ مگر وہ اپنے اتصال کی وجہ سے اپنے جمع کے وقت ازل کے نظاروں کے موقعوں میں، ہیبت وانس کے تفرقہ کی آنکھ سے پوشیدہ ہے۔ وہ اپنے افضال کی وجہ سے تفرقہ کے وقت مشاہدات کی گھاٹیوں میں جلال کی زیادتی اور اجمال کے شوق کے درمیان صفات کی مخالفت کی وجہ سے باوجود مقام کے وصف کے لزوم اور لخت حال کے زوال کے ظاہر ہے۔ پس اسکے انفراد کا دربان اسرار کے ساتھ اس کے غلبہ ظہور پر اس کے امر کے حکم کے اقتران کے خفاء میں آیات کے ساتھ پکارتا ہے۔ ورنہ بسط کے ساتھ کسی منزل میں این کے حیز میں قبض کی پکڑ سے اس کا ظہور نہ ہو سکتا تھا۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ملک و حکمت کے عالم میں عالم غیب و قدرت سے کوئی شے بغیر اسکے کہ حجاب کے چھلکے اور رمز کے اشارہ اور قید حصر میں ہو ظاہر نہیں ہوا کرتی۔ تو تمام موجودات اس امر کے عجائبات دیکھتے اور اگر یہ نہ ہوتا کہ اس کا اجمال اور تفصیل۔ اس کا اول و آخر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدرت کے حواشی میں چھپا ہوا ہے۔ اور اس کی خالص شراب کے ملاوٹ اس کی رعایت کے ہواؤں کی تسنیم کے ساتھ ہے۔ اس کی آمدنی کا ماحصل اقبال وادبار جمع و تفرقہ کے لحاظ سے اس کے امر کے قبضہ میں ہے تو البتہ قدر کا تیر حکم کی دیوار کو پھاڑ دیتا ہے۔ اور اگر اس امر کے لئے جس کی طرف میں اشارہ کرتا ہوں۔ زبان پیدا ہوتی تو تم البتہ سنتے اور عجائبات دیکھتے۔ پھر آپ نے بغیر گانے اور الحان کے یہ شعر پڑھے۔

مافی الصابة منهل مستعذب الا ولی فیه الا لذا الا طیب

عشق میں کوئی ایسا میٹھا چشمہ نہیں ہے کہ جس میں میرے لئے زیادہ لذیذ اور عمدہ نہ ہو۔

اوفی الوصال مکانة وخصوصة　　الا ومنزلتی اعز و اقرب
یا وصال میں کوئی ایسا مکان مخصوص نہیں ہے کہ جس میں میری منزل زیادہ عزیز و زیادہ قریب نہ ہو۔

وھبت لی الایام رونق صفوھا　　فحلت منا ھلھا او طاب المشرب
زمانہ نے مجھ کو اپنی صفائی کی رونق دی ہے۔ پس اس کے چشمے میٹھے ہیں۔ اس کا گھاٹ عمدہ ہے۔

وعدوت مخطوب لکل کریمة　　لا یھتدی فیھا اللبیب ویخطب
میں ہر ایک بزرگی کے لئے خطاب کیا گیا ہوں۔ کہ جس میں دانا ہدایت نہیں پاتا اور نہ خطاب کیا جاتا ہے۔

انا من الرجال لا یخان جلیسھم　　ریب الزمان ولا یری ما یرھب
میں ان مردوں میں سے ہوں کہ جن کا ہم نشین زمانہ کی تکالیف سے نہیں ڈرتا اور وہ چیز نہیں دیکھتا جو اس کو ڈرائے۔

قوم لھم فی کل مجد رتبة　　علویة و بکل جیش مرکب
ایک وہ قوم ہے کہ جس کے لئے ہر شرافت میں رتبہ بلند ہے اور ہر لشکر میں اس کے سوار ہیں۔

انا بلبل الا فراح املی دوخھا　　طرب وفی الغلیاء باز اشھب
میں خوشیوں کی بلبل ہوں۔ کہ ان کے درخت پر خوشی سے بولتی ہوں اور بلندی میں سفید باز ہوں۔

اضحت جیوش الحب تحت مشیئتی　　طوعا ومھما رمیتہ لا یغرب
میری مشیت کے تحت صحبت کے لشکر خوشی سے ہیں۔ اور جب میں قصد کرتا ہوں تو وہ غائب نہیں ہوتے۔

اصحبت لا املا ولا امنیة　　ارجو ولا مرعدة اترقب

میں صبح کرتا ہوں تو نہ کوئی امید ہوتی ہے۔ نہ آرزو کہ جس میں امید رکھوں نہ کوئی وعدہ ہوتا ہے کہ جس کا میں انتظار کروں۔

مازلت ارتع فی میادین الرضا حتی وھبت مکانۃ لا توھب

میں ہمیشہ رضا کے میدانوں میں چرتا رہتا ہوں۔ یہاں تک کہ مجھ کو ایسا مرتبہ دیا گیا ہے۔ جو کسی کو نہیں دیا گیا۔

اضحی الزمان کحلۃ مرقومۃ تذھو نحن لھا الطراز المذھب

زمانہ ایسے حلہ کی طرح ہے کہ جو منقش اور بارونق ہے۔ لیکن ہم اس پر سنہری حاشیہ ہیں۔

افات شموس الاولین وشمسنا ابدا علٰی فلک العلی لا تعزب

پہلے لوگوں کے آفتاب تو غروب ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمارا آفتاب بلندی کے آسمان پر جو کبھی بھی غروب نہیں ہوگا۔

پھر فرمایا کہ سب جانور بولتے ہیں۔ لیکن کچھ کرتے نہیں۔ لیکن باز کرتا ہے اور بولتا نہیں۔ اس لئے بادشاہوں کے ہاتھ اس کی چوکھٹ ہیں۔ تب شیخ ابوالمظفر منصور بن مبارک واعظ مشہور جرادہ کھڑے ہو کر یہ یہ شعر پڑھنے لگے۔

بک اشھور تھنا والمواقیت یا من بالفاظہ تغلو الیواقیت

اے وہ (شیخ) کہ جس کے الفاظ سے موتی گراں ہوتے ہیں۔ آپ سے ہی مہینے اور وقت خوش ہوتے ہیں۔

البازانت فان تفخر فلا عجب وسائر الناس فی عینی فواخیت

آپ باز ہیں اگر فخر کریں تو عجب نہیں اور تمام لوگ میری آنکھ میں فاختہ ہیں۔

اشم قدمیک الصدق مجتھدا لانہ قدم فی نعلہ الصیت

میں آپ کے دونوں قدموں سے کوشش سے سچ سونگھتا ہوں۔ کیونکہ وہ قدم

ہے جس کی نعل میں آواز ہے۔

تب شیخ بن الہیتی کھڑے ہو گئے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم چومے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس مجلس کو اپنے پاس لکھ لیا۔ اور جو کچھ اس میں ہوا تھا اس کو لکھ لیا۔ ابن الا ہیتی کہتے ہیں کہ میں شیخ ابو خلیل ہروی کی خدمت میں آیا اور اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے مجھ کو ایسا ہی بتلایا۔

(اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) شہود میں کہ بیشک اللہ عزوجل کسی بندہ پر دو صفتوں میں اور ایک صفت میں دو بندوں کے لئے جب تک کہ خیر باقی نہ ہو۔ وقت موجود ہو۔ جمع ملحوظ ہو۔ حد قائم ہو۔ ظاہر نہیں ہوتا۔ اور نہ کبھی ہوتا ہے۔ اور ہر بندے کی ایک حد ہے۔ ہر حد کا ایک وصف ہے۔ ہر وصف کا ایک طور ہے۔ ہر طور کی تجلی ہے۔ ہر تجلی کا مرتبہ ہے۔ ہر مرتبہ کا سر ہے۔ اور ہر سر کا معراج ہے۔ ہر معراج کی غایت ہے۔ ہر غایت کی اللہ عزوجل کے سامنے ایک مستقر اور اس کے علم سے امانت سپرد شدہ ہے۔ جب بندہ اپنی حد میں ہو یا اس سے بڑ پس اس کا شہود انتہاء کے ساتھ مقید اور پردہ کا ملازم ہے۔ کیوں کہ وہ شاہد کی حیثیت سے ہے۔ یہ وہ مقام ہے۔ کہ صفت قدیم کے ظہور کا جواز اس کے مخالف کی مثال میں ہے۔ کیونکہ خیر کی حد وسعت کا محل ورود ہے۔ اور اوکی وسعت حد کی بہتری ہے۔ حد وجود مطلق کی گنجائش نہیں رکھتی۔ اور نہ وسعت اس کی حقیقت کو اٹھاتی ہے۔ کہ جس پر اس کی قوت کا قرار ہے۔ جب بندہ اس کی حد سے باہر ہوتا ہے۔ تو اس کا شہود وجود کلی کے وصف میں جو کہ بذاتہ قائم ہے مطلق ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ شہود کی حیثیت سے ہے اور یہ وصف ہے۔ کہ جس کے لئے کوئی مثال قائم نہیں۔ اور اس کے ساتھ کوئی قوت سوا اس کے ثابت نہیں رہتی۔ اور اپنی حقیقت کے سوا اور کسی میں ظاہر نہیں ہوتی۔ جب شہود شہود ہوتا ہے۔ تو

ضروری ہے کہ اس کے معانی میں سے کوئی معنے اس کی جہت میں کہ وہ اس کے وجود سے قائم ہے۔ مخفی ہو۔ اور شہود مطلق اسی وقت صحیح ہوتا ہے۔ جب کہ شہود اپنے شہود میں مجرد ہے۔ اور مرکبات و مولفات سے علیحدہ ہو جائے کیونکہ ہر دو مولف میں مغائرت ہے۔ جو کہ اشتباہ کی موجب ہے۔ خالص توحید اور جمع الجمع میں ایک صفت کے ساتھ اس کے قیام کے وقت ظاہر شہود باطن متحد ہو جاتے ہیں۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن یحییٰ ابی القاسم ازجی نے 671 میں کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے بغداد میں 629 میں کہا خبر دی ہم کہ میرے والد عبدالرزاق اور میرے چچا عبدالوہاب نے 591 میں اور خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن عبداللہ ابہری پھر بغداوی نے 602 میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں نے (ایک) شیخ ابوطاہر خلیل بن شیخ ابی العباس احمد صرصری نے خبر دی ہم کو میرے باپ رحمتہ اللہ نے اور کہا نانبائی نے خبر دی ہم کو عمران کیمانی اور بزاز نے 592 میں اور خبر دی ہم کو ابو محمد رجب الداری نے 671 میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ ابوالحسن موزہ فروش اور شیخ ابوالبدر بن سعید نے بغداد میں کہا 617 میں ان دونوں نے خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابوالسعود حریمی مشہور مدلل نے 581 میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن نجیم حورانی نے 674 میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن ادریس یعقوبی نے وہاں پر 651 میں کہا خبر دی ہم کو ابو محمد بن علی ومیاطی صوفی نے 673ھ میں کہا خبر دی ہم کو امام شہاب الدین ابو حفص بن محمد سہروردی نے بغداد میں 625 میں کہا کہ شیخ عباد اور شیخ ابوبکر حمامی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے ہردو عمدہ حالات والے تھے اور شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوبکر سے فرماتے تھے کہ اے ابوبکر شریعت محمدیہ مطہریہ مجھ سے تیرا گلہ کرتی ہے۔ آپ ان کو کئی امور سے منع کرتے تھے۔ لیکن وہ باز نہ آتے تھے۔ اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع رصافہ کی طرف گئے

اور ان کو وہاں پایا۔ تو اپنا ہاتھ ان کے سینہ پر پھیرا اور فرمایا کہ نکل اے ابو بکر اور بغداد سے نکل جا۔ تب ان کے سارے حالات و معاملات جاتے رہے ان کے مقامات ان سے پوشیدہ ہو گئے۔ وہ مقام فرق کی طرف نکل گیا۔ اس کا یہ حال ہو گیا کہ جب بغداد کی طرف آتا اور قصد کرتا کہ اس میں داخل ہوں۔ تو منہ کے بل گر پڑتا اور اگر کوئی اس کو اٹھاتا کہ اس کو داخل کرے تو دونوں گر جاتے۔ اس کی ماں روتی ہوئی شیخ کی خدمت میں آئی۔ اور اپنا شوق فرزند کی طرف ظاہر کیا اور شکایت کی۔ کہ میں وہاں جانے سے عاجز ہوں۔ آپ نے سر نیچے کیا اور فرمایا کہ ہم نے اس کو اجازت دی کہ فرق سے بغداد کی طرف زمین کے نیچے سے اور تجھ سے تیرے گھر کے کوئیں میں سے ہو کر بات کرے۔ کہتے ہیں کہ وہ ہر ہفتہ ایک دفعہ اپنی ماں کے گھر میں زمین کے نیچے سے آتے اور اس سے ملتے۔

اور شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ نے شیخ قضب البان کو شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا تاکہ اس کی سفارش آپ کے پاس کرے۔ تب شیخ نے اس کے بارے میں نیک وعدہ فرمایا۔ مظفر جمال اور ابوبکر رحمتہ اللہ میں محبت تھی۔ مظفر نے خواب میں رب العزت تبارک و تعالیٰ کو دیکھا اور اس سے کہا اے میرے بندے کسی چیز کی خواہش کر انہوں نے کہا اے میرے رب میرے بھائی ابوبکر کا حال درست کر دے کہا کہ تیرے لئے یہ بات دنیا و آخرت کے والی عبدالقادر کے پاس ہے۔ اس کی طرف جا اور اس سے کہہ دے کہ تجھ کو تیرا رب کہتا ہے کہ بوجہ اس حکم کے کہ میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ لوگوں پر بلا نازل کروں۔ پھر تو ان کے بارے میں شفاعت کرے اور میں تجھ کو شفیع بناؤں اور اس امر کی وجہ سے کہ جو تو نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا کہ اس مومن پر رحم کروں کہ جس نے مجھے دیکھا ہے۔ سو میں نے وہ کیا اور بیشک ابوبکر سے میں راضی ہو گیا ہوں۔ اب تم بھی راضی ہو جاؤ اور ناگاہ رسول صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ اے مظفر جا اور میرے نائب اور وارث زمین شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ دو تیرے جد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابوبکر کے حال کو پھر درست کرو۔ کیونکہ میری شریعت کی وجہ سے ناراض ہوا اور اب میں نے اس کو معاف کر دیا۔ جب مظفر کا اس حال سے چھٹکارا ہوا تو خوشی ابوبکر کی طرف گیا۔ تاکہ اس کو خوشخبری سنائے اس کو اس سارے واقعہ کی اطلاع ہوگئی تھی۔ حالانکہ حال کے گم ہونے کے بعد اب تک اس کا کوئی حال معلوم نہ ہوتا تھا۔ تب وہ راستہ کے وسط میں مل پڑے اور دونوں مل کر شیخ عبدالقادر کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نے فرمایا کہ اے مظفر اپنا پیغام پہنچا دے۔ انہوں نے واقعہ کا سارا حال بیان کیا۔ مگر کچھ اس میں سے بھول گئے۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ بھولا ہوا یاد دلایا۔ پھر ابوبکر نے اس امر کی توبہ کر لی۔ جس کو وہ برا سمجھتے تھے اور ان کو اپنے سینہ سے لگا لیا تو انہوں نے اسی وقت تمام گم شدہ حال مع زیارت کے پالیا۔

کہتے ہیں کہ مظفر اپنے تمام واقعہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ہم نے ابوبکر سے پوچھا کہ تم اپنی والدہ کے پاس کس طرح آیا کرتے تھے۔ اس نے کہا جب میں ماں کی زیارت کا ارادہ کرتا تھا۔ تو مجھ کو کوئی اٹھا لے جاتا تھا۔ اور زمین کے نیچے اترتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ کنویں میں پہنچ جایا کرتا تھا اور اپنی ماں سے وہیں ملا کرتا تھا۔ پھر میں وہاں سے اٹھایا جاتا تھا اور اپنے جس مکان سے گیا ہوتا۔ وہیں مجھے پہنچایا جاتا تھا۔

یہ سب کہتے ہیں کہ عباد نے ایک دفعہ کہا کہ میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد زندہ رہوں گا۔ اور ان کے حال کا وارث بنوں گا۔ تب شیخ نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور فرمایا کہ اے عباد میں تجھ میں اور تیرے غرور میں تیر پھینکوں گا اور اپنے ہجر کے گھوڑوں کو چھوڑوں گا۔ کہ تیری صفائی

کی چراگاہ جولانی کریں۔ آپ نے اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ اس کے تمام حال کو سلب کر دیا۔ اور اس کے تمام معاملات جاتے رہے۔ وہ اس حال پر ایک مدت تک رہا۔

شیخ جمال بدوی ایک رات اپنی خلوت میں تھے کہ اتفاقاً" ایک شخص ان کے پاس آیا۔ ان کو ہلایا ان کا جبہ ان سے اتارا گیا۔ ان کو ایک نور معلوم ہوا جو لطیف اور بہت سفید ہے۔ وہ سنتا اور دیکھتا اور سمجھتا ہے۔ ان کو عالم ملکوت کی طرف اٹھا کر لے گیا۔ ان کو ایک ایسی مجلس میں لے گیا کہ جس میں مشائخ کی ایک جماعت تھی۔ بعض ان میں سے وہ تھے کہ جن کو وہ پہچانتے تھے اور بعض کو نہ پہچانتے تھے۔ تب ان پر ہوا چلی جس نے ان کو بیہوش کر دیا۔ پھر سب کہنے لگے کہ یہ خوشبو شیخ عبدالقادر کے مقام کی ہے۔ ان کے کان میں یہ بات ڈالی گئی کہ یہ ایک ایسا علم ہے کہ جو محجوب وصف کے ساتھ نہیں پایا جاتا اور یہ ایک ایسا وصف ہے کہ علم غائب سے اس کی تعریف نہیں کی جاتی۔ اس میں بولنے والے نے یہ کہا کہ اے رب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ بھائی عباد درست ہو جائے۔ تب اس کے کان میں یہ بات ڈالی گئی کہ اس پر اس کا حال وہی لوٹائے گا کہ جس نے اس سے نکالا ہے۔ پھر جمیل اپنے انسانی حال میں آ گئے اور شیخ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے اس سے کہا کہ اے جمیل تم نے عبادہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں فرمایا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ حاضر ہوا۔ تو آپ نے اس سے کہا کہ تم کسی حاجی کے ساتھ اس کے نگہبان بن کر جاؤ۔ اس نے کہا کہ بہت اچھا اور یہ وقت تھا کہ جس سے عراقی قافلہ بغداد سے روانہ ہونے والا تھا۔ تب وہ ان کے ساتھ چلا۔ اس میں ایک درخت دیکھا۔ تو اس سے اس کو وجد ہو گیا اور چلایا اور سماع میں چکر لگایا۔ یہاں تک کہ وجد میں اپنے وجود سے غائب ہو گیا۔ اس کے نتھنے پھول گئے۔ ان سے خون نکلنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کے

قدموں تک بہہ نکلا۔ پھر اس کو ہوش آ گیا اور اس کا سارا حال اس کی طرف لوٹ آیا اور اس کے ساتھ اور بھی۔

شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت شیخ جمیل سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عباد پر اس کے حال کو لوٹا دیا اور اس کے ساتھ اور بھی اتنا دیا۔ میں نے اللہ کی قسم کھائی تھی کہ وہ اس کا حال نہ لوٹائے۔ یہاں تک کہ وہ ہجر کے خون میں غوطہ لگائے اور آج اس نے اس میں غوطہ لگایا۔

کہتے ہیں کہ عباد حاجیوں کے ساتھ قید تک گیا۔ عرب کے لوگوں نے ان پر حملہ کیا اور عباد جب کسی کا ارادہ کرتا تھا تو چلاتا تھا۔ اس کے چلانے سے جس کام کا ارادہ کرتا تھا وہ ہو جایا کرتا تھا۔ وہ اس لیے چلایا کہ عرب کو شکست ہو جائے۔ لیکن اس کی چیخ اس پر لوٹ پڑی اور سی جگہ فوت ہو گئے۔ اس کی موت قید کے حجاج میں مشہور ہو گئی اور وہیں دفن کیے گئے اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی موت کی خبر جمیل کو اسی دن دے دی۔ کہتے ہیں کہ جب شیخ جمیل اس قصہ کو بیان کرتے تھے اور جو کچھ انہوں نے واقعہ میں دیکھا اور سنا تھا۔ اس کا ذکر کرتے تو اسی نور کے بارے میں اس میں ان سے ظاہر ہوا تھا یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

صفتنی ووحدتنی انت واحدنی   وان تعددت فیمن اکثر العددا

تو نے مجھے صاف کیا اور اکیلا بنا دیا۔ تو مجھے اکیلا بنانے والا ہے۔ اگرچہ تو متعدد ہے۔ ان میں جن کے اکثر عدد ہیں۔

لک اصطفیت لمعنی فیک اعرفہ   وان عرفت عرفت الواحد الصمدا

میں تیرے لیے ایسے معنے کے لیے صاف ہوا ہوں۔ کہ جس کو میں پہچانتا ہوں اور اگر میں پہچانوں تو ایک صمد کو پہچانتا ہوں۔

فانت مشکوہ نور فی غیاھبہ   وکوکب فی دیاجی الغر قد وقدا

تو نور کا طاق ہے۔ اپنی اندھیریوں میں اور ستارہ ہے جو کہ عزت کی اندھیریوں

میں روشن ہوتا ہے۔

فاستوقفی الرکب الحب انہم تحت الواء الذی بالملک قد عقدا

پس محبت کے قافلہ کو ٹھہرا دے۔ کیونکہ وہ اس جھنڈے کے نیچے ہیں کہ بادشاہ کے لیے قائم ہوا ہے۔

وعاھدینی ان لا تھجری وصلی حتیٰ برینی بکل الکل منفردا

تو مجھ سے عہد کر کہ میرے وصل کو نہ چھوڑے گی۔ یہاں تک کہ تو مجھ کو سب کے ساتھ اکیلا دیکھے گی۔

تشعشی فی الریاض القدس وابتھجی من بعد عزمدی الاحیان والا مدا

قدس کے باغوں میں چمک اور بارونق ہو۔ عزت کے بعد وقتوں اور مدتوں کی غایت تک۔

کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں واقعات کے بعد کہا کرتے تھے کہ مجھ سے میرے حال میں دو شخصوں نے جھگڑا کیا۔ تو اللہ عزوجل کے سامنے ان کی گردنیں ماری گئیں۔

ہم کو ان تمام فصول کی جو کہ شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں سے ہیں۔ دو شیخوں نے خبر دی ہے (ایک تو) فقیہ عالم عابد جمال الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالکریم بن علی جعفر بن جراوہ قرشی نے اور (دوم) بڑے شیخ ابو محمد حسن بن ابی القاسم احمد بن محمد بن ابی القاسم ولف بن احمد بن محمد بغدادی حریمی مشہور ابن قوقا نے میں نے ان دونوں سے یہ واقعات پڑھے ہیں۔ قرشی کہتے ہیں کہ ہم کو خبر دی شیخ ابو العباس احمد بن ابی الفتح مغرج بن علی بن عبدالعزیز بن مغرج بن سلمہ دمشقی نے اپنی کتاب میں جو میری طرف دمشق سے بھیجی تھی۔ 648ھ میں اور کہا ابن قوقا نے خبر دی ہم کو شیخ شریف ابو القاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ بن احمد بن ہبتہ اللہ بن عبدالقادر بن حسین

خطیب مشہور ابن منصوری نے ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ الاسلام مفتی انام محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور اجازت کے۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر کا طریقہ

خبر دی ہم کو ابو الفتح محمد بن علی ہلاکی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی نے کہا کہ میرے سردار شیخ ابو الحسن علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے وقت میں کہ میں سنتا تھا۔ یہ سوال کیا گیا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کا طریق حول وقوت سے بیزاری کے ساتھ تفویض و موافقت تھا اور عبودیت میں حضوری کے ساتھ مقام عبودیت میں قائم سر سے تجرید توجید و توحید تفرید تھا۔ نہ شے کے ساتھ اور نہ شے کے لیے۔ ان کی عبودیت صحیح تھی۔ کمال ربوبیت کی آنکھ سے مدد یافتہ تھی۔ پس وہ ایسے عبد تھے کہ تفرقہ کی مصاحبت سے بلند تھے۔ (مطالعہ جمع تک پہنچے ہوئے تھے) احکام شریعت کے لزوم کے ساتھ۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالغالب ابن عبدالباقی بن عبدالصمد قرشی موصلی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو المفاخر عدی نے کہا میں نے ابو البرکات بن صخر سے کہا وہ کہتے تھے کہ میرے چچا شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا اور میں سنتا تھا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ذکر کیا تھا۔ فرمایا کہ قلب و روح کی موافقت کے ساتھ مجاری اقدار کے ساتھ لاغری' باطن و ظاہر کا اتحاد اور صفات نفس سے باوجود اس کے کہ نفع و ضرر قرب و بعد سے غیبت ہو نکل جانا۔

خبردی ہم کو ابو الحسن علی بن عبداللہ بن ابی بکر ابہری نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابو طاہر خلیلی بن احمد صرصری نے کہا کہ میں نے سنا شیخ برگزیدہ بقا بن بطور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ قول و فعل میں اتحاد نفس و قلب میں اتحاد اخلاص و تسلیم کا معانقہ' کتاب و سنت میں ہر خطرہ لحظہ و نفس و دار و حال میں مضبوطی اللہ عزوجل کے ساتھ ہر ایک ایسے معاملہ پر جو کہ بڑے بڑے ثابت قدموں کے نزدیک قرار یافتہ ہے۔ ثابت رہنا کہا اور میں نے سنا شیخ برگزیدہ ابو سعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت اللہ سے محبت اور اللہ سے محبت اور اللہ میں اور اللہ کے ساتھ تھی۔ اس وقت کے سارے بڑے بڑے سرداروں (مشائخ) کی قوت ضعیف تھی۔ اپنے مضبوط طریق کی وجہ سے جس کو انقطاع نہ تھا۔ بہت سے متقدمین میں سے بڑھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے مقام عزیز تک بوجہ ان کی دقت نظر کے حقیقت میں بلند تھا۔

خبردی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن کامل بن ابی المعالی حسینی نیسانی نے کہا خبردی ہم کو شیخ عارف نجم الدین ابو العباس احمد بن شیخ برگزیدہ ابو الحسن علی بطائحی رفاعی نے کہا میں نے اپنے چچا شیخ ابو الفرج عبدالرحیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں بغداد میں آیا اور شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے آپ کے حال اور فراغت قلب و خلوت سر کا وہ حال دیکھا جس نے میری عقل گم کر دی۔

پھر جب میں ام عبیدہ کی طرف آیا تو میں نے اپنے ماموں شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ تو کہا اے فرزند شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت کے برابر اور جس پر وہ ہیں یہاں تک وہ پہنچے ہیں کون ہو سکتا ہے۔

خبر دی ہم کو فقیہ صالح ابو محمد حسن بن قاضی ابی عمران موسیٰ احمد قرشی صوفی نے شیخ عارف ابو الحسن قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ ایک شخص سے کہتے تھے کہ اگر تو شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتا تو ایسے مرد کو دیکھتے کہ جس کی قوت اپنے طریق میں جو کہ اپنے رب عزوجل کی طرف ہے۔ تمام اہل طریقت کی قوتوں سے شدت و لزوم میں بڑی ہوئی تھی۔

آپ کا طریق وصف و حکم و حال میں توحید تھا اور ان کی تحقیق ظاہر و باطن میں شرع ہے۔ ان کا وصف قلب فارغ و ہستی غائب ایسے باطن کے ساتھ کہ جس کو شکوک جذب نہیں کر سکتے۔ ایسے سر کے ساتھ کہ جس سے اغیار جھگڑتے نہیں۔ ایسے قلب کے ساتھ کہ جس کو توجہ متفرق نہیں کر سکتی۔ پھر ملکوت اکبر کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ اور ملک اعظم کو اپنے قدم کے نیچے رکھا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنا

خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور کنانی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیس سال تک خدمت کی سو اس مدت میں آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے اور جب آپ بے وضو ہو جاتے تھے۔ اسی وقت وضو کر لیتے تھے اور دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتے تھے۔

آپ کا یہ حال تھا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنی خلوت میں داخل ہوتے آپ کے ساتھ اور کوئی داخل نہ ہوتا تھا اور حجرہ میں سے سوائے طلوع فجر کے نہ نکلتے تھے۔ میں آپ کی خدمت میں چند راتیں سویا۔ آپ کا یہ حال تھا کہ

پہلی رات کچھ نفل پڑھتے پھر ذکر کرتے یہاں تک کہ پہلا ثلث حصہ گزر جاتا تو آپ یہ کہتے المحیط الرب الشھید الحسیب الفعال الخالق الباری المصور (احاطہ کرنے والا رب گواہ کافی حساب لینے والا کار کرنے والا۔ خالق پیدا کرنے والا۔ تصویر بنانے والا۔

پھر کبھی آپ کا جسم لاغر ہو جاتا اور کبھی بڑا ہو جاتا۔ کبھی ہوا میں بلند اڑ جاتے۔ یہاں تک کہ میری نگاہ سے غائب ہو جاتے۔ پھر اپنے قدموں پر کھڑے ہوتے اور قرآن شریف پڑھتے یہاں تک کہ رات کا دوسرا حصہ گزر جاتا اور سجدے بڑے لمبے کرتے تھے۔ اپنے چہرہ کو زمین سے ملاتے پھر مراقبہ میں مشاہدہ میں طلوع فجر کے قریب تک متوجہ ہو کر بیٹھے رہتے۔ پھر دعا مانگتے عاجزی اور نیاز میں لگے رہتے اور آپکو ایک ایسا نور ڈھانپتا تھا کہ عنقریب آنکھوں کو اچک لے جائے۔ یہاں تک کہ آپ نظر سے غائب ہو جاتے اور میں ان کے پاس یہ آواز سنتا تھا۔ السلام علیکم ارو آپ اس کا جواب دیتے یہاں تک کہ صبح کی نماز کی طرف نکلتے۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنگل میں پچیس سال

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی المنصور داری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو بکر محمد بن عمر نخال مقری نے کہا میں نے شیخ برگزیدہ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میں عراق کے جنگلوں میں پچیس سال تک تنہا پھرتا رہا۔ نہ میں مخلوق کو پہچانتا تھا اور نہ وہ مجھے پہچانتے تھے۔ میرے پاس رجل الغیب اور جن آیا کرتے تھے۔ میں ان کو اللہ عزوجل کا طریقہ پڑھایا کرتا تھا اور خضر علیہ السلام نے میرے عراق کے شروع داخل ہونے میں میری

ملاقات کی تھی۔ پہلے اس سے میں ان کو پہچانتا نہ تھا مجھ سے اس نے شرط کی تھی کہ میں اس کی مخالفت نہ کروں گا۔ مجھ سے اس نے کہا کہ آپ یہاں بیٹھ رہیں۔ میں اس مقام میں جہاں اس نے بٹھایا تھا۔ تین سال تک بیٹھا رہا۔ وہ ہر سال میرے پاس آتے اور کہتے کہ یہیں بیٹھے رہو یہاں تک کہ میں آپ کے پاس آؤں دنیا اور اس کی خوبصورتیاں میرے پاس عجیب شکلوں میں آتیں لیکن مجھ کو میرا پروردگار اس کی طرف توجہ کرنے سے بچاتا۔ شیطان لوگ میرے پاس مختلف ڈراؤنی شکلوں میں آتے تھے اور مجھ سے لڑتے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ مجھے ان پر قوت دیتا تھا۔ میرا نفس میرے سامنے ایک صورت میں ظاہر ہوتا تھا۔ کبھی میرے سامنے عاجزی کرتا کہ جو آپ کی مرضی ہو وہی کروں گا۔ اور کبھی مجھ سے لڑتا تو خدا تعالیٰ مجھے اس پر فتح دیتا۔

آپ کے مجاہدہ کا حال

میرا نفس شروع میں مجاہدہ کا کوئی طریق اختیار کرتا۔ تو اس کو لازم کر لیتا۔ اور اس کو گلے سے لگاتا میں اس کو ہاتھ سے جذب کر لیتا۔ میں مدتوں مدائن کے خرابات میں رہا اور اپنے نفس کو مجاہدات کے طریقہ پر لگائے رکھا۔ سال تک تو گری پڑی چیزیں کھایا کرتا اور پانی نہ پیتا اور ایک سال پانی نہ پیتا اور گری پڑی چیزیں نہ کھاتا۔ ایک سال تک نہ کھاتا نہ پیتا اور نہ سوتا۔ ایک رات محل کسریٰ میں بڑی سردی میں سو گیا اور مجھے احتلام ہو گیا۔ پھر میں کھڑا ہوا اور نہر کے کنارے گیا اور غسل کیا پھر سویا پھر احتلام ہو گیا۔ پھر میں نے غسل کیا۔ اس طرح چالیس مرتبہ ہوا یعنی چالیس مرتبہ سویا اور چالیس مرتبہ احتلام ہوا اور چالیس مرتبہ غسل کیا۔ پھر میں نیند کے خوف سے محل پر چڑھ گیا۔

میں کرخ کے میدان میں برسوں رہا ہوں۔ اس میں سوائے بروٹی (بوٹی) کے میری اور کوئی غذا نہ ہوتی تھی۔ مجھ کو ہر سال ایک شخص صوف کا جبہ لا کر دیتا تھا۔ جس کو میں پہنا لیا کرتا تھا۔ میں ہزار فن میں داخل ہوا۔ یہاں تک کہ تمہاری دنیا سے میں نے راحت پائی اور مجھے کوئی پہچانتا نہ تھا۔ مگر یہ کہ مجھ کو گونگا بیوقوف دیوانہ کہتے تھے۔

میں کانٹوں وغیرہ میں ننگے پاؤں پھرا کرتا تھا۔ مجھے کوئی شے خوفناک ایسی نہ ملی کہ جس میں میں نہ چلا ہوں۔

نفس مجھ پر اپنے ارادہ میں غالب نہیں ہوا۔ نہ کبھی دنیا کی زینت میں مجھ کو عجب میں ڈالا۔ میں نے آپ سے کہا اور نہ لڑکپن میں فرمایا کہ نہ لڑکپن میں۔

خبر دی ہم کو ابو العفاف موسیٰ بن شیخ ابی المعالی عثمان بن موسیٰ بقاعی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو محمد عثمان صریفینی نے صریفین میں کہا کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں رات دن جنگل میں رہا کرتا تھا اور بغداد کی طرف نہیں آتا تھا۔ شیطان میرے پاس صفیں باندھ کر پیدل سوار آیا کرتے تھے۔ ان پر طرح طرح کے ہتھیار ہوتے تھے۔ بڑی بڑی شکلیں ہوتی تھیں۔ مجھ سے لڑتے تھے اور مجھ کو آگ کا شہاب مارا کرتے تھے۔ سو میں اپنے دل میں ایسی ثابت قدمی پایا کرتا تھا۔ جس کی تعبیر نہیں ہو سکتی اور اپنے باطن سے یہ آواز سنتا تھا۔ جو مجھے کہتی تھی کہ اے عبدالقادر تو ان کی طرف کھڑا ہو جا۔ کیونکہ ہم نے تم کو ثابت قدم بنایا ہے اور تم کو مدد دی ہے۔ پھر میں ان کے پیچھے دوڑتا تو وہ سب میرے دائیں بائیں بھاگ جاتے اور جہاں سے آتے وہیں چلے جاتے تھے۔

ان میں سے شیطان اکیلا میرے پاس آتا اور مجھے کہتا کہ تم یہاں سے

چلے جاؤ ورنہ تمہارے ساتھ ایسا ایسا کروں گا۔ مجھے بہت ہی ڈراتا تھا۔ تب میں اس کو ایک طمانچہ مارتا تو وہ مجھ سے بھاگ جاتا۔ پھر میں لا حول ولا قوۃ لا باللہ العلی العظیم پڑھتا تو وہ جل جاتا جس کو میں دیکھ لیتا۔

ایک دفعہ میرے پاس بڑی شکل میں آیا اور اس کی بدبو تھی اور کہنے لگا کہ میں ابلیس ہوں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تمہاری خدمت کروں۔ کیونکہ تم نے مجھے اور میرے متبعین کو تھکا دیا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ چلا جا۔ اس نے انکار کیا۔ تب اس کے پاس اوپر سے ایک ہاتھ آیا اور اس کے دماغ پر مارا پھر وہ زمین میں غوطہ مار گیا۔ پھر دوبارہ میرے پاس آیا اور اس کے ہاتھ میں آگ کا شہاب تھا۔ مجھ سے لڑتا تھا۔ تب میرے پاس ایک مرد آیا۔ جس کا منہ بندھا ہوا تھا۔ سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ مجھے اس نے تلوار دی۔ تب ابلیس الٹے پاؤں بھاگا پھر میں نے اس کو تیسری دفعہ دیکھا کہ وہ مجھ سے دور ہی ہے اور رو رہا ہے۔ مٹی اپنے سر پر ڈال رہا ہے اور کہتا ہے کہ اے عبدالقادر بیشک میں تم سے ناامید ہو گیا ہوں۔ میں نے کہا دور ہو اے ملعون کیوں کہ میں ہمیشہ تم سے ڈرتا ہوں۔ اس نے کہا یہ بات مجھ پر اور بھی بہت سخت ہے اور پھر اس نے میرے گرداگرد بہت سے جال پھندے حیلے ظاہر کیے میں نے کہا یہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ دنیا کا جال ہیں۔ جن سے ہم تم جیسوں کا شکار کیا کرتے ہیں۔ تب میں نے ایک سال تک ان کے بارے میں توجہ کی۔ یہاں تک کہ وہ سب کے سب ٹوٹ گئے ہیں۔ پھر بہت سے اسباب قریب ہر طرف سے ظاہر ہوئے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ مخلوق کے اسباب ہیں جو کہ آپ سے ملے ہوئے ہیں۔ پھر میں ان کے معاملہ میں ایک اور سال تک متوجہ رہا۔ یہاں تک کہ وہ سب کے سب ٹوٹ گئے ہیں۔ میں ان سے علیحدہ ہو گیا۔

پھر میرے باطن کا حال مجھ پر ظاہر کیا گیا تو میں نے اپنے قلب کو بہت

سے تعلقات سے وابستہ پایا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے۔ تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہارے ارادہ اور اختیارات ہیں۔ تب میں اس کے معاملہ میں ایک اور سال تک متوجہ رہا۔ یہاں تک کہ وہ سب منقطع ہو گئے اور ان سے میرا دل خالص بن گیا۔ پھر میرے نفس کا حال مجھ پر ظاہر کر دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی بیماریاں باقی ہیں اور اس کی خواہشیں زندہ ہیں۔ اس کا شیطان سرکش ہے۔ پھر میں اس کے معاملہ میں اور ایک سال تک متوجہ رہا۔ تب نفس کی بیماریاں اچھی ہو گئیں۔ اور خواہش مر گئی۔ شیطان مسلمان ہو گیا۔ تمام امر اللہ کے لیے ہو گیا اور میں اکیلا باقی رہ گیا اور تمام وجود میرے پیچھے رہا۔ حالانکہ میں ابھی مطلوب تک نہیں پہنچا تھا۔ پھر میں توکل کے دروازے تک کھنچا گیا۔ تاکہ اس سے اپنے مطلوب تک جاؤں۔ اچانک دیکھا کہ اس کے پاس زحمت ہے۔ میں اس سے گزر گیا۔ پھر میں باب تسلیم تک کھینچا گیا تاکہ اس سے اپنے مطلوب تک پہنچوں۔ دیکھا تو اس کے پاس بھی زحمت ہے۔ وہاں سے بھی گزر گیا۔ پھر میں باب قرب تک کھنچا گیا تاکہ اس سے مطلوب تک پہنچوں تو اس کے پاس بھی زحمت تھی۔ وہاں سے میں داخل ہوا تو اس میں دیکھا کہ جوں جوں میں اس کو چھوڑتا ہوں میرے لیے بڑ خزانہ اس سے کھلتا ہے۔ اس میں مجھے بڑی عزت اور دائمی غنا خالص آزادی دی گئی ہے۔ بقایا مٹ گیے۔ صفات منسوخ ہو گئے۔ وجود ثانی آ گیا۔

خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن محمد بن مزاحم و۔لنسری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو عبدالرحیم نصیبنی نے نصیبن میں کہا میں نے سنا شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزار سے وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ وہ میری شروع سیاست کے دنوں میں مجھ پر حالات آتے رہتے ہیں اور میں ان سے لڑا کرتا تھا اور ان پر غالب آتا تھا۔ پھر ان میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا تھا اور صبح ہوتی تھی تو مجھ معلوم نہ ہوتا

مجھے اس سے ہوش آتا تھا تو میں اپنے آپ کو اس مکان سے دور پاتا تھا۔ جس میں، میں پہلے ہوتا تھا۔

ایک دفعہ بغداد کے جنگل میں مجھ پر حالت طاری ہوئی اور ایک گھنٹہ تک یہ حالت رہی۔ مجھے کچھ معلوم نہ تھا۔ پھر مجھے ہوش آگیا۔ تو میں شہر شستر میں تھا۔ اس میں اور میں بغداد میں 12 دن کا راستہ تھا۔ تب میں اپنے امر میں متفکر ہوا اتنے میں ایک عورت مجھ سے کہنے لگی کہ تم شیخ عبدالقادر ہو کر اس سے تعجب کرتے ہو۔

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن خضر بن عبداللہ حسینی موصلی نے کہا۔ خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے سیدی محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیرہ سال تک خدمت کی ہے۔ میں نے اس مدت میں نہ آپ کو ناک صاف کرتے دیکھا نہ تھوکتے۔ نہ آپ پر کبھی مکھی بیٹھ اور نہ کبھی کسی بڑے امیر کے لیے آپ کھڑے ہوئے اور نہ کسی بادشاہ کے دروازے پر گئے۔ نہ اس کے فرش پر بیٹھے نہ اس کا کبھی کھانا کھایا۔ مگر ایک دفعہ آپ بادشاہوں اور ان جیسوں کے فرش پر بیٹھنے کو ان عذابوں میں سے سمجھتے تھے کہ جو جلد آنے والے ہوں۔

بلکہ جب آپ کی خدمت میں خلیفہ یا وزیر اور کوئی بڑا آدمی آتا اور آپ بیٹھے ہوئے ہوتے تو اٹھ جاتے اور اپنے گھر میں داخل ہو جاتے۔ پھر جب وہ آپ کے پیچھے ہوتا تو آپ گھر سے نکلتے تاکہ ان کے لیے کھڑا نہ ہونا پڑے۔ پھر جب وہ آپ کے پیچھے ہوتا تو آپ گھر سے نکلتے تاکہ ان کے لیے کھڑا نہ ہونا پڑے۔ ان سے سخت کلامی سے پیش آتے اور ان کو بہت سی نصیحتیں کرتے۔ وہ آپ کے ہاتھ چومتے آپ کے سامنے نہایت عاجزی و انکساری سے بیٹھتے اور جب آپ خلیفہ کے نام کچھ لکھتے تو یہ لکھتے۔ تم کو عبدالقادر یہ لکھتا ہے اور یہ حکم دیتا ہے۔ ان کا حکم تم میں جاری ہے اس کی

اطاعت تم پر واجب ہے۔ تمہارے لیے وہ پیشواء ہے اور تم پر وہ حجت ہے۔ جب خلیفہ آپ کی تحریر پر مطلع ہوتا تو اس کو چومتا اور کہتا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ فرمایا۔

خبر دی ہم کو شیخ انام عالم نجم الدین نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد مقدسی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ شریف ابو القاسم ہبتہ اللہ بن منصوری نے کہا میں نے سنا شیخ پیشوا ابو عبداللہ محمد بن قائداوانی سے وہ کہتے تھے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ ایک سائل نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا امر کس پر مبنی ہے۔ فرمایا صدق پر میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ جب میں مکتب میں تھا۔ پھر شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب میں اپنے شہر میں بچہ تھا ایک دن عرفہ کے جنگل میں نکل کر گیا اور کھیت کے بیل کے پیچھے ہو لیا۔ اس نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے کہا اے عبدالقادر تم اس لئے نہیں پیدا ہوئے اور نہ اس کا تم کو حکم ہوا ہے۔ تب میں ڈر کر اپنے گھر کی طرف واپس آ گیا اور گھر کی چھت پر چڑھ گیا اس وقت میں نے دیکھا کہ لوگ عرفات کے میدان میں کھڑے ہیں۔ میں اپنی ماں کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ مجھ کو اللہ کے لیے بخش دو اور حکم دو کہ میں بغداد جاؤں۔ وہاں علم حاصل کروں اور صالحین کی زیارت کروں۔ اس نے مجھ سے اس کا سبب پوچھا تو میں نے اپنا حال سنایا۔ وہ یہ سن کر رو پڑیں اور میرے پاس اسی دینار لائیں جو میرے والد چھوڑ کر فوت ہوئے تھے۔ والدہ نے چالیس دینار تو میرے بھائی کے لیے رکھے اور چالیس دینار میری گودڑی میں بغل کے نیچے سی دیئے اور مجھ کو جانے کی اجازت دی۔ مجھ سے اس بات کا عہد لیا کہ ہر حال میں سچ بولوں اور رخصت کرنے کے لیے باہر تک نکلیں اور کہنے لگیں اے فرزند! اب تم جاؤ اور اللہ عزوجل کے لیے تم سے علیحدہ ہوتی ہوں۔ اب یہ چہرہ قیامت تک نہ دیکھوں

گی۔ تب میں چھوٹے سے قافلہ کے ساتھ جو کہ بغداد کو جانے والا تھا روانہ ہوا۔ جب ہم ہمدان سے نکلے اور زمین ترتنک میں پہنچے تو جنگل میں سے ہم پر ساٹھ سوار (ڈاکو) نکل پڑے۔ انہوں نے قافلہ کو پکڑ لیا لیکن مجھ سے کسی نے تعرض نہ کیا۔ ان میں سے ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا اے فقیر تمہارے پاس کیا ہے۔ میں نے کہا چالیس دینار اس نے کہا کہاں ہیں۔ میں نے کہا میری گدڑی میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ اس نے یہ سمجھا کہ یہ مجھ سے ہنسی کرتا ہے۔ وہ مجھے چھوڑ کر چل دیا۔

ایک اور شخص میرے پاس آیا اس نے بھی مجھ سے پہلے کی طرح پوچھا میں نے پھر وہی جواب دیا جو پہلے کو دیا تھا۔ وہ بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ دونوں اپنے سردار کے پاس گئے اور جو مجھ سے سنا تھا وہ اس کو جا کر کہہ دیا۔ اس نے کہا کہ اس کو میرے پاس بلا لاؤ مجھ کو اس کے پاس لے گئے۔ دیکھا کہ وہ لوگ ٹیلے پر بیٹھے ہوئے قافلہ کا مال تقسیم کر رہے ہیں۔ اس نے مجھ سے کہا کہ تمہارے پاس کیا ہے۔ میں نے کہا چالیس دینار اس نے کہا کہاں ہیں میں نے کہا میری گودڑی میں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ تب اس نے میری گودڑی کو پھاڑنے کا حکم دیا تو اس میں چالیس دینار پائے۔ پھر اس نے کہا تم کو اقرار کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ میں نے کہا میری ماں نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ سچ بولنا۔ اس لیے میں اس کی خیانت نہیں کرتا۔

اس وقت وہ سردار رونے لگا اور کہنے لگا کہ تم اپنی ماں کے عہد کی خیانت نہیں کرتے اور مجھ کو اتنے سال ہوئے کہ رب کی خیانت کرتا ہوں۔ پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تم ہمارے لوٹ مار کے سردار تھے اب تم توبہ میں ہمارے سردار ہو۔ ان سب نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور قافلہ کا سارا مال جو لیا تھا ان کو واپس کر دیا اور سب سے پہلے میرے ہاتھ پر تائب ہوئے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد الحسن جس کا دادا ابن قوق مشہور تھا۔ وہ کہتا ہے خبر دی ہم کو شیخ امام ابو ہریرہ محمد بن لیث مشہور ابن الوسطانی نے کہا کہ میں نے شیخ فقیہ ابو الفضل احمد بن صالح بن شافع جیلی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدرسہ نظامیہ میں تھا۔ ان کے پاس فقہاء اور فقراء جمع تھے۔ قضا قدر میں ان سے کلام کر رہے تھے۔ وہ آپ سے کلام کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک بڑا سانپ چھت کے اوپر سے آپ کی گود میں آ پڑا۔ تب سب حاضرین بھاگ گئے اور آپ کے سوا اور کوئی نہ رہا۔ وہ آپ کے کپڑوں کے نیچے داخل ہوئے اور آپ کے جسم پر گزرا آپ کی گردن سے نکل آیا اور گردن پر لپٹ گیا۔ باوجود اس کے آپ نے اپنا کلام قطع نہ کیا اور نہ اپنے جلسہ سے اٹھے۔ پھر وہ زمین کی طرف اترا اور آپ کے سامنے وم پر کھڑا ہو گیا بولا اور آپ سے کلام کیا آپ نے بھی اس سے کلام کیا۔ جس کو ہم میں سے کوئی نہ سمجھا پھر وہ چل دیا اور لوگ آپکی خدمت میں آئے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ اس نے آپ سے کیا کہا اور آپ نے اس کو کیا کہا آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے کہا میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا ہے۔ مگر آپ جیسا ثابت قدم کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا تم ایسے وقت مجھ پر گرے کہ میں قضا و قدر میں کلام کر رہا تھا سو میں نے ارادہ کیا کہ میرا فعل میرے قول کے مخالف نہ ہو۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن ازدمر محمدی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی توحیدی نے کہا خبر دی ہم کو میرے ماموں ابو صالح نصر اللہ نے کہا میں نے اپنے والد ابو عبدالرزاق سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے۔ کہ ایک رات جامع منصور میں نماز پڑھتا تھا۔ ستونوں پر میں نے کسی شے کی حرکت کی آواز سنی۔ پھر ایک بڑا سانپ آیا اور اس نے اپنا منہ مقام

سجدہ میں کھولا۔ جب میں نے سجدہ کا ارادہ کیا تو اپنے ہاتھ سے اس کو ہٹا دیا اور سجدہ کیا اور جب میں التحیات کے لیے بیٹھا تو وہ میری ران پر چلا۔ میری گردن پر چڑھ گیا اس کو لپٹ گیا جب میں نے سلام پھیرا تو اس کو نہ دیکھا۔ اگلے دن میں جامع مسجد سے باہر میدان میں گیا۔ تو ایک شخص کو دیکھا جس کی آنکھیں بلی اور دراز قامت تھا۔ تب میں نے جان لیا کہ یہ جن ہے۔ اسنے مجھ سے کہا وہی جن ہوں کہ جس کو آپ نے کل رات دیکھا تھا۔ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو اس طرح آزمایا۔ جس طرح آپ کو آزمایا مگر آپ کی طرح ان میں سے کوئی ثابت قدم نہیں رہا۔ بعض ان میں وہ تھے کہ ظاہر و باطن سے گھبرا گئے۔ بعض وہ تھے کہ ان کے دل گھبرا گئے اور ظاہر میں ثابت رہے۔ بعض وہ تھے کہ ظاہر میں مضطرب ہوئے اور باطن میں ثابت رہے۔ لیکن میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ظاہر و باطن میں نہیں گھبرائے مجھ سے اس نے سوال کیا۔ آپ مجھے اپنے ہاتھ پر توبہ کرائیں۔ میں نے اس سے توبہ لی۔

سخت سردی میں آپ کا لباس ایک قمیص اور ایک ٹوپی تھی

خبر دی ہم کو ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر قریشی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو عبداللہ محمد بن النجار بغدادی نے کہا کہ لکھا میری طرف عبداللہ بن حسین نے اور میں نے اس کو اس کے خط سے نقل کیا کہ فرمایا یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ جب کوئی میرا لڑکا پیدا ہوتا تھا تو اس کو میں اپنے ہاتھ پر رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ مرنے والا ہے۔ اس کو اپنے دل سے نکال دیتا تھا۔ جب وہ مر جاتا تو میرے دل میں اس کی موت کچھ اثر نہیں کرتی تھی۔ کیونکہ میں اس کو پیدا ہوتے ہی دل سے نکال دیتا تھا۔ اس نے کہا کہ آپ کی اولاد لڑکے اور لڑکی مجلس کی رات میں فوت ہوتے تھے۔ مگر آپ

مجلس کو قطع نہ کرتے تھے۔ کرسی پر بیٹھ جاتے۔ لوگوں کو وعظ کرتے تھے۔ غسال میت کو غسل دیتا اور جب غسل سے فارغ ہوتے تو اس کو مجلس میں لاتے۔ پھر شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھتے۔

اور اسی اسناد کے ساتھ جو ابن النجار تک پہنچتی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے حافظ محمد اخضر سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سردی کے موسم میں حاضر ہوتا۔ سردی سخت ہوتی تھی لیکن آپ پر ایک قمیص ہوتی تھی اور سر پر ایک ٹوپی ہوتی تھی۔ پسینہ آپ کے جسم مبارک سے نکلتا تھا اور آپ کے گرداگرد وہ لوگ ہوتے تھے جو آپ پر پنکھا ہلایا کرتے تھے جیسے کہ سخت گرمیوں میں ہلاتے تھے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن زراد نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو بکر محمد بن سخال مصری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو بکر عبداللہ صدیقی نے کہا کہ فرمایا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک دن میرا حال مجھ پر تنگ ہو گیا۔ تو میرا نفس اس بوجھ کے نیچے متحرک ہوا۔ اس نے آرام و آسائش کو طلب کیا۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ وہ موت کہ جس میں حیات نہ ہو اور وہ حیات جس میں موت نہ ہو۔ مجھ سے کہا گیا کہ وہ کونسی موت ہے کہ جس میں حیات نہیں اور وہ کونسی حیات ہے کہ جس میں موت نہیں۔ میں نے کہا وہ موت کہ جس میں حیات نہ ہو تو وہ میرا مرنا اپنے ہم جنس مخلوق سے ہے کہ میں اس کو نقصان و نفع کی حالت میں نہ دیکھوں۔ میری موت میرے نفس اور ہوا ارادہ و خواہش دنیا و آخرت سے ہو۔ پس میں ان سب امور میں نہ زندہ رہوں نہ موجود لیکن وہ حیات کہ جس میں موت نہ ہو اور میری زندگی رہے۔ اپنے رب عزوجل کے فعل سے کہ جس میں میرا وجود نہ ہو اور میری موت اس میں یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے ساتھ میرا وجود رہے۔ جب سے مجھ میں عقل آئی ہے۔ یہ میرا سب سے زیادہ نفیس

ارادہ رہا۔

مجھ کو ابو الحسن بن زراو نے یہ کہا کہ ابو بکر بن سخال نے یہ کہا کہ بے شک اس نے شیخ عارف ناصر الدین بن قائداوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کے متعلق پوچھا کہ "میرا بڑا نفیس ارادہ یہ ہے۔ جب سے عاقل ہوا ہوں۔" اس سے کیا مقصود ہے۔

انہوں نے جواب دیا کہ یہ آپ کا زیادہ نفیس ارادہ جب تک تھا کہ وہ اس سے موصوف ہوں کہ ان کا ارادہ ہے۔ ورنہ ان کے نفس کے اختیار کا حال بوصف ارادہ منقطع ہو گیا تھا۔ ان کا حال اللہ عزوجل کے ساتھ ترک اختیار و سلب ارادہ سے تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ رضی اللہ عنہ کے نسب اور صفت کا حال

خبر دی ہم کو فقیہ عالم ابو المعالی احمد بن شیخ محقق ابو الحسن علی بن احمد بن عبدالرزاق بن عیسیٰ ہلالی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد عبدالرزاق نے کہا میں نے کہا میں نے اپنے والد شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے نسب کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا عبدالقادر بن ابی صالح موسیٰ جن کے دوست بن ابی عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض اور ان کا لقب مجل بھی ہے۔ بن حسنیٰ مثنیٰ بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ ابو عبداللہ صومعی زاہد کے نواسوں میں سے ہیں اور جب جیلان میں تھے اسی سے مشہور تھے۔ آپ سے آپ کی پیدائش کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ حقیقتہ مجھے معلوم نہیں۔ لیکن میں بغداد میں اسی سال آیا ہوں۔

جس میں تمیمی فوت ہوئے ہیں اور میری عمر اسی وقت 18 سال کی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ تمیمی ابو محمد رزق اللہ بن عبدالوہاب بن عبدالعزیز بن حرث بن اسد ہیں۔ جو کہ 488ھ میں فوت ہوئے ہیں۔ پس اس بیان کے مطابق آپ کی پیدائش 470ھ میں ہوئی۔

اور خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابو العباس احمد بن عبدالواسع بن امیر کاہ بن شافع جیلی حنبلی نے کہا خبر دی ہم کو میرے دادا عبدالواسع نے کہا ذکر کیا۔ ابو الفضل احمد بن صالح بن شافع جیلی حنبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش 471ھ جیلان میں ہوئی اور وہ بغداد میں 488ھ میں داخل ہوئے اس وقت ان کی عمر 18 سال کی تھی میں کہتا ہوں کہ وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیل کی طرف منسوب ہیں۔ جیم کے کسرہ اور یا کے سکون کے ساتھ وہ طبرستان کے پرے چند متفرق شہر ہیں ان میں سے قصبہ نیف میں آپ پیدا ہوئے۔ اس میں جیلان گیلان اور گیل بھی آیا ہے۔ گیلی بھی دجلہ کے کنارہ پر ایک گاؤں ہے۔ بغداد سے ایک دن کے راستہ پر جو کہ واسط کے راستہ سے ملا ہے۔

اور جیل بھی کہا جاتا ہے۔ جیم کے ساتھ اس لیے کہا گیا ہے۔ گیل عجم اور گیل عراق اور جیل عجم اور جیل عراق

اور ابو العیر ثابت بن الگیلی گیل عراق میں سے ہیں۔ جیل بھی ایک گاؤں ہے۔ جو کہ مدائن کے ماتحت ہے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ جیلانی آپ کے جد جیلان کی طرف منسوب ہے۔ ابو عبداللہ صومعی جیلان کے مشائخ اور ان کے رؤساہ زاہدوں میں سے ہیں۔ ان کے عمدہ حالات اور بڑی کرامات ہیں۔ عجم کے بڑے بڑے مشائخ سے ان کی ملاقات ہوئی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو اس سے فقیہ۔ ابو سعد عبداللہ بن علی بن احمد بن ابراہیم

قرشی نے کہا خبر دی ہم کو بڑے شیخ ابو العباس احمد بن اسحاق بن علی بن عبدالرحمان ہاشمی قزوین نے کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء نور الدین ابو عبداللہ محمد جیلی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو محمد داربانی قروینی نے کہا کہ شیخ ابو عبداللہ صومعی ان مشائخ میں سے ایک ہیں کہ جن کو میں نے عجم میں پایا ہے۔ وہ مقبول الدعاء تھے اور جب کسی پر غصے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کا جلد انتقام لیتا جب کسی امر کو دوست رکھتے تو خداوند تعالیٰ اس کو ان کی مرضی کے مطابق کر دیا کرتا۔

باوجود ضعف قوت و بڑھاپے کے بڑے نفل پڑھا کرتے تھے۔ ذکر ہمیشہ کرتے رہتے خشوع کرنے والے اپنے حال اور اوقات کی پابندی پر صبر کرنے والے تھے۔ معاملات کے وقوع سے پہلے خبر دی کہ وہ تاجر بن کر قافلہ میں نکلے تو ان پر سمرقند کے جنگل میں سوار ڈاکو نکل پڑے۔ وہ کہتا ہے کہ ہم نے شیخ ابو عبداللہ صومعی کو پکارا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارے سامنے کھڑے ہیں۔ اور یہ پکار کر کہا سبوح قدوس ربنا اللّٰہ اے خدا کے لشکر ہم سے علیحدہ ہو جاؤ وہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم سوار کو اتنی طاقت نہ تھی کہ اپنے گھوڑے کو واپس لے جائے ان کو پہاڑوں اور جنگلوں میں بھگا کر لے گئے۔ ان میں سے دو مرد بھی اکٹھے نہ تھے اور خدا نے ہم کو ان سے بچا لیا۔ شیخ کو ہم نے اپنے درمیان تلاش کیا تو نہ دیکھا اور ہم کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کدھر گئے۔ پھر جب ہم جیلان میں واپس آئے اور لوگوں کو ہم نے اس کی خبر دی تو سب کہنے لگے واللہ شیخ ہم سے غائب نہیں ہوئے۔

آپ کی والدہ شریفہ ام الخیر امتہ الجبار فاطمہ بنت ابی عبداللہ صومعی مذکور کی ہیں اور۔ ان میں نیکی و صلاح کا بڑا حصہ تھا۔ خبر دی ہم کو ان سے فقیہ ابو علی اسحاق بن علی بن عبداللہ ہمدانی صوفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو عبداللہ محمد بن عبداللطیف بن شیخ پیشواء ابو النجیب عبدالقادر سہروردی نے کہا

خبر دی ہم کو شیخ ابو خلیل احمد بن اسعد بن وہب بن علی مقری بغدادی پھر ہروی نے کہا خبر دی ہم کو دو نیک بختوں امام پرہیز گار ابوسعد عبداللہ بن سلیمان بن جعران ہاشمی جیلی اور والدہ احمد جیلیہ نے جیل میں ان دونوں نے کہا والدہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام الخیر امتہ الجبار فاطمہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اس (سلوک) میں بڑا قدم تھا۔ ہم نے ان سے کئی مرتبہ سنا کہ وہ فرماتی ہیں۔ جب میں نے اپنے بیٹے عبدالقادر کو جنا تو وہ رمضان شریف کو دن میں دودھ نہ پیتا تھا۔ رمضان کا چاند لوگوں کو غباری کی وجہ سے نظر نہ آیا تو میرے پاس پوچھنے آئے میں نے کہا (میرے بچے) نے آج دودھ نہیں پیا۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ دن رمضان کا تھا اور ہمارے شہر میں اس وقت یہ بات مشہور ہو گئی کہ شریفوں میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے کہ رمضان میں دن کو دودھ نہیں پیتا۔

ابو علی ہمدانی کہتے ہیں کہ میں نے قاضی القضاۃ ابو صالح نصر سے بغداد میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے چچا عبدالوہاب سے سنا جب کہ میں بغداد کی طرف گیا تھا۔ کہ وہ عجم کے مشائخ و علماء سے کہہ رہے تھے۔ وہ اپنے اکابر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رمضان کے دن میں دودھ نہ پیتے تھے۔ یعنی ان کے والد شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ کے بھائی شیخ ابو احمد عبداللہ تھے۔ ان کی عمر آپ سے چھوٹی تھی۔ علم اور نیکی میں آپ نے اچھی تربیت پائی تھی۔ جیلان میں جوانی کی حالت میں فوت ہوئے۔

آپ کی پھوپھی نیک بخت بی بی تھیں۔ والدہ محمد مسمی عائشہ بنت عبداللہ کرامات ظاہرہ والی تھیں۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو صالح عبداللہ طبقی نحوی نے یہ دونوں ہمارے پاس 564ھ میں آئے کہا کہ ایک دفعہ جیلان میں قحط سالی واقع ہوئی۔ لوگوں نے

نماز استسقاء پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی۔ تب مشائخ مشیخہ ام محمد عائشہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی کے گھر پر آئے اور ان سے بارش کی دعا چاہی وہ اپنے گھر کے صحن کی طرف کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے زمین پر جھاڑو دے دی اور کہنے لگیں اے رب میں نے تو جھاڑو دے دیا ہے۔ اب تو چھڑکاؤ کر دے کہا کہ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ آسمان سے اس طرح بارش ہوئی۔ جیسے مشکیزہ کا منہ کھول دیا جائے لوگ اپنے گھروں کی طرف ایسے حال میں لوٹے کہ تمام پانی میں تر تھے اور جیلان آباد ہو گیا۔ جیلان میں وہ فوت ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نسبت میں (لفظ) جون کا لقب ہے۔ وہ اسماء اضداد میں سے ہے۔ سفید اور سیاہ دونوں پر بولا جاتا ہے اور استعمال میں اکثر یہی آتا ہے اور یہی یہاں مقصود ہے۔ کیونکہ موسیٰ گندم گوں تھے۔ اور ان کو ہند بنت ابی عبیدہ یہ کہتی تھیں۔

انت انتکون جونا انذعا   اخذران تضر ھم او تننفعا

بے شک تو سیاہ رنگ ہے جو کہ کھینچا گیا ہے۔ تو ڈر اس سے کہ ان کو ضرر پہنچائے یا نفع دے۔

وہ ساٹھ سال کی تھیں۔ جب اس سے حاملہ ہوئی تھیں اور کہتے ہیں کہ ساٹھ سال کی عورت کے سوا قریشیہ کے حاملہ نہیں ہوتی اور پچاس سال کی سوا عربیہ کے حاملہ نہیں ہوتی۔

آپ کی دادی والدہ عبداللہ ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اس میں جو (لفظ) محض ہے۔ وہ عبداللہ کا لقب ہے۔ وہ ہر شے کی خالص چیز کو کہتے ہیں اور عبداللہ کا یہ لقب اس لیے ہے کہ ان کے باپ حسن بن حسن بن علی ہیں اور ان کی والدہ فاطمہ بن حسین بن علی ہیں۔ پس اس کا کسب ماں باپ کی طرف

سے خالص ہے۔ کیونکہ غلاموں اور لونڈیوں سے خالی ہے اس کی انتہا علی کرم اللہ وجہ تک ہے۔

اور ان کا لقب مجل کہا ہے یہ تو اجلال میں سے اس معنے کے لیے لیا ہے۔ یہ اسم مفعول اجلہ سے ہے اور اس فاطمہ نے حسن بن حسین کے بعد عبداللہ مطرف بن عمرو بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ (خاوند) بنایا ہے اور اس کے لیے محمد دیبا کو جنا ہے۔ اس کے دیبا لقب اس کا حسن کی وجہ سے ہے اور اس کے باپ عبداللہ کا لقب مطرف (خوبصورت) بوجہ اس کی خوبصورتی کے ہے اور جب عبداللہ بن عمرو پیدا ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ بعد عبداللہ بن زبیر کے یہ خوبصورت حسن ہے اور عبداللہ بن زبیر بڑے خوبصورت تھے۔ مطرفہ کی ماں حفصہ بنت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور مطرف بضم میم و فتح را اسم مفعول ہے۔ اطرافتہ بکذا سے یعنی میں نے اس کو اس شے سے منقش کر دیا اور اس میں جو مثنی کا لفظ ہے۔ وہ حسن کی صفت ہے۔ کیونکہ وہ حسن بن حسن ہیں اور یہ اسم مفعول تشنیہ ہے۔ جب کہ تو نے دہرا کیا واللہ عالم۔

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن امام عماد الدین ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ امام عالم ربا نے موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی نے کہا کہ ہمارے شیخ شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلی لاغر بدن میانہ قد فراخ سینہ ریش چوڑی اور لمبی گندم گون پیوستہ ابرو سیاہ چشم بلند آواز خوبصورت بلند قدر وافر علم والے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن مزاحم دیزی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن مشہور موزہ فروش نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی نے کہا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وعظ کا بیان

جان لے تم کو اللہ تعالیٰ اہل سعادت میں سے لکھے اور تم کو ان میں کر دے جو کہ نیکی کے ساتھ کامیاب ہوئے ہیں۔ اور زائد دے کہ شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کہ علوم شرعیہ کے لباس سے آراستہ ہوئے۔ ان کے لطائف کو حاصل کیا۔ دینیہ فنون کے تاج سے خوبصورت ہوئے۔ اس کی بزرگیوں کو جمع کیا اور خدا تعالیٰ کی طرف ہجرت کرنے میں تمام مخلوق کو چھوڑ دیا۔ اپنے رب عزوجل کی طرف سفر کرنے میں عمدہ آداب اور بزرگ تر حقائق توشہ لیے آپ کے لیے ولایت کے جھنڈے گاڑے گئے۔ جن کے پھندنے (آسمان) کی بلندی پر تھے۔ ان کے مراتب بلند کیے گئے۔ قرب کے آسمان پر ان کے ستارے تھے۔ آپکے دل نے فتح کے نشانات کشف و اسرار کے دامنوں میں دیکھے ان کے سر نے معارف کے آفتابوں کی طرف انوار کے مطالع سے دیکھا۔ ان کی بصیرت نے حقائق کی دلہنوں کو غیبوں کے محلوں میں دیکھا۔ ان کا سریرہ (باطن) درگاہ قدس کے اس خلوت میں کہ عاشق و معشوق سے ملتا ہے۔ تسکین یافتہ ہو۔ ان کے اسرار شرافت و کمال کے مشاہدہ اور عزت و جلال کے نشانات میں ان کی حضوری کے دوام کی طرف بلند کیے گئے۔ وہاں پر آپ کو راز محفوظ کا علم منکشف ہوا اور حق پوشیدہ کی حقیقت ظاہر ہوئی۔ موجودات کے چھپے ہوئے خفیہ معانی پر ان کو اطلاع ہو گئی۔

تقدیر کے مواضع کو ارادوں کے تصرفات میں مشاہدہ کرنے لگے۔ ان کے معدنیات کے حکم کو نکالا اور تحفوں کو ان کے مقامات سے ظاہر کیا۔ وعظ کے لیے بیٹھنے اور درس دینے کے لیے ایک پاک صاف امر جس میں تلبیس یا شبہ

کی میل نہ ہو۔ ان کے پاس آیا۔ آپ کا پہلا وعظ حلبہ برانیہ میں ماہ شوال 521ھ میں ہوا وہ مجلس کیا اچھی تھی کہ جس پر ہیبت و رونق چھائی ہوئی تھی۔ ملا ئکہ و اولیاء نے اس کو ڈھانپا ہوا تھا۔ تب آپ کتاب و سنت کی تصریح کے ساتھ لوگوں کے سامنے خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے۔ لوگوں کو اللہ عزوجل کی طرف بلایا۔ وہ سب فرمانبرداری کے لیے جلدی کرنے لگے۔

اے وہ پکارنے والے جس کی بات کو مشتاقین کی روحوں نے قبول کیا ہے۔ اے وہ منادی کرنے والے جس کو عارفین کے دلوں نے لبیک کہا ہے اور اے وہ تعریف خواں کہ نفوس کی سواریاں جس کے شوق کے جنگلوں میں سرگردان پھرتی ہیں اے وہ ہادی کہ جس نے دلوں کی شریف سواریوں کو وصال چراگاہ کی طرف ہانکا ہے۔ اے وہ ساقی جس نے عقلوں کی پیاسوں کو محبت کی شراب سے سیراب کر دیا ہے۔ پھر اس نے شبہ کے برقعوں کو معارف کے چہروں سے اٹھا دیا ہے۔ ابر کے پردوں کو شریف لطیفوں کی آنکھ سے دور کر دیا۔ دلوں کے اطراف جمال قدم کی تعریف سے حرکت کرتے ہیں۔ ارواح کی صورتیں کمال کرم کی تعریف کے سماع سے رقص کرتی ہیں۔ اسرار کے پرندے اپنے قدس کی عبادت گاہوں میں اس کی محبت کی خوش الحانی سے چہچہاتے ہیں۔ تب وہ ان کے اطوار کے گھونسلوں سے ان کے انوار کے معلوم کرنے میں ان کے حسن کے پرندے اڑتے ہیں۔ مواعظ کی عروسوں کو آراستہ کیا تو اس کے حسن کی رونق کی وجہ سے عاشق مدہوش ہو گئے۔ عطائے الٰہی کے پردہ نشینوں کو آراستہ کیا۔ تو اس کے جمال کے معنے کی وجہ سے ہر مشتاق عاشق ہو گیا۔ نفیس حکمتوں کے ساتھ محبت کے باغوں میں بولا۔ جس کے چراگاہ پختہ ہیں اور توحید کے جواہر کو علوم کے سمندروں سے نکالا۔ جن کی موجیں تلاطم میں ہیں۔ وہ ان کے مطالب کو ان کے معانی سے موتی اور یاقوت دکھاتا ہے۔ ان کے موتیوں سے دوا پاتا ہے۔ ان کے یاقوت سے

غذا اور حقائق کے باغ کو بارونق باغوں کی آراستگی دے دی۔ اس میں اللہ عزوجل کی طرف جانے کے لیے راہ فراخ حجت ہے۔ فتح کے موتی فہموں کی بساط پر پھیلا دیئے تو عقلوں اور قلموں نے ان کے لینے کے لیے سبقت کی پھر ان سے بڑی ہمت والوں کی گردنوں میں ہدایت کے موتی جڑاؤ دار کر دیئے گئے کہ جن کا عامل انشاء اللہ تعالیٰ عمدہ مقامات تک پہنچ جائے۔ نفوس میں انہوں نے ایسی جولانی کی جیسے کہ سینوں میں سانس چلتے ہیں اور دلوں میں ایسی خوشبو ہوئی جیسے بارش کے بعد باغ کی خوشبو ہوتی ہے۔ نفوس کو ان کی بیماریوں سے اچھا کر دیا۔ طبیعتوں کو ان کے وہموں سے شفا دی۔ پس اس کو اس شخص نے سنا کہ جس نے توبہ کے ساتھ اپنی تاریکی کو ظاہر کر دیا ہو۔ یا اس کی پلکوں نے رونے سے بخل کیا ہو۔ پھر کس قدر گنہگاروں کو اللہ عزوجل کی طرف لوٹایا۔ کس قدر راہی (چلنے والے) کو آپ کے سبب خدا نے ثابت رکھا۔ کس قدر شراب کی شراب سے مست ہو گئے۔ کس قدر نفس کے قیدیوں کو زنجیروں سے چھوڑایا۔ ان کے سبب سے اللہ عزوجل نے کس قدر لوگوں کو اوتادو ابدال بنا دیا۔ آپ کے سبب کس قدر بندوں کو مقام و حال عنایت کیے۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

عبدلہ فسوق المعالی رتبۃ ولہ الماجد والفخار الا فخر

اور وہ ایسے بندے ہیں کہ ان کے بلندی پر رتبے ہیں۔ ان کے لیے شرافتیں اور بڑے فخر ہیں۔

ولہ الحقائق والطرائق فی الھدی ولہ المعارف کالکواکب تذھو

ہدایت میں ان کے حقائق و طریقے ہیں۔ ان کے معارف ہیں جو ستاروں کی طرح روشن ہیں۔

ولہ الفضائل ولمکارم والندی ولہ المناقب فی المحافل تنشر

ان کے فضائل اور اس مکارم و بخشش ہیں۔ ان کے مناقب ہیں۔ جن کا

محفلوں میں ذکر ہوتا ہے۔

ولیہ النقدر مرو التعالی فی العالٰی　　ولہ المراتب فی النہایۃ تکبر

بلندی میں ان کا تقدم اور ان کی بڑائی ہے۔ ان کے مراتب میں جو کہ نہایت ہی بڑے ہیں۔

غوث الوری اغیث الندی نور الھدٰی　　بدر الدجٰی شمس الضحٰی بل نور

وہ لوگوں کے غوث اور بارش جود اور نور ہدایت ہیں۔ وہ بدر الدجی شمس الضحیٰ ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ روشن ہیں۔

قطع العلوم مع العقول فاصبحت　　اطوار ھا مین دونہ تتحیر

علموں کو عقلوں کے ساتھ قطع کیا۔ پھر اس کے اطوار ایسے ہوئے کہ جس سے پہلے ہی حیرانی ہوتی ہے۔

ما فی علاہ مقالۃ المخالف　　فمسائل الاجماع فیہ تسطر

ان کی بلندی میں کسی مخالف کو کلام نہیں۔ کیونکہ اجماع کے مسائل اس میں لکھے جاتے ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن شیخ ابی محمد عبد الرحمان بن زروا نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو بکر محمد بن عمر بن سخال مقری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو بکر عبد اللہ بن نصر بکری نے کہا بیان کیا مجھ سے شریف ابو الفتح مسعود بن عمر ہاشمی احمد نے کہا ایک دن شیخ کی مجلس میں نائب وزارت عز الدین ابو عبد اللہ محمد بن وزیر عون الدین ابی المظفر بن ہبیرہ اور استاد محل عز الدین ابو الفتوح عبد اللہ بن ہبتہ اللہ اور دربان باب مجد الدین ابو القاسم علی بن محمد صاحب اور امین الدین ابو القاسم علی بن ثابت بن مسجل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ تب شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے ان کے دل کی باتوں کو بتلایا اپنے مکاشفہ سے ان کے پردہ کو فاش کر دیا۔ ان کے سکون و وقار کو بوجہ اس کے کہ خدا نے ان پر اپنا خوف غالب کر دیا۔ دور کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کی آنکھوں سے آنسو

جاری ہو گئے اور ان کے سر سخت خوف کی وجہ سے نیچے جھک گئے۔ گویا کہ ان کو میدان قیامت میں حاضر کر دیا اور ان کو ان کے گزشتہ اعمال ان کو دکھا دیئے کہ اب سامنے موجود ہیں۔ پھر وہ ان سے ڈرتے ہیں اور ان پر مواخذہ کی وجہ سے خوفزدہ ہیں۔ آپ نے معلوم کیا کہ ان لوگوں کے نفوس شراب سے مست ہیں۔ تب، آپ نے ان پر شیر کا سا حملہ کیا۔

راوی کہتا ہے کہ جب آپ کرسی پر سے اترے تو آپ کسی طرف متوجہ نہ ہوئے اور نہ کسی طرف التفات کیا۔

شریف کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا سیدی یہاں کوئی عبادت اس عبادت سے نرم نہ تھی۔ آپ نے تو ان کو قتل ہی کر ڈالا۔ آپ نے فرمایا کہ اے فرزند سردار ہتھیلی جب سخت نہ ہو تو میلی نہیں نکلا کرتی اور میرا آج ان کو قتل کرنا کل کو ان کی زندگی کا باعث ہے۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن خباز نے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو الفتوح نصراللہ بن ابی المحاسن یوسف بن خلیل ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عمر کیمانی نے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک دن نقیب النقباء ابن الاتقی حاضر ہوا۔ وہ پہلے اس سے کبھی حاضر نہ ہوتا تھا۔ تب شیخ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کاش تم پیدا نہ ہوتے اور کاش تم پیدا ہوئے تھے۔ تو جانتے کہ کس کام کے لیے تم کو پیدا کیا گیا ہے۔ اے سوتے ہوئے بیدار ہو۔ اپنی آنکھوں کو کھولو اور دیکھ کے تیرے سامنے کیا ہے۔ بیشک تم پر عذاب کا لشکر آگیا ہے۔ اے، مسافر اے زوال پذیر اے انتقال کرنے والے ہزار سال تک چل تاکہ مجھ سے ایک، کلمہ سنے جو تم کو یہ بات پہنچا دے کہ دنیا نے کس قدر تجھ جیسے جاہ والوں دنیا داروں کو بڑھایا۔ پھر قتل کیا ہے۔ میرا یہ حال ہے کہ جب میرے اخلاص اور سر کی طبیعت میں جوش آتا ہے۔ تو دو قدم نہیں چلتا ہوں کہ نفس اور حلق کو اللہ عزوجل تک پہنچا دیتا

ہوں۔

اور اے میرے مرید تو دو قدم ہے اور دنیا و آخرت تک پہنچ گیا ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کی طرف امور کا رجوع ہو گا۔

پھر جب آپ کرسی سے اترے تو آپ سے آپ کے بعض شاگردوں نے کہا کہ اے میرے سردار آپ نے اس کو بہت ہی نصیحت کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایک نور تھا کہ جس نے اس کی ظلمت کو دور کر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ پھر وہ ہمیشہ آپ کی مجلس میں آیا کرتا اور مجلس کے سوا دوسرے وقت بھی حاضر ہوتا۔ آپ کے سامنے نہایت تواضع و انکساری کے ساتھ بیٹھتا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور جب آپ کی خدمت میں کوئی جوان اس لیے کھڑا ہوتا کہ توبہ کرے۔ تو آپ فرماتے کہ اے شخص جب تک تجھ کو کھڑا نہیں کیا گیا۔ تو کھڑا نہیں ہوا۔ جب تک تجھے قبول نہیں کیا گیا تو نہیں آیا۔ جب تک تجھ کو حاضر نہیں کیا گیا۔ ظلم کے سفر سے نہیں آیا۔ اے شخص تو نے جب ہم کو چھوڑا تو ہم نے تم کو نہیں چھوڑا۔ تم نے جب ہم سے جدائی کی تو ہم نے تم سے نہیں کی۔ جب تم نے ہم کو بھلا دیا تو ہم نے تم کو نہیں بھلایا۔ تو اپنے اغراض میں ہے اور ہماری رعایت تمہاری حفاظت کرتی ہے۔ تو اپنے ظلم میں ہے اور ہماری عنایت تیرا لحاظ کرتی ہے۔ پھر ہم نے تم کو اپنے قرب کے لیے حرکت دی اور اپنے وصل کے لیے تم کو بلایا ہم نے اپنی محبت کے لیے تجھ کو قریب کیا۔ اپنے اشارہ سے تم کو خطاب کیا۔

اور جب کوئی بوڑھا مرد بیعت کے لیے آپ کے سامنے کھڑا ہوتا تو فرماتے اے شخص تو نے خطا کی اور دیر کی تو نے برائی کی اور بھلا دیا۔ جوں جوں ہم نے تم کو مہلت دی تم نے امید کو لمبا کیا اور بد عملی کی جوں جوں تیری عمر بڑی ہوتی گئی تیرا جن سرکش ہوتا گیا۔ تم نے ہم کو لڑکپن میں چھوڑ دیا۔ ہم نے تم کو معذور رکھا۔ جوانی میں تو ہم سے لڑتا رہا۔ ہم نے تم کو

مہلت دی اور جب تم نے ہم کو بڑھاپے میں چھوڑا تو تم کو بری طرح کا عذاب دیا جو کہ قیامت کے دن دیکھا جائے گا۔ سفید بالوں والا ہو گا جس کے ہاتھ میں سیاہ اعمال نامہ ہو گا۔

خبر دی ہم کو ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر قریشی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو عبداللہ محمد بن بخار بغدادی نے کہا کہ میری طرف عبداللہ بن جبائی نے لکھا جس کو میں نے نقل کیا۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو خواب و بیداری میں امرو نہی ہوتا تھا اور مجھ پر کلام غالب ہوتا تھا۔ میرے دل پر اس کا ہجوم ہوتا تھا۔ پھر اگر میں کلام کرتا تو عنقریب تھا کہ میرا گلا بند ہو جائے میں سکوت پر قادر نہ تھا۔ میرے پاس دو تین مرد ہوتے تھے جو میرے کلام کو سنتے تھے۔ پھر بہت لوگ میرا کلام سننے لگے اور لوگوں کا مجھ پر ہجوم ہو گیا۔ میں حلبہ کے دروازہ پر بیٹھتا۔ پھر لوگوں پر مکان تنگ ہو گیا اور کرسی شہر سے باہر رکھی گئی اور عید گاہ میں کرسی بچھائی گئی۔ لوگ جوق در جوق گھوڑوں' خچروں' گدھوں اونٹوں پر آتے اور مجلس کے گرد دیوار کی طرح دور کر لیتے۔ مجلس میں قریباً ستر ہزار آدمی ہو جاتے۔

خبر دی ہم کو ابو الخیر سعد اللہ ابی غالب احمد بن علی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ بزرگ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن حمزہ اطفال ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ بزرگ ابو الفرج عبدالجبار بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے سنا اپنے والد سے کئی مرتبہ فرماتے تھے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی عزت کی قسم میں نے سوائے خدا کی فتح کے کبھی ثنا اور کلام نہیں کیا۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ کا خطبہ مجالس وعظ میں یہ تھا۔ پہلے آپ الحمد للہ رب العالمین کہتے اور خاموش ہو جاتے۔ پھر کہتے الحمد للہ رب العالمین اور خاموش ہو جاتے پھر کہتے۔ عدد خَلقه وزنه عرشه و مداد کلماته و منتهى علمه وجميع ماشاء و خلق و زراء و براء عالم

الغیب والشہادۃ الرحمان الرحیم الملک القدوس العزیز الحیکم و اشہد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت بیدہ الخیر و ھو علٰی کل شئی قدیر و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ ارسلہ بالھدٰی و دین الحق لیظھرہ علی الذین کلہ ولوکرہ المشرکون اللھم اصلح الام والامۃ والدعی والدعیۃ والف بین قلوبھم فی الخیرات وارفع شر بعضھم من بعض اللھم انت العالم بسرائرنا فا صلحا وانت العالم بذنوبنا فاغفرھا وانت العالم بعیوبنا نا ستر ھا وانت العالم بحوائجنا فاقفھا لا تزنا حیث نھتیناؤ لا تفقد نا من حیث امرتنا لا تفاذ کرک و شکرک و حسن عبادتک پھر آپ دائیں طرف متوجہ ہوتے تو فرماتے لا الہ الا اللّٰہ ماشاء اللّٰہ کان لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم پھر بائیں طرف متوجہ ہوتے تو ایسا ہی فرماتے اور پھر یہ کہتے لا تبد اخبارنا ولا تھتک استارنا ولا تواخذنا بسوء اعمالنا لا تحینا فے غفلۃ ولا تاخذنا علی عزۃ ربنا لا تواخذ نا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا ماصراء کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنابہ واعف عنا و غفرلنا و ارحمنا انت مولا نافانصرنا علی القوم الکٰفرین ان کے بعد آپ وعظ فرماتے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور جب کوئی ناقص الایمان یا ناقص التوبہ آپ کی مجلس سے کھڑا ہو جاتا فرماتے اے شخص ہم نے تم کو پکارا تم نے قبول نہ کیا۔ ہم نے کس قدر تم پر مہربانی کی تو نے توجہ نہ کی ہم نے کس قدر تم سے جلدی کی تو نے جلدی نہ کی۔ ہم نے تم کو جھڑکا تو شرمندہ نہ ہوا۔ ہم نے کس قدر تجھ کو دیکھا بھالا۔ تو جانتا ہے کہ ہم نے تجھ کو دیکھا اور چند دنوں اور مہینوں کی مہلت دی ہے۔ تجھ کو برسوں اور زمانوں چھپایا ہے تو سوائے نفرت کے اور کچھ نہیں بڑھاتا۔

فجور کے سوا اور کوئی ترقی نہیں کرتا۔ تو نے کس قدر عہدوں کو توڑا ہے۔ وعدوں کا خلاف کیا ہے بعد اس کے کہ میں نہ لوٹوں گا تو لوٹا ہے۔ لیکن ہماری صحبت مجلس پر ہمیشہ نہ رہے گی۔ ہم نے تم کو اس لیے ڈرایا ہے کہ تو کھڑا ہو جائے۔ پھر اگر تجھ کو رد کریں تو تیرا کیا حال ہو۔ ہم نے تجھ سے یہ ارادہ نہیں کیا کہ تجھ کو دفع کر دیں ہم تیری طرف نہیں لوٹے کہ ہم تیرے مکانوں کو گرا دیں۔ تیرے رجوع کرنے کو قبول نہ کریں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تو ہمارے پاس عاجزی کرتا ہوا آیا تھا۔ ہمارے دروازہ پر تواضع کرتا ہوا کھڑا ہوا تھا۔ پھر تو ہم سے منحرف ہو گیا اور چلنے لگا۔ اس شخص پر تعجب ہے کہ جو ہماری (محبت کا) دعویٰ کرتا ہے کیونکہ پورے طور پر ہم میں جوانمردی نہیں کرتا اس شخص پر تعجب ہے کہ ہمارے قرب کی ہوا پاتا ہے اور ہماری محبت کا گھونٹ پیتا ہے۔ وہ ہماری جماعت سے کیونکر بھاگتا ہے اگر تو سچا (دوست) ہوتا تو ضرور موافق ہوتا۔ اگر تجھے الفت ہوتی تو مخالف نہ ہوتا۔ اگر تو ہمارے دوستوں میں سے ہوتا تو ہماری شراب کی لذت سے محروم نہ ہوتا۔

اے ہاتھ کے بنے ہوئے احسان کی تربیت یافتہ اے بخشش کے غذا یافتہ اے کرم کے پرورش یافتہ میں کس قدر تجھ سے ملوں اور تو ظلم کرتا ہے۔ تو کس قدر دوستی کے کپڑے کو پھاڑتا ہے اور میں رفو کرتا ہوں۔ تو کس قدر مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اور میں معاف کرتا ہوں۔

خبر دی ہم کو ابو موسیٰ عیسیٰ بن یحییٰ بن اسحٰق ادانی نے کہا خبر دی ہمکو شیخ اصیل عبدالرحمان بن عبداللہ بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خبر دی ہم کو میرے چچا امام ابو بکر عبدالعزیز نے کہا شیخ پیشوا ابو الحسن علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب میرے والد کرسی پر بیٹھے اور فرماتے الحمد للہ تو آپ کے لئے زمین کے تمام ولی اللہ چپ ہو جاتے مجلس میں حاضر ہوتے یا اس سے غائب ہوتے اور ایسے تکرار سے کہتے اور اس کے

بعد چپ ہو جاتے۔ اولیاء اور ملا ئکہ کا آپ کی مجلس میں ازدحام ہوتا اور جو اس میں نہ دیکھے جاتے وہ دیکھے جانے والوں سے زیادہ ہوتے اور حاضرین پر رحمت کی بارش ہوتی تھی۔

خبر دی ہم کو ابو سعد عبدالغالب بن احمد بن علی ہاشمی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ محی الدین ابو عبداللہ محمد نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد ابو صالح نصر نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد ابو بکر صدیق نے کہا کہ مجلس وعظ میں میرے والد کی یہ دعا ہوتی تھی۔ اللھم انا نسئلک ایمانا یصلح للعرض علیک و ایقانا نقف بہ یوم القیامۃ بین یدیک وعصمۃ تنقذنا بھا من ولطات الذنوب و رحمۃ تطھرنا بھا من دنس العیوب و علما نفقہ بہ وامرک ونواھیک و فھما لغلم بہ کیف ننا جیک واجعلنا فی الدنیا والاخرۃ من اھل ولا یتک و املا قلوبنا نبور معرفتک وکحل عیون عقولنا بالثمدھد ائیک و احدس اقدام افکار نا حن مزالق مواطی الشیھات وامنع طیور نفوسنا من الوقوع فی شباک وموبقات الشھوات واعنا نے اقام الصلوۃ علی ترک الشھوات و المح سطور نسیا تنا من جرائد اعمالنا بایدی الحسنات کن لنا حیث ینقطع الرجاء منا اذا اعرض اھل الرجور بوجوھھم عنا حتیٰ تحصیل نے ظلم اللحو ورھائن اعمالنا الیٰ الیوم المشھودا جبر عبدک الضعیف علیٰ ما الف من العصمۃ من الذال ووقفہ والحاضرین لصالح القول والعمل واجر علیٰ لسانہ ماینتفع بہ السامع و قلنا رف بہ المدامع ویلین لہ القلب الخاشع واغفرلہ وللحاضرین ولجمیع المسلمین وہ کہتے ہیں کہ آپ کی دعاؤں میں سے مجالس میں یہ دعا بھی اللھم انا نعوذ بو صلک من صدک بقربک من طروک و بقبولک من روک واجعلنا من اھل طاعتک وودک واھلنا لشکرک وحمدک وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ اپنی

مجلس کو اس دعا پر ختم کیا کرتے تھے اور کہتے تھے جعلنا اللّٰہ و ایاکم ممن تنبه الخلاصه و تنزه عن الدنیا و تذکره یوم حشره واقتفٰی اثار الصالحین انه ولی ذلک والقادر علیه۔

خبر دی ہم کو ابو الفتح احمد بن علی بن حسن بن احمد بن محمد ہاشمی قطفنی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو سلیمان داؤد نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ ابو الفتح سلیمان نے کہا خبر دی ہم کو ابو عبداللہ وہاب نے کہا کہ میرے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجالس وعظ میں کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا کرتے تھے۔ ورضی اللّٰہ عن الرفیع العماء الطویل الفحار المرید بالتحقیق المکنی بالعتیق الخلیفة الشفیق المستخرج من اظهر اصل عریق الذی اسمه مع اسمه مقرون و جسمه مع جسمه مدفون الذی قال فی حقه سید کل فریق لوکنت متخذ اخلیلا غیر ربی لا تخذت ابا بکر الصدیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنه و عن القصیرا لا مل الکثیر العمل الذی لا یتداخل افعاله زال الموید بالصواب اللهم فصل الخطاب المنصور یوم الاحزاب عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالٰی عنه و عن مشید الایمان و مرتل القرآن و مشتت الفرسان و مضعضع الطغیان عثمان بن عفان رضی اللّٰہ تعالٰی عنه افضل اشهد اوا کرم الکرماء ذی النورین رضی اللّٰہ تعالٰی عنه و عن البطل المهوم و زوج البتول و سیف اللّٰہ المسول و ابن عم الرسول مظهر العجائب لیس بنی غالب علی بن ابی طالب و عن السبطین السیدین الشهیدین ابی محمد الحسن و ابی عبداللّٰہ الحسین و عن العمین الشرفین حمزة و العباس و عن الانصار والمهاجرین و التابعین لهم باحسان الٰی یوم الدین امین۔

شیخ کی مجلس میں جنوں کی کثرت

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن عبداللہ ابہری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو زکریا یحییٰ بن ابی نصر بن عمر بغدادی پیدائش والے مشہور صحراوی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے جنوں کو ایک دفعہ عزیمت (عمل) کے ساتھ بلایا۔ تو انہوں نے عادت سے زیادہ دیر لگائی۔ پھر وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ کرتے ہوں تو اس وقت ہم کو نہ بلایا کرو۔ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگے کہ ہم انکی مجلس میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم بھی جاتے ہو کہنے لگے کہ ہاں مردوں سے ہمارا ہجوم زیادہ ہوتا ہے۔ ہم میں سے بہت سے گروہ ہیں کہ اسلام لائے ہیں اور ان کے ہاتھ پر انہوں نے توبہ کی۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد بن زرداو نے کہا کہ خبردی ہم کو شیخ ابوبکر محمد بن النحال مقری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر عبداللہ تمیمی نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو حفص عمر بن حسین بن خلیل طیبی نے کہا کہ مجھ سے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن فرمایا اے عمر میری مجلس سے علیحدہ نہ ہو۔ کیوں کہ اس میں خلعتیں تقسیم کی جاتی ہیں اور اس پر افسوس ہے جو اس کو فوت کر دے۔ شیخ ابو حفص کہتے ہیں کہ اس پر ایک مدت گزر گئی۔ پھر ایک دن میں مجلس میں تھا اور مجھ پر نیند نے غلبہ کیا۔ میری آنکھ بند ہو گئی۔ تو میں نے دیکھا کہ آسمان کی طرف سے سرخ اور زرد خلعتیں اترتی ہیں۔ اور اہل مجلس پر گرتی ہیں۔ تب میری آنکھ گھبرا کر کھل گئی۔ اور میں اس لئے کود پڑا کہ لوگوں کو بتلاؤں پھر مجھے شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے پکار کر کہا کہ اے فرزند چپ رہو۔ کیوں کہ خبر مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی۔

خبر دی ہم کو ابوالمعالی عبدالرحیم قریشی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو عبداللہ محمد بن نجار نے کہا خبر دی ہم کو محمد بن ابی المعالی بن طیبی نے امام ابوعبداللہ عبدالوہاب بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو حفص عمر بن حسین بن خلیل الطیبی سے سنا اور خبر دی ہم کو (.سنہ عالی) ابو محمد حسن بن زرداد نے بھی کہا خبر دی ہم کو ابوبکر محمد بن نحال نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر عبداللہ نے کہا بیان کیا ہم سے شیخ ابو حفص عمر بن حسین خلیل طیبی نے کہا کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اور میں آپ کے چہرہ کے مقابل بیٹھا تھا۔ تب میں نے ایک چیز کو قندیل کی شکل میں دیکھا جو کہ آسمان سے اترتی ہے۔ یہاں تک کہ شیخ کے منہ کے قریب ہو گئی اور جلد اوپر کو چڑھ گئی۔ اس طرح تین دفعہ ہوا۔ پھر میں بے اختیار اس لئے اٹھا کہ لوگوں سے بوجہ سخت تعجب کے یہ بات کہ دوں۔ تب شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلدی کر کے مجھ سے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ کیونکہ مجلس امانت کے ساتھ ہوتی ہے۔ کہنے لگا کہ پھر میں بیٹھ گیا اور میں نے کسی سے یہ بات نہیں کی مگر ان کے انتقال کے بعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور پہلی اسناد کے ساتھ جو ابن نجار تک پہنچتی ہے۔ کہا خبر دی ہم کو ابوالنقاء حسین حنبلی عکبری نے کہا سنا میں نے یحییٰ بن نجاح ادیب سے وہ کہتے تھے کہ میں نے دل میں سوچا میں چاہتا ہوں کہ دیکھوں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس وعظ میں کتنے شعر پڑھتے ہیں۔ تب میں مجلس میں حاضر ہوا۔ اور میرے پاس دھاگہ تھا۔ جب آپ کوئی شعر پڑھتے تو میں کپڑے کے نیچے اس کو گرہ دے دیتا اور میں سب سے آخر میں تھا۔ اتنے میں آپ سے سنا کہ آپ کہ رہے ہیں۔ میں تو کھولتا ہوں اور تو گرہ لگاتا ہے۔

خبر دی ہم کو ابوعبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلی نے کہا کہ میں نے اپنے

باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول مجلس میں مختلف قسم کے علوم پر کلام کرتے اور جو فرماتے نہ بھولتا تھا۔ جب کرسی پر چڑھتے تو کوئی شخص بوجہ ہیبت کے مجالس میں نہ تھوکتا' نہ ناک صاف کرتا اور نہ کنگھورتا تب شیخ فرماتے کہ قال تو جاتا رہا۔ اب حال سے ہم وعظ کرتے ہیں۔ پھر لوگ سخت گھبراتے ان پر وجد و حال طاری ہوتا۔

اور آپ کی کرامات میں سے یہ بات بھی شمار کی جاتی تھی۔ کہ جو آپ کی مجلس میں دور بیٹھا کرتا۔ وہ باوجود کثرت ازدحام کے ویسا ہی سنتا تھا جس طرح کہ قریب کا سنتا تھا۔ آپ اہل مجلس کے دلوں کے مطابق وعظ فرماتے اور کشف کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوتے۔ اور جب آپ کرسی پر کھڑے ہوتے تو آپ کے جلال کی وجہ سے لوگ کھڑے ہو جاتے اور جب ان سے آپ فرماتے کہ چپ رہو تو سب ایسا چپ کرتے کہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے ان کے سانسوں کے سوا اور کچھ معلوم نہ ہوتا۔ لوگ اپنے ہاتھ مجلس میں رکھتے تو ان کے ہاتھ مجلس میں مردوں پر پڑتے جن کو وہ ہاتھ سے معلوم کرتے اور ان کو آنکھوں سے نہ دیکھتے۔

آپ کے کلام کے وقت صیدان میں چلانے کی آواز معلوم کرتے اور بسا اوقات آواز سنتے اور اوپر سے جبہ مجلس میں گرتا۔ یہ لوگ رجال الغیب وغیرہ ہوتے۔

خبر دی ہم کو شیخ القاسم عمر بزاز نے کہا کہ میں نے شیخ عالم زاہد ابوالحسن سعدالخیر بن محمد بن سہل بن سعد انصاری اندلسی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں 529 میں حاضر ہوا۔ میں سب لوگوں کے پیچھے تھا آپ زہد کے بارے میں وعظ فرما رہے تھے۔ میں نے دل میں کہا کہ میری مرضی یہ ہے کہ آپ معرفت میں کلام کریں۔ تب آپ نے زہد سے کلام قطع کیا اور معرفت میں کلام کرنے لگے۔ کہ میں نے ویسا

کبھی بیان نہ سنا تھا۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ شوق میں کلام کریں۔ تب معرفت سے کلام موقوف کیا اور شوق میں کلام کرنے لگے۔ میں نے کبھی بھی ایسا کلام نہ سنا تھا۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ آپ فنا و بقا میں کلام کریں۔ تب آپ نے شوق سے کلام بند کر کے فنا و بقا میں کلام شروع کیا۔ کہ میں نے ویسا بیان کبھی نہیں سنا تھا۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ آپ غیبت و حضور میں کلام کریں۔ تب آپ نے فنا و بقا سے قطع کلام کر کے غیبت و حضور میں کلام شروع کیا کہ جس کی مثل میں نے کبھی نہ سنا تھا۔ پھر فرمایا کہ ابوالحسن! تجھ کو یہی کافی ہے۔ تب میں بے اختیار ہو گیا۔ اور اپنے کپڑے پھاڑ لئے۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو محمد احمد بن علی بن یوسف بن غسان تمیمی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شریف ابوہاشم اکمل بن مسعود بن عمر ہاشمی نے کہا کہ میں نے شیخ بزرگ ابو محمد عفیف بن مبارک بن حسین بن محمود جیلی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ آپ کرسی پر بیٹھے ہوئے فرماتے تھے کہ اے غلام میرے پاس بیٹھا کر میرے پاس نہ بیٹھنے سے توبہ کر یہاں پر ولایات درجات ہیں۔ اے توبہ کے خریدار بسم اللہ آگے بڑھ۔ اے معافی کے خریدار ار بسم اللہ آگے بڑھ۔ اے اخلاص کے خریدار تو میرے پاس ہر ہفتہ میں ایک دفعہ ہر سال میں ایک دفعہ یا تمام عمر میں ایک دفعہ آ اور ہزاروں چیزیں مجھ سے لے ہزار سال تک سفر کر تا کہ مجھ سے ایک بات سنے جب تو یہاں داخل ہو تو اپنا علم اپنا زہد اپنی پرہیزگاری اپنے حالات سب چھوڑ دے جو کچھ میرے پاس ہو گا۔ وہ تجھ کو یاد ہو جائے گا۔ میرے پاس خاص خاص فرشتے اور اولیاء اور مردان غیب حاضر ہوتے ہیں مجھ سے خدا کی جناب میں تواضع سیکھتے کوئی اولیاء اور ایسا نہیں کہ جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو۔ زندے اپنے جسموں سے اور مردے اپنے

روحوں سے حاضر ہوتے ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو محمد بن احمد بن علی قرشی وقونی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ بزرگ ابوبکر محمد بن عمر بن ابی بکر بن نحال بغدادی نے کہا کہ میں نے حافظ ابوزرعہ طاہر بن محمد بن طاہر مقدسی وارانی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بغداد میں 550 میں حاضر ہوا۔ تب میں نے آپ سے سنا کہ فرماتے ہیں کہ میرا کلام ان لوگوں کے کانوں میں پہنچا ہے۔ جو میری مجلس میں کوہ قاف سے حاضر ہوتے ہیں۔ ان کے قدم ہوا میں ہوتے ہیں۔ ان کے دل حضوری قدس میں ہوتے ہیں۔ عنقریب ہے کہ ان کی ٹوپیاں اور طاقیہ اللہ عزوجل کے بڑے شوق کی وجہ سے جل جائیں۔ آپ کا صاحبزادہ سیدم عبدالرزاق اس وقت منبر پر اپنے والد کے پاؤں کے تلے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنا سر ہوا کی طرف اٹھایا۔ پھر ان کی غشی آ گئی۔ اور ان کے طاقیہ و پیراہن جل گئے تب شیخ نیچے اترے اس کو آپ نے بجھایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اے عبدالرزاق تم بھی ان میں سے ایک ہو۔

وہ کہتے ہیں میں نے صاحبزادہ عبدالرزاق سے پوچھا کہ آپ کو غشی کیوں ہوئی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب میں نے ہوا کی طرف دیکھا تو میں نے ایسے مردوں کو دیکھا جو کھڑے ہوئے اور سر نیچے کیے ہوئے آپ کے کلام کو چپ چاپ سن رہے ہیں۔ وہ اس قدر تھے کہ انہوں نے آسمان کے کنارہ کو روک لیا ہوا تھا۔ انکے لباس و کپڑوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ بعض ان میں سے وہ ہیں جو کہ چلاتے ہیں اور ہوا میں دوڑتے ہیں۔ بعض وہ ہیں کہ زمین پر گرتے ہیں۔ بعض وہ ہیں کہ اپنی جگہ پر کانپ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کے وعظ کے وقت میدان میں چلانے کی آواز آتی تھی۔ اور جبہ اوپر سے زمین پر گرتا تھا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد بن عبدالمحسن بن عبدالمجید بن عبدالجبار حسینی اربلی

نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصل ابو الفلاح شیخ بن خلیل ابی الخیر کرم بن شیخ پیشواء ابو محمد مطر بادرانی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب میں حضرت شیخ مطر بادرانی نے کہا کہ میں آپ کے فوت ہونے کے وقت حاضر ہوا۔ تو میں نے کہا کہ آپ مجھے وصیت فرمائیں۔ کہ میں آپ کے بعد کس کی اتباع کروں۔ انہوں نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع کرنا میں نے خیال کیا کہ وہ غلبہ مرض میں ہیں۔ پھر میں نے ایک گھڑی تک ان سے کچھ نہ کہا۔ اس کے بعد پھر میں نے کہا کہ آپ مجھے وصیت فرمائیں۔ کہ آپ کے بعد کس کی اتباع کروں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر کی اتباع کرنا۔ پھر میں نے ایک ساعت تک چپ رہ کر یہی بات دوہرائی تو آپ نے فرمایا کہ اے فرزند جس زمانہ میں شیخ عبدالقادر ہوں ان کے سوا اور کسی کی اتباع نہیں کرنی چاہئے۔

جب وہ حاضر ہوا تو میں بغداد میں آیا اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ دیکھا تو اس میں شیخ بقابن بطو شیخ ابو سعد قیلوی شیخ علی بن ہیتی وغیرہ بڑے بڑے مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ تب میں نے سنا کہ آپ فرماتے تھے میں تمہارے وعظوں کی طرح نہیں ہوں۔ میں تو اللہ ہی کے حکم سے بولتا ہوں میرا وعظ ان لوگوں کے لئے ہے جو کہ ہوا میں ہیں۔ اور آپ نے ہوا کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔ پھر میں نے بھی اوپر کو سر اٹھایا تو کیا دیکھا کہ آپ کے سامنے نوری مردوں کی صفیں ہیں اور نور کے گھوڑوں پر سوار ہیں۔ وہ مجھ میں اور آسمان میں بوجہ کثرت ازدحام کے حائل ہو گئے ہیں۔ وہ سب سر نیچے کئے ہوئے تھے ان میں سے بعض تو روتے تھے۔ اور بعض کانپتے تھے۔ اور بعض کے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی تھی۔ پھر مجھے غشی آگئی۔ پھر میں کھڑا ہوا۔ اور لوگوں کو چیرتا ہوا شیخ کی خدمت میں کرسی تک پہنچ گیا۔ تب آپ نے میرے کان پکڑے اور فرمایا اے کرم کیا تجھے اپنے باپ

کی پہلی دفعہ کی وصیت کافی نہ ہوئی۔ میں نے آپ کی ہیبت سے سر نیچا کر لیا۔

شیخ کی مجلس میں ملا ئکہ اور انبیاء علیھم السلام کا آنا

خبر دی ہم کو ابو سعد عبد الغالب احمد بن ہاشمی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان نانبائی نے کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں عمران کمیائی اور بزاز نے ان دونوں نے کہا کہ ہم نے شیخ پیشواء ابو سعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کی مجلس میں کئی مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو دیکھا ہے۔ بیشک سردار اپنے غلام کو جھانکا کرتا اور بیشک انبیاء علیہم اسلام کی ارواح آسمان اور زمین میں ایسا چکر لگاتی ہیں۔ جیسے کہ زمانہ میں ہوائیں۔ اور میں نے ملا ئکہ علیہم اسلام کو دیکھا کہ وہ آپ کی خدمت میں جوق در جوق آتے ہیں۔ میں نے رجال الغیب اور جنوں کو دیکھا ہے۔ کہ آپ کی مجلس میں ہر ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا ہے۔

میں نے ابوالعباس خضر (علیہ السلام) کو دیکھا ہے کہ اکثر آپ کے حضور میں حاضر ہوتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ جو شخص کامیابی چاہتا ہے۔ اس کو چاہئے کہ اس مجلس کی ملازمت اختیار کرے۔

خبر دی ہم کو ابوالفتح محمد بن وہب بن اسحٰق بن ابراہیم ربعی بصری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو سلیمان داؤد نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ ابوالفتح سلیمان نے کہا کہ میں نے اپنے باپ ابو عبداللہ عبدالوہاب بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ فرماتے تھے۔ کہ میرے والد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ہفتہ میں تین دفعہ وعظ فرماتے تھے۔ مدرسہ میں جمعہ کی منگل کی شام کو اور سرائے میں اتوار کی صبح کو۔ آپ کی مجلس میں علماء فقہاء و

مشائخ وغیرہ جمع ہوتے تھے۔ چالیس سال تک آپ نے وعظ فرمایا ہے۔ پہلا سال 521 کو شروع ہوا اور آخر سال 561 میں ختم ہوا اور ان کے تدریس و فتوئی کی مدت 33 سال تھی شروع 528 اور آخر سال 561 ہے۔ آپ کی مجلس میں قاری بھائی بلا الحان پڑھا کرتے تھے۔ لیکن ان کی قرات ترتیل اور تجوید سے ہوتی تھی۔ آپ کی مجلس میں شریف ابوالفتح مسعود بن عمر ہاشمی بھی پڑھا کرتے تھے۔ آپ کی مجلس وعظ میں دو تین آدمی مر جایا کرتے تھے۔ آپکی مجلس میں چار سو زبردست عالم وغیرہ آپ کی تقریر نقل کیا کرتے تھے۔ اور بسا اوقات مجلس کی حالت میں آپ ہوا پر چند قدم اڑ کر پھر کرسی پر آ بیٹھا کرتے تھے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن عبدالرحمٰن بن زرداد نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر محمد بن نحال نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر عبداللہ نصر تمیمی نے کہا کہ مجھ سے شریف ابوالفتح ہاشمی مقری نے کہا بیان کیا اور کہا کہ مجھ کو شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرات کے لئے بلایا۔ جب میں نے قرآن شریف پڑھا تو آپ رو پڑے۔ اور مجھے فرمایا کہ واللہ میں تجھ کو اللہ تعالیٰ سے ضرور طلب کروں گا۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر ایک ولی اللہ کھڑے ہوئے۔ اور آپ سے کہنے لگے کہ یاسیدی میں نے خواب میں رب العزت سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا اور جنت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ آپ کے لئے کرسی بچھائی گئی ہے۔ اور آپ سے کہا گیا ہے کہ وعظ کرو۔ آپ نے کہا کو جب شریف مقری آ جائے۔ پھر آپ سے کہا گیا کہ وہ آگیا ہے آپ نے فرمایا کہ میں اب وعظ کروں گا۔

خبر دی ہم کو ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر قرشی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابوعبداللہ بن نجار نے کہا کہ عبداللہ جبائی نے میری طرف لکھا اور میں نے اس کے خط سے نقل کیا وہ کہتا ہے کہ مجھ سے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ جس طرح میں پہلے تھا۔ اب بھی جنگلوں میں رہوں کہ نہ میں لوگوں کو دیکھوں نہ وہ مجھے دیکھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ چاہا کہ لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ کیونکہ میرے ہاتھ پر یہود و نصاریٰ میں سے پانچ سو سے زیادہ مسلمان ہوئے ہیں اور میرے ہاتھ پر ایک لاکھ سے زائد لچے شہدے تائب ہوئے ہیں اور یہ بڑی نیکی ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد احمد بن صالح بن حسن تمیمی بادرانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن بغدادی مشہور موزہ فروش نے کہا کہ میں نے شیخ عمر کیمیاتی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلسیں اس امر سے خالی نہ ہوتی تھیں۔ یہود و نصاریٰ مسلمان ہوتے تھے۔ چور ڈاکو وغیرہ شریر لوگ توبہ کرتے تھے اور رافضی وغیرہ اپنے عقائد سے رجوع کیا کرتے تھے۔

آپ کے پاس ایک راہب (درویش نصاری یہود) آیا اور مجلس میں آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا پھر اس نے لوگوں سے کہاکہ میں یمن کا رہنے والا ہوں۔ میرے دل میں اسلام قوی ہوا اور میرا ارادہ پختہ ہو گیا کہ میں اسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوں گا جو کہ اہل یمن سے میرے گمان میں بہتر ہو۔ میں اس گمان میں متفکر بیٹھا تھا۔ کہ اتنے میں نیند مجھ پر غالب ہو گئی۔ تب میں نے عیسیٰ بن مریم صلوات اللہ علیہ کو دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ اے سنان! تم بغداد کو جاؤ۔ اور شیخ عبدالقادر جیلی کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ اس وقت تمام زمین والوں سے بہتر ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں 13 انصاری آئے اور آپ کے ہاتھ پر مجلس وعظ میں مسلمان ہوئے۔ پھر کہنے لگے کہ ہم مغرب کے علاقہ کے نصاری ہیں۔ ہم نے اسلام کا ارادہ کیا لیکن ہم کو تردد تھا کہ کہاں جاکر اسلام لائیں۔ تب ہم نے ہاتف کی آواز سنی اور اس کو دیکھتے نہ

تھے۔ وہ کہتا ہے کہ اے کامیاب گروہ تم بغداد کو جاؤ اور شیخ عبدالقادر کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤ۔ کیونکہ ان کی برکت سے تمہارے دلوں میں وہ ایمان دیا جائے گا کہ جو اور جگہ حاصل نہ ہو گا۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو عبداللہ محمد بن کامل بن ابی المعالی بن محمد حسین بیانی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو محمد مفرج بن نبہاں بن رکاف شیبانی بیانی سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ ہوا تو بغداد کے سو مشہور فقیہہ و دانا اس لئے جمع ہوئے کہ ہر ایک ان میں سے مختلف فنون میں مسئلہ پوچھے جو ایک دوسرے کے سوا ہو۔ کہ ان مسائل سے آپ کو بند کریں۔ وہ سب مل کر آپ کی مجلس وعظ میں آئے۔ میں اس دن وہیں موجود تھا۔ جب مجلس قائم ہوئی تو شیخ مراقبہ میں ہوئے اور آپ کے سینہ سے ایک نور کی بجلی چمکی جس کو وہی شخص دیکھتا تھا جس کو خدا تعالیٰ چاہتا تھا۔ ان سو فقیہوں کے سینہ پر اس کا گذر ہوا۔ جس پر اس کا گزر ہوا اس کی حالت تو یہ ہوئی کہ مبہوت اور بیقرار ہو گیا۔ پھر سب کے سب ایک دم چلا اٹھے اور اپنے کپڑے سب نے پھاڑ دیئے سروں کو برہنہ کیا۔ آپ کی طرف کرسی تک گئے اور اپنے سروں کو آپ کے پاؤں پر رکھ دیا۔ اور ایک دم مجلس میں شور برپا ہو گیا۔ میں نے خیال کیا کہ بغداد اس آواز سے گونج اٹھا۔ تب شیخ نے ہر ایک کو سینہ سے لگایا۔ یہاں تک کہ آخر تک پہنچے پھر آپ نے ہر ایک سے یہ کہا کہ تمہارا مسئلہ یہ تھا اس کا یہ جواب ہے۔ یہاں تک کہ سب کے مسائل بیان کر دیئے۔

جب مجلس ختم ہو گئی تو میں ان فقہاء کے پاس آیا اور ان سے حال پوچھا تو کہنے لگے کہ جب ہم مجلس میں بیٹھے تو ہم نے اپنے تمام علم کو کھو دیا۔ یہاں تک کہ گویا ہم کو کبھی علم تھا ہی نہیں۔ پھر جب آپ نے ہم کو سینہ سے لگایا تو وہ تمام علم جو جاتا رہا تھا۔ پھر واپس آ گیا۔ آپ نے وہ تمام مسائل بیان

کر دیئے جو ہم آپ کے لئے تیار کر کے لائے تھے اور ان سب کے ایسے جواب دیئے جن کو جانتے نہ تھے۔

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن خضر بن عبداللہ حسینی موصلی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابوالقاسم محمد بن احمد بن علی جہنی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرسی کے نیچے بیٹھا کرتا تھا۔ آپ کے نقیب ہوتے تھے۔ ان میں سے دو نقیب آپ کی کرسی کی دونوں سیڑھیوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ اور اس طرح ہر وہی شخص بیٹھ سکتا تھا۔ جو کہ ولی ہو یا صاحب حال ہو۔ آپ کی کرسی کے نیچے ایسے مرد بیٹھا کرتے تھے گویا کہ ہیبت و جلال میں شیر ہیں۔ ایک بار آپ وعظ کی حالت میں کرسی پر استغراق کی حالت میں ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ کے عمامہ کا ایک پیچ کھل گیا۔ اور آپ کو معلوم نہ ہوا۔ تب تمام حاضرین نے اپنے عمامے اور ٹوپیاں کرسی کے نیچے پھینک دیئے۔ اور جب آپ اپنے وعظ سے فارغ ہوئے تو اپنے عمامہ کو درست کر لیا۔ اور مجھ سے فرمایا کہ اے ابوالقاسم لوگوں کے عمامے اور ٹوپیاں دے دو۔ میں نے سب کو دے دیئے لیکن ایک ٹوپی میرے پاس رہی جس کو میں نہیں جانتا تھا۔ کہ کس کی ہے اور مجلس میں کوئی رہا بھی نہیں۔ تب مجھ کو شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ مجھے دے دو میں نے وہ آپ کو دے دی۔ آپ نے اس کو اپنے سر پر رکھ دیا تو وہ غائب ہو گئی۔ میں اس سے حیران رہ گیا۔ اور جب شیخ کرسی پر سے اترے تو آپ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا میرے ہاتھ پر تکیہ لگا۔ اور فرمایا کہ اے ابوالقاسم جب مجلس والوں نے اپنے عمامے اتار دیئے تو ایک ہماری بہن نے اصبہان میں اپنی ٹوپی اتار کر پھینک دی تھی۔ پھر جب میں نے لوگوں کے عمامے واپس کر دیئے اور اس کی ٹوپی کو اپنے کندھے پر رکھ لیا تو اس نے اصبہان سے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کو اٹھا لیا۔

خبر دی ہم کو شریف ابوالعباس احمد بن شیخ ابو عبداللہ محمد بن ازہری حسینی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں عراق کے بڑے بڑے مشائخ اور مشہور عالم اور صدر مفتی حاضر ہوا کرتے تھے۔ جیسے شیخ بقا بن بطو شیخ ابوسعد قیلوی۔ شیخ علی بن ہیتی۔ شیخ نجیب الدین عبدالقادر سہروردی شیخ ابی حکیم بن دینار۔ شیخ ماجد کروی۔ شیخ مطر باذرانی قاضی ابوا۔علی محمد بن فرار قاضی ابوالحسن علی بن دامغانی۔ امام ابوالفتح بن منتی وغیرہم اور بغداد میں کوئی مشہور مشائخ ایسا نہ تھا کہ آپ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو میں نے شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کو بغداد میں داخل ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا لیکن میں نے ان کو طفسونج میں کئی مرتبہ دیکھا کہ دیر تک چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ میں اس لئے چپ رہتا ہوں کہ شیخ عبدالقادر کے کلام کو سنوں۔ اور میں نے شیخ عدی بن مسافر کو لائش میں کئی مرتبہ دیکھا کہ وہ اپنے حجرہ سے نکل کر پہاڑ کی طرف جاتے اور عصا سے ایک دائرہ کھینچ لیتے اور فرماتے کہ جو شخص یہ چاہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کو سنوں اس کو چاہیے کہ اس دائرہ میں آجائے۔ تب اس میں ان کے بڑے بڑے مرید داخل ہوتے۔ شیخ کے کلام کو سنتے اس کو لکھ لیتے۔ اور اس دن کی تاریخ لکھ لیتے۔ بغداد میں آتے اور اس دن میں جو لوگوں نے شیخ کے کلام کو نقل کیا ہوا ہوتا موازنہ کرتے تو برابر وہی نکلتا۔ اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت میں کہ شیخ عدی دائرہ میں داخل ہوتے اپنے مجلس والوں سے فرماتے کہ شیخ عدی بن مسافر کی آنکھ تم لوگوں میں ہے۔ (میں کہتا ہوں) کہ کتاب کے شروع میں میں نے اس موقعہ میں کہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا تھا۔ کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اس میں تامل کرنا کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کا مالک ہے۔

سبز پرندوں کا وعظ میں آنا

خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور نے کہا کہ میں نے شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ اپنے کلام میں مستغرق ہو گئے اور فرمایا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو سبز پرندے کو بھیج دے وہ میرے کلام کو سن لے تو وہ کر سکتا ہے۔ ابھی یہ آپ کا کلام پورا نہ ہوا تھا۔ یہاں تک کہ ایک سبز پرندہ خوبصورت آیا۔ آپ کی آستین میں داخل ہوا اور نہ نکلا۔

آپ نے مجلس میں ایک دن وعظ فرمایا اور بعض لوگوں میں سستی پائی تو فرمایا کہ اگر اللہ سبحانہ چاہتا تو سبز پرندوں کو بھیج دیتا۔ میرا کلام سنتے تو ایسا کر سکتا ہے۔ آپ نے ابھی تک پورا کلام نہ کیا تھا۔ یہاں تک کہ سبز پرندوں سے مجلس بھر گئی حاضرین مجلس نے ان کو دیکھ لیا۔

وہ کہتے ہیں ایک دن آپ خدائے تعالیٰ کی قدرت کا حال بیان کر رہے تھے لوگوں پر آپکے کلام کی ہیبت و تواضع چھا گئی اور مجلس میں عجیب خلقت کا پرندہ گزرا۔ بعض لوگ اس پرندہ کے دیکھنے سے شیخ کے کلام سے غافل ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا کہ معبود کی عزت کی قسم اگر میں چاہوں اور اس پرندے سے کہوں کہ تو مر جا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جا تو فوراً مر جائے۔ ابھی آپ نے کلام پورا نہ کیا تھا کہ وہ پرندہ زمین پر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔

خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن یحییٰ بن ابی القاسم ازجی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابوصالح نصر نے کہا کہ میں نے اپنے چچا ابو عبداللہ عبدالوہاب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے بلاد عجم کی طرف سیر کی اور مختلف علوم حاصل کیے۔ پھر جب میں بغداد میں آیا تو میں نے اپنے والد سے کہا کہ میں چاہتا

ہوں۔ آپ کے سامنے لوگوں کو وعظ سناؤں۔ آپ نے مجھ کو اذن دیا۔ تب میں کرسی پر چڑھ گیااور علوم و مواعظ کا جس قدر خدا نے چاہا بیان کیا۔ میرے والد بھی سنتے تھے۔ لیکن کسی کا دل نرم نہ ہوا اور نہ کسی کے آنسو نکلے۔

تب اہل مجلس میرے والد کی خدمت میں جھلا کر عرض کرنے لگے کہ آپ ہی کچھ بیان فرمائیں۔ پھر میں اتر پڑا اور والد کرسی پر چڑھے اور آپ نے یہ فرمایا کہ میں کل روزہ دار تھا۔ یحییٰ کی والدہ نے میرے لئے چند انڈے تلے ہوئے تھے۔ اور ایک پیالی میں ڈال کر ایک مٹی کے برتن میں رکھ دیئے۔ بلی آئی اس کو پھینک دیا۔ وہ ٹوٹ گئی۔ اتنا کہنا تھا کہ تمام اہل مجلس چلا اٹھے۔ پھر جب آپ اترے تو میں نے آپ سے اس بارے میں پوچھا۔ فرمایا کہ اے بیٹے تم کو اپنے سفر پر ناز ہے کیاتم نے وہاں کا سفر کیا ہے اور اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے فرزند جب میں کرسی پر چڑھا تو میرے دل پر اللہ عزوجل کی طرف سے ایک بجلی چمکی جس نے میرا دل فراخ کر دیا۔ تب میں نے وہ بات بیان کی جو تم نے سنی ایسی .سط کے ساتھ۔ جو کہ ہیبت کے ساتھ مقبوض تھی۔ وہ ہوا جو تم نے لوگوں میں دیکھا۔

وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں اکثر کرسی پر چڑھتا اور لوگوں کے سامنے طرح طرح کے علوم فنون اصول فقہ و وعظ بیان کرتا۔ والد بھی سنتے رہتے لیکن میرے کلام کا کسی کو اثر نہ ہوتا۔

پھر میں اترتا اور آپ کرسی پر چڑھتے اور فرماتے اے شجاعت کے طالب ایک گھڑی صبر کرو۔ تب ایک دم اہل مجلس چلا اٹھتے۔

میں آپ سے اس کی بابت پوچھتا تو مجھے فرماتے کہ تم اپنے اندر کلام کرتے ہو اور میں اوروں کے اندر بولتا ہوں۔

جب مجلس وعظ میں کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا تو اکثر دفعہ فرماتے کہ میں اس پر کلام کرنے میں اللہ تعالیٰ سے اذن طلب کروں گا اور اخلاص کروں گا۔

پھر سر نیچا کر لیتے۔ آپکی ہیبت طاری ہوتی اور وقار آ جاتا۔ پھر اس مسئلے پر جیسے اللہ تعالیٰ چاہتا کلام کرتے۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے معبود کی عزت کی قسم جب تک مجھ سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تم کو میرے حق کی قسم ہے وعظ کرو میں نے تم کو رد کرنے سے محفوظ کر دیا ہے۔ تب تک میں وعظ نہیں کرتا اور مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر تم وعظ کرو تم سے سنا جائے گا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ازمرد نے کہا خبردی ہم کو شیخ صالح بقیۃ السلف ابوالعباس احمد بن یوسف علی تخمی نہر ملکی نے کہا کہ میں نے شیخ بقا بن بطو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دفعہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا وہ دوسری سیڑھی پر بیٹھے ہوئے وعظ فرما رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ پہلی سیڑھی بڑھ گئی۔ حتیٰ کہ جہاں تک آنکھ کام کرتی ہے۔ اتنی بڑی ہو گئی اس پر سبز سندس (ریشمی باریک کپڑا) کا بچھایا گیا اور اس پر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر عمر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تجلی عبدالقادر کے دل پر ہوئی۔ آپ جھکے اور قریب تھا کہ آپ گر پڑیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو روک لیا کہ کہیں گر نہ پڑیں۔ پھر لاغر ہوئے یہاں تک کہ چڑیا کی طرح ہو گئے۔ پھر پھولے یہاں تک کہ ڈرانی شکل پر ہو گئے۔ پھر مجھ سے یہ سب باتیں چھپ گئیں۔

کہتے ہیں کہ پھر شیخ لقا سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے دیکھنے کی نسبت پوچھا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کے ارواح بشکل انسانی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایک قوت بنا دیا کرتا ہے۔ کہ اس کے سبب سے وہ ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو اپنی قوت سے دکھاتا ہے۔ جن کی صورتیں جسمی ہوتی ہیں۔ اور آنکھوں سے دیکھی جاتی

ہیں۔ معراج کی حدیث اس پر دلیل ہے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لاغر ہونے اور بڑھنے کی بابت ان سے پوچھا گیا تو کہا کہ پہلی تجلی اس صفت پر تھی کہ اس کے شروع میں کوئی کام بغیر نبوی تائید کے ثابت نہیں رہ سکتا۔ اور قریب تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تدارک نہ فرماتے تو عنقریب شیخ گر ہی جاتے۔ اور دوسری تجلی ۔صفت جلال بحیثیت موصوف تھی۔ اسی لئے آپ لاغر ہو گئے۔ تیسری تجلی ۔صفت جمال تھی۔ بحیثیت مشاہدہ اسی لئے آپ بڑھ گئے یہ خدا کا فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

خبردی ہم کو ابوالمکارم خلیفہ بن محمد علی حرانی نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابوطالب عبداللطیف بن محمد قبطی حرانی نے کہا خبردی ہم کو ابوالفضل احمد بن قاسم بن عبدان قریشی بغدادی بزار نے کہا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چادر اوڑھا کرتے اور علماء کا لباس پہنا کرتے۔ عمدہ بیش قیمتی پہنتے تھے۔ میرے پاس آپ کا خادم 558ھ میں سونا لایا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ ایسا کپڑا ہو جو کہ فی گز ایک دینار کو آئے۔ اس سے ایک حبہ کم زائد نہ ہو میں نے اس کو دے دیا۔ اور کہا کہ یہ کس کے لئے لیتے ہو۔ اس نے کہا کہ اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے۔ میں نے دل میں کہا کہ شیخ نے خلیفہ کے لئے بھی کوئی کپڑا نہ چھوڑا یہ بات میرے دل میں ابھی پوری آئی بھی نہ تھی کہ میں نے اپنے پاؤں میں ایک میخ گڑھی ہوئی دیکھی۔ اس کے درد سے موت نظر آنے لگی۔ تمام لوگ جمع ہو گئے کہ اس کو میرے پاؤں سے نکالیں۔ مگر وہ نکال نہ سکے۔ میں نے کہا کہ مجھے اٹھا کر شیخ کی خدمت میں لے چلو۔ پھر جب میں شیخ کے سامنے ڈال دیا گیا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ اے ابوالفضل یہ تم ہم پر دل سے کیوں اعتراض کرتے ہو۔ معبود کی عزت کی قسم ہے کہ میں نے کبھی لباس نہیں پہنا۔ یہاں تک کہ مجھ کہ یہ کہا گیا ہے کہ تم

کو ہمارے حق کی قسم ہے تو تم ایسا قمیض پہنو۔ جس کی قیمت ایک دینار ہو۔

اے ابوالفضل یہ کفن ہے اور میت کا کفن عمدہ ہونا چاہیے اور یہ ہزار موت کے بعد ہے۔ پھر آپ نے میرے پاؤں پر ہاتھ پھیرا تو وہ میخ جاتی رہی اور درد موقوف ہو گیا۔ پھر مجھے معلوم نہیں کہ کہاں سے وہ آئی تھی اور کدھر چلی گئی۔ میں اسی وقت چلنے پھرنے لگا۔ تب شیخ نے فرمایا کہ ہم پر اس کا اعتراض کرنا میخ کی شکل پر ظاہر ہو گیا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی المنصور رازی اور ابوزید عبدالرحمٰن بن سالم بن احمد قرشی نے کہا ابو محمد نے خبر دی ہم کو دو شیخوں قاضی القضاۃ ابوصالح نصر اور شیخ ابوالحسن علی نانبائی نے ابوصالح کہتے ہیں۔ کہ خبر دی ہم کو میرے والد عبدالرزاق نے اور ابوالحسن نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عمر بزاز نے اور کہا ابوزید نے خبر دی ہم کو شیخ عالم ابواسحٰق ابراہیم بن سعید ولدی ثعلبی حنبلی نے دمشق میں ان سب نے کہا کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علماء کا لباس پہنا کرتے اور چادر اوڑھتے خچر پر سوار ہوتے ان کے سامنے نشان اٹھایا جاتا تھا۔ بڑی کرسی پر آپ وعظ فرمایا کرتے آپ کے کلام میں جلدی اور بلندی ہوتی تھی۔ آپ کی باتیں سنی جاتی تھیں۔ جب آپ بولتے تو سب چپ کر جاتے اور جب حکم دیتے تو سب آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے جلدی کرتے۔ جب آپ کو کوئی سخت دل دیکھتا تو نرم ہو جاتا۔ اور جب تو نے ان کو دیکھا تو گویا تمام لوگوں کو دیکھ لیا۔ جب آپ جامع مسجد جاتے تو بازاروں میں تمام لوگ کھڑے ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے وسیلہ سے مطالب کی دعا مانگتے۔ آپ کو آواز دیتے آپ کی آواز عمدہ روش اور خاموش تھی۔ آپ کو جمعہ کے دن مسجد میں چھینک آئی اور آپ کی چھینک کا جواب لوگوں نے دیا۔ حتیٰ کہ مسجد میں بڑا شور پڑ گیا۔ وہ یہ کہتے تھے کہ خدا تم پر رحم کرے اور تمہارے سبب رحم کرے۔ خلیفہ مستنجد جامع مسجد کے ایک حجرہ میں تھا۔

اس نے کہا کہ یہ شور کیسا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھینک آئی ہے۔ سو یہ اس کے لئے آواز ہے۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ازدمر محمدی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بغدادی صوفی مشہور سقا نے کہا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی ہیبت والے تھے۔ جب کسی کی طرف دیکھتے تو آپ کے رعب کے مارے قریب تھا کہ کانپنے لگے۔ اور اکثر دفعہ کانپ اٹھا کرتا تھا اور جب آپ بیٹھتے تو آپ کو ایسے لوگ گوشہ چشم سے دیکھتے کہ گویا شیر ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہی لوگ آپ کے حکم کی تعمیل کرنے دوڑتے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آپ کے اصحاب کی بزرگی اور خوشخبری

خبر دی ہم کو ابو محمد سالم بن علی بن عبداللہ ومیاطی صوفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بغدادی مشہور ابن حمامی ۔ نے بغداد میں اور شیخ ابو عمرو عثمان مشہور پستہ قد دونوں حاضر تھے اور سنتے تھے۔ ابن الحمامی فرماتے ہیں کہ میں نے 558ھ میں نہر دمشق کو خواب کی حالت میں دیکھا کہ میں ان دنوں بچہ تھا کہ اس کا پانی تمام خون اور پیپ بن گیا ہے۔ اس کی مچھلیاں سانپ اور کیڑے بن گئی ہیں۔ وہ بڑھتی جاتی ہے۔ میں ان سے ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھے نہ پکڑے یہاں تک کہ ہم اپنے مکان پر آئے۔ تب مجھ کو مکان کے اندر سے ایک شخص نے پنکھا دیا۔ اور کہا اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ میں نے کہا کہ وہ مجھے نہیں اٹھائے گا۔ اس نے کہا کہ تیرا ایمان تجھے اٹھائے گا۔ تب میں نے اس کی ایک طرف کو پکڑ لیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں ان کے پاس تخت پر اپنے مکان میں ہوں۔ اور میرا خوف جاتا رہا۔ میں کہا

کہ آپ کو اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھ پر آپ کے سبب احسان کیا آپ کون صاحب ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں تیرا نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم ہوں۔

پھر آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ میں اس کی کتاب اور آپ کی سنت پر مروں آپ نے فرمایا کہ ہاں اور تیرا شیخ شیخ عبدالقادر ہے۔ یہ تین دفعہ فرمایا۔

پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اور یہ قصہ میں نے اپنے باپ کے پاس بیان کیا۔ ہم چلے کہ شیخ کی زیارت کریں۔ یہ وہ دن تھا کہ جس میں سرائے میں آپ نے وعظ فرمایا تھا۔ تب ہم نے آپ کو فرمایا کہ آپ وعظ فرماتے تھے۔ ہم آپ کے قریب اس لئے نہ جا سکے۔ کہ لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔ اس لئے ہم لوگوں کے آخر میں بیٹھ گئے آپ نے اپنا کلام قطع کیا اور فرمایا کہ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ اور ہماری طرف اشارہ کیا۔ میں اور میرا باپ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے آپ کی خدمت میں کرسی تک لائے گئے۔

آپ نے ہم کو بلایا میرا باپ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں پیچھے تھا۔ آپ نے میرے باپ سے کہا اے ابلہ تم ہمارے پاس بلا دلیل نہیں آئے۔ اس کو آپ نے اپنا قمیض پہنا دیا اور مجھ کو وہ چادر جو آپ کے سر پر تھی پہنا دی ہم لوگوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ میرے والد نے دیکھا تو جو آپ نے اس کو پہنایا تھا۔ وہ الٹا تھا۔ اس نے ارادہ کیا کہ اس کو سیدھا کر کے پہن لے۔ اس سے کہا گیا کہ صبر کر یہاں تک کہ لوگ چلے جائیں۔

جب شیخ کرسی پر سے اترے تو میرے باپ نے ارادہ کیا کہ اس کو لوگوں کی گڑبڑ میں درست کرے دیکھا تو وہ سیدھا ہے۔ تب اس کو غشی ہو گئی۔ اور لوگ اس سے بیقرار ہو گئے۔

پھر شیخ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لاؤ ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ اولیاء میں بیٹھے ہیں۔ وہ رباط میں ایک قبہ تھا جو اس نام سے اس لئے مشہور تھا۔ کہ اس میں کثرت سے اولیاء اللہ اور مردان غیب شیخ کی زیارت کے لئے آتے رہتے تھے۔

پھر آپ نے میرے باپ سے فرمایا کہ جس کے رہنما رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں۔ اور اس کا شیخ عبدالقادر ہو تو اس میں کرامت کیسے نہ ہو۔ اور یہ تیری کرامت ہے۔ دوات کاغذ آپنے منگوائی اور ہم کو آپ نے خرقہ کی سند لکھ دی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابوالعباس حضر بن عبداللہ حسینی موصلی نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد نے کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابوالنجیب عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی نے بغداد میں 551 میں اور خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو محمد عبداللطیف بن علی بن عبداللہ عبدائم ہمدانی صوفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو محمد عبداللطیف بن شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی فقیہ صوفی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ شیخ حمادو باس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہر رات کو ایسی آواز سنائی دیتی تھی۔ جس طرح کہ شہد کی مکھی کی آواز آتی ہے۔ تب ان کے مریدوں نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 508 میں کہا۔ اور آپ ان دنوں ان کے پاس رہتے تھے کہ آپ شیخ سے اس کے متعلق دریافت کریں انہوں نے آپ کو جواب دیا کہ میرے بارہ ہزار مرید ہیں میں انکے نام ہر رات شمار کیا کرتا ہوں اور جس کو خدا کی طرف ضرورت ہو اس کے لئے سوال کرتا ہوں۔ جب کوئی میرا مرید گناہ کرتا ہے۔ تو اس پر ایک مہینہ نہیں گزرتا حتیٰ کہ وہ مرجاتا ہے۔ یا توبہ کر لیتا ہے۔ میں یہ اس خوف کے مارے کرتا ہوں کہ کہیں اس گناہ میں بڑھتا نہ جائے۔

تب ان سے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر مجھ کو اللہ تعالیٰ یہ مرتبہ دے گا۔ تو میں اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے عہد کروں گا۔ کہ وہ میرے مریدوں کو قیامت تک توبہ پر مارے۔ اور میں ان کا اس میں ظاہر ہوں۔ پھر شیخ حماد نے کہا مجھ کو خدا نے اس پر گواہ بنایا ہے۔ کہ تم کو عنقریب یہ مرتبہ عنایت کرے گا۔ اور اپنے مرتبہ کا سایہ ان پر بچھائے گا۔

شیخ کا مریدین سے چشم پوشی کرنا

خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ بن صالح یحییٰ قرشی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی مشہور توحیدی نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو میرے ماموں قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے اور شیخ ابوالقاسم ہبتہ اللہ مشہور ابن المنصوری نے میرے ماموں نے کہا کہ خبر دی ہم کو عبدالرزاق اور میرے چچا عبدالوہاب نے کہا قاسم نے خبر دی ہم کو تینوں شیخوں شیخ ابوالسعود سریمی شیخ ابوعبداللہ محمد بن قائد اوانی شیخ ابوالقاسم عمر بزاز نے ان سب نے کہا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک اپنے مریدوں کی اس بات کے ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی شخص بغیر توبہ کے نہ مرے گا اور ان کو یہ بات دی گئی ہے کہ ان کے مرید اور ان کے مریدوں کے مرید سات پشت تک جنت میں داخل ہوں گے۔

اور فرمایا کہ میں اپنے مرید کے مریدوں کا نسل پشت تک ہر ایک امر کا ذمہ دار ہوں اور اگر میرے مرید کا پردہ مشرق میں کھل جائے۔ اور میں مغرب میں ہوں تو اس کو چھپاتا ہوں۔

ہم کو حال اور قدر کے لحاظ سے حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی ہمتوں سے اپنے مریدوں کی حفاظت کریں۔ جو شق ہو جائے۔ وہ شخص کہ جس نے مجھے

دیکھا ہے یا اس کو دیکھا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا ہے یا اس کو دیکھا ہے کہ جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ میں اس شخص پر حسرت کرتا ہوں کہ جس نے مجھے نہیں دیکھا۔

خبر دی ہم کو ابوالعفاف موسیٰ بن شیخ ابی المعالی عثمان بن موسیٰ بقائی پھر دمشقی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو محمد داؤد بن علی بن احمد بغدادی مشہور بافندہ نے بغداد میں کہا کہ میں نے خواب میں 548ھ میں شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ان کے پاس لوگوں کے حالات آتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ پھر مجھ سے کہا اے شیخ داؤد تم اپنا حال بیان کرو میں خدا کے یہاں پیش کروں۔ میں نے کہا کیا میرے شیخ کو معزول کر دیا گیا۔ یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔

انہوں نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم ان کو معزول نہیں کیا گیا۔ پھر میں جاگا اور صبح کے وقت شیخ کے مدرسہ میں آیا اور آپ کے دروازہ پر بیٹھا کہ آپ کو اس امر کی اطلاع دوں۔ آپ نے مجھ کو اندر ہی سے پہلے اس سے کہ میں آپ کو دیکھوں یا کلام کروں پکار کر فرمایا کہ اے داؤد تیرے شیخ کو نہ معزول کیا ہے اور نہ معزول کریں گے۔ اور لا اپنا قصہ کہ میں اس کو اللہ عزوجل کے سامنے پیش کروں خدا کی قسم میں نے خدا کی جناب میں کبھی کوئی اپنے مرید یا غیر کا ایسا قصہ پیش نہیں کیا اور اس کے بارے میں ایسا سوال نہیں کیا کہ رد ہوا ہو۔

خبر دی ہم کو ابوالفتوح نصر اللہ بن ابی المحاسن یوسف بن خلیل بن علی بغدادی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالعباس احمد بن اسمٰعیل بن حمزہ ازجی مشہور ابن طبال نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو امام حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا

میرے والد نے اپنے فرزند یحییٰ کی والدہ سے بدھ کی رات 9 شعبان 550 کو کہا کہ میرے لئے چاول پکاؤ وہ کھڑی ہوئیں اور آپ کے لئے چاول پکائے۔ آپ کے دستر خوان کو بھر دیا اور سو گئیں۔ جب آدھی رات ہوئی تو دیوار پھٹی اس میں سے ایک مرد نکلا جس نے وہ کھانا سب کھا لیا۔ پھر وہ جانے لگا تب آپ نے فرمایا کہ ان سے ملو اور اپنے لئے دعا کراؤ میں ان سے دیوار کے باہر ملا وہ دیوار سے ایسے نکلے جس طرح داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کے والد کی دعا اور ان کے خرقہ کی برکت سے اس نیکی تک جو تم دیکھتے ہو پہنچا ہوں۔

جب میں نے صبح کو اس امر کا ذکر شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں کوئی ایسا خرقہ کسی کے سر پر کسی کے ایسے ہاتھ سے جس میں کہ جلد تاثیر فتح و برکت کی ہو تمہارے باپ کے سوا نہیں دیکھا اور بے شک خدا تعالیٰ نے ستر مردوں پر اس دن کی رات میں ایک ہی وقت میں بڑی فتح نصیب کی تھی۔ جنہوں نے ان سے خرقہ پہنا تھا۔ اور شیخ نے ان کے سروں پر جو ہاتھ رکھا تھا۔ اس کی وجہ سے ان کو بڑی عنایت ہوئی تھی اور جس دن سے کہ میں آپ کے باپ کو دیکھتا ہوں۔ اس دن سے بڑھ کر کوئی برکت والا دن نہیں دیکھتا۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور کتانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی نے دمشق میں کہا کہ میں نے شیخ پیشواء ابوالحسن علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغداد میں سنا کہ کسی شیخ کے مرید اپنے شیخ سے اس قدر نیک بخت نہیں جس قدر کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اپنے شیخ سے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ پیشواء ابوسعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغداد میں سنا وہ کہتے تھے۔ کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم اعلیٰ سے

اسی بات کو لے کر لوٹتے تھے کہ جو آپ سے تعلق پیدا کرے گا وہ نجات پائے گا۔

وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ پیشوا بقابن بطو سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام مریدوں کو نیک بختوں کے لشکر میں چمکتی ہوئی پیشانی اور ہاتھ پاؤں والے دیکھا ہے۔

خبر دی ہم کو ابوالبرکات یونس بن سالم بن علی بن محمد تیمی بکری موصلی مقری اور عبداللہ محمد بن علی بن حسین بن محمد دمشقی نے ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابوالمفاخر عدی بن شیخ ابی البرکات نے موصل میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 554ھ میں اس کے حجرہ میں جو کہ پہاڑ میں تھا سنا وہ فرماتے تھے کہ مشائخ کے مریدوں سے جو شخص مجھ سے سوال کرے کہ میں اس کو خرقہ پہناؤں۔ تو پہنا دوں گا۔ مگر شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں کو نہیں پہناؤں گا۔ کیوں کہ بیشک وہ رحمت میں غوطہ زن ہیں۔ اور کیا کوئی سمندر کو چھوڑ کر نالوں پر آتا ہے۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن شیخ ابی الجد مبارک بن یوسف بطائحی حدادی شافعی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ عبدالرزاق نے اور خبر دی ہم کو دو بڑے شیخوں ابو محمد حسن بن ابی عمران موسیٰ بن احمد قرشی خالدی اور ابوالقاسم محمد بن عبادہ انصاری حلبی نے ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابوالحسن علی قرشی نے دمشق میں کہا کہ فرمایا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ مجھے ایک کاغذ دیا گیا جو اتنا بڑا تھا کہ جہاں تک نگاہ پہنچے اس میں میرے اصحاب اور مریدوں کے نام تھے جو قیامت تک ہونے والے تھے۔ اور مجھ سے کہا گیا کہ سب کو تمہارے لئے بخش دیا گیا۔

اور میں نے مالک دوزخ کے داروغہ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرا کوئی مرید ہے۔ اس نے کہا نہیں مجھے معبود کی عزت و جلال کی قسم ہے۔ کہ میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جس طرح آسمان کا زمین پر اگر میرا مرید عمدہ نہیں تو میں عمدہ ہوں - مجھے اپنے رب کی عزت و جلال کی قسم کہ میرے قدم میرے رب کے سامنے برابر رہیں گے۔ یہاں تک کہ مجھ کو اور تم کو جنت کی طرف لے جائیں گا۔

خبر دی ہم کو شریف ابوالعباس احمد بن شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الغنائم محمد حسینی دمشقی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں کہا کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید کو ستر مرتبہ خواب میں احتلام ہوا۔ وہ ہر دفعہ ایک ایسی عورت کو دیکھتا ہے۔ جس کو پہلے نہ دیکھا تھا۔ ان میں سے بعض عورتوں کو تو پہچانتا تھا۔ اور بعض کو نہیں پہچانتا تھا۔

جب صبح ہوئی تو وہ شیخ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا کہ اس کی شکایت کرے۔ تب اس کے ذکر کرنے سے پہلے ہی فرمایا کہ تم اس کو برا نہ مناؤ۔ کیونکہ میں نے لوح محفوظ میں تیرے نام کو دیکھا تھا۔ اور اس میں یہ تھا کہ تو ستر بار فلاں فلاں عورت سے زنا کرے گا۔

آپ نے ان عورتوں کا نام و حال بھی اس کے سامنے بیان کیا۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جس نے تیرے لئے بیداری سے وہ نیند کی حالت میں بدل دیا۔

خبر دی ہم کو ابوالفضل منصور بن احمد بن عطاء اللہ بن عبدالجبار نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو عمران کیمیاتی اور بزاز نے بغداد میں 592 میں ان دونوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا۔ کہ کوئی شخص آپ کا نام لیتا ہے لیکن نہ تو آپ کا اس نے ہاتھ پکڑا ہے۔ اور نہ آپ کا خرقہ پہنا ہے تو کیا وہ آپ کا مرید کہلا سکتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جو شخص میری طرف منسوب ہوا اور میرا نام لے اس کو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا۔ اور اس پر مہربانی کرے گا۔ اگرچہ وہ برے عمل پر ہے۔ اور وہ منجملہ میرے مریدوں کے ہے۔ بے شک میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ میرے مریدوں اور میرے ہم مذہبوں اور میرے دوستوں کو جنت میں داخل کرے گا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن منصور داری نے کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ پیشواء ابو عبدالرحیم عسکرین عبدالرحیم نصیبنی سے اور شیخ ابوالحسن مشہور موزہ فروش نے وہاں پر کہا ابو عبدالرحیم نے خبر دی ہم کو تینوں شیخوں حافظ تقی الدین ابو محمد عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی اور امام موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن قدامہ مقدسی نے دمشق میں اور شیخ صالح ابو عبدالملک زیال بن ابی المعالی بن راشد عراقی نے بیت المقدس میں ان سب نے کہا کہ ہم نے اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ بغداد میں کرسی پر بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے۔ 561ھ کے مہینوں میں ان سے سوال کیا گیا تھا۔ اس شخص کی بزرگی کی نسبت جو آپ سے منسوب ہو جائے گا۔ کہ ہمارا ایک انڈا ہزار کے بدلے ہے اور چوزے کی کوئی قیمت نہیں ہو سکتی۔

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن عیسیٰ بن عبداللہ تیمان بن علی ازرنی رومی حنفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ جلیل ابن شیخ ابوالعباس احمد بن علی صرصری نے وہاں پر 629 ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے۔ کہ کوئی مسلمان اگر میرے مدرسہ کے دروازہ پر سے گزر جائے تو قیامت کا عذاب اس سے خفیف کیا جائے گا۔

آپ کی خدمت میں جوان آیا۔ آپ سے کہنے لگا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے۔ میں نے اس کو آج رات خواب میں دیکھا ہے اور بیان کیا کہ اس کو

قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ اس نے مجھے سے کہا ہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور میرے لئے آپ سے دعا طلب کرو۔

آپ نے اس سے فرمایا کہ کیا وہ میرے مدرسہ پر سے گزرا تھا۔ اس نے کہا جی ہاں۔ تب آپ چپ کر گئے۔ پھر اگلے دن اس کا فرزند آیا۔ اور کہنے لگا کہ میں نے آج رات خوش و خرم دیکھا ہے۔ اور اس پر سبز حلہ ہے اس نے مجھ سے کہا ہے۔ کہ مجھ سے عذاب دور کر دیا گیا ہے۔ اور جو تو لباس دیکھ رہا ہے۔ وہ ببرکت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے پہنایا گیا ہے۔ پس اے میرے فرزند تم کو لازم ہے کہ ان کی ملازمت اختیار کر۔ پھر شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اس سے عذاب کی تخفیف کروں گا جو مسلمان مدرسۃ المسلمین پر سے گزرے گا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کہا گیا کہ اس نے ایک قبر میں سے میت کی آواز سنی ہے۔ کہ چند دن سے مقبرہ باب نواج میں دفن کی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا اس نے میرا خرقہ پہنا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے آپ نے فرمایا کہ زیادتی کرنے والا خسارہ کے زیادہ لائق ہے اور ایک گھڑی سر نیچے کیا۔ آپ کو ہیبت نے ڈھانک لیا۔ اور آپ پر وقار نمایاں ہوا پھر فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا ہے کہ اس نے آپ کا چہرہ دیکھا ہے۔ اور آپ سے اس کو حسن ظن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب اس پر مہربانی کی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ لوگ اسکی قبر کی طرف پھر کئی بار گئے۔ مگر اس کے بعد کبھی آواز نہ آئی۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن یوسف بن عبداللہ قطانی زبیدی اصل بغدادی مولد و مکان نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان نانبائی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے کہا کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس شیخ علی بن الہیتی شیخ بقابن بطو رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ تب مجھ کو شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر طویلہ میں میرا ایک ایسا نر جانور ہے جس کے برابر کوئی اور قوی نہیں۔ اور ہر ایک زمین میں میرا ایک ایسا گھوڑا ہے۔ کہ جس سے کوئی بڑھ کر نہیں۔ ہر ایک لشکر میں میرا سلطان ہے۔ جس کی کوئی مخالفت نہیں کر سکتا اور ہر منصب میں میر ایک ایسا خلیفہ ہے جس کو معزول نہیں کیا جاتا۔

خبردی ہم کو ابو محمد قاسم بن شیخ ابی احمد عبداللہ بن احمد علی ہاشمی بغدادی حرمی حنبلی نے کہا کہ خبردی ہم کو نیک بخت شیخوں شیخ ابو محمد عبدالکریم بن منصور بن ابی بکر بغدادی محدث مشہور اثری۔ شیخ کمال الدین ابوالحسن علی بن محمد بن وضاح شہربانی نے بغداد میں جامع منصور میں ان سب حضرات نے کہا کہ ہم شیخ پیشواء ابو محمد صالح بن ادریس یعقوبی کی خدمت میں وہاں پر 620ھ میں تھے۔ تب شیخ صالح ابو حفص عمر مشہور ثریدہ آئے پھر اس سے شیخ علی نے کہا کہ ان سب کے سامنے اپنی خواب بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ گویا قیامت قائم ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیں میدان قیامت میں آ رہی ہیں۔ انبیاء کے پیچھے دو دو آدمی اور ایک آدمی بھی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کی امت اتنی ہے۔ جیسے سیل باراں اور رات ان میں مشائخ ہیں ہر شیخ کے ساتھ ان کے مرید ہیں کہ جن کی تعداد اور انوار رونق مختلف ہے۔ایک شخص مشائخ میں سے آئے ہیں جن کے ساتھ بہت لوگ ہیں۔ دوسروں سے وہ زائد ہیں۔ میں نے اس کی بابت پوچھا تو کہا گیا کہ یہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب و مرید ہیں۔ تب میں آگے بڑھا اور کہا کہ اے میرے سردار میں نے مشائخ میں آپ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ بارونق نہ پایا اور نہ ان کے اتنے

مرید عمدہ ہیں۔ جس قدر آپ کے مرید ہیں پھر آپ نے یہ شعر مجھے سنائے۔

اذکان منا سید فی عشیرۃ علا ھا وان ضاق الخناق حما ھا

جب کوئی ہمارا سردار کسی قبیلہ میں ہو۔ تو ان سے وہ بڑھ جائے گا اگرچہ خناق اس کی حفاظت کو تنگ کر دے۔

وما اختبرت الا واصبح شیخھا وما افتخرت الا دکان فتا ھا

مجھ کو جب آزمایا گیا تو میں ان کا شیخ ہوا۔ اور میں جب ہی فخر کرتا ہوں کہ ان کا جوان ہوتا ہوں۔

وما ضربت بالا برقین خیامنا فاصبح مأوی لطارقین سوھا

ہمارے خیمے کسی میدان میں ایسے نہیں لگائے گئے کہ آنے والوں کا ٹھکانا ان کے سوا کہیں اور جگہ ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر میں جاگ اٹھا اور وہ شعر مجھے یاد تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ شیخ محمد واعظ درزی اس دن وہاں حاضر تھے۔ ان سے شیخ علی بن ادریس نے کہا کہ اے محمد تم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر اپنے اشعار میں اس مضمون کو ادا کرو پھر انہوں نے یہ شعر پڑھے۔

ھنیئًا لصحبی اننی قائد الرکب اسیر بھم قصدا الیٰ الا نزل الجب

میرے دوستوں اور مریدوں کو مبارک ہو کہ میں قافلہ کا سالار ہوں۔ میں ان کو فراخ منزل کی طرف لئے جاتا ہوں۔

واکنفھم واکل فی شغل امرہ وانزلھم فی حضرۃ القدس من قرب

میں ان کو پناہ لیتا ہوں ایسے حال میں کہ ہر شخص اپنے حال میں مشغول ہے میں ان کو حضرت قدس میں مرتب کے درجہ تک اتارتا ہوں۔

ولی معھد کل الطوائف دونہ ولی منھل عذب المشارب والشرب

اور میرا ہر گروہ کے لئے عہد ہے اس کے سوا اور بڑا چشمہ ہے۔ جس کا گھاٹ اور پانی شیریں ہے۔

واهل الصفا یسعون خلفی وکلهم لہ همة امضی من الصارم الغضب

اہل صفا میرے پیچھے سعی کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی ایسی ہمت ہے جو کہ تیز تلوار سے زیادہ کام کرنے والی ہے۔

پھر اس کو شیخ علی نے کہا کہ تم نے بہت اچھا کہااور تم نے جو کچھ کہا سچ کہا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن شیخ ابوالمجد مبارک بن احمد بن علی نصیبنی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوعبدالرحیم عسکر نصیبنی نے وہاں پر اس نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالجبار بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ میری ماں جب اندھیرے مکان میں داخل ہوتی تو ان کے لئے ایک شمع ظاہر ہوتی اور وہ مکان میں روشنی پاتی۔

ایک دفعہ میرے والد مکان میں گئے اور شمع کو دیکھا جب آپ کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ بجھ گئی۔

آپ نے فرمایا کہ یہ نور جو تو دیکھتی ہے یہ شیطان ہے جو تمہاری خدمت کرتا ہے لیکن میں نے اب اس کو تجھ سے پھیر دیا ہے۔ میں نے اس کے بدلے ایک رحمانی نور تم کو دے دیا ہے۔ ایسا ہی اس کے ساتھ میں کرتا ہوں جو کہ میری طرف منسوب ہوتا ہے۔ یا میری اس پر عنایت ہوتی ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب کبھی والدہ اندھیرے مکان میں داخل ہوتی تو اس میں ایسا نور ہوتا جو کہ چاند کی طرح ہوتا تھا۔ اس مکان کے تمام اطراف کو بھر لیتا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن عبداللہ بن ابی بکر ابہری پھر بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی نانبائی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالقاسم عمر بزاز نے بغداد میں کہا کہ میں نے اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے کئی دفعہ سنا کہ میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسل گیا۔ لیکن ان کے زمانہ میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ اس کے ہاتھ کو پکڑتا۔ اور اگر میں اس کے زمانہ میں ہوتا تو میں ان کا ہاتھ پکڑ لیتا۔ اور میں اپنے اصحاب و مرید دوستوں میں سے قیامت تک ہر اس شخص کا متکفل ہوں۔ جس کی سواری لڑکھڑا جائے۔ اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہوں۔

صلوۃ غوثیہ کا طریقہ

خبر دی ہم کو ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب قرشی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو عبداللہ محمد بن محمود بن نجار بغدادی نے ان کے سامنے بغداد میں پڑھ جاتا تھا۔ اور میں سنتا تھا وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو عبداللہ جبائی نے لکھا ہے اور میں نے اس کو اس کے خط سے نقل کر لیا۔

وہ کہتا ہے کہ میں ہمدان میں ایک مرد سے ملا جو کہ دمشق میں سے تھا جس کو ظریف کہتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں بشہ قرظی کو نیشاپور کے راستہ میں یا کہا کہ خوارزم کے راستہ میں ملا۔ اس کے ساتھ چودہ اونٹ شکر کے تھے۔ اس نے کہا کہ ہم ایسے جنگل میں اترے کہ خوف ناک تھا۔ جس میں کہ بھائی بھائی کے ساتھ خوف کے مارے نہیں ٹھہر سکتا۔ جب ہم نے شروع رات میں گھڑیوں کو اٹھایا تو ہم نے چار اونٹوں کو گم پایا جو کہ لدے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو تلاش کیا تو نہ پایا۔ تو چل دیا اور میں اپنے اونٹوں کی تلاش کرنے کے لئے قافلہ سے الگ ہو گیا۔ ساربان نے میری حمایت کی اور میرے ساتھ ٹھہر گیا۔ ہم نے ان کو تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ اور جب صبح ہوئی تو میں نے شیخ یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو ذکر کیا کہ (آپ نے فرمایا تھا) اگر تو سختی میں پڑے تو مجھ کو پکار تو تیری مصیبت

جاتی رہے گی۔

تب میں نے کہا کہ اے شیخ عبدالقادر میرے اونٹ گم ہو گئے اے شیخ عبدالقادر میرے اونٹ گم ہو گئے۔ پھر میں نے مطلع کی طرف جو دیکھا تو صبح ہو گئی تھی۔ جب روشنی ہو گئی تو میں نے ایک شخص کو ٹیلے پر دیکھا جس کے بڑے سفید کپڑے تھے وہ مجھ کو اپنی آستین سے اشارہ کرتا ہے کہ اوپر آؤ۔ جب ہم ٹیلے پر چڑھے تو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ مگر وہ چاروں اونٹ ٹیلے کے نیچے جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے ان کو پکڑ لیا اور قافلہ سے جا ملے۔

ابو المعالی کہتے ہیں کہ میں شیخ ابوالحسن نانبائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور اس حکایت کو میں نے ان سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالقاسم عمر بزار سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جو شخص مجھ کو مصیبت میں پکارے اس کی مصیبت دور ہو گی (یا میں دور کروں گا) اور جس تکلیف میں مجھے پکارے تو وہ تکلیف اس کی جاتی رہی ہے گی۔ (یا کھول دوں گا)۔

اور جو شخص کسی حاجت میں اللہ کی طرف میرا وسیلہ کرے تو اسکی حاجت پوری ہو گی۔ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے۔ پھر سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت مانگے تو خدا کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق مبارکہ کا بیان

خبر دی ہم کو ابوالفتوح نصر اللہ بن ابی المحاسن یوسف بن خلیل بن علی

بغدادی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالعباس احمد بن اسمٰعیل حمزہ بغدادی ازجی مشہور ابن بطال نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالمعمر مظفر منصور بن المبارک بن الفضل واسطی واعظ مشہور جرادہ نے کہا کہ میری آنکھوں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی عمدہ خلق والا۔ بڑے وسیع سینے والا کریم النفس مہربان دل۔ حافظ عہد و محبت نہیں دیکھا۔

آپ باوجود حالت قدر عالی مرتبہ وسیع علم ہونے کے چھوٹوں پر رحم بڑوں کی تعظیم کرتے تھے۔ خود سلام پہلے کہتے۔ ضعیفوں کے ساتھ بیٹھتے۔ فقراء سے تبواضع پیش آتے۔ کسی بڑے دنیا دار آدمی کے لئے کھڑے نہ ہوتے اور کسی وزیر وسلطان کے دروازہ پر کبھی نہ جاتے۔

میں ایک دن آپ کے دولت خانہ پر تھا۔ آپ بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے کہ چھت پر سے مٹی گری آپ نے تین دفعہ اس کو جھاڑ دیا۔ پھر چوتھی مرتبہ سر اٹھایا تو ایک چوہیا کو دیکھا جو وہاں پر پھر رہی ہے۔ تب آپ نے فرمایا کہ تیرا سر اڑ جائے۔ پھر اس کا جسم ایک طرف اور سر ایک طرف گر پڑا۔

آپ نے لکھنا چھوڑ دیا اور رونے لگے میں نے کہا اے میرے سردار آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان سے میرا دل رنجیدہ ہو تو اس کے ساتھ بھی یہی ہو جو اس چوہیا کو ہوا ہے۔

خبر دی ہم کو ابوالرجا یعقوب بن ایوب بن احمد بن ہاشمی فاروقی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان مشہور نانبائی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزار نے کہا کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن مدرسہ میں وضو کر رہے تھے تو ایک چڑیا نے آپ پر پیشاب کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا وہ اڑتی جاتی تھی تب وہ مردہ ہو کر گر پڑی۔ جب آپ نے وضو کر لیا۔ تو بول کی جگہ کو دھو ڈالا اور اسکو اتار کر مجھے دے دیا اور حکم دیا کہ اس کو بیچ ڈال اور اس کی قیمت کو

صدقہ کر دے۔ فرمایا کہ یہ اس کے بدلہ میں ہے۔

خبر دی ہم کو ابوالعفاف موسیٰ بن شیخ ابی المعالی عثمان بن موسیٰ بقاعی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں 614ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں ابو عمرو عثمان صریفینی نے' ابو محمد عبدالحق حریمی نے بغداد میں ان دونوں نے کہا کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے اور فرماتے تھے کہ اے میرے رب میں اپنی جان کو تیرے لئے کیسے ہدیہ کروں حالانکہ دلیل قطعی سے یہ بات ثابت ہے کہ سب کچھ تیرا ہی ہے۔ اور اکثر دفعہ یہ شعر پڑھتے تھے۔

ومایںفع الاعراب لم یکن تقی وماضر ذاتقویٰ لسان معجم

اگر تقویٰ نہ ہو تو صاف صیح بولنا کچھ مفید نہیں اور زبان فصیح متقی شخص کو ضرر نہیں۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ابی القاسم ازجی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد عبدالرزاق نے کہاکہ میرے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد میں شہرت کے ایک ہی حج کیا ہے۔ اس میں چڑھنے اترنے میں آپ کی سواری کی باگ پکڑے ہوئے رہتا تھا۔ اور جب حلہ میں پہنچتے تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو یہاں پر سب سے زیادہ فقیر کون ہے۔ پھر ہم نے خرابہ میں ایک بالوں کا گھر پایا۔ کہ جس میں ایک بوڑھا ایک بڑھیا اور ایک بچی تھی۔ تب میرے والد نے اس کے پاس اترنے کی اجازت مانگی اس نے آپ کو اجازت دی۔ آپ اور آپ کے ساتھی خرابہ میں اترے اس دن حلہ کے مشائخ و رئیس سردار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے التجاء کی کہ آپ ان کے مکان میں تشریف لے چلیں۔ آپ نے انکار کر دیا۔ شہر والے آپ کی خدمت میں بکریاں' گائیں' کھانا۔ سونا چاندی بیش قیمت کپڑے۔ سواریاں سفر کے لئے لائے۔ اور ہر طرف سے لوگ آپ

ی خدمت میں دوڑ کر آئے۔ شیخ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ میں ان گھر والوں کے لئے اپنی تمام ان چیزوں سے علیحدہ ہوتا ہوں۔ سب نے آپ سے کہا کہ ہم بھی ایسے ہی کریں گے۔ پھر آپ نے اس تمام مال کو ان کے لئے حکم دے دیا۔ اور اس شیخ اور بڑھیا کے حوالہ کر دیا۔ آپ رات رہے اور صبح کو وہاں سے چل دیئے۔

پھر میں حلہ میں کئی سال کے بعد گیا اور دیکھا کہ وہ بوڑھا مرد سب سے بڑھ کر مالدار تھا۔ مجھے کہنے لگا کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو یہ سب کچھ اس رات کی برکت ہے اور ان جانوروں نے بچے دیئے اور بڑھے یہ سب انہیں میں سے ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو علی اسحاق بن علی بن عبداللہ ہمدانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ جلیل ابوالفضل اسحاق بن احمد علثی نے وہاں پر کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوصالح طلحہ بن مظفر نے کہا کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ میں نے بغداد میں شروع میں کوئی چیز بیس دن تک کھانے کی نہ پائی۔ اور نہ مجھے کوئی مباح چیز ملی۔ تب میں کسریٰ کے محل کے کھنڈر کی طرف گیا کہ کوئی مباح چیز مل جائے۔ میں نے وہاں پر ستر اولیاء اللہ کو پایا۔ وہ سب کے سب یہی طلب کرتے تھے جو کہ میں طلب کرتا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ مروت کی بات نہیں کہ ان کا مزاحم بنوں۔ پھر میں بغداد کو واپس آ گیا۔ مجھے ایک شخص ملا اور اس کو میں پہچانتا ہوں کہ یہ ہمارے اہل میں سے ہے۔ اس نے مجھے کچھ سونے کا (یا چاندی کا) ریزہ دیا اور کہا کہ یہ مجھ کو تمہاری والدہ نے دے کر تمہاری طرف بھیجا ہے۔

اس میں سے میں نے کچھ تو اپنے لئے رکھا باقی لے کر جلدی ایوان کسریٰ کے خرابہ کی طرف گیا اور وہ تمام ریزے ان ستر اولیاء اللہ پر تقسیم کر دیے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ میری ماں نے بھیجا

ہے۔ میں نے خیال کیا کہ آپ لوگوں کے سوا اپنے آپ کو خاص نہ کروں۔

پھر میں بغداد کی طرف لوٹا اور جو ریزے میرے پاس تھے اس سے کھانا خریدا اور فقراء کو میں نے آواز دی تو ہم سب نے کھایا۔ رات کو میرے پاس اس ریزہ میں سے کچھ باقی نہ رہا۔

خبر دی ہم کو ابوالفتوح نصر اللہ بن یوسف بن خلیل بن علی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالعباس احمد بن اسماعیل بن حمزہ ازجی مشہور ابن بطال نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللہ بن حسین بن ابی الفضل نے کہا کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جب کوئی سونا لایا کرتا تو آپ اس کو فرماتے کہ اس کو مصلے کے نیچے رکھ دے۔ اور آپ اس کو ہاتھ نہ لگاتے۔ جب آپ کا خادم آتا تو اس کو آپ فرماتے کہ مصلے کے نیچے جو کچھ ہے لے لے اور نانبائی کو دے دے۔

آپ کا غلام مظفر شیخ کے دروازہ کے پاس آکر کھڑا ہوتا اور ایک طباق ہوتا جس میں روٹیاں ہوتیں۔ اور جب آپ کے پاس خلیفہ کی طرف سے خلعت آتی (کچھ نقدی) تو آپ فرماتے کہ یہ ابوالفتح حراسیہ کو دے دو۔ اس سے آپ آٹا قرض لیا کرتے تھے۔ اور مہمانوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔

آپ کے گیہوں حلال ہونے کی وجہ سے ہوتے تھے۔ جو کہ ہر سال آپ کے بازار کے بعض دوست اس کو کھیت میں بویا کرتے تھے اور بعض دوست اس کو پیسا کرتے تھے ہر دن آپ کے لئے چار یا پانچ روٹیاں پکائی جاتی تھیں۔ اور شیخ کی خدمت میں عصر کے وقت لائی جاتی تھیں۔ شیخ حاضرین پر ان میں سے ٹکڑا ٹکڑا تقسیم کر دیا کرتے اور باقی اپنے لئے رکھتے۔

جب آپ کے پاس کوئی تحفہ آتا تو تمام حاضرین پر اس کو تقسیم کر دیتے ہدیہ کو قبول کر لیا کرتے اور اس کا عوض دیا کرتے نذروں کو قبول کر لیا کرتے اور ان میں سے کھا لیا کرتے۔

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن حسینی سے کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے اس نے کہا کہ میں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جامع مسجد میں جمعہ کے دن آیا۔ آپ کے پاس ایک سوداگر آیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس مال ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ فقراء و مساکین کو تقسیم کر دوں۔ اور یہ زکوٰۃ کا مال نہیں میں نے اس کا کسی کو حق مستحق نہیں پایا آپ مجھے حکم دیں کہ میں اس کو دوں۔ جس کو آپ چاہتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ اس کو مستحق اور غیر مستحق سب کو دیدے۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک فقیر شکستہ دل کو دیکھا تو فرمایا تمہارا کیا حال ہے اس نے کہا کہ میں آج نہر کے کنارہ پر گیا اور ملاح سے میں نے سوال کیا کہ مجھ کو دوسری طرف لے جا اس نے انکار کیا۔ میرا دل بوجہ فقیر کے شکستہ ہو گیا۔

ابھی فقیر کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ ایک شخص داخل ہوا۔ جس کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں تیس دینار تھے۔ اور وہ شیخ کی نذر کر دیئے۔ شیخ نے فقیر سے کہا کہ یہ تھیلی لے جا اور اس کو جا کر ملاح کو دیدے اور اس سے کہ دو کہ فقیر کو کبھی رد نہ کیا کر اور شیخ نے اپنا قمیض اتار کر فقیر کو دیدیا۔ پھر اس سے بیس دینار کا خرید لیا۔

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ حسن بن بدران بن علی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو فقیہ ابو محمد عبدالقادر عثمان تمیمی بردانی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللطیف بن احمد قرشی نے کہا کہ ہمارے شیخ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن وعظ فرماتے تھے لوگوں پر سستی داخل ہو گئی۔ تب آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور یہ اشعار پڑھے۔

لا تسقنی وحدی فما عودتنی — انی اشح بھا علیٰ جلاسی

مجھ کو اکیلے نہ پلا کیونکہ مجھے تو نے اس بات کا عادی نہیں بنایا کہ میں اس سے

حضار مجلس میں بخل کروں۔

انت الکریم وھل یلیق تکرما ان یعبر الندماء دور الکاسی

تو کریم ہے اور کیا سخاوت کو یہ بات لائق ہے کہ ہم نشین پیالہ کے دور کی طرح گزر جائیں۔

وہ کہتے کہ پھر لوگوں میں سخت اضطراب ہوا۔ اور بڑی بات ان میں داخل ہوئی مجلس میں ایک شخص یا دو اشخاص مر گئے۔ تمیمی راوی کو یہ شک ہے۔

خبر دی ہم کو ابو غالب فضل اللہ بن احمد بن بیان مرتضیٰ بن شکر اللہ ہاشمی بغدادی کرخی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان نانبائی نے کہا کہ میں نے شیخ الاسلام عمر بزار سے سنا وہ کہتے تھے کہ جن وقتوں میں کہ ہم شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بیٹھا کرتے تھے گویا کہ وہ خواب ہوتا تھا۔

اور جب ہم جاگے تو ان کو ہم نے گم کر دیا۔ ان کے اخلاق پسندیدہ تھے ان کے اوصاف پاکیزہ تھے۔ ان کے ذات بری باتوں کے انکاری تھی آپ کا ہاتھ سخی تھا آپ ہر رات دستر خوان کے بچھانے کا حکم دیتے۔ مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے ضعیفوں کے ساتھ بیٹھا کرتے۔ بیماروں کی عیادت کرتے طلب علم پر صبر کرتے۔ ان کا ہم نشین یہ کبھی خیال نہ کرتا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ آپ کے نزدیک مکرم ہے۔

اور آپ کے وہ اصحاب جو کہ غائب ہوتے ان کی خبر گیری کرتے ان کے حال دریافت کرتے۔ ان کی دوستی کی حفاظت کرتے۔ ان کی برائیوں کو معاف کرتے اور جو قسم کھائے ان کی تصدیق کرتے اور اپنا علم اس کے بارہ میں مخفی رکھتے میں ان سے بڑھ کر کسی کو حیا دار نہیں پایا۔

وہ کہتے ہیں کہ شیخ عمر جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے

تو یہ شعر پڑھتے۔

الحمد اللّٰہ انی فی جوار فتی   حامی الحقیقۃ نفاع وضرار

کہ خدا کی حمد ہے کہ میں ایک ایسے جوان کی پناہ میں ہوں کی حقیقت کا حامی اور نفع و ضرر دینے والا ہے۔

لا یرفع الطرف الا عند مکرمۃ   من الحیاء ولا یخفنی علی عار

سوائے سخاوت کے آنکھ اوپر کو نہیں اٹھاتا۔ بوجہ حیا کے اور عار پر چشم پوشی نہیں کرتا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن ابی عمران موسیٰ بن احمد بن حسین مخزومی خالدی شافعی نے وہ کہتے ہیں کہ میں شیخ ابوالحسن علی قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قاسیوں کے پہاڑ پر حاضر ہوا تھا۔ ان سے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات دریافت کئے تو انہوں نے کہا آپ ظاہری خوبی والے ہمیشہ کشادہ رو بڑے خوبصورت فراخ درگاہ آسان گرفت والے کریم الاخلاق خوشبودار پسینہ والے مہربان شفیق تھے۔ ہم نشین کی عزت کرتے تھے۔ اور جب اس کو مغموم دیکھتے تو اس کو خوش کر دیتے۔ اس کے غم کو دور کر دیتے۔ کسی کی ان سے بڑھ کر پاک زبان اور پاک لفظ نہیں دیکھا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ازدمر محمدی نے کہا کہ میں نے شیخ امام مفتی عراق محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد بن جامد بغدادی توحیدی سے اس کے کلام کو 636ھ میں اس کے خط سے لکھا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد رونے والے بڑے خوف کھانے والے بڑی ہیبت والے مقبول الدعا کریم الاخلاق خوشبودار پسینہ والے لوگوں میں سے فحش سے زیادہ دور رہنے والے حق کی طرف لوگوں سے زیادہ قریب ہونے والے اپنے نفس کے لئے غصہ نہ کرتے تھے۔ اپنے رب کے بغیر انتقام نہ لینے والے تھے۔ سائل کو رد نہ کرتے تھے۔ اپنے رب کے بغیر انتقام نے لینے والے تھے

توفیق آپ کی طالب تھی۔ تائید آپ کی مدد کرتی تھی۔ علم آپ کو تہذیب دینے والے تھا۔ قرب آپ کو ادب سکھانے والا تھا۔ حضوری آپ کا خزانہ تھی۔ معرفت آپ کی پناہ تھی۔ خطاب آپ کا مشیر تھا۔ گوشہ چشم آپ کا سفیہ تھا۔ انس آپ کا ہم نشین فراخی دل آپ کا نسیم صدق آپ کا جھنڈا تھا۔ رفعؒ آپ کی دولت حلم آپ کی صناعت تھی۔ ذکر آپ کا وزیر فکر آپ کا ہم کلام مکاشفہ آپ کی غذا مشاہدہ آپ کی شفا۔ آداب شریعت آپ کا ظاہر اوصاف حقیقہ آپ کا باطن تھا اور یہ شعر کہے۔

للّٰہ انت لقدر جت جنابا وشرفت اصلا طاہر ونصابا

اللہ کی آپ کی فراخی بارگا' آپ نے اصل پاک کو اور مرتبہ کو شرافت دی۔

وعظمت قدرا شامخا حتی اغتدی قوس الغمام لا خمصیکر کابا

بلند قدر کو آپ نے عظمت دی۔ یہاں تک کہ بادل کی کمان آپ کے پاؤں کی رکاب کو غذا دی گئی۔

وبنیت بیتا فی المعالی اصبحت زھر الکوکب حولہ اطنابا

تم نے بلندیوں میں گھر بنایا۔ کہ روشن ستارے اس کے ارد گرد رسے بن گئے۔

یا ملبس الدنیا برونق مجدہ بعد المشیب فضارۃ وشبابا

اے وہ شخص کہ دینا کو اس کے بڑھاپے کے بعد اپنی زندگی کے رونق کا لباس پہنانے والے اور اس کو تازہ جوان بنانے والے۔

طلبتک ابکار العلی نجم الھدیٰ وھی التی قد اعیت الطلابا

تم سے بلندی کی باکرہ لڑکیوں نے ہدایت کے ستارے مانگے۔ اور وہ ایسی ہیں جنہوں نے طلب کرنے والوں کو تھکا دیا تھا۔

لما راتک حسلھا کفؤا لھا خطبت الیک وردت الخطابا

جب کہ اس کی خوبصورتیوں نے تجھ کو ان کا کفو دیکھا۔ تو انہوں نے آپ کو

پیغام نکاح دیا۔ اور دوسرے پیغام والوں کو رد کر دیا۔

واتتک مسمحۃ القیاد مناقب　　کانت علی من امھن صبحایا

اور تیرے پاس تعریفیں جوانمردی کے ساتھ آئیں۔ وہ اس شخص پر کہ جو آسان سمجھے مشکل ہیں۔

رجل یروقک منظرا وجلالۃ　　ومکارما وخلائقا وخطابا

وہ ایسے شخص تھے کہ تم کو اپنے نظارہ اور جلالت و بزرگی و اخلاق و خطاب سے خوش کر دیں۔

ویریٰ علیہ من المحاسن جلسا　　ومن المھابۃ والعلی جلبابا

ان پر خوبیوں کا لباس دیکھا جاتا ہے۔ اور ان پر ہیبت و بلندی کی چادر ہے۔

آپ کا عمل اور بعض مشائخ کے اسماء

جان لے کہ خدا تجھ کو اپنی تائید سے مدد دے۔ تجھ کو اپنے لشکر میں سے بنا دے کہ بے شک قدرت کے ہاتھ نے بحر نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ایک موتی نکالا۔ جس کی گرہ یتیم ہے۔ اسکی شرافت کا یکتا اسکی توحید کا بنا ہوا اس کے فرد کا یکتا تھا۔ اس نے مالک نے اس کو اپنے لئے خاص کیا اور اس کو قدس کے پڑوس سے پاک کیا۔ اپنی انس کی رونق سے اس کو روشن کر دیا۔ اپنی محبت سے اس کو صاف کیا۔ اپنے قرب کے لئے برگزیدہ کیا۔ اپنی رحمت کے لئے جذب کیا اور پکارا اس کو اپنے فضل سے اپنے وصل سے اس کو ہلاک کیا۔ اس کو اپنے علم و بھید سے معدنیات سپرد کیے۔ اس کو اپنے نور اور بہتری سے خوبصورتیوں کا لباس پہنایا۔ پھر اسکے دستے بلندیوں اور فخر کے لشکر میں ظاہر ہوئے۔ وہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی کی صبح سے ظاہر ہوا۔ تب اس سے کرامت کے ساتھ ملے۔ توفیق اس کے پیچھے اور آگے تھی۔ وہ ہمیشہ بخشش کو گود میں پرورش یافتہ تھے نعمتوں کے دودھ سے غذا یافتہ۔ رعایت سے ڈھکے ہوئے حمایت سے محفوظ عنایت سے ملحوظ تھے۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 488ھ میں تشریف لائے وہ کیسے تشریف لائے۔ ان کی تشریف آوری سے جس زمین میں وہ اترے ان شہروں میں مقدمات سعادت متواتر نازل ہونے لگے۔ رحمت کے بادل اس پر پے در پے برسنے لگے۔ پس اس کے نئے پرانے عام طور پر آنے لگے۔

ان پر ہدایت کی بجلیاں دگنی ہوئیں۔ پھر اس کے ابدال واتاد روشن ہو گئے۔ اس کی طرف خوشنودی کے قاصد متواتر آنے لگے۔ ہر وقت اس کی عیدیں آنے لگیں۔ اور ان کے معاہدوں سے رستہ کے نشانات واضح ہو گئے۔ اس کے طالب اور افراد فضیلت دیئے گئے۔ اس کو بلندیوں نے اتارا۔ ایسے حال میں کہ اس کے مرتبوں کی گردن میں شرافت کے ہار تھے اور فضائل نے اس کو جگہ دی ایسے حال میں کہ اس کے مراتب کے سر کے تاج میں اس کی بلندی کے یکتا موتی ہیں۔ عراق کا دل آپ کے فراغ سینہ سے وجد کرتا ہے۔ ان کے دانت کی زبان ان کے چہرہ کے آنے سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتی ہے۔

بمقد منحانهل السحاب واعشب العرق وزال الغی واتضح الرشد

آپ کے تشریف لانے سے بادل برس گیا۔ اور عراق سیراب ہو گیا گمراہی جاتی رہی ہدایت ظاہر ہو گئی

نعیدانه وصحراء حمی وحصباؤه ورا موهه شهد

اس کی لکڑیاں عود ہیں۔ اس کے جنگل چراگاہ کی حفاظت ہیں۔ اس کے کنکر موتی ہیں۔ اسکے پانی شہد۔

یمیس به صدر العراق صبابة وفی قلب نجد من محاسنه وجد

صدر عراق بوجہ عشق کے خراماں ہے اور نجد کے دل میں ان کی خوبصورتیوں سے وجد ہے۔

وفی الشرق برق من محاسن نوره وفی الغرب من ذکری جلا لته رعد

مشرق میں ان کے نور کی خوبصورتیوں کی بجلی ہے۔ اور غرب میں اس کے جلال کے ذکر سے لرزہ ہے۔

جب آپ نے جان لیا کہ علم کی حفاظت فرض اور بیمار نفوس کے لئے شفاء ہے۔ کیونکہ وہ تقویٰ کے راستوں میں واضح تر راستہ ہے۔ اور حجت کے لحاظ سے کامل تر ہے۔ دلیل کے لحاظ سے ظاہر تر ہے۔ یقین کی بلند سیڑھی ہے۔ متقیوں کے اعلیٰ مدارج سے ہے۔ دین کے بڑے منصبوں میں سے ہے۔ ہدایت یافتوں کے بڑے فخریہ مراتب سے ہے۔ وہ مقامات قرب و معرفت تک جانے کے لئے سیڑھی ہے۔ اونچے بارگاہ کے متولی بننے کے لئے وسیلہ ہے۔ تو آپ نے اس کے حاصل کرنے میں پوری سعی کی۔ اس کے فروع و اصول کو طلب کیا۔ اور ایسے مشائخ کا قصد کیا۔ جو کہ ہدایت کے جھنڈوں کے امام اور امت کے علماء ہیں۔ آپ قرآن عظیم میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ اسکو پختہ کر لیا۔ اپنی عقل سے اس کے باطن و ظاہر کو جان لیا۔ اور ان علماء سے فقہ پڑھی۔

ابوالوفا علی بن عقیل۔ ابوالخطاب محفوظ بن احمد کلوذانی۔ ابوالحسن محمد بن القاضی ابن حسین بن حسین بن محمد فراء ابو سعد مبارک بن علی مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ان سے ہر طرح کا علم مذہبی و اختلافی فروعی' اصولی حاصل کیا۔ اور حدیث کو محدثین کی ایک جماعت سے سنا۔ ان میں سے ابوغالب محمد بن الحسن بن احمد بن حسن باقلانی۔ ابو سعد محمد بن عبدالکریم بن خنیش۔ ابوالغنائم محمد بن علی بن میموں رسی۔ ابوبکر احمد بن المظفر بن مسوس کھجور فروش۔ ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین قاری سراج۔ ابوالقاسم علی بن بیان کرخی ابو عثمان اسمٰعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن ملتہ اصبہانی۔ ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر بن محمد بن یوسف ۔ اور ان کے چچا کے فرزند ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد بن

عبدالقادر بن محمد یوسف ابوالبرکات ہبتہ اللہ بن مبارک بن موسیٰ سقطی ابوالعز محمد بن مختار ہاشمی۔ ابوالفر محمد ابو غالب احمد ابو عبداللہ یحییٰ فرزندان امام ابوعلی حسن بن بنا ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار بن احمد بن ابی القاسم صیرفی مشہور ابن الطیوری ابو منصور عبدالرحمٰن بن ابی غالب محمد بن عبدالواحد بن حسن قزاز۔ ابوالبرکات طلحہ بن احمد عاقولی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ نے ادب ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھا اور شیخ عارف پیشوائے محققین ابوالخیر حماد بن مسلم شیرہ فروش کی صحبت میں رہے ان سے علم طریقت لیا اور ان سے تربیت پائی۔ اور خرقہ شریف قاضی ابوسعد مبارک مخزومی کے ہاتھ سے پہنا۔

زمانہ کے زاہدوں کے سرداروں عارفین عجم و عراق کے بڑے بزرگوں کی ایک جماعت سے ملے کہ جن کے سبب شرافت و سرداری و عزت و فخر سے مکرم تائید یافتہ ہوئے۔ پس وہ شریعت کے حامی ودوا ہیں۔ شریعت کے مددگار و معاون ہیں۔ اسلام کے جھنڈے وارکان ہیں۔ حق کی تلواریں اور نیزے ہیں۔

پھر ہوشیاری سے ان سے علوم شرعیہ کے لینے کے لئے کھڑے ہوئے اور ان سے دینی فنون لینے میں دوام اختیار کیا۔ یہاں تک کہ اپنے اہل زمانہ سے بڑھ گئے اور اپنے ہم جنسوں میں خاص امتیاز حاصل کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے ظاہر کیا خاص وعام میں ان کو بڑی قبولیت دی۔ علماء کے نزدیک ان کی بڑی ہیبت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل سے زبان پر حکم ظاہر کر دیا۔ اور اس کی قدرت کی علامات اللہ تعالیٰ سے ظاہر ہو گئیں۔ ان کی ولایت کے نشانات ان کی تخصیص کے گواہ ان کا مجاہدہ میں قدم راسخ خواہشات نفسانیہ سے تنہائی۔ تمام مخلوق سے قطع تعلق۔ مولیٰ کی طلب میں صبر بڑی سختیوں و بلا میں صبر جمیل۔ ہر اشغال کا پورے طور پر چھوڑ

دینا تھا۔

پھر آپ اپنے استاد ابوسعد مخزومی کے مدرسہ کی طرف منسوب ہوئے اس کے گرداگرد مکانات اس کے مثل بڑھا دیئے۔ دولتمندوں نے اس کی عمارت بنانے میں اپنے مال خرچ کیئے۔ فقراء نے اس میں اپنے لئے کام کیا۔ تب وہ مدرسہ جو آپ کی طرف اب منسوب ہے مکمل ہو گیا۔ اس میں 528ھ میں فراغت ہو گئی۔ وہاں پرورش و فتویٰ کے لئے بیٹھنے لگے۔ وعظ کے لئے وہاں بیٹھے زیارات نذروں کے لئے ان کا قصد کیا جاتا۔ وہاں پر آپ کے پاس علماء و فقہاء و صلحاء کی ایک بڑی جماعت جمع ہو گئی۔ جو کہ آپ کے کلام و صحبت سے نفع حاصل کرتی تھی۔ تمام اطراف سے آپ کی طرف طلباء قصد کرتے اور آپ سے سیکھتے اور سنتے۔ عراق کے مریدوں کی تربیت آپ تک ختم ہوئی۔ حقائق کی کنجیاں آپ کو دی گئیں۔ عارفین اور معارف کی باگیں آپ کے سپرد کی گئیں۔

پھر آپ حکم و علم کے لحاظ سے قطب ہو گئے۔ غور کرنے اور فتویٰ دینے کے لئے آپ نقض و قطع کے طور پر کھڑے ہو گئے۔ علم پر فرع اور اصل کے لحاظ سے برہان قائم کیئے۔ حکم کو نقل و عقل کے طور پر بیان کیا۔ قول و فعل میں حق کی تائید کی۔ مفید کتابیں تصنیف کیں اور یکتا فوائد لکھے۔ ان کے ذکر سے رفیقوں نے باتیں کیں۔ زمانہ میں آپ کی خبریں پھیل گئیں۔ آپکی طرف لوگوں کی گردنیں جھکیں۔ آپ کی خوبصورتیوں کے باغوں میں آنکھیں پاک ہو گئیں۔ آپ کے عجیب اوصاف میں زبانیں بولنے لگیں۔ بعض لوگ آپ کی تعریف کرتے تھے آپ دو بیان اور دو زبانیں والے ہیں اور بعض آپ کی یہ تعریف کرتے تھے کہ آپ کے دونوں جد اور دونوں طرف کریم ہیں۔ بعض آپ کو یہ لقب دے دیتے تھے۔ کہ آپ دو برہانوں اور دو سلطانوں کے صاحب ہیں اور بعض آپ کو یوں پکارتے تھے کہ آپ امام

الفریقین و امام الطریقین ہیں۔ بعض نے آپ کا یہ نام رکھا ہے۔ کہ آپ دو چراغ اور دو منہاج والے ہیں پس زمانہ کے راستے آپ سے روشن ہو گئے اور دین کے طریقے انہیں سے بزرگ ہوئے علم کے مراتب آپ ہی سے بلند ہوئے اور شرع کے لشکر آپ ہی سے منصور ہوئے۔ اسی لئے علماء کی ایک بڑی جماعت آپ کی طرف منسوب ہوئی۔ بڑے بڑے فقہاء آپ کے شاگرد ہو گئے۔

پس جو علماء کہ آپ کی طرف منسوب ہوئے آپ سے شرعی علوم حاصل کئے سنت نبویہ آپ سے سنی جہاں تک کہ مجھے معلوم ہوا ہے یہ لوگ ہیں۔

1۔ شیخ امام پیشوا ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامت قرشی وارد مصر جو کہ مشائخ کے جمال اور علماء کی زینت ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو سعد عبدالغالب بن احمد بن علی الہاشمی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ محی الدین ابو عبداللہ محمد نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ ابوصالح نصر نے کہا کہ میں نے اپنے باپ عبدالرزاق سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب میرے والد نے اس سال میں حج کیا۔ جب کہ میں ان کے ساتھ تھا تو ان کے ساتھ عرفات میں شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق اور شیخ ابومدین ملے ان دونوں نے ان سے خرقہ برکت پہنا تھا اور ان سے ایک خبر و مریات سنی تھیں۔ دونوں ان کے سامنے بیٹھے تھے اور اسی اسناد کے ساتھ ابوصالح تک یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ کو شیخ ابوالخیر سعد بن شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق نے کہا کہ میرے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ ہم سے ہمارے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ایسا فرمایا تھا۔ اور میں نے اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایسا ایسا کام کرتے تھے۔

2۔ ایک قاضی ابو یعلی محمد ابو محمد بن فراء جمال الاسلام فخر فقہاء ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو محمد سعد اللہ بن علی بن احمد ربعی فاروقی نے کہا خبر دی ہم

کو ابو منصور عبداللہ بن ولید حافظ نے کہا خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالعزیز بن اخضر حافظ نے کہا کہ میں نے قاضی ابو ۔علی محمد بن فراء سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت کچھ سنا ہے۔ اور میں نے آپ کے ارادہ کے موافق کہا ہے۔

3 ۔ ایک شیخ فقیہ ابوالفتح نصر بن فتیان بن مطر نمنی زاہدوں کے نشان فقہاء کے یکتا ہیں۔

خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر بن شیخ ابو عبدالحق بن مکی صالح قرشی مصری نے کہا خبر دی مجھ کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے شیخ وجیہہ داؤد بن صالح مقری نابینا سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں بغداد میں شیخ امام زاہد ابوالفتح بن المتنی کے پاس آیا کرتا تھا۔ میں نے ان سے سنا وہ کہتے تھے اور بے شک ذکر کیا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہ وہ ہمارے شیخ اور شیخ الاسلام ہماری برکت ہمارے پیشواء اور ہم نے ان سے نفع حاصل کیا۔

4 - ایک شیخ امام ابو محمد محمود بن عثمان جوتا فروش محدثین و زاہدوں کی زینت ہیں۔

خبر دی ہم کو ابوغالب محمد بن الحسن بن علی لخمی بغدادی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابوسلیمان داؤد بن شیخ ابوالفتح سلیمان بن شیخ ابو عبداللہ عبدالوہاب نے اپنے باپ سے کہا کہ میں نے اپنے باپ عبدالوہاب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ محمود جوتا فروش اور شیخ عمر فزال شیخ ابوالحسن فارسی شیخ عبدالکریم فارسی شیخ ابوالفضل احمد بن صالح بن شافع جیلی حافظ سے سنا۔ یہ سب میرے والد کے مرید تھے اور ان سب نے ان سے علم حاصل کیا تھا۔ آپ سے سنا تھا۔ آپ کی کرامات کا ذکر کیا تھا۔

5 - شیخ ابومحمد عبداللہ بن احمد بن خشاب ہیں۔ جو کہ نحویوں اور لغویوں میں یکتا ہیں۔

خبردی ہم کو ابوغالب احمد بن ابی جعفر بن ابی الرضا محمد بن احمد مشہور جدہ نے مقید میں کہا خبردی ہم کو میرے باپ نے اپنے باپ سے کہا کہ ابو محمد بن عشاب نحوی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب تھے۔ ان سے روایت کرتے تھے۔

6 - ایک حافظ ابوالخیر عبدالمغیث بن زہر بن زداد بن علوی حریمی ہیں جو کہ اپنے وقت میں حافظ العراق ہیں۔

خبردی مجھ کو ابوالرزاد نے کہا خبردی ہم کو فقیہ فاضل محی الدین یوسف بن امام ابوالفرح بن جوزی نے کہا خبردی ہم کو ابوہریرہ محمد بن لیث دیناری نے کہا حافظ ابوالخیر عبدمغیث شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب تھے اور آپ کے ذکر کے بڑے حریص تھے۔

7 - ایک امام یکتا ابو عمرو عثمان بن اسمٰعیل بن ابراہیم سعدی ملقب شافعی زماں۔

خبردی ہم کو شیخ اصیل ابوعبداللہ محمد نے کہا خبردی ہم کو ابو عمرو عثمان نے کہا خبردی ہم کو میرے باپ ابوالحریم مکی نے کہا کہ میرے والد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خرقہ لیا تھا۔ ان کی شاگردی کی تھی۔ ان کی طرف پکارنے والے تھے۔

8 - ایک شیخ بزرگ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن ثابت مشہور ابن الکیرانی قاریوں اور زاہدوں کے جمال ہیں۔

9 - ایک شیخ فقیہ ابو محمد رسلان بن عبداللہ بن شعبان ہیں جو کہ فقہاء قراء زاہدوں کی زینت ہیں۔

خبردی ہم کو ابوطالب عبدالعزیز بن سالم بن خلف مصری مقری نے کہا کہ خبردی ہم کو شیخ بزرگ ابو محمد عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ کھجور فروش محدث مشہور بہ حکمت نے کہا کہ خبردی ہم کو دو شیخوں شیخ ابوالفضل عمر بن

عبدالعزیز بن ہتبہ اللہ عسقلانی عدل اور شیخ ابوالمنصور ظافربن طرخاں بن حواب غسانی نے مصر میں ان دونوں نے کہا کہ شیخ ابوعبداللہ بن کیزانی اور فقیہ اسلان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصرف کا خرقہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیا۔ اور آپ کی کرامات بیان کیں۔ وہ دونوں جب کسی کو خرقہ پہناتے تھے تو کہتے تھے کہ ہمارے اور تمہارے شیخ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

10 - ایک شیخ پیشوا ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی عطار سراج الاولیاء ہیں۔ آپ کی صحبت میں رہے ہیں آپ سے تخریج کی ہے۔ اور آپ سے سنااور یہ بات اس سے زیادہ روشن ہے کہ اس کو بیان کیا جائے۔

11 - ایک شیخ پیشوا ابوعبداللہ محمد بن ابی المعالی اوانی شہید کے کھینچنے والے علماء مشائخ کے جمال فخرالمتکلمین ہیں۔

ان کے آپ کی طرف منسوب ہونے کی اس قدر شہرت ہے کہ جس پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں اور ترجمہ میں ان کا قصہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔

12 - ایک شیخ ابوعبداللہ بن سنان مشہور دینی ہیں۔ جو کہ فقہاء زاہدوں کے شیخ ہیں۔

خبر دی مجھ کو فقیہ ابومحمد عبدالجبار بن محمد علی قریشی مصری مودب نے۔ کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالربیع سلیمان بن احمد بن علی مشہور ابن المغریل نے کہا کہ ہمارے شیخ ردینی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب تھے۔ ان کی عظمت کرتے اور جب ان کے مناقب کرتے تو یہ شعر پڑھتے تھے۔

حسنک لا تنقضی عجائبہ کالبحر حدث عنہ ولا حرج

تمہارے حسن کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ اس کی مثال سمندر کی ہے

کہ اس کی باتیں کر اور کوئی حرج نہیں۔

13 - ایک شیخ بزرگ ابو علی حسن بن عبداللہ بن رافع انصاری و میاطی ہیں جو کہ مشہور قصار (دھوبی) ہیں مفتی سرحد سید المدرسین والا اولیاء ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو محمد طلحہ بن وزین عبدالرحیم جزری مصری نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالعظیم بن شیخ ابو محمد عبدالکریم بن محمد مقری مشہور ابن لیاسمینی نے کہا کہ ابو علی قصار شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب تھے اور لوگوں کو ان کی طرف منسوب ہونے کے لئے بلاتے تھے۔ ان سے میں نے کئی مرتبہ سنا وہ کہتے تھے کہ خدا کی تعریف ایمان واسلام ہے اور کتاب و سنت پر ہے۔ اور اس پر کہ ہم شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوستوں میں سے ہیں۔

14 - ایک شیخ محمد ابو طلحہ بن مظفر بن غانم علثی ہیں۔ جو کہ فقہاء محدثین و زاہدوں کے شیخ اور رکن ایمان ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو علی حسین بن سلیمان تمیمی حریمی نے کہا خبر دی ہم کو ابو محمد یوسف بن حسن علثی مقری نے کہا کہ شیخ طلحہ علثی شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تھے وہ ان کو دیگر مشائخ زمانہ پر ترجیح دیتے تھے۔

15 - ایک شیخ ابوالخلیل احمد بن اسعد بن وہب بن علی بغدادی ہروی ہیں جو کہ قاریوں کے جمال ہیں وہ آپ کی طرف منسوب ہیں۔ اور آپ سے علم حاصل کیا ہے۔

خبر دی مجھ کو فقیہ ابوالفضل احمد بن یوسف بن محمد ازجی نے کہا خبر دی ہم کو میرے چچا شیخ ابوالغنائم رزق اللہ بن محمد بن احمد بن علی نے کہا کہ میں نے امام ابو منصور عبدالسلام بن امام ابو عبداللہ بن عبدالوہاب سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ کو بڑے شیخ احمد بن اسعد نے کہا کہ مجھ پر اللہ عزوجل نے مہربانی کی ہے وہ تیرے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ میں نے ان

سے خرقہ و علم حاصل کیا ہے۔ اور مجھ کو ان سے محبت تھی۔

16 - ایک شیخ فاضل ابو البقاء محمد ازہری صریفین تاج العلماء ہیں۔ ایک بڑے شیخ ابو محمد یحییٰ بن برکتہ محفوظ دبیقی بابصری ہیں جو کہ عراق کے جمال ہیں۔ یہ دونوں آپ کی طرف منسوب ہیں۔ اور آپ سے علم حاصل کیا اور آپ سے سنا ہے اس کی مجھے خبر دی ہے فقیہہ ابو نصر غانم بن فتح بن یوسف ہاشمی کرخی نے کہا خبر دی ہم کو شریف ابوالقاسم ہبتہ اللہ بن منصوری خطیب نے اور اس کا ذکر کیا۔

17 - ایک شیخ ابوالحسن علی بن احمد بن وہب ازجی رئیس اصحاب ہیں آپ کی صحبت میں رہے۔ آپ کے پاس شغل علم کرتے رہے آپ سے حدیث سنتے رہے۔

اس کی مجھے خبر دی ہے ابوالحسن یوسف بن شعبان بن مضر بن علی ہلالی ماردینی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابوصالح نصر نے اور اس کا ذکر کیا۔

18 - ایک قاضی القضاۃ ابوالحسن علی ہے اور اس کے بھائی قاضی بزرگ ابو محمد حسن ہیں۔ یہ تینوں فرزندان قاضی ابوالحسن علی بن قاضی القضاۃ ابو عبداللہ محمد بن علی دامغانی تاج الائمہ سراج الاحکام و العلماء کے ہیں۔

خبر دی ہم کو ابواحمد عبدالملک بن قنیان بن عیسیٰ ازجی نے کہا کہ خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن النفیس بن نورالدین یوردمر اماموتی نے کہا کہ دونوں قاضی ابوالحسن اور اس کے بھائی ابو محمد حسن دامغانی کی اولاد میں سے تھے۔ اگلے پچھلے سب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔ ان کے ساتھ اپنی صحبت کا ذکر بھی کرتے تھے۔

اور قاضی القضاۃ ابوالقاسم عبدالملک بن عیسیٰ بن ادریس ماردینی شافعی قاضیوں کے جلال اور اسلام کے جمال اور ان کے بھائی امام ابو عمرو عثمان شرف الاسلام فخر العلماء اور ان کے فرزند بڑے قاضی ابوطالب عبدالرحمٰن

مفتی عراق پیشواء علماء ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو طالب عبدالعزیز سالم مصری مقری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالعزیز بن ابراہیم کھجور فروش محدث نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابوالفضل احمد بن عبدالعزیز عسقلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ عادل نے مصر میں کہا کہ قاضی ابوالقاسم بن درباس اور اس کے فرزند شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب تھے۔ آپ کی کرامات کو ان دونوں نے لکھا ہے۔

19 - ایک شیخ امام ابواسحٰق ابراہیم بن ہربیل بن نصر مخزومی نابینا قاریوں فقہاء زاہدوں کے تاج اور صدر المدرسین ہیں۔ ان کے فرزند شیخ ابو محمد عبداللہ عدول و فقہاء کے شیخ ہیں۔

20 - ایک شیخ ابوعبداللہ محمد بن شیخ امام رسلان بن عبداللہ فقیہ شافعی قاریوں صلحاء کی زینت ہیں۔ یہ سب آپ سے منسوب ہیں اور ان سب نے آپ سے خرقہ لیا ہے۔ مجھے اس کی خبر دی شیخ صالح ابو محمد اسماعیل بن علی بن یوسف بن شیب خرزمی مصری مودب نے کہا خبر دی ہم کو فقیہ مقری ابوالمهند صارم بن خلف بن علی انصاری نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالثناء احمد بن میرة بن احمد مصری سے سنا اور اس نے اس کا ذکر کیا۔

21 - ایک شیخ عالم ابوبکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ تمیمی بکری صدیقی بغدادی مفتی عراق پیشوا سا لکین ہیں۔ جنہوں نے خرقہ اور علم آپ سے حاصل کیا ہے۔ اور آپ کی صحبت میں رہے آپ سے تخریج کی آپ سے سنا ہے میں نے اس بات کو ان کی کتاب میں پڑھا ہے۔ جس کا نام ہے انوار الناظر معرفت اخبار شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

22 - ایک شیخ ابو محمد عبدالجبار بن ابی الفضل بن فرح بن حمزہ ازجی تقفی حصری شہید قاریوں اور فقہاء کے جمال ہیں۔ آپ سے علم حاصل کیا ہے۔ آپ سے سنا ہے آپ کی طرف منسوب ہیں۔ اس کی مجھے خبر دی ابوالفضل

منصور بن احمد دوری نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابوالعباس احمد بن محمد بن سہدویہ صرتیفینی نے اسی طرح ذکر کیا۔

23 - ایک فاضل فقیہ ابوالحسن علی بن ابی طالب بن ابراہیم بن نجار انصاری واعظ مفسر فخرالفقہاء ہیں۔ ان سے حکایت کی حافظ ابو طاہر سلفی نے بغداد کے عجمی مشائخ ہیں اور وہ امام ابوالفرج عبدالواحد بن محمد شیرازی کے پوتے ہیں۔ انہوں نے آپ سے خرقہ لیا۔ ان سے فقہ پڑھی ان سے حدیث سنی۔ ان کے خرقہ پہننے کا واقعہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

24 - ایک شیخ امام ابو عبداللہ عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی ہیں جو کہ امیرالمومنین فی الحدیث پکارے جاتے ہیں۔ وہ حفاظ کے جمال سید العلماء اور یکتا مشائخ زاہدوں کے سلطان ہیں۔

25_ ایک شیخ امام ابو عمرو محمد بن احمد بن محمد قدامہ مقدسی ہیں۔ جو کہ یکتا علماء اور فقہاء کے جمال کے زاہدوں کے نشان ہیں۔

26 - ایک شیخ امام ابواسحٰق ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی ہیں۔ جو کہ قراء فقہاء محدثین زاہدوں کے سردار ہیں۔

27 - ایک شیخ امام موفق الدین ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد قدامہ مقدسی ہیں جو کہ یکتا ائمہ اور علماء قراء محدثین فرنیین اولیاء کے چراغ ہیں۔

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شمس الدین عبداللہ محمد مقدسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ عالم زبانی موفق الدین بن قدامہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اور حافظ عبدالغنی نے شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے ایک ہی وقت میں خرقہ پہنا ہے۔ ہم نے فقہ ان سے پڑھی اور ان سے سنی ہے۔ ان کی صحبت سے نفع حاصل کیا ہے اور ان کی زندگی سے ہم نے پچاس راتوں سے بڑھ کر نہیں پایا۔

قاضی القضاۃ کہتے ہیں کہ مجھے یہی علم ہے کہ میرے والد اور شیخ ابو عمرو

شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی طرف منسوب ہے۔

ایک بڑے قاضی ابوالفتح محمد بن قاضی بزرگ ابوالعباس احمد بن بختیار بن علی واسطی مشہور ابن المہندائی بقیتہ السلف شیخ القضاۃ علماء کے جمال زاہدوں کے سردار ہیں۔

خبر دی مجھ کو ابوالجعد نصر بن مفتاح بن صخر بن مسدد علوی کرخی نے کہا کہ میں نے ابوطالب عبدالرحمٰن بن ابوالفتح محمد بن عبدالسمیع ہاشمی عادل سے کہا کہ میں نے قاضی ابوالفتح بن مندائی سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر ہمارے سردار اور اس شخص کے شیخ ہیں کہ جس نے اس زمانہ میں یہ امر حاصل کیا ہے۔ وہ ان سے روایت کرتے تھے۔

ایک شیخ جلیل ابو محمد عبداللہ بن حسین بن ابی الفضل جبائی ہیں جو کہ شیخ المسندین و الفقہاء ہیں۔ ان کی صحبت میں رہے۔ ان کی شاگردی کی ان سے سنا ہے۔ ان سے فقہ پڑھی ہے اس کی مجھے فقیہ ابوالفرج عبدالصمد بن احمد علی قطفنی بزار نے خبر دی ہے۔

کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالفتح نصر بن رضوان بن ثردان دارانی مقری نے پھر اس کا ذکر کیا۔

ایک شیخ فقیہ ابوالقاسم خلف بن عیاش بن عبدالعزیز مصری ہیں جو کہ فقہاء' قراء محدثین کے فخر اور بقیتہ السلف ہیں۔ ان سے خرقہ لیا۔ اور ان سے علم حاصل کیا ہے۔ ہم نے اس کے خرقہ پہننے کا قصہ پہلے بیان کیا ہے۔

ایک شیخ امام نجم الدین ابوالفرج عبدالمنعم بن علی بن نصیر بن صیقل حرانی ہیں جو کہ یکتاء علماء اور فضلاء متکلمین کی زینت ہے وہ ان کی طرف منسوب ہیں اور ان کو شیخ مانا ہے۔ اس کے فرزند ہمارے شیخ نجیب الدین ابوالفتوح عبداللطیف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خبر دی ہے اور اس کا ذکر کیا ہے۔

ایک شیخ پیشواء ابوالحسن علی بن ابراہیم بن حداد یمنی میں جو کہ مشائخ

یمن کے استاد اور فقہاء محدثین کے فخر ہیں۔

خبر دی مجھ کو فقیہ ابوالیمن برکات بن شیخ عارف ابو محمد عطیف بن زیاد مقری یمنی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سناوہ کہتے تھے کہ مجھ کو شیخ عبداللہ اسعدی نے کہا کہ جب میرے سردار شیخ محی الدین کا معاملہ یمن میں شروع ہوا تو میں نے شیخ علی بن حداد سے خرقہ لیا۔ اور انہوں نے خرقہ ان سے (یعنی شیخ عبدالقادر سے) لیااور انہیں سے تخریج کی ہے۔ اہل یمن کو ان کی طرف منسوب ہونے کو بلایا۔ پھر یمن کی طرف خبر آئی کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سال حج کرنے کو چلے ہیں۔ پھر میں نے حج کیا کہ ان کو دیکھوں۔ تب میں نے ان کو عرفات میں پایا۔ اور ان سے خرقہ لیا اور ان سے حدیث نبوی سنی اور اسکے سبب میں نے اس دن کو مشہور کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک شیخ ابو حفص عمر بن احمد یمنی ملقب بہ بحر اور علماء و صلحاء کے جلال ہیں۔

ایک شیخ ابو محمد مدافع بن احمد ہیں جو کہ فقہاء زیاد کے جمال ہیں۔

ایک شیخ ابواسحٰق ابراہیم بن بشارۃ بن یعقوب عدنی مقری محدث بقیہ السلف ہیں۔ ان سب نے خرقہ لیا ہے۔ اور ان کی طرف منسوب ہیں۔

مجھ کو اسکی خبر فقیہ ابو علی حسن بن غرفہ بن حسین زبیدی نے دی ہے۔ کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو محمد عبداللہ بن مبارک کرمانی نے کہا کہ میں نے فقیہ صالح ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابی الصیف سے سنا اور اس کو ذکر کیا۔

ایک شیخ پیشواء ابوالقاسم عمر بن مسعود ابن ابی العز بغدادی مشہور بازار پیشواء اولیاء عمدۃ الفقہاء ہیں ان سے فقہ پڑھی اور ان سے تخریج کی۔

خبر دی مجھ کو شیخ امام شمس الدین ابو عبداللہ مقدسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ انہوں نے شیخ عمر بزار کے فتاویٰ کو بغداد میں دیکھا اور اس کی نسبت

کی شہرت دلیل سے مستغنے ہے۔

ایک شیخ صالح ابو عبداللہ شاہ میر بن محمد بن نعمان جیلانی فقیہ زاہد ہیں ان سے فقہ حاصل کی۔ ان سے علم حاصل کیا انہیں کی طرف منسوب ہیں۔

اس کی خبر دی مجھ کو ابو موسیٰ بن یحییٰ بن اسحٰق قرشی ابن قائد الدوانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللہ بن محمد حسن بادرانی قاضی القضاۃ نے پھر اس کا ذکر کیا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ایک پیشواء ابو عبداللہ بطائحی .علبک کے رہنے والے مشائخ کے جمال اولیاء کے پیشواء فقہاء کے فخر ہیں۔ ان سے خرقہ و علم لیا ہے مشائخ شام کو انہوں نے خرقہ پہنایا۔ وہ شام کے شیروں کے شیخ ہیں۔ وہ سلطان العارفین ابو محمد عبداللہ بن عثمان یونینی ہیں۔

ایک شیخ الشیخ امام ابو محمد ابراہیم بن محمود .علبکی مشہور بطائحی ہیں جو کہ قرار کے شیخ فقہاء محدثین کے جمال ہیں۔ ان کی نسبت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایسی مشہور ہے کہ جس کے بیان کی ضرورت نہیں۔

ایک شیخ امام ابوالحرم مکی بن امام ابو عمرو عثمان بن اسماعیل بن ابراہیم سعدی ہیں جو کہ علماء محدثین زاہدوں کے جمال ہیں۔ اسکے صاحبزادہ شیخ موفق الدین ابو القاسم عبدالرحمٰن علماء و اولیاء کے سردار ہیں۔ تصانیف مشہورہ کے نظم و نثر میں مصنف ہیں۔

ایک ابوالبقا صالح بہاؤالدین نورالاسلام زین العلماء ہیں۔

خبر دی مجھ کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور کتانی نے کہ شیخ ابوالحرم اور اس کے فرزند موفق کا یہ حال تھا کہ جب وہ کسی سے تصوف میں عہد لیتے تو یہ کہتے تھے کہ ہمارے پیشواء اور تیرے پیشواء شیخ عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں کہتا ہوں کہ میں نے ان دونوں کے خط دو موقعہ پر دیکھے ہیں کہ جن میں ان دونوں کے خرقہ و صحبت کی نسبت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف مذکور ہے۔

ایک شیخ امام یکتا ابوالبقاء عبداللہ بن حسین بن عبداللہ عکبری بصری نابینا ہیں جو کہ فقہاء نحویوں صرفیوں لغویوں اصولیوں کے سردار ہیں۔ وہ رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ مختلف علوم کے امام تھے مفید تصانیف کے مصنف ہیں۔

شیخ ابوالبقاء کا حاضر خدمت ہو کر جواب کے بعد مرید ہونا

خبر دی ہم کو ابوالفضل بن منصور بن احمد دوری نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ فقیہ ابوالعباس احمد بن محمد بن سمدویہ صر یفینی نے اور خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ازدمر نے کہا کہ خبر دی ہم کو زین الدین عبداللہ بغدادی مشہور ابن المعالج نے ان دونوں سے کہا کہ ہم نے اپنے شیخ ابوالبقاء عکبری رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا پہلے میں کبھی حاضر نہ ہوا تھا اور نہ آپ کا کلام کبھی سنا تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ میں اس مجلس میں حاضر ہو کر اس عجمی کلام کو سنوں۔ میں مدرسہ میں داخل ہوا اور دیکھا کہ آپ کلام کر رہے ہیں۔ تب آپ نے اپنا کلام قطع کیا اور کہا اے آنکھوں اور دل کے اندھے تو اس عجمی کے کلام کو کیا سنے گا۔ پھر میں نہ رہ سکا۔ یہاں تک کہ آپ کی کرسی تک پہنچ گیا۔ میں نے اپنا سر کھولا۔ اور ان سے عرض کیا کہ مجھے آپ خرقہ پہنائیں تب آپ نے مجھے خرقہ پہنایا۔ اور فرمایا کہ اے عبداللہ اگر خدا تعالٰی نے مجھ سے تمہارے انجام کی خبر نہ دی ہوتی تو تم ہلاک ہی ہو گئے ہوتے۔

ایک شیخ بزرگ ابو محمد عبدالرحمٰن ابن امام ابو حفص عمر بن غزال واعظ ہیں جو کہ فقراء و محدثین کی زینت ہیں۔

ایک شیخ ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام ابو محمد محمود جوتا فروش ہیں جو کہ فقہاء محدثین کے جمال ہیں۔

ایک شیخ ابوالقاسم بن ابی بکر احمد بن ابوالسعاوت احمد بن کرم بن غالب زین الاسلام فخر المحدثین ہیں۔

ایک اس کے بھائی شیخ ابوالعباس احمد بن شیخ ابوبکر احمد عمدۃ الحفاظ ہیں۔

ایک شیخ ابوبکر عتیق مشہور معتوق بن ابی الفضل رئیس الاصحاب والفقہاء بند بیجون ازجیون۔ یہ سب شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہیں اور ان سے ان سب نے سنا ہے۔

مجھے اس کی خبر ابوالخیر سعداللہ بن ابی غالب احمد بن علی ازجی نے دی ہے کہا خبر دی ہم کو شیخ محی الدین ابوعبداللہ محمد بن علی توحیدی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابوالعباس احمد بن ابی بکر مندلیجی نے اسکا ذکر کیا۔

ایک امام حافظ ابو محمد عبداللہ بن ابی نصر محمود بن المبارک خباندی معروف ابن خفہ تاج الحفاظ ہیں۔ جنھوں نے ساٹھ سال تک حدیث بیان کی۔ اور تصانیف مفیدہ تصنیف کیں۔ اور جامع مصر میں ان کا حلقہ تھا۔ وہ اپنے وقت میں عراق میں تھے۔

خبر دی مجھ کو فقیہ ابوالحسن علی بن ثابت بن قاسم مصری مودب نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالعزیز بن علی بن ابراہیم بن زرداد بغدادی ہمشیرہ زادہ حافظ ابوبکر محمد بن قدرۃ العارفین ابو محمد عبدالغنی بن ابی بکر شجاع ابن نقطہ نے کہا خبر دی ہم کو میرے ماموں ابوبکر نے کہا کہ میں نے حافظ ابو محمد بن خضر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان العارفین سید الزہاد اور اس شان کے امام تھے اپنے

وقت میں اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ان کو علوم شرعیہ د ینیہ سے مشرف کیا تھا اور فتاویٰ میں مضبوطی دی تھی۔ ہم نے ان کی برکت کو معلوم کیا اور ان کی صحبت سے نفع حاصل کیا۔

ایک شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی المکارم فضل بن بختیار بن ابی نصر یعقوبی حافظ واعظ خطیب مشہور حجتہ لسان المتکلمین شیخ المحدثین ہیں جو کہ آپ کی طرف منسوب ہیں اور آپ سے سنا تھا۔

مجھ کو اس کی خبر دی ابوالجعد نصر بن مفتاح بن غنر علوی کرخی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو جعفر محمد بن شیخ ابوعبداللہ عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی نے اور پھر اس کا ذکر کیا۔

ایک شیخ عارف فاضل ابوعبدالملک زیال بن ابی المعالی بن راشد بن بنهان عراقی وارد نزیل ارض مقدس ہیں۔ مشائخ اور زاہدوں کے جمال ہیں۔ ان کے فرزند ابوالفرج عبدالملک پیشواء نے فقہاء و محدثین و زاہدین ہیں۔

ایک شیخ الاسلام ابو احمد مشہور فضیلتہ صاحب تصانیف و بزرگی اور علوم شرعیہ میں بڑی درس گاہ والے ہیں۔

یہ سب آپ کی طرف منسوب ہیں آپ کے حالات بیان کر رہے ہیں ذیال رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے پاس بغداد میں داخل ہوئے۔ اور آپ کی کرامات مشاہدہ کیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

خبر دی مجھ کو ابوالقاسم محمد بن عبادہ بن محمد انصاری نے کہا کہ میں نے شیخ عبدالملک بن شیخ ذیال رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے والد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ ابواحمد مشہور فضیلتہ دونوں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعظیم کرتے تھے۔ اور لکھتے تھے کہ ہم ان کے تبع اور مقتدی ہیں اور وہ لوگوں کو اس طرف بلاتے تھے۔ میں ان دونوں کا تبع ہوں۔

ایک شیخ امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن شیخ ابوالعلی نجم بن شرف الاسلام

ابوالبرکات عبدالوہاب بن امام ابوالفرج عبدالواحد محمد بن علی انصاری خزرجی سعدی مشہور ابن حنبلی جمال الاسلام فخرالمدرسین سید الفقہاء المحدثین متکلمین اور متقیوں کی زبان ہیں۔ ان کے والد ابوعلی مفتی الانام اماموں کے چراغ امت کے جمال ہیں۔

خبر دی مجھ کو فقیہ نیک بخت ابومحمد حسین بن عمران موسیٰ بن احمد قرشی خالدی نے کہاکہ میں نے اپنے شیخ ابوالفرج حنبلی سے حلب میں بڑے بڑے علماء کی مجلس میں جو اس دن وہاں جمع تھے۔ ان میں شیخ پیشواء عالم ربانی شہاب الدین ابوعبداللہ عمر سہروردی اور ہمارے شیخ قاضی القضاۃ جمال الحکام بہاؤالدین ابوالحسن یوسف بن رافع بن تمیم وغیرہم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مشائخ کا چلا۔ میرے والد نے مجھ کو شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ اور ان کی محبت کی مضبوطی کی وصیت کی اور کہاکہ وہ بھی اس طریقہ پر تھے۔

ایک شیخ ابوالمجد عیسیٰ بن امام موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی ہیں۔ جوکہ شیخ المحدثین والفقہا ہیں۔

ایک شیخ ابوموسیٰ عبداللہ بن حافظ ابو محمد عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی جمال الحفاظ ہیں۔

ایک حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد بن عبدالرحمٰن مقدسی فخرالحفاظ اوحد زمان شرف العلماء ہیں۔

خبر دی مجھ کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابوعبداللہ مقدسی نے بطور املا کے جو میں نے ان سے اس کا سوال کیا تھا۔ کہاکہ میرے والد عماد نے فرمایاکہ میرے چچا حافظ اور ہمارے شیخ موفق اور ابو عمرو ان کی اولاد اور رشتہ دار اور فرزندوں اور ہمارے شیخ ضیاء الدین محمد اور ضیاء الدین محاسن اور قاضی نجم الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن خلف مقدسی صاحب تصانیف اور ان کے

والد امام سہاب الدین اور ابوالفرج عبدالرحمٰن بن عبدالمنعم بن عمر بن سلطان بن سرور مقدسی اور شیخ العالم ابو محمد عبدالحمید بن شیخ ابواحمد عبدالهادی بن یوسف بن محمد بن قدامہ مقدسی اور اس کا بھائی شیخ عالم مسند ابوعبداللہ محمد بھی ہیں۔ جو لوگ ان کی طرف منسوب ہیں وہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہیں۔ وہ ان کے ادب پر چلنے والے ان کی تعظیم کے معتقد ان کی محبت کو دل میں رکھنے والے۔ طریقہ میں ان کی وصیتوں کی اتباع کرنے والے تھے۔ پس جس نے ان میں سے آپ کو پایا اور ان سے مجلس کی تو اس نے ضرور ان سے علم حاصل کیا اور جس نے آپ کی ملاقات نہیں کی تو اس نے ان لوگوں سے علم حاصل نہیں کیا۔ جنہوں نے آپ سے کیا تھا۔ سلف سے خلف تک۔

ایک شیخ ابوالفتوح یحییٰ بن شیخ ابوالسعادت سعداللہ بن حسین بن محمد بن یحییٰ بن سری تکرتی ہیں۔ جو کہ جمال المحدثین ہیں۔ وہ آپ کی طرف منسوب ہیں آپ سے سنا ہے آپ سے تخریج اور تصنیف کی ہے۔ اور افادہ کیا ہے۔

خبر دی مجھ کو ابو محمد عبدالملک بن صالح بن ابی بکر تکرتی نے کہا کہ خبر دی ہم کو میرے چچا شیخ فقیہ ابوالفتح محمد بن ابی بکر علی بن احمد تکرتی نے اور اس کا ذکر کیا۔

اور شیخ ابوالفتوح نصر بن ابی الفرج محمد بن علی بغدادی مشہور ابن حصری فخرالفقراء زین العلماء ہیں۔ جنہوں نے قرآن عظیم کو ساتوں قرات کے ساتھ ضبط کیا تھا اور بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ وہ ہمیشہ آپ سے سنتے رہتے۔ اور افادہ کرتے یہاں تک کہ وہ بوڑھے ہو گئے۔ وہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہیں اور ان سے سنا ہے۔ ان کی خدمت میں علم میں مشغول رہے ہیں۔

اس کی مجھے ابوالمعالی بلال بن الفقیہ الجلیل ابوالعلاء امیہ بن نا.غہ بن

اسد ہلالی عدل نے خبر دی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ کو خبر دی میرے والد نے پھر ایسا ہی ذکر کیا۔

ایک شیخ ابو محمد یوسف بن المظفر بن شجاع عاقولی ازجی صہار ہیں۔ جو کہ بقیتہ المشائخ اور فخر الفقہاء ہیں آپ کی طرف منسوب ہیں۔ ان سے سنا ہے۔ ان سے تبرک لیتے تھے۔ ان کا اہل حقیقت کی زبان پر عمدہ کلام ہے۔

خبر دی ہم کو ان سب باتوں کی ابوالحسن علی بن ثابت ابن القاسم مودب نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن بن علی بن زرادبن احت الحافظ ابوبکر محمد بن شیخ ابو محمد عبدالغنی بن نقطہ نے کہا خبر دی ہم کو میرے ماموں ابوبکر نے اور اسکا ذکر کیا۔

ایک شیخ ابوالعباس احمد بن اسماعیل بن ابی البرکات مبارک بن حمزہ بن عثمان بن حسین مشہور ابن طبال شیخ الفقہاء والمحدثین ہیں۔ آپ کی طرف منسوب ہیں اور ان سے سنا ہے۔ اس کے فرزند فقیہ محدث صالح ابوالرضی حمزہ اور اس کے بھائی ابو عبداللہ بن اسماعیل بن حمزہ بقیہ السلف زین الاصحاب ہیں۔ یہ دونوں آپ کی طرف منسوب ہیں اور آپ سے حدیث بیان کی ہے۔ وہ فقیہ و حدیث و نیکی کے گھر میں سے ہیں۔

اس کی مجھے خبر دی ابوموسیٰ یحیٰی بن اسحٰق مقدسی ابن الدوانی نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن حمزہ بن مبارک ازجی مشہور ابن طبال نے پس ایسا ہی ذکر کیا سب کا۔

ایک شیخ فقیہ عالم ابوالفضل اسحٰق بن احمد بن غانم علثی ہیں جو کہ رکن السلام جمال المشائخ پیشوائے علماء و محدثین ہیں۔

ایک شیخ امام ابوالقاسم ہبتہ اللہ بن احمد بن ہبتہ اللہ بن عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حسین مشہور ابن المنصور جلال العلماء زین الخطباء والنقباء والمحدثین ہیں۔

ایک شیخ فاضل ابو عبداللہ محمد بن سمدویہ صرتفنی سراج العراق مفتی الفرق ہیں اور اس کے فرزند شیخ ابوالعباس احمد تاج الفقہاء والمحدثین والزہاد ہیں۔

خبر دی مجھ کو قاضی القضاۃ شمس الدین مقدسی نے کہا کہ میں نے شیخ اسحٰق علثی سے سنا وہ ان کی نسبت کا جو کہ ان کو شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھی۔ ذکر کرتے تھے۔ اور میں نے شیخ ابوالقاسم منصوری سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک سال کا تھا۔ جب کہ مجھ کو ہمارے شیخ سیدی محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لایا گیا۔ تب آپ نے مجھے خرقہ پہنایا اور اپنے تمام مرویات و مصنفات کی اجازت دی۔

میں نے شیخ کمال الدین احمد بن سمدویہ صرتفینی سے سنا کہ وہ اپنی اور اپنے باپ کی نسبت کا جو ان کو شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھی ذکر کرتے تھے۔

شیخ امام شمس الدین نے کہا کہ شیخ فقیہ فاضل ابو عمرو عثمان باسری اور شیخ امام عالم زاہد ابوالفرج عبدالرحمٰن بن بقا مشہور ابن سکاف اور شیخ امام فقیہ مسند ابوعبداللہ محمد بن طالب بغدادی واعظ اور شیخ امام صالح ابو عبداللہ محمد صالح ابوعبداللہ محمد واعظ درزی شیخ جلیل تاج الدین بغدادی۔ شیخ فاضل عالم نبیل رکن الدین مرانبٹی بغدادی حنبلی یہ سب کے سب قاری تھے اور آپ کی شان کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ آپ کے عالی قدر اور پوری فضیلت کی قدر کرتے تھے اور آپ کی طرف منسوب تھے۔

ایک شیخ عالم فاضل اسحٰق بن ابراہیم بن سعد داری علثی حنبلی ہیں۔ جو کہ فقہاء کی زبان اور فصحاء و محدثین کے فخر ہیں۔

خبر دی مجھ کو ابوزید عبدالرحمٰن بن سالم قرشی نے کہا کہ میں نے شیخ ابراہیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے منبر کی لکڑیوں پر خرقہ پہنا ہے۔ اس وقت میری عمر

سات سال کی تھی۔

ایک شیخ جلیل ابوطاہر بن شیخ پیشواء ابوالعباس احمد بن علی بن خلیل بن ابراہیم بن خلیل جوسقی صرصری خطیب جمال المشائخ عمدۃ القراء چراغ اولیاء ہیں۔ آپ سے خرقہ لیا اور علم حاصل کیاان سے سنا اور ادب لیا۔

خبردی مجھ کو ابو الحسن علی بن ابی بکر ابہری اور ابو محمد سالم بن علی و میاطی نے ان دونوں نے کہاکہ ہم نے شیخ جلیل سے سنا کہ انہوں نے ایسا ہی ذکر کیا اور علم حاصل کیا۔ ان سے سنا اور ادب لیا۔

خبردی مجھ کو ابوالحسن علی بن ابی بکر ابہری اور ابو محمد سالم ازجی مشہور ابن النحال شیخ القراء والزہاد ہیں۔ جنہوں نے آپ سے خرقہ لیا اور اکثر آپ سے سنا ہے۔

خبردی مجھ کو ابو محمد رجب بن ابوالمنصوری داری نے کہاکہ میں نے شیخ ابو بکر محمد بن نحال سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے وقت میں خرقہ پہنا تھاکہ میں سات برس کی عمر کا تھا۔

ایک شیخ رئیس ابو محمد عبدالقادر بن عثمان بن ابی البرکات بن علی بن ابی محمد رزق اللہ بن عبدالوہاب بن عبدالعزیز تمیمی بردانی بقیۃ السلف جمال الفقہاء والمحدثین ہیں۔ وہ آپ کی طرف منسوب ہیں ان سے سنا ہے۔ ان سے علم و فقہ لیا ہے۔ آپ کی بہت سی کرامات روایت کی ہیں۔

خبردی مجھ کو ان سب باتوں کی ابو محمد حسن بن بدران بن علی ازجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہاکہ میں نے شیخ فقیہ امام ابو محمد عبدالقادر تمیمی سے سنا وہ ایسا ذکر کرتے تھے۔

ایک شیخ نبیل ابو محمد عبدالعزیز بن ولف بن ابی طالب بغدادی عدل ناسخ فخرالمحدثین پیشوائے علماء وزہاد ہیں۔ انہوں نے شیخ سے پڑھا ہے اور بہت پڑھا

ہے بہت سا لکھا ہے۔ حدیث بیان کی ہے اور ان سے نفع حاصل کیا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو علی حسن بن احمد بن سلیمان تمیمی حزمی نے کہا کہ شیخ عبدالعزیز ناسخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب بلانے والے تھے۔

ایک شیخ فاضل ابو محمد عبدالعظیم بن شیخ ابو محمد عبدالکریم بن محمد مصری مشہور ابن الیاسمنی جمال القراء والفقہاء ہیں۔ وہ مشیخیت وعلم و صلاح کے گھر میں سے ہیں۔ وہ اور ان کے باپ شیخ کی طرف منسوب ہیں۔

خبر دی مجھ کو اس کی ابوالفرج عبدالرحیم بن وزیر بن حسن بن قاسم قرشی مصری مودب نے پس ان سب کا ذکر کیا۔

ایک شیخ امام حافظ ابو منصور عبداللہ بن محمد بن ولید بغدادی زین الحفاظ سراج العراق ہیں۔

ایک شیخ جلیل ابو الفرج عبدالمحسن ہیں۔ جن کو حسین کہا جاتا ہے بن محمد بن احمد بن دویرہ بصری جمال القراء والفقہاء زہادو المحدثین ہیں۔ یہ دونوں آپ کی طرف منسوب ہیں اور انہوں نے لوگوں کو آپ کی طرف منسوب ہونے کیلیئے بلایا ہے۔ آپ کے مناقب لکھے ہیں۔ آپ سے حدیث بیان کی ہے۔

مجھ کو اس کی فقیہ صالح ابو الثناء حامد بن احمد بن علی ثقفی ازجی مقری نے خبر دی ہے۔ پھر اس کا ان دونوں سے ذکر کیا ہے۔

ایک شیخ امام محمد ابراہیم بن محمود بن جوہر بعلبکی مشہور بطائحی پیشوائے مشائخ عمدۃ الفقہاء والقراء اور نشان اولیاء ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو القاسم محمد بن عبادہ بن محمد انصاری نے کہا کہ میں نے شیخ عالم پیشواء محمد ابو محمد ابراہیم بعلبکی سے سنا وہ کہتے تھے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میرے شیخ اور پیشواء خدا کی جناب تک شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ ہیں۔ اور شیخ کی طرف منسوب ہونا بیان کرنے سے مشہور تر ہے۔

ایک شیخ فاضل فقیہ ابو عبداللہ محمد بن حسین بن عبداللہ بن عیسیٰ بن ابی الرجال یونینی بعلبکی ہیں جو کہ زین الحفاظ شیخ العلماء فقہاء ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو محمد حسین بن فقیہ فاضل ابو عمران موسیٰ خالدی نے کہا کہ شیخ فقیہ تقی الدین محمد یونینی حافظ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر حکایت کرنے کے شیفتہ تھے۔ ان کی طرف بہت لوگوں کو بلاتے تھے۔ ان کی طرف اپنی نسبت کرنے کو فخر سمجھتے تھے۔ ان کی اور ان کے حکم کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔

ایک شیخ جلیل ابو عبداللہ محمد بن عبدالصمد بن ابی عبداللہ بن حمائل بن خلیل بن راشد انصاری سعدی صوفی نزیل مصر زین الفقہاء والمحدثین والزہاد ہیں۔ وہ آپ کی طرف منسوب ہیں اور بعد خدا اور رسول کے ان کے طریق کے چلنے پر اعتماد رکھتے تھے۔

اس کی مجھے خبر دی ان کے فرزند جلیل نبیل ابو عبداللہ محمد نے بس اس کا ذکر ان سے کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان لوگوں میں سے جنھوں نے آپ سے سنا ہے یہ لوگ بھی ہیں۔

شیخ ابوالقاسم ولف بن احمد بن محمد بغدادی حریمی مشہور ابن قوقا شیخ ابویعقوب یوسف بن ابراہیم ہبتہ اللہ بن محمود بن طفیل دمشقی صوفی حرضی۔ شیخ ابوالرضاء محمد بن احمد بن داؤد مودب حاسب مشہور مفید۔ شیخ ابوطالب عبدالرحمٰن بن ابی الفرج ابوالعباس احمد بن مطیع باجسرادی شیخ حافظ ابوالحسن علی بن نفیس بن ابوزیدان بن حسام بغدادی مامونی جنھوں نے آپ سے فقہ بھی پڑھی ہے۔ شیخ ابوہریرہ محمد بن ابی الفتح لیث بن شجاع بن مسعود بغدادی ازجی دیناری نابینا مشہور ابن الوسطائی شریف ابوالقاسم اکمل بن مسعود بن عمر بن عمار ہاشمی شیخ پیشواء ابو محمد علی بن ابی بکر بن ادریس ادریسی روحانی یعقوبی۔ شیخ

ابوبکر محمد بن نصر بن نصار بن منصور بغدادی ازجی مقری۔ شیخ فاضل ابو طالب عبداللطیف بن شیخ ابوالفرج محمد بن شیخ ابوالحسن علی بن حمزہ فارس بن محمد حرانی پھر بغدادی تاجر جوہری مشہور ابن السقطی۔

وہ ان لوگوں میں سے سب سے آخر ہیں۔ جنہوں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے۔ جہاں تک ہم جانتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین۔

اور ان لوگوں میں سے کہ جنہوں نے آپ سے فقہ پڑھی ہے۔ اور آپ سے سنا ہے۔ آپ کی اولاد اور ذریت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ (ابن سقطی) عالم فاضل بزرگ صاحب جمال اہل علم و خیر کی تعظیم کرنے والے پسندیدہ عقول و تقویٰ و مرتبہ و صاحب فضیلت ظاہرہ تھے۔ ان میں سے جو عالم تھے۔ ایک شیخ امام سیف الدین ابو عبداللہ عبدالوہاب جمال الاسلام پیشوائے علماء فخرالمتکلمین ہیں۔ جنہوں نے اپنے والد سے فقہ پڑھی۔ اور ان سے حدیث سنی اور لوگوں سے بھی سنی۔ ابو غالب احمد بن الحسن بن بنا۔ ابی منصور عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالواحد ابوالحسن محمد بن احمد بن صرمی۔ ابوالفضل محمد بن عمر اموی۔ ابوالوقت عبدالدول بن عیسیٰ شجری وغیرہم۔

وہ بلاد عجم کی طرف طلب علم میں گئے اور اپنے والد کے بعد مدرسہ میں درس دینے لگے۔

حدیث بیان کی اور وعظ کیا۔ فتویٰ دیا۔ ان سے بہت لوگوں نے تخریج کی ہے۔ ان میں سے شریف ابو جعفر بن ابی القاسم لبیب بن النفیس بن ابی الکرم یحیی الحسینی بغدادی اور شیخ صالح ابوالعباس احمد بن عبدالواسع بن امیر بن شافع جیلی وغیرہما ہیں۔

وہ بغداد میں جمعرات کی رات 25 شوال 593ھ میں فوت ہوئے اور اگلے دن مقبرہ حلبہ میں دفن ہوئے۔ ان کی پیدائش ماہ شعبان 522 ھ میں ہوئی،

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک شیخ امام اوحد شریف الدین ابو محمد بن ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن عیسیٰ بھی ہے۔ شرف الاسلام جمال العلماء چراغ عراق و مصر ہیں۔ دو زبانوں اور دو بیانوں والے متکلمین کی زبان ہیں۔ اپنے والد کی خدمت میں فقہ پڑھی اور انہی سے حدیث سنی اور ابوالحسن محمد بن صرمی۔ ابوالوقت عبدالدول سخری وغیرہم سے بھی سنی۔ درس دیا۔ حدیث بیان کی۔ وعظ کیا فتویٰ دیا۔ ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام جواہر الاسرار ولطائف الانوار ہے۔ جو کہ علوم صوفیہ میں ہے۔ اس کے مضمون نہایت فصاحت وضاحت سے بیان کئے ہیں۔ اور اس میں حقائق کے پردے خوب کھول دیئے ہیں مصر میں وہ آئے اس میں حدیث سنائی اور وعظ کہا۔ وہاں کے رہنے والوں نے ان سے تخریج کی۔ ان میں سے ابوترار ربیعہ بن حسن بن علی بن عبداللہ حضرمی صنعانی شافعی حافظ۔ شیخ ابوالغنائم مسافر بن عمر بن مسافر مصری موتلفی حنبلی مودب۔ شیخ ابو الثناء احمد بن مبسرہ بن احمد بن موسیٰ بن غنائم عدوانی پھر مصری خلال حنبلی۔ شیخ ابوالثناء حامد بن شیخ ابوالعباس احمد بن احمد بن حامد بن مفرج بن غیاث ارتاجی مصری فقیہ مقری اور اس کے چچا شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد فقیہ محدث شیخ ابوالمنصور ظافر بن طرخال بن جواب غسانی شافعی مقری نحومی لغوی وغیرہم ہیں۔

وہ فصیح و تیز زبان تھے۔ مصر میں 573ھ میں فوت ہوئے اور اس کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ وہ وسیع العلم اور بڑی فضیلت والے کامل عقل متواضع تھے۔ باوجود یہ کہ ان کاقدر بڑا اور مرتبہ بلند تھا۔ وہ امر آخرت پر متوجہ تھے۔

ایک بزرگ امام شمس الدین ابو محمد ہیں۔ جن کی کنیت ابو بکر عبدالعزیز بھی ہے۔ جمال عراق فخرالعلماء ہیں۔ اپنے والد سے فقہ پڑھی اور ان سے

حدیث سنی ابو منصور عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالواحد قزار۔ ابوالفضل احمد بن
طاہر مہنی محمد بن ناصر السلامی ابوالوقت عبدالدول بن عیسیٰ شجری وغیرہم سے۔
حدیث بیان کی اور وعظ کہا۔ درس دیا۔ ان سے بہت لوگوں نے تخریج کی۔ وہ
ایک خوبصورت ثقہ مثلاشی سخی وافر عقل کثیرالعلم متواضع حسن الاخلاق تھے۔
انہوں نے جیال کی طرف جو کہ سنجار کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔
کوچ کیا تھا اور اسی کو وطن بنایا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
اور شیخ امام جمال الدین ابو عبدالرحمٰن ہیں جن کی کنیت ابوالفرج بھی ہے۔
عبدالجبار سراج العلماء ہیں مفتی عراق ہیں۔ اپنے والد سے فقہ پڑھی اور ان
سے حدیث سنی اور ابو منصور عبدالرحمٰن قزاز نے۔ ابوالحسن محمد بن احمد
صرمی۔ ابوبکر محمد بن عبداللہ بن زعفرانی اور ابوالوقت شجری سے سنی۔ حدیث
بیان کی اور وعظ کہا اور درس دیا۔ اور ان سے لوگوں نے نفع حاصل کیا۔

وہ عمدہ خصلت والے وسیع سینہ زائد عقل حق امر کی جلد اطاعت کرنے
والے اپنی روایات میں ثابت قدم بزرگ کے دوست تھے۔ علم ان کے ہاتھ
میں روشن تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور شیخ امام اوحد حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق سراج عراق جمال
الائمہ فخر الحفاظ شرف الاسلام پیشوائے اولیاء تھے اور اپنے والد سے فقہ
پڑھی۔ ان سے الور ابو محمد حسن بن احمد بن صرمی۔ ابوالفضل محمد بن عمر
اموی۔ احمد بن طاہر مہنی۔ محمد بن ناصر سلامی۔ ابوبکر محمد بن عبداللہ بن زعفرانی
ابوالکرم مبارک بن حسن سہروردی ابوالوقت عبدالدول شجری شریف۔ ابو جعفر
احمد بن محمد بن عبدالعزیز عباسی ابوالقاسم سعید بن احمد بن النبا اور ایک بڑی
جماعت سے حدیث بیان کی املا کیا درس دیا۔ تخریج کی۔ فتویٰ دیا۔ ان سے
بہت لوگوں نے تخریج کی ہے۔ ان میں سے شیخ امام جلیل مہذب الدین
ابوالفضل اسحٰق بن احمد بن غانم علثی اور شیخ فاضل عارف تقی الدین ابوعبداللہ

محمد بن جمیل بغدادی اور شیخ فاضل عارف زاہد ابوالحسن علی بن احمد مشہور معمم اور شیخ فاضل زاہد ابوالحسن علی بن احمد رویا وغیرہم ہیں۔

وہ لوگوں میں نہایت عمدہ اخلاق اور زیادہ سالم اور وسیع بازو۔ کثیر العلم وافر العقل اور دائم فکر۔ بڑے خاموش۔ صحیح زہد علم پر متوجہ ہونے والے تھے۔ اہل علم کی عزت کرتے تھے۔ اپنی روایات میں جانچ پڑتال کرتے تھے۔ اپنے افعال و اقوال میں عادل تھے۔ ان سے بیان کیا گیا ہے کہ تیس سال تک انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اپنے رب عزوجل سے حیا کی وجہ سے نہیں اٹھایا۔

اس امر کی خبر دی مجھ کو ابوالفرج احمد بن محمد بن صالح ازجی اور ابو محمد عبداللہ بن اسماعیل بن یوسف بن قاسم حنبلی نے ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ امام محی الدین ابو عبداللہ محمد اور اس کے بھائی شیخ سیف الدین ابو ذکریا یحییٰ نے ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے والد ابو صالح نصر قاضی القضاۃ نے مدینہ الاسلام بغداد میں اس کا ذکر کیا۔

وہ بعد میں 6 شوال 603ھ میں فوت ہوئے اور اگلے دن باب حرب میں دفن ہوئے۔ ان کا مولد ماہ ذی قعد 528ھ میں ہوا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور شیخ بزرگ ابواسحاق ابراہیم زین الفقہاء جمال المسندین ہیں۔ جنہوں نے اپنے والد سے فقہ پڑھی۔ اور ان سے حدیث اور شیخ ابوالقاسم سعید بن ابی غالب احمد بن الحسن بن النبا اور ابوالوقت عبدالدوال بن عیسیٰ سے بھی سنی اور ان لوگوں سے بھی جو ان دونوں کے طبقہ میں تھے۔

حدیث بیان کی وہ ثقہ متواضع کریم الاخلاق تھے۔ اہل علم کی عزت کرتے تھے۔ واسطہ کی طرف کوچ کیا تھا اور وہیں 592 میں فوت ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور شیخ بزرگ و دانا فاضل ابوالفضل محمد بن رئیس الاصحاب جمال

المسندین ہیں۔ اپنے والد سے فقہ پڑھی اور ان سے حدیث سنی اور ابوالقاسم سعید بن احمد بن النبا اور ابوالوقت شجری وغیرہم سے بھی سنی۔

حدیث بیان کی وہ ثقہ پاک دامن تھے۔ بغداد میں 25 ذیقعد 600ھ میں فوت ہوئے اور اسی دن مقبرہ حلبہ میں دفن کئے گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور شیخ اصیل ابو عبداللہ عبدالرحمٰن بقیۃ السلف ہیں۔ جنہوں نے اپنے باپ سے حدیث سنی اور لڑکپن ہی میں ان سے استفادہ کیا اور ابوالقاسم بن حسین ابی غالب احمد بن الحسن النبا سے بھی سنی کہتے ہیں کہ انہوں نے حدیث بیان کی اور وہ بغداد میں 27 صفر 527ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی پیدائش 508ھ میں ہوئی ان کی عمر اور اولاد سے بڑی تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور شیخ فاضل فقیہ عالم جلیل ابوزکریا یحییٰ ہیں۔ جنہوں نے اپنے والد سے فقہ حاصل کی اور ان سے حدیث سنی اور نیز ابوالفتح محمد بن عبدالبانی وغیرہم سے سنی اور حدیث بیان کی اور اس سے نفع حاصل کیا۔ مصر میں آئے۔ وہ فقیہ عالم تھے پسندیدہ اخلاق خوبصورت علم اور اہل علم کے شائق تھے۔ وہ بغداد میں نصف شعبان 600ھ میں فوت ہوئے اور اپنے بھائی عبدالوہاب کے پاس دفن کئے گئے۔ ان کی پیدائش 6 ربیع الاول 550ھ میں ہوئی۔ اور وہ اپنے والد کی اولاد میں سب سے چھوٹے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور شیخ امام ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ سراج الفقہاء زین المحدثین بقیۃ السلف ہیں۔ جنہوں نے اپنے والد سے فقہ پڑھی اور ان سے حدیث سنی اور نیز ابوالقاسم سعید بن احمد بن النباء ابوالفضل محمد بن ناصر حافظ ابوالوقت عبدالدول عیسیٰ بحری اور ابوالفتح محمد بن عبدالباقی بن احمد وغیرہم سے سنی دمشق میں حدیث بیان کی اس میں آباد ہوئے اور نفع حاصل کیا۔ مصر میں داخل ہوئے وہ فاضل ادیب متقی پاک دامن تھے۔ عقیہ میں فقہ حاصل کی بقیۃ السلف تھے۔ دمشق کو وطن بنایا اور اسی میں یکم جماوی الاخر کی شب 618ھ میں

فوت ہوئے اور کوہ فاسیوں کے نیچے دفن کئے گئے۔ ان کی پیدائش آخر ماہ ربیع الاول 539ھ میں ہوئی اور کہتے ہیں 77 میں اور وہ اپنے والد کی اولاد میں سے سب سے آخر فوت ہوئے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور شیخ امام عالم فاضل عفیف الدین بن مبارک بغدادی ہیں جو کہ جمال الفقہاء فخرالمحدثین کی اولاد میں سے ہیں۔ اپنے دادا وغیرہ سے فقہ حاصل کی اور ان سے حدیث سنی اور ابوزرعہ ظاہر بن حسین زراورازی اور ابوبکر احمد بن المقرب بن حسین فقیہ کرخی ابوالقاسم یحییٰ بن ثابت بن بدران بن ابراہیم دینوری اور قاضی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بیضاوی۔ ابوالوقت عبدالدول بن عیسیٰ سجری وغیرہم سے سنی وہ ثقہ صالح فقیہ فاضل بڑے عقل مندو علم دوست ضروریات پر متوجہ ہونے والے خو شخلی اور زود نویسی میں مشہور تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک شیخ امام منصور عبدالسلام بن امام سیف الدین ابو عبداللہ عبدالوہاب جمال الفقہاء زین العلماء والمحدثین ہیں۔ جنہوں نے فقہ اپنے دادا اور باپ سے پڑھی اپنے جد سے حدیث سنی اور ابوالحسن محمد بن اسحاق بن صابی اور ابوالفتح محمد بن عبدالباقی بن احمد وغیرہم سے سنی۔ خود پڑھتے تھے اور اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اپنے دادا کے مدرسہ وغیرہ میں درس دیا کرتے تھے۔ حدیث بیان کرتے تھے۔ فتویٰ دیتے تھے۔ چند ریاستوں کے مالک بنے ان سے اہل بغداد کی ایک جماعت نے تخریج کی ہے۔ عمدہ روشن کثیرالعلم، کثیرالحلم پسندیدہ اخلاق اہل علم و خیر کی تعظیم کرنے والے تھے۔ اپنے قول و فعل میں ثقہ تھے۔ بغداد میں رجب 611 میں فوت ہوئے اور اسی دن مقبرہ حلبہ میں فوت ہوئے۔ ان کی پیدائش آٹھویں رات ماہ ذی الحجہ 548 میں ہوئی اور ان کے بھائی شیخ فقیہ ابوالفتح سلیمان بقیۃ السلف زین العراق ہیں۔ جنہوں نے بہت لوگوں سے حدیث سنی ہے اور حدیث بیان کی۔ علم، حلم، سخاوت میں ان کا روشن ہاتھ

تھا۔

اور شیخ امام قاضی القضاۃ عمادالدین ابوصالح نصر بن امام حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق سراج العلماء فخرالفضلاء پیشوائے مشائخ مفتی عراق ہیں۔ جنہوں نے اپنے والد وغیرہ سے فقہ پڑھی اور اپنے والد اور اپنے چچا ابوعبداللہ عبدالوہاب سے حدیث سنی اور اپنے باپ کے افادہ سے ابوہاشم عیسیٰ بن احمد روشانی۔ ابو شجاع سعید بن سامی بن عبداللہ جمالی ابواحمد سعدبن بلداک جبویلی۔ ابوالعباس احمد بن المبارک مرفغانی ابوالحسین عبدالحق بن عبدالخالق بن احمد بن یوسف ابوعبداللہ مسلم بن ثابت بن نحاس ابوالفضل عبدالمحسن بن برمک کاتبہ شہدۃ بنت ابونصر ابری فخرزمان خدیجہ بنت احمد ہزدانی وغیرہم سے حدیث سنی۔

ان کو دوحافظوں ابوالعلاء حسن بن احمد ہمدانی اور ابوطاہر احمد بن محمد اصفہانی وغیرہم نے اجازت دی ہے اور قاضی القضاۃ ابوالقاسم عبداللہ بن حسین دامغانی وغیرہم کے پاس حاضر ہوئے ہیں درس دیا اور حدیث بیان کی املا کہا اور وعظ کہا فتویٰ دیا۔ مدینہ الاسلام میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مقرر کیئے۔ اہل بغداد کے بہت لوگ علم شریعت و حقیقت میں آپ سے تخریج کرنے لگے۔ میں مصر میں ان میں سے بہت لوگوں کو ملا ہوں۔ فقیہ عالم فاضل عارف زاہد کثیرالفضل کامل عقل وسیع سینہ والے حسن اخلاق ضروریات پر متوجہ ہونے والے۔ علم دوست۔ اہل علم کی عزت کرنے والے متواضع سچے ثقہ اپنی روایات میں متلاشی تھے۔ آپ کی بزرگی کی شہرت اس سے مستغنی ہے۔ کہ لمبی چوڑی تعریف کی جائے بغداد میں 16 شوال 633ھ میں فوت ہوئے اور باب حرب میں دفن ہوئے۔ ان کی پیدائش 24 ماہ ربیع الآخر 534ھ میں ہوئی۔

ان کی والدہ ام الکرم تاج النساء بنت فضائل بن علی تکرینی ہیں۔ جس

نے اپنے خاوند حافظ ابوبکر عبدالرزاق اور ان کے والد سے حدیث سنی ہے اور ابوالفتح محمد بن عبدالباقی بن احمد سے بھی سنا۔ ان کو خیرو نیک بختی میں حصہ وافر ملا ہوا تھا۔ وہ بغداد میں 12 رجب 613ھ میں فوت ہوئیں اور باب حرب میں دفن ہوئیں۔ ان کے بھائی شیخ بزرگ ابو القاسم عبدالرحیم بن عبدالرزاق فخر الفضلاء جلال الاصحاب ہیں۔ جنہوں نے ابو الفتح محمد بن عبدالباقی بن احمد اور خدیجہ بنت احمد ابری وغیرہ سے حدیث سنی حدیث بیان کی وہ بزرگ خوبصورت بارونق دانا متواضع تھے۔ بغداد میں 7 ربیع الاول 606ھ میں فوت ہوئے اور اسی دن باب حرب میں دفن کئے گئے۔

اور شیخ فقیہ ابو محمد اسماعیل زین الرؤسا فخرالفضلاء ہیں۔ جنہوں نے بہت لوگوں سے حدیث سنی ہے۔ فقہ حاصل کی اور حدیث بیان کی وہ نیک روش بڑے خاموش رہنے والے پسندیدہ اخلاق تھے۔ بغداد میں 13 محرم 600ھ میں فوت ہوئے اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور شیخ فقیہ دانا ابو المحاسن فضل اللہ زین المسندین بقیۃ السلف ہیں۔ اپنے والد وغیرہ سے فقہ حاصل کی اور اس سے حدیث سنی اور اپنے چچا امام ابو عبداللہ عبدالوہاب اور ابو الفتح عبید اللہ بن محمد بن بخابن شانیل شیرہ فروش۔ ابو الفضل مسعود بن علی بن احمد بن الحسن ابو علی عبیدہ بن ناصر صفا' عادل' ابن یونس و ابن کلیب وہبتہ اللہ بن رمضان' عبداللہ بن حمید و یوسف عاقولی ابو السعادات مبارک جن کو نصر اللہ بن عبدالرحمان بن محمد بن عبدالواحد فزاز کہا جاتا تھا۔ مشہور ابن رزیق وغیرہ سے سنا۔ ان کو عبدالحق بن یوسف اور محمد بن جعفر بن عقیل' ابو موسیٰ اصبہانی وغیرہ نے اجازت دی ہے۔

انہوں نے حدیث بیان کی وہ نیک روشن عمدہ اخلاق لطیف خصائل ثقہ پاک دامن فاضل تھے۔ بغداد میں تاتاریوں کے ہاتھ سے شہید ہو کر فوت

ہوئے رحمتہ اللہ۔ ماہ صفر میں 656ھ میں ان کی پیدائش 574ھ میں بغداد میں ہوئی ان کی دو بہنیں ایک شیخہ صالحہ سعادۃ ہیں۔ جنہوں نے ابو الخیر عبدالحق بن عبدالخالق بن احمد بن یوسف اور ابو علی حسن بن علی بن الحسین نانبائی مشہور شیرویہ وغیرہ سے حدیث سنی وہ نیک بخت ثقہ سچی تھیں۔ بغداد میں 17 جمادی الاخر 622ھ میں فوت ہوئیں۔ ان کی نماز جنازہ ان کے بھائی قاضی القضاۃ ابو صالح نے پڑھی تھی۔

اور ایک بہن شیخہ ام محمد عائشہ ہیں۔ جنہوں نے ابو الحسین عبدالحق بن عبدالخالق بن احمد وغیرہ سے حدیث سنی ہے۔ خود حدیث بیان کی ہے وہ پسندیدہ نیک زاہدہ تھیں۔ وہ بغداد میں 13 ربیع الاول کی شب 628ھ میں فوت ہوئیں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور اگلے دن میں باب حرب میں دفن کی گئی۔

اور شیخ دانا ابو محمد عبدالرحمان بن شیخ عبداللہ جمال المشائخ شیخ العدول والزہادو المسندین ہیں وہ اپنے دادا سے حدیث روایت کرتے ہیں اور دونوں باپ قاسم نصر بن عکبری اور سعید بن احمد بن حسن بن النبا سے اور ابو مظفر ہبتہ اللہ بن احمد بن شبکی سے بھی وہ ثقہ سچے خوبصورت متواضع تھے۔ بغداد میں 26 محرم 614ھ میں فوت ہوئے رحمتہ اللہ اور ان کے بھائی شیخ الاصیل ابو محمد عبدالقادر رونق جلال الشرف بقیتہ السلف تھے۔ اپنے چچا حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق وغیرہ سے فقہ پڑھی اور ان سے حدیث سنی اور نیز ابو الحسن عبدالحق بن عبدالخالق بن احمد بن یوسف سے حدیث سنی۔ وہ اہل علم و عقل مند اور عمدہ روشن والے خاموش رہنے والے تھے۔ بغداد کے ایک گاؤں میں ماہ ربیع الاول 634ھ میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اور شیخ امام بزرگ پیشوا ابو محمد عبداللہ بن شیخ ابو محمد عبدالعزیز جمال الاولیاء شرف المشائخ ہیں۔ انہوں نے بہت لوگوں سے سنا ہے۔ میں ان کو

گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے حدیث بیان کی ہے۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وہ اپنے اہل زمانہ میں بڑے رتبہ والے بڑے کشف والے بڑی فضیلت والے بڑے چپ رہنے والے تھے۔ میں نے ان کی بہت سی کرامت لکھی ہیں۔ ان کے ترجمہ میں عنقریب کچھ ان کی کرامات کا ذکر کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ پہاڑ اور کی مٹی اور گھر تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی بہن ام احمد زہرہ تھی۔ جن کو ابوالحسن عبدالخالق اور ابو نصر عبدالرحیم عبدالخالق بن احمد بن یوسف کے دونوں بیٹوں نے اجازت دی تھی اور اسعد بن بلدرک وغیرہم سے روایت کی ہے۔ وہ حدیث بیان کرتی تھیں۔ وہ بقیتہ السلف بہتر پاکدامن تھی۔ ان کو دین اور نیکی میں عمدہ حصہ تھا اور بغداد میں 632ھ میں فوت ہوئیں۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اور شیخ اصیل ابو سلیمان داؤد بن الشیخ جلیل ابوالفتح سلیمان عبدالوہاب جمال الاسلام ہیں۔ فقہ پڑھی اور حدیث سنی اور حدیث بیان کی وہ بقیتہ السلف اور شیخ المریدین تھے اور بغداد میں 18 ربیع الاول 648ھ میں فوت ہوئے اور اگلے دن مقبرہ حلبہ میں ان کے باپ اور دادا پاس دفن کیے گئے۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اور شیخ فقیہ عالم محی الدین ابو عبداللہ محمد بن قاضی القضاۃ ابو صالح نصر سراج العلماء مفتی العراق ہیں۔ جنہوں نے فقہ اپنے والد وغیرہ کے پاس پڑھی ان سے اور ان کے سوا اور بہت سے مشائخ سے حدیث سنی۔ ان میں سے ابو اسحاق یوسف بن ابی حامد بن ابی الفضل محمد بن عمر اموی ہیں۔ حدیث بیان کی اور درس دیا اور فتویٰ دیا۔ وہ اچھی روش والے جلیل القدر کثیر العلم وافر عقل ثقہ متلاشی (علم) تھے۔ ان کا تمام عملہ کوشش سے ہوتا تھا۔ مجھ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے باپ کے دادا شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشابہ تھے۔ بغداد میں 656ھ میں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کا

بھائی شیخ الاسلام سیف الدین ابو ذکریا یحیٰ ہیں۔ جو کہ رونق عراق جمال العلماء فخرالمتکلمین ہیں۔ اپنے والد سے فقہ پڑھی ان سے اور اوروں سے بھی حدیث سنی ہے رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان میں سے ابو العباس احمد بن ابو الفتح یوسف بن ابی الحسن بن ابی الغنائم وقاق ہیں۔ حدیث بیان کی اور وعظ کہا۔ وہ فقیہ عالم فاضل فصیح دانا حسن الاخلاق متواضع تھے۔ اہل حقیقت کی زبان پر ان کا عمدہ کلام ہے۔ ان کے شعر عمدہ اور فی البدیہ صاف تھے۔ مجھ کو فقیہ امام پرہیز گار عفیف الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے شعر سنائے تھے۔

اور خبر دی مجھ کو ابو الحسن علی بن ازدمر بغدادی نے کہا کہ میں بغداد میں شیخ سیف الدین قاضی القضاۃ ابو صالح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے تمکین کی نسبت پوچھا گیا۔ تب انہوں نے جلدی یہ شعر پڑھ دیئے رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

یسقی ویشرب لا تلھیہ سکرتہ　　من الدیم ولا یلھو من الکاس

وہ شراب پلاتا ہے اور پیتا ہے۔ جس کا نشہ اس کو ہم نشین سے غافل نہیں کرتا اور نہ پیالے سے غافل کرتا ہے۔

اطاعہ سکرہ حتیٰ تحکم فی　　حال الصحاۃ وذامن اعجب الناس

اس کا سکر اس کا مطیع ہے۔ یہاں تک کہ وہ تندرستوں میں حکم کرتا ہے اور یہ لوگوں میں سے عجیب شخص ہے۔

پھر عبارت میں تغیر کر کے کہا۔

وشرب ثم یسقیھا الندامی　　ولا تلھیہ کاس عن ندیم

وہ شراب پیتا ہے اور دوستوں کو پلاتا ہے۔ اس کو پیالہ دوست سے غافل نہیں کرتا۔

لہ مع سکرۃ تائید ماح　　ونشو منشارب ومدی کریم

اس کو سکر کے ساتھ تندرست کی تائید ہے اور اس کا نشہ شراب پینے

والے اور شریف ہمنشین کا ہے۔

وہ بغداد میں تتارخانیہ کے ہاتھوں سے جن کو خدا ذلیل کرے شہید ہوئے تھے۔ ماہ صفر 656ھ میں۔

اور شیخ فقیہ عالم پرہیز گار محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد بن حامد بغدادی مشہور توحیدی فرزند حافظ ابو بکر عبدالرزاق جمال العراق فخر الفقہاء والعلماء والقراء والمحدثین والنجاۃ زین الاولیاء ہیں۔ اپنے ماموں قاضی القضاۃ ابو صالح سے فقہ پڑھی اور تخریج کی اور حدیث سنی اور پیشواء ابو محمد علی بن ابی بکر بن ادریس یعقوبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اور شیخ پیشواء شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو الفضل اسحاق بن احمد علثی اور ابو القاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ احمد بن المنصور خطیب وغیرہ سے حدیث بیان کی اور وعظ کہا اور ان سے بہت سے بغداد والوں نے تخریج کی۔ ان کا کلام بلند ہے۔ شعر عمدہ ہے۔ جو ہم نے ان سے لکھ لیے تھے۔ جن کا کچھ ذکر ان کے ترجمہ میں عنقریب کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر ہم ان کا ذکر شروع کریں اور ان سب بزرگوں کا ذکر کریں جو ان کی طرف منسوب ہیں جنھوں نے ان سے علم حاصل کیا ہے۔ یا ان سے اور ان کی اولاد وغیرہ سے تو ان کا شمار بکثرت ہو گا اور مدد کم ہو گی۔ مدت دراز خرچ ہو گی۔ ہاتھ چھوٹے ہوں گے اور میدان وسیع ہو گا۔ دل تنگ ہو گا۔ اب جو ہم نے تصور کیا تو اختصار کیا ہم نے شمار نہیں کیا۔ اور جو ہم نے ارادہ کیا اس کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل صاحب توفیق و ہدایت اور لطیف و رعایت کے لائق ہے۔

شیخ نے ایک آیت کے چالیس معنی بیان کیے

خبر دی ہم کو فقیہ ابو الحسن محمد بن ابی الفتح داؤد بن احمد قرشی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل محی الدین ابو محمد یوسف بن امام ابو الفرج عبد الرحمان بن علی بن الجوزی نے کہا کہ مجھ کو حافظ ابو العباس احمد بن احمد بغدادی بندلجی نے کہا کہ میں اور تیرا والد ایک دن شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو قاری نے ایک آیت پڑھی اور شیخ نے اس کی تفسیر میں ایک معنی بیان کیا۔ میں نے تمہارے والد سے کہا کہ تم اس معنے کو جانتے ہو۔ اس نے کہا کہ ہاں پھر آپ نے ایک اور معنی بیان فرمایا۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ تم یہ معنے جانتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ پھر شیخ نے گیارہ معنی بیان کیے اور میں تمہارے والد سے کہتا رہا کہ کیا یہ معنی جانتے ہو۔ تو وہ یہی کہتے تھے کہ ہاں۔ پھر شیخ نے ایک اور معنی بیان کیے تو میں نے تمہارے والد سے پوچھا کہ کیا یہ معنی جانتے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ یہاں تک کہ آپ نے پورے چالیس معنی بیان کیے۔ جو نہایت عمدہ اور عزیز معنی تھے اور اس کا ہر معنی اس کے قائل کی طرف منسوب کرتے تھے اور تیرے والد کہتے تھے کہ میں یہ معنی نہیں جانتا شیخ کی وسعت علم سے اس کا تعجب بڑھ گیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ہم قال کو چھوڑتے ہیں اور حال کی طرف رجوع کرتے ہیں لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ تب لوگ سخت بے قرار ہوئے۔ اور تمہارے والد نے تو اپنے کپڑے پھاڑ لیے۔

شیخ کا تیرہ علوم میں کلام کرنا

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرہ علوم میں کلام کیا کرتے تھے اور اپنے مدرسہ میں تفسیر' حدیث' مذہب و اخلاقیات کا درس دیا کرتے تھے۔ صبح اور شام کے وقت آپ سے لوگ تفسیر' حدیث' مذہب' اخلاقیات اصول نحو پڑھا کرتے تھے اور ظہر کے بعد آپ ساتوں قرآت میں قرآن پڑھایا کرتے تھے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن احمد بن علی بن ہاشمی بغدادی نے کہا کہ میں نے تینوں مشائخ شیخ محی الدین محمد شیخ سیف الدین یحییٰ فرزندان قاضی القضاۃ ابو صالح اور شیخ ابو الحسن علی نانبائی سے سنا محی الدین اور سیف نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے والد نے کہ خبر دی مجھ کو میرے والد عبدالرزاق اور چچا عبدالوہاب نے اور کہا ابو الحسن نے خبر دی ہم کو ابو القاسم عمر بزاز نے یہ سب کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بلاد عراق وغیرہ سے فتویٰ آیا کرتے تھے۔ ہم نے کبھی یہ نہ دیکھا تھا کہ آپ کے پاس رات کو فتویٰ رہتا کہ آپ مطالعہ کریں یا کچھ سوچیں۔ بلکہ پڑھنے کے بعد اس کا جواب لکھ دیتے اور آپ مذہب شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ و احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب کے موافق فتویٰ دیا کرتے تھے۔ آپ کے فتاویٰ علماء عراق کے سامنے پیش کیے جاتے تھے۔ تو ان کو آپ کے ٹھیک جواب دینے سے اتنا تعجب نہ ہوتا تھا۔ جس قدر کہ اس سے تعجب ہوتا کہ بہت جلد جواب لکھ دیتے تھے۔

اور جو شخص آپ کی خدمت میں کوئی فن حاصل کرتا تھا تو اس کی طرف اس کے بڑے بڑے ہم عصر محتاج ہوتے تھے۔

خبر دی ہم کو فقیہ نیک بخت ابو محمد الحسن بن فقیہ جلیل ابو عمران موسیٰ بن احمد خالدی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ امام ابو الفرح عبدالرحمان بن امام ابو یعلی نجم الدین بن حنبلی نے کہا کہ میں نے اپنے والد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں میں سے تھے کہ جن کی طرف عراق میں علم فتاویٰ ان کے وقت میں سپرد کر دیا

گیا تھا۔

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ المقدسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ امام موفق الدین بن قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم بغداد میں 561ھ میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ شیخ امام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سے ہیں کہ جن کو وہاں پر علم عمل حال فتویٰ نویسی کی ریاست دی گئی ہے اور طالب علم اور جگہ کا قصہ اس لیے نہیں کرتا تھا کہ آپ میں تمام علوم جمع ہیں اور آپ ان تمام طلباء کے پڑھانے میں جو آپ سے علم تحصیل کرتے تھے۔ صبر فرماتے تھے۔ آپ فراخ سینہ' سیر چشم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ میں اوصاف جمیلہ اور احوال عزیزہ جمع کر دیے تھے اور میں نے آپ کے بعد کسی اور کو ایسا نہیں دیکھا اور تمام شکار گور خر کے پیٹ میں ہوتے ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ عالم عابد عفیف الدین ابو محمد عبدالسلام بن محمد بن مزروع مصری بصری نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ سیف الدین ابو ذکریا یحییٰ بن قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ اپنے باپ عبدالرزاق سے بیان کرتے تھے کہ عجم سے ایک فتویٰ بغداد میں آیا اور وہ پہلے اس سے علماء عراقین یعنی عراق عجم و عراق عرب پر پیش کیا تھا۔ لیکن جواب شافی نہ ملا تھا۔ مسئلہ کی صورت یہ تھی کہ علماء ساوات اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے تین طلاق پر ایسی قسم کھائی کہ وہ بالضرور ایسی عبادت کرے گا کہ اس وقت تمام دنیا کے لوگوں سے وہ تنہا عبادت کرے۔ اب وہ ایسی کون سی عبادت کرے وہ کہتے ہیں کہ یہ فتویٰ میرے والد کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے فوراً یہ لکھ دیا کہ یہ شخص مکہ مکرمہ جائے اور مطاف اس کے لیے خالی کیا جائے اور وہ اکیلا سات طواف ادا کرے اور قسم کو پوری کرے تب وہ شخص بغداد میں ایک رات بھی نہ ٹھہرا۔

امام احمد بن حنبل کا قبر سے نکلنا اور شیخ سے ملاقات کرنا

خبر دی ہم کو شریف ابو العباس احمد بن شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الغنائم محمد ازہری حسینی نے کہا کہ میں نے اپنے والد اور شیخ صالح بقیۃ السلف ابو الثنا محمود جیلانی سے کہا کہ میں شیخ پیشواء ابو الحسن علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیخ بقا بن بطو کے ساتھ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی میں نے دیکھا کہ امام موصوف قبر سے نکلے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سینے سے لگایا اور ان کو خلعت پہنایا اور فرمایا کہ اے شیخ عبدالقادر بے شک میں تمہارے علم شریعت و علم حقیقت و علم حال اور فعل حال میں محتاج ہوں۔

اور ہم کو اس بات کی شیخ بقا ابو الفتح محمد احمد بن احمد بن علی سرفینی نے خبر دی ہے کہا کہ میں نے خواب میں بغداد میں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں 591ھ میں دیکھا کہ ایک بڑا وسیع مکان ہے اور اس میں بحر و بر کے مشائخ موجود ہیں اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے صدر ہیں۔ بعض مشائخ تو وہ ہیں کہ جن کے سر پر صرف ایک عمامہ ہے۔ بعض وہ ہیں کہ جن کے عمامہ پر ایک طرہ ہے۔ بعض کے دو طرہ ہیں۔ لیکن شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمامہ پر تین طرہ ہیں۔ میں ان تینوں طروں کے بارہ میں متفکر تھا جب میں اس حال میں جاگا تو آپ میرے سر پر کھڑے تھے۔ مجھے فرمانے لگے کہ خضر ایک طرہ علم شریعت کا دوسرا علم حقیقت کی شرافت کا تیسرا شرف کا طرہ۔

آپ کا علم راسخ

اس کتاب میں آپ کے کلام کے متعلق بہت گزر چکا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو اس کا یہاں اعادہ کرنا ضروری نہیں۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو الفتح محمد بن احمد بن علی صرتفینی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو الحسن علی بن سلیمان نانبائی نے کہا کہ میں نے شیخ پیشواء ابو القاسم عمر بن مسعود بزار نے وہ کہتے تھے کہ میری آنکھوں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر علوم حقائق میں کسی کو زیادہ فقیہ نہیں دیکھا۔

خبر دی ہم کو شیخ عابد ابو بکر محمد بن عبدالحق بن مکی صالح قرشی مصری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو العلم یاسین بن عبداللہ مغربی نے کہا میں نے شیخ صالح علم الزہاد وبقیۃ السلف ابو عبداللہ محمد بن احمد بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ سے اس شان کے بعض اکابر نے جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں بیان کیا کہ وہ عجم سے بغداد کو آیا اور اس پر حال وارد ہوا۔ جو اس پر غلبہ کر گیا اور اس کو مقہور کر دیا۔ جنگل کی طرف اس کو لے گیا۔ اس کا امر اس پر مشکل ہو گیا اور ایسے شخص کی طلب کا ارادہ کیا جو اس مشکل کو دور کر دے۔ تب ان سے بزبان غیب یہ بات کہی گئی کہ اس امر میں اس وقت شیخ عبدالقادر سے زیادہ فقیہ اور زیادہ عالم مشکلات و مختلفات میں نہیں ہے۔ پھر وہ اپنے دل سے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر طلب کرنے لگا تو شیخ اسی وقت حاضر ہوئے اور ان کے حال کو درست کر دیا۔ ان سے جو دور کرنا تھا وہ دور کر دیا۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو العفاف موسیٰ بن شیخ جلیل ابو عمرو عثمان بن موسیٰ بقاعی نے کہا کہ خبر دی ہم کو میرے والد نے کہا کہ میں نے دو شیخوں ابو عمرو

عثمان صریفینی اور ابو محمد عبدالخالق حریمی سے سنا اور خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن علی نے جن کا دادا ابن قوقا مشہور ہیں۔ کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو القاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ نقیب الہاشمیں نے بغداد میں کہا کہ میں نے شیخ ابو طلحہ بن مظفر بن خانم علثی سے سنا اور خبر دی ہم کو ابو القاسم عمر بن مسعود بزار نے یہ سب کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ فلاں شخص اور ان کے ایک مرید کا نام لیا یہ کہتا ہے کہ وہ عزوجل کو سر کی آنکھوں سے دیکھتا ہے پھر اس کو بلایا اور اس سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ ہاں آپ نے اس کو جھڑکا اور اس بات کے کہنے سے منع کیا اور اس سے اس امر کا عہد لیا کہ پھر کبھی یہ نہ کہنا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ اس امر میں حق پر ہے یا باطل پر تو آپ نے فرمایا کہ وہ سچا ہے۔ مگر اس کو شبہ ہو گیا ہے اور یہ اس لیے کہ اس نے اپنی چشم دل سے نور جمال کو دیکھا ہے۔ پھر اس کی باطنی آنکھ سے اس کی ظاہری آنکھ کی طرف ایک روزن ظاہر ہوا۔ تب اس کی آنکھ نے اس کی بصیرت سے دیکھا کہ اس کا شعاع اس کے نور شہود سے متصل ہے اور گمان کرایا کہ اس کی آنکھ نے وہ دیکھا جس کو اس کی بصیرت نے دیکھا تھا حالانکہ اس کی آنکھ نے وہ اس کی بصیرت سے دیکھا تھا۔ لیکن اس کو معلوم نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے کہ دو سمندروں کو چھوڑ دیا کہ وہ ملتے ہیں ان کے درمیان ایک پردہ ہے وہ ایک دوسرے پر غلبہ نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ سے اپنی مہربانیوں کے ہاتھوں پر جلال و جمال کے انوار کو اپنے بندوں کے دلوں کی طرف نازل کرتا ہے۔ پس ان سے وہ بات لیتا ہے جو کہ مصور صورتوں سے لیتا ہے اور کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اس کے پرے اس کی بزرگی کی ایک چادر ہے۔ جس کو پھاڑنے کا کوئی راستہ نہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک جماعت مشائخ و علماء کی اس موقع پر حاضر تھی۔ سو

ان کو اس کلام نے خوش کر دیا اور اس مرد کے حال کی عمدہ وضاحت سے حیران رہ گئے بعض نے تو کھڑے ہو کر کپڑے پھاڑ دیئے اور جنگل کو برہنہ بھاگ گئے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی المنصور داری نے کہا کہ میں نے سنا شیخ جلیل ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ بن شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 616ھ میں وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں اپنے ایک سفر میں جنگل کی طرف نکلا اور چند روز وہاں ٹھہرا اور مجھے پانی نہیں ملتا تھا مجھ کو سخت پیاس معلوم ہوئی۔ تو ایک بادل نے مجھ پر سایہ کیا اور مجھ پر اس میں سے ایک شے گری جو کہ بارش کے مشابہ تھی میں اس سے سیراب ہو گیا۔ پھر میں نے ایک نور دیکھا جس سے آسمان کا کنارہ روشن ہو گیا اور ایک شکل ظاہر ہوئی اس سے مجھ کو آواز معلوم ہوئی کہ اے عبدالقادر میں تیرا رب ہوں اور میں نے تم پر حرام چیزیں یا یوں کہا کہ جو چیزیں اوروں پر حرام ہیں حلال کر دیں۔ تب میں نے کہا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اے ملعون دور ہو۔ پھر وہ اندھیرا ہو گیا اور وہ شکل دھواں بن گئی۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اے عبدالقادر تم مجھ سے اپنے علم اپنے رب کے حکم اور اپنی فقہ کی وجہ سے جو تم کو اپنے مراتب کے حالات میں ہے۔ نجات پا گئے اور میں نے ایسی باتوں سے ستر اہلِ طریق مشائخ کو گمراہ کر دیا۔ میں نے کہا کہ میرے رب کا فضل و احسان ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کیونکر جانا کہ وہ شیطان ہے آپ نے فرمایا کہ اس کی اس بات سے بیشک میں نے تیرے لیے حرام چیزوں کو حلال کر دیا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ شہود ذات اور شہود صفات میں کیا فرق ہے تو فرمایا کہ جب سر (باطن) اس چیز کو دیکھے جو کہ اپنے غیر سے قائم ہے اور اپنے خلاف کے پردہ میں ہے اور اپنے معنی میں چھپا ہوا ہے اور اس وجود کے ساتھ

جو اس کے سوا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔ سو وہ شہود صفات ہے۔ کیونکہ اس کا قیام اس کے موصوف کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کے ظہور سے یہ ضروری ہے کہ اس کے اطراف سے کوئی طرف چھپ جائے۔ کیونکہ ایسے وصف کے ہوتے ہوئے وجود وغیر کے وجوب کی طرف جاذب ہے۔ شہود ذات مفقود ہے اور اس کے خلاف سے پردہ میں ہے۔ کیونکہ جو شخص جمال کو دیکھتا ہے تو وہ ظہور جلال کے لیے قوی نہیں ہوتا اور جو شخص کمال اور رونق کا خوگر ہوتا ہے۔ وہ اس کی عظمت و کبریاء کی وجہ سے ثابت نہیں رہتا اور وصف در حقیقت ظہور غیر کے وقت حقیقت سے محجوب نہیں ہوتا بلکہ شاہد کے شہود سے محجوب ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وصف ظاہری شہود وصف باطنی پر غالب ہوتا ہے اور اس کے معنی میں چھپ جاتا ہے۔ کیونکہ ہر وصف کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے موصوف کے ساتھ قائم ہو۔ پھر جب اس کے معنی لازمہ کے افعال قوئی اپنے موصوف کے لیے ازل کی آنکھ میں ظاہر ہوتے ہیں تو اس کے ظہور کے آثار اس کے معانی کے افعال میں چھپ جاتے ہیں۔ کیونکہ وحدت تعدد کی ہمسائیگی سے بلند ہے۔ پس وہاں پر اس کے اطراف متفرقہ وصف فرد اور طاق معنی میں لپٹ جاتے ہیں اور اس کے سوا وجود کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے کیونکہ سر نے صفات کا مشاہدہ رسوم بشریت کے ساتھ کیا ہے اور اس کا سمندر اس کشتی میں بے دھڑک گھستا ہے۔ جو کہ اس کے وجود کا گوشہ چشم اور لمحہ اور اس کے منازعات کے کھنچنے والے ہیں ان سب کی علامت تین ہیں۔ شہود بصیرت ایسی قوت کے ساتھ کہ اس کے لیے اس شہود کے پہلے تھی مشہود کے تعقل کے ساتھ اس کی حقیقت پر اس کے شہود کے گم ہونے کے بعد استدلال کرنا اور دو مختلف مشہود دل کا ایک شہود کے ساتھ ایک وصف میں شہود ہونا۔

اور جب سر موجود قائم بذاتہ کو وجود مطلق کے ساتھ کرے تو یہ شہود ذات ہے اور اس مشہود میں یہ ضروری امر ہے کہ دونوں شہودوں کا سقوط اور

حین وقت این کے لحاظ کے متعلق کی نفی ہو۔ ثبوت فرق و جمع گوشہ چشم کے لیے قرب و بعد مٹ جائے۔ وجود جاتا رہے۔ شہود وصف مشہود کے ساتھ تنہا ہو۔ ازل کی آنکھ میں ازل کے مقابلہ کے لیے اس کی قوت کے ساتھ جو کہ ہمیشہ سے ہے۔ اس سے حدوث کے اوصاف سلب ہونے کے وقت ظاہر ہوں۔ اس کے معانی سے وصف و حکم و عین و حال کے طور پر خالی ہو۔ پس اس مقام پر ہر ایک وجود کا اول آخر کی طرف رجوع کرتا ہے۔ کیونکہ قبلیت کا وصف عدم میں مٹ جاتا ہے اور بعدیت کی صفت ابد میں محو ہو جاتی ہے اور ہر ظاہر ہونے والی چیز پر وہ عدم میں اس کی دوامی ہیبت سے چھپ جاتی ہے۔ اس شہود کی علامت یہ ہے کہ وہ ایک وصف ہے جو کہ اس کے وجود سے پہلے حاصل نہیں اس کی ذات کے چھپنے کے بعد اس کا حکم باقی نہ رہے اور جو چیز اس سے ظاہر ہو اس کی حقیقت منعقد نہ ہو اس کی حقیقت پر اس وصف سے انفصال اور نہایت کے ساتھ مشاہدہ کے اتصال کے بعد اس پر دلیل نہ لائیں اور یہ امر سوائے انبیاء علیہم السلام کے اور کسی کے لیے مقام نہیں ہو سکتا اور یہ صدیقوں کے سوا اور کسی کا مرتبہ نہیں ہو سکتا اور اولیاء کے سوا اور کسی کا حال نہیں ہو سکتا۔ یہ سب باتیں کسب سے نہیں پا سکتے۔ بلکہ خدا کی عنایت ہے وسائل سے نہیں دیے جاتے بلکہ پہلے نوشتہ کی وجہ سے۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موارد و الہیہ اور طوارق شیطانیہ کی نسبت پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ موارد الٰہی مانگنے سے نہیں آتیں اور کسی سبب سے نہیں جاتیں۔ ایک طریقہ پر نہیں آتیں اور نہ وقت مخصوص میں اور طوارق شیطانی غالباً" اس کے برخلاف ہوتی ہے۔

محبت کا معنیٰ

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ محبوب کی طرف سے دلوں میں ایک تشویش ہوتی ہے۔ پھر دنیا اسکے سامنے ایسی ہوتی ہے۔ جیسے انگشتری کا حلقہ یا ماتم کا مجمع۔

محبت ایک نشہ ہے جس کے ساتھ ہوش نہیں ہوتی اور ذکر ہے۔ جس کے ساتھ محو نہیں۔ قلق ہے۔ جس کے ساتھ سکون نہیں اور ہر طرح ظاہر باطن اضطرار سے محبوب کا خلوص ہو نہ اختیار اور خلقی ارادہ سے ہو نہ تکلف کے ارادہ سے محبت یہ ہے کہ غیر محبوب سے اندھا ہو جائے اور مجبوب کی ہیبت سے اندھا ہو جائے پس وہ پورے طور پر اندھا ہے۔ عاشق لوگ ایسے مست ہیں کہ اپنے محبوب کے مشاہدہ کے سوا ہوش میں نہیں آتے۔ وہ ایسے بیمار ہیں کہ اپنے مطلوب کے ملاحظہ کے سوا تندرست نہیں ہوتے وہ ایسے حیران ہیں کہ اپنے مولد کے بغیر ان کو محبت نہیں۔ اس کے ذکر کے سوا اور کسی کی شیفتہ نہیں۔ اس کے پکارنے کے سوا کسی کو جواب نہیں دیتے اور اسی مطلب میں مجنوں لیلیٰ وہ اشعار کہتا ہے جن کے یہ اشعار ہے۔

لقد لا منی فی حب لیلٰی اقاربی اخی وابن عمی وابن خالی وخالیا
فلو کنت اعمی اخبط الارض بالعصا اصم فنادننی اجیب المنادیا
واحرج من بین البیوت لعلنی احدث عنک والنفس باللیل خالیا
و انی لا ستغشی و ما بی غشیة لعل خیالا منک. یلفی خیالیا
معنبتی لولاک ماکنت هائما ادور علی الا طلال فی البید عاریا
فان تمنعو الیلی و حسن حدیثها فلم تمنعوا منی البکا والقوافیا
واشهد عند اللہ افی احها وهذا لها عندی فما عندها لیا
احب من الاسماء ما وافق اسمها واشبهه اوکان منه مدانیا
یقول اناس علیص مجنون عامر یروم سلواقلت انی لمابیا

عن ولی ازاداء الهیام اصابنی فیک عنی لا یکن بک مابیا
انا ما طواک الدھر یا ام مالک نشان المنایا القاضیات وشانیا

معنی توحید

اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توحید کی نسبت پوچھا تو فرمایا کہ وہ صابر کی طرف سے دونوں کے بھید چھپانے کا اشارہ ہے۔ ایسے وقت میں کہ حضوری میں وارد ہوا اور دل مقامات افکار کی انتہا سے گزر چکا ہے۔ وہ وصال کے اعلیٰ درجات کے منازل اسرار تعظیم تک چڑھ جائے تجرید کے قدموں کے ساتھ تقرب تک چلے تفرید کی سعی سے قرب تک چڑھے اور اس کے ساتھ دونوں جہاں لاشے ہو جائیں۔ دونوں ملک سے برہنہ ہو جائے۔ وصف وجود اور حکم ذات سے علیحدہ ہو جائے۔ ایسے حال میں کہ وہ ان باتوں کا مطالعہ کرتا ہو جو کہ اس کے دل پر خدا کی طرف سے خطرات آتے ہیں۔ صحیح تفرید کا متلاشی ہو۔ اپنے وصف میں صدق کا طالب ہو۔ یہ اس کے لیے فردات کی صفت اشارہ منفرد کو چاہتی ہے۔ پھر وہ اشارہ فردیت پر تمسک کرتے ہوئے اس کی ذات کی طرف چڑھ جاتا ہے۔ جب اس مطلب میں کسی سبب کا غیر یا کدورت کی علت قدح کرے تو بندہ اس کے پنجہ سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اس کے متمسک سے منقطع ہوتا ہے۔ بشر کی طرف اشارہ واپس لوٹتا ہے۔ وہ حق کے مطالعہ سے شوق ارواح کے جوش کے اور شفقت کی بجلی کی چمک کے نزدیک بشریت کے پردوں سے اور اس پر فردانیت کی صفت سے اشارات اخبار کے پہنچنے معانی ارواح کے پانے اعداد افراد کے وصف سے پردوں میں ہو جاتا ہے۔

معنی تجرید

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تجرید کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تجرید اس کا نام ہے کہ سر کو تدبیر سے علیحدہ کیا جائے۔ اس طرح کہ طلب محبوب سے سکون ثابت رہے اور اطمینان کے لباس کے اوڑھنے سے محدود کی مفارقت پر برہنگی ہو مخلوق سے حق کی طرف تائب ہو کر رجوع ہو۔

معنی معرفت

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معرفت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ معرفت یہ ہے کہ مکنونات کے پردوں میں جو مخفی معانی ہیں اور تمام اشیاء میں وحدانیت کے معانی پر اور ہر شے میں اشارہ کے ساتھ حق کے شواہد پر اطلاع ہو۔ ہر ایک فانی کے فنا میں حقیقت کے علم کا تدارک ایسے وقت میں حاصل ہو کہ باقی کا اس کی طرف اشارہ ہو اس طور پر کہ ربوبیت کی ہیبت کی چمک ہو۔ بقا کے اثر کی تاثیر اس میں ہو کہ جس طرف باقی کا اشارہ ہو۔ اس طرح کہ جلال الوہیت کی چمک ہو اور اس کے ساتھ یہ بھی ہو کہ دل کی آنکھ سے خدا کی طرف نظر ہو۔

شیخ منصور حلاج و شیخ ابو یزید کے قول میں فرق

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ قول حلاج (منصور) اور قول ابو یزید میں جو انہوں نے سبحانی کہا تھا کیا فرق ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حلاج نے عشق کا راستہ طے کیا تھا اور اس سے محبت کا سر کا جو ہر حاصل کیا تھا۔ اس کو اپنے دل پوشیدہ خزانہ میں اپنے حال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

امانت رکھا تھا۔ پھر جب اس کی بصیرت کی آنکھ کے سامنے اس کے جمال کا نور مقابل ہوا۔ تو موجودات کے دیکھنے سے اندھا ہو گیا۔ تب اس نے گمان کیا کہ مکان موجودات سے خالی ہے۔ پھر لینے کا انکار کیا۔ پھر ہاتھ کٹنے اور قتل کا مستحق ہوا اور تمہاری زندگی کی قسم ہے۔ جو شخص اس جوہر کا مالک ہوتا ہے۔ وہ سوا اعلیٰ درجہ کی محبت کے قناعت نہیں کرتا اور وہ فنا ہے۔

ابو یزید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی محبت کو صراحت سے بیان نہیں کیا اور نہ اپنے عشق کی خبر دی وہ تو صرف یہ ہوا کہ درجات نہایات کی غایت میں اس کے تحکم کے بعد رستہ کی تھکان کا غبار اس پر پڑا۔ تب انہوں نے سبحانی وصول کے شکریہ میں کہا (اور اس پر عمل کیا) اور "اپنے رب کی نعمت بیان کر " اور یہ بھی ہے کہ حلاج جب دروازہ تک پہنچا اور اس کو کھٹکھٹایا تو ان کو آواز آئی کہ اے حلاج اس دروازہ میں وہی شخص داخل ہو سکتا ہے کہ بشریت صفات سے مجرد ہو۔ اور آدمیت کی طرز سے فنا ہو جائے۔ پھر وہ محبت کی وجہ سے مر گیا اور عشق کی وجہ سے گل گیا۔ اپنی جان کو دروازہ کے پاس سپرد کر دیا۔ پردہ کے پاس اپنی جان کو بخش دیا اور مقام وہشت میں حیرت کے قدموں پر کھڑا ہو گیا۔ پھر جب اس کو فنا نے گونگا کر دیا۔ تو سکر نے اس کو گویا کیا اور انا الحق کہا تب اس کو ہیبت کے دربان نے جواب دیا کہ آج تم ٹکڑے ٹکڑے اور قتل کیے جاؤ گے اور کل تمہیں قرب و وصل ہو گا۔ پھر اس کی زبان حال نے کہا (تب تو ان کی ایک نگاہ میرے خون کے بہنے کے مقابلہ میں گراں نہیں ہے) پھر اس کے لیے ابو یزید دروازہ کے اندر سے نکلے اس کا مرتبہ عمدہ ہو گیا اور اس کی چراگاہ سر سبز ہوئی اس کی نوبت اس فنا میں قدرت کے ہاتھ کے ساتھ قرب کے ساتھ بجائی گئی۔

مشاہدہ کے خیمے پہلی عنایت کے ساتھ چراگاہ میں کھڑے کر دیے گئے۔ اس کی دو زبانیں تھیں جو بولتی تھیں اور دو نور تھے جو چمکتے تھے۔ ایک زبان

تو وہ تھی جو کہ تمجید کی خوشی کے ساتھ بولتی تھی اور دوسری وہ زبان تھی جو کہ حقائق توحید کے ساتھ بولتی تھی۔ اس کی تمجید کی خوشی کی زبان گانے لگی اور یہ کہا کہ میں نے جس شے کو دیکھا اس سے پہلے اللہ ہی کو دیکھا۔ پھر اس کو اس کی توحید کے حقائق کی زبان سے زبان سے یہ جواب دیا۔ سبحانی پھر نور وجدان چلایا کہ قرب نے مجھے فنا کر دیا۔ پھر زندہ کر دیا اور وصل نور پکارا کہ انا الحق مجھ کو اس سے باقی نے باقی رکھا اور پھر مجھے چڑھایا۔ پھر میں اپنے دیان (جزا ہندہ) اور رحمان کے لیے پاک ہوں۔

فیا دارھا بالخزن ان مزارھا قریب ولکن دون ذالک اھوال

پس اے اس کے گھر غم کے ساتھ بے شک اس کی زیارت گاہ قریب تو ہے لیکن اس کے درے درے ہولناک امور ہیں۔

اور یہ بھی ہے کہ حلاج کے شوقوں کی بلبلیں جوش میں آئیں۔ اس کے جلانے کی آگیں بھڑک اٹھیں تو اس نے وصال طلب کیا۔ تب وہ بساط امتحان بٹھایا گیا اور کہا گیا کہ اے ابن منصور اگر تو محب صادق یا عاشق بیچنے والا ہے۔ تو اپنے نفس اور نفیس اور روح شریف کو فنا میں بیچ ڈال تا کہ تو ہم تک پہنچے پس حکم کا مقابلہ فرمانبرداری کے ساتھ کیا اور انا الحق کہا تا کہ اسی وقت مقبول ہو جائے۔ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اور مت خیال کرو ان لوگوں کو جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے کہ وہ مردے ہیں۔ جب ابلیس کا قول انا نا فرمانی اور مخالفت کی وجہ سے تھا اور اس سے کہا گیا تھا کہ تو سجدہ کر تو اس نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ تب وہ دوری کا مستحق ہوا۔ کیا جس نے کہ پیدا کیا وہ جانتا نہیں۔

اور یہ بھی ہے کہ حلاج کے سوید اقلب پر محبت کا لشکر غالب ہوا تھا اور سلطان عشق نے اس کے بھیدوں کے سر پر غلبہ پا لیا تھا۔ تب اس نے طلب کی حیرت سے انا کہا تھا اور ابلیس کی کبر کی نخوت اسکی ہمت کے داغ میں

داخل ہوئی اور سر کا خزانہ اس کے نفس کے سانسوں کے ساتھ جاری ہوا تو کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ پس جس پر اس کے مولیٰ کی محبت کا نشہ غالب ہوا تو وہ اس لائق ہے کہ اس کو اپنا وصل پر قرب دیا جائے اور جس نے اپنے نفس کی طرف تکبر کی آنکھ سے دیکھا وہ اس لائق ہے کہ اس کے سر کو پھٹکار کی تلوار سے قطع کر دیا۔

پھر آپ سے پوچھا گیا کہ منصور کے اناالحق کہنے اور سبحانی کہنے میں کیا راز ہے؟ تو شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں کسی کو اس کا اہل نہیں پاتا کہ اس پر افکار روشن کروں اور نہ کسی کو امین پاتا ہوں کہ اس پر یہ اسرار کھولوں۔

معنی ہمت

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمت کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا کہ جب دنیا سے اپنے نفس اور اپنے ارواح کو تعلق آخرت سے اور اپنے قلب کو مولیٰ کے ارادے کے ہوتے ہوئے اپنے ارادے سے برہنہ کر دے اپنے سر کو موجودات کی طرف اشارہ کرنے سے اگرچہ ایک لحہ بھر یا ایک آنکھ جھپکنے کے برابر ہو علیحدہ کر لے۔

معنی حقیقت

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حقیقت کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کی ضد اس کے منافی نہ ہو اور اس کا منافی پایا نہ جائے بلکہ اس کی طرف اشارہ کرنے کے وقت اس کی ضدیں باقی رہیں اور اس کے مقابلہ

کے وقت اس کا منافی باطل ہو جائے۔

معنیٰ ذکر

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کے اعلیٰ درجات کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ دلوں میں حق کے اشارہ سے اس کے اختیار کرنے کے وقت میں اس کی سابقہ عنایت سے ایک اثر پیدا ہو۔ پس یہ ذکر دائم ثابت جمنے والا ہے کہ جس میں نسیان جرح قدح نہیں کرتا۔ اس کی غفلت مکدر نہیں کرتی اور باوجود اس وصف کے چپ رہنا۔ سانس لینا' قدم چلنا پھرنا ذکر ہی ہو گا اور یہی بڑا ذکر ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے اور بہت عمدہ ذکر وہ ہے کہ جس کو خطرات واردہ جو ملک جبار سے آتے ہوں جوش دلائیں پھر وہ اسرار کے محل میں چھپ جائیں۔

معنیٰ شوق

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شوق کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ عمدہ شوق یہ ہے کہ مشاہدہ سے ہو۔ ملاقات سے ست نہ پڑ جائے۔ دیکھنے سے ساکن ہو۔ قرب سے چلا نہ جائے محبت سے زائل نہ ہو۔ بلکہ جوں جوں ملاقات بڑھتی جائے۔ شوق بھی بڑھتا جائے اور شوق صحیح نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس کی عقلوں سے علیحدہ نہ ہو جائے۔ وہ روح کی موافقت یا ہمت کی متابعت یا خط نفس ہے۔ پس شوق اسباب سے مجرد ہو گا۔ پھر وہ سبب کہ اس کے لیے یہ شوق واجب کر دیا۔ اس کو معلوم نہ ہو گا وہ مشاہدہ نہیں کیا جاتا اور مشاہدہ کی طرف شوق مشاہدہ سے ہوتا ہے۔

معنی توکل

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توکل کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ دل کا خدا کی طرف مشغول ہونا اور غیر خدا سے الگ ہونا ہے۔ پھر جس پر بھروسہ کرے۔ اس کی وجہ سے اس کو بھول جائے اور اس کے سبب غیر سے مستغنی ہو جائے۔ اس سے توکل میں غنا کی حشمت اٹھ جائے تو کل سر کا جھانکنا معرفت کی آنکھ کے ملاحظہ سے مقدورات کے غیب کے خفیہ امر کی طرف ہے اور دل کا حقیقت یقین پر مذاہب معرفت کے معانی پر اعتقاد کا نام ہے۔ کیونکہ وہ لازمی ہیں ان میں کوئی نقصان کرنے والا قدح نہیں کرتا۔

معنی انابت

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انابت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا انابت اس کو کہتے ہیں کہ مقامات کے گزر جانے کو طلب کیا جائے درجات پر ٹھہرنے سے ڈرنا اعلیٰ پوشیدہ باتوں پر چڑھ جانا۔ ہمتوں کے ساتھ مجالس درگاہ کے صدروں پر اعتماد کرنا۔ پھر حضوری اور مجلس کے مشاہدہ کے بعد ان سب سے حق کی طرف رجوع کرنا اور انابت یہ ہے کہ اس سے اس کی طرف ڈرتے ہوئے اس کے غیر سے اس کی طرف ڈرتے ہوئے ہر ایک علاقہ سے اس کی طرف ڈرتے ہوئے رجوع کرنا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ ابلیس نے انا کہا کہ تو وہ راندہ ہوا اور حلاج نے انا کہا تو اس کو قرب ہوا۔ تب شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حلاج نے اپنے قول انا سے فنا کا قصہ کیا تھا۔ تاکہ وہ بلاہو کے باقی رہے۔ پھر وہ مجلس

وصال تک پہنچ گیا اور ان کو خلعت بقا دی گئی۔

اور ابلیس نے اپنے کہنے سے بقا کا قصد کیا تھا تو اس کی ولایت فنا اور نعمت سلب ہو گئی۔ اس کا درجہ پست ہوا اور نعمت بلند ہوئی۔

معنی توبہ

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توبہ کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ توبہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف اپنی قدیم عنایت سے دیکھے اور اس عنایت سے اپنے بندے کے دل کی طرف اشارہ کرے اس کو خاص اپنی شفقت سے اپنی طرف قبضہ کرتے ہوئے کھینچ لے۔ جب وہ ایسا ہو جائے تو اس کی طرف دل ہر ہمت فاسدہ سے (الگ ہو کر) چلا آتا ہے۔ روح اس کے تابع اور عقل اس کے موافق ہوتی ہے۔ تو یہ صحیح ہوتی ہے اور تمام امر اللہ کے لیے ہو جاتا ہے۔

معنی توکل

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توکل کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس کی حقیقت اخلاص کی حقیقت کی طرح ہے اور اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ اعمال پر عوضوں کے طلب کرنے سے ہمت بلند ہو جائے اور ایسا ہی توکل ہے کہ حول اور قوت سے سکون کے ساتھ رب الارباب کی طرف نکل جائے پھر فرمایا اے غلام کتنی دفعہ کہا جائے گا کیا تو سنتا نہیں اور کس قدر سنے گا کیا سمجھے گا نہیں کس قدر سمجھے گا کیا عمل نہ کرے گا۔ کس قدر عمل کرے گا۔ کیا اخلاص نہ کرے گا کس قدر اخلاص کرتا ہے۔ کیا اپنے اخلاص میں اپنے وجود

سے غائب نہ ہو گا۔

گریہ

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رونے کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس کے لیے رو۔ اس سے رو اس پر رو

دنیا

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا کے متعلق پوچھے گئے تو فرمایا کہ اس کو اپنے دل سے ہاتھ تک نکال دے پھر تجھ کو وہ ضرر نہ دے گی۔

تصوف

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ صوفی وہ ہے کہ اپنی گم گشتہ چیز کو خدا سے مراد منایا ہو اور دنیا کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہو۔ تب وہ اس کی خدمت کرے گی اور اس کو اس کے حصے دے گی۔ دنیا میں آخرت سے پہلے اس کا مقصود حاصل ہو گا۔ پس اس پر اس کے رب کی طرف سے سلام ہو۔

تعزز و تکبر

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ تعزز اور تکبر میں کیا فرق ہے

فرمایا کہ تعزز تو یہ ہے کہ اللہ کے لیے اور اللہ میں ہو وہ کس ہی ذلت اور اللہ عزوجل کی طرف ہمت کے بلند ہونے کو مفید ہوتا ہے۔

اور تکبر یہ ہے کہ نفس کے لیے ہو اور خواہش میں ہو اس کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف ارادہ کرنے سے طبیعت کا جوش اور غلبہ ہو۔ کبر طبعی بہ نسبت کبر کسی کے آسان تر ہوتا ہے۔

شکر

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکر کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا شکر کی حقیقت یہ ہے کہ منعم کی نعمت کا اس طرح اقرار ہو کہ اس میں عاجزی ہو اور احسان کا مشاہدہ حرمت کی حفاظت اس طرح ہو کہ یہ سمجھ لے کہ وہ شکر ہر شکر کرنے سے عاجز ہے۔ اس کی بہت سی قسمیں۔ ایک تو زبان کا شکر ہے وہ یہ کہ سکون کی نعمت کے ساتھ نعمت کا اقرار ہو۔ ایک شکر بالا رکان ہے۔ وہ یہ کہ خدمت اور وقار سے متصف ہو جائے ایک شکر دل کا ہے۔ وہ یہ کہ بساط شہود پر حفظ و حرمت کے دوام کے ساتھ اعتکاف ہو۔ پھر اس مشاہدہ کے حضور کے بعد غیبت تک منعم کو دیکھتے ہیں نعمت کے نہ دیکھنے سے ترقی ہو۔

شاکر وہ ہے کہ موجود پر شکر کرے اور شکوہ وہ ہے کہ مفقود پر شکر کرے۔ حامد وہ ہے کہ منع کو عطا اور ضرر کو نفع دیکھے۔ پھر اس کے نزدیک دونوں وصف برابر ہو جائیں اور حمد وہ ہے کہ حمد کرنے والا معرفت کی آنکھ کے ساتھ بساط قرب پر مستفید ہو۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں فاذکرونی اذکرکم ہمارا ذکر کیوں پہلے ہوا اور اس کا ذکر بعد ہوا اور اس قول یحبھم و یحبونہ میں کیوں اپنی محبت کو ہماری محبت پر مقدم کیا۔ فرمایا کہ ذکر

مقام طلب و قصد ہے اور طلب وعطا کا مقدمہ ہے۔ اس لیے ہمارے ذکر کو مقدم کیا لیکن محبت تو صرف تقدیر کی طرف سے خدائی تحفہ ہے۔ اس میں بندہ کا فعل نہیں اور اس کا وجود بندہ میں بغیر اس کے صحیح نہیں کہ غیب کی جانب سے مشیت کے ہاتھ پر اس کا ظہور ہو اور بندہ وہاں پر کسب کا دور کرنے والا اور سبب کا مٹا دینے والا ہے۔ اسی لیے اس نے اپنی محبت کو جو ہم سے ہے۔ ہماری محبت پر جو ہم کو اس سے ہے مقدم کیا۔

پھر آپ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ثم تاب علیھم لیتوبوا میں اپنی توبہ وجوع کو جو ہم پر ہے۔ ہماری توبہ وجوع سے جو اس کی طرف ہے۔ کیوں مقدم کیا۔ حالانکہ وہ بھی کسب ہے جیسا کہ ذکر تو فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ توبہ اول مقامات طلب ہے اور منازل اکسیر کا مبداء ہے۔ سو اپنے فعل کو اس میں ہمارے فعل پر مقدم کیا۔ کیونکہ اس کو اس کے سوا اور کوئی نہیں کھولتا اور کوئی اس پر چلنے کی قدرت اس کی آسانی دینے کے سوا نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہی عزوجل غافلوں کے جگانے اور سونے والوں کے بیدار کرنے اور متفرق پھرنے والوں کو قصد کرنے والوں کے راستوں کی طرف لانے اور ذکر محبوب کی طرف لانے کے پھیرنے میں منفرد اور تنہا ہے۔

معنی صبر

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صبرو کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ صبر یہ ہے کہ بلا ہوتے ہوئے اللہ عزوجل کے ساتھ حسن ادب و صفات سے وقوف ہو اور اس کے سخت فیصلوں کو فراخ دلی کے ساتھ احکام کتاب و سنت پر مانے۔ اس کے بہت سے اقسام ہیں۔ اللہ کے لیے صبر کرنا وہ یہ ہے کہ اس کے امر کو ادا کرے اور اس کی نہی سے باز رہے اور ایک صبر اللہ وعزوجل کے ساتھ

ہے۔ وہ یہ کہ اس کی قضا کے جاری ہونے کے نیچے اور تجھ میں اس کے فعل ہونے میں سکون ہو اور فقر کی حالت میں بغیر چون و چرا ہونے کے غنی کا اظہار ہو۔ ایک صبر اللہ پر ہے وہ یہ کہ ہر شے میں اس کے وعدہ کی طرف میلان ہو اور دنیا سے آخرت کی طرف مومن پر چلنا آسان ہو۔ مخلوق کو چھوڑنا خدا کے مقابلے میں سخت ہوتا ہے۔ صبر اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ سخت ہوتا ہے اور فقیر صابر غنی شاکر سے افضل ہوتا ہے۔ فقیر ان دونوں سے افضل ہوتا ہے۔ فقیر صابر شاکر ان سب سے افضل ہوتا ہے اور بلا کو وہی بلاتا ہے جو کہ عارف ہوتا ہے۔

معنی حسن خلق

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسن خلق کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ حق کے مطالعہ اور تیرے نفس کے مشکل سمجھنے پر لوگوں کا ظلم تم پر کوئی اثر نہ کرے اور جو اس میں معرفت ہو معتبر ہو اور جو لوگوں کو ایمان و حکمت دی گئی ہو اس لحاظ سے ان کو بڑا سمجھے اور یہ بندہ کے افضل مناقب میں سے ہے۔ اسی کے سبب مردوں کے جوہر ظاہر ہوتے ہیں۔

صدق

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صدق کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا صدق اقوال میں تو یہ ہے کہ دل قول کے موافق اپنے وقت میں ہو۔ صدق اعمال میں یہ ہے کہ حق سبحانہ کی رویت پر ان کا قیام ہو اور اس کے سوا کی رویت فراموش ہو جائے۔ صدق احوال میں یہ ہے کہ حالات اس طرح گزریں کہ طبیعت حق

پر قائم رہے۔ ان کو رقیب کا مطالعہ اور فقیہ کا جھگڑا مقدر نہ کر سکے۔

فنا

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فنا کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ حق تعالیٰ اپنے ولی کے بھید کا مطالعہ کرے۔ پھر موجودات لاشے ہو جائیں۔ ولی اس اشارہ میں فنا ہو جائے۔ اس وقت میں اس کا فنا بقا ہے۔ لیکن وہ باقی کے اشارہ کے نیچے فنا ہو جاتا ہے۔ پھر اگر حق تعالیٰ کا اشارہ ہو تو وہ اس کو فنا کر دیتا ہے کیونکہ اس کی تجلی اس کو باقی رکھتی ہے۔ گویا کہ اس کو اس سے نفی کرتی ہے۔ پھر اس کو اس کے ساتھ باقی رکھتی ہے۔

بقاء

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بقاء کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ بقا لقا کے سوا نہیں ہوتی کیونکہ وہ بقا جس کے ساتھ فنا نہ ہو وہ اسی بقا کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ انقطاع نہ ہو اور یہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے آنکھ کی جھپک یا اس سے بھی قریب اور اہل بقا کی علامت یہ ہے کہ ان کے بقا کے وصف میں ان کے ساتھ فنا شے نہ ہو کیونکہ یہ دونوں ضدیں ہیں۔

وفا

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وفا کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ حرمتوں میں خدا تعالیٰ کے حقوق کی رعایت کی جائے۔ اس طرح کہ ان کا

مطالعہ نہ دل سے ہو نہ نظر سے اور اللہ کے حدود پر قولاً" فعلاً" محافظت ہو۔ اس کی مرضیوں کی طرف ظاہر و پوشیدہ پورے طور پر جلدی کی جائے۔

رضا

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رضا کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا وہ یہ ہے کہ تردد کو اٹھا دیا جائے اور جو کچھ اللہ عزوجل کے علم ازل میں پہلے ہو چکا ہو۔ اس پر کفایت کرنا اور رضا یہ ہے کہ قضائے الٰہی میں سے کسی خاص قضا کے نزول کی طرف دل نہ پھر جائے اور جب کوئی قضا نازل ہو تو دل اس کے زوال کی طرف نہ جھانکے۔

ارادہ

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارادہ کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ حرض کے مادہ کے ساتھ جس میں ذکر جاری ہوا ہے۔ دل میں فکر کی تکرار ہو۔

عنایت

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عنایت کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ عنایت ازلی یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی صفات میں سے ہے۔ اس نے اس کو کسی پر ظاہر نہیں کیا اور اس کی طرف کسی وسیلہ سے نہیں پہنچا جاتا۔ اس میں کوئی سبب ضرر نہیں دیتا اور نہ اس کو کوئی علت بگاڑتی ہے نہ اس کو کوئی شے مکدر کرتی ہے وہ اللہ کا بھید ہے۔ اللہ کے ساتھ جس پر کوئی مطلع نہیں ہے اور

موجودات کو اس کی طرف راستہ نہیں عنایت سابقہ ہے۔ مقید بالوقت نہیں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے۔ اس اہل بنا دیتا ہے اور اہل معرفت کو عنایت کی رائے پر چھوڑتا ہے۔ پھر اختیار کو مخلوق کی طرف چھوڑتا ہے۔ پھر بخشش کو اختیار کی رائے پر پھر توفیق کو بخشش کی رائے پر۔ پھر قبول کو توفیق کی رائے پر۔ پھر ثواب کو قول کی رائے پر بنا دیا اور اس شخص کی علامت جس پر کہ اس کی عنایت ہو یہ ہے کہ گرفتاری پھر کھینچنا پھر قید پھر اس سے بالکل تقید ہو جائے۔ پھر اس کو مخلوق سے کھینچ لینا۔ پھر اس کو حضور قدس میں قید کر دے۔ پھر حرمت کی قید سے اس کو مقید کر دے۔ پھر اس کے پاس وہ باقی پڑا رہے۔

وجد

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وجد کی نسبت پوچھا گیا کہ روح ذکر کی حلاوت کے ساتھ مشغول ہو جائے اور محب رقیب سے حق کے لیے حق کے ساتھ خالی ہو جائے۔ وجد ایک شراب ہے کہ صاحب وجد کو مولیٰ منبر کرامت پر پلاتا ہے اور جب وہ پی لیتا ہے تو ہلکا ہوتا ہے اور جب ہلکا ہوتا ہے تو اس کا دل محبت کے پردوں میں قدس کے باغوں میں اڑتا ہے۔ پھر وہ ہیبت کے سمندروں میں گر پڑتا ہے۔ پھر بچھڑ جاتا ہے۔ اس لیے وجد والے پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔

خوف

ص شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خوف کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ خوف

کی بہت سے اقسام ہیں۔ خوف تو گناہگاروں کو ہوتا ہے۔ رہبہ عابدین کو خشیتہ عالموں کو وجد دوستوں کو ہیبت عارفین کو ہوتی ہے۔ گناہگاروں کا خوف عذابوں سے عابد کا خوف ثواب عبادت کے فوت ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ عالموں کا خوف طاعات میں شرک خفی سے ہوتا ہے۔ عاشقوں کا خوف ملاقات کے وقت فوت ہونے سے ہے۔ عارفین کا خوف ہیبت و تعظیم ہے اور یہ خوف سب سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ کبھی دور نہیں ہوتا اور یہ تمام اقسام جب رحمت و لطف کے مقابل ہو جائیں تو تسکین پا جاتے ہیں۔

رجاء

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رجا کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اولیائے کے حق میں حق رجا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے فقط حسن ظن ہو کیونکہ رجا طمع کو کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر اس بارے میں کہ اس نے بندہ کے لیے لکھا اور مقدر کیا ہے تقاضا کرے۔ اہل صفا کی طرف سے اس پر تقاضا خواہ نفع میں یا برائی کے دفع کرنے میں ہو۔ کیونکہ اہل ولایت یہ بات یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام ضروریات سے فارغ ہو چکا ہے۔ سو وہ اس پر تقاضا کرنے کی محبت کے تقاضے سے مستغنی ہیں اور اس وقت حسن ظن تقاضے کی امید سے افضل ہے اور رجا خوف کی وجہ ہی سے ہوتی ہے۔ کیونکہ جو شخص اس بات کی امید رکھتا ہے کہ وہ کسی شے تک پہنچ جائے۔ تو اس بات سے ڈرتا ہے کہ وہ شے اس سے فوت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن یہ ہے کہ اس کی جمیع صفات کے ساتھ معرفت ہو اور اس کی طرف سے اس کو پہنچے۔ عبد کی حیثیت سے نہ پہنچے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی صفات یہ ہیں کہ وہ محسن کریم لطیف مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن یہ ہے کہ پہلی نظر عنایت کے ساتھ ہمتوں کا تعلق ہو اور دل کی رب کی طرف نظر ہو اور دل کی طمع ہو اور ارواح و نفوس کی آرزو ہو عام کی امید ہو جب اکثر اسباب کی تیاری ہو جائے تو اس پر رجا کا نام صادق آتا ہے اور جب اس کے اکثر اسباب منقطع ہو جائیں تو طمع کا نام رجا کے ضمن میں بہتر ہے۔ خوف کے بغیر امید امن ہے اور خوف بغیر امید کے ناامیدی ہے۔

علم الیقین

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم الیقین کی نسبت پوچھے گئے تو فرمایا کہ وہ نظر کے طور پر خبر و معرفت میں جمع کرنے کا نام ہے۔ پھر جب علم ہو جائے اور اس کو دل کے فیصلہ و یقین معرفت کے ساتھ قبول کر لے اور نظر سے معلوم کر لے تو علم الیقین ہو جاتا ہے۔

موافقت

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موافقت کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قضا پر بغیر احتیاج بشریت کے دل کی موافقت کا نام ہے۔ پھر ارادہ ایک ہو جاتا ہے۔

دعا

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس کے

تین درجے ہیں تصریح۔ تعریض۔ اشارہ۔ تصریح یہ ہے کہ اس کا تلفظ ہو اور تعریض وہ دعا ہے جو کہ دعا میں چھپی ہوئی ہو اور قول وہ ہے جو قول میں چھپا ہوا ہے اور اشارہ قول مخفی میں ہے۔

تعریض میں سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ خداوند اہم کو ہمارے نفسوں کی طرف ایک لحظہ کے لیے سپرد مت کر۔

اور اشارہ میں سے ابراہیم خلیل صلوات اللہ و سلامہ علیہ کا یہ قول ہے کہ اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے یہ اشارہ رویت کی طرف ہے۔

اور تصریح موسیٰ علیہ الصلواۃ والسلام کے اس قول میں ہے کہ "اے میرے رب مجھے اپنا آپ دکھادے کہ میں تجھ کو دیکھ لوں۔"

حیا

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ بندہ اس قول سے حیا کرے کہ اللہ کہے اور اس کے حق پر قائم نہ ہو اور یہ کہ اس کی طرف ایسے حال میں متوجہ ہو اس کو یہ علم نہ ہو کہ وہ اس کے لائق ہے۔

اور خدا سے ایسی بات کی آرزو کرے کہ یہ جانتا ہو کہ اس پر اس کا یہ حق نہیں ہے اور یہ کہ گناہوں کو حیا کی وجہ سے چھوڑ دے نہ یہ کہ خوف کی وجہ سے اور یہ کہ تقصیر کے خیال سے عبادات بجالائے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دل کا خبردار جانے پھر اس سے حیا کرے اور کبھی حیا اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ دل میں ہیبت کا درمیانی پردہ اٹھ جایا کرتا ہے۔

مشاہدہ

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشاہدہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ دونوں جہاں سے دل کی آنکھ اندھی ہو جائے اور چشم معرفت کے ساتھ مطالعہ ہو۔ مگر یہ کہ استدراک کا وہم نہ ہو اور نہ تصور میں جمع ہو نہ کیفیت مین اور دلوں کی اطلاع یقین کی صفائی کے ساتھ اس امر کی طرف ہو جو حق تعالیٰ نے غیبوں کی خبر دی ہے۔

قرب

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرب کے معنی پوچھے گئے تو آپ نے فرمایا کہ مسافتوں کو لطف قرب کے ساتھ طے کرنے کو کہتے ہیں۔

سکر

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سکر کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ محبوب کے ذکر کے معارضہ کے وقت دلوں میں جوش ہو جائے اور خوف محبوب کے غلبہ کے علم کی وجہ سے دلوں کے اضطراب کا نام ہے۔

اور یقین یہ ہے کہ مغیبات کے احکام کے اسرار کی تحقیق ہو۔

وصل یہ ہے کہ محبوب کا اتصال ہو اور اس کے ماسوا سے انقطاع ہو۔

اور فراخ دلی یہ ہے کہ سوال اور اصلاح حال کے وقت دبدبہ جاتا رہے اور وحشت سے انس ہو۔

ذکر میں غیبت یہ ہے کہ اپنے نفس کو ذکر کے وقت دیکھے۔ پھر ناگاہ تو اس

سے غائب ہو جائے اور غیبت حرام ہے۔

مشاہدہ میں ترک حرمت شہود کے حال میں تواجد ہے کیونکہ تواجد بساط بقا پر ہے اور مشاہدہ بساط قرب پر اور ترک اس میں حرام ہے۔

اور جو سکر مشاہدہ کے وقت حاصل ہوتا ہے۔ اس سے فہم اور وہم عاجز ہے محبت کے ہوتے ہوئے غیوبت متصور نہیں اور جب ارادہ قوی ہو اور اس کے ساتھ ذکر مل جائے۔ مقصود مراد کے ساتھ بڑھ جائے تو اس سے محبت پیدا ہوتی ہے اور جب مراد تمام دل پر حاوی ہو جاتی ہے تو اس کی مالک بن جاتی ہے اور جب اس کی مالک بن جاتی ہے تو اس کے غیر کی طرف اس کی گردش جاتی رہتی ہے اور اس شہنشاہ کا گرنا حقیقتہ" ہو گا اور یہ حالت صحبت خالص ہے۔ جو تو نے اس کا ذکر کیا تو تو محب ہے اور جب تو سنے کہ وہ تیرا ذکر کرتا ہے تو پھر تو محبوب ہے اور مخلوق تیرے نفس سے تیرا حجاب ہے اور تیرا نفس تیرے رب سے حجاب ہے جب تک اپنے نفس کو دیکھے گا اپنے رب کو نہ دیکھے گا۔ پس فقر موت ہے اور یہ لوگ یہ تلاش کرتے ہیں اس میں زندہ رہیں۔

قال کی عام لوگ پیروی کرتے ہیں اور حال کی خواص لوگ اور جب تجھے فراخی دے تو فراخ ہو جاتا ہے اور تیری رخصت عزیمت سے بدل جاتی ہے تیری عزیمت میں دلالت ہے۔ پس رخصت تو ناقص الایمان کے لیے ہے اور عزیمت کامل الایمان کے لیے اور ملک فنا ہونے والوں کے لیے ہے۔ پھر قاری نے آپ کے سامنے یہ آیت پڑھی لمن الملک الیوم یعنی آج ملک کس کا ہے۔ تب شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور جب آپ کھڑے ہوئے تو آپ کی جلالت کی وجہ سے اور لوگ بھی کھڑے ہو گئے پھر آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ تم اپنے حال پر رہو۔ پھر آپ یہ کہتے رہے! کون کہتا ہے کہ میرا ملک ہے۔ کون کہتا ہے کہ میرا ملک ہے اس کو کئی دفعہ تکرار کیا۔ تب آپ

کی خدمت میں ایک شخص بڑے صالحین میں سے کھڑے ہوئے۔ جن کو شیخ احمد داران کہتے تھے۔ وہ بڑے عابد اور بڑے مجاہد تھے وہ کہنے لگے میں کہتا ہوں کہ میرا ملک ہے۔ کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور اس کے لیے مجھ جیسا کوئی نہیں۔ پھر شیخ اس پر بڑے چلائے اور فرمایا کہ اے احمق تو کب اس کا تھا۔ کہ وہ تیرا ہو جائے۔ تو نے کب بلا کو دیکھا کہ وہ تیرے گرد چکر لگاتی ہو۔ پھر تو نے اس کو اپنی طرف کھٹکھٹایا ہو پھر فقیر چلایا اور اپنا کپڑا پھینکا جو اس پر سیاہ صوف کا تھا اور جنگل کی طرف برہنہ چلا گیا اور ایک دن آپ کی سامنے شریف مسعود بن عمر ہاشمی مقری نے یہ آیت پڑھی و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک یعنی ہم تیری تعریف اور تقدیس کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ اے غلام! چپ رہو۔ پھر آپ بڑے چلائے اور کہا کب تم یہ کہو گے کہ ہم تسبیح پڑھتے ہیں اور کب تک یہ کہو گے کہ ہم تسبیح کرنے والے ہیں۔ تم نے اپنے اسرار ظاہر کر دیے اور ہم نے چھپائے۔ پس قرب ہم کو فنا کرتا ہے اور دیدار ہم کو مار دیتا ہے۔ پھر ہماری طرف سے کون تعبیر کرے اور اپنے سر کو آپ نے بلند کیا اور فرمایا کہ اے میرے رب کے فرشتو تم حاضر ہو کہ اکثر ہماری جماعت تمہاری جماعت سے کامل تر ہوتی ہے۔

بعض مرویات کا بااسناد ذکر

خبر دی ہم کو شیخ جلیل مسند زین الدین ابو بکر محمد بن امام حافظ تقی الدین ابو الطاہر اسماعیل بن عبداللہ بن عبدالمحسن انباطی نے اور میں نے ان کے سامنے کئی دفعہ پڑھا۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ کو شیخ امام عالم موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی نے خبر دی ہے ایسے حال میں کہ ان کے سامنے پڑھایا گیا ہو اور آپ نے سنا ہو۔ ماہ

ذیقعد 610ھ میں جامع دمشق میں تو انہوں نے اقرار کیا اور کہا کہ ہاں خبر دی ہم کو امام تاج العارفین محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی خدمت میں پڑھا جاتا تھا اور میں سنتا تھا۔ ماہ ربیع الاول 561ھ میں بغداد میں کہا خبر دی ہم کو ابو غالب محمد بن الحسن بن احمد بن الحسین باقلانی نے بغداد میں جامع القصر میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو علی الحسن بن احمد بن ابراہیم بن الحسن بن محمد بن شاذرن بزاز نے کیا خبر دی ہم کو عثمان بن احمد میمون بن اسحاق ابو سہل بن زیاد نے ان سب نے کہا کہ بیان کیا ہم سے احمد بن عبدالجبار نے بیان کیا ہم سے ابن ادریس نے ابن جریج سے وہ ابن ابی عمار سے وہ عبداللہ بن تاسہ سے وہ یعلی بن امیہ سے اس نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ (آیت میں) کہ تم پر کوئی جرح نہیں۔ اگر تم ڈرو اور نماز قصر کرو اب تو لوگ بے خوف ہو گئے ہیں کہا۔ کہ میں نے بھی س امر سے جس سے تم نے تعجب کیا ہے۔ تعجب کیا تھا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ یہ ایک صدقہ ہے کہ خدا نے تم کو دیا ہے۔ گویا اس کے صدقہ کو قبول کر لو۔ نکالا اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں نماز کے بیان میں ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابو کریب محمد بن العلاء اور ابو خیثمہ زہیر بن حرب اسحاق بن ابراہیم سے روایت کی ہے اور یہ چاروں عبداللہ بن ادریس اور محمد مقدسی سے وہ یحییٰ بن سعید سے اور یہ دونوں ابن جریج سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے تخریج کی ہے۔ پس ہمارے لیے اس کا بدل واقع ہوا۔

اور ابن شاذان کی اسناد میں یوں ہے وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہم کو احمد سلیمان نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن مکرم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عثمان بن عمر بن یونس بن یزید نے زہری سے و عبداللہ بن عبدالرحمان بن کعب بن مالک سے وہ اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ مسلم کی روح ایک پرندہ ہو گی جو کہ جنت کے دروازہ میں لٹکتی ہو گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے جسم میں اس دن لوٹائے گا جس دن کہ اس کو اٹھائے گا۔ اس حدیث کو تین آئمہ نے نکالا ترمذی نے اپنے جامع میں اور نسائی وابن ماجہ نے اپنے سنن میں ترمذی نے باب جہاد میں محمد بن یحییٰ بن ابی عمر عدنی سے اس نے سفیان بن غینہ سے وہ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے خبائز میں قیتبہ بن سعد سے و مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور باب الجنائز میں محمد بن یحییٰ ذہلی نے یزید بن ہارون سے اور محمد بن اسماعیل احمسی سے وہ محاربی سے اور یہ دونوں محمد بن اسحاق سے وہ حرث بن فضیل سے اور یہ تینوں زہری سے پس ابن ماجہ کے طریق میں ابن اسحاق کی روایت سے عدد کے اعتبار سے ہمارے لیے دو بڑے درجہ حاصل ہوئے اور اللہ کی تعریف اور اس کا احسان ہے۔

اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسی کی اسناد ابن شاذان تک یہ کہ اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے احمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن مکرم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یزید بن ہارون نے کہا خبر دی ہم کو شعبہ نے محمد بن زیاد سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور آپ اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا تمام عمل کے لیے کفارہ ہے اور روزہ میرے لیے ہے میں اس کی جزا دوں گا اور روزہ دار کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ یہ حدیث شریف ہے جس کو بخاری نے اپنے صحیح میں توحید کے بارے میں آدم بن ابی یاس سے وہ ابو السطام سعید بن الحجاج بن دور عتکی سے روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اس کو نکالا ہے۔ پس ہمارے لیے اس کے بدلہ میں یہ ہے اور اسی اسناد سے ابن شاذان تک وہ کہتے ہیں کہ حدیث

بیان کی ہم سے عثمان بن احمد عبداللہ بن بریہ احمد بن یحییٰ آدمی اور میمون بن اسحاق نے ان سب نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبدالجبار نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو معاویہ نے اعمش سے وہ ابو صالح سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے البتہ میرا یہ کہنا سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا للّٰہ واللّٰہ اکبر تو یہ (کلمہ) میرے لیے ان تمام چیزوں سے جن پر آفتاب طلوع کرتا ہے محبوب تر ہے۔

اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں باب الدعوات میں ابوبکر بن ابی شیبہ ابو کریب محمد بن علاء سے اور ان دونوں نے ابو معاویہ سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کو نکالا ہے۔ پس اس کا بدلہ ہمارے لیے حاصل ہو اور اسی اسناد سے ابن شاذان تک کہا خبر دی ہم کو عثمان بن سماک نے حدیث بیان کی ہم سے احمد بن الجبار نے حدیث بیان کی ہم سے ابو معاویہ نے اعمش سے وہ ابو صالح سے وہ ابو سعید حذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے صحابہ کو گالی مت دیا کرو کیونکہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی (جو صحابی نہیں) احد (پہاڑ) کی برابر سونا (راہ خدا میں) خرچ کر دے۔ تو ان کے ایک مد (پیمانہ بقدر سیر یا لم) کی برابر نہ پہنچے گا اور نہ اس کے نصف کی برابر یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کی صحت پر اتفاق ہے۔ نکالا اس کو صحاح ستہ کے آئمہ نے بخاری و مسلم نے اپنے صحیح میں اور ترمذی نے اپنے جامع میں ابو داؤد و نسائی ابن ماجہ نے اپنے سنن میں۔ امام بخاری نے حضرت ابوبکر کے فضائل میں۔ آدم بن ابی یاس سے اس نے شعبہ سے اس نے اعمش سے اور کہا کہ اس کے تابع ہوا ہے۔ حریہ اور عبداللہ بن داؤد و ابو معاویہ مجاہد اعمش سے اور روایت کیا اس کو مسلم نے فضائل میں کئی طریقہ

سے حدیث اعمش سے اور روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی سنن میں مسدد بن مسرہد سے وہ ابو معاویہ سے اور روایت کیا اس کو ترمذی نے مناقب میں حسن بن علی خلال سے وہ ابو معاویہ سے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے سنن میں کئی طریقوں سے بعض ان میں سے ابوکریب سے وہ ابو معاویہ سے وہ اعمش سے اور روایت کیا اس کو نسائی نے مناقب میں محمد بن ہشام سے وہ خالد بن حرث سے وہ شعبہ سے وہ اعمش سے روایت کرتے ہیں سو ہمارے لیے اس کے بدلے تینوں امام ابو داؤد ترمذی ابن ماجہ ہیں اور نسائی کے طریقہ سے دو درجہ تک بلند ہے اور یہ اللہ کا احسان اور اس کی منت ہے۔

اور اسی کی اسناد سے ابن شاذان تک یہ ہے کہ اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے احمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن مکرم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے علی بن عاصم نے کہا خبر دی ہم کو سہل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم میں سے کسی کا انگار پر بیٹھنا جس سے کہ اس کے کپڑے جل جائیں اور پھر اس کی جلد تک (اس کا اثر) پہنچے البتہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے بھائی کی قبر پر بیٹھ جائے نکالا اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں (کتاب) الجنائز میں زہیر بن حرب سے وہ جریر سے روایت کرتا ہے اور قتیبہ بن سعید سے وہ دراوردی سے اور عمر ناقد سے وہ ابو احمد زہیری سے وہ سفیان ثوری سے اور یہ تینوں سہل سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا پس اس کی جلد تک پہنچ جائے اور یہ نہیں کہا کہ یہاں تک کہ اس کی جلد تک پہنچ جائے اور باقی روایت پوری اس کے مثل ہے۔ پس عدد کے اعتبار سے ثوری کی روایت میں ہماری سند عالی ہے۔ دو درجہ سے اور اللہ کی تعریف اور اس کا احسان ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ امام قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد

بن امام عالم عماد الدین ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالواحد نے میں نے ان کے سامنے پڑھا کہا خبر دی ہم کو شیخ امام ابو القاسم ہبتہ اللہ بن منصوری نقیب الہاشمین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور اجازت کے کہا خبر دی ہم کو شیخ نصر ابو محمد بن نبا نے اپنے والد ابو علی الحسن سے کہا خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن احمد بن عمر بن حفص مقری نے ابو الفتح حافظ کے تابع ہو کر خبر دی ہم کو ابو بکر محمد بن عبداللہ شافعی نے کہا خبر دی ہم کو اسحاق بن الحسن نے کہا خبر دی ہم کو عبداللہ بن مسلمہ نے خبر دی ہم کو مالک بن انس نے ابو النفر مولیٰ عمر بن عبید اللہ نے ابو سلمہ بن عبدالرحمان سے وہ حضرت عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ آپ افطار نہ کریں گے اور افطار کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ہم کہتے تھے کہ روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا آپ نے پورا مہینہ روزے رکھے ہوں۔ سوائے ماہ رمضان کے اور میں نے آپ کو شعبان سے بڑھ کر زیادہ روزے رکھتے ہوئے کسی اور مہینہ میں نہیں دیکھا۔

ہم کو عالی سند کی خبر دی شیخ بزرگ شہاب الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالمنعم بن محمد انصاری نے اور میں نے ان کے سامنے پڑھا کہا خبر دی ہم کو مسند موفق الدین ابو حفص عمر بن محمد بن معمر بن طبرزو بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد بن عبداللہ انصاری نے ان پر پڑھا جاتا تھا اور ہم سنتے تھے 526ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن علی بن محمد جوہری نے املا کے طور پر بروز جمعہ بعد نماز جامع المنصور میں 3 شعبان 447ھ میں خبر دی ہم کو ابو الحسن محمد بن مظفر بن موسیٰ الحافظ نے کہا حدیث بیان کی

ہم سے احمد بن محمد طحاوی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے فرفی نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی شافعی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابو نصر مولیٰ عمر بن عبداللہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمان سے وہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ہم کہتے تھے کہ اب افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تھے حتیٰ کہ ہم کہا کرتے تھے کہ اب روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے رسول اللہ کو نہیں دیکھا کہ سوائے ماہ رمضان کے کسی اور ماہ میں پورا مہینہ روزے رکھے ہوں اور شعبان سے بڑھ کر کسی اور میں زیادہ روزے رکھے ہوں۔ میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔

یہ حدیث صحیح ہے اس کی صحت پر اتفاق ہے نکالا اس کو بخاری و مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں پس بخاری نے اس کو عبداللہ بن یوسف سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو یحییٰ سے روایت کیا ہے اور یہ دونوں امام مالک سے روایت کرتے ہیں۔ پس ہم کو اس کے بدلہ میں حدیث ملی۔

خبر دی ہم کو شیخ مفید شرف الدین ابو محمد الحسن بن علی عیسیٰ بن الحسن بن علی لخمی نے اور میں نے ان کے سامنے پڑھا کہا خبر دی ہم کو ابو العباس احمد بن ابی الفتح المفرج بن ابی الحسن علی دمشقی نے شیخ امام عارف تاج العارفین ابو محمد محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور خبر دی ہم کو بسند عالی بڑے بڑے شیخوں امام عالم صفی الدین ابو الصفا خلیل بن ابی بکر بن محمد مراغی اور شیخ صالح بقیتہ السلف ابو محمد عبدالواحد بن علی بن احمد قرشی اور مسند ابوبکر محمد بن امام حافظ ابو طاہر اسماعیل بن عبداللہ انماطی ان پر پڑھتے تھے اور میں سنتا تھا ان سب نے کہا کہ خبر دی ہم کو امام ابو نصر موسیٰ بن امام جمال الاسلام اوحد الانام پیشوائے عارفین محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خبر دی ہم کو بو الوقت عبدالدول بن عیسیٰ ہروی نے ان کے

سامنے پڑھا جاتا تھا اور ہم سنتے تھے 553ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو عبدالرحمان بن محمد مظفر داؤدی نے ان پر پڑھا جاتا تھا اور میں سنتا تھا کہا خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرحسنی نے ان پر پڑھا گیا کہا خبر دی ہم کو ابراہیم بن حریم شاشتی نے کہا حدیث کی ہم سے عبد بن حمید بن نصر نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن داؤد نے زہیر بن معاویہ سے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے سعد ابو مجاہد طائی نے حدیث بیان کی ہم سے ابو المدلہ مولیٰ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہوتے ہیں اور ہم اہل آخرت سے ہوتے ہیں اور جب ہم آپ سے علیحدہ ہوتے ہیں اور عورتیں اور اولاد ہم سے ملتے ہیں تو ہم کو دنیا اچھی معلوم ہوتی ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم اسی حال پر رہو جس حال پر جو کہ میرے پاس ہوتے ہو تو تم سے فرشتے آکر تمہارے ہاتھوں پر مصافحہ کریں اور تمہارے گھروں میں آکر تمہاری ملاقات کریں اور اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے جو کہ گناہ کرے اور استغفار مانگے۔ پھر اس کو خدا تعالیٰ بخشے ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم کو جنت کے متعلق بیان فرمائیں کہ اس کی ساخت کیسی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اس کے کنکر موتی اور یاقوت کے ہیں اس کا گارا مشک اور مٹی زعفران کی ہے۔ جو شخص اس میں داخل ہو گا وہ تروتازہ رہے گا پرانا نہ ہو گا۔ ہمیشہ رہے گا۔ نہ مرے گا نہ اس کے کپڑے میلے ہوں گے نہ اس کی جوانی فنا ہو گی۔ تین شخص ہیں کہ جن کی دعا مردود نہیں (ایک تو روزہ دار کی جب کہ وہ افطار کرے) دوسرا امام عادل کی (تیسرا) مظلوم کی دعا اس کی دعا بادل پر اٹھائی جاتی

ہے۔ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے مجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں تجھ کو فتح دوں گا۔ اگرچہ ایک مدت کے بعد ہو یہ حدیث حسن ہے۔ حدیث ابو خیثمہ زہیر بن ابی معاویہ کوفی سے اور بخاری و مسلم نے اسکی حدیث سے حجت لانے پر جو کہ ابو مجاہد سعد طائی سے ہے اتفاق کیا ہے۔ وہ ثقہ تھے جو کہ ابو المدلہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولیٰ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرنے میں ثقہ تھے نکالا اس کو ترمذی نے اپنی جامع میں اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ترمذی نے اس کو مختصراً محمد بن علا ہمدانی سے اس نے عبداللہ بن نمیر سے روایت کیا ہے اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے بھی مختصراً علی بن محمد سے وہ وکیع بن الجراح سے اور یہ دونوں سعدان بن بشر سے وہ سعد طائی سے روایت کرتے ہیں اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور ابو مدلہ مولیٰ ام المومنین ہیں اور ان کو ہم کو اسی حدیث سے پہچانتے ہیں اور اس سے یہ حدیث بہ نسبت اس کے لمبی بھی روایت کی گئی ہے۔ پھر ترمذی اس حدیث کو جسے ہم نے یہاں روایت زہیر بن معاویہ سے پوری روایت کیا ہے بڑھاتا ہے اور بے شک نکالا مسلم نے اپنے صحیح میں کچھ اس کا حصہ حنظلہ بن ربیع اسدی سے روایت کیا ہے اور ہم کو یہ حدیث عالی سند سے دوسرے طریقے سے مرفوع پہنچی ہے۔ الحمد للہ۔

اور اسناد سے روایت کی ہم سے عبداللہ بن حمید نے خبر دی ہم کو جعفر بن عون نے خبر دی ہم کو ابو عمیس بن مسلم سے وہ طارق بن شہاب سے روایت کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین ایک آیت تمہاری کتاب میں ہے جس کو تم پڑھتے ہو۔ یہودی کہتے ہیں کہ اگر ہم پر یہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن بناتے آپ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے کہا الیوم

اکملت لکم دینکم الخ یعنی آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لیے پورا کر دیا۔ الخ تب حضرت عمر نے فرمایا بے شک میں اس دن کو جس میں یہ آیت نازل ہوئی تھی اس مکان کو جس میں آیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتری تھی خوب جانتا ہوں۔ عرفات میں جمعہ کے دن نازل ہوئی تھی۔ (یعنی وہ حج کا دن اور جمعہ کا دن تھا۔ مقصود یہ کہ دو عیدیں اس دن جمع تھیں۔) یہ صحیح حدیث اور متفق علیہ ہے۔ نکالا اس کو تینوں ائمہ یعنی بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں اور نسائی نے اپنی سنن میں پس اس کو بخاری و مسلم نے متعدد طریق سے روایت کیا ہے ان میں سے بخاری کتاب الایمان میں ابو علی الحسن بن محمد بن صباح بغدادی زعفرانی سے ہے اور مسلم کا طریق آخر کتاب عبداللہ بن حمید سے ہے اور روایت کیا اس کو نسائی نے ایمان میں ابو داؤد سلیمان بن یوسف حرانی سے ان تینوں نے جعفر بن عون سے جیسا کہ ہم نے اس کو نکالا۔ پس مسلم کے ساتھ ہماری موافقت ہوئی اور اس کے بدلہ بخاری و نسائی کے لیے اور الحمد للہ والمنۃ۔

اور اسی روایت سے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد بن جمید نے کہا خبر دی ہم کو عبدالرزاق نے معمر سے وہ قتادہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا پس مکہ میں دو دفعہ شق قمر ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اقتربت الساعۃ وانشق القمر سحر مستمر تک ثابت کہتے ہیں کہ نکالا اس کو تین ائمہ نے مسلم نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں نسائی نے اپنی سنن میں اسحاق بن ابرہیم سے روایت کیا ہے ان تینوں نے عبدالرزاق سے رویت کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کو نکالا ہے پس ہم کو ترمذی سے موافقت اور مسلم و نسائی کے لیے بدلہ ہوا۔

خبر دی ہم کو شیخ امام حافظ شرف الدین ابو محمد عبدالمومن بن خلف بن ابو

الحسن دمیاطی نے میں نے ان کے سامنے پڑھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے دمشق میں ابو العباس احمد بن ابی الفتح المفرج بن علی دمشقی کے سامنے پڑھا وہ شیخ امام عارف ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو خبر دی ابو بکر احمد بن مظفر بن حسین بن سوسن کھجور فروش نے کہا خبر دی ہم کو ابو علی الحسن بن احمد بن ابراہیم بن الحسن بن محمد شاذان بزاز نے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو بکر محمد بن العباس بن نجیح نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جعفر بن محمد بن شاکر نے حدیث بیان کی ہم سے عفان نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن یزید نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عطاء بن سائب نے وہ اپنے باپ سے وہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز پڑھی اور اس کو ہلکا کیا۔ جب وہ نماز پڑھ چکے تو میں نے ان سے اس کا ذکر کیا۔ تو کہا کہ میں نے وہ دعائیں مانگیں ہیں۔ جن کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ کہا کہ پھر عمار چلے اور ان کی طرف سے ایک مرد کھڑا ہوا اور اس کے پیچھے ہوا وہ کہتے ہیں کہ وہ میرا باپ تھا اس نے دعا کی نسبت ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہے۔

اللھم بعلمک الیغیب و بقدرک علی الخلق احیبی ما کانت الحیاۃ خیر الی و تومننی ما کانت الو لمھات ۃ خیر الی و اسالک خشیتک فی الغیب والشھادۃ و اسعالک کلمتہ الحکمت فی الرضاء والغضب واسئلک قرۃ عین لا تنفطع واسائک الرضاء عند القضاء و اسائک بر د العیش بعد الموت واسالک انظر الی وجھک والشوق الی لقائک فی غیر ضراء مفرۃ ولا فتنۃ مضلۃ اللھم زینا بزینۃ الا یمان واجعلنا ھداہ مھتدین۔

اس کو روایت کیا نسائی نے یحییٰ بن حبیب بن عربی سے وہ حماد بن زید

سے وہ عطاء بن السائب سے جیسا کہ ہم نے اس کو نکالا ہے۔ پس ہمارے لیے بدلہ ہوا اس کا بدلہ ہوا اور خدا کی تعریف ہے۔

خبر دی ہم کو فاضل شرف الدین ابو الفضل الحسن بن علی عیسیٰ بن الحسن نے میں نے ان کے سامنے پڑھا کہا کہ خبر دی ہم کو ابو العباس احمد بن ابی الفتح الفرج بن ابی الحسن علی دمشقی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام عارف جمال الدین پیشوائے سا لکین تاج العارفین محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور نفع دے ہم کو اللہ ان کی محبت سے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو منصور عبدالرحمان بن محمد بن عبدالواحد فراز نے حافظ ابوالعلاء حسن بن احمد بن حسن بی عطاء ہمدانی کی قرات کے ساتھ جو ان کے سامنے پڑھی گئی اور میں سنتا تھا۔ جمادی الاخریٰ 531ھ میں بغداد کے باب ازج میں کہا خبر دی ہم کو امام حافظ ابو بکر احمد بن ابی ثالث بغدادی نے ان پر پڑھا اور میں سنتا تھا۔ 463ھ میں خبر دی۔ ہم کو احمد بن محمد بن غالب نے خبر دی ہم کو ابو بکر اسماعیلی نے کہا حدیث بیان کی ہم کو ابو جعفر محمد بن ابراہیم بن عبداللہ جرجانی کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن علی بن زہیر نے حدیث بیان کی ہم سے عثمان بن مسلم نے حدیث بیان کی ہم سے حماد بن سلمہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ثابت نے عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے وہ صہیب سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کے بارے میں الذین احسنوا الحسنی و زیادۃ یعنی جنہوں نے نیکی کی ہے۔ ان کے لیے نیکی ہو گی اور زیادہ ملے گا فرمایا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے۔ اور دوزخی دوزخ میں تو پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ اے جنتیو تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس ایک زیادتی ہے وہ چاہتا ہے۔ کہ اس کو پورا کر دے۔ وہ کہیں گے کہ کیا؟ اس نے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے اور ہماری میزانیں اپنے دیدار سے بڑھ کر محبوب اور خوش کرنے والی چیز ان کو نہ دے گا۔

خبر دی ہم کو اس روایت سے اعلیٰ تین درجہ تک شیخ مسند ابو الفضل عبدالرحیم بن یوسف بن یحییٰ دمشقی نے ان پر پڑھا جاتا تھا اور میں سنتا تھا کہا خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن محمد بن معمر بن طبر زدار قرزی نے ان پر پڑھا جاتا تھا اور میں حاضر تھا اور سنتا تھا کہ خبر دی ہم کو ابو القاسم ہبتہ اللہ محمد بن عبدالواحد بن احمد بن حسین شیبانی نے ان پر پڑھا جاتا تھا اور ہم سنتے تھے کہا خبر دی ہم کو ابو طالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان بزاز نے کہا خبر دی ہم کو ابو بکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم شافعی نے کہا خبر دی ہم کو محمد بن مسلم واسطی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یزید بن ہرون نے کہا خبر دی ہم کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے وہ عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے وہ صہیب سے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں گے تو ان کو پکارنے والا پکارے گا۔ کہ اے اہل جنت تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس وعدہ ہے۔ جس کو تم نے نہیں دیکھا وہ کہیں گے وہ کیا ہے۔ کیا اس نے ہماری میزانیں بھاری نہیں کیں۔ ہمارے چہرے سفید نہیں کیے ہم کو جنت میں نہیں داخل کیا دوزخ سے نجات نہیں دی۔ فرمایا کہ پھر اللہ عزوجل پردہ کھول دے گا پھر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے پس خدا کی قسم کہ ان کو اپنے دیدار سے بڑھ کر پیاری کوئی چیز عطا نہ کرے گا۔ ــــ

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی للذی احسنو الحسنیٰ و زیادۃ یہ حدیث صحیح ہے شرط مسلم پر نکالا اس کو امام بزرگ احمد بن محمد بن حنبل نے اپنی مسند میں یزید بن حرون سے اور نکالا اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں ابو بکر بن ابی شیبہ نے یزید بن حرون سے جیسا کہ ہم نے اس کو نکالا۔ پس ہمارے لیے امام احمد کے ساتھ بڑی موافقت ہوئی اور مسلم کے ساتھ عالی درجہ کا بدل ہوا اور پچھلی اسناد میں عدد کے اعتبار سے گویا کہ میں نے ابو منصور عبدالرحمان بن محمد قرزاز سے سنا ہے پس اللہ تعالیٰ کی تعریف و احسان ہے اور اس اسناد کے ساتھ جو

پہلے گزر چکی۔ ابو منصور قزاز تک کہا کہ خبر دی ہم کو ابو بکر خطیب نے کہا خبر دی ہم کو قاضی ابو العلاء محمد بن علی نے کہا خبر دی ہم کو ابوالحسن محمد بن ابراہیم حضرمی نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو ابو حامد بن قدامہ بلخی وراق نے 698ھ میں حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن سعید نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مالک نے ابن شہاب سے وہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے سر پر خود تھی۔ پھر آپ ابن خطل سے جو کعبہ شریف کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا ملے اور فرمایا کہ اس کو قتل کر ڈالو۔

خبر دی ہم کو اس سے دو درجہ پر اعلیٰ شیخ مسند ابوبکر محمد بن امام حافظ ابو طاہر اسماعیل بن عبداللہ انماطی نے میں ان کے سامنے پڑھا تھا۔ کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو القاسم عبدالصمد بن محمد بن ابی الفضل انصاری نے ان کے سامنے پڑھا جاتا تھا اور میں سنتا تھا کہ خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالکریم بن حمزہ بن خضر سلمی نے بطور اجازت کے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو القاسم حسین بن حسن بن ولید کلابی نے کہا خبر دی ہم کو ابو بکر محمد بن حریم بن محمد عقیلی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن عمار بن نصر بن میرہ سلمٰی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مالک بن انس اصبحی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابن شہاب ازہری نے انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کی صحت پر اتفاق کیا گیا ہے اور اس حدیث کا ثبوت امام دارالہجرۃ مالک بن انس اصبحی سے ہے۔ جو کہ ابوبکر محمد بن ہشام زہری سے روایت کرتے ہیں اور اس حدیث کو زہری سے زیادہ کسی ثقہ سے صحیح طور پر سوائے مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کسی نے نہیں روایت کیا

اور امام مالک سے آئمہ کی ایک جماعت نے جو کہ آپ کے ہمعصر اور اصحاب وغیرہ تھے۔ روایت کیا ہے ان میں سے ابن جریج معمر ابن عیینہ وغیرہ ہیں اور اصحاب حدیث اپنے طرق کو ان سے جمع کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس حدیث کو امام مالک سے تقریباً دو سو مردوں نے روایت کیا ہے اور کہا ترمذی نے کہ ہم نہیں پہچانتے کسی کو کہ اس نے اس حدیث کے سوائے امام مالک کے روایت کیا ہو۔ نکالا اس کو ستہ ائمہ نے بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں اور ابو داؤد نسائی ابن ماجہ نے اپنی سنن میں پس روایت کیا اس کو بخاری نے حج میں عبداللہ بن یوسف سے اور جہاد میں سماعیل بن ابی ادریس سے مغازی میں یحییٰ بن قزعہ سے اور لباس میں ابو ولید طیالسی سے اور روایت کیا اس کو مسلم نے مناسک میں اور ترمذی نے ماد میں اور نسائی نے حج میں قتیبہ بن سعید سے اور روایت کیا اس کو مناسک بھی یحیی اور عقبیٰ نے روایت کیا۔ اس کو ابو داؤد نے جہاد میں عقبیٰ سے ر روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اس میں مختصراً ہشام بن عمار اور سوید بن ید سے یہ نوراوی امام مالک سے روایت کرتے ہیں۔ پس پہلے طریق سے ہم مسلم ترمذی نسائی قتیبہ بن سعید سے ہوئی اور بخاری کا بدل ہوا اور سرے طریقہ سے ہم کو اعلیٰ درجہ کی ابن ماجہ سے ہشام بن عماء سے افقت ہوئی اور عالی درجہ کا بدل ان پانچوں سے ہوا اور ترمذی نے شمائل میں ی احمد بن عیسیٰ سے وہ ابن وہب سے روایت کرتے ہیں اور روایت کیا اس و نسائی نے بھی سیر میں محمد بن مسلم سے ابو القاسم سے اور حج میں مختصراً مبداللہ بن قضالہ سے وہ حمیدی سے وہ سفیان بن عینہ سے یہ تینوں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ پس ہم کو ان تین طریقوں میں عدد کے لحاظ سے سند عالی ملی۔ واللہ الحمد والفضل والمنتہ۔

اور مجھ کو اس حدیث میں لمبے طرق اور مختصر ملے ہیں جن کو یہاں بیان

کرنا بوجہ اختصار کے چھوڑ دیتا ہوں اور اسناد گزشتہ کے ساتھ جو ابو منصور قزاز تک ہے۔ ابوبکر خطیب سے کہا خبر دی ہم کو احمد بن علی بن الحسین نوری نے کہا خبر دی ہم کو عمر بن القاسم بن محمد مقری نے حدیث بیان کی ہم سے ابو عبداللہ محمد بن اسحاق معدل مرینی نے عکبر میں کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اور خبر دی ہم کو بسند عالی ابو محمد الحسن بن علی بن عیسیٰ بن الحسن لخمی نے میں نے ان کے سامنے پڑھا۔ خبر دی ہم کو بڑے بڑے مشائخ امام عالم علامہ مفتی مسلمین بہاؤالدین ابو الحسن علی ابی الفضل ہبتہ بن سلامہ بن مسلم جو کہ آئمہ شافعیہ کے بڑے امام ہیں۔ ان کے سامنے پڑھا جاتا تھا اور میں سنتا تھا اور مسند ابو محمد عبدالوہاب بن ظافر بن علی اور ابو القاسم عبدالرحمان بن مکی حاسب کیان نے سب یہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہم کو امام جمال الاسلام اوحد الانام حافظ ابو طاہر احمد بن محمد بن احمد سلفی اصبہانی ان کے سامنے پڑھا جاتا تھا۔ اور ہم سنتے تھے کہ خبر دی ہم کو استاد رئیس جمال العراق ابوالحسن مکی بن منصور بن محمد بن علان کرخی نے وہ اصبحان میں 491ھ میں آئے اور اس میں فوت ہوئے رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

کہا خبر دی ہم کو قاضی ابوبکر محمد بن الحسن بن احمد حرسی حسری نے نیشاپور میں۔ کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو العباس احمد بن یعقوب اصم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ بن اسد مروزی نے بغداد میں کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے زہری سے وہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کے لیے کیا تیار کیا اس نے کہا کہ کچھ نہیں مگر اتنا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں۔ تب آپ نے فرمایا کہ تو ان کے ساتھ جن کو تو دوست رکھتا ہے۔ یہ صحیح حدیث اعلیٰ درجہ کی ہے۔ حدیث ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید

اللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری سے و ابو حمزہ انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ نکالا اس کو مسلم نے اپنے صحیح میں اور روایت کیا اس کو ادب میں ابو بکر بن ابی شیبہ اور عمر بن محمد ناقد اور زہیر بن حرب محمد بن عبداللہ بن نمیر محمد بن یحییٰ بن ابی عمر سے ان پانچوں سے سفیان بن عیینہ سے پس ہمارے سند عالی بدلہ میں بدلہ میں ملی اور نکالا اس کو مسلم نے بھی محمد بن نافع عبد بن حمید سے ان سب نے عبدالرزاق سے وہ عمر سے یہ دونوں زہری سے روایت کرتے ہیں اور بخاری و مسلم نے اتفاق کیا ہے۔ اس کے نکالنے میں اپنی صحیحین میں حدیث سالم بن ابی الجعد سے وانس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پس روایت کیا اس کو حدیث جریر سے وہ منصور سے اور روایت کیا اس کو بخاری نے ادب میں عبدان سے وہ اپنے باپ سے شعبہ سے وہ عمرو بن عمرو سے اور روایت کیا اس کو مسلم نے بھی محمد بن یحییٰ لشکری سے وہ عبدان سے وہ اپنے باپ سے وہ شعبہ سے وہ عمر بن مرہ سے اور یہ دونوں سالم سے روایت کرتے ہیں۔ پس اس عدد کے لحاظ سے یہ شمار انس تک پہنچتا ہے۔ ہمارے لیے سند عالی طریق ثانی میں ہے۔ میرے شیخ نے اس کو فقیہ زاہد ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان نیشاپوری صاحب مسلم سے روایت کرتے ہیں اور وہ رحمتہ اللہ پیر کے دن ماہ رجب 300ھ میں فوت ہوئے واللہ الحمد والفضل والمنتہ۔

اور پہلے اسناد سے جو کہ ابو منصور قزار تھے۔ خبر دی ہم کو ابو بکر خطیب نے کہا خبر دی ہم کو ابو بکر محمد بن محمد بن طاہری نے کہا کہ میں نے ابو الخیر بن سمعون سے سنا وہ ذکر کرتے تھے کہ وہ مدینہ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کا قصد کر کے نکلے اور کھجور کو مع دیگر طعام کے اس جگہ چھوڑا جہاں ان کا ٹھکانہ تھا پھر ان کے نفس نے تر کھجور کی تلاش کی اور لائمہ میں ان کی طرف آئے اور کہنے لگے کہ اس جگہ کہیں مجھ کو تر کھجوریں ملیں

گی اور جب افطار کا وقت آیا تو کھجور کا قصد کیا کہ اس میں سے کھائے۔ تب اس کو تر کھجور صحانی کو پایا۔ پھر اس میں سے کچھ نہ کھایا۔ پھر اگلے دن اس کی طرف شام کے وقت آئے اس کو اپنی پہلی حالت پر پایا اور اس کو کھایا یا ایسے کہا اور پہلی اسناد کے ساتھ ابو منصور قزاز تک کہا کہ خبر دی ہم کو خطیب ابو بکر نے کہا خبر دی ہم کو ابو نعیم حافظ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے احمد بن محمد بن مقسم نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابو بکر خیاط صوفی نے کہا کہ میں نے ابو حمزہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ایک سفر توکل پر کیا پھر اس اثنا میں کہ ایک رات چلتا تھا اور نیند میری آنکھوں میں تھی۔ اچانک میں ایک کنویں میں جا پڑا پھر میں نے اپنے آپ کو کنویں میں دیکھا اور اس کی بلندی کی وجہ سے نکلنے پر قادر نہ ہوا۔ پھر میں اس میں بیٹھ گیا اتنے میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ کنویں کے سر پر دو مرد کھڑے ہیں۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہم چلے جاتے ہیں اور اس کے لیے کنویں کو اس راستہ میں چھوڑ دیتے ہیں۔ دوسرے نے کہا ہم ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ اس کو بند کر دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے نفس نے یہ کہا کہ میں کہوں میں اندر ہوں تب مجھے پکارا گیا کہ تو نے ہم پر توکل کیا تھا اور اب ہماری مصیبت کا شکوہ اوروں کے پاس کرتا ہے۔ پھر میں چپ ہو رہا اور وہ دونوں چل دیئے پھر دونوں لوٹے اور ان کے ساتھ کوئی شے تھی۔ تو انہوں نے کنویں کے سر پر ڈال دی اور اس کو اس کے ساتھ بند کر دیا۔ پھر مجھ کو میرے نفس نے کہا کہ اس کے اندر ہونے سے تو میں بے خوف ہوا۔ لیکن اب میں قید میں پڑ گیا۔ پھر ایک رات دن ٹھہرا اور جب اگلا دن ہوا تو مجھے کسی ہاتف نے پکارا۔ جس کو میں دیکھتا نہ تھا کہ مجھ سے مضبوطی کے ساتھ چمٹ جا۔ میں نے ہاتھ بڑھایا تو میرا ہاتھ کسی سخت چیز پر پڑا جس سے میں چمٹ گیا اس نے مجھے اوپر کھینچ لیا اور مجھے ڈال دیا میں نے اسے زمین پر غور سے دیکھا تو وہ درندہ تھا۔ جب میں نے اس کو دیکھا تو دل میں فطرتاً اس

سے خوف کھانے لگا۔ پھر مجھ کو کسی نے پکارا کہ اے ابا حمزہ ہم نے تجھ کو بلا سے بلا کے ساتھ چھوڑایا اور جس سے تو ڈرتا ہے اس سے ہم کافی ہو گئے ہیں۔

اور اسی اسناد سے خطیب تک یہ کہا خبر دی ہم کو ابو القاسم رضوان بن محمد بن الحسن دینوری نے کہا کہ میں نے احمد بن محمد بن عبداللہ نیشا پوری سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوبکر محمد بن احمد بن عبدالوہاب حافظ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو عبداللہ محمد بن صیم سے سنا وہ ابو حمزہ دمشقی سے بیان کرتے تھے کہ وہ جب کنویں سے نکلے تو یہ اشعار پڑھتے تھے۔

نھانی حیائی منک ان اکشف الھوٰی واغیتتنی بالقرب منک عن الکشف

مجھ کو حیا نے اس بات سے منع کیا کہ تیری محبت ظاہر کروں اور تو نے اپنے قرب کی وجہ سے اظہار محبت سے مجھے بے پروا کر دیا ہے۔

تدا ایت لی بالغیب حتٰی کانما تبشرنی بالغیب انک فی الکف

میں نے اپنے آپ کو دیکھا۔ یہاں تک کہ گویا تو مجھے غیب میں خوشخبری دیتا ہے کہ تو ہتھیلی میں ہے۔

اراکوبی من ھیبنی منک وحشۃ فتونسنی بالعطف منک وباللطف

میں تجھ کو ایسے حال میں دیکھتا ہوں کہ تیری ہیبت کی وجہ سے مجھے وحشت ہے۔ پھر اپنی طرف سے مجھ پر مہربانی و شفقت کرتا ہے۔

ویحی محب انت فی الحب حتفہ وزا عجب کون الحیاۃ مع الحتف

وہ عاشق زندہ ہے کہ محبت میں جس کی تو موت ہے اور یہ تعجب ہے کہ زندگی موت کے ساتھ رہے۔

اور اسی اسناد سے خطیب تک کہا کہ خبر دی مجھ کو ابو علی عبدالرحمان بن محمد بن احمد بن فضالہ نیشا پوری نے میں کہا کہ میں نے ابو جعفر بن احمد بن الحسن بن ازدی خطیب سے سمنان میں سنا وہ کہتے تھے کہ جعفر بن محمد خلدی

نے کہا کہ مشائخ کا ایک گروہ اس لیے گھر سے نکلا کہ ابو حمزہ صوفی کا استقبال کریں جب وہ مکہ مکرمہ سے آ رہے تھے۔ دیکھا تو ان کا رنگ متغیر ہوا ہے۔ تب حریری نے کہا کہ اے میرے بچے جب صفات بدلتے ہیں تو کیا اسرار بھی بدل جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا معاذ اللہ اگر اسرار بدلیں تو صفات بدل جائیں اور اگر صفات بدل جائیں تو جہاں ہلاک ہو جائے۔ لیکن اسرار سکون پاتے ہیں۔ پس ان کی حفاظت کرتا ہے اور صفات سے اعراض کرتا ہے۔ پھر ان کو لاشے کر دیتا ہے۔ پھر ہم کو چھوڑ دیا اور پیٹھ پھیر کر چلائے اور یہ کہتے تھے۔

کما تری صیرنی قطع قنارانو منْ شرولی عن وطنی

کائننی لم اکفی

جیسے تم دیکھتے ہو اس نے مجھے بنا دیا۔ زمانہ کے میدان قطع کر دیئے مجھ کو میرے وطن سے جدا کر دیا۔ گویا کہ میں تھا ہی نہیں۔

اذا اغبت مبدا ھو وان بدا غیبنی

یقول لا تشھدما تشھدا و تشھدنی

جب میں غائب ہوا تو وہ ظاہر ہوا اور اگر ظاہر ہوتا ہے تو مجھے غائب کر دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ تو نہ مشاہدہ کر جو کرتا ہے یا میرا مشاہدہ کر۔

علماء و مشائخ کا شیخ رضی اللہ عنہ کی عزت و تعریف کرنا

اس کتاب میں پہلے کئی دفعہ اس بات کا ذکر آ چکا ہے۔ اس کے اعادہ کرنے سے گزشتہ ذکر نے یہاں پر مجھے مستغفی کر دیا ہے۔ ہاں یہاں پر بعض ان اکابر مشائخ کا ذکر کرتا ہوں کہ جن سے یہ امر مجھے پہنچا ہے۔ یکے بعد دیگرے اور اس ضمن میں ان مشائخ کے مختصراً مناقب و فضائل بھی اشارۃ بیان کروں گا۔ کیونکہ اگر کوئی طالب اپنے لمبے ہاتھوں سے ان کے انجام تک

پہنچنا چاہے تو البتہ اس کی غائیت کی فہم کی ہتھیلی اپنے مقصود کے حصول سے عاجز رہے گی یا کوئی ایسا شخص کہ بلاغت کے فرق پر قادر ہو اور فصاحت کے قیمتی مال سے چمٹنے والا اس امر کا گمان کرے کہ مدد کی قوتوں کے غلبہ سے اس کی غایت کا مالک ہو جائے تو اس کا بیان بند رہے گا۔ اس کا دل حیران ہو گا۔ پس اس میں کوئی تعجب نہیں کہ میں اس کے سمندروں میں سے ایک گھونٹ پر کفایت کروں اور اس کی بارش میں سے ایک قطرہ پر راضی ہو جاؤں پھر میں ان کے اوصاف کے بعد اس طرح متوجہ ہوں اور ان کی بعض کرامات بیان کروں اس میں سے ایسی روشن کرامات کا ذکر کروں کہ معنٰے مقصود کے چہرے سے ظاہر ہوں اور موتی ایسے گھاٹ سے لاؤں۔ جس کا میں نے ارادہ کیا ہے۔ پھر اس پر میں اتروں اور وہ اچھا گھاٹ ہے۔ جس پر آیا جائے اور اللہ عزوجل سے مدد طلب کی گئی ہے اور اگر میں مدد چاہوں تو مضائقہ نہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ المنان۔

الشیخ ابو بکر بن ھوار بطائحی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ بڑے عارفین اور مقربین کے صدروں میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ و مقامات فاخرہ و روشن بھیدوں والے بصائر غالبہ جلالات عظیمہ احوال جسیمہ افعال خارقہ انفاس صادقہ عالی ہمتوں مراتب علیہ صاحب اشارات نورانیہ خوشبو میں روحانیہ اسرار ملکوتیہ محاضرات قدسیہ ہیں۔ ان کے لیے معارف میں معراج اعلیٰ ہے۔ حقائق میں طریق روشن ہے۔ بلندیوں میں طور اعلیٰ ہے۔ صدور مراتب میں تقدم ہے۔ اونچی منازل تک سبقت ہے۔ احوال نہایت میں ان کا قدم راسخ ہے علوم موارد میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ تصریف جاری میں ان کا ہاتھ لمبا وسیع ہے۔ تمکین میں ان کا

فراخ ہے حقائق آیات سے ان کا کشف خارق عادت ہے۔ معانی مشاہدات میں ان کو دگنی فتح ہے۔ وہ ایک ان میں سے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا۔ اور لوگوں کی طرف کھلے طور پر بھیجا۔

ان کے دلوں کو اس کی ہیبت سے اور ان کے دلوں کو اس کی محبت سے بھر دے ان کے لئے قبول تام خاص و عام کے نزدیک کر دیا۔ خدا نے ان کو عالم میں تصرف کر دیا۔ احکام ولایت کی ان کو قدرت دی۔ ان کے لیے موجودات کو پھیر دیا۔ عادات کو توڑ دیا۔ ان کو معیبات سے گویا کر دیا۔ اس کے ہاتھ عجائبات کا ظہور کیا۔ اس کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا اور اس شان میں جو کچھ پرانا ہو گیا تھا۔ ان کے سبب اس کو زندہ کر دیا اور طریق سلف کو مٹنے کے بعد ظاہر کر دیا مجھ کو اس بات کی خبر دی قاضی القضاۃ شمس الدین ابو عبداللہ محمد مقدسی نے کہا کہ میں نے شیخ صالح ابو زکریا یحییٰ بن یوسف صرصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ پیشواء علی بن ہیتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ پیشواء تاج العارفین ابو الوفا سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ پیشواء ابو محمد شبکی سے سنا پس اس نے اس کا ذکر کیا اور وہ پہلے شخص ہیں کہ جن کو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں خرقہ پہنایا۔ جب وہ جاگے تو اس کو اپنے اوپر پایا اور اس کی شرح انشاء اللہ عنقریب آئے گی۔

مزار کی خصوصیت

وہ وہ ہیں کہ جنہوں نے کہا کہ جو شخص 40 بدھ تک میری قبر کی زیارت کرے گا۔ تو اس کو اس کی قبر میں دوزخ سے برات حاصل ہو گی اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ میں نے اپنے رب عزوجل سے اس بات کا عہد لیا ہے کہ جو

میری اس چاردیواری میں داخل ہو گا۔ یعنی ان کے مزار پر تو اس کا جسم نہ جلے گا۔

اور کہتے ہیں کہ جو چربا ور گوشت وہاں پر داخل ہو تو اس پر آگ اثر نہیں کرتی اور نہ کوئی اور چیز اور وہ اس طریق کے ایک رکن ہیں۔ ان کے سادات کے صدر ہیں۔ اس کے اماموں کے سردار ہیں۔ وہ ان کے اکابر ہیں۔ جو کہ اس راستہ کی طرف کھینچنے والے اور بلانے والے ہیں اور علم و عمل حال و قال زہد و تمکین تحقیق جلالت و مہابت میں ان علماء کے بڑے ہیں۔ ان کے زمانہ میں اس امر کی ریاست ان تک پہنچی اور عراق میں انہی کے سبب مریدین صدیقین کی تربیت مشہور ہوئی۔ ان کے مشکل مسائل پر انہوں نے حل کیا۔ ان کے پوشیدہ احوال کو کھول دیا۔ ان کی صحبت سے کئی اکابر نے تخریج کی جیسے شیخ ابو محمد شنبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور انہی کی طرف عراق کے اکثر بڑے مشائخ منسوب ہیں اور ان کی ارادت کے احوال فاخرہ کے جم غفیر قائل ہوئے ہیں ان کے اس قدر شاگرد ہوئے ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ جن کے مقامات بلند ہیں۔ مشائخ و علماء کا ان کی بزرگی و احترام ان کے قول کی طرف رجوع کرنے ان کے حکم کی طرف لوٹنے پر اجماع قرار پایا ہے۔ ان کی زیارت کا ہر ایک طرف سے قصد کیا گیا ہے اور ہر ایک طرف سے امیدوں کے تیر ان کی طرف پھینکے گئے ہیں۔ بڑے بڑے راستہ سے اہل سلوک ان کی طرف دوڑ کر آئے ہیں۔

وہ جمیل صفات شریف الاخلاق کامل الاداب کثیر الواضع دائم خندہ پیشانی وافر عقل احکام شرع کے سخت پابند اہل علم کی تعظیم کرنے والے اہل دین و سنت کی عزت کرنے والے حق کے مرید کے دوست تھے۔ اس کے ساتھ ہمیشہ مجاہدہ اور لزوم مراقبہ کے ساتھ موت تک رہے۔ علوم معارف میں ان کلام بلند تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

توحید

توحید یہ ہے کہ حدوث سے قدم کا علیحدہ ہونا۔ موجودات سے نکلنا حجاب کا قطع کرنا اپنے علم و جہل کا ترک ہے اور یہ کہ سب کی جگہ حق رہے۔ علم توحید اپنے وجود کا مخالف ہے اور اس کا وجود اس کے علم سے جدا ہے اور جب عقلا کی عقلیں توحید میں منتہی ہوتی ہیں۔ تو پھر حیرت تک پہنچتی ہے۔

تصوف

اور تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بغیر علاقہ کے ہو اس کے ساتھ ذکر اجتماع کے ساتھ اور خوف نفع کے ساتھ اور اچھی طرح اتباع ہو۔

زہد

زہد یہ ہے کہ اس بات سے خالی ہو کہ جس سے ہاتھ خالی ہے۔ دنیا کو ذلیل سمجھے دل سے اس کے آثار کو مٹا دے۔

خوف اس بات کو مستلزم ہے کہ پکڑ کے واقع ہونے سے سانسوں تک جاری ہونے کے ساتھ ڈرے۔

اور خشوع یہ ہے کہ علم الغیوب کے لیے دل ذلیل ہو

تواضع یہ ہے کہ بازو پست ہوں اور طرف نرم ہو

نفس امارہ بالسوء یعنی برائی کا حکم دینے والا) یہ کہ ہلاکتوں کی طرف بلانے والا ہو۔ دشمنوں کا مددگار ہو جو کہ خواہش نفسانی کے متبع ہیں۔ اور طرح طرح

لی برائیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔

انبیاء صلوات اللہ علیہم کا کلام حضوری پر خبر دینا ہے اور صدیقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام مشاہدات کے اشارے ہیں اور اسی سے عارفین کے دلوں میں تصدیق کی زبان سے اور عابدوں کے دلوں میں زبان توفیق میں اور مریدوں کے دلوں میں زبان تفکر سے علماء کے دلوں میں زبان تذکر سے عاشقوں کے دلوں میں زبان شوق سے حکمت بولا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت یہ ہے کہ ادب ہو ہمیشہ ہیبت ہو۔ مراقبہ کا لزوم ہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صحبت یہ ہے کہ آپ کی سنت کا اتباع ہو۔ علم سے معانقہ ہو۔

اولیاء کی صحبت یہ ہے کہ ان کے لیے دعا اور رحم کرنا اور خدا کے ساتھ جمع ہونا یہ کہ غیر سے تفرقہ کرنا اور غیر سے تفرقہ جمع ہے۔ جو شخص اس کی دوستی تک پہنچا وہ اس کے قرب سے ناموس ہو گا اور جو دوستی سے ملا تو اس کی صفائی بندوں کے درمیان صحیح ہوئی۔ تب حق ایک ہی ہے تو اس کا طالب بھی وحدانی الذات ہو گا۔

مشتاق وہ ہے کہ جس کو محبوب کے آثار شاق گزریں اس کا مشاہدہ اس کو فنا کر دے۔ پھر اس کے لیے وہ معانی ظاہر ہوں۔ جو کہ غیروں سے چھپے ہوئے ہیں پھر ان کی طرف ازل ذوستی کی زبان سے اشارہ کرے گی۔ کہ وہاں تک۔ پھر اس سے وہ نعمت یافتہ ہوں گے پھر پردہ پھٹ جائے گا اور یہ خوشی رونا بن جاتی ہے۔

خوف تجھ کو اللہ عزوجل تک پہنچاتا ہے اور عجب و سرور اللہ تعالیٰ سے تجھ کو قطع کر دیتا ہے اور تیرا لوگوں کو حقیر سمجھنا اتنا بڑا مرض ہے کہ جس کی دوا نہیں ہو سکتی۔

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ مقدسی نے

کہا کہ میں نے سنا تین شیخوں شیخ عارف ابوالحسن علی بن سلیمان بغدادی مشہور نانبائی شیخ صالح ابو ذکریا یحییٰ بن یوسف بن یحییٰ صرصری شیخ عالم کمال الدین ابو الحسن علی بن محمد بن وضاع شہربانی سے ان تینوں نے کہا کہ ہم نے سنا شیخ بزرگ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی سے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ تاج العارفین ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابو محمد شنبکی سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ ابو بکر بن ہوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شروع میں) شاطر تھے۔ جنگلوں میں ڈاکہ مارا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کے اور ساتھی بھی تھے۔ وہ ان کے سردار تھے۔ وہ راستوں میں بیٹھ کر لوگوں کا مال تقسیم کیا کرتے تھے۔ ایک رات ایک عورت سے سنا کہ وہ اپنے خاوند سے کہہ رہی ہے کہ تم یہاں ہی اتر پڑو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم کو ابن ہوار اور اس کے ساتھی پکڑ لیں یہ سن کر آپ کو نصیحت ہو گئی اور روئے یہ کہا کہ لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں اور میں اللہ سے نہیں ڈرتا۔ ان کے دل میں یہ بات آئی کہ وہ کسی بزرگ سے ملیں جو ان کو ان کے رب تک پہنچا دے اور عراق میں ان دنوں کوئی ایسا شخص مشہور نہ تھا کہ جو اہل طریقت سے ہو تب انہوں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔ پھر آپ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ کو خرقہ پہنائیں آپ نے فرمایا اے ابن ہوار میں تیرا نبی ہوں اور یہ تمہارے شیخ ہیں۔ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔

پھر فرمایا کہ اے ابوبکر اپنے ہم نام ابن ہوار کو خرقہ پہناؤ جیسا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں۔ تب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کپڑا اور طاقیہ (چادر) ان کو پہنائی اور اپنا ہاتھ ان کے سر پر پھیرا اور ان کی پیشانی کو چھوا اور کہا کہ خدا تم کو برکت دے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابابکر

تم سے عراق میں اہل طریق کے طریقے جو کہ عراق میں مردہ ہو چکے ہیں زندہ ہوں گے اور اہل حقائق کے مینار خدا کے دوستوں کے ساتھ ان کے پرانے ہونے کے بعد کھڑے ہوں گے عراق میں قیامت تک تم میں شیخت رہے گی تمہارے ظہور سے اللہ کی روحوں میں ہوائیں چلیں گی۔ اللہ کی خوشبوئیں تمہارے قیام سے بھیجی جائیں گی۔

پھر جب جاگے تو وہی کپڑا اور طاقیہ بعینہ اپنے اوپر پایا اور ان کے سر پر مسے تھے۔ پھر ان کو نہ دیکھا (کیونکہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر پر ہاتھ پھیرا تھا وہ جاتے رہے) گویا کہ زمانہ میں پکار دیا گیا ہو۔ کہ ابن ہوار اللہ عزوجل کی طرف پہنچا دیا گیا ہے پھر تو تمام اطراف سے لوگ دوڑ دوڑ کر آنے لگے ان کے قرب خدائی کی علامات ظاہر ہونے لگیں گی اور اللہ عزوجل سے ان کی خبریں ہم معنے ہونے لگیں میں ان کی خدمت میں آتا تھا اور وہ جنگل میں اکیلے ہوتے تھے۔ شیر آپ کے گرداگرد ہوتے تھے اور بعض ان کے قدموں پر لوٹا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے ایک بڑے شیر کو دیکھا کہ ان کے سامنے اپنے رخساروں کو مٹی میں آلودہ کر رہا ہے۔ جس طرح کوئی خطاب کر رہا ہے اور شیخ گویا کہ اس کو جواب دے رہے ہیں۔ پھر شیر چلا گیا۔ تب میں نے کہا کہ آپ کو اس خدا کی قسم ہے کہ جس نے یہ آپ پر عنایت کی ہے۔ آپ نے شیر سے کیا کہا اور اس نے آپ سے کیا کہا۔ آپ نے فرمایا کہ اے شنبکی اس نے مجھ سے کہا کہ مجھ کو آج تین دن گزر گئے ہیں کہ کھانا نہیں کھایا۔ مجھ کو بھوک نے تنگ کیا ہے اور میں نے آج کی رات صبح کے وقت اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تو مجھ سے کہا گیا کہ تیرا رزق ایک گائے ہے جو کہ موضع ہمامیہ میں ہے تو اس کو پھاڑے گا۔ مگر تجھے تکلیف بھی پہنچے گی۔ میں اس تکلیف سے ڈرتا ہوں کہ وہ کیا ہے مجھے اس کا علم نہیں۔

ہم نے اس کو یہ کہا ہے کہ تم کو ایک زخم پہنچے گا جو تمہارے دائیں بازو

پر لگے گا جس سے تم کو درد معلوم ہو گا ایک ہفتہ تک پھر وہ درد جاتا رہے گا اور میں نے لوح محفوظ میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ گائے اس کا رزق ہے۔ جس کو وہ ضرور پائے گا اور اہل ہامیہ میں سے گیارہ آدمی نکلیں گے ان میں سے تین مر جائیں گے ایک دوسرے سے دو گھنٹے پہلے مر جائے گا اور دوسرا تیسرے کے سات گھنٹہ کے بعد مرے گا اور شیر کو ان میں سے ایک کی طرف سے اس کے دائیں بازو میں زخم پہنچے گا اور ہفتہ کے بعد اچھا ہو جائے گا۔

حضرت شنبکی کہتے ہیں کہ میں جلد ہامیہ کی طرف گیا دیکھا تو شیر مجھ سے پہلے وہاں پہنچ گیا ہے اور ہامیہ میں سے گیارہ آدمی نکلے ہیں۔ ان میں سے ایک نے ایک اچھا زخم شیر کو اس کے دائیں بازو میں پہنچایا اور میں نے شیر کو دیکھا کہ گائے کو اپنے ساتھ کھینچے ہوئے لے جا رہا ہے اور اس کے زخم سے لہو نکلتا تھا۔ میں ان کے پاس اس رات ٹھہرا پھر ان میں سے (یعنی تینوں زخمیوں میں سے جن کو شیر نے بھی زخمی کر دیا تھا) ایک زخمی تو مغرب کے وقت دوسرا عشاء کے بعد تیسرا صبح کے وقت فوت ہو گیا۔

پھر ایک ہفتہ بعد شیخ کی خدمت میں آیا تو شیر کو دیکھا کہ ان کے سامنے موجود ہے اور اس کا زخم اچھا ہو گیا ہے۔

مردے کو زندہ کر دینا

خبر دی ہم کو ابو الفتوح عبدالملک بن محمد بن عبدالمحمود ربعی واسطی نے کہا کہ میں نے شیخ صالح بقیۃ السلف ابو العزائم مقدام بن صالح بطائحی پھر بغدادی سے وہاں پر سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابو العباس احمد بن ابو الحسن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے ماموں شیخ منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ پہلے جس نے شیروں اور

سانپوں کو جنگل والوں کے لیے ذلیل کیا وہ شیخ ابو بکر بن ہوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ جنگلوں سے نکل کر شہروں میں سکونت اختیار کریں پس ان کو سانپوں شیروں پرندوں جنوں نے گھیر لیا اور خدا کی قسم دلا کر یہ التجاء کی کہ آپ ہم کو چھوڑ کر نہ جائیں تب آپ نے ان سے عہدہ پیمان لیا کہ آپ کے مرید اور دوست کو قیامت تک تکلیف نہ دیں اور یہ کہ جہاں کہیں ہوں ان کی اطاعت کریں جب تک دنیا قائم رہے۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس جنگلوں میں سے ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میرا لڑکا نہر میں ڈوب گیا ہے اور اس کے سوا میرا اور کوئی بیٹا نہیں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اسنے تم کو طاقت دی ہے کہ میرے بیٹے کو آپ پھر میرے پاس لوٹا دیں اور اگر ایسا نہ کریں گے تو میں قیامت کے دن اللہ اور اس کے رسول کی طرف شکایت کروں گی میں کہوں گی کہ میرے رب میں ان کے پاس افسوس سے آئی تھی اور یہ میرے افسوس کو دور کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔

تب آپ نے سر نیچا کیا اور فرمایا کہ مجھے دکھلا کہ تیرا بیٹا کہاں غرق ہوا وہ آپ کو لے کر کنارا پر آئی تو دیکھا کہ اس کا بیٹا پانی پر مردہ تیر رہا ہے۔ پھر شیخ پانی میں تیر کر وہاں تک پہنچے اور اس کو اپنے کندھے پر اٹھا لائے اس کی ماں کو دے کر فرمایا کہ لے اس کو میں نے زندہ پایا ہے۔ وہ گئی ایسے حال میں کہ بچہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا گویا کہ کبھی اس کو کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ابی بکر عمر زادی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو طاہر خلیل بن شیخ پیشوا ابو العباس احمد بن علی صرصری نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عزاز بن مستودع نفسانی باز اشہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ شیخ ابو بکر بن ہوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گزرنے کے بعد عراق میں پہلے شیخ ہیں اور چونکہ رجال الغیب کثرت سے آپ کی زیارت کو آتے تھے اس لیے جنگل میں رات کے وقت انوار دکھائی دیتے تھے جو کہ جنگلوں کو چیرتے تھے۔ آپ مقبول الدعا تھے۔ جنگلوں کے لیے برکت کی دعا کی تھی اور کہا تھا خداوندا! ہمارے جانوروں اور سبزیوں اور رزقوں میں برکت دے پھر جنگل آپ کی دعا برکت سے اور جگہ کی زمین سے زیادہ سرسبز زیادہ بہتر زیادہ وسیع رزق جانوروں کے عتبار سے تھے۔ آپ کا تصرف ظاہر تھا۔ جب کبھی کسی گاؤں میں قحط پڑتا تو وہاں کے لوگ آپ کے پاس قحط کی شکایت کرتے اور آپ سے بارش کی التجا کرتے تو آپ ان سے فرماتے کہ جلد گھروں کو جاؤ۔ پھر وہ گھروں پر بغیر اس کے کہ پانی میں چلتے ہوئے جائیں۔ گھروں میں نہ پہنچ سکتے تھے اور یہ بارش اس گاؤں سے آگے نہ بڑھتی تھی اور بسا اوقات بارش کے موسم میں یہ بات ہوئی۔

واسطہ میں ایک دفعہ سخت زلزلہ آیا کہ جس سے پہاڑ ہل گئے اور مکانات گر گئے لوگ چلا اٹھے کیا دیکھتے ہیں کہ شیخ ابوبکران کے درمیان ہیں۔ آپ میں اور واسطہ میں چند روز کا راستہ تھا پھر زلزلہ ٹھہر گیا اور شیخ کو تلاش کیا تو نہ دیکھااس دن واسطہ میں ایک نیک بخت مرد تھا۔ اس نے خواب میں اس رات دیکھا کہ آسمانسے دو فرشتے اترے ہیں ایک ان میں سے دوسرے کو کہتا ہے قریب تھا کہ یہ زمین آج کے دن چلی جائے تو دوسرے نے کہا پھر کس نے اس کو روک لیا کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن ہوار کی طرف نظر کی تو مخلوق پر رحم کیا اور ان سے راضی ہوا۔ انہوں نے اجازت دی پھر انہوں نے کہا ساتوں زمینوں اور مٹی کو پھاڑایہاں تک کہ وہ بھموت تک پہنچے اور اس کو کہا اے خدا کے بندے ٹھہر جا اس نے کہا کہ تم کون ہو؟ آپ نے کہا میں ابوبکر بن ہوار ہوں اس نے کہا مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہاری اطاعت کروں اور

تیرے زمانہ میں سے اور کسی کی اطاعت نہ کروں اور ٹھہر گیا۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ نے ایک دن جنگل میں ایک ایسے کنویں میں وضو کیا جو کہ معطل پڑا ہوا تھا۔ پھر اس کا پانی بڑھ گیا اور شیریں ہو گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ ہواریوں میں سے تھے ہوار کردوں کا ایک قبیلہ ہے جو کہ جنگلوں میں آ رہا تھا۔ وہیں آپ فوت ہوئے آپ کی عمر بڑی ہو چکی تھی وہیں آپ کی قبر ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

کہتے ہیں کہ جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو ان کو بلند انوار نے ڈھانپ لیا جس کو اس شان کے لوگوں نے دور و نزدیک سے دیکھ لیا اور حاضرین نے اس طرح کی خوشبو سونگھی کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر خوشبو کسی نے نہ سونگھی ہو گی اور جب آپ کا انتقال ہوا تو اطراف جنگل سے رونے اور چلانے کی آواز آتی تھی۔ مگر لوگ معلوم نہ ہوتے تھے کہا جاتا ہے کہ یہ جنوں کی آواز تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی مجھ کو شیخ نیک بخت ابو الفضائل عبداللہ بن احمد بن ابی بن یوسف ہاشمی قیلوی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو جعفر عمر بن شیخ ابو الخیر سعید بن الشیخ پیشوا ابو سعید قیلوی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابو محمد شنبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابو بکر بن ہوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ عراق کے اوتاد سات ہیں۔ معروف کرخی' احمد بن حنبل' بشر حافی' منصور بن عمار' جنید 'سری' سہل بن عبداللہ تستری' عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہم نے کہا کہ کون عبدالقادر فرمایا کہ ایک عجمی شریف ہو گا جو کہ بغداد میں رہے گا اور اس کا ظہور پانچویں صدی میں ہو گا وہ منجملہ صدیقین ہو گا اوتاد وہ افراد ہیں کہ دنیا

کے سردار اور زمین کے قطب ہیں۔

شیخ ابو محمد شبنکی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ مشائخ عراق کے بزرگوں میں سے ہیں۔ اکابر العارفین اور آئمہ محققین میں سے ہیں صاحب کرامات خارقہ اور افعال ظاہرہ احوال نفیسہ مقامات جلیلہ بلند ہمت عالی مرتبت اشارات نورانیہ اسرار قدسیہ انفاس ملکوتیہ صاحب الفتح روشن اور کشف جلی وصل خوشگوار سر روشن والے ہیں۔ ان کی بصیرتیں انوار غیوب سے روشن ہیں۔ ان کے بھید تھے جو کہ خلائق موجودات سے مجرد تھے ان کے بزرگ ارادے سو در مراتب سے اوپر تھے اطوار معارف کے اعلیٰ درجہ تک بڑھے ہوئے تھے۔ مدارج حقائق اعلیٰ درجہ تک پہنچے ہوئے تھے۔ مراتب قدس میں ان کی صدارت تھی۔ منازل قرب میں وہ آگے بڑھے ہوئے تھے۔ قرب کی سیڑھیوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ مضبوط تمکن میں ان کا قدم راسخ تھا۔ تصریف جاری میں انکو ید طولیٰ تھا۔ احکام ولایت میں ان کا ہاتھ روشن تھا۔ احوال نہایت میں ان کو بڑی قوت تھی۔ عوامل غیب میں ان کی نظر خارق تھی۔ خرق احوال میں ان کو مظہر عظیم تھا۔

باوجود اس کے کہ ان کو مقابلہ میں شروع اور مشاہدہ میں احوال تھے۔ اللہ کے مقام پر مقام رضا میں ثبات تھا۔ اس کی تقدیروں کی تصاریف کے ساتھ طلب محبت تھی۔

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا۔ وجود میں اس کو تصرف دیا اور احوال کی اس کو قدرت دی اسرار کا مالک کیا اس کو خرق عادات دیئے موجودات کو اس کے لئے پلٹ دیا اس کے ہاتھ پر عجائبات کا ظہور کیا۔ غیب کی باتوں سے آگاہ کیا۔ اس کی زبان پر اسرار اور

طرح طرح کی حکمتوں کو جاری کیا۔ اور اسکے لئے سینوں میں پورا قبول ڈال دیا وہ خاص و عام کے نزدیک اس کی ہیبت رکھ دی اس کو متقیوں کا امام اور ہدایت یافتوں کا نشان بنا دیا۔ وہ اس طریق والوں کے رکن اور بڑے اعلیٰ اماموں میں سے ہیں۔ ان کے محققین کے سرداروں کے سردار احکام شرع میں عالموں میں مشہور ہیں علم و عمل و زہد و تحقیق جلالت مہابت میں ان کے راستوں میں بڑے ہاتھوں اور آنکھوں والے ہیں۔

ان کے وقت میں اس شان کی ریاست ان تک پہنچ گئی۔ انہیں کے سبب عراق کے سا لکین صادقین کی تربیت ان کے مشکلات کے حل کرنے ان کے احوال کی تفصیل میں عمدہ کام ہوا ان کی صحبت سے بڑے بڑے لوگوں نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ تاج العارفین ابوالوفاشیخ منصور شیخ عزاز شیخ ابوسعدبن ماجس شیخ موہوب شیخ مواہب' شیخ عثمان بن مروہ بطائحین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین انہیں کے رادہ کے ساتھ احوال فاخرہ کی ایک جماعت نے ارادہ کیا ہے۔ اعلیٰ مقامات والوں نے ان کی شاگردی اختیار کی ہے۔ جن مشائخ کا اس طریق میں قدم راسخ ہے ان میں سے ایک بڑی جماعت ان کی طرف منسوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مریدوں میں سے ایسے ایسے مرید پیدا کئے کہ جن کے افعال و اقوال کی اتباع کی جاتی ہے۔ اور تمام لوگ ان کے مناقب میں متفق ہیں۔ شرق غرب میں ان کا اتباع ہے۔

یہی وہ شیخ ہیں کہ اپنے شیخ ابوبکر بن ہوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد عراق میں مشیخت اور راہ حق میں موجودات کے ان اسرار کے جوان کو دیئے تھے۔ پھیلانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف زبان صدق سے بلایا۔ پس دلوں کی محبتوں نے اس کو قبول کیا۔ اسرار کے معانی نے لبیک کہا ان کی زندگی پر اجماع ہو گیا۔ مشائخ و علماء نے ان کی عزت کا اشارہ کیا۔ ان کے قول کی طرف رجوع کیا ان کے مرتبہ کا اقرار کیا۔ ان کی عدالت کو ظاہر

کیا۔ اور ہر طرف سے طالبان طریق نے ان کا قصد کیا۔

وہ شریف الاخلاق لطیف الصفات کامل وافر عقل ہمیشہ خوش جھکنے والے کثیر التواضع بڑے باحیا۔ احکام شرع و آداب سنتہ پر ہمیشہ چلنے والے اہل فضل کے دوست۔ اہل علم کی تعظیم کرنے والے تھے۔ ان کا قدم نہ پھسلتا تھا اور خواہش نفسانی جس کی لوگ اتباع کرتے ہیں۔ ان کو تھکاتی نہ تھی۔ یہاں تک کہ ان کو موت آگئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

زبان اہل حقائق پر ان کا کلام نفیس تھا۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔ اصل اطاعت پرہیز گاری نفس سے حساب لینا ہے نفس کا اصل حساب خوف و امید ہے۔ خوف و امید کی اصل معرفت وعد وعید ہے اس کا اصل فکر و غور ہے۔ اس کی سردار عبرت ہے حسن خلق تکلیف کا برداشت کرنا۔ غصہ کم ہونا۔ رحم زیادہ ہونا ہے۔ اور جو شخص خدا کی آواز نہیں سنتا۔ وہ اس کے داعی کی آواز کیسے سنے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز سے غنی ہوتا ہے۔ تو وہ خدا کی قدر سے حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے باطن کو مراقبہ و اخلاص سے زینت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو مجاہدہ و اتباع سنت و مخلوق سے وحشت ہو کر خدا سے محبت کرنے سے زینت دیتا ہے۔ مخلوق سے وحشت کی علامت یہ ہے کہ خلوت کے مقامات اور شیریں ذکر سے علیحدگی کی طرف بھاگ جائے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کو قدرت کے ساتھ نہیں پہچانتا تو اس نے اس کو پہچانا ہی نہیں کیونکہ جب اس نے اس کو پہچان لیا کہ وہ اس بات پر قادر ہے۔ کہ مجھ سے جو میرے پاس ہے لے لے اور وہ غیر کو دیدے اور یہ کہ اپنے فعل سے اس چیز کو میرے پاس نہیں ہے دیتا ہے تب اس نے اس کو پہچانا۔

اور جو شخص ارادہ کرے کہ اپنے یقین کا امتحان کرے تو وہ سوچ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس کے ساتھ کیا وعدہ کیا ہے۔ اب دیکھیے کہ اس کا

دل کس پر زیادہ بھروسا کر رہا ہے۔

مخلوق کا خدا سے حجاب یہ ہے کہ اپنے نفسوں کے لئے تدبیریں کریں اور جس نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ تو اس کے قریب ہے تو اس کے دل سے اس کے سوا تمام چیزیں دور ہو جاتی ہیں۔ قوم (صوفیہ) نے اپنے نفسوں کو مجاہدہ میں اپنی خواہشوں کو تکلیفوں میں۔ اپنے ارادوں کو مراقبہ میں گم کر دیا ہے۔ پھر ان کی شہوتیں مشاہدہ میں ہو گئی ہیں۔

انہیں کے کلام سے یہ بھی ہے۔

جس شخص کو تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ ایسی حالت کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس کو علم شریعت نکال دیتی ہے۔ تو تم اس کے قریب مت جاؤ۔

اور جس کو تم دیکھو کہ وہ ریاست و تعظیم سے تسکین پاتا ہے تو اس سے بچو۔ اور جس کو تم دیکھو کہ وہ اپنے نفس میں مستغنی ہے تو جان لو کہ وہ جاہل ہے۔

اور جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میرا دل خدا کی طرف ہے اور اس کا ظاہر اسکی گواہی نہیں دیتا تو اس کے دین میں تہمت لگاؤ۔

اور جس کو دیکھو کہ اپنے نفس میں خوش ہے اور اپنے وقت سے تسکین پاتا ہے تو وہ دھوکے میں ہے۔

جس کو تو دیکھے کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اطمینان میں ہے اور اس کے کمال حال کا مدعی ہے تو اس کی بیوقوفی کی گواہی دے۔

اور جب کسی مرید کو دیکھے کہ وہ قصائد و اشعار سنتا ہے اور تن آسانی کی طرف اس کا میلان ہے تو اس کی بہتری کی امید نہ کر۔

اگر تو بھوکا مر جائے تو ایسے فقیر کی ہر گز رفاقت نہ کر جو کہ دنیا کی طرف رجوع کرتا ہے کیونکہ اس کی رفاقت چالیس دن تک دل کو سخت کر دیتی ہے۔

جو شخص کہ فرض کو سنت کے ساتھ ادا کرے اور حلال کو پرہیز گاری

کے ساتھ لھائے ظاہر و باطن میں منہیات سے بچے اور اس بات پر موت تک صبر کرے تو بیشک حقیقت ایمان تک پہنچ گیا۔

دل کی دوستی تین چیزوں سے ہوتی ہے۔ (1) دنیا کے ترک (2) خدا کی تقسیم پر رضا آخرت کے لئے طالب علم کے شغل سے۔

اور جو بندہ علم کے بغیر کی دنیا شہوت حاصل کرتا ہے تو وہ عذاب کو ہی لیتا ہے۔

بلندیوں کی طرف پہنچنے کے لئے ترقی کی اعلیٰ سیڑھی یہ ہے کہ مراد حق کے لئے باطن کی اصلاح ہو۔ قرب کے رویہ کے لئے مخلوق کو دور کرنا۔ حجابوں کے رفع کے لئے اللہ تعالیٰ پر اعتماد ہو۔

اور ولی ہمیشہ اپنے کو چھپانے میں رہتا ہے۔ تمام مخلوق اس کی ولایت کی باتیں کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف دلوں میں زیادہ قریب وہ دل ہے کہ فقراء کے حصہ پر راضی ہے اور باقی کو فانی پر ترجیح دیتا ہے۔ گذشتہ قضا کی گواہی دیتا ہے اپنے افعال سے پر امید ہوتا ہے۔ اور جب تو کسی چیز سے عاجز ہو تو اپنے ضعف کو دیکھنے سے عاجز نہ ہو۔

علمائے ربانی ہی آداب پر ہیں

ربانی علماء ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حدود آداب پر قائم ہیں۔ وہاں سے اسکے حکم کے بغیر تجاوز نہیں کرتے تمام علوم میں زیادہ نافع علم اللہ تعالیٰ (کی ذات صفات) کا علم ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد ماجد بن خالد عراقی حلوانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابوبکر محمد بن شیخ عارف عوض بن سلامتہ غراد بغدادی صوفی نے کہا خبر دی ہم کو

میرے والد نے سنا شیخ پیشواء ابو محمد ماجد کروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے سنا اپنے شیخ تاج العارفین ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ ابو محمد شبنکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شروع میں حال یہ تھا کہ جنگلوں میں قافلوں کو لوٹا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کے ساتھی بھی تھے۔ ایک رات ایک قافلہ کو شیخ ابوبکر بن ہوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گاؤں میں روک لیا۔ لوگوں کو قتل کیا۔ اور ان کے مال کو تقسیم کیا۔ لیکن جب شیخ ابن ہوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرہ سے صبح کے وقت آگے بڑھے تو ابو محمد شبنکی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم چلے جاؤ شیخ نے میرے دل کو پکڑ لیا ہے۔ اور میں اس سے آگے کہیں دائیں بائیں نہیں بڑھ سکتا۔ ان سب نے کہا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ اور جو کچھ ان کے پاس مال وغیرہ تھا۔ سب وہیں ڈال دیا۔ تب شیخ ابوبکر نے اپنے مریدوں سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ اٹھو کہ مقبولوں سے جا ملیں۔ شیخ ان کے ساتھ نکلے۔ جب ان لوگوں نے شیخ کو دیکھا تو کہنے لگے۔ اے میرے سردار حرام ہمارے پیٹوں اور خون ہماری تلواروں میں ہے شیخ نے ان سے کہا کہ اس کو چھوڑو کیونکہ جو کچھ تم میں ہے۔ سب کچھ قبول ہو گیا۔ پھر ان سب نے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کی اور شیخ ابوبکر شیخ ابو محمد کی اصلاح کے لئے تین دن تک متوجہ رہے۔ پھر چوتھے دن اس سے کہا اے ابو محمد! تم حداویہ کی طرف جاؤ۔ وہیں پر بیٹھو۔ اور اللہ عزوجل کی طرف (لوگوں کو) بلاؤ کیونکہ تم بیشک شیخ مکمل ہو گئے ہو۔

پھر وہ حداویہ کی طرف چلے آئے۔ جیسا کہ شیخ نے ان کو حکم دیا تھا۔

شیخ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابو محمد اللہ عزوجل تک تین دن میں پہنچ گیا۔

شیخ ابوبکر محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ تین دن میں اللہ عزوجل تک کیسے پہنچ گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک دن میں میں نے دنیا کو

ترک کیا۔ دوسرے دن آخرت کو چھوڑ دیا۔ اور تیسرے دن میں نے صرف اللہ تعالیٰ کو طلب کیا۔ جو غیر سے مجرد ہو۔ گویا میں نے اس کو ایسا ہی پایا۔

آپ کا ذکر تمام زمانہ میں پھیل گیا۔ تمام دور دور کے راستوں سے لوگ زیارت کے لئے آنے لگے۔ ان کے قرب کی جو خدا کے ساتھ تھی۔ علامت ظاہر ہونے لگی۔ ان کی کرامات پے در پے ظاہر ہونے لگیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعا سے مادر زاد اندھوں۔ برص کو اچھا کرتا تھا۔ اور تھوڑی چیز میں ان کے لئے برکت ہوتی تھی۔

خبر دی ہم کو ابو محمد صالم بن علی میاطی صوفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام عارف عزالدین ابوالعباس احمد بن شیخ جلیل ابو اسحٰق ابراہیم عراقی قارونی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ احمد بن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے ماموں شیخ منصور سے سنا وہ فرماتے تھے کہ شیخ ابو محمد شبنکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل میں تنہا بیٹھے تھے۔ پھر ان کے اوپر سے سو پرندے گزرے۔ اور ان کے گرد اتر پڑے ان کی آوازیں مل کر بلند ہوئیں تو آپ نے فرمایا کہ اے رب انہوں نے مجھے پریشان کر دیا۔ ان کی طرف دیکھا تو سب مر گئے۔ پھر آپ نے کہا کہ خداوند میں نے ان کے مرنے کا قصد نہیں کیا تھا۔ پھر وہ کھڑے ہو گئے۔ اور پر جھاڑ کر اڑ گئے۔

وہی فرماتے ہیں کہ آپ ایک جماعت پر گزرے جن کے سامنے شراب کے مٹکے اور آلات خوشی تھے۔ آپ نے کہا خداوند ان کی زندگی آخرت میں اچھی کر دے تب وہ شراب پانی ہو گئی۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ نے خوف ڈال دیا۔ پھر تو وہ چلائے اور اپنے کپڑے پھاڑ لئے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ انہوں نے اپنے برتنوں اور آلات کو توڑ دیا۔ ان کی توبہ اچھی ہو گئی۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس چمڑے آئے جس میں دودھ تھا۔ تب آپ نے ایک چمڑے کا قصد کیا۔ اور اس کو پھاڑ دیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

میرے لئے اس بکری کو جس کی یہ جلد ہے زندہ کیا۔ اور اس نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ مردہ ہے اور اس چمڑہ کو میرے لئے بلایا ہے کہ میں رنگا نہیں گیا۔

اس امر کی تلاش کی گئی تو بات وہی نکلی جس کی آپ نے خبر دی تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن علی یحییٰ بن ابی القاسم ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ علی بن سلیمان نانبائی نے بغداد میں کہا کہ میں نے سنا شیخ علی بن ادریس روحانی سے اور خبر دی ہم کو ابوالفتح عبدالرحمٰن بن شیخ ابوالفرج توبہ بن ابراہیم صدیقی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے سنا شیخ پیشواء مکارم نہر خالصی سے یہ دونوں کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے شیخ پیشواء علی بن الہیتی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ شیخ عزاز بن مستودع رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں نے کہا کہ اگر کوئی ہم سے کہے کہ تمہارا شیخ کون ہے تو ہم کہیں گے کہ عزاز نہر اگر کوئی کہے تمہارے شیخ عزاز کا کون شیخ ہے تو ہم کہیں گے۔ پس وحی کی اپنے بندے کی طرف جو کچھ وحی کی یہ بات ان کے شیخ شیخ ابومحمد شنبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو اپنے مریدوں سے کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ شیخ عزاز کے گاؤں کی طرف چلو۔ اور جب نہر کے دروازہ کے قریب پہنچے تو شیخ عزاز نکلے اور ان سے ملے۔ اور شیخ ابو محمد ان کے پاس چند روز رہے ایک دن شیخ ابو محمد نے اپنی دونوں آنکھیں بند کیں۔ اور آہ کہا تب ان سے شیخ عزاز نے عرض کیا کہ اے میرے سردار! آپ کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری آنکھ۔ انہوں نے کہا مجھے بھی آپ دکھایئے۔

جب شیخ نے آنکھ کھولی تو شیخ عزاز غش کھا کر زمین پر گر پڑے اور ابو محمد حداویہ کی طرف چل دیئے۔ اور جب شیخ عزاز کو ہوش آیا تو اپنے تمام اصحاب کو جمع کیا اور ان سے کہا۔ جب تم سے کہا جائے کہ تمہارا شیخ کون ہے تو کہہ دیا کرو شیخ ابومحمد شنبکی اور عزاز ہمارے بھائی ہیں۔

شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے شریف ابو سعد بن ماجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں شروع میں جب کبھی حداویہ میں جاتا تو خلا میں فرشتے شیخ ابو محمد شبنکی کی ولایت کی نوبت بجا کرتے تھے۔ اور شادلیش آسمان میں ان کے دبدبہ و غلبہ کے لئے چلاتے تھے۔ اور میں فرشتوں کو دیکھتا تھا۔ کہ فوج در فوج ان پر عزت واحترام کے ساتھ سلام کہتے تھے۔ میں اب یہ بات عراق کے تمام اطراف میں سنتا ہوں۔

میں نے جب کبھی آسمان سے بلا نازل ہوتے۔ دیکھی ہے تو حداویہ پر سے گزرتے ہوئے۔ پھٹ جاتی اور دور ہو جاتی۔

خبر دی ہم کو شیخ فقیہ القاسم محمد بن عبادہ انصاری حلبی نے کہا کہ میں نے شیخ پیشواء ابوالحسن قرشی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابوسعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ اہل حداویہ نے حداویہ میں ایک گھر بنایا اور اس کو مضبوط کرنے کے لئے اس کے بنانے کے وقت کاریگروں پر غضب کرنے لگا۔ اس میں شیخ ابو محمد شبنکی کے مریدوں میں سے ایک مرید کو قابو کر لیا۔ اور کثرت سے اس کی شکائتیں ہوئیں۔ شیخ ابو محمد ایک دن اوپر سے گزرے اور کہا کہ انا نحن نرث الارض ومن علیھا الایۃ یعنی ہم زمین اور زمین کے رہنے والوں کے مالک ہیں۔

تب وہ گھر گر پڑا۔ اسکی دیواریں ٹوٹ گئیں۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ کبھی اونچا نہ ہو گا۔ مگر یہ کہ خدا چاہے ان کا یہ حال تھا کہ جب اسکی دیوار مضبوط بناتے تھے تو وہ گر جاتی تھی۔ ان گھر والوں کو یہ ہمت نہ ہوئی کی کبھی اسکی دیوار کو اونچا کریں۔

وہ کہتے ہیں کہ شیخ کی خدمت میں ان کا ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ بادشاہ کے پاس کوئی بھیجے وہ مجھ کو اس قدر مال دے کہ میں اس سے اپنی ضروریات پوری کر سکوں۔ اگلے دن مرید آیا۔ اور کہنے لگا کہ اے میرے

سردار! کیا آپ نے کسی کو سلطان کی خدمت میں بھیجا شیخ نے اس سے کہا بلکہ میں نے اس سے (یعنی اللہ تعالیٰ سے) کہا تھا۔ تو اس نے مجھ سے کہا ہے کہ اس کو جب تک وہ زندہ رہے گا میں کسی مخلوق کا محتاج نہ کروں گا۔

راوی کہتا ہے کہ اسکا یہ حال تھا کہ جب بھوکا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اس کی طرف بھیج دیتا کہ وہ اس کی مرضی کے موافق اس کو کھانا کھلا دیتا۔ اور جب برہنہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کپڑا بھیجتا جو پہن لیتا۔ اور جب چاندی یعنی روپیہ کا محتاج ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف بغیر سوال کے بھیج دیتا۔ اس کی ہمیشہ یہی حالت رہی۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ کو ایک شخص نے کہا کہ اے میرے سردار جب تو بادشاہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو تو اس سے میری نسبت دریافت کرنا۔ شیخ نے تھوڑی دیر سرنیچا کیا۔ اور پھر کہا میں نے اس سے تیری نسبت پوچھا تو فرمایا نعم العبد انہ اواب یعنی اچھا بندہ ہے۔ بیشک وہ رجوع کرنے والا ہے (خدا کی طرف) اور عنقریب تو آج کی رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا۔ آپ تمہیں اس بات کی خبر دیں گے۔

پھر اس شخص نے خبر دی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس رات خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ شیخ ابو محمد شنبکی نے سچ کہا ہے تیرے حق میں بیشک کہا گیا ہے۔ نعم العبد انہ اواب۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شنا بکہ میں جو کہ کرد کے ایک قبیلہ کا نام ہے حداویہ میں سکونت رکھتے تھے جو کہ جنگل کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے اور اس میں وہ فوت ہوئے۔ ان کی عمر بڑی ہو گئی تھی۔ آپ کی قبر بھی وہیں ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو غالب رزق اللہ بن محمد بن علی رقی نے کہا خبر دی ہم

کو شیخ صالح ابو اسحٰق ابراہیم بن شیخ پیشواء ابوالفتح بن اقدام رتی نے وہاں پر کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے سنا شیخ بزرگ پیشواء ابو عبداللہ محمد بن ماجد رتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ بزرگ پیشواء ابوالعباس احمد بقلی یمانی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے نانا شیخ بزرگ پیشواء ابوالفتح مواہب بن عبدالوہاب ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابو محمد شنبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ ابوبکر بن ہوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے تھے۔ کہ وہ عنقریب عراق میں وسط قرن پنجم میں پیدا ہوں گے۔ اور ان کی فضیلت کی تصریح کرتے تھے۔ جو میرا علم ان کی نسبت ہے۔ وہ میرے کانوں سے تجاوز کر گیا ہے۔ پھر مجھے مقامات اولیاء کا کشف ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ان کے صدر ہیں۔ اور مقربین کے مراتب کا کشف ہوا تو دیکھا کہ وہ ان سے بلند تر ہیں۔ مکاشفین کے اطوار کا مکاشفہ ہوا تو دیکھا کہ وہ ان کے بزرگ ہیں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو ایسا مقرب بنائے گا۔ کہ اس میں ان کے سچے مرید اور ربانی علماء کے سوا اور کوئی ظاہر نہ ہو گا۔ وہ ایسے ہوں گے کہ ان کے افعال کی اقتداء کی جائے۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کا بھیجے گا۔ کہ جن کے بڑے درجات ہوں گے۔ وہ ایسے ہوں گے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کا ٹھکانا جنت کرے گا۔

شیخ عزاز بن مستودع بطائحی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ مشائخ عراق میں سے ہیں۔ سرداران عارفین اور اعلیٰ مقربین میں سے ہیں صاحب کرامات و احوالات فاخرہ افعال خارقہ انفاس صادقہ مقامات عالیہ

اسرار قدسیہ تھے۔

صاحب راز ہائے ۔یقنیہ حقائق لطیفہ معارف شریفہ ہمت ہائے بلند مراتب عالیہ فتح روشن کشف جلی قلب روشن بلند مشرب خوشگوار تھے' قرب کے راستوں میں ان کا بلند معراج تھا۔ محاضر قدس میں ان کامقام بلند تھا۔ وصل کی سیڑھیوں میں ان کا روشن طور تھا۔ صدر و مراتب میں وہ آگے ہیں۔ بلند منازل کی طرف وہ بڑھے ہوئے ہیں۔ وسیع تمکین میں ان کا قدم پختہ ہے۔ تصریف جاری میں ان کا لمبا ہاتھ ہے۔ علوم منازلات میں ان کا روشن ہاتھ ہے معانی مشاہدات میں ان کا ہاتھ فراخ ہے۔ حقائق آیات سے انکی نظر کشادہ ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو خدا تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا۔ موجودات میں ان کو تصرف دیا۔ احوال نہایت پر ان کی قدرت دی۔ اسرار ولایت پر ان کو مالک کیا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر خرق عادت کو ظاہر کیا۔ غیب کی باتوں پر ان کو آگاہ کیا۔ ان کی زبان پر حکمت کی باتیں جاری کیں۔ ان کے لئے قبول تمام مخلوق کے نزدیک کر دیا۔

ان کے سینے ان کی ہیبت سے بھر دیئے۔ ان کے دلوں کو ان کی محبت کے ساتھ آباد کر دیا۔ راہ حق کے چلنے والوں کو ان کا پیشواء بنا دیا۔ اس شان کے وہ ایک رکن ہیں۔ اور ان کے بڑے اماموں کے سردار ہیں۔ ان کے محققین علماء کے صدر ہیں۔ ان کے سردار ہیں جو اس طرف لے جاتے ہیں۔ علم و عمل زہد تمکین ہیبت جلالت کے لحاظ سے احکام میں طاقتور اور عقل مند ہیں۔

وہ ایسے ہیں کہ ان کی طرف اس امر کی رعایت صادق مریدوں کی تربیت جنگل میں منتہی ہوئی ہے۔ ان کے پاس صلحاء اور اہل مراتب کی ایک جماعت جمع ہوئی تھی۔ اور ان سے علم طریقت آداب حقیقت سیکھا تھا۔ اس سے

فائدہ حاصل کیا تھا۔ ان کی صحبت میں انہوں نے تخریج کی تھی۔ اصحاب احوال کی ایک بڑی جماعت ان کی ارادت کی قائل تھی۔

اور جن کو اس شان میں قدم راسخ ہے۔ وہ بہت سے ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ مشائخ و علماء نے ان کی تعظیم و احترام پر اجماع کیا ہے۔ ان کے مرتبہ کا اقرار کیا۔ ان کی عدالت کو ظاہر کیا ہے۔ ان کی بات ہر تک پہنچی ہے۔ ان کے حکم پر راضی ہوئے ہیں۔ ان کی زیارت کا تمام اطراف سے قصد کیا۔ امیدوں نے ان کو آنکھوں سے دیکھا۔ اور قاصدوں نے اطراف جہاں سے ان کا قصد کیا ہے۔ اور جنگل کے مشائخ نے ان کا لقب بازاشہب رکھا ہوا تھا۔ ان کی تعظیم کرتے تھے۔ اور ان کی مرتبے کی قدر کو بڑھاتے تھے۔ وہ بزرگ صفات لطیف کامل آداب دائم توجہ روشن بڑے حیادار۔ وافر عقل احکام شرع کے بڑے پابند آثار سنت کے اتباع میں ہمیشہ رہنے والے احکام الٰہی کے پابند۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیروں کے محب اہل دین کے دوست اہل فضل کی عزت کرنے والے اس کے ساتھ مجاہدہ کرنے والے مقام مراتبہ کے پابند باطن و ظاہر میں طریقہ سلف کے ہم بغل تھے۔ آپ کا کلام اہل معارف کی زبان پر بلند تھا۔ منجملہ اس کے یہ ہے۔

غفلت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک غفلت رحمت اور دوم غفلت غضب۔ رحمت تو یہ ہے کہ پردہ کھول دیا جائے تاکہ قوم عظمت و جلال کا مشاہدہ کرے پھر عبودیت سے ان کو نسیان ہو جاتا ہے۔ مگر فرائض و سنن سے نہیں دل کے مراعات سے غافل ہوتے ہیں۔ مگر مراقبہ واردات ہیبت سے نہیں۔

اور جو غفلت غضب ہے۔ وہ یہ کہ بندہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے بے پرواہ ہو جائے یا کرامات کے دیکھنے کی طرف اس کی توجہ ہو اور عبودیت میں استقامت سے غافل ہو۔ بساط مجد اولیاء کی بسط ہے۔ تاکہ اس سے وہ مانوس ہے۔ اور ان سے حشمت جاتی رہے۔ جس میں کہ فوری

مشاہدہ۔ اور غلبہ کی بساط دشمنوں کی بساط ہے تاکہ وہ اپنے قبیح افعال سے وحشی بنیں۔ پھر وہ اس امر کا مشاہدہ نہیں کرتے۔ جس کی طرف ان کی انتہاء ہے۔ اور جن سے وہ مانوس ہے اس پر ان کو اطمینان نہیں ہوتا۔ اور جب تیرا نفس تجھ سے بچ رہا تو بیشک تو نے اس کا حق ادا کیا۔ اور جب تجھ سے مخلوق بچ رہے تو بیشک تو نے ان کا حق ادا کیا۔ عارف کو یہ خوف ہوتا ہے کہ اس کا دیا ہوا جاتا نہ رہے اور خوف وعید کے نزول سے ڈرتا ہے۔ خوف و عدل کے غلبہ کے ملاحظہ سے پیدا ہوتا ہے اور امید رقت فضل کے گوشہ چشم سے پیدا ہوتی ہے۔

ارواح شوق کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ پھر حقیقت کی سوزش کے وقت مشاہدہ کے دامنوں سے لٹکتے ہیں۔ پھر وہ خدا کے سوا کسی کو معبود نہیں دیکھتے وہ یقین کرتے ہیں کہ محدث قدیم کو صفات معلومہ کے ساتھ نہیں پا سکتا۔ صفات حق اس کی طرف ملنے والی ہیں۔ پس خدا تو اس سے ملتا ہے۔ لیکن وہ منیفہ اس سے نہیں ملتا۔ عاشقوں کے دل معرفت کے پروں کے ساتھ خدا کی طرف اڑنے والے ہیں۔ محبت کے ساتھ اس کی طرف چلنے والے ہیں۔ اس انوار اقدس کے ساتھ کے انس کے انوار کی طرف کھینچے ہوئے ہیں۔

قلب سلیم

قلب سلیم وہ ہے جو نیچے سے وفا کی طرف اور اوپر سے رضا کی طرف دائیں سے بخشش کی طرف اور بائیں سے آرزوں کی طرف اس کے سامنے سے ملاقات کی طرف اور پیچھے سے بقا کی طرف اشارہ کرے۔ یہ بھی آپ کا کلام ہے۔

ارادہ

ارادہ یہ ہے کہ دل کو تمام اشیاء سے پھیر کر رب اشیاء کی طرف پھیرا جائے۔

تصوف

اور تصوف یہ کہ اللہ عزوجل کے ساتھ بلا فکر جلوس ہو۔ تجرید ایک بجلی ہے جو کہ بقایا کو جلا دیتی ہے۔ اور رسوم کو مٹا دیتی ہے۔ موجودات کے دیکھنے سے بچا دیتی ہے۔

وجد ایک نور ہے اشتیاق کی آگ کے ساتھ مل کر روشن کرتا ہے اور بقایا کو جلا دیتا ہے۔ جسمانی صورتوں پر اس کے آثار چمکتے ہیں۔

محبت ایک پیالہ ہے جس کی سوزش اور بھڑک سینوں میں ہے۔ جب دلوں میں قرار پکڑتی ہے تو وہ فنا ہو جاتے ہیں۔ جب نفوس میں جگہ لیتی ہے۔ تو وہ لاشے ہو جاتے ہیں جب ارواح سے ملتی ہے تو وہ اڑ جاتے ہیں۔ جب عقلوں سے ملتی ہے تو وہ بیہوش ہو جاتی ہیں جب فکروں سے ملتی ہے تو وہ حیران ہوتی ہیں۔

اور پورا علم یہ ہے کہ صفات جلال کی کہنہ تک پہنچنے سے امید منقطع ہو جائے۔ اور جو شخص اپنے دل سے اپنے نفس کے سایہ کو اٹھا لیتا ہے تو لوگ اس کے سایہ میں جیتے ہیں۔

تیرا افضل وقت وہ یہ ہے کہ جس میں تو نفس کے خطرات سے بچا رہے اور لوگ اس میں تیری بدظنی سے بچ رہیں۔ شیخ عزاز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

عودونی الوصال والوصل عذب   ورمونی باالصدوالصد صعب

مجھے انہوں نے وصال کا وعدہ دیا اور وصال شیریں ہے۔ اور پھینکا انہوں نے رکاوٹ کو اور رکاوٹ سخت ہے۔

زعموا حسین اعتبوان جرمی   فرط حبی لھم وما زاک زنب

ان کا گمان ہے جب کہ انہوں نے مجھے عتاب کیا کہ میرا جرم۔ ان کی فرط محبت ہے۔ حالانکہ یہ گناہ نہیں ہے۔

لا وحسن الخضوع عندالتلاقی   ماجزامن یحب الا یحب

اور نہ اچھی طروتنی ملاقات کے وقت میں (گناہ ہے) اور دوست کی جزا سوا اس کے کہ اور نہیں اس سے محبت کی جائے۔

خبردی ہم کو ابوالحاسن یوسف بن ایاس بن رجا بعلبکی نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابوالحسن عبداللطیف بن شیخ الشیوخ ابوالبرکات اسماعیل بن ابی سعد احمد بن محمد بن دست زاد نیشا پوری بغدادی نے دمشق میں کہا کہ میں نے اپنے باپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ شیخ عزاز بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نخلستان میں جارہے تھے۔ کہ ان کی طبیعت نے کھجور کھانے کی خواہش کی پھر انکے لئے کھجوروں کے گچھے قریب ہو گئے۔ یہاں تک کہ زمین سے لگ گئے۔ آپ نے ان میں سے کھجوریں کھالیں۔ پھر وہ اپنے حال پر ہو گئے۔ جیسے کہ پہلے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ آپ سے جن اور شیر باتیں اور محبت کرتے تھے۔ وحشی جانور بھی الفت کرتے تھے۔ اور پرندے آپ کے پاس ٹھکانا کرتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ ہر شے اس سے محبت کرتی ہے۔ اور جو خدا سے باتیں کرتا ہے اس سے ہر شے باتیں کرتی ہے۔ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے۔ ہر شے اس سے ڈرتی ہے۔ جو خدا تک پہنچ جاتا ہے اس سے ہر شے اس کے جلال کیوجہ سے پیچھے ہو جاتی ہے۔

جو شخص خدا کو پہچانتا ہے تو ہر شے اس سے بیگانہ ہوتی ہے۔ اس وجہ سے کہ اس کو ایک بڑی چیز (خدا نے) دی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ شیخ عزاز سے ہر شے مخاطب ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ جمادات پتھر وغیرہ۔

اور ہر چیز ان سے ڈرتی تھی یہاں تک کہ ان کی ہیبت سے قریب تھی کہ ان کو لرزہ لاحق ہو جائے۔

آپ کا ہم نشیں آپ سے ایسی محبت کرتا تھا کہ ان کے سوا اوروں کو بھول جاتا یہاں تک کہ جن مقامات میں بیٹھتے تھے۔ تو ان کے جدا ہونے کے بعد محبت اور راحت پائی جاتی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ آپ ایک شیر پر گزرے کہ جس نے جنگلوں میں ایک جوان کو پھاڑا تھا۔ اسکی پنڈلی کو دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ اس نے راستہ بند کر رکھا تھا۔ اور لوگوں کو تھکا دیا۔ تمام جنگل کے لوگ اس سے تنگ آ گئے تھے۔ تب شیخ اس پر چلائے تو وہ عاجزانہ صورت میں بھاگنے لگا۔ آپ کے سامنے دونوں رخسار زمین پر ملنے لگا۔ پھر شیخ نے زمین پر سے ایک کنکر چنے کے برابر لیا۔ اور اس کو پھینکا تو وہیں مردہ ہو کر گر پڑا۔

پھر شیخ اس جوان کی طرف آئے۔ اور جو پنڈلی اس کی ٹوٹ گئی تھی۔ اس کو اس کے مقام پر رکھ دیا۔ اور اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے گھر کی طرف چلا گیا۔ انکو اس امر کی اطلاع دی لوگ آئے۔ اور شیر کا چمڑا اتار لیا۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے تھوڑے دنوں بعد فوت ہو گئے۔

پتھر کا ریت ہو جانا

خبر دی ہم کو شیخ ابوالفضائل عثمان بن نصر بن یوسف بن احمد حسینی واسطی

مقری نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابوطالب عبدالرحمٰن محمد عبدالسمیع واسطی مقری عادل نے واسطہ میں کہا کہ میں نے اپنے دادا ابوالمظفر عبدالسمیع بن عبداللہ بن عبدالسمیع واسطی سے سنا وہ کہتے تھے کہ خلیفہ مقتدی باہر اللہ نے شیخ عزاز کو جنگل سے بغداد کی طرف اس لئے طلب کیا کہ ان سے تبرک حاصل کرے۔ جب وہ محل میں داخل ہوئے اور دہلیزوں سے گزرے تو جس پردے پر ان کی نظر پڑتی تھی۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ پھر جب مقتدی سے آپ کی ملاقات ہوئی تو شیخ نے اس سے کہا کہ عنقریب ایک عجمی بادشاہ ایسے لشکر کے ساتھ قصد کرے گا کہ تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن میں نے بلاشبہ تیرے لشکر کو اس کے لشکر کی گردنوں کا اور تجھ کو اس کی گردن کا مالک بنا دیا ہے۔

سو ایک مدت کے بعد عجم کا بادشاہ بغداد کی طرف ایک بڑے لشکر کو لے کر آیا مگر وہی حال ہوا جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا۔ بادشاہ قید ہو گیا۔ اور چند روز بغداد میں مقید رہا۔ پھر بہت سا مال فدیہ کے طور پر دیا۔

اور شیخ منصوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ شیخ عزاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب کہ پردوں کی طرف دیکھا تو وہ پھٹ گئے۔ تب اس نے کہا کو جب حجاب ان کے سانسوں سے پھٹ گئے اور ان کی ہمت سے لپٹے گئے تو پردے ان کی نظر سے کیسے پھٹیں۔

وہ کہتے ہیں کہ شیخ عزاز سے کہا گیا ایسے حال میں کہ وہ پہاڑ کے نیچے تھے کہ حال میں کیا قوت ہوتی ہے۔ تو فرمایا کہ جس کے لئے ہر ٹھوس چیز نرم ہو جائے اور سخت عاجز ہو جائے۔ پھر پہاڑ سے ایک پتھر ٹھوس لیا سو ان کے ہاتھ میں ریت کی طرح ہو گیا۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابوالجعد عبدالرحمٰن بن ابی السعادات احمد بن محمد بن

رضوان قرشی بصری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف بقیتہ السلف ابوالخیر مکارم بن خلیل بن یعقوب مصری بصری وراق نے کہا کہ میں نے شیخ بزرگ ابوالمعمر اسماعیل بن برکات واسطی خادم شیخ عزاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ عزاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے۔ کہ مجھ پر شروع میں ایک حال وارد ہوا کہ جس میں چالیس دن تک استغراق میں رہا نہ میں کچھ کھاتا تھا نہ پیتا تھا۔ اس میں مجھے دو امر میں تمیز نہیں ہوتی تھی۔ پھر میں اپنے ہوش میں آیا۔ اپنے نفس سے سترہ دن تک مجھ کو ذہول ہو گیا۔ پھر میں اپنی عادت کی طرف لوٹ آیا۔ اور میرا نفس گیہوں کی گرم روٹی اور بھنی ہوئی مچھلی اور میٹھے پانی کا جو کہ نئے برتن میں ہو خواہشمند ہوا۔ اس وقت میں نہر کے کنارہ پر تھا۔ پھر میں نے بھنور میں ایک سیاہ شکل دیکھی اور جب وہ میرے نزدیک ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین مچھلیاں ہیں۔ جو کہ پانی میں تیرتی ہیں۔ ان میں سے ایک کی پیٹھ پر روٹی ہے۔ اور دوسری کی پیٹھ پر ایک برتن ہے۔ جس میں مچھلی بھنی ہوئی ہے۔ اور تیسری کی پیٹھ پر نیا سرخ برتن ہے۔ اور موجیں ان سب کو دائیں بائیں تھپڑ مارتی ہیں۔ اسی طرح وہ چلتی رہیں کہ حتیٰ کہ میرے پاس آ پہنچیں پس ان سے ہر ایک مچھلی نے جو کچھ اس پر تھا۔ میرے سامنے لا کر ڈال دیا۔ گویا وہ انسان ہے جو کہ دوسرے انسان کے سامنے چیز رکھتا ہے۔ کہ جس کا وہ ارادہ کرتا ہے پھر وہ پانی میں چھپ گئیں اور میں نے روٹی کو لے لیا تو دیکھا کہ وہ سپید گیہوں کی روٹی ہے۔ جیسے کہ کھجور کا گودہ گرم ہوتا ہے۔ جس کی ہوا اونچی ہوتی ہے۔ پھر میں نے بھنی ہوئی مچھلی کھائی اور نئے برتن سے پانی پیا کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر شیریں نہ پیا تھا۔ کھانے اور پانی سے میرا پیٹ بھر گیا۔ اور اس میں سے دسواں حصہ بھی کم نہ ہوا۔ میں نے باقی کو چھوڑ دیا اور چل دیا۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطائح کی زمین میں سے نفسیات کے کنارہ پر رہنے

لگے اور وہیں فوت ہوئے آپ کی عمر بڑی تھی۔ اور ان کی وفات شیخ منصور کی وفات سے پہلے ہوئی تھی۔ ایسا مجھ کو معلوم ہوا۔ ان کی قبر وہاں پر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابوالمحاسن یوسف بن ایاس بعلبکی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالفتح نصر بن رضوان دارانی مقری نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ الشیوخ ابوالحسن عبداللطیف بن شیخ الشیوخ ابوالبرکات اسماعیل بن احمد نیشا پوری بغدادی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ عزاز بن مستودع بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 489 میں سنا وہ کہتے تھے کہ بیشک بغداد میں ایک جوان عجمی شریف داخل ہوا ہے جس کا نام عبدالقادر ہے۔ عنقریب وہ ہیبت مقامات میں چلے گا۔ اور بزرگ کرامات میں ظاہر ہو گا۔ غلبہ سے غالب ہو گا۔ محبت کی بلندی میں بلند ہو گا۔ ایک مدت تک موجودات اور جو اس میں فاضل مفضول ہوں گے۔ سب اس کے سپرد ہوں گے تمکین میں اس کا قدم راسخ ہے۔ حقائق میں اس کا ہاتھ سفید ہے۔ کہ ازل میں اس کے سبب ممتاز ہوا ہے۔ اور عزوجل کے سامنے حضرت قدس میں اس کی زبان ہے۔ وہ ان صاحبان مراتب میں سے ہے۔ کہ جو بہت سے اولیاء اللہ سے بڑھ چکے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے اکابر مشائخ اور بڑے عارفوں ہشیار محققین سرداران مقربین میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ افعال خارقہ احوال جلیلہ مقامات عالیہ مراتب بزرگ پختہ ارادہ موسوئی رکھتے تھے۔ اشارات ملکوتیہ نغمات قدسیہ انفاس روحانیہ۔ صاحب فتح خوش نما اور کشف روشن بصائر خارقہ۔ اسرار

صادقہ معارف و حقائق روشن تھے۔ مراتب قرب میں سے ان کا محل بلند تھا۔ ان کی مجلس اونچی منازل اعلیٰ میں تھی۔ چشمہائے وصل میں سے ان کا میٹھا گھاٹ تھا۔ قرب کی سیڑھیوں میں سے ان کا طور اعلیٰ تھا۔ تمکین میں احوال نہایت سے قدم راسخ تمام احکام ولایت کے تصرف کرنے میں ان کا ہاتھ بلند ہے۔ علم میں مواقع غیوب میں مشاہدات قلوب کی تفاصیل کے ساتھ ان کا ید بیضا تھا۔

معارف و معانی کی شیر دار اونٹینوں کی طرف ان کو سبقت ہے تقدم و بلندی کے درجات پر بلند ہے۔ اسرار کے خزانوں پر ان کو اطلاع ہے۔ انوار کی معدنیات میں وہ غوطہ زن ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا ہے وجود میں ان کو تصرف دیا ہے۔ احوال کی قدرت دی ہے۔ اسرار کا ان کو مالک کر دیا ہے۔ موجودات کو ان کے لئے بدل دیا۔ اسباب کو ان کے لئے خرق کر دیا۔ ان کو مغیبات سے ناطق کیا۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کر دیا۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا۔ خاص و عام کے نزدیک ان کو پورا مقبول کر دیا۔ ان کی ہیبت سے لوگوں کے سینے بھر گئے۔ اور دل محبت سے بھرے۔ ان کو سالکین کا پیشواء بنایا۔ صادقین کا ان کو حجت بنا دیا۔ وہ اس طریق کے ایک رکن ہیں ان کے سرداروں کے سردار ہیں۔ ان کے اماموں کے بڑے ہیں۔ اور جو لوگ اس راستہ کی طرف لوگوں کو بلا کر کھینچ رہے ہیں۔ ان کے صدر ہیں۔ علماء احکام معرفت اور دانائی کے راستوں کے بڑے سرداروں کے جھنڈے اور نشان ہیں۔ آپ کی طرف آپ کے وقت اس کی ریاست سپرد کی گئی ان کے امور کی باگیں ان کے زمانہ میں ان کو دی گئیں۔ وہ شیخ بزرگ پیشواء ابو الحسن احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماموں ہیں۔ ان کی صحبت سے تخریج کی۔ ان کی طرف احوال جلیلہ کی بڑی جماعت

منسوب ہے۔ مقامات عالیہ والوں کی ایک جم غفیر جماعت ان کی شاگرد ہے اور صلحاء کی ایک جماعت ان کے ارادہ کے قائل ہیں۔ آپ کی والدہ حاملہ ہونے کی حالت میں ان کے شیخ شیخ ابو محمد شبنکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جاتیں اور دونوں میں باہمی رشتہ تھا۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ آپ سے یہ امر بتکرار ثابت ہوا۔

آپ سے اس بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس بچہ کی تعظیم کے لیے جو اس کے شکم میں ہے کھڑا ہوا کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ خدا کے مقربوں اور اصحاب مقامات میں سے ہے۔ اس کی بڑی شان ہو گی۔ علماء مشائخ ان کی تعظیم و عزت پر اتفاق رکھتے ہیں۔

ان کے مرتبہ کے اقرار ان کی منزلت کے اعتراف ان کے قول کی طرف رجوع کرنے ان کے حکم کی طرف پھرنے ان کے آداب پر چلنے ان کے ظہور عدالت پر اجماع ہو چکا ہے۔

ان کی زیارت کا قصد کیا گیا اور ہر طرف سے نذریں آتی تھیں۔ وہ خوبصورت بارونق تھے۔ کامل جمیل الصفات کریم الاخلاق دائم خندہ پیشانی تھے اور اس کے ساتھ مجاہدات کا لزوم سلف کے طریقہ کے التزام راحت و رنج میں رکھتے تھے۔ ظاہر و باطن میں آداب شرع کا لحاظ رکھتے تھے۔ اللہ عزوجل کے احکام میں سختی اور نرمی میں محبت سے چلتے تھے۔ ان کا طریقہ کبھی اوندھا نہیں ہوا۔ علوم حقائق میں ان کا کلام بزرگ تھا۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔

جس نے دنیا کو پہچانا اس میں زاہد بنا اور جس نے آخرت کو پہچانا اس نے رغبت کی جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا تو اس کی رضا مندی کا احترام کیا۔ جس نے اپنے نفس کو نہ پہچانا وہ غرور میں ہے۔ غفلت اور سختی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو نہیں آزماتا۔

جس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اس کو بیداری و خواب میں فائدہ

پہنچاتا ہے۔ جوں جوں بندہ کا (دنیاوی) مراتبہ اونچا ہوتا ہے۔ اسی قدر عذاب اس کی طرف جلدی کرتا ہے۔

مضطرین کا زاد راہ صبر ہے۔ عارفین کا درجہ رضا ہے۔ پس جو صبر پر صبر کرے وہ صابر ہے جو شخص دین کو لے کر اللہ عزوجل کی طرف بھاگتا ہے تو وہ اس کو اپنے رزق میں متہم کرتا ہے اور وہ اس کیلئے بھاگتا ہے۔ نہ اس کی طرف دنیا کی موجودات اگر دنیا کے ترک پر تیری مدد نہ کریں تو وہ تیرے مخالف ہیں نہ تیرے فائدہ کے اور اولیاء اللہ کی تین خصلتیں ہیں۔ ہر شے میں خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنا۔ اس سے ہر شے سے بے پرواہی۔ ہر حال میں اس کی طرف رجوع کرنا۔ ان کا کلام ہے۔

نہایت ارادہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف چلے۔ پھر اس کو اشارہ سے پائے۔

توکل یہ ہے کہ معاملہ کو ایک ہی طرف لوٹانا۔

اخلاص میں ہر مخلص کا نقصان یہ ہے کہ وہ اپنے اخلاص کو دیکھا کرے۔

اللہ تعالیٰ سے انس یہ کہ دل قرب خدا سے خوش ہوں۔ اس سے ان کو سرور حاصل ہو۔ ان کی سکون میں اسی کی طرف نظر ہو۔

اپنے ماسوئی سے ان کو پاک کردے وہ اسی کی طرف چلے۔ حتیٰ کہ وہی ماشاء اللہ ہو جائے۔ جو شخص صفات عبودیت سے دھوکہ میں آجائے۔ نسیان ربوبیت اس میں داخل ہو گا۔

جس نے عبودیت کی اقامت کی حالت میں ربوبیت کی صنعت کی گواہی دی تو اس نے اپنے نفس سے قطع تعلق کیا اور اپنے رب عزوجل کی طرف سکون کیا اس وقت وہ استدراج سے بچ جائے گا۔

استدراج یہ ہے کہ یقین جاتا رہے کیونکہ یقین ہی کے ساتھ فوائد غیب کا استفادہ ہوتا ہے۔ کشف یہ ہے کہ دلوں میں ایسے انوار کہ غیبوں سے غیب

کی طرف تمام اسرار معرفت کی قدرت کی وجہ سے چمکتے ہیں۔ بلند ہوں۔ حتیٰ کہ اشیاء کو اس طرح دیکھ لے جس طرح کہ ان کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ پھر لوگوں کے دلوں کی باتیں بتاتا ہے اور جب حق دلوں پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو ان کے لیے رجا و خوف کی زیادتی باقی نہیں رہتی۔

جب اللہ جل جلالہ قیامت کے دن شرافت کی بساط بچھائے گا تو اولین و آخرین کے گناہ اس کے کرم کی حواشی میں سے ایک حاشیہ میں داخل ہو جائیں گے اور جب بخشش کی آنکھوں میں سے ایک آئینہ ظاہر کرے گا تو گنہگار نیکوں سے مل جائیں گے۔ حضور کو اول درجہ قلب کا خدا کے ساتھ زندہ رہنا پھر ہر شے سے غائب ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو رہنا۔ عبارت کو علماء پہچانتے ہیں۔ اشارہ کو حکماء جانتے ہیں اور لطائف پر مشائخ کے سردر واقف ہوا کرتے ہیں اور یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

فلا ذوبہ من بعد کل نہایہ لیا ز مقر بالخضوع مع الجد

وہ اس کے ساتھ ہر نہایت کے بعد پناہ مانگتے ہیں۔ ایسی پناہ کہ عاجزی سے اقرار کرنے والے کابی کے ساتھ ہیں۔

یعجز و تقصیر مع الوجب الذی بہ عرفوہ لا ودود من الود

عجز اور تقصیر کے ساتھ اس واجب کے ہوتے ہوئے کہ جس سے انہوں نے دوست کی دوستی کو پہچانا ہے۔

شیخ منصور رضی اللہ عنہ کی کرامات

خبر دی ہم کو ابو المحاسن یوسف بن ایاس بعلبکی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عالم ابو الفتح بصر بن رضوان دارانی نے دمشق میں کہا۔ خبر دی ہم کو شیخ الشیوخ ابو الحسن عبداللطیف بن شیخ الشیوخ ابوالبرکات اسماعیل نیشا پوری نے کہا کہ میں نے سنا اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے وہ کہتے تھے عجم کے لشکر نے ایک دفعہ شیخ منصور بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں بغداد کا قصد کیا اور جب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا شیخ منصور ایک اونچے ٹیلے پر جو دونوں لشکروں کے سامنے تھا۔ اپنے مریدوں میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے دائیں ہاتھ کو بڑھایا اور فرمایا کہ یہ عراق کا لشکر ہے اور پھر بائیں ہاتھ کو پھیلایا اور کہا کہ یہ عجم کا لشکر ہے۔ پھر دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی۔ تب دونوں لشکر بھڑے پھر آپ نے بایاں ہاتھ روک لیا اور اس کی انگلیوں کو سختی سے بند کر لیا۔ تب عراق کے لشکر پر عجم کا لشکر غالب آیا اور عراقی بھاگ نکلے پھر دائیں ہاتھ کو پھیلایا اور اس کی انگلیوں کو سختی سے جمع کیا تو عراق کا لشکر عجمی لشکر پر غالب آیا اور عجمی بری طرح بھاگے اور عراقی اپنے گھروں کو فتح مند اور خوشحال واپس آئے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد سالم بن علی دمیاطی صوفی نے کہا کہ میں نے شیخ بزرگ ابو حفص عمر بریدی سے وہ شیخ پیشواء ابوالحسن علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ شیخ منصور بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر مشائخ میں سے تھے۔ پورے تصرف والے مقبول الدعاء ظاہر کرامات کثیر البرکات بڑے رعب والے۔ بحکم پروردگار ان کی ایک نگاہ سے وہی ہوتا تھا۔ جس کا وہ ارادہ کرتے تھے۔

وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک دن جنگل میں شیر پر گزرے جس نے ایک مرد کو پچھاڑا تھا اور اس کے بازو کے دو ٹکڑے کر دیے تھے۔ آپ شیر کی طرف آئے اور اس کی پیشانی کو پکڑ کر فرمایا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ہمارے پڑوسیوں کے درپے نہ ہوا کرو وہ شیر عاجزی کرنے لگا اور مرد کو چھوڑ دیا۔ شیخ نے اس سے کہا کہ خدا کے حکم سے مرجا تو وہ شیر مردہ ہو کر گر پڑا۔

شیخ نے جو مرد کا بازو الگ ہو گیا تھا۔ اس کو لے کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اور کہا یا حی یا قیوم ذالجلال والاکرام۔ اس کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو باندھ دیا۔ پھر اس کا بازو تندرست ہو گیا گویا اس کو کوئی تکلیف ہی نہ پہنچی تھی۔ اس نے اسی ہاتھ سے شیر کی کھال اتاری۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں مصر سے آیا اور ان سے کہا کہ اے میرے سردار میں آپ کی طرف مصر سے ہجرت کر کے آیا ہوں اور میں نے اپنا مال اپنی اولاد اپنا وطن اپنی وجاہت سب کچھ آپ کی خدمت میں رہنے کی خواہش سے چھوڑ دیا۔

تب شیخ نے مرد کے سینہ میں پھونک ماری تو اس کے دل میں ایک چمک پہنچی جس سے اس کو ملکوت اعلیٰ کا کشف ہو گیا اور فرمایا کہ یہ (انعام) تیرے مال اولاد وطن چھوڑنے پر ہے۔ پھر ایک مہینہ کے بعد اس کے سینہ میں پھونکا تو بقایا اس سے محو ہو گئی اور تمام مزے اس سے جاتے رہے اور فرمایا کہ یہ (انعام) تجھ کو تیری جاہ و ریاست کے ترک کی وجہ سے ہے۔ پھر ایک مہینہ کے بعد اس کے سینہ میں پھونکا اور اس کا مقام اللہ عزوجل کے سامنے دکھا دیا اور اس کے سامنے کھڑا کر دیا اور فرمایا کہ یہ (انعام) اس لیے کہ تو نے میری طرف ہجرت کی ہے۔

اور فرمایا اے شخص میں نے تجھ کو اللہ تعالیٰ سے مانگ لیا ہے۔ اس نے تجھ کو مجھے دے دیا ہے۔ مجھ کو تیرے بارے میں تصرف دیا ہے اور تیرے

انعام کو میرے ہاتھ پر رکھ دیا ہے۔ یہ تیری عنایت ہے کہ جس کے پاس تو قائم ہے۔

راوی کہتا ہے کہ وہ شخص اسی حال پر ثابت رہا یہاں تک کہ وہ جنگل ہی میں فوت ہو گیا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد قرشی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو طاہر جلیل بن شیخ ابو العباس احمد بن علی صرصری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ پیشوا ابو محمد عبدالرحمان طفسونجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں آسمان کی طرف سے عراق پر بلا نازل ہوتے ہوئے دیکھی تھی۔ جس طرح کہ بادلوں کا ٹکڑا ہوتا ہے کہ تمام دینوی اور بدنوں کو شامل تھی۔ تب شیخ منصور نے اس کے دفع کرنے میں اذن مانگا تو ان کو اذن دیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ جس زمین پر تم ہو اس پر رحم کیا گیا اور تمہاری خاطر ان کی برائیاں تم کو دی گئیں۔ پھر شیخ نے ایک شاخ لی اور اس کے ساتھ آسمان اور بلا کی طرف اشارہ کیا اور یہ کہا کہ خداوند اس کو ہم پر رحمت بنا دے وہ بادل بن گیا اور برس گیا اور لوگوں نے اس سے بہت فائدہ حاصل کیا۔

خبر دی ہم کو شیخ عبدالرحمان بن سالم بن احمد قرشی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو الفتح واسطی سے اسکندریہ میں سنا وہ کہتے تھے کہ بیان کیا مجھ سے شیخ بزرگ ابو الحسن علی ہمشیرہ زادہ سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے ماموں شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ میرے ماموں ہمارے شیخ منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ محبت کیا ہے تو فرمایا میں سنتا تھا کہ عاشق اپنے خمار میں مست ہے اپنی شراب میں حیران ہے۔ سکر سے حیرت کی طرف نکلتا ہے اور حیرت سے سکر ہی کی طرف جاتا

ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھے۔

الحب سکر خمارہ التلف یحسن فیہ الذبول والدنف

محبت ایک نشہ ہے۔ جس کا خمار تلف ہے۔ اس سے لاغری اور بیماری اچھی ہوتی ہے۔

والحب کلموت یفنی کل ذی شغف ومن تطعمہ اددی بہ التلف

محبت موت کی طرح ہے جو کہ ہر عاشق کو فنا کر دیتی ہے اور جو شخص اس کو چکھتا ہے اس کو تلف ہلاک کر دیتا ہے۔

فی الحب مات الا ولی صفوا محبہم ولو یحبوا لماما توا وما تلفوا

پہلے لوگ جن کی محبت صاف تھی محبت میں مر گئے۔ اگر وہ محبت نہ کرتے تو البتہ نہ مرتے اور نہ ضائع ہوتے۔

پھر آپ ایک درخت کی طرف کھڑے ہوئے جو کہ سبز اور تروتازہ تھا۔ اس کے پاس سانس لیا وہ خشک ہو گیا اور اس کے پتے جھڑ پڑے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ محبت کی مثال اس ہولناک آواز کی ہے کہ جس میں آگ ہو یا ہوا جس میں کہ ہلاکت ہو اگر درختوں پر پڑے تو وہ مٹ جائیں اگر سمندروں پر چلے تو بے قرار ہو جائیں اگر پہاڑوں پر تیزی سے چلے تو البتہ گر پڑیں اور دلوں کے جنگل میں اتر آئے تو موجودات کا کچھ اثر باقی نہ رہے۔ پھر تو وہ موجودات سے کوئی خبر سے سنے اور یہ اشعار پڑھے۔

ان البلا دما فیہا من الشجر لو با الھویٰ عطشت لم تر دبا المطر

بیشک شہر اور اس کے جو درخت ہیں اگر وہ محبت کی وجہ سے پیاسے ہو جائیں۔

لوزاقت الا رض حب اللہ لا شتغلت اشجارھا بالھوی فیہا عن الثمر

اگر زمین خدا کی محبت کا مزہ چکھ لے۔ اس کے درخت عشق کی وجہ سے اس میں پھل سے فارغ ہو جائیں۔

وعا اعضانہا جددا بلا ورق من حسرنا الھویٰ یرمیُن بالشرر

ان کی شاخیں پتوں کے بغیر برہنہ ہو جائیں۔ عشق کی آگ کی حرارت سے شرارے پھینکیں۔

لیس الحدید ولا ھم الجبال اذا اقوی علی الحب والبلوی من البشر

اس وقت انسانی محبت و بلا سے بڑھ کر نہ تو لوہا اور نہ ٹھوس پہاڑ قوی ہیں۔

پھر ہم سے کہا کہ فلاں شخص کی طرف چلو اور جنگل کے بڑے جلیل القدر شخص کا نام لیا۔ اس سے جا کر محبت کے متعلق پوچھو۔ وہ تم کو اس کی خبر دے گا۔

راوی کہتا ہے کہ ہم اس کے پاس آئے اور اس سے پوچھا پھر وہ چپ کر گیا اس کے بعد وہ ایسا گلا جس طرح آگ پر رانگ قطرہ قطرہ ہو کر گلتی ہے۔ ہم اس کو دیکھتے تھے یہاں تک کہ وہ جاری پانی کی طرح ہو گیا۔ پھر اس کے پاس مشائخ آئے اور اس کو روٹی میں لپیٹ کر مقبرہ داروان جو کہ واسطہ میں ہے دفن کر دیا۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل کی زمین میں نہوفلی پر رہتے تھے۔ اس کو وطن بنا لیا تھا۔ یہاں تک کہ اس میں فوت ہوئے ان کی بڑی عمر تھی۔ وہیں ان کی قبر ہے۔ جس کی لوگ زیارت کرتے ہیں۔

اور جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی نے ان سے کہا کہ اپنے فرزند کے لیے وصیت کرو۔ آپ نے کہا نہیں بلکہ میرے بھانجے احمد کے لیے پھر جب بیوی نے مکرر کہا تو آپ نے اپنے بیٹے اور بھانجے دونوں سے کہا کہ میرے پاس کھجور کے پیڑ لاؤ۔ تب بیٹا تو بہت سے لے گیا لیکن بھانجا کچھ نہ لایا آپ نے اس سے کہا کہ اے احمد تم کیوں نہ کچھ لائے اس نے جواب دیا کہ میں نے سب کو پایا کہ وہ خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس لیے مجھ سے نہ ہو سکا کہ میں ان کو کاٹوں۔ پھر شیخ نے بیوی سے کہا کہ میں نے کئی دفعہ سوال کیا کہ

میرا بیٹا ہو تو مجھ سے کہا گیا نہیں بلکہ تمہارا بھانجا۔ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو الفضل احمد بن یوسف بن محمد ازجی نے کہا خبر دی ہم کو میرے چچا شیخ ابو الغنائم رزق اللہ بن محمد بن احمد نے کہا کہ میں نے امام ابو منصور عبدالسلام میں امام ابو عبداللہ عبدالوہاب سے سنا وہ بغداد میں کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا ابو اسحاق ابراہیم اور شیخ ابو طالب عبدالرحمان بن محمد بن عبدالسمیع ہاشمی واسطی سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم نے شیخ منصور بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب کی ایک جماعت سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا گیا اور ان دنوں وہ ابھی جوان تھے تو شیخ نے فرمایا کہ عنقریب ایک زمانہ ہے کہ جس میں لوگ ان کے محتاج ہوں گے اور عارفین میں ان کا مرتبہ بلند ہو گا اور وہ ایسے حال میں فوت ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول کی طرف زمین والوں سے اس وقت زیادہ محبوب ہو گا۔ پس جو شخص تم میں سے وہ وقت پائے تو ان کی عزت کرے اور ان کے امر کی تعظیم کرے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تاج العارفین شیخ ابو الوفا رضی اللہ عنہ

یہ شیخ اپنے وقت میں عراق کے مشہور مشائخ میں سے ہیں اور اپنے زمانہ میں بڑے آپ صاحب کرامات خارقہ اور احوال جلیلہ و انفاس صادقہ تھے۔ قرب و تمکن میں ان کا قدم راسخ تھا۔ حکمتوں و تواضع میں ان کا ید بیضا تھا۔ تصرف جاری میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔

ان کے زمانہ میں ان کی طرف اس شان کی ریاست منتہی تھی۔ مشائخ عراق کی بڑی جماعت نے ان سے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ علی بن المیتی شیخ بقا بن بطو شیخ عبدالرحمان طفسونجی شیخ مطر بادرائی۔ شیخ ماجد کروی شیخ احمد بقلی

یمانی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

بہت سے لوگ جن کے قدم اس امر میں راسخ ہیں۔ ان کے ارادہ کے قائل ہوئے۔ ان کے شاگرد اتنے ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ان کے چالیس خادم ایسے تھے جو کہ صاحب حال تھے۔

عراق کے مشائخ ذکر کرتے تھے کہ ان کے مریدوں میں سے ان کے علم کے ماتحت سترہ سلطان تھے۔

اور جنگل کے مشائخ کہتے تھے کہ ہم اس شخص پر تعجب کرتے ہیں کہ جو شیخ ابو الوفاء کا ذکر کرے پھر وہ اپنے چہرے پر ہاتھ نہ پھیرے اور نہ خدا کا نام لے اور نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھے تو کیسے اس کا چہرہ ان کی ہیبت کی وجہ سے نہ گرے۔

کاف سے قاف تک

وہ اول شخص ہیں کہ جن کا نام عراق میں جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ تاج العارفین رکھا گیا ہے اور یہ وہی ہیں کہ جنھوں نے کہا ہے کہ شیخ کبھی شیخ نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ کاف سے قاف تک پہچان لے۔

آپ سے پوچھا گیا کاف اور قاف کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ تمام موجودات پر ابتدائے خلقت سے جو کلمہ کن سے ہوئی ہے۔ اس مقام تک (کہ یہ کہا جائے گا) وقفوھم انھم مسؤلون یعنی ان کو ٹھہراؤ بے شک ان سے پوچھا جائے گا۔ مطلع کردے۔

وہ ان میں سے ایک ہے کہ جن کی قطبیت کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی کرامات و مناقب میں ایک کتاب جمع کی گئی ہے۔ اہل حقائق کی زبان پر ان کا بلند کلام تھا منجملہ اس کے یہ ہے۔

جس شخص کو نظر کا اثر پریشان کر دے اور خبر کا سننا بے قرار کر دے وہ شوقوں کا جنگل میں چلتا ہے۔ وہ زمانہ کی طرف توجہ نہیں کرتا اور اپنی پریشانی میں یہ کہتا ہے کہ ایسے وصل کی طرف جس سے میں زندہ رہوں کیوں کر راستہ ملے۔

یہ بھی ان کا کلام ہے۔

ذکر وہ ہے کہ اپنے وجود سے تجھ کو تجھ سے غائب کر دے اور تجھ سے اپنے شہود کی وجہ سے (ہوش) لے لے۔ ذکر شہود حقیقت اور عادات کے کم ہونے کا نام ہے۔

اجسام قلمیں ہیں ارواح تختیاں ہیں۔ نفوس پیالے ہیں وجد ایک انگار ہے جو بھڑکتا ہے۔ پھر نظر سے جو چھینی جاتی ہے اور عبد کے فنا ہونے کے وقت حضوری میں دل کی باتوں کی قوت ہو۔ غلبہ شہود کی وجہ سے مشاہدہ کے سمندر میں دل مستغرق ہو۔

جو شخص اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کرتا ہے۔ تو وہ جھوٹے دعویٰ سے چھوٹ جاتا ہے۔

جو شخص اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کرتا ہے تو وہ چھوٹے دعویٰ سے چھوٹ جاتا ہے۔

جو شخص کہ اپنے وقت کے حکم کو ضائع کرتا ہے وہ جاہل ہے اور جو اس سے قاصر رہے وہ غافل ہے اور جو اس کا اہتمام کرے وہ عاجز ہے۔

تسلیم یہ ہے کہ نفس کو میدان احکام میں چھوڑ دے اور اس پر شفقت جو آئندہ خیالات سے ہوتی ہے۔ ترک کر دے۔

خبر دی ہم کو ابو المظفر ابراہیم بن ابو عبداللہ محمد بن ابوبکر محمد بن ناصر بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو میرے نانا شیخ صالح ابو عمرو عثمان بن طفسونجی نے کہا میں نے سنا اپنے شیخ پیشواء ابو محمد عبدالرحمان طفسونجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے طفسونج میں وہ کہتے تھے کہ میں نے غلبہ کے وقت میں یہ کہا کہ میں جب تک زندہ ہوں فلمینیا کی طرف نہ جاؤں گا اور وہاں کے لوگوں کی مجھے ضرورت نہیں۔ میری مراد اس سے شیخ تاج الدین ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ پھر میں نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے استغفار کی اور ان کی خدمت میں آیا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اے عبدالرحمان تم نے ایسا ایسا کہا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ اب دن میں سے کون سا وقت ہے میں نے کہا ظہر کا وقت ہے۔ پھر آپ نے درمیان کی انگلی کو انگشت شہادت پر رکھا اور فرمایا کہ دیکھ اب کیا وقت ہے۔ تو میں کیا دیکھتا ہوں ہوں کہ کالی رات ہے میں نے کہا اے میرے سردار! اس وقت میری نگاہ میں رات ہے۔ پھر اپنی انگشت شہادت کو انگلی سے نکالا اور اپنے مصلے کے کنارے کو اٹھایا اور ہاتھ سے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ میرے قریب ہو اور دیکھ کہ انگوٹھی کہاں گئی میں نے دیکھا کہ وہ ایک ہاویہ ہے آگ میں جو کہ زمین کے گڑھے میں ہے۔ جسے میں دیکھ کر ڈر گیا۔ پھر کہا اے عبدالرحمٰن! مجھ کو عزت عزیز کی قسم ہے کہ اگر باپ کی شفقت بیٹے پر نہ ہوتی تو تم اس انگوٹھی کے مکان میں ہوتے۔

خبر دی ہم کو ابو الفتح محمد بن محمد بن علے ہذلی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی نے وہاں پر کہا کہ میں نے سنا اپنے سردار شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ تاج الدین ابو الوفا قاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں دس اولیاء پر غیب کے منازل وارد ہوئے۔ ان کے اسرار میں شریک تھے اور ایک بات ان سب پر مشکل ہو گئی۔ تب وہ جمع ہو کر تاج العارفین ابوالوفا کی خدمت میں آئے تاکہ ان سے اس کی بابت پوچھیں انہوں نے آپ کو سوتے پایا اور سنا کہ ان کا ہر ایک عضو تسبیح تہلیل و تقدیس کر رہا ہے وہ اس لیے بیٹھ کر ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ پھر ان کے اعضاء بولے ان کے منازل سے ان کو خطاب کیا جو

امر ان پر مشکل ہو گیا تھا۔ وہ ان پر کشف ہو گیا اور ان کے جاگنے سے پہلے سب چلے گئے۔

آپ حسی الاصل تھے جو کہ کردوں کا ایک قبیلہ ہے وہاں پر کہا کرتے تھے کہ میں شام کو عجمی ہوتا ہوں اور صبح کو عربی آپ کی قلیمنیا میں سکونت تھی جو کہ عراق کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے اور وہیں رہے حتیٰ کہ بعد 500ھ کے فوت ہوگئے۔ آپ کی عمر 80 سال سے زیادہ تھی۔

وفات سے پہلے آپ ایک درخت پر سے گزرے جو کہ آپ کے ہجرہ کے قریب تھا۔ اس پر آپ نے اپنا ہاتھ رکھا اور کہا (بلاد سختی و خرمن) ہم نے اس کا مطلب نہ سمجھا اور جب آپ کا انتقال ہوا۔ وہ درخت کاٹا گیا اور اس سے آپ کا تابوت بنا اور ان کی قبر کے دروازے پر چوکھٹ بنی تب ان کا مقصود سمجھا گیا۔

خبر دی مجھ کو اس بات کی فقیہ ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن علی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ کمال الدین محمد بن محمد بن وضاح نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد علی بن ادریس نے کہا خبر دی ہم کو شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ذکر کیا۔ آپ کا نام جہاں تک مجھے معلوم ہے کیس ہے اور آپ کی کنیت ابوالوفا آپ کے دادا پیر شیخ ابو محمد شبنکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکھی تھی۔ کیونکہ انہوں نے ان کے وعدہ کی وفا کی تھی اور قصہ اس میں مشہور ہے۔

تسبیح کا چکر لگانا

خبر دی ہم کو ابو محمد صالح بن علی دمیاطی نے کہا خبر دی ہمکو دو شیخوں ابو الحسن بغدادی نے جو کہ موزہ فروش تھے اور الحسن علی نانبائی نے کہا موزہ

فروش نے کہ خبر دی ہمارے شیخ ابو السعود حریمی عطار نے اور کہا نانبائی موزہ فروش نے کہ خبر دی ہم کو عمران گیماتی اور بزاز نے اور خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن منصور داری نے کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں ابو محمد علی بن اریس یعقوبی اور ابوبکر محمد سخال مقری نے کہا ادریس نے خبر دی ہم کو شیخ علی بن الہیتی نے اور ابن الخال نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ماجد کروی نے ان سب نے کہا تاج العارفین ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن کرسی پر بیٹھ کر وعظ فرما رہے تھے اور شیخ عبدالقادر ان کی مجلس کی طرف آئے اور وہ ان دنوں جوان تھے اور بغداد میں اول ہی داخل ہوئے تھے۔ تب تاج العارفین نے اپنے کلام کو قطع کیا اور شیخ عبدالقادر کے نکال دینے کا حکم دیا۔ پھر وہ نکالے گئے اور تاج العارفین نے کلام شروع کیا۔ پھر شیخ عبدالقادر تیسری بار داخل ہوئے۔ تب تاج العارفین کرسی سے اتر پڑے ان سے معانقہ کیا ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا کہ اے اہل بغداد ولی اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ میں نے ان کے نکالنے کا حکم کچھ ان کی اہانت کی وجہ سے نہیں دیا تھا۔ بلکہ اس لیے کہ تم ان کو پہچان لو اور معبود کی عزت کی قسم ہے ان کے سر پر جھنڈا حق ہے۔ جن کی زلفیں مشرق و مغرب سے بھی گزر جائیں گی۔

پھر ان سے کہا اے عبدالقادر! اب ہمارا وقت قریب ہے اور عنقریب تمہارا وقت آئے گا اور عراق تم کو دے دیں گے۔

اے عبدالقادر ہر مرغ بولتا ہے اور چپ کر جاتا ہے۔ مگر تیرا مرغ قیامت تک چلائے گا۔ ان کو اپنا مصلیٰ اور قمیص تسبیح اور پیالہ عصا' دے دیا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ اس سے عہد لے لو تو کہا کہ اس کی پیشانی پر ایک پکارنے والا معظم ہے جب مجلس ختم ہو چکی اور تاج العارفین کرسی پر سے اترے تو آخر سیڑھی پر بیٹھ گئے شیخ عبدالقادر کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور ان سے کہا کہ اے عبدالقادر تمہارے لیے ایک وقت آنے والا ہے۔ جب وہ آئے تو اس بوڑھے

کو بھی یاد کر لینا اور اپنی آنکھوں کو پکڑا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ عمر بزار کہتے ہیں کہ تاج العارفین کی وہ تسبیح جو شیخ عبدالقادر کو دے دی تھی۔ جب اس کو شیخ محی الدین زمین پر رکھتے تھے۔ تو اس کا ہر ایک دانہ زمین پر چکر لگاتا اور جب شیخ فوت ہوئے۔ تو وہ تسبیح ان کے پاجامہ کے کمر بند میں پائی گئی۔ ان کے بعد شیخ علی بن الہیتی نے اس کو لیا ان کے بعد شیخ علی بن شیخ محمد فائد نے لی۔

پیالے سے ہاتھ کانپنا

اور جو پیالہ شیخ کو دیا تھا۔ اسکو جو شخص ہاتھ میں پکڑتا تھا اس کا ہاتھ کاندھے تک کانپنے لگتا تھا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالمحسن بن عبدالمجید بن عبدالخالق حسینی اربلی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو الفلاح منجمع بن شیخ جلیل ابو الخیر کرم بن شیخ پیشوا ابو محمد مظفر بادرائی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے کہ میں ایک دن اپنے شیخ تاج العارفین ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ان کے حجرہ میں جو قلمینیا میں تھا۔ بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ اے مظفر دروازہ بند کر دے اور جب ایک جوان عجمی میرے پاس آنے کو چاہے تو اس کو منع کر دینا۔ پھر میں کھڑا ہوا۔ اتنے میں شیخ عبدالقادر آئے وہ اس وقت جوان تھے کہ مجھے اندر جانے کی اجازت دو پھر شیخ سے میں نے اجازت مانگی تو انہوں نے مجھے داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ میں نے ان کو گوشہ میں چلتے ہوئے دیکھا کہ وہ گھبراتے ہیں۔ پھر ان کو اجازت دی اور جب ان کو دیکھا تو چند قدم آگے بڑھے اور ان سے دیر تک معانقہ کیا اور کہا اے عبدالقادر مجھے اس کی عزت کی قسم ہے کہ

جس کو عزت ہے مجھ کو پہلی دفعہ تیرے حق کے انکار نے تیرے آنے سے نہیں روکا تھا۔ بلکہ خوف کی وجہ سے لیکن جب میں نے جان لیا کہ تم مجھ سے لو گے اور مجھے دو گے تو بے خوف ہو گیا رضی اللہ عنہم اجمعین و رحمنا بہم عنہ و کرمہ۔

شیخ حماد بن مسلم و باس رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ بغداد کے بڑے مشائخ میں سے ہیں ان کے زاہدوں کے رئیس ان کے عارفوں کے نشان صاحب کشف خارقہ۔ احوال نفیسہ کرامات ظاہرہ وجاہت روشن تھے۔ مخلوق کے نزدیک ان بڑا مقام تھا۔ ان کا مقامات میں طور بلند تھا۔ اللہ تعالیٰ کے قرب میں مضبوط مرتبہ تھا۔ علوم حقائق میں علماء راسخین میں سے وہ یکتا عالم تھے۔ بغداد میں مریدوں کی تربیت کی انتہا ان پر ہوئی۔ مخفیات حالات کے کشف میں ان پر اجماع ہو چکا ہے۔ ان کے وقت میں بغداد کے بڑے مشائخ و صوفی ان کی طرف منسوب تھے۔

وہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ جن کی صحبت میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہے ہیں انہوں نے شیخ کی تعریف کی ہے اور ان کی کرامات روایت کی ہیں۔ تاج العارفین ابوالوفا جب بغداد میں آتے تو ان کے پاس اترتے۔ ان کی شان بڑھاتے مشائخ بغداد ان کی تعظیم کرتے۔ ان کے حضور میں ادب کرتے ان کے کلام کو سنتے۔ آپس میں اختلاف کے وقت ان کو فیصل بناتے۔

شیخ نجیب الدین سہروردی فرماتے تھے اگر ابو القاسم قشیری شیخ حماد و باس کو دیکھتے تو ان کو اپنے رسالہ میں بہت سے مشائخ پر مقدم لکھتے۔

امام پیشواء ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

تھے کہ شیخ حماد و باس کی تحقیق میں وہ موشگافیاں ہیں کہ بہت سے متقدمین پر جن کے باعث بڑھ گئے ہیں۔ اپنے نفس پر بڑی گرفت کیا کرتے تھے۔

ان سے روایت ہے کہ وہ ایک شیخ معروف (کرخی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو نکلے راستہ میں ایک لونڈی کو دیکھا کہ وہ اپنے آقا کے گھر گا رہی ہے۔ تب وہ اپنے مکان کی طرف لوٹے۔ گھر والوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ آج مجھ سے کون سا گناہ ہوا ہے کہ اس عذاب میں مبتلا ہوا ہوں۔ ان کو کوئی گناہ یاد نہ آیا سوا اس کے کہ یہ کہا کل ایک برتن خریدا تھا۔ جس میں تصویر تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس وجہ سے مجھ پر یہ عذاب ہوا ہے۔ اس برتن کی طرف بڑھے اور اس کی صورت کو مٹا دیا۔ ان کا کلام بلند تھا۔ منجملہ ان کے یہ کہ دل کی تین قسمیں ہیں۔ ایک دل تو دنیا میں چکر لگاتا ہے اور ایک آخرت میں اور ایک دل مولیٰ کا چکر لگاتا ہے۔ پس جس نے دنیا کا چکر لگایا وہ زندیق ہے۔

تم دل کو یقین کے ساتھ پاک کرو تاکہ اس میں تقدیریں جاری ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ قریب راستوں میں اس کی محبت کا راستہ ہے۔ اس کی محبت صاف نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ محب روح بغیر نفس رہ جائے۔ جب تک اس کا نفس ہے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں محبت کرے اور نفس کے گم ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ کی سچی محبت آیا کرتی ہے۔

ان کا کلام یہ بھی ہے۔

ازلی محبت تقدیر سے پہچانی جاتی ہے۔ ازلی عشق خلق و امر سے جو تیرے پاس امر ہے اس کے موافق اخلاص کو بچ رہے گا اور (اخلاص کر) جس قدر تیرے نزدیک قدر ہے۔

اس چیز کو پہچان جو یہاں پر تیرے وجود میں پائی جاتی ہے تو موحد ہو گا اور اپنے ارادہ کو اس کی تدبیر سے پہچان تو فانی ہو جائے گا۔ اگر وہ تجھے بلائے تو اس کی بات مان۔ اگر تجھ سے وعدہ کرے تو پورا کر۔ اگر تیرے برخلاف مقدر

کرے تو تسلیم کر اگر وہ کہے میں نے تجھ کو پسند کیا تو کہ دے کہ میں نے سپرد کر دیا۔ اگر تجھ سے کہے کہ طلب کر تو کہہ کہ تو نے سچ کہا۔ اگر تجھے کہے کہ میری عبادت کر تو کہہ کہ مجھے توفیق دے اگر تجھے کہے کہ مجھ کو ایک سمجھ تو کہو کہ مجھ کو جذب کر۔

جب معرفت اجائے تو وہ افعال ربانی ہو جاتے ہیں۔ موجودات جاتے رہتے ہیں۔ تو قبضہ میں ایسا صاحب ہو جاتا ہے کہ تجھ کو کوئی شے سوائے عزوجل کے نہیں ہوتی۔ جو کچھ کہ اس کے ساتھ ہو۔ وہ اس لے ہوتا ہے جو تیرے ساتھ ہوتا ہے وہ تیرے لیے ہوتا ہے۔ پھر ایمان کے ساتھ دنیا کے اقسام سے فارغ ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ اس میں اس کی تصدیق ہے۔ علم سے اقسام آخرت سے فارغ ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں اس کی معرفت ہے۔ معرفت کے ساتھ سب فارغ ہو جاتا ہے۔ جہاں کہیں ہو گا کیونکہ وہ تیرے ساتھ اسی قدر ہے جس قدر کہ تیری معرفت تیرے قدر کے موافق ہے۔

برص کا بدن میں پھیلنا

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن عبداللہ بن ابی بکر ابہری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف عالم شہاب الدین ابو حفص عمر سہروردی نے کہا کہ میں نے اپنے چچا شیخ نجیب الدین عبدالقادر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ حماد بن مسلم و باس بغداد کے ان مشائخ میں سے جن کو میں ملا ہوں بڑے تھے۔

وہ پہلے شیخ ہیں کہ جن کی برکت کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کشائش (معرفت) کی ہے۔ ان کے شیرے پر نہ تو بھڑیں آتی تھیں نہ مکھیاں (خلیفہ) مسترشد کا ایک غلام آپ کی زیارت کو آیا کرتا تھا۔ آپ نے اس سے کہا کر

میں تیری تقدیر میں قرب الٰہی کا بڑے درجات میں حصہ دیکھتا ہوں۔ تم دنیا کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف آ جاؤ اس نے آپ کا حکم نہ مانا وہ خلیفہ کا معتبر تھا پھر وہ ایک روز آپکی خدمت میں آیا درانحالیکہ میں بھی آپ کے پاس موجود تھا آپ نے اس کو وہی بات کہی لیکن وہ شیخ کی موافقت سے انکاری ہوا۔ تب آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں حکم دیا ہے کہ تجھ کو اس کی طرف جس طرح چاہوں کھینچ لوں میں برص کو حکم دیتا ہوں کہ تجھ کو لے۔

راوی کہتے ہیں کہ واللہ ابھی آپ نے اپنا کام پورا نہ کیا تھا۔ کہ غلام کے تمام بدن میں برص پھیل گیا۔ پھر تو حاضرین حیران رہ گئے۔ میں وہاں سے اٹھا اور خلیفہ کے پاس گیا۔ خلیفہ نے اس کے لیے تمام حکیموں کو بلایا لیکن سب نے مل کر اتفاق کیا کہ اس کی کوئی دوا نہیں۔ پھر معتمدین دولت نے خلیفہ کو اشارہ کیا کہ اس کو محل سے نکال دیا جائے۔ تب وہ نکال دیا گیا وہ شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے دونوں پاؤں چومے اور اپنی بدحالی کی شکایت کی اور التزام کیا کہ جو کچھ آپ فرمائیں گے وہی کروں گا۔ تب شیخ کھڑے ہوئے اس کا قمیص آپ نے اتار دیا جو کہ اس کے جسم پر تھا اور فرمایا اے برص! ادھر ہی چلی جا جدھر سے آئی تھی ہم نے دیکھا کہ اس کا جسم ایسا ہو گیا جس طرح سفید چاندی پھر اگلے دن اس کو خطرہ (شیطانی ہوا) کہ خلیفہ کی طرف چلا جائے۔ شیخ نے اپنی انگلی اس کی پیشانی پر ماری تو اس کی پیشانی پر ایک خط برص کا پڑ گیا اور کہا کہ یہ نشان تجھ کو خلیفہ کے پاس جانے سے روک دے گا۔ اس نے شیخ کی خدمت لازم کر لی یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن ابی عمران موسیٰ بن احمد مخزومی صوفی نے کہا کہ میں نے شیخ شہاب الدین ابو عبداللہ عمر سہروردی سے سنا اور خبر دی ہم کو

ابو زید عبدالرحمٰن بن سالم بن احمد قرشی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو محمد عبداللہ بن مطر رومی سے مصر میں ان دونوں نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو محمد عبداللہ بن مطروحی سے مصر میں ان دونوں نے کہا کہ ہم نے اپنے شیخ ابو نجیب عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شروع عمر میں شیخ حماد وباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے میں نے کثرت مجاہدہ اور کشود کار نہ ہونے کی شکایت کی۔

انہوں نے کہا کہ میرے پاس کل دودھ کا برتن درس سے اٹھنے کے بعد لانا اور اپنا لباس نہ بدلنا اور جب صبح ہوئی تو میں مدرسہ سے نکلا اور لباس بھی نہ بدلا بازار کی طرف گیا۔ وہاں سے دودھ کا برتن خریدا اور اس کو سر پر اٹھالیا اور بغداد کے بازار میں چلا اور ایسا اتفاق ہوا کہ میرے جان پہچان مجھ کو لائے اور لوگ کھڑے ہو کر میری طرف دیکھتے تھے اور جوں جوں میں چلتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرا نفس اس طرح گلتا ہے جیسے قلعی آگ پر اور جب شیخ شیخ حماد کی دوکان شیرہ کے قریب گیا تو ان کو دیکھا کہ وہ اس کے دروازہ پر میری انتظار میں کھڑے ہیں۔

جب انہوں نے مجھ کو ایک نظر سے دیکھا تو مجھ کو اس سے بھر دیا۔ میری عقل جاتی رہی اور منہ کے بل گرا اور دودھ بھی زمین پر گر پڑا اور میں اب تک اس کی نظر کی برکت میں ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ان سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ نہیں کھاتا مگر فضل کھانے سے۔ وہ خواب میں کسی شخص کو دیکھتے تھے وہ یہ کہتا ہے کہ حماد کی طرف کچھ لے جا اور دیکھنے والے کو یہ معین کر دیتا تھا کہ یہ اس کی طرف لے جاؤ۔

وہ کہتے تھے کہ جو جسم فضل کے طعام سے پرورش پایا ہو اس پر بلا کبھی غالب نہیں ہوتی۔ طعام فضل سے ان کی یہ مراد تھی کہ جوان فتوح حق سبحانہ

سے صحت کا حال مشاہدہ ہوا تھا۔

گھوڑے کا امیر کو اڑا کر غائب ہو جانا

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عمرازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو طاہر خلیل بن شیخ جلیل ابو العباس احمد بن علی صرصری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ حماد وباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد کے ایک گاؤں پر گزرے اور مستظہریہ حکومت کے امیر کو دیکھ کہ سوار اور نشہ میں جا رہا ہے۔ شیخ نے اس پر انکار کیا اور امیر نے اس پر غلبہ کیا تو شیخ نے فرمایا اے گھوڑے اس کو پکڑ تب گھوڑا اس کو اس طرح دوڑا کر لے گیا جس طرح بجلی ہو کہ نگاہ سے بھی آگے بڑھ جائے اور گم ہو گیا۔ معلوم نہ ہوا کہ کدھر گیا۔ خلیفہ نے اس کے پیچھے لشکر دوڑایا لیکن اس کا پتہ نہ چلا۔

اور شیخ حماد و باس نے فرمایا کہ مجھ کو عزت معبود کی قسم ہے کہ گھوڑے نے اس کو نہ جنگل میں نہ سمندر میں نہ نرم زمین میں نہ پہاڑ پر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو کوہ قاف کے پرے لے گیا اور وہیں سے اٹھایا جائے گا۔

آپ کی اصل شام کے علاقہ کی تھی اور بغداد میں مظفریہ میں سکونت تھی یہاں تک کہ وہیں 525ھ میں انتقال کیا۔ آپ کی عمر بڑی تھی۔ شونیزی مقبرہ میں دفن ہوئے ان کا مزار وہاں ہی ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن بن قوقا بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللطیف بن معمر بن عسکر بن قاسم بن محمد ازجی مخزومی مودب نے کہا کہ میں نے اپنے دادا عسکر جو کہ قاضی ابو سعد مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

دوست اور صاحب تھے۔ سنا تھا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ حماد و باس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے۔ ایسے حال میں کہ ان کے پاس شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا گیا اور ان دنوں جوان تھے کہ میں نے ان کے سر پر ولایت کے دو نشان دیکھے ہیں اور وہ دونوں اس کے لیے بسموات اسفل (طبقہ زمین) سے لے کر ملکوت اعلیٰ تک ہیں اور میں نے شادیش (ملاء اعلیٰ) کو سنا کہ اس کے لیے افق اعلیٰ میں صدیقین کے القاب سے چلاتے ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ صالح ابو یوسف یعقوب بن اسماعیل بن ابراہیم بن محمد قرشی تفصی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو العباس احمد بن اسماعیل بن حمزہ ازجی مشہور لھن الطبال نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام ابو الثنا محمود بن عثمان جوتا فروش بغدادی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن شیخ حماد باس کی خدمت میں تھا۔ پھر شیخ عبدالقادر تشریف لائے۔ وہ اس دن جوان تھے۔ تب شیخ حماد ان کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ان سے ملے اور فرمایا کہ مرحبا پہاڑ راسخ اور پہاڑ بلند کے لیے جو کہ حرکت نہ کرتا ہو۔ ان کو اپنے ایک طرف بٹھالیا اور ان سے پوچھا کہ حدیث و کلام میں کیا فرق ہے۔

انہوں نے جواب دیا کہ حدیث یہ ہے کہ جس کے جواب کے تم مدعی ہو اور کلام یہ ہے کہ جو تم کو خطاب پہنچے خبرداری کی دعوت کے لیے۔ دل کا گھبرانا جن و انسان کے عمل سے زیادہ وزنی ہے۔ تب شیخ حماد نے فرمایا کہ تم اپنے زمانہ میں سید العارفین ہو۔

شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ خراساں کے بڑے مشائخ اور وہاں کے علماء کے سردار ہیں اور سر بر آوروں میں سے ہیں۔ وہاں کے زاہدوں عارفوں میں سے بڑے ہیں۔ امام پرہیز گار عالم باعمل مسلمانوں پر حجت صاحب احوال جلیلہ و کرامات واضح مقامات روشن تھے۔ خاص و عام کے دلوں میں ان کی ہیبت تھی۔ علوم معارف میں ان کا قدم راسخ تھا۔ فتاویٰ دینیہ میں ان کا ید بیضا تھا۔ احکام شرعیہ میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔ دلوں کی مخفی چیزوں کو کھول کر بتلاتے تھے۔

تصریف ظاہر میں ان کا فعل خارق عادات کا کام کرتا تھا۔ وہ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن تھے۔ خراسان میں مریدوں کی تربیت کی ریاست ان تک منتہی ہوئی ہے۔ ان کے پاس علماء فقہاء صلحا کی ایک بڑی جماعت جمع ہو گئی اور ان کے کلام سے انہوں نے نفع حاصل کیا اور اس کی صحبت سے تخریج کی۔ جوانی سے لے کر وفات تک عبادت و خلوت و ریاضت نفس میں صراط مستقیم پر تھے۔ بڑے زاہدوں کی جماعت کی صحبت میں رہے تھے۔ علماء زمان میں سے ایک جماعت ان کی شاگرد تھی۔ جیسے ابو اسحاق شیرازی بغداد میں' ابوالمعالی جوینی نیشاپور میں وغیرہ جیسا کہ خراسان کے بڑے صدر و صلحاء کی ایک جماعت ان کی شاگرد تھی۔ وہاں کے مشائخ آپ کی بڑی قدر کرتے تھے۔ آپ کی تعظیم میں مبالغہ کرتے تھے۔ اہل حقیقت کی زبان پر آپکا عالی کلام تھا۔ اس میں سے یہ کلام ہے کہ۔

سماع کی تعریف

سماع خدا کی طرف ایک سفیر اور خدا کا قاصد ہے وہ خدا کے لطائف اور زوائد میں سے ہے۔ غیب کے فوائد اور موارد ہے۔ فتح کی ابتداء اور انجام

ہے۔ کشف کے معانی اور اس کی بشارت ہے۔ پس وہ ارواح کے لیے ان کی قوت ہے۔ جسموں کے لیے غذا دلوں کے لیے زندگی ہے۔ اسرار کے لیے بقا ہے۔ ایک گروہ وہ ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ مشاہدہ تربیت کے ساتھ سنتا ہے۔ ایک گروہ وہ ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ نعمت ربوبیت سے سناتا ہے ایک وہ گروہ ہے کہ جس کو وصف قدرت سے سنتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے سنانے والا اور سامع ہوتا ہے۔ پس سماع ستر کو توڑنے والا اور سر کو کھولنے والا ہے وہ چمکتی ہوئی بجلی اور چمکتا ہوا آفتاب ہے۔

ارواح کا سماع دلوں کے سنانے سے بساط قرب پر حضور کے سامنے بغیر حضور نفسی موجودات پر فکر میں ہر لحظہ ہر تدبر ہر تفکر اور ہر ایک ہوا کے چلنے پر ہر درخت کی درخت اور ہر بولنے والے کی بولی میں ہوتا ہے۔ تم ان کو دیکھتے ہو کہ وہ متوالے حیران کھڑے ہوئے قیدی عاجز مست ہیں۔

فرشتے وجد کرتے ہیں

اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رونق کے نور سے ستر ہزار مقرب فرشتے پیدا کیے ہیں۔ ان کو عرش و کرسی کے درمیان حضور ان میں کھڑا کیا۔ ان کا لباس سبز صوف کا ہے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہیں۔ وہ وجد کرتے ہیں۔ عاشق حیران عاجزی کرنے والے مست ہیں۔ جب سے پیدا ہوئے ہیں۔ رکن عرش سے کرسی تک سخت شیفتگی کی وجہ سے کودتے پھرتے ہیں۔ وہ آسمان والوں کے صوفی ہیں اور نسب میں ہمارے بھائی ہیں۔ اسرافیل علیہ السلام ان کے کھینچنے والے اور مرشد ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام ان کے رئیس اور متکلم ہیں اللہ تعالیٰ ان کا انیس اور مالک ہے۔ ان پر سلام و تحیتہ و اکرام ہو۔

گستاخی کی سزا

خبر دی ہم کو شیخ فاضل ابو عبداللہ محمد بن شیخ بزرگ ابو العباس احمد بن الشیخ ابو اسحاق ابراہیم بن ابی عبداللہ بن علی جوینی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا میں نے سنا اپنے باپ سے وہ کہتے تھے کہ شیخ یوسف بن ایوب ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن لوگوں کو وعظ سناتے تھے۔ آپ سے دو فقیہوں نے کہا کہ تم چپ رہو۔ کیونکہ تم بدعتی ہو۔ تب آپ نے ان سے کہا تم چپ رہو اور زندہ نہ رہو۔ وہ اسی جگہ مردہ ہو کر گر پڑے۔

ایک لڑکے کا واقعہ

اور اسی اسناد سے ہے کہ ہمدان کی ایک عورت کے لڑکے کو فرنگیوں نے قید کر لیا۔ وہ عورت شیخ یوسف ہمدانی کی خدمت میں روتی ہوئی آئی آپ نے اس کو صبر دلایا اس نے صبر نہ کیا پھر آپ نے کہا خداوندا اس کے قیدی کو چھوڑ دے اور اس کو جلد خوش کر دے۔

پھر آپ نے اس سے کہا کہ اپنے گھر کی طرف جا اس کو اپنے گھر میں پائے گی۔ عورت گھر کی طرف گئی تو دیکھا کہ اس کا لڑکا گھر میں موجود ہے۔ عورت نے تعجب کیا اور اس سے حال پوچھا اس نے کہا کہ میں اس وقت بڑے قسطنطنیہ میں تھا۔ میرے پاؤں میں زنجیر تھی۔ نگہبان مجھ پر مقرر تھے۔ میرے پاس ایک شخص آیا جس کو میں نے کبھی دیکھا نہ تھا۔ مجھ کو اٹھا کر یہاں پر ایک آنکھ کی جھپک میں لے آیا ہے۔ پھر وہ بڑھیا شیخ یوسف کی طرف آئی آپ نے فرمایا کیا خدا کے امر سے تعجب کرتی ہے۔

یہ شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن حسین بن شعیب ہمدانی سنجردی

ہیں اور وہمدان کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا نام ہے۔ آپ وہیں 440ھ میں پیدا ہوئے اور بنیا مین میں ہرات سے مرو کی طرف جاتے ہوئے پیر کے دن 12 ربیع الاول 535ھ میں فوت ہوئے۔ ایک مدت تک وہاں دفن رہے۔ پھر آپ کی نعش، مرو کی طرف لائی گئی اور سجدان کے آخری حصہ میں خصیرہ میں جو آپ کی، طرف منسوب ہے۔ دفن کیے گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب قرشی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ بن سنجار بغدادی نے کہا کہ میری طرف عبداللہ بن ابی الحسین بن جبائی نے لکھا ارو میں نے اس کے خط سے نقل کیا وہ کہتے ہیں کہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمدان کی طرف ایک شخص آئے۔ جن کو یوسف ہمدانی کہتے ہیں اور یہ کہا جاتا تھا کہ وہ قطب ہیں۔ وہ سرائے میں اترے۔ جب میں نے سنا تو میں سرائے کی طرف گیا میں نے ان کو نہ دیکھا ان کے متعلق پوچھا تو مجھ سے کہا گیا کہ وہ تہ خانہ میں ہیں۔ میں اتر کر ان کے پاس گیا انہوں نے جب مجھے دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھ کو اپنے قریب بلایا۔ میرے تمام احوال کا مجھ سے ذکر کیا اور میری تمام مشکلات کو حل کر دیا۔ پھر مجھے کہا اے عبدالقادر! لوگوں کو وعظ سناؤ میں نے کہا اے میرے سردار! میں ایک عجمی شخص ہوں۔ بغداد کے فصحاء کے سامنے کیسے وعظ کروں۔

انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے اب تو فقہ' اصول فقہ و خلاف نحو' لغت تفسیر حفظ کر لی ہے۔ اب تم کو مناسب ہے کہ لوگوں کو وعظ سناؤ۔ کرسی پر چڑھو اور لوگوں کے سامنے بولو کیونکہ میں تم میں جڑھ دیکھتا ہوں اور وہ عنقریب کھجور ہو جائے گی۔ رحمنا اللّٰہ بھم بمنہ کرمہ۔

الشیخ عقیل منجنی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ اپنے وقت میں شام کے اکابر مشائخ میں سے ہیں اور اپنے وقت میں بڑے عارفوں میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ و افعال خارقہ احوال عزیزہ' مقامات عالیہ' دلوں میں ہیبت عظیمہ والے ہیں۔ علم حال و زہد میں اس طریقہ کے ایک رکن ہیں۔ تمکین و ریاست و جلالت میں ان کے بڑوں میں سے ایک ہیں۔ وہ بڑے کامل آئمہ اور محققین کے سرداروں میں ایک ہیں۔ آنے والی مشکلات کے حل کرنے میں ان پر اجماع ہو چکا ہے۔

اس طریق میں ان تک ریاست کا انتہا ہوا ہے۔ وہ اپنے وقت میں شام میں شیخ الشیوخ تھے۔ ان کی صحبت میں ایک سے زیادہ بڑے بڑے مشائخ نے تخریج کی ہے۔ ان میں سے شیخ عدی بن مسافر اموی' شیخ موسیٰ بن ماہین زولی' شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی' شیخ رسلان دمشقی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

ہوا میں اڑنا

وہ اول ان لوگوں کے ہیں کہ جو خرقہ عمریہ کے ساتھ داخل ہوئے اور شام کو اس سے اللہ تعالیٰ نے مشرف کیا ہے اور ان سے لیا گیا۔ انہیں کا نام طیار تھا۔ کیونکہ جب انہوں نے اس گاؤں سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا جس میں کہ وہ رہتے تھے تو آپ اس منارہ پر چڑھے اور وہاں کے لوگوں کو پکارا۔ جب وہ جمع ہوئے۔ آپ ہوا میں اڑے لوگ آپ کو دیکھتے تھے وہ آپ کے پاس آئے تو ان کو بلاد مشرق کے میدان میں دیکھا۔

مشائخ کا قبروں میں تصرف

ان کا نام غواص (غوطہ زن) بھی ہے۔ یہ نام ان کے شیخ مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکھا۔ کیونکہ وہ شیخ مسلمہ کے مریدوں کے ساتھ ایک دفعہ چلے تھے کہ ان کی زیارت کریں جب سب دریائے فرات پر پہنچے تو ان میں سے ہر ایک نے اپنا مصلیٰ پانی پر رکھا دیا اور اس پر سے پار ہو گئے لیکن شیخ عقیل نے اپنا مصلیٰ پانی پر بچھایا اور اس پر بیٹھ کر پانی میں غوطہ لگایا۔ لوگوں کو معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ دوسری طرف نکل گئے اور بالکل تر نہ ہوئے۔ جب شیخ مسلمہ کی طرف سب آئے تو شیخ عقیل کا حال جو انہوں نے دیکھا تھا بیان کیا انہوں نے کہا شیخ عقیل غوطہ زنوں میں سے ہیں اور یہ ان چاروں میں سے ہیں کہ جن کے بارے میں شیخ علی قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ وہ اپنی قبروں میں ایسا تصرف کرتے ہیں جس طرح زندہ کرتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر، شیخ معروف کرخی، شیخ عقیل منجبی، شیخ حیات بن قیس حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

معارف میں کلام ان کا بلند تھا۔ منجملہ اس کے یہ ہیں۔

معارف اس میں ہے کہ جس میں اس کو ترجیح دی جائے۔ عبودیت اس میں ہے کہ وہ حکم دیا جائے۔ خوف تمام امور کا سردار ہے۔ عارفین کا خوف یہ ہے کہ ان کے ارادہ اللہ عزوجل کے افعال میں پائے جائیں۔

اولیاء کا خوف یہ ہے کہ ان کی خواہشیں اس کے حکم میں ہوں عزوجل۔

متقی کا خوف یہ ہے کہ اپنے نفس کو مخلوق کے دیکھنے میں ایسا پائے کہ اگر ان کو تم میں موجود پائے تو شریک ہو جائے اور اگر تجھ کو تجھ پر غالب کر دے تو جھگڑے۔ یہ بھی ان کا کلام ہے۔

اے شیخ تو یہ کہہ کہ خداوندا مجھ کو اپنے قدر سے گم کر دے اور اپنی

مخلوق سے مجھے بچالے۔ جب امر آئے تو کہے کہ خداوندا مجھے ان سے بچااور جب قدر آئے تو کہے خداوندا مجھ کو مجھ سے بچااور جب فضل آئے تو کہے کہ خداوندا تیرا فضل جو مخلوق پر میرے بغیر ہے۔ پھر اگر تو چاہے تو خضوع کے وقت تجھ کو عبودیت حاصل ہو گی اور ناز کے وقت توحید پس تیری عبودیت اس کی طرف احتیاج کے ساتھ ہے۔

اور تیرا ناز یہ ہے کہ یہاں پر اس کے سوا اور کوئی نہ ہو اور جب کئی معبود آ جائیں تو کہو "اللہ پھر ان کو چھوڑ دے کہ اپنے شغل میں کھیلتے رہیں" خواہش سے مجاہدہ کر کے تو اس کو پہچانے گا اور مخلوق سے نکلنے کے ساتھ اس کو ایک جانے گا۔

ہمارا طریق سعی و کوشش ہے اور اس سعی کو لازم رکھنا یہاں تک رہ گزر جائے پھر یا تو جوان اپنی آرزو کو پہنچے گا یا اس بیماری کے ساتھ مر جائے گا۔

جو شخص اپنے لیے حال یا مقام طلب کرے تو وہ معارف کے طریقوں سے دور ہے۔ جوانمردی یہ ہے کہ بندوں کی نیکیوں کو دیکھے اور برائیوں سے دور رہے۔ مدعی وہ ہے کہ اپنے نفس کی طرف اشارہ کرے افسوس' رونے' سستی کو مقام سلوک میں گم کر دینا۔ رسوائی کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو الحسن علی بن شیخ فقیہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن علی قرشی کرخی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو الخیر سعد بن شیخ امام ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامہ قرشی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عقیل منجنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ ایک مرتبہ سترہ اشخاص کے اصحاب احوال میں سے اور شیخ مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے ایک غار میں بیٹھے اور ان میں سے ہر

ایک نے غار میں ایک جگہ اپنے اپنے عصا رکھ دیے پھر ہوا پر سے چند مردان خدا آئے اور ہر ایک عصا کو اٹھاتے تھے۔ لیکن شیخ عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عصا کی طرف آئے اور سب نے قصد کیا کہ اس کو اٹھائیں علیحدہ علیحدہ اور مل کر بہت سعی کرتے رہے لیکن نہ اٹھا سکے اور جب یہ سب شیخ مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گئے تو ان کو خبر دی انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ اولیاء زماں میں سے تھے۔ جس عصا کو وہ اٹھاتے تھے۔ اس کا مالک ان کے مقام پر تھا یا اس سے کم اس لیے اس عصا کو اٹھا سکتے تھے اور ان میں کوئی شخص عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کا نہیں تھا اور نہ اس کا شریک تھا اس لیے وہ ان کے عصا کو نہ اٹھا سکے۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ عقیل ایک دن بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی جس کو آپ چھیلتے تھے اور آپ کے سامنے ایک ڈھیر اس کے چھلکوں کا پڑا تھا۔ اتنے میں ملیح کا ایک تاجر آیا اور اس نے آپکے سامنے کچھ سونا رکھ دیا۔ تب شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے مرد ہیں۔ اگر وہ چاہیں اور یہ کہیں کہ یہ ریزے سونا بن جائیں تو سونا ہو جائیں۔

راوی کہتا ہے کہ وہ ریزے آپ کے سامنے پڑے تھے۔ سب روشن سونا ہو گئے۔

صادق مبارک کی علامت

خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد حسن بن شیخ ابو محمد عبداللہ بن شیخ ابو الحسن علی بن شیخ ابوالمجد مبارک بن احمد بن یوسف غزاری منبجی نے کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے اپنے باپ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ ابو المجد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن شیخ عقیل منبجی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں منبج کے پہاڑ کے نیچے حاضر ہوا اور ان کے پاس صلحاء کی ایک جماعت تھی۔ تب ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے میرے سردار صادق کی کیا علامت ہے۔ فرمایا کہ اگر وہ اس پہاڑ سے کہے کہ حرکت کرے۔ تو وہ حرکت کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔

پھر ان میں سے ایک نے پوچھا کہ اے میرے سردار وجود میں تصرف کرنے والے کی کیا علامت ہے۔ فرمایا کہ اگر جنگل اور سمندر کے جانوروں سے کہے کہ اس کے پاس آئیں تو آ جائیں۔

راوی کہتا ہے کہ آپ نے ابھی اپنا کلام پورا نہ کیا تھا کہ پہاڑ پر سے ہمارے پاس وحشی جانور اور شیر جمع ہو گئے۔ جنہوں نے تمام میدان کو بھر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ ہم کو ایک سچے نے خبر دی کہ دریائے فرات کا کنارہ اس وقت مچھلیوں سے بھر گیا ہے۔ جو مختلف قسم کی تھی۔ پھر کہا کہ اے میرے سردار اس شخص کی کیا علامت ہے کہ جو زمانہ میں مبارک ہو فرمایا کہ اگر وہ اپنے پاؤں سے اس پتھر کو ایڑی مارے تو اس میں سے چشمے جاری ہو جائیں کہا کہ پھر اس پتھر سے جو آپ کے سامنے تھے۔ چشمے جاری ہو گئے۔ پھر وہ ویسے ہی ٹھوس پتھر ہو گیا جیسے کہ پہلے تھا۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبج میں رہے اور وہیں وطن بنایا چالیس سال کے قریب وہاں رہے اور وہیں انتقال فرمایا۔ ایسے وقت میں کہ آپ کی عمر بڑی ہو گئی تھی۔

خبر دی ہم کو ابو سعد عبدالقادر بن احمد بن نبہان کوفی نے کہا خبر دی ہم کو میرے نانا شیخ صالح ابو الخیر مسعود بن علی بن خلف۔ بانسی نے کہا کہ میں نے اپنے ماموں شیخ عالم عارف ابو سلیمان داؤد بن یوسف بن علی بن محمد نجبی شافعی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن شیخ عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا

اور آپ سے کہا گیا کہ بغداد میں ایک عجمی شریف کا جس کا نام عبدالقادر ہے بڑا نام مشہور ہوا ہے۔ شیخ نے کہا اس کا معاملہ آسمان میں زمین کی نسبت زیادہ مشہور ہے۔

یہ جوان بڑے مرتبے والا ہے۔ جس کا نام ملکوت میں بازا شہب مشہور ہے اور عنقریب اپنے وقت میں فرد ثابت ہو گا۔ عنقریب اس کی طرف امر لوٹایا جائے گا اور اسی سے صادر ہو گا۔ اس کے زمانہ میں اس کی زیارت کی جائے گی اور راوی کہتا ہے کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے شیخ عقیل پہلے وہ ہیں جنہوں نے شام میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت یہ خبر دی ہے کہ وہ بازا شہب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ ابو معزی مغربی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ بڑے مشائخ میں سے اور صدر اولیاء ہیں۔ ان کی کرامات خارقہ اور تصریف جاریہ ہے۔ ان کے مقامات روشن اوصاف بلند احوال جلیلہ ہے۔ وہ مغرب کے ایک اوتاد تھے۔ وہاں کے بڑے عارف اور بڑے زاہد محقق تھے۔ اس طریقہ کے ایک رکن تھے نامور عالم تھے۔ مرتبوں میں اس کا قدم راسخ تھا۔ ان کی نظیر خارق تھی۔ مغیبات کا ان کو کشف صادق اور جلی تھا۔ دلوں میں ان کی بڑی ہیبت تھی آنکھوں میں ان کا ظاہری حسن کی خوبصورتی تھی۔ بلاد مشرق و مغرب سے ان کی زیارت کا قصد کیا جاتا تھا۔

وہ ہمیشہ مراقبہ میں رہتے تھے اور اپنے نفس سے بڑی سختی کرتے تھے۔ مجاہدہ پر قوی کرتے تھے۔ باطنی بیماریوں کے واقف تھے۔ جو کہ سالکین کے فتوحات کی مشکلات کو حل کرتے تھے۔ مغرب میں انہیں کی طرف صادقین کی تربیت کی انتہا ہوئی ہے ان کی صحبت میں اکابر مشائخ کی ایک جماعت نے

تخریج کی ہے۔ ان میں سے شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ ہیں۔
ان کے ارادہ کی اس قدر مخلوق صاحب احوال قائل ہوئی جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اہل مغرب ان سے بارش طلب کرتے تو پانی ان کی وجہ سے ملا کرتا تھا۔ مشکلات میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے تو وہ کھل جاتی تھیں۔ ان کا معارف میں بلند مقام تھا۔

احوال اہل ہدایت کے مالک ہیں۔ وہ ان کا تصرف ہے اور اہل نہایات کا مملوک ہے۔ پھر وہ ان میں تصرف کرتے ہیں اور جو حقیقت عبد کے اثر و رسوم کو محو نہ کر دے تو وہ حقیقت نہیں ہے۔

اسی میں سے ہے کہ جس نے خدا کو فضل کی جہت سے طلب کیا تو وہ اس کی طرف پہنچ جائے گا۔

اور جو شخص خدا کے ساتھ نہیں وہ کسی کے ساتھ بھی نہیں زیادہ فائدہ مند وہ کلام ہے جو کہ مشاہدہ سے اشارہ ہو یا حضوری کی تعریف ہو۔

ولی ولی نہیں جب تک کہ اس کو قدم' مقام' حال' منازلہ' سر نہ ہو' قدم وہ ہے کہ تو اپنے راستہ میں حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف چلے۔

مقام وہ ہے کہ علم ازلیت میں تیری پیش قدمی تجھ کو اس پر برقرار رکھے۔

حال یہ ہے کہ تجھ کو فواید اصول سے بھیجے نہ نتائج سلوک ہے۔

منازلہ یہ ہے کہ جو حضور نیچے ہے تو اس کے ساتھ مشاہدہ کی تعریف سے نہ ستر کی وصف سے خاص ہو۔

اور سر یہ ہے کہ تو لطائف ازل کو ہجوم جمع اور سوائے کے مٹنے اور تیری ذات کے لاشے ہونے کے وقت اس کو سپرد کر دے۔

پس حکم قدم کی حفاظت طریق میں فقہ کے مفید ہے اور حکم مقام کی حفاظت خفیہ معانی پر اطلاع پانے کے مفید ہے۔ حکم حال کی محافظت تعریف

اللہ اور باللہ میں بسط زائد کر دیتی ہے۔

حکم منازلہ کی حفاظت فتح لدنی کے لشکر کے لیے اس کے سلطان قہر کی تائید کرتی ہے۔ حکم سر کی حفاظت موجودات کی خفیہ چیزوں کی اطلاع پر قدرت بڑھاتی ہے۔ حفظ و وقت مراقبہ پیدا کرتا ہے۔ حکم انفاس کی حفاظت مقام غیبت کی طرف حضور میں پہنچاتی ہے۔

خبر دی ہم کو نقیہ صالح ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ بن ملوک بن ساسین مراکشی نے کہا کہ شیخ فقیہ عابد ابو محمد عبداللہ بن محمد بن احمد بن علی افریقی سے سنا۔ انہوں نے شیخ ابو یعزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پایا تھا کہا کہ شیخ ابو یعزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع حال میں جنگل میں پندرہ سال تک رہے۔ اس عرصہ میں سوائے خبازی کے دانہ کے اور کچھ نہ کھاتے تھے اور شیر آپ کے پاس ٹھکانا کرتے تھے۔ پرندے آپ پر جھکے رہتے جب کبھی شیر جاتے اور قافلہ کو پھاڑتے راستے لوٹتے تو ابو یعزی آتے ان کے کانوں کو پکڑتے اور کھنچتے پھر وہ ذلیل بن کر ان کے تابع ہو جاتے۔ ان سے آپ کہتے اے خدا کے کتو یہاں سے چلو جاؤ ورنہ پھر نہ آنا۔ تب وہ وہاں سے چلے جاتے۔ حتیٰ کہ اس مکان میں پھر کوئی ان میں سے نہ دیکھا جاتا۔

لکڑ ہارے ایک دفعہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور جس طرف سے وہ لکڑیاں کاٹا کرتے تھے اور ان سے روزی کماتے تھے۔ اس میں شیروں کی کثرت کی شکایت کی۔ آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ جنگل کے راستہ کی طرف جا اور بلند آواز سے پکارو کہ اے شیروں کے گروہ تم کو ابو یعزی حکم دیتا ہے کہ اس بن سے چلے جاؤ۔

راوی کہتا ہے کہ وہ خادم گیا اور اس نے ایسا ہی کیا شیروں کا یہ حال ہوا کہ بن سے باہر دیکھے جاتے تھے کہ اپنے بچوں کو اٹھایا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ بن میں ان میں سے کوئی نہ رہا اس کے بعد وہاں کوئی شیر نہ دیکھا گیا۔

راوی کہتا کہ شیخ مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں قحط کے دنوں میں جبکہ مغرب میں تھا۔ شیخ ابو یعزی کی خدمت میں آیا اور وہ جنگل میں بیٹھے تھے۔ ان کے گرداگرد بہت سے وحشی جانور تھے۔ شیر وغیرہ ملے جلے تھے۔ ایک دوسرے کو تکلیف نہیں پہنچاتے اور آپ کے سر پر بہت سے پرندے تھے۔ ایک وحشی آپ کے پاس آتا اور آواز کرتا گویا کہ آپ سے بات کرتا اور شیخ اس سے کہتا ہے کہ تم کو خدا تعالیٰ فلاں مکان میں رزق دے گا۔ پھر وہ آپ کے سامنے سے چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس طرح آخری وحشی پرندہ آیا۔ جب کوئی آپ کے پاس باقی نہ رہا۔ تو میں نے کہا اے میرے سردار یہ کیا ہے۔ آپ نے مجھ سے کہا کہ اے شعیب یہ وحشی اور پرندے جمع ہو کر میرے پاس قحط سے سخت بھوک کی شکایت کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم بلا و مغرب کے سوا اور زمین میں رہنا پسند نہیں کرتے اس لیے کہ ان کو میرے پڑوس میں رہنے کی محبت ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے رزقوں کی اطلاع دی ہے۔ جس وقت اور جہاں ان کو ملے گا۔ سو میں نے ان کو اس کی خبر دی ہے۔ اب وہ اپنے رزقوں کی طرف چلے گئے ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو البقا عیسیٰ بن موسیٰ بن عبادہ بن نزاد تلمسانی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ پیشواء ابو محمد صالح بن دیر جان وکالی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ پیشواء ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے بعض دوست ہمارے شیخ ابو یعزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ان دنوں میں آئے کہ مغرب میں قحط پڑا ہوا تھا۔ ان سے کہا کہ میری ایک زمین ہے جس کے رزق سے میں اور میرا عیال کھاتا ہے۔ لیکن وہاں قحط پڑ گیا ہے تب شیخ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے اس کی زمین کی طرف آئے۔ اس میں چلے اور اس سے اس کی حد دریافت کرنے لگے وہ کہتا تھا کہ یہاں تک ہے۔ حتی کہ اس کے آخر تک پہنچا پھر اسی کی زمین میں خاص کر بارش ہو گئی یہاں

تک کہ سیراب ہو گئی اور بارش اس سے آگے نہ بڑھی۔ اس کے سوا اس کے قریب کی اور کھیتی آباد نہ ہوئی۔

راوی کہتا ہے کہ جب مغرب میں قحط پڑتا تو آپ عید گاہ کی طرف آتے بارش مانگتے اور سجدہ کرتے آپ سجدہ سے سر کو جب تک بارش سے تر نہ ہوتے نہ اٹھاتے۔ لوگ شہر کی طرف پانی میں چلتے ہوئے آئے۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرگنہ فاس کے ایک گاؤں اعتب میں رہتے تھے اور اسی کو وطن بنایا۔ یہاں تک کہ اس میں فوت ہوئے ان کی عمر بڑی ہو گئی وہیں ان کی قبر ہے۔ جو کہ زیارت گاہ ہے۔ اہل مغرب نے آپ کا لقب بدرو رکھا ہوا تھا اور اس کے معنے ان کے نزدیک بڑے باپ کے ہیں۔ یہ لقب اس لیے دیا کہ ان کی شان ان کے نزدیک بڑھی ہوئی تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج بن ٭علی مظفری فاسی نے کہا خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ بستانی فاسی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ بزرگ عارف ابو حفص عمر بن ابی معمر ضہاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے بعض دوست شیخ ابو ٭عزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ ان سے بغداد کی طرف جانے کی اجازت چاہتے تھے۔ آپ نے ان سے کہا کہ جب تم بغداد میں آؤ تو تم سے وہاں ایک ایسے مرد کی زیارت فوت نہ ہو۔ جو کہ شریف عجمی ہے۔ اس کا نام عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ جب تو ان کو دیکھے تو میرا اسلام کہنا اور میرے لیے ان سے دعا چاہنا۔ ان سے یہ کہنا کہ ابو ٭عزی کو اپنے دل سے نہ بھلانا کیونکہ میں نے واللہ تمام عجم میں اس جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑ اور عراق میں اس جیسا ہرگز نہ دیکھے گا۔ بیشک اس کی وجہ سے مشرق مغرب پر فضیلت رکھتا ہے۔ اس کے علم و نسب نے اور اولیاء پر اس کو واضح طور پر بہت سے فضیلت دی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ عدی بن مسافر اموی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ مشہورین مشائخ اور بڑے عارفین مذکورین بڑے مقربین محبوبین میں سے تھے۔ صاحب کرامات واضحہ افعال خارقہ بلند مقامات احوال نفیسہ حقائق روشنہ معارف جلیلہ اشارات لطیفہ بلند ہمت معانی نورانیہ تھے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کے لیے خدا تعالیٰ نے اسباب آئندہ کو خرق کیا اور موجودات کو ان کے لیے بدلا دیا۔ ان کے ہاتھوں نے عجائبات ظاہر کیے۔ دلوں کو ان کے لیے ذلیل کیا۔ ان کو وجود تصرف دیا۔ سینوں میں ان کی پوری ہیبت اور آنکھوں میں اچھی وجاہت ڈال دی۔ ان کو حجت و پیشواء قائم کیا۔ وہ اس طریق کے ایک رکن اور اس طریقہ کے بڑے عالم زاہدین محققین کے صدر ہیں۔ انہوں نے بلا شبہ مجاہدہ اور شروع احوال میں وہ طور پایا۔ جس کی چڑھائی مشکل جس پر تیر پھینکنا بعید جس کا پانا مشکل ہے۔ بہت سے مشائخ پر ان کا سا سلوک مشکل ہوا ہے۔

شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا ذکر فرماتے اور بہت تعریف کرتے تھے۔ ان کی سلطنت کی گواہی دیتے اور یہ فرماتے کہ اگر نبوت مجاہدہ سے مل سکتی تو بے شک اس کو عدی بن مسافر پا لیتے۔

بیشک ہم کو خبر دی ابو العفاف موسیٰ بن شیخ ابو المعالی عثمان بن بقائی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو اسحاق ابراہیم بن محمود بعلبکی مقری نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابو محمد عبداللہ بطائحی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مقام لالش میں پانچ سال تک نماز پڑھی ہے۔ ان کے پاس پانچ سال تک رہا ہوں۔ ان کا یہ حال تھا کہ جب سجدہ میں ہوتے تھے۔ تو ان کے سر کے مغز میں سخت مجاہدہ کی وجہ سے ایک ایسی آواز آتی تھی۔ جیسے خشک کدو سے کنکروں کی آواز آتی ہے۔

شروع میں یہ حال تھا کہ غاروں' پہاڑوں' جنگلوں میں تنہا رہتے اور سفر کرتے تھے۔ اپنے نفس پر طرح طرح کے مجاہدے مدت تک جاری رکھے۔ سانپ کیڑے پرندے وہاں آپ سے محبت کرتے تھے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جو بلاد مشرق میں مریدین صادقین کی تربیت کے لیے صدر نشین بن کر بیٹھے تھے۔ ان تک ان کی تربیت منتہی ہوئی۔ ان کے لیے ان کے احوال کے مشکلات کھلے بعض اولیاء اللہ ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ ان کی صحبت میں بہت سے فخریہ احوال والوں نے تخریج کی بہت سے صلحاء ان کی طرف منسوب ہوئے۔ چاروں طرف سے لوگ ان کی زیارت کا قصد کر کے آتے تھے۔

ان کے زمانہ میں ان کی بزرگی اور ان کے مرتبے کے اقرار پر مشائخ وغیرہ نے اجماع کیا ہے۔

اور وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے تاج العارفین ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا ہے بحالیکہ آپ جوان تھے۔ اہل طریق کی زبان پر ان کا کلام بلند تھا۔

اور اس کتاب میں ان کا کچھ ذکر پہلے گزر چکا اور اس میں سے یہ ہے کہ تیرے لینے اور چھوڑنے کی ابتداء اللہ عزوجل سے خالی نہ ہو۔ پھر اگر اس کے ساتھ ہے تو وہ دینے میں تجھ سے شروع کرے گا اور اگر اس کے لیے ہے تو اس سے اس کے امر سے رزق مانگ اور جس میں مخلوق ہو تو اس سے ڈر پھر جب تو ان کے ساتھ ہو گا تو وہ تجھے بندہ بنا کر رہیں گے۔

اور تو جب اللہ عزوجل کے ساتھ ہو گا تو وہ تیری حفاظت کرے گا اور جب تو اسباب کے ساتھ ہے تو پھر اپنا رزق زمین سے طلب کر۔ کیونکہ تجھ کو آسمان سے ہرگز نہ دیا جائے گا اور جب تو ایمان کے ساتھ ہے تو اس کو آسمان سے طلب کر کیونکہ پھر تجھے زمین سے نہیں دیا جائے گا۔

اور جب تو توکل کے ساتھ ہے۔ پھر تو اپنی ہمت سے طلب کیا۔ تو وہ تجھے ہر گز نہ دے گا ور اگر تو نے اپنی ہمت کو دور کر دیا تو وہ تجھے دے گا۔ جب تو اللہ عزوجل کے ساتھ کھڑا ہے تو تمام موجودات کے مکان تیرے لیے خالی ہوں گے۔ تو قبضہ میں فانی ہو گا اور تمام موجودات تجھ میں ہوں گے اور تیرے لیے۔

شیخ و مرید

شیخ وہ ہے کہ جو تجھ کو اپنی موجودگی میں جمع کرے اور اپنے غائب ہونے کی حالت میں تیری حفاظت کرے۔ اپنے اخلاق سے تجھے مہذب بنائے اپنی روشوں سے تجھے ادب سکھائے۔ تیرے باطن کو اپنی نورانیت سے منور کر دے۔

مرید وہ ہے کہ جس کا دل فقراء کے ساتھ محبت و خوشی سے صوفیوں کے ساتھ ادب و ارتباط سے مشائخ کے ساتھ خدمت کرنے اور رشک سے عارفین کے ساتھ تواضع و انکساری سے منور ہو۔

حسن خلق

حسن خلق ہر شخص کا وہ معاملہ ہے جو اس کو مانوس بنائے نہ وحشی۔ پھر علماء کے ساتھ تو اس طرح کہ ان کی باتیں کان لگا کر اور محتاج بن کر سنے۔ عارفین کے ساتھ بتواضع اہل معرفت کے ساتھ سکون و انتظار سے اہل مقامات کے ساتھ توحید و انکسار سے پیش آئے۔

جس شخص نے علم پیر میں بغیر اس کی حقیقت کے بیان کرنے کے کلام

ہی پر کفایت کی تو وہ منقطع ہوا۔

جس شخص نے عبادت پر بغیر فقہ کے کفایت کی تو وہ نکل گیا اور جس نے فقہ پر بغیر پرہیزگاری کے کفایت کی وہ دھوکہ میں پڑا۔

جو شخص اپنے واجبی احکام کو بجالاتا رہے تو وہ نجات پائے گا۔

ان کا کلام باری تعالیٰ کی توحید میں یہ ہے۔

اس کی ماہیت کہنے میں نہیں آتی اس کی کیفیت دل میں نہیں گزرتی وہ امثال و اشکال سے بلند ہے۔ اس کی صفات اس کی ذات کی طرح قدیم ہیں۔ وہ اپنی صفات میں جسم نہیں۔

وہ اس سے برتر ہے کہ اس کو اس کی مخلوقات سے تشبیہ دی جائے یا اس کو اس کی نوپیدا چیزوں کی طرف نسبت کیا جائے۔ اس کی مثل کوئی نہیں۔ وہ سمیع بصیر ہے۔

اس کی زمین اور اس کے آسمانوں میں اس کا نہ کوئی ہم نام ہے۔ نہ اس کے حکم و ارادہ میں کوئی اس کا ہمسر ہے۔ عقلوں پر یہ بات حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کا مثل بنایا جائے۔

اور وہموں پر اس کو محدود کر دینا ظنوں پر اس کا قطع کر دینا۔ دلوں پر اس کی دور اندیشی نفوس پر اس کی تفکر فکر پر اس کا احاطہ عقلوں پر اس کا تصور بغیر اس کے کہ اس نے اپنی کتاب عزیز یا اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان کی تعریف کی ہے حرام ہے۔

ہمارے اس طریقہ پر چلنے والے کے لیے یہ بات واجب ہے کہ وہ جھوٹے دعووں کو ترک کر دے۔

شیخ کا حیرت انگیز واقعہ

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسین بن محمد موصلی نے کہا خبر

دی ہم کو شیخ ابو المفاخر عدی بن الشیخ ابوالبرکات بن صخر بن مسافراموی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ نیک ابو اسرائیل یعقوب بن عبدالمقتدر بن احمد حمیدی اربلی سیاہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ تین سال تک تنہا کوہکار و لبنان و عراق و عجم کے پہاڑوں پر پھرتا رہا جب حالات مجھ پر آتے تھے۔ تب تو اپنے منہ کے بل گر پڑتا تھا پھر مجھ پر ہوائیں چلتی تھیں۔ یہاں تک کہ مجھ پر میل کی ایک جلدی معلوم ہوتی تھی۔ میرے پاس بھیڑیا آیا اور میری طرف ہنسی ۔ ے دیکھنے لگا۔ میرے تمام جلد کو چاٹنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کو کھجور کے گابھے (گودے) کی طرح کر دیا اور چل دیا مجھ کو تعجب معلوم ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ میرے پاس آیا اور میری طرف غصہ سے ترچھی نگاہ سے دیکھنے لگا مجھ پر پیشاب کر گیا۔ تب میں پانی کے چشمہ پر آیا اور اس میں غسل کیا جنگل کے درمیان پہاڑوں میں ایک قبہ میں داخل ہوا۔ مجھ میں اور لوگوں میں دس روز کی راہ تھی نہ کوئی شے نظر آتی تھی اور نہ کسی کو دیکھتا تھا۔

میں نے کہا کہ کاش اللہ تعالیٰ میرے لیے بعض عارفین کو قابو کرے ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ عدی بن مسافر میرے پاس ہیں۔ مجھے انہوں نے سلام نہ کہا۔ تب میں ان کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ انہوں نے مجھ کو سلام کیوں نہ کہا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم ایسے شخص پر مرحبا نہیں کہتے جس پر کہ بھیڑیے بول کرتے ہوں۔

پھر مجھ سے تمام وہ حالات بیان کیے جو مجھ کو سفر میں پیش آتے تھے اور جو میرے دل میں باتیں آتی رہی تھیں۔ ہر بات جو میرے دل میں کھٹکتی تھی اور میرے دل میں چبھتی تھی۔ ان کا ایک ایک واقعہ بیان کیا حتیٰ کہ بعض وہ باتیں بیان کیں کہ جن کو میں بھول گیا تھا۔

پھر میں نے کہا اے میرے سردار میں چاہتا ہوں کہ اس قبہ میں قطع تعلق کر کے بیٹھ رہوں اور میرے پاس ایک چشمہ پانی کا ہو۔ جس سے پانی پیا کروں اور کچھ کھانے کو ہو تو کھا لیا کروں۔ آپ دو پتھروں کی طرف کھڑے ہوئے جو کہ اس قبہ میں تھے۔ ان میں سے ایک کو پاؤں کی ایڑی ماری تو اس سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ جو کہ نیل کے دریا کا تھا۔ دوسرے کو ایک ایڑھی ماری تو اسی وقت اس میں ایک انار کا درخت نکل آیا اس سے آپ نے کہا کہ اے درخت میں عدی بن مسافر ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک دن میٹھا انار اور دوسرے دن کھٹا ہو جا۔ مجھ سے کہا کہ اے ابو اسرائیل تم یہاں رہو۔ اس درخت سے کھایا کرو اور اس چشمہ سے پیا کرو جب تیرا ارادہ کرے تو میرا نام لینا میں تمہارے پاس آ جاؤں گا۔

میں وہاں پر کئی سال تک رہا۔ اس درخت پر سے ایک دن میٹھا انار اور ایک دن کھٹا انار کھایا کرتا تھا۔ دنیا کے عمدہ سے عمدہ اناروں میں سے تھا اور میں نے جب کبھی ان کو یاد کیا تو فوراً اپنے پاس ان کو حاضر پایا۔ ان کے غائب رہنے کے زمانہ میں جو میرے دل میں باتیں گزرتی تھیں وہ سب بیان کر دیتے تھے۔

پھر کئی سال کے بعد ان کی خدمت میں موضع لالش میں آیا اور ایک رات ان کے پاس رہا۔ مجھ کو ان کے سانسوں نے جلا دیا اور چالیس دن تک میں ہر دن ٹھنڈا پانی اپنے اوپر ڈالتا تھا۔ اپنے اندر ان کے سانسوں کی ہیبت کی وجہ سے سخت آگ محسوس کرتا تھا۔

میں نے آپ کو ایک دفعہ عبادان کے سفر کے لیے الوداع کیا تو مجھ سے فرمایا کہ اگر تو کسی درندے کو دیکھے اور ڈرے۔ تو اس سے کہہ دیجیو کہ تجھ کو عدی بن مسافر کہتے ہیں کہ چلا جا اور مجھ کو چھوڑ جا اور جب سمندر کی موج کا خوف ہو تو کہہ دیا کر اے متلاطم موجو تم کو عدی بن مسافر کہتا ہے ٹھہر جاؤ۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر جب میں کسی وحشی شیر وغیرہ سے ملتا تو اس سے کہتا کہ تجھ کو عدی بن مسافر کہتا ہے کہ چلا جا اور مجھے چھوڑ جا۔ تب وہ سر نیچا کر لیتا اور جب کبھی سمندر ہم پر جوش میں آتا اور ہم غرق ہو جانے کو ہوتے تو میں کہتا اے متلاطم موجو تم سے شیخ عدی بن مسافر کہتے ہیں کہ ٹھہر جاؤ۔ پھر میرا کلام پورا ابھی نہ ہوتا کہ ہوا ٹھہر جاتی اور سمندر ساکن ہو جاتا اور اس طرح ہوتا جیسے مرغے کی آنکھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک لمحہ میں قرآن کا حافظ ہونا

اور خادم شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسناد سے یہ ہے کہ کہا میں نے شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سال تک کی۔ میں نے ان کی خارقات اپنے بارے میں مشاہدہ کیے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ ایک دن اپنے ہاتھوں پر گرم پانی ڈالتا تھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ کیا کرتا ہے میں نے کہا کہ قرآن مجید کی تلاوت کا ارادہ کرتا ہوں۔ کیونکہ میں اس میں سے سوا سورہ فاتحہ اور اخلاص کے اور کوئی سورت یاد نہیں رکھتا۔ اس کا حفظ کرنا مجھ پر بہت مشکل ہے۔

تب انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا۔ تو میں نے اسی وقت تمام قرآن حفظ کرلیا اور میں ان کے پاس سے نکلا تو اس کو پورا پڑھتا تھا اس میں سے مجھ پر کوئی آیت بھی مشتبہ نہ تھی۔ میں اب تک اس کو پڑھنے میں اور لوگوں سے عمدہ پڑھتا ہوں اور اس کے درس پر زیادہ قادر ہوں۔

مجھ کو انہوں نے ایک دن فرمایا کہ تم بحر محیط کے چھٹے جزیرے میں جاؤ وہاں ایک مسجد پاؤ گے۔ اس میں داخل ہو جانا۔ وہاں ایک شیخ پاؤ گے اس سے کہہ دینا کہ تجھے شیخ عدی بن مسافر کہتے ہیں کہ اعتراض کرنے سے ڈر اور

اپنے نفس کے لیے کوئی ایسا امر نہ اختیار کر کہ جس میں تیرا کوئی ارادہ ہو۔

میں نے ان سے کہا کہ اے میرے سردار بھلا میں کہاں بحر محیط پہنچ سکتا ہوں۔ انہوں نے میرے کندھوں میں ہاتھوں مارا۔ حالانکہ لالش کے حجرہ میں تھا کہ دریا دیکھتا ہوں کہ بحر محیط کے جزیرے میں ہوں۔ مجھے معلوم نہ ہوا کہ کیسے آیا ہوں۔ میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک شیخ بارعب کسی فکر میں بیٹھے ہیں۔ میں نے ان کو سلام کہا اور شیخ کا پیغام پہنچا دیا۔ پھر وہ رو پڑے اور کہا کہ خداوند جزاء خیر دے میں نے کہا اے میرے سردار یہ کیا بات تھی۔ انہوں نے کہا کہ اے میرے فرزند اس وقت سات خواص (اولیاء) میں سے ایک ولی حالت نزع میں ہیں میرے دل میں یہ ارادہ تھا کہ میں ان کی جگہ ہو جاؤں اور میرا خطرہ ابھی پورا نہ ہوا تھا کہ تم آ گئے ایسے وقت میں کہ میں یہی سوچ رہا تھا۔ پھر میں نے کہا کہ اے میرے سردار میں کوہکار تک کیسے پہنچوں گا۔ تب انہوں نے میرے کندھوں پر ہاتھ مار کر مجھے دھکیل دیا۔ میں نے دیکھا تو پھر شیخ عدی بن مسافر کے حجرہ میں ہوں۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ وہ دس خواص میں سے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن شیخ سے عرض کیا کہ اے میرے سردار کچھ مجھے غیب کی چیزیں دکھایئے آپ نے مجھے ایک رومال دیا اور فرمایا کہ اس کو اپنے چہرہ پر رکھ لے میں نے اس کو رکھ لیا۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ اس کو اٹھا لے میں نے اٹھا لیا۔ تو میں نے فرشتوں کو دیکھا جو کہ کاتب ہیں۔ میں نے ان کی تحریر اور مخلوق کے تمام اعمال کو دیکھا۔ پھر میں اس حالت میں تین دن تک رہا جس سے میری طبیعت مکدر ہو گئی۔ پھر میں نے اس حالت سے فریاد کی تو آپ نے پھر وہی رومال میرے چہرہ پر رکھ دیا۔ پھر اس کو اٹھا لیا وہ تمام مجھ سے چھپ گیا۔

آپ نے مجھ کو ایک دن وہ مرغا بتلایا جو کہ نمازوں کے وقت عرش کے

نیچے اذان دیتا ہے۔ میں نے کہا اے میرے سردار مجھ کو اس کی آواز سنا دیں۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب آ جاؤ اور اپنے کان کو میرے کان کے پاس رکھ دے۔ میں نے ایسا کیا تو مرغے کی آواز سنی۔ جس سے مجھے تھوڑی دیر تک غشی آ گئی۔

ایک دن شیخ عقیل منجبنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میرے لیے ذکر کیا اور ان کے ذکر میں طول دیا میں نے کہا اے میرے سردار کیا آپ انکو مجھے دکھا سکتے ہیں۔ پھر آپ نے مجھے ایک آئینہ دیا اور حکم دیا کہ اس میں دیکھو میں نے اس میں اپنی شکل دیکھی پھر وہ مجھ سے چھپ گئی۔ اور میرے سامنے ایک شیخ ظاہر ہوئے کہ جن کو میں دیکھتا تھا اور ان کے چہرہ میں سے کوئی چیز بھی مجھ پر مخفی نہ رہی تھی۔ پھر مجھ سے شیخ عدی نے فرمایا کہ ادب کر کیونکہ یہ شیخ عقیل ہیں اور دیر تک میں اسی طرح دیکھتا رہا پھر مجھ سے وہ چھپ گئے اور میرے سامنے ایک اور شخص بھی ظاہر ہوا وہ شیخ شرف الدین ابو الفضائل عدی بن مسافر بن اسماعیل بن موسیٰ بن مروان بن الحکم بن مروان اموی تھے جن کی اصل حوران میں سے ہے۔ آپ ہکار پہاڑ پر رہتے تھے۔ اور لائش کو وطن بنایا۔ یہاں تک کہ اس میں 508ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی عمر بڑی تھی اور لائش کے حجرہ میں دفن کیے گئے۔ جو ان کی طرف منسوب ہے۔ ان کی قبر وہیں ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

وہ فقیہ عالم فصیح ظریف متواضع حسن اخلاق تھے اور باوجود اس کے پاکیزہ رو اور بڑے باہیبت تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو عبداللہ محمد بن کامل حسینی بیانی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو محمد شادر شیسی محلی سے وہاں پر کہتے تھے کہ خلیفہ نے بغداد میں ولیمہ کی دعوت کی اور اس میں عراق کے مشائخ و علماء کو دعوت دی۔ وہ سب حاضر ہوئے مگر شیخ عبدالقادر' شیخ عدی بن مسافر' شیخ احمد رفاعی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ حاضر نہ ہوئے اور جب لوگ واپس ہوئے تو وزیر نے کہا کہ شیخ عبدالقادر، شیخ عدی بن مسافر شیخ احمد حاضر نہیں ہوئے۔ خلیفہ نے کہا گویا کہ کسی کو طلبی نہیں پہنچی۔ پھر اپنے دربان کو حکم دیا کہ شیخ عبدالقادر کی طرف جائے اور ان کو بلائے اور کوہ ہکار اور ام عبیدہ کی طرف جائے کہ شیخ عدی اور شیخ احمد کو لائے۔

راوی کہتا ہے کہ پہلے اس سے کہ دربان خلیفہ کی مجلس سے اٹھے اور پہلے اس سے کہ وہ خط لکھے فرمایا کہ اے شادر تم اس مسجد کی طرف جاؤ کہ جو باب حلبہ میں ہے۔ وہاں پر شیخ عدی کو پاؤ گے۔ ان کے ساتھ دو آدمی اور ہوں گے ان کو میری طرف بلا لا۔ پھر مقبرہ شونیزی کی طرف جانا وہاں پر شیخ احمد رفاعی کو پاؤ گے اور ان کے ساتھ دو اور آدمی ہوں گے۔ ان کو بھی میری طرف بلا لانا۔

وہ کہتا ہے کہ میں اس مسجد کی طرف کہ ظاہر حلبہ میں تھی گیا تو وہاں شیخ عدی کو پایا اور ان کے ساتھ دو شخص تھے۔ میں نے کہا اے میرے سردار شیخ عبدالقادر کے حکم کو مانو۔ انہوں نے کہا بسرو چشم وہ سب کھڑے ہو گئے اور میں ان کے ساتھ ہو لیا تو مجھ کو شیخ عدی نے فرمایا اے شادر کیا شیخ احمد کی طرف نہیں جاتا جب کہ تجھ کو شیخ نے حکم دیا ہے۔ میں نے کہا ہاں جاتا ہوں۔ پھر میں مقبرہ شونیزی کی طرف آیا تو وہاں پر شیخ احمد کو پایا اور ان کے ساتھ دو اور شخص تھے۔ میں نے کہا اے میرے سردار شیخ عبدالقادر کے حکم کا مانا۔ انہوں نے کہا بسرو چشم وہ کھڑے ہوئے اور مغرب کے وقت دونوں شیخ شیخ عبدالقادر کی رباط میں جمع ہو گئے۔ تب شیخ ان کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان سے ملے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ خلیفہ کا دربان شیخ کی طرف آیا اور ان دونوں کو آپ کی خدمت میں پایا دربان خلیفہ کی طرف جلدی دوڑا اور جا کر خلیفہ کو اطلاع دی کہ تینوں حضرات ایک جگہ جمع ہیں۔ پھر خلیفہ نے شیخ کی

طرف اپنے ہاتھ سے عریضہ لکھا کہ میں نے تشریف لانے کی درخواست تھی اور ان کی خدمت میں اپنے صاحبزادہ اور دربان کو بھیجا انہوں نے دعوت قبول کی اور تشریف لے گئے۔ شیخ نے مجھ کو بھی اپنے ساتھ جانے کا حکم دیا اور جب ہم نہر کے کنارے پر پہنچے تو اتفاقاً" شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں پر ملے اور یہ مشائخ ان سے ملے وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیے پھر وہ ہم کو ایک مکان میں لایا اور دیکھا کہ خلیفہ وہاں پر کھڑا ہے۔ اور کمر بندھی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ دو خادم ہیں اور گھر میں اس کے سوا اور کوئی نہیں پھر خلیفہ ان سے ملا اور ان سے عرض کیا کہ اے سردار ان بے شک بادشاہ جب رعایا پر گزرتے ہیں۔ تو وہ ان کے لیے ریشمی کپڑا بچھاتے ہیں۔ تاکہ وہ اس پر چل کر آئیں۔ خلیفہ نے ان کے لیے اپنا دامن بچھایا اور ان حضرات سے درخواست کی اس پر چل کر تشریف لائیں۔ تب ان حضرات نے ایسا ہی کیا خلیفہ ہم کو دسترخوان کی طرف لے گیا۔ جو تیار کیا گیا تھا۔ پھر سب بیٹھے اور سب نے کھانا کھایا۔ ہم نے بھی ان کے ساتھ کھایا۔

پھر وہ نکلے اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت کو آئے وہ رات بڑی اندھیری تھی شیخ عبدالقادر جب پتھر یا لکڑی یا دیوار یا قبر پر سے گزرتے تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے۔ پھر وہ اس طرح روشن ہوتے۔ جیسے چاند روشن ہے۔ اسی کے نور میں چلتے یہاں تک کہ وہ روشنی ختم ہوتی۔ پھر شیخ اور شے کی طرف اشارہ کرتے۔ تو وہ روشن ہو جاتی۔ اس طرح نور میں چلتے رہے ان میں کوئی ایسا نہ تھا کہ شیخ عبدالقادر سے بڑھے۔ یہاں تک کہ امام احمد کی قبر پر آئے پھر چاروں شیخ زیارت کرتے تھے۔ ہم دروازہ پر کھڑے رہے یہاں تک کہ یہ تمام حضرات باہر نکلے اور جب ان سب نے جدا ہونے کا ارادہ کیا۔ تو شیخ عدی نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے آپ وصیت کریں آپ نے فرمایا کہ میں تم کو کتاب و سنت پر

عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر سب جدا ہو گئے۔

خبر دی ہم کو شیخ شمس الدین ابو عبداللہ مقدسی نے کہا کہ میں نے دو شیخوں ابو القاسم ہبتہ اللہ بن منصوری اور ابو الحسن علی نانبائی بغدادیوں سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم نے شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزاز سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ پھر مجھے ان کی زیارت کا شوق ہوا اور شیخ سے ان کی زیارت کی اجازت مانگی آپ نے مجھے اجازت دی۔ تب میں نے سفر کیا۔ یہاں تک کہ میں کوہ ہکار کی طرف آیا تو ان کو لالش میں اپنے حجرہ کا دروازہ پر کھڑا پایا۔ انہوں نے فرمایا اے عمر مرحبا۔ اے عمر تو سمندر کو چھوڑ کر نالی کی طرف آیا ہے۔ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زمانہ کے تمام اولیاء کی باگوں کے مالک اور تمام محبین کی سواریوں کے ہانکنے والے ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین و رحمنا بہم عنہ و کرمہ۔

شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور مشہور عارفین و آئمہ محققین میں سے ہیں۔ کرامات ظاہرہ افعال خارقہ' احوال جلیلہ مقامات روشنہ ہمت عالیہ اوصاف شریفہ اخلاق پسندیدہ صاحب فتح روشن و کشف چمکنے والے تھے۔ معارف میں ان کے بڑے درجے اور حقائق میں اشارات لطیفہ تھے۔ بلندیوں میں طور بلند تھا۔ قرب میں محل محمود تھا۔ وصل سے چشمہ شیریں' تصریف میں فراخ ہاتھ تمکین میں ان کے فراخ باع تھے۔

وہ اس طریقہ کے ایک رکن۔ اس کے علماء کے نشان۔ اس کے سرداروں کے صدر۔ علم عمل حال زہد تحقیق میں ہیں۔ وہ ان میں سے ایک

ہیں جن کی نسبت تثلیث کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مشائخ کا مادر زاد اندھوں اور مبروص کو اچھا کرنا

چ

وہ ان چاروں میں سے ہیں کہ جن کو مشائخ عراق بربوہ کہتے ہیں۔ اس معنی سے کہ وہ مادر زاد اندھوں اور ابرص کو اچھا کرتے تھے۔ وہ یہ ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلی شیخ علی بن الہیتی، شیخ بقا بن بطو، شیخ ابو سعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یہ وہ بات ہے کہ جس کی ہم خبر کو خبر دی ابوالفتوح عبدالحمید بن معالی صرصری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ علی نانبائی نے کہا میں نے دو عمروں کیمانی اور بزاز سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم نے صدر اول کے مشہور مشائخ کو پایا کہ شیخ عبدالقادر، شیخ علی بن الہیتی، شیخ بقا بن بطو شیخ ابو سعد قیلوی کو براۃ کہتے تھے۔ یعنی یہ حضرات مادر زاد اندھے اور ابرص کو اچھے کرتے تھے۔

ابو الفرج صرصری کہتے ہیں، کہ شیخ محمد درزی بغدادی مشہور بواعظ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ علی خباز کے پاس بیٹھے تھے جبکہ انہوں نے یہ بات کہی ہے اور وہ بہرے ہو گئے تھے۔ پھر انہوں نے ایک شخص سے جو ان کے قریب تھا۔ پوچھا کہ شیخ نے کیا کہا اس شخص نے ان کو دوہرا دیا۔ تب واعظ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ خداوندا ان مشائخ کی حرمت سے میرے کان درست کر دے۔ پھر اسی وقت ان کا بہرہ پن جاتا رہا۔ حتیٰ کہ دو مردوں کی سرگوشی کی بات بھی سننے لگے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو بہرہ دیکھا تھا اور پھر میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سرگوشی سن لیا کرتے تھے۔

اور شیخ علی بن الہیتی کے پاس دو خرقے تھے کہ جن کو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوبکر بن ہوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیئے تھے۔

وہ بیدار ہوئے تھے تو ان خرقوں کو اپنے اوپر پایا۔ وہ ایک کپڑا اور ایک چادر تھی۔ ابن ھوار نے وہ دونوں خرقے اپنے مرید شیخ ابو محمد شبنکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے۔ تاج العارفین نے وہ اپنے مرید شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے اور ابن الہیتی نے وہ اپنے مرید شیخ علی بن ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے پھر وہ گم ہو گئے۔

اور شیخ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شیخ ہیں کہ جن کو یہ خطاب ہوا تھا کہ اے میرے ملک تم میرے ملک میں تصرف کرو اور ان سے یہ مشہور ہوا ہے کہ ان پر اسی سال گزرے کہ نہ ان کو خلوت تھی نہ تنہائی بلکہ فقراء کے درمیان سوتے تھے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا ہے اور مخلوق کے دلوں میں ان کی بڑی مقبولیت پیدا کر دی تھی۔ لوگوں کے سینوں میں ان کی ہیبت ڈال دی تھی اور دلوں میں ان کی محبت۔ اُن کو غائب چیزوں کے ساتھ گویا کیا ان کے لیے خرق عادات کر دیا۔ ان کو حجت و پیشواء بنایا شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے اور ان کو دوست رکھتے۔ ان کی عزت و احترام کرتے۔ ان کی شان کو بڑھاتے تھے۔

اور فرماتے کہ بغداد میں جو اولیاء عالم الغیب و الشہادۃ سے آتے ہیں وہ ہماری ضیافت میں ہوتے ہیں اور ہم شیخ علی بن الہیتی کی ضیافت میں ہیں۔

اور فرمایا کہ علی بن الہیتی کے دل کی بستگی ایسے وقت کشادہ ہوئی کہ ان کی عمر سات سال کی تھی اور ہم کو نہیں معلوم کہ شیخ محی الدین عبدالقادر کے زمانہ کے مشائخ میں سے شیخ علی بن ہیتی سے بڑھ کر کسی کو اتنی محبت یا اکثر آمدورفت اور خدمت گزاری شیخ موصوف کی جناب میں ہو۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب دادی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ ابو الحسن نانبائی

سے کہا کہ میں نے ابو الحسن جو سقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب میرے سردار عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے لیے ہر طویلہ میں ایک نر گھوڑا ہے۔ جس سے کوئی لڑ نہیں سکتا۔ میں حاضر تھا اور سن رہا تھا۔ تب ان کو میرے سردار شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے میرے سردار میں اور میرے تمام یار آپ کے غلام ہیں اور شیخ علی بن الہیتی کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر کسی اور مشائخ عراق کو فتوحات نہ ہوتی تھی۔ ہر ایک شہر میں سے ان کے لیے نذرانے آتے تھے اور مشائخ عراق کی طرف ہر روز بقدر معلوم نذرانہ آتا تھا اور شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کو پوری نیاز نہ آتی تھی۔

مریدین صادقین کی تربیت اور مشکلات احوال کے کشف اور منازلات موارد نہر الملک کے اعمال اور اس کے متعلقات میں اس شان کی ریاست ان تک منتہی ہوئی۔ ان کی صحبت میں کئی بڑے بڑے اکابر نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ پیشواء ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک جماعت کثیرہ جو صاحبان احوال فاخرہ تھی۔ ان کی مرید ہوئی ان کی طرف مخلوق کی ایک امت منسوب ہوئی ہے۔ مشائخ و علماء نے ان کی بزرگی و احترام پر اجماع کیا ہے۔ ان کے شیخ تاج العارفین ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ ان کو ایک طاقیہ (چادر) دے کر شیخ جاگیر کی طرف بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ ان کے سر پر رکھ دینا ان کو اپنے قائم مقام بنایا۔

شریعت و حقیقت

ان کا زبان محققین پر عالی نفیس کلام تھا۔ اس میں سے ایک یہ کہ شریعت وہ ہے کہ جس کے ساتھ تکلیف آتی ہو اور حقیقت یہ وہ ہے کہ جس

سے تعریف حاصل ہو پس شریعت کی تائید حقیقت سے ہوتی ہے اور حقیقت شریعت کے ساتھ مقید ہے۔

شریعت اللہ عزوجل کے لیے افعال کا وجود اور علم کے شروط پر انبیاء کے ذریعہ سے قیام کا نام ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شہود احوال ہو۔ اور غلبات حکم کو تقریر سے مانا ہو نہ بالواسطہ۔ جب تک تمیز باقی ہے۔ تکلیف متوجہ رہے گی۔

صحت حال کی علامت یہ ہے کہ اس کا صاحب جب تک کہ اوقات ہوش میں مغلوب ہے اپنے غلبہ کے احوال میں محفوظ ہو اور اپنے رب کے ساتھ وہ ہے کہ جو اس کے حقوق کو ثابت رکھے اس دوام شہود میں خالص ہو جائے۔

احوال بجلیوں کی طرح ہیں کہ جب نہ ہوں تو ان کا حاصل کرنا ممکن نہیں اور جب حاصل ہوں تو ان کا پورا لے لینا بھی غیر ممکن ہے۔ مگرہاں کسی شخص کے لیے بعض احوال غذا ہو جائیں۔ پھر اس کو خدا تعالیٰ اس سے پرورش کرے۔ پھر اس کا وہ وطن ہو جاتا ہے اور ٹھکانا۔

اور اللہ تعالیٰ اس سے بعید ہے کہ لوگ اس کو اپنی سمجھوں سے سمجھ لیں۔ یا اپنے علوم سے اس کو احاطہ کریں یا اس پر اپنی معرفتوں سے جھانکیں۔

جس شخص کو کسی امر کا کشف ہوتا ہے تو وہ اس کی قوت و ضعف و سستی کے موافق ہوتا ہے۔ اب جس شخص کو حقیقتاً کسی امر کا کشف ہوتا ہے یا تو وہ سوائے حق کے اور کچھ نہیں دیکھتا یا وجود حق کی وجہ سے اپنے مشاہدہ سے اچک لیا جاتا ہے۔ یا وہ حق الحق میں محو ہو جاتا ہے۔ یا وہ سلطان حقیقت کے ساتھ اس سے بالکل الگ کیا گیا ہو۔ یا جلال حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اس پر تجلی ہو اس کے آخر تک جس سے کوئی تعبیر کرنے والا تعبیر کرے یا اشارہ کرنے والا اشارہ کرے یا اس کی طرف علم منتہی ہو تو سوا اس کے نہیں

کہ وہ شواہد حق اور حق سے ہے اور جو کچھ مخلوق پر ظاہر ہوتا ہے وہ وہی ہے کہ جو مخلوق کے لائق ہے اور وہ حق کی وجہ سے ہے اور وہ تمام چیزیں کہ اس سے وصف کے ساتھ مخلوق تحقیق ہے۔ وہ احوال ہیں اور احوال اہل معرفت کی صفات میں سے ہیں مخلوق کو سوائے احوال کے مٹانے اور سکون سے احوال کی طرف ترقی کرنے کے اور کوئی طریق نہیں۔ احوال سے غیبت اور احوال سے تنقیہ ایک حال منجملہ احوال کے ہے۔

توحید معارف کے اوپر ہے۔ آپ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

ان رحت اطلبه لا ینقضی سفری اوجئت احضرت او حشت الحضر

اگر میں چلوں اور اس کو طلب کروں تو میرا سفر ختم ہو جائے گا۔ یا میں آؤں کہ اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں تو حضوری سے وحشی بنتا ہوں۔

فما اراه ولا ینفسک عن النظری وفی ضمیری ولا القاه فی عمری

پھر میں اس کو دیکھتا نہیں لیکن وہ میری نظر سے جدا نہیں ہوتا وہ میرے دل میں ہے اور عمر بھر میں اس سے ملتا نہیں۔

فلیتنی غبت عن حی بروئیة وعن فوادی ومن سمعی وعن بصری

پس کاش کہ میں سا کے دیکھنے سے اپنی حس اور دل کی آنکھ سے غائب ہو جاتا۔

شیخ علی ہیتی کا مقولہ

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن یحییٰ بن نجیم حورانی اور ابو حفص عمر بن مزاحم و نیسری نے کہا کہ میں نے شیخ علی بن ادریس یعقوبی سے سنا اور خبر دی ہم کو ابو محمد سالم بن علی میاطی صوفی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو حفص عمر یزیدی سے ان دونوں نے کہا کہ ہم نے اپنے شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ اگر کوئی سیاہ چیونٹی اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر کوہ کاف کے پرے چلے اور مجھے میرا رب اس کی بلا واسطہ خبر نہ دے اور مجھے اطلاع نہ دے علانیہ طور پر تو ضرور میرا پتہ پھٹ جائے۔

اور یہ دونوں صاحب کہتے ہیں کہ شیخ موصوف ایک دفعہ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور ایک شہر کی طرف جو کہ نہر الملک کے علاقہ میں تھا۔ تشریف لائے وہاں کے کسی شخص کے پاس اترے تو اس شخص نے آپ کے واسطے ایک بڑی مجلس قائم کی شیخ نے اس کو فرمایا کہ اس مرغی کو ذبح کرو جو کہ آپ کے سامنے موجود تھی۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر ان کے پیٹوں سے سونے کے دانے نکلے وہ شخص حیران ہو گیا اور اس کی بہن کا ایک عنبریہ (ہار) سونے کا تھا۔ جو ٹوٹ گیا تھا۔ اس کو اس کا پتہ نہ لگا تھا۔ مرغیوں نے اس کے دانے چن لیے تھے۔ اس کو اس نے گم کر دیا تھا اور گھر والوں نے گمان کیا تھا کہ کچھ بات ہوئی ہے۔ انہوں نے اس کے قتل کا ارادہ اس رات کر لیا تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمہاری بہن کے معاملہ کی اطلاع دی ہے اور اس کی بھی جو تمہارے دلوں میں ہے اور جو کچھ ان مرغیوں کے پیٹ میں ہے۔ میں نے خدا تعالیٰ سے اجازت لی ہے کہ میں تم کو تمہارا جھگڑا بتا دوں اور تم کو ہلاکت سے بچاؤں۔ اس نے مجھے اجازت دی ہے۔

مردے کو زندہ کر دینا

وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم شیخ کے ساتھ ایک دفعہ نہر الملک کے دیہات میں گئے تو ہم دو بستیوں والوں کو دیکھا کہ تلواریں نکالے ہوئے لڑنے کو تیار ہیں۔ ان میں ایک مقتول پڑا ہے اور ہر ایک فریق اس کے قتل سے متہم ہوا ہے۔ پھر شیخ آئے۔ یہاں تک کہ مقتول کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ اس کے

سر کے بالوں کو پکڑ کر کہنے لگے اے خدا کے بندے تجھ کو کس نے قتل کیا۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور آنکھیں کھول دیں اور بزبان فصیح کہنے لگا جس کو تمام حاضرین نے سن لیا کہ مجھ کو فلاں بن فلاں نے قتل کیا ہے۔ پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ جیسا کہ تھا اور پہلی حالت کی طرف لوٹ گیا۔

شیخ کے تصرف سے علم کا زائل ہو جانا

خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ بن احمد بن علی قطفنی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ علی بن سلیمان نانبائی نے کہا کہ میں نے شیخ ابو الحسن جو سقی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں زاہران میں سیدی شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس سماع میں حاضر ہوا تھا۔ اس میں مشائخ و صلحاء فقہاء قراء کی ایک جماعت موجود تھی۔ جب مشائخ کو سماع کا مزہ آیا (یعنی وجد میں ہوئے) تو فقہاء و قراء نے اپنے اپنے دلوں میں انکار کیا۔ تب شیخ علی بن الہیتی نے ان فقہاء و قراء پر چکر لگایا۔ ان میں سے جب کسی پر کھڑے ہو کر دیکھتے تو وہ اپنے سینے سے تمام علم و قرآن کو مفقود پاتا۔ یہاں تک کہ ان کے اخیر تک پہنچے وہ سب چل دیے اور ایک مہینہ ان کی یہ کیفیت رہی یعنی محض بے علم بن گئے) پھر سب کے سب شیخ کی طرف آئے اور آپ کے پاؤں چومے آپ سے معذرت کرنے لگے۔ تب شیخ نے ان کے لیے دستر خوان بچھوایا انہوں نے کھانا کھایا شیخ نے بھی ان کے ساتھ کھایا اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک لقمہ کھلایا تب ان میں سے ہر ایک نے جو کچھ علم گم کیا تھا۔ اس شیخ کے لقمہ سے سب پا لیا۔ پھر وہ خوش خوش گھروں کو لوٹ گئے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک دن آپ کو ایسے حال میں کہ میرے گمان کہ میں آپ نے مجھے نہیں دیکھا۔ ایک کھجور کے نیچے جو میدان میں تھی

بیٹھے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ کھجوروں سے بھر گئی اور جھک گئی ہیں اور یہاں تک کہ شیخ کے قریب آ گئی ہیں اور شیخ اس سے لے کر کھاتے ہیں ...... واللہ عراق میں ایک کھجور تک کسی درخت پر نہ تھی اور نہ وہ ان کے پھل کا وقت تھا۔ پھر آپ چل دیئے اور میں ان کے پیچھے اس جگہ گیا میں نے ایک کھجور پائی اور اس کو کھایا۔ واللہ میں نے دنیا کی کھجوروں میں سے اس جیسی کھجور نہ کھائی تھی۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ موصوف کو ایک دن ایک کنوئیں کے کنارے پر دیکھا کہ ڈول پانی میں ڈالتے تھے کہ پانی سے وضو کریں۔ ڈول نکالا تو اس میں سونا بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا اے میرے رب میں تو پانی چاہتا ہوں۔ جس سے وضو کروں۔ پھر کنوئیں میں ڈول ڈالا اور دوبارہ نکالا تو ڈول میں میوے موجود تھے۔ پھر کہا کہ اے رب میں پانی چاہتا ہوں۔ جس سے وضو کروں۔ پھر کنویں میں ڈول ڈالا تو اس دفعہ پانی نکلا۔ اس سے وضو کیا۔ پھر اپنا سر کنویں میں الٹایا تو اس کا پانی کنوئیں کے سرے تک آ گیا۔ یہاں تک کہ اس سے پیا۔ حالانکہ بڑی رسی پڑتی تھی۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب دلائی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو محمد حارثی سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک عورت خدمت کیا کرتی تھی جس کا نام ریحانہ تھا۔ اس کا لقب ست البہا تھی۔ وہ بیمار ہوئی جس میں وہ فوت ہوئی۔ شیخ سے کہنے لگی اے میرے سردار میرا جی تر کھجور کو چاہتا ہے اس وقت زیران میں تر کھجور نہ تھی۔ قطفنا میں ایک مرد صالح تھا۔ جس کا نام عبدالسلام قطفنی تھا۔ اس کے پاس کھجوریں تھیں جن پر تر کھجوریں تھیں جو کہ اوروں کے بعد پکتی ہیں۔ تب شیخ نے اپنا چہرہ قطفنا کی طرف کیا اور فرمایا اے عبدالسلام ریحانہ کی طرف اپنی تر کھجوروں میں سے تر کھجوریں لا۔ اللہ تعالیٰ نے عبدالسلام کو شیخ کی آواز سنا

دی۔ اس نے تر کھجوریں لیں۔ اور زریران کی طرف سفر کیا اور ریحانہ کے سامنے لا کر ڈال دیں۔ اس نے وہ کھائیں۔ بحالیکہ شیخ علی بن الہیتی اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عبدالسلام نے اس نیک بخت سے کہا کہ اے سردارنی تمہارے سامنے تو وہ چیز ہے کہ جو ان کھجوروں سے بہتر ہے (یعنی جنت) اس نے کہا عبدالسلام میں شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خادمہ ہوں۔ پھر مجھ سے دنیا و آخرت کی شہوات سے کوئی چیز فوت ہو جائے؟ جا تو ضرور نصرانی ہو گا۔ پھر وہ تو فوت ہو گئی اور عبدالسلام بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے راستہ میں چند نصاریٰ عورتیں دیکھیں جن میں سے ایک پر عاشق ہو گیا۔ اس سے نکاح کی درخواست کی اس نے کہا کہ تم عیسائی ہو جاؤ تو نکاح ہو سکتا ہے۔ وہ عیسائی ہو گیا اور اس کے پاس اس کے شہر میں ایک مدت رہا۔ اس کے تین لڑکے جوان ہوئے۔ پھر سخت بیمار ہو گیا جس سے مرنے لگا۔ شیخ علی بن الہیتی سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی ریحانہ کے غصہ کی وجہ سے اس پر غصہ تھا۔ لیکن اب میں راضی ہو گیا ہوں۔ تم میرے پاس عبدالسلام کو لاؤ۔ کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا حشر اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ ہو۔

شیخ نے شیخ عمر بزاز سے کہ وہ اس وقت ان کی زیارت کو آئے ہوئے تھے فرمایا کہ تم فلاں گاؤں میں جاؤ اور عبدالسلام سے ملو اس پر ایک ٹھلیا پانی کی ڈال دو پھر اس کو میرے پاس لاؤ۔

تب شیخ عمر اس کی طرف گئے اس کو دیکھا کہ بہت بیمار ہے۔ پھر اس پر ایک ٹھلیا پانی کی ڈال دی تو وہ جھٹ کھڑا ہو گیا اور اسلام لے آیا۔ اس کی بیوی بچے تمام اس کے گھر والے بھی مسلمان ہو گئے۔ اسی وقت بیماری سے اس کو شفاء ہو گئی یہ لوگ سب مل کر شیخ علی بن الہیتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شیخ عبدالسلام پر تمام نیکی کی باتیں لوٹ آئیں۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیران میں رہتے تھے۔ جو کہ نہرالملک کے پرگنہ میں سے ایک شہر ہے۔ یہاں تک کہ وہیں 564ھ میں انتقال فرمایا ایک سو بیس سال سے زیادہ ان کی عمر ہو گئی تھی۔ اس میں دفن کئے گئے۔ وہیں آپ کا مزار ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

آپ خوبرو ظریف صاحب جمال تھے۔ دیہاتیوں جیسا سیاہ لباس پہنتے مکارم اخلاق و محاسن صفات جلائل المناقب کے جامع تھے۔ لوگوں سے زیادہ کریم بڑے سخی اور نہایت ایثار والے تھے۔ آپ کی عادات مشہور تھیں۔ آپ کے اصحاب بھی اسی طریق پر آپ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

زائیران میں پہلے زا اس کے بعد راء مہملہ مکسورہ پھریا اور اس کے بعد راء مہملہ اور سلف دنون ہے بروزن تفیران۔

خضر علیہ السلام کا آنا

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن یحییٰ بن ابی القاسم ازجی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر اللہ نے کہا کہ میں نے بڑے بڑے مشائخ ابو محمد علی ادریس یعقوبی ابو الحسن جو سقی ابوالحفص عمر یزیدی سے سنا وہ سب کہتے تھے کہ ہمارے شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا ارادہ کرتے تو زائران سے نکلتے ان کیساتھ ان کے بڑے بڑے مرید ہوتے تھے اور جب بغداد شریف تک پہنچتے تو آپ ان کا حکم دیتے کہ تم سب دجلہ میں غسل کرو اور اکثر آپ بھی ان کے ساتھ غسل فرماتے۔ پھر ان سے کہتے کہ اپنے دلوں کو پاک و صاف کر لو اپنے خطرات کی حفاظت کرو۔ کیونکہ ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوں۔

جب بغداد میں داخل ہوتے تو لوگ ان سے ملتے اور ان کی طرف دوڑے آتے تو آپ ان سے کہتے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دوڑو۔ جب شیخ کے مدرسہ کے دروازہ تک پہنچتے تو اپنے جوتے اتار لیتے اور کھڑے ہو جاتے۔ تب شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ان کو پکارتے کہ برادر آؤ پھر داخل ہوتے اور شیخ کی طرف بیٹھ جاتے وہ دعا مانگتے۔ تب شیخ عبدالقادر ان سے فرماتے کہ تم کس بات سے ڈرتے ہو بحالیکہ تم عراق کے شیخ ہو۔

شیخ علی کہتے کہ اے میرے سردار آپ سلطان ہیں مجھ کو اپنے خوف سے بے خوف کر دو۔ جب آپ اپنے خوف سے مجھ کو مامون کر دیں گے۔ تو میں بے خوف ہو جاؤں گا شیخ ان سے فرماتے کہ تم کو کوئی خوف نہیں۔

یہ حضرات کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم ان کی خدمت میں زائیران میں حاضر ہوئے آپ کے سامنے صاحب دیوان وغیرہ لوگ تھے۔ پھر آپ کے پاس ایک شیخ آئے اور ان کے کان میں کچھ آہستہ سے کہا۔ پھر چل دیئے۔ تب شیخ کھڑے ہو گئے اور کمر باندھ لی اس وقت ان سے صاحب دیوان نے عرض کیا کہ اے میرے سردار یہ کیا بات ہے۔

فرمایا کہ جب تمہارے پاس خلیفہ کا حکم آ جائے تو کیا کرو گے کہا کہ اے میرے سردار جیسا کہ آپ نے کہا ہے میں کمر کو خوب مضبوط باندھوں۔ پھر میں نہ ٹلوں جب تک کہ حکم خلیفہ بجا نہ لاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ بس یہی میرا حال ہے۔ مجھ کو خلیفہ کا حکم آیا مجھ پر ضروری ہے کہ جلد اس کی تعمیل کروں۔ اس نے کہا کہ اے میرے سردار وہ خلیفہ کون ہے۔ فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو کہ اولیاء و مشائخ کے اس وقت خلیفہ اور اس زمانہ میں سلطان الوجود ہیں اور میرے پاس خضر علیہ السلام ان کا پیغام لے کر آئے کہ وہ مجھ سے دو بیل اپنے حمام کے لیے طلب کرتے ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن مزاحم نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن

خفاف بغدادی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی عطار سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے آئے تو ان کو سوئے ہوئے پایا۔ ہم نے ارادہ کیا کہ آپ کو جگا دیں تو ہم کو شیخ علی نے منع کیا اور کہا کہ واللہ واللہ میں گواہی دیتا ہوں۔ اللہ عزوجل کے نزدیک کہ حواریوں میں کوئی ان جیسا نہیں ہے اور شیخ عبدالقادر کی طرف اشارہ کیا جب آپ جاگے تو فرمایا کہ میں محمدی ہوں اور حواری عیسائی تھے۔ پھر شیخ عبدالقادر نے معارف میں بڑا کلام کیا۔ پھر شیخ علی نے کہا کہ شیخ کے بعد کوئی ایسا باقی نہیں کہ ایسا کلام کرے۔

خبر دی ہم قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد مقدسی نے کہا خبر دی ہم کو ابو القاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ منصوری نے کہا کہ میں نے بڑے شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ شام عجم نے بڑے لشکر کے ساتھ بغداد کا قصد کیا اور ان دن خلیفہ اس کی لڑائی سے عاجز ہوا اور اپنے ملک کے زوال کا گمان کیا۔ پھر وہ ہمارے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ان کے امر کے متعلق استغاثہ کرتے ہوئے حاضر ہوا اور اس وقت اتفاقاً" شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ تب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ علی بن الہیتی سے فرمایا کہ ان کو حکم دے دو کہ بغداد سے چلے جائیں انہوں نے کہا بہت اچھا۔ پھر شیخ علی بن الہیتی نے اپنے خادم سے کہا کہ عجم کے لشکر کی طرف جاؤ اور اس کے اخیر تک پہنچو۔ وہاں پر ایک کپڑے کو پاؤ گے جو کہ عصا پر اٹھایا ہوا ہو گا۔ جیسے خیمہ اس کے نیچے تین شخص ہوں گے ان سے کہو کہ تم کو علی بن الہیتی کہتا ہے کہ بغداد سے چلے جاؤ۔ اگر وہ یہ کہیں کہ ہم حکم کے ساتھ یہاں آئے ہیں۔ تو ان سے کہہ دو کہ میں بھی تمہارے پاس حکم کے ساتھ آیا

ہوں۔ تب خادم آیا اور ان تینوں شخصوں تک پہنچا ان سے کہا کہ تم کو شیخ علی بن الہیتی فرماتے ہیں کہ بغداد سے چلے جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہاں پر حکم کے بغیر نہیں آئے۔ اس نے ان سے کہا کہ میں بھی تمہارے پاس حکم کے بغیر نہیں آیا۔

راوی کہتا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ عصا کی طرف بڑھایا اور کپڑے کو لپیٹا اور عجم کی طرف چل دیئے۔ پھر دیکھا کہ تمام لشکر نے اپنے خیمے اتار لیے اور الٹے پاؤں واپس چلا گیا۔ جدھر سے آیا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ عبدالرحمان طفسونجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور بڑے عارفین اور مقربین کے صدر ہیں صاحب احوال فاخرہ کرامات ظاہر۔ مقامات بلند افعال خارقہ معارف جلیلہ۔ حقائق روشنہ ہیں۔

ان کا کشف جلی اور تصرف جاری احکام ولایت میں بڑی فراخی اور احوال میں مضبوط تمکین۔ ان کے قرب میں درجات بلند اور مقامات میں ان کا طور بلند تھا۔ وہ اس طریقہ کے ایک اوتاد اور بڑے عالم ہیں۔ سرداران محققین کے آئمہ میں سے ہیں۔ مفتیوں کے رئیس ہیں دعان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ موجودات میں تصرف دیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر کرامات کو ظاہر کیا ہے۔ موجودات کو ان کے لیے پلٹ دیا۔ مغیبات کے ساتھ ن کو بلایا۔ دلوں میں ان کی بڑی مقبولیت اور سینوں میں بڑی ہیبت ڈال دی ہے۔

وہ وہ شخص ہیں جنہوں نے کہا کہ میں اولیاء میں ایسا ہوں۔ جس طرح

کونج پرندوں میں ہوتی ہے۔ ان سے بڑی گردن والا ہوں اور یہ بھی انہوں نے کہا ہے کہ میرے جس مرید کی گردن پر گٹھڑی اور بوجھ ہو۔ وہ میرے کندھے پر رکھ دے۔

ایک نیک بخت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور ان کی بابت آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ حضرت قدس میں متکلمین میں سے ہیں۔

شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بڑی تعریف کرتے تھے اور ان کی شان بڑھانےدان کی عزت کرنے کی وصیت کرتے ان کے بارے میں یہ کہا ہے کہ شیخ عبدالرحمان ایک مضبوط پہاڑ ہے جو حرکت نہیں کرتا۔

آپ فقیہ فاضل۔ فصیح ظریف شیخ کریم بڑے عارف زاہد محقق تھے۔ آپ طفسونج اور ان کے قریب علاقہ میں علم شریعت و حقیقت کا وعظ بڑی کرسی پر بیٹھ کر فرماتے تھے ان کی خدمت میں مشائخ و فقہاء حاضر ہوتے تھے۔ علماء کا لباس پہنتے تھے اور خچر پر سوار ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ طفسونج اور اس کے قریبی علاقہ میں مریدین صادقین کی تربیت ان تک پہنچی۔ ان کی خدمت میں بہت سے اکابر نے تخریج کی ہے۔ ایک جماعت اہل کرامت کی ان کی مرید ہوئی۔ بہت سی مخلوق ان تک پہنچی ہے۔ ان کی بزرگی و عزت کا مشائخ و علماء وغیرہ نے اشارہ کیا۔ تمام شہروں سے ان کی زیارت کا قصد کیا گیا۔ معارف و تحقیق کی زبان سے کلام کرتے تھے۔ اس میں سے یہ ہے۔

مراقبہ ایسے بندہ کا ہوتا ہے۔ جو کہ خدا کی حفاظت خدا کے ساتھ کرے اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال و اخلاق و آداب میں تابع ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احباب و خواص کو اس امر کے لیے خاص کر لیا ہے کہ ان کو ان کے کسی احوال میں ان کی طرف سپرد کرے اور نہ ان کے غیر کی طرف

بلکہ ان کا معاملہ اپنے متعلق رکھے پس وہ اللہ تعالیٰ کا مراقبہ کرتے ہیں اور اسی سے سوال کرتے ہیں کہ وہ مراقبہ میں ان کی حفاظت کرے۔ مراقبہ حال قرب تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ عزوجل قریب ہے۔ اس کی طرف دل اسی قدر قریب ہیں۔ جس قدر کہ وہ ان سے قریب ہے۔ پس وہ اپنے بندوں کے دلوں سے اس قدر قریب ہے۔ جس قدر کہ وہ دیکھتا ہے کہ بندوں کے دل اس کے قریب ہیں۔ اب تو سوچ کہ وہ کس چیز سے تیرے دل کے قریب ہوتا ہے۔ حال قرب حال محبت کا مقتضی ہے اور محبت اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے غنی و جلال عظمت علم قدرت کی طرف دیکھے۔ پھر وہ شخص خوش ہے جو کہ اس کی محبت کی شراب کا پیالہ ہے اس مناجات کی نعمت کو چکھے اس کا دل محبت سے بھر جائے۔ پھر وہ اللہ سبحانہ کی طرف خوشی کے مارے اڑے۔ اس کی طرف شوق کے مارے شیفتہ ہو۔ پس اے وہ دیکھنے والے جو کہ اپنے رب سے محبت کرتا ہے۔ اس کی محبت میں شیفتہ و بیمار ہے۔ جس کو تسکین نہیں۔ اس کے سوا اور کسی سے الفت نہیں۔ اس کے سوا اور کسی سے الفت نہیں۔ سو وہ ایسا عاشق ہے کہ محبت کی نظر سے محبت کے علم کے فنا سے محبوب کی نظر کی طرف چلا گیا ہے۔ اس طرح سے کہ اس کا محبوب غیب میں تھا اور وہ محبت کے ساتھ نہ تھا۔ پھر جب عاشق اس نسبت کی طرف نکل جائے تو وہ عاشق بلاعلت ہو گا۔ محبت ذکر کو چاہتی ہے اور عاشق ہمیشہ اپنے رب عزوجل کا ذکر کرتا ہے۔ اس کے ذکر نفسی میں خلل آتا ہے۔ یہاں تک کہ رب عزوجل کا ذکر اس پر غالب آتا ہے۔ ایسا ہو جاتا ہے۔ جیسے کوئی اپنے نفس سے غافل ہو۔ پھر اپنے نفس کے ذہول سے بھی غافل ہو جاتا ہے اور اپنے رب کے ذکر کے غلبہ کی وجہ سے تمام محسوسات کو بھلا دیتا ہے پھر کہا جاتا ہے کہ مذکورہ نظر میں داخل ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اپنے نفس سے فنا ہو گیا کہا جاتا ہے کہ اپنے رب کے پاس باقی رہا۔ کہا جاتا ہے کہ اپنے فنا سے بھی

فنا ہو گیا۔ یعنی وہ اپنے نفس کی غفلت کے ذکر سے بوجہ غلبہ ذکر رب سے غافل ہو گیا۔ وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کو نہیں دیکھتا یہاں پر پہنچ کر وہ اس کا ذکر کرتا ہے ایسے حال میں کہ اس کے مشاہدہ سے غائب اپنے نفس سے اچکا ہوا ہو۔ اپنے آپ سے محو ہو تمام فنا شدہ اور جب تک یہ حالت باقی ہے تو نہ تمیز ہے نہ اخلاص ہے نہ صدق ہے اور یہ جمع الجمع اور عین وجود ہے۔ یہی وہ وصول ہے کہ احوال تمیز و تکلیف کی طرف لوٹاتا ہے۔ پھر ایک قسم کے پردہ کے ساتھ اس وصف سے پردہ میں ہو جاتا تاکہ حق شرع پر قائم ہو جائے۔ یہاں پر بڑے مغالطے پڑتے ہیں۔ محفوظ وہ شخص ہے کہ احکام شریعت کے ادا کی طرف رجوع کرے۔

یہ بھی آپکا کلام ہے۔

کہ جو شخص دنیا کی طلب میں مشغول ہو وہ اس میں ذلت کے ساتھ مبتلا ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے نفس کے قبض سے اندھا ہوتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ جو زوال پذیر شے کے ساتھ زینت بناتا ہے۔ وہ مغرور ہے۔

زیادہ نافع وہ علم ہے کہ جو احکام عبودیت کا علم ہو اور اعلیٰ علم معرفت توحید ہے تواضع کے ساتھ جبکہ واجبات و سنن کو قائم رکھے۔ بیکاری نقصان نہیں دیتی۔

تکبر کے ساتھ علم و عمل مستحب اور علم مقبول کو نتیجہ پیدا نہیں کرتا اگر وہ تجھے کھڑا کرے تو ثابت رہے گا۔ اگر تو خود کھڑا ہو گا تو گر جائے گا۔ آپ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

حاضر فی القلب یعمره لست انساه فاذکره

وہ میرے دل میں حاضر ہے اور اس کو آباد کرتا ہے میں اس کو نہیں بھلاتا اور یاد کرتا ہوں۔

ان یصلنی کنت نے راحة او جفانی ما اغیره

اگر وہ مجھے ملائے تو میں آرام میں ہوتا ہوں۔ یا وہ مجھ پر ظلم کرتا ہے تو میں اس کو نہیں بدلتا۔

نھر مولائی اول بہ   وکما ارجوہ احذرہ

پس وہ میرا مولا ہے کہ میں اس سے ناز کرتا ہوں اور جیسے اس کی امید کرتا ہوں۔ اس سے ڈرتا بھی ہوں۔

سماع

ان سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے اپنی سرائے کے اندر طفسونج میں مجلس سماع قائم کی قوال نے یہ اشعار پڑھے تو حاضرین خوش ہوئے اور ان کو وجد نے ڈھانپ لیا تو ان پر شیر آئے اور ان کے ساتھ مل گئے۔ ایک شخص فوت ہو گیا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک۔ بخت ابو محمد عبداللہ بن محمد بن احمد بن علی قرشی ازجی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو طاہر خلیل بن شیخ بزرگ ابو العباس احمد بن علی صرصری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالرحمان طفسونجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ ان کا ہاتھ مبارک تھا۔ جس بیمار پر پھیرتے وہ تندرست ہو جاتا اور جس مادر زاد اندھے پر ہاتھ پھیرتے وہ بینا ہوتا۔ جس گنٹھیا والے پر ہاتھ پھیرتے وہ چلنے لگتا۔ وہ مقبول الدعاء تھے۔ جس کسی کام کے لیے دعا مانگتے وہ ہو جاتا۔

میں ان کے پاس ایک دفعہ حاضر ہوا۔ ان کی خدمت میں ان کا ایک مرید حاضر ہوا اور ان سے کہنے لگا اے میرے سردار میری کھجوریں ہیں وہ گیارہ سال سے پھل نہیں دیتیں اور گائیں ہیں جو تین سال سے بچے نہیں جنتی۔ آپ ان کے لیے برکت کی دعا مانگیں آپ نے اس کے لیے دعا مانگی تو اسی

سال اس کی کھجوریں پھل لائیں اور وہ عراق کی عمدہ کھجوروں اور زیادہ پھل لانے والیوں سے ہو گئیں۔ اس کی گائیں۔ اسی ماہ میں جنیں۔ حتیٰ کہ وہ اور لوگوں کی گائیوں سے بڑھ کر چوپائیوں والا اور بڑھ کر دودھ والا ہو گیا۔

آپ کا تصرف جاری اور فعل ظاہر تھا۔ بڑی ہیبت والے تھے۔ میں ان کی خدمت میں ایک دن طفسونج میں تھا۔ آپ سے کہا گیا کہ فلاں شخص اور ان کے ایک مرید کا نام لیا جو دوسرے شہر میں تھا یہ کہتا ہے کہ جو آپ کو چیز دی گئی ہے وہ مجھے بھی دی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دی ہے۔ اس نے اس کو بھی دی ہے۔ لیکن جیسے مجھ کو دی ہے اس کو نہیں دی۔

پھر فرمایا کہ میں اس کو ایک تیر پھینکتا ہوں۔ ایک گھڑی لحہ سر نیچے کیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اس کو تیر پھینکا ہے۔ جو اس کو لگا ہے۔ ابھی اور پھینکوں گا اور سر نیچے کیا پھر فرمایا کہ میں نے ایک اور پتھر پھینکا ہے۔ وہ بھی اس کو لگا ہے اور ابھی تیسرا تیر پھینکوں گا اگر وہ اس کو لگ گیا تو بے شک، وہ دیا گیا جو مجھ کو دیا گیا ہے اور سر نیچے کیا پھر فرمایا کہ بے شک وہ مر گیا لوگ جلدی دوڑے گئے۔ تو اس کو اس کے شہر میں گھر میں مردہ پایا۔ میں نے اس پر نماز پڑھی۔

متکلم کو گونگا بنا دینا

وہ کہتا ہے کہ آپ نے ایک شخص سے ایک دن سنا کہ وہ شعر پڑھتا ہے اور ادھر موذن اذان دیتا ہے۔ آپ نے اس کو چپ رہنے کا حکم دیا تو وہ چپ نہ ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ چپ رہو۔ پھر کلام نہ کر یہاں تک کہ میں تم کو حکم دوں۔ پھر مرد گونگا ہو گیا۔ اس کو بولنے کی طاقت نہ رہی۔ تین دن تک اس کا یہی حال رہا۔ آخر وہ شیخ کی خدمت میں آیا توبہ و استغفار کرنے لگا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ جا وضو کر اس نے وضو کیا تو کلام کرنے لگا۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بعض نیک بخت اصحاب نے مجھ سے حکایت بیان کی کہ میں شیخ کے سامنے ایک دن حاضر تھا۔ آپ کے پاس ایک سرمہ دانی اور سلائی تھی۔ جس کے ساتھ سرمہ لگایا کرتے تھے۔ میں نے آپ سے درخواست کی کہ مجھ کو اپنے ہاتھ سے سرمہ لگا کر دیں۔ آپ نے ایک سلائی لگا کر مجھے دی تو مجھ کو بڑے بڑے امور دکھائی دینے لگے اور فرش سے لے کر عرش تک مجھ کو دکھائی دینے لگا۔

خبر دی ہم کو ابو الفتح نصر اللہ بن عبداللہ بن سلیمان انصاری واسطی نے کہا خبر دی ہم کو میرے ماموں شیخ نیک بخت ابو نصر صالح بن ابوالمعالی بن حسن بن احمد انصاری طفسونجی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالرحمان طفسونجی غیب کی بہت سی باتیں بیان کیا کرتے تھے جس بات کی خبر دیتے ویسے ہی ہوتی جیسا کہ انہوں نے اطلاع دی تھی۔ اگرچہ چالیس سال کے بعد کیوں نہ ہو۔ اپنے مریدوں کو ان کے امور جزوی حالات بالتفصیل بیان کر دیا کرتے۔ جب مرید کو خلوت میں بٹھاتے تو اس کو ہر دن طریق کے منازل میں سے ایک منزل میں اتارتے اس کے تمام احکام اس کے پانے سے پہلے اس کو بتلا دیتے پھر اس کو درجہ بدرجہ بڑھاتے۔ یہاں تک کہ فرماتے کل تم اپنی مراد پا لو گے جب وہ مقام وصول تک پہنچ جاتا تو اس سے فرماتے کہ یہ تیرا رب ہے اور تو ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کے ساتھ عراق کے ایک جنگل میں پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ شیخ نے فرمایا وہ خدا پاک ہے کہ وحشی جانور جنگلوں میں اس کی تسبیح کرتے ہیں اتنا کہنا تھا کہ بہت سے وحشی آ گئے۔ جنہوں نے جنگل بھر دیا۔ وہ اپنی بولیاں بدلتے تھے اور عاشقانہ آوازیں نکالتے تھے۔ شیر خرگوش اور ہرنوں سے مل گئے تھے۔ ان میں سے بعض آئے اور آپ کے قدموں پر لوٹ گر گئے۔

پھر آپ نے کہا پاک ہے وہ ذات جس کی تسبیح پرندے اپنے گھونسلوں میں جمع کرتے ہیں۔ اتنے میں ہر ایک قسم کے پرندے آپ کے سر پر ہوا میں جمع ہو گئے جنہوں نے میدان بھر لیا اور وہ طرح طرح کی بولیاں بولتے۔ طرح طرح کی آوازیں نکالتے تھے۔ آپ کے قریب ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے سر پر جھک پڑے۔

پھر کہا پاک ہے وہ ذات کہ جس کی تسبیح تیز ہوائیں کرتی ہیں۔ پھر ہر طرف سے مختلف ہوائیں چلنے لگیں۔ کہ ان میں سے اکثر میں نے کبھی دیکھی نہ تھیں اور نہ اس سے بڑھ کر نرم اور لطیف چلتی دیکھی تھیں۔ اس کلام سے پہلے وہ نہ چلی تھیں۔

پھر کہا پاک ہے وہ ذات کہ جس کی تسبیح اونچے پہاڑ کرتے ہیں تب وہ پہاڑ جس کے نیچے آپ بیٹھے ہوئے تھے ہلنے لگا اور اس سے کئی پتھر نیچے گرے۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ اسد سے تھے۔ آپ کا نام جہاں تک مجھے معلوم ہے حبیب تھا لیکن ان کو باطن میں کہا گیا کہ مرحبا عبدالرحمان تب سے آپ کا نام عبدالرحمان پڑ گیا۔ آپ طفسونج میں رہتے تھے چو کہ عراق میں ایک شہر ہے۔ وہیں آپ بڑی عمر میں فوت ہوئے اور وہیں ان کا مزار ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابو الفتح نصر بن عبداللہ بن سلیمان انصاری نے کہا خبر دی ہم کو میرے ماموں ابو نصر صالح بن حسن طفسونجی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ اصیل ابو حفص عمر بن شیخ پیشواء ابو محمد عبدالرحمان طفسونجی سے وہ کہتے تھے کہ میرے والد جمعہ کے دن اپنے گھر سے نکلے تا کہ خچر پر سوار ہوں اور نماز جمعہ کے لئے جائیں پھر رکاب میں پاؤں رکھا اور نکال لیا اور ایک گھڑی زمین پر ٹھہر گئے۔ پھر سوار ہوئے اور چلے۔ جب نماز پڑھ چکے تو میں نے اس کا

سبب پوچھا جواب دیا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد میں اس وقت اپنی خچر پر سوار ہونا چاہتے تھے اور جامع مسجد کو جانے کو تھے۔ تب میں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ ادب کی وجہ سے سواری میں مجھے ان سے پیش قدمی نہیں چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے اہل زبان پر مقدم کیا ہے۔ ان کے مراتب پر ان کو فضیلت دی ہے۔ ان کے حالات پر ان کو بزرگی دی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دن وہ سفر کے ارادہ پر نکلے۔ رکاب میں پاؤں رکھ کر نکال لیا اور اپنے گھر میں چلے گئے۔ پھر میں نے ان سے اس بارہ میں پوچھا تو کہا کہ اے میرے فرزند میں نے زمین میں کوئی جگہ نہ دیکھی کہ جس میں میرا قدم سما سکے پھر طفسونج سے نہ نکلے یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

اور خبر دی ہم کو ابو الفتح واسطی نے اپنے ماموں ابو نصر طفسونجی نے کہا کہ میں نے سنا ابو الحسن بن احمد طفسونجی سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ عبدالرحمان طفسونجی پر جب آخری وقت آیا تو ان کے فرزند نے ان سے کہا کہ مجھ کو وصیت کیجئے انہوں نے فرمایا کہ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت کیجیو ان کے حکم کو مانیو۔ ان کی خدمت کو لازم کیجیو۔

جب وہ انتقال کر گئے تو ان کے فرزند شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بغداد آئے تو شیخ نے ان کی عزت کی اور اپنا خرقہ اس کو پہنایا اور اپنی صاحبزادی کا ان سے نکاح کر دیا۔

وہ علماء کا لباس پہنتے تھے۔ وہ ایک دن شیخ عبدالقادر کے مدرسہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک فقیر عاشق آیا۔ ان کے پاس بیٹھ گیا ان کی آستین کو پلٹانے لگا اور کہنے لگا یہ آستین شیخ عبدالرحمان طفسونجی کے فرزند کی نہیں یہ تو ابن ہبیرہ یعنی وزیر کی آستین ہے۔ تب وہ کھڑے ہوئے اپنے گھر کی طرف گئے

اپنے کپڑے اتارے اور ٹاٹ پہن لیا۔ بغداد سے نکل گئے اور کسی کو ان کی خبر نہ ہوئی کہ کدھر گئے۔ پھر شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ مدت کے بعد اپنے اصحاب میں سے دو مریدوں کو کہا کہ تم عباوان کی طرف جاؤ۔ تم اس میں شیخ عبدالرحمان طفسونجی کے فرزند کو پاؤ گے۔ جب تمہاری نظر اس پر پڑے تو وہ تمہارا معتقد ہو جائے گا اس کو میرے پاس لے آؤ۔

جب دونوں عباوان میں پہنچے ان کے متعلق وہاں کے ایک رہنے والے سے پوچھا جو کہ دریا کے کنارہ پر رہتے تھے۔ اس نے کہا کہ وہ ہر روز دریا کی طرف آتا ہے اور وضو کرتا ہے اس کی آواز شیر کی آواز ہوتی ہے۔ قریب ہے کہ دریا اس کی ہیبت سے بے قرار ہو جائے۔ ہم تھوڑی دیر ٹھہرے تھے کہ اسی طریقہ پر وہ آئے۔ جب انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ تم نے مجھے اس شخص کا قیدی بنادیا ہے۔ جس نے تم کو بھیجا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ شیخ عبدالقدر کی بات مانو۔ اس نے کہا بسرو چشم وہ دونوں چلتے تھے اور وہ ان کے پیچھے چلتا تھا۔ جب چلتے تھے تو چلتا تھا اور جب وہ بیٹھتے تھے وہ بھی بیٹھتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو بغداد میں لے آئے۔ پھر وہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے سر جھکا کر ادب سے بیٹھ گیا۔ شیخ نے اس کا ٹاٹ اتار دیا اور اس کے کپڑے ان کو پہنا دیئے اور ان کی بیوی کے پاس پہنچا دیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ بقابن بطو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور بڑے عارفین و بڑے صدیقین میں سے ہیں۔ صاحب احوال نفیسہ مقامات جلیلہ کرامات روشنہ افعال خارقہ معارف روشنہ خارقہ معارف روشنہ حقائق علیہ۔ اشارات لطیفہ معارف شریفہ تھے

تمکیں میں ان کا مکان عالی اور قرب میں مقام بلند۔ کشف میں لمبا ہاتھ تصریف میں مضبوط قدم ہے۔

وہ اس طریق کے ایک رکن اس شان کے اوتاد ان کے سرداروں کے صدر ان کے اماموں کے سردار ان کے علماء کے نشان ہیں۔

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو خدا تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور عالم میں تصرف دیا ہے۔ احوال میں قدرت دی ہے۔ آنے والی چیزوں کو ان کے لیے خرق کیا ہے۔ موجودات کو ان کے لیے بدلہ دیا ہے۔ ان کے لیے بڑی پوری مقبولیت اور دلوں میں بڑی ہیبت دی ہے۔ وہ ان چاروں میں سے ایک ہیں جن کا نام براۃ رکھا گیا ہے۔ جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

شیخ محی الدین شیخ السلام عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ ان کی شان کو بڑھاتے تھے اور فرمایا تمام مشائخ کو ناپ کر دیا گیا ہے۔ مگر شیخ بقا بن بطو کو کیونکہ ان کو بغیر باپ دیا گیا ہے۔ نہر الملک اور اس کے آس پاس زہد علم الاحوال موار وصادقین کے مشکلات کا کشف انہی تک منتہی ہوا ہے۔ بہت سے صلحاء ان کے شاگرد تھے۔ مشائخ و علماء وغیرہ ان کی عزت کرتے تھے ہر شہر سے ان کی زیارت و نذروں کا قصد کیا جاتا تھا۔ شیخ ابو ذکریا یحییٰ بن یوسف صرصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قصیدہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جس کا اول یہ ہے۔

هنٰی لنهامة تاحبس غیر منتهم   واعلم بان الهوىٰ عن نمية العلم
و قد کسوت بقاء خلعت جمعت   له بناالشهر فضلا غیر منعزم
تونمه   زمرالزوار   طالبه   لمارفعت له فی الناس من علم
وقد حللست بمعناه علٰی ثقة   من صدق وعدک فی الابناء والحکم

آپ کا اہل حقائق کی زبان پر بلند کلام ہے اس میں سے یہ ہے۔

فقر یہ ہے کہ خلائق سے دل کو علیحدہ کرنا۔ فقر کے اوصاف میں سے ایک

وصف ہے۔ کیونکہ وہ شغل اور قطع ہیں۔ جب ان کی بندہ سکون کرتا ہے اور جب املاک کے دینے کے وقت تنہا ہو جائے اور اسباب کے وجود عدم سے اس کا حال متغیر نہ ہو۔ قوت میں ضعف میں نہ سکون میں نہ حرکت میں اور اس میں ہلاکتیں اثر نہ کریں۔ تب اس کا فقر صحیح ہو گا۔ وہ آزاد ہو گا۔ اس کو اسباب قید نہ کریں گے۔ ان کا وجود اس کو حرکت نہ دے گا۔ ان کا عدم اس کو نہ ڈرائے گا۔

اگر وہ مالک ہوا تو گویا کہ مالک نہیں اگر مالک نہیں ہوا تو گویا مالک ہوا۔ پس وہ دنیا اور آخرت میں اپنے نفس کے لیے نہ مقام دیکھتا ہے۔ نہ قدر اور جیسا کہ نہیں دیکھتا طلب نہیں کرتا اور جیسا طلب نہیں کرتا۔ آرزو نہیں کرتا۔ وہ اس کے ساتھ مستقل ہے۔ قائم بلا طمع ہے۔ رو سے گرتا نہیں اور قبول سے اٹھتا نہیں بجز اس کے کہ اس کا اعتقاد اپنے طریق میں غیر پر فضیلت کا ہوتا ہے۔ یہ بلند مقام ہے امر اس میں باریک ہے اور اپنے فقر میں صادق نہیں ہوتا اور جب تک فقر سے فقر کے لیے فقر کے شہود سے نفی کرنے کے ساتھ نہ نکل جائے۔ اپنے فقر میں صادق نہیں ہوتا۔

فقیر صادق کی تعریف وہ ہے کہ جو اللہ سبحانہ نے فرمائی ہے کہ جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچائے گئے۔ وہ فلاح پانے والے ہیں۔

اس کی صفت وہ ہے جو کہ اللہ عزوجل نے فرمائی کہ وہ اپنے نفسوں پر (اوروں کو) ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ ان کو خود احتیاج ہو۔ اس کی علامت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ تاکہ تم اپنی فوت شدہ چیزوں پر افسوس نہ کھاؤ اور جو تم کو ملے اس پر خوش نہ ہو۔

اپنے نفس سے لوگوں سے انصاف کرو اور نصیحت اپنے غیروں سے قبول کر تو مرتبہ کی بزرگی پائے گا۔

جو شخص اپنے دل میں کوئی جھڑکنے والا نہ پائے تو وہ خراب ہے۔ جب

دل شہوات سے تسلی پائے تو وہ تندرست ہے۔
جو شخص اپنے نفس پر اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتا تو نفس کو پچھاڑے گا اور جو شخص کو مبتدیوں کے آداب پر قائم نہیں تو اس کو منتہیوں کے مقامات کا دعویٰ کیسے درست ہے۔
خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن یحییٰ بن ابی القاسم ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابوالفتح بن احمد دقوقی خادم شیخ بزرگ عارف دانا اور ذکریا یحییٰ بن محمد دوری مرتعش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ یحییٰ سے ان کے رعشہ کی نسبت دریافت کیا کہ کیا یہ مرض ہے یا اس کا کوئی سبب ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک دن ہوا پر اڑا جا رہا تھا۔ شیخ بقا بن بطو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گاؤں پر سے گزرا تو ایک شخص کو گندگی پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں نے کہا اے شخص جو کہ گندگی پر بیٹھا ہوا ہے۔ یہاں سے اٹھ کیونکہ کوڑوں پر وہی بیٹھتا ہے۔ جسکو صدور مراتب کا مرتبہ حاصل ہو۔ تب اس شخص نے اپنا سر اوپر کو اٹھایا اور میری طرف دیکھا تو وہ شیخ بقا نکلے اور مجھے ان کی ہیبت و نگاہ سے رعشہ پڑ گیا۔
وہ کہتے ہیں کہ ایک دن شیخ بقا کرامات اولیاء کا بیان کر رہے تھے اور آپ کے پاس ایک شخص صاحب احوال و کشف بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ ہمارے زمانہ میں بعض ایسے شخص ہیں کہ اگر کنوئیں سے پانی نکالے تو ڈول میں اس کے لیے سونا نکل آئے اور جب کسی طرف متوجہ ہو تو اس کو سونا دیکھے اور جب کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگے تو کعبہ کو اپنے سامنے دیکھے اور اس شخص کا یہی حال تھا تب اس کی طرف شیخ بقا نے دیکھا۔ پھر سر نیچے کر لیا تو اس کا تمام حال جاتا رہا اور جو اس کو مشاہدہ ہوتا تھا یا وہ پاتا تھا۔ سب زائل ہو گیا تب وہ شیخ کی طرف استغفار کرتا ہوا آیا۔ تو شیخ نے فرمایا کہ جو گزر گیا وہ نہیں لوٹتا۔
راوی کہتا ہے کہ تین فقہاء آپ کے ملنے کو آئے اور آپ کے پیچھے

انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قسم کی قرات نہ پڑھی جیسے کہ فقہا چاہتے تھے۔ ان کو شیخ کے بارے میں بدگمانی ہوئی رات کو ایک گوشہ میں پڑ کر سو رہے تینوں رات کو جنبی ہو گئے۔ حجرہ کے دروازہ پر جو نہر تھی۔ اس کی طرف نکلے اور اس میں نہانے کے لیے اترے تب ایک بڑا شیر آیا اور ان کے کپڑوں کو پکڑ لیا۔ وہ رات بھی سردی کی تھی۔ انہوں نے اپنے مرنے کا یقین کر لیا۔

پھر شیخ اپنے حجرہ سے نکلے تو شیر آ کر آپ کے پاؤں پر لوٹنے لگا شیخ اس کو اپنی آستین سے مارنے لگے اور اس سے کہا کہ تو ہمارے مہمانوں کے کیوں درپے ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ وہ ہم سے بدگمان ہوں۔ پھر شیر تو چلا گیا اور فقہاء پانی سے نکلے اور آپ سے معافی مانگنے لگے۔ آپ نے ان سے کہا کہ تم نے اپنی زبانوں کی اصلاح کی ہے اور ہم نے اپنے دلوں کو درست کیا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد خلیل بن صالح بن یوسف بن علی زریرانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو لمحاسن فضل اللہ بن لمام ابو بکر عبدالرزاق نے کہا کہ میں نے شیخ بزرگ ابو محمد علی بن ابی ادریس یعقوبی سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ بقاء بن بطو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گاؤں میں ہولناک آگ لگ گئی اور وہ اس کے تمام اطراف میں پھیل گئی اور اڑ گئی۔ تب شیخ بلقا آگ اور ان مواضع کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ کہ جہاں ابھی نہ لگی تھی اور فرمایا کہ اے آگ مبارک یہاں تک رہو اور بجھ جا پس وہیں اسی وقت بجھ گئی۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دن آپ اپنی زمین کو پانی دینے کے لیے نکلے۔ اس وقت آپ کے پاس کوئی آدمی آپ کے مریدین میں سے نہ تھا۔ آپ میں ضعف کی وجہ سے اتنی طاقت نہ تھی کہ نہر سے پانی کو اپنی زمین کی طرف پھیریں۔ آپ نے خلد کی طرف دیکھا۔ اس میں حالانکہ کوئی بادل نہ تھا۔ لیکن ایک بادل مغرب کی جانب سے آیا۔ یہاں تک کہ آ کر ان کے سر پر کھڑا ہو

گیا اور خاص ان کی زمین پر برسنے لگا اور یہ حال ہوا کہ جو زمین کا ٹکڑا پانی کا محتاج ہوتا۔ آپ پھرتے بادل اسی کی طرف جا کر اس کو سیراب کر دیتا کہ جب آپ کی تمام سرزمین سیراب ہو گئی اور آپ بیٹھ گئے۔ تو بادل بھی چلا گیا اور بارش رک گئی۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن آپ نہر الملک کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک کشتی گزری جس میں لشکر تھا اور ان کے ساتھ شراب میوے آراستہ عورتیں بچے اور گانے والے تھے۔ وہ نہایت لہو و سرکشی میں جا رہے تھے۔ شیخ بقا نے ملاح سے کہا کہ خدا سے ڈر اور کشتی کو جنگل کی طرف لا۔ انہوں نے آپ کی بات پر توجہ نہ کی۔ پھر آپ نے فرمایا اے نہر مسخران بدکاروں کو پکڑ تب تو پانی ان پر چڑھ گیا۔ حتیٰ کہ کشتی تک پہنچ گیا اور ڈوبنے لگے۔ پھر وہ سب شیخ کے سامنے چلانے لگے اور علانیہ توبہ کا اظہار کیا۔ پھر پانی اپنے حال پر آ گیا اور ان کی توبہ اچھی ہو گئی۔ اس کے بعد وہ اکثر شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو حاضر ہوا کرتے۔

آپ باب نوس میں رہتے تھے۔ جو کہ نہر الملک کا ایک گاؤں ہے۔ آپ نے وہیں قریب 553ھ کے انتقال فرمایا۔ آپ کی عمر قریباً 80 سال کی ہو گئی تھی۔ آپ کی قبر وہیں ہے۔ جس کی علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ آپ بڑے کریم بڑے بزرگ خوبصورت تھے۔ اخلاق میں بڑے شریف تھے۔ خوبیوں میں بڑے کریم تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بطوبا کی فتح اور طا کی تشدید اور ضمہ اس کے بعد واؤ ساکن بروزن مدو و شد اور نوس نون مضمومہ اور واؤ ساکنہ اور سین مہملہ کے ساتھ ہے۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ازدمر محمدی ہمدانی نے کہا خبر دی ہم کو فقیہ ابو عبداللہ محمد بن علی بن عبدالرحمان باسری حنبلی نے کہا۔ میں نے سنا شیخ اصیل ابوبکر احمد بن شیخ' ابوالغنائم اسحاق بن بطو نہر الملکی سے وہ کہتے تھے کہ

میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادر جیلی میرے بھائی شیخ بقا کی زیارت کرتے تھے اور شیخ عبدالقادر ان کی ہیبت سے کانپتے تھے اور خون ڈالتے تھے۔ پھر ایک سال کے بعد میرے بھائی شیخ عبدالقادر کی زیارت کو جاتے تھے۔ تو میرے بھائی شیخ عبدالقادر کی ہیبت سے کانپتے تھے اور خون ڈالتے تھے اور یہ خدا کا فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو المعالی صالح بن یوسف عجلان غسانی قطفنی نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد عبداللطیف مشہور بہ مطرز نے خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد عبدالغنی بن ابی بکر بن نقطہ نے کہا کہ میں نے سنا اپنے شیخ علی بن الہیتی شیخ ابو سعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ کی طرف آتے تھے۔ ان کے دروازہ پر جھاڑو دیا کرتے تھے اور چھڑکاؤ کرتے تھے۔ ان کی خدمت میں بغیر اجازت کے نہ جاتے اور جب ان کی خدمت میں جاتے۔ تو آپ ان سے کہتے بیٹھ جاؤ وہ کہتے کہ کیا ہمارے لیے امان ہے۔ تو آپ فرماتے کہ ہاں امن ہے۔ پھر وہ سب ادب کے ساتھ بیٹھ جاتے اور جو ان میں سے حاضر ہوتا اور شیخ سوار ہوتے تو وہ غاشیہ آپ کے سامنے لا دیتا اور چند قدم شیخ کے ساتھ چلتا۔ آپ ان کو اس کام سے منع فرماتے تو وہ کہتے کہ ان باتوں سے ہم خدا کی طرف تقرب چاہتے ہیں۔

چوکھٹ کو چومنا

راوی کہتا ہے کہ میں اکثر عراق کے ان مشائخ کو دیکھا کرتا تھا۔ جو کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاصر تھے۔ جب مدرسہ کے دروازہ پر یا سرائے کے دروازہ پر پہنچتے تو چوکھٹ کو چومتے اور بغداد کے اکابر سے جو میں

نے اس مطلب میں سنا ہے۔ یہ شعر ہے۔

تزاحم یجان الملوک ببابہ ویکثر فی وقت السلام ازدحامھا

بادشاہوں کے تاج اس کے دروازے پر ہجوم کرتے ہیں۔ سلام کے وقت ان کا ہجوم بہت ہوتا ہے۔

اذا عاینسۃ من بعید ترجلت وان ھی لم تفعل ترجل ھامھا

جب کہ اس کو دور سے دیکھتے ہیں تو پیادہ پا ہو جاتے ہیں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کے پیر پیادہ پا ہو جاتے۔ (شیخ ابو سعد قیلوی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ شیخ عراق کے مشہور مشائخ اور بڑے عارفین اور ائمہ محققین میں سے ہیں۔ صاحب انفاس صادقہ افعال خارقہ احوال فاخرہ کرامات ظاہرہ حقائق روشنہ معارف عالیہ صاحب فتح روشن و مقام نگہداشت و کشف جلی و سر روشن تھے۔ قرب میں ان کا مرتبہ عالی تھا۔ ان بلندی میں ان کا مکان مضبوط تھا۔ تصریف میں ان کا لمبا ہاتھ تھا۔ بزرگ اخلاق اور عمدہ صفات میں ان کا ہاتھ روشن تھا۔ وہ ان چاروں میں سے ایک ہیں۔ جن کا نام براۃ ہے وہ معتبرین فقہاء اور مفتی علماء میں سے ایک ہیں۔ اپنے شہر اور اس کے آس پاس کے مفتی تھے۔ وہ اس شان کے ایک اوتاد ان کے سادات کے رکن ان کے صدر تھے۔ جن کی طرف لوگ کھنچے آتے ہیں۔ ان کے بڑے عالم تھے۔ وہ حل مشکلات و احوال و کشف خفیات موارد میں مضبوط ذمہ دار تھے۔ ان کی طرف زہد معرفت مریدین کی تربیت قیلولہ اور اس کی متصل علاقہ میں ہنستی ہوئی۔ ان کی صحبت میں بڑے بڑے اکابر نے تخریج کی ہے جیسے شیخ ابو الحسن علی قرشی اور شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد مدینی شیخ خلیفہ بن موسیٰ شیخ مبارک بن علی حمیلی شیخ محمد بن علی فیدی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم بڑے بڑے بزرگ ان کے شاگرد ہوئے۔ جم غفیر صلحاء کا ان کی طرف منسوب ہوا۔ ان کی بزرگی و احترام پر اجماع منعقد ہوا ہے۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے تصرف دیا

تھا۔ ان کو مغیبات کے ساتھ بلایا تھا۔ ان کے ہاتھ پر خرق عادات کیا تھا۔ اہل طریق کے لیے ان کو حجت و امام بنایا تھا۔ قیلویہ میں بڑی بلند کرسی پر بیٹھ کر علوم شرائع و حقائق کو بیان کرتے تھے۔ ان کی مجلس میں مشائخ و علماء حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس امر کی ریاست و جلالت ان تک منتہی ہوئی۔ ان کی زیارات و نذروں کو قصد کیا گیا۔ علوم و حقائق میں ان کا بلند کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔ فقیر کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور کوئی شے اس کی ملک نہیں ہوتی۔ اس کا دل ہر میل سے پاک ہوتا ہے۔ ہر ایک کے لیے اس کا سینہ صحیح و سالم ہوتا ہے۔ اس کا نفس سخاوت و ایثار کی جوانمردی کرتا ہے اور تصوف ایسے لوگوں کے لیے ہے کہ دیئے گئے حتیٰ کہ فراخی کرنے لگے اور منع کیے گئے وصل میں حتیٰ کہ گم ہو گئے۔ پھر اس کے اسرار قرب کے ساتھ پکارے گئے۔ تو انہوں نے کہا لبیک (یعنی خداوندا ہم حاضر ہیں)۔

تصوف

تصوف کا معنی یہ ہے کہ اپنے غیر سے بیزاری ماسوئی سے تخلیہ۔ حسن ارادہ ہر ایک روش و خلق میں داخل ہونا اور ہر نکمے وصف سے نکل جانا مراقبہ احوال ہر سانس میں لزوم ادب خدا کی طرف نظر مٹا اور تکلف کو دور کرنے کے ساتھ متوجہ ہونا۔ توکل یہ ہے کہ مضمون پر بھروسہ کرنا۔ احکام بجا لانا۔ دل کی مراعات دونوں جہاں سے علیحدگی حق و صدق سے چمٹنا وجد کے اشارات کے ساتھ لوگوں سے چھپنا شمائل قصہ کے ساتھ موجودات سے خفیہ رہنا ہے۔

توحید

توحید یہ ہے کہ ایسی ذات کے مشاہدہ سے جو کہ ہر نقص سے پاک ہے۔ موجودات سے چشم پوشی کرنا۔ عارف وحدانی الذات ہے۔ جس کو کوئی قبول نہیں کرتا۔ نہ وہ کسی کو قبول کرتا ہے۔ تمام احوال کی بناتیں خصلتوں پر ہے۔ فقراء و احتیاج سے تمسک سخاوت و ایثار کی عادت تعرض و اختیار کو چھوڑ دینا۔

صادق و کاذب کی علامت

اپنے طریقہ میں صادق کی یہ علامت ہے کہ غنی کے بعد محتاج ہو جائے۔ عزت کے بعد ذلیل ہو۔ شہرت کے بعد مخفی ہو جائے۔ اپنے دعویٰ میں جھوٹے کی علامت یہ ہے کہ فقر کے بعد مستغنی ہو۔ ذلت کے بعد عزیز ہو۔ خفا کے بعد مشہور ہو اور جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ طمع کی زیادتی کو ادب کو اخلاص حق سے نکلنے کو شطح اور برائیوں سے لذت حاصل کرنے کو اچھا خواہش کی اتباع کو ابتلا دنیا کی طرف کرنے کو وصول' بد خلقی کو رعب بخل کو بہادری' سوال کرنے کو عمل کہتا ہے۔ تو اس نے بے شک ارکان طریق کو گرا دیا۔ اس کے آثار کو مٹا دیا۔ اس کے راستوں کو بدل دیا۔ اس کے معانی کو متغیر کر دیا۔ اللہ عزوجل کی نظر سے گر گیا۔ اور آپ ان اشعار کو پڑھا کرتے تھے۔

لی حبیب ازور فی الخلوات حاضر غائب عن اللحضات

میرا ایک حبیب ہے کہ جس کی میں خلوتوں میں زیارت کرتا ہوں۔ وہ حاضر ہے اور اشارات سے غائب ہے۔

ما ترانی اصغی الیہ بسری کی اوعی ما یقول من کلمات

مجھے تو نہیں دیکھتا کہ اس کی طرف اپنے باطن سے کان لگاؤں تاکہ میں ان کے کلمات جو کہتا ہے یاد رکھوں۔

حاضر غائب قریب بعید   وھو لم تحوہ رسوم الصفات

وہ حاضر ہے۔ غائب ہے قریب سے بعید ہے اور اس کو رسوم صفات گھیرتی ہیں۔

ھو ادنی من الضمیر الی الواھم   واخفی من لائح الخطرات

وہ دل سے وہم کی طرف زیادہ قریب ہے اور خطرات کے اشارہ سے زیادہ مخفی ہے۔

بیمار کو تندرست ' تندرست کو بیمار دیا

خبر دی ہم کو ابو الفتح عبدالحمید بن معالی بن عبداللہ صرصری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیلی ابو الحفص عمر بن شیخ بزرگ ابو الخیر سعید بن شیخ پیشواء ابو سعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن قیلویہ میں کرسی پر بیٹھ کر وعظ کر رہے تھے۔ اتنے میں آپ کے پاس دو صندوق (یا ٹوکرے) جن پر مہر لگی ہوئی تھی۔ لائے گئے۔ اپنے قطع کلام کر کے ان لوگوں کو جو لائے تھے۔ فرمایا کہ تم رافضی ہو۔ تم اس لیے لائے ہو کہ میرا امتحان کرو کہ ان میں کیا چیز ہے۔ پھر آپ اتر آئے۔ اور ان میں سے ایک کو کھولا تو اس میں ایک لڑکا تھا۔ جس کو گنٹھیا تھا۔ پھر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کھڑا ہو جا۔ وہ کھڑا ہو کر پھرنے لگا۔ پھر دوسرے کو کھولا اور ایک تندرست تھا۔ وہ کھڑا ہونے لگا۔ تو آپ نے اس کے سر کے بالوں کو پکڑ کر فرمایا کہ بیٹھ۔ اس کو گنٹھیا ہو گیا پھر وہ جماعت سب آپ کے ہاتھ پر رفض سے تائب ہوئی اور قسم کھانے لگے کہ ان کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہ جانتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ بعض لوگوں نے آپ کو دعوت کے لیے بلایا۔ آپ اس طرف گئے آپ کے ساتھ

کچھ لوگ تھے۔ ان میں سے ایک میں بھی تھا۔ تب ہمارے سامنے بہت سا کھانا ہر ایک قسم کا رکھا گیا۔ میرے لیے والد نے ہم کو منع کیا کہ مت کھاؤ پھر میرے والد نے وہ تمام کھانا کھا لیا۔ جب وہ لوٹے تو ہم ساتھ تھے اور جب قیلویہ میں پہنچے تو آپ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے میں نے تم کو اس کھانے سے اس لیے منع کیا تھا کہ وہ کھانا حرام تھا۔ پھر آپ نے سانس لیا۔ اور ان کے منہ یا ناک سے ایک بڑا دھواں ستو کی طرح نکلا اور اوپر کو چڑھ گیا۔ یہاں تک کہ ہماری آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ کہا کہ پھر آپ کے ناک یا منہ سے ایک ستون آگ کا نکلا اوپر کو چڑھ گیا۔ یہاں تک کہ نظر سے غائب ہو گیا۔ آپ نے کہا کہ یہ جو تم دیکھتے ہو۔ وہی کھانا تھا۔ جو کہ میں نے کھایا تھا۔

خبر دی ہم کو فقیہ نیک بخت ابو الفضل غانم بن احمد بن محمد بن علی علثی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام ابو الفضل اسحاق بن احمد بن خانم علثی نے کہا میں نے سنا شیخ عارف ابو محمد طلحہ بن مظفر علثی سے وہ کہتے تھے کہ ابو سعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے مشائخ اور صاحب خرق عادت تھے۔ جس کام کی دعا کرتے وہ ہو جاتا اور جس مریض کی عیادت کرتے اگر اس کی عمر ہوتی تو اسی دن تندرست ہو جاتا۔ جس دل خراب کی طرف دیکھتے تو وہ آباد ہو جاتا اور جس آباد دل کی طرف غضب کی نگاہ سے دیکھتے تو وہ خراب ہو جاتا میں ان کے ساتھ ایک دن زوال کے وقت قیلویہ کے میدان میں تھا۔ پھر آپ ایک پتھر پر چڑھ گئے اور اذان دی جب اللہ اکبر کہا تو اس پتھر کے پانچ ٹکڑے ہو گئے اور یوں خیال آتا تھا کہ ان کی تکبیر کی ہیبت سے زمین کانپ اٹھے گی۔

ترش انار کا میٹھا ہو جانا

ایک دن میں آپ کی خدمت میں قیلویہ میں تھا ان کی طرف انار کچھ

میٹھے اور کھٹے تحفہ میں آئے آپ نے حاضرین پر ان کو تقسیم کر دیا مجھے بھی ایک دیا۔ جب میں نے توڑا تو وہ بہت کٹھا تھا۔ میں نے دل میں کہا کاش میٹھا ہوتا تو اچھا تھا۔ تب شیخ نے مجھے فرمایا کہ مجھ کو دو میں نے وہ آپ کو دے دیا۔ آپ نے اس کو اپنے ہاتھ میں ادھر ادھر پلٹایا اور اس میں کھایا اور فرمایا کہ یہ تو میٹھا ہے۔ جب میں نے کھایا تو وہ نہایت شیریں تھا۔

لوٹے کا درست اور پانی سے بھرا ہونا

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن قاضی ابن عمران موسیٰ المخزومی صوفی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو الحسن علی قرشی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے سردار شیخ ابو سعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن قضائے حاجت کے لیے نکلے اور میں ان کے پیچھے لوٹا پانی کا بھرا ہوا لے کر نکلا۔ اتنے میں میرے ہاتھ سے لوٹا گرا اور ٹوٹ گیا۔ اس کے اجزاء متفرق ہو گئے۔ اس کے سوا ہمارے پاس کوئی اور لوٹا نہ تھا۔ نہ وہاں پانی تھا۔ پھر شیخ آئے اور آپ نے نہ تو اس کو ہاتھ سے درست کیا اور نہ اس پر ہاتھ پھیرا اور میں دیکھتا ہوں کہ وہ لوٹا صحیح و سالم ہے اور پانی سے بھرا ہوا ہے جیسے کہ پہلے تھا۔

سفر کا توشہ

مجھ سے شیخ محمد بن مدینی نے بیان کیا کہ میں نے اپنے شیخ ابو سعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دمشق کی طرف جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دی۔ مجھ کو دو سیب دیئے ایک کو اپنے جانے میں کھاتے جانا اور ایک کو واپسی کے وقت۔ ان دونوں کے سوا اور کچھ نہ کھاؤ نا وہ کہتے ہیں کہ ان میں

سے ایک سیب عراق سے دمشق تک جانے میں تمام راہ میں) میرا زاد راہ تھا۔ جب مجھے بھوک معلوم ہوتی اس میں سے پیٹ بھر کر کھالیتا اور اس کے تمام کھانے کی مجھے قدرت نہ ہوتی اور جب میں دوبارہ کھانے لگتا تو وہ بالکل ثابت ہوتا گویا کہ کسی نے اس کو چھوا تک نہیں۔ جب میں دمشق پہنچ گیا تو پھر میں نے ایک سیب کھالیا اور دوسرا سیب دمشق سے عراق تک میرا زاد راہ اسی طرح ہوا۔ جیسا کہ اس کا بھائی (سیب) کا حال میں نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ شیخ ابو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ابو العباس خضر علیہ السلام اکثر آیا کرتے تھے۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیلویہ میں رہتے تھے۔ جو کہ نہرالملک کے دیہات میں سے ایک قریہ ہے۔ بغداد کے قریب وہیں آپ نے 557ھ کے قریب اندازاً انتقال کیا۔ ان کی عمر بڑی ہو گئی تھی۔ ان کی وہیں قبر ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریف النسب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید نواسہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد میں سے تھے۔ علماء کا لباس پہنتے تھے اور چادر پہنتے تھے اور خچر پر سوار ہوتے تھے۔ عمدہ عادات والے بارونق خوبیوں والے شریف الاخلاق تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قیلویہ بفتح قاف سکون یای لام مضمومہ داؤ ساکنہ یای مفتوحہ اور ہائے تانیث کے ساتھ ہے۔ حمدویہ کے وزن پر ہے۔ اس کی طرف آپ منسوب ہیں۔ اس لیے آپ کو قیلویہ کہا جاتا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو الفرج عبدالحمید صرصری نے کہا خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن شیخ ابو الخیر سعید بن شیخ پیشواء ابو سعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا کہ آپ مجھ کو وصیت کریں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے عزیز فرزند! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی عزت کیا کرنا۔ تب ان سے شیخ محمد بن مدینی نے کہا اے میرے سردار ہم کو شیخ عبدالقادر کا حال بتلاؤ۔ تو فرمایا کہ اے محمد شیخ محی الدین اس زمانہ میں اسرارالاولیاء کے پھول ہیں اور زمانہ میں لوگوں میں سے خدا کے زیادہ قریب اور خدا کے زیادہ دوست ہیں۔ وہ کہتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا تو میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میری عزت کی اور مجھ کو قمیص و عمامہ اور طرحہ پہنایا وہ اس کو پہنتے تھے۔ بحالیکہ وہ اپنے والد کے مرید اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابو الفتوح نصر اللہ بن یوسف بن خلیل ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو العباس احمد بن اسماعیل ازجی معروف ابن الطبال نے کہا کہ میں نے سنا شیخ معمر ابوالمظفر منصور بن مبارک واسطی سے جو مشہور جرادہ ہیں اور خبر دی ہم کو ابو عبید اللہ محمد بن شیخ ابو العباس بن خضر حسنی موصلی نے کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے عراق کے بڑے بڑے مشائخ سے جو کہ عراق کے تاج تھے یعنی شیخ ابو مسعود مدلل شیخ عمر بزاز شیخ ناصرالدین بن قائدالاوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ سب کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادر شیخ ناصرالدین بن قائدالاوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ سب کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادر، شیخ بقا بن بطو، شیخ ابو سعد قیلوی، شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب ازج کے دروازہ پر جمع ہوئے تو شیخ عبدالقادر نے شیخ علی بن الہیتی سے کہا کہ تم بولو۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کے سامنے کیسے بولوں۔ پھر شیخ بقا سے کہا کہ تم کلام کرو۔ انہوں نے بھی کہا کہ آپ کے سامنے کیسے بولوں۔ پھر شیخ ابو سعد سے کہا کہ تم بولو۔ انہوں نے تھوڑا سا کلام کیا اور چپ ہو گئے اور کہا کہ میں نے اس لیے کلام کیا کہ آپکے حکم کی تعمیل ہو اور آپ کی بزرگی کے لیے چپ ہو گیا۔ پھر شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علوم

حقائق میں وہ کلام کیا کہ جس کو حاضرین نے بڑا سمجھا۔ پھر ان حضرات نے آپ سے قوال کے بارے میں اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دی تو قوال نے یہ اشعار پڑھے۔

وبدله من بعد ما اسد مل الهوی بدق تالق مرهن لمعانه
بید و کماشئة الرووأؤ رونه صعب الذری مستنع ارکانه
بنذ والینظر کیف لاح فلم یطق نظرا الیه ورده اشجانه
فالنار مااشتملت علیه ضلوعه وا لماء ما سمهت به اجفانه

سماع و وجد غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں کہ پھر شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین سے ہوا پر اڑ گئے اور ہوا میں چکر لگاتے رہے۔ یہاں تک کہ گھر کے اوپر سے نکل گئے۔ لوگ مدرسہ کی طرف گئے۔ تو وہاں آپ کو پایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

شیخ مطر بادرانی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ عراق کے مشائخ اور عارفین کے سرداروں میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہر احوال فاخرہ افعال خارقہ مقامات روشنہ بلند ہمت صاحب فتح روشن کشف جلی تھے۔ مراتب قرب میں ان کو تقدم تھا۔ مواطن قدس میں صدر تھے۔ معارف کے معراج پر چڑھنے والے تھے۔ حقائق کی سیڑھیوں میں ان کو بلندی ہے۔ تصریف جاری میں ان کا ہاتھ لمبا ہے۔ احکام ولایت میں ان کے ہاتھ روشن ہیں۔ درجات نہایت میں ان کے قدم راسخ ہیں۔ ثبت و تمکین میں بلند میں بلند طور ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جو اپنے اسرار

کے مالک ہیں۔ اپنے احوال پر غالب ہیں۔ اپنے امر پر غالب ہوئے وہ اس طریق کے ایک رکن ہیں۔ ان کے اوتاد کے صدر ان کے آئمہ کے بڑے ہیں۔ علم و عمل قال و حال زہد تحقیق و مہاتبہ میں علماء کے سردار ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کر دیا ہے اور موجودات میں ان کو تصریف دیا ہے۔ احوال کی ان کو قدرت دی ہے۔ مغیبات سے ان کو آگاہ کیا ہے۔ ان کے لیے آئندہ آنے والی چیزوں کو خرق کر دیا ہے۔ موجودات کو ان کے لیے بدل دیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر کر دیا ہے۔ ان کی زبان پر فوائد جاری کر دیئے۔ طالبین کی پیشوائی کے لیے ان کو مقرر کیا۔ ان کے شیخ تاج العارفین ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ وہ ان کی بہت تعریف کرتے تھے اور ان کی فضیلت پر لوگوں کو آگاہ کرتے تھے۔ ان کے بارے میں کہتے تھے کہ شیخ مطر میرے حال و مال کے وارث ہیں۔ وہ ان کے خاص اصحاب اور خدام میں سے ہیں۔ ان کو کوہ راسخ کا لقب دیا ہوا تھا اور ان کو شیخ کہتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے یا شیخ مطر بادر اور اس کے علاقہ میں مریدین محققین کی تربیت میں اس طریق کی ریاست تم پر منتہی ہے۔ عراق کے بڑے بڑے لوگوں نے ان سے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ ابو الکرم تمیم حلاوی شیخ ابو العز نہر ملکی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ وہ شیخ ہیں جنہوں نے تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پایا ہے۔ لیکن انہوں نے شیخ مطر کے حوالہ کر دیا تھا۔ اہل طریق کی ایک جماعت نے ان کی شاگردی کی ہے اور صلحاء کی ایک جماعت ان کی طرف منسوب ہے۔ مشائخ و اولیاء ان کی عزت کرتے تھے۔ ان کی فضیلت کا اقرار کرتے تھے۔ ان کے مرتبہ کو بر قرار رکھتے تھے۔ ان کی زیارت کا قصد کیا جاتا تھا۔ احوال قوم کے مشکلات ان سے حل ہوتے تھے۔ وہ دانا خوبصورت متواضع کریم باادب تھے۔ ان کے حال پر سکر غالب تھا۔ اہل معارف کی اہل زبان پر ان کا مقام بلند تھا۔ اس میں سے یہ

ہے۔ نفوس کی لذت رفیق اعلیٰ کی معرفت اور علی عظیم سے سرگوشی کرنا ہے۔ قلوب کی لذت انس کے امیر سے کہ جس نے مقدس دل کے مقام پر نظر کی ہو۔ تمجید کے باغوں میں توحید ہے۔ مطربات معانی کے ساتھ اس مثانی سے جو کہ اس کے اہل کے لیے قسم ثانی تک جاذب ہیں ان کے مالکوں کو امیدوں کے مدارج میں مقام صدق تک بادشاہ بااقتدار تک اٹھانے والے ہیں۔ لذت ارواح یہ ہے کہ محبت کا پیالہ فتح لدنی کے عروسوں کے ہاتھوں سے خلوت وصل میں بساط مشاہدہ میں پینا معانی اور عالم موجودات کے درمیان بے ہوشی نور عزت میں باخبر ہونا اور صفحات الواح پر جو ذرات وجود کی جانیں قلم توحید (یعنی) ہرگز یہ بات نہیں بلکہ وہ اللہ عزیز حکیم ہے لکھی گئی ہے۔ ان کا پڑھنا لذت اسرار کی یہ ہے کہ یہ حیات ذاتیہ کی نسیم کا مطالعہ ہو حقائق غیوب تک اندرون قلب سے وصول ہو۔ اسرار کے اندرونی باتوں کا افکار کے ساتھ معائینہ ہو۔ پھر دل حقائق غیوب کا معائنہ کرتے ہیں اور شواہد اسرار کا قبول اس کے ساتھ رہتا ہے۔ پھر دل افکار کے سمندروں میں داخل ہوتے ہیں اور عالم محجوب کے تحفہ کی طرف نفوس مطمئن ہوتے ہیں۔ پھر جوں جوں غیوب سے اتقان صفت و ابداع فطرت کے دلالت کے پردہ کھل جاتے ہیں۔ مقول کی ہیبت و فکر ان کے مقابل ہوتی جاتی ہے اور مخرج کا اعتبار قلب سے ہے۔ جب قلب پاک ہو تو اعتبار شواہد کے ساتھ نافذ ہوتا ہے۔ اس کی ہمت بلند ہوتی ہے۔ اس کی فکر ترقی پر ہوتی ہے کوئی اس کو مانع نہیں ہوتا۔ پس فکر حق کا طریق ہے اور صدق پر دلیل ہے فکر کا اصل ثمرہ معرفت ہے۔ معرفت کے مزہ کا پھل عمل ہے۔ عمل کی لذت کا مزا اخلاص ہے اخلاص کی غائیت کی لذت نعیم ہے۔ نعیم ایک ایسی غایت ہے کہ جو ختم نہ ہو گی۔ عقلوں کے ہاتھ نفوس کی باگوں سے تمسک کرتے ہیں۔ نفس عقل کو مسخر کرلیتا ہے۔ عقل انوار الہیہ سے مدد طلب کرتی ہے۔ اسی سے وہ حکمت صادر ہوتی ہے جو کہ

علوم کی سردار ہے۔ عدل کی میزان ہے۔ ایمان کی زبان بیان کا چشمہ ارواح کا باغ۔ اشکال کا نور خوبیوں کی گردن' حقائق کی میزان' وحشیوں کی محبت راغبین کی تجارت مشتاقین کی آرزو ہے۔ حکمت حق کا پالنا ہے اور جب عقل پر وارد ہو تو ہدایت کے پردوں پر دلالت کرتی ہے۔ دلوں کے زنگاروں کو صاف کرتی ہے۔ باطنوں کے عیوب کو مار ڈالتی ہے۔ جو چیز کہ اپنے غیر سے قائم ہو۔ تو ضرورت اس کو مس کرتی ہے اور جس کا جسم کے ساتھ ظہور ہو۔ تو عرض اس کو لازم ہے۔ جس کا آلات کے ساتھ اجتماع ہو۔ اس کی قوتیں اس کو تمسک کرتی ہیں۔ جس چیز کو وقت جمع کر دے۔ اس کو وقت ہی متفرق کرتا ہے۔ جس کو محل ٹھکانا دے۔ اس کو این پالیتا ہے۔ جس شے کے لیے جنس ہے۔ اس کو نوع لازم ہے اور جس کے لیے عرض ہو۔ پس طول اس کی مساحت ہے اور جس پر وہم فتح پائے۔ پس تصویر اس کی طرف چڑھتی ہے۔ جو شخص خلا میں ساکن ہے۔ وہ خلا سے غائب ہوتا ہے۔ جو جرم دار چیز ہے۔ اس کا وزن ہو گا۔ جو ساکن ہے وہ متحرک ہو گی جو شخص کسی شے سے مدد طلب کرتا ہے۔ پس فاقہ اس سے ملے گا۔ جو مادہ کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ اس کو ان باتوں سے نسیان ہو گا۔ جو فکر کرے گا۔ مشغول ہو گا۔ جو مشورہ کرے یا بوجھ اٹھائے وہ ناقص ہے اور یہ تمام صفات حادث کے وصف ہیں اور قدیم سبحانہ اپنی ذات و صفات میں مخلوق سے مبائن ہے اور ان اس سب سے پاک ہے۔ وہ بابرکت اور بلند ہے۔ جو وہ بیان کرتے ہیں۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

سهرت الليل من وجدی بميا　　واذکرها　　فتجرے　　مقلتيا
اصنم جوانحی بيدی شوقا　　نيشتعل النو فير براحتيا
ويسکرنی مدامر الحب تيها　　ومن يصلحوا اذا شرب الحميا
وما خونی من السکرا حتب لا ولکن　　ان ابوح بسر ميا

فجودی وارحی یامی مفنی! کواہ ھجرک والعبد کیا
ورقی الذی امسی کئیسبا! من البلوی تسامرہ الثریا

خبر دی ہم کو ابو محمد ماجد بن محمد بن خالد حلوانی صوفی نے کہا۔ خبر دی ہم کو شیخ صالح ابوبکر محمد بن الشیخ عوض بن سلامتہ غراد بغدادی صوفی نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد نے کہا کہ میں بادراتی میں گزارا۔ وہاں بڑے ٹڈی دل کو دیکھا۔ جس نے کہ کنارہ آسمان کو بند کر دیا۔ آگے آگے ایک شخص تھا جو کہ لکڑی پر سوار تھا۔ بلند آواز سے پکارتا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور مکڑی جدھر وہ جاتا تھا اس کے پیچھے جاتی تھی۔ شیخ مطر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرہ س باہر نکلے اور پکارا اے خدا کے بندے جدھر سے آئے تھے ادھر ہی چلے جاؤ۔ پھر تمام مکڑی الٹے پاؤں چلی گئی اور وہ شخص ہوا سے عقاب کی طرح اترا یہاں تک کہ شیخ کے سامنے آگرا۔ شیخ نے اس سے کہا جا چلا جا۔ پھر وہ شخص ہوا پر اس طرح اڑا جس طرح تیر کمان سے چھوٹتا ہے اور بلاد عراق میں مکڑی گر پڑی۔ جس کو لوگوں نے پکڑ لیا اور چھ روز تک کھاتے رہے تب شیخ نے کہا کہ اس مکڑی کا ارادہ تھا کہ کھیتوں اور حیوانوں کو ہلاک کرے۔ میں نے خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ میں اس کی لوٹا دوں۔ تب مجھ کو اس نے اجازت دی۔

خبر دی ہم کو ابو محمد احمد بن علی بن یوسف تیمی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ شریف ابو ہاشم احمد بن مسعود ہاشمی بغدادی نے کہا کہ میں نے ابو احمد عبدالباقی بن عبدالجبار ہروی صوفی حرصی سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ شیخ مطربادرای رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشائخ عراق کے بڑوں میں سے تھے۔ ان کی نگاہ جس نافرمان پر پڑتی وہ مطیع ہو جاتا تھا۔ اگر بھولے غافل پر پڑتی۔ تو وہ بیدار اور ہوشیار ہو جاتا تھا۔ جو یہودی نصرانی آپ کے پاس آتا وہ مسلمان ہو جاتا اور جو زمین افتادہ ہوتی۔ اس پر گزرتے تو وہ سبزہ زار ہو جاتی اور جس شیخ یا

برکت یا غیر برکت کی دعا مانگتے اس کے آثار ظاہر ہو جاتے۔

ساٹھ گٹھڑ کے پانچ سو گٹھڑ بن گئے

ایک دفعہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا ان کے پاس ان کے مریدوں میں سے ایک دیہاتی شخص تھا۔ جو غمزدہ تھا کہنے لگا اے میرے سردار! میری زمین کی زراعت تو اس سال اچھی تھی۔ مگر سوائے ساٹھ بار غلہ کے اور کچھ نہیں نکلا۔ حالانکہ ہر سال تین سو بار نکلا کرتے تھے اور مجھ پر لوگوں کا ستر بار قرض ہے۔ تب شیخ اس زمین کی طرف آئے اس شخص کے خرمن پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اس کو ناپو۔ تب وہ تین سو بار ہوئے۔ پھر خرمن سے اترے اس کو تولا تو وہ دو سو بار تھے۔

دودھ کا بڑھ جانا

ایک دفعہ میں ان کی خدمت میں آیا۔ میرے ساتھ پانچ شخص تھے۔ آپ نے مرحبا کہا اور ہمارے لیے ایک برتن نکالا جس میں دودھ تقریباً ایک سیر ہو گا۔ ہم نے پیا یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ اتفاقاً" سات اور شخص آ گئے۔ پھر ان کو شیخ نے برتن دیا۔ انہوں نے پیا یہاں تک کہ وہ بھی سیر ہو گئے اور اتفاقاً" اور دس آدمی آ گئے۔ ان کو بھی شیخ نے وہی برتن دیا وہ بھی پی کر سیر ہو گئے۔ واللہ دودھ اس میں پہلے سے بھی زائد معلوم ہوتا تھا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک ابو الفضل رزق اللہ بن عبدالصمد بن احمد بن محمد ہاشمی کرخی صوفی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو طاہر خلیل بن احمد صرصری سے وہ اپنے باپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ میں نے

ایک رات صبح کے وقت بازار میں ایسی خوشبو سونگھی کہ عنقریب تھا کہ جانیں اس لذت سے نکل جاتیں۔ سکر کی وجہ سے عقلیں غائب ہو جائیں۔ پھر اس کے بعد ایک نور ظاہر ہوا کہ جس نے تمام آسمان کے کنارہ کو روک دیا اور مجھ سے کہا گیا کہ آج کی رات اللہ عزوجل کی تجلی اس کے بندے شیخ مطر پر ہوئی ہے۔ پھر وہ تجلی پردہ میں ہو گئی۔ اس مشاہدہ کی حسرت سے ٹھنڈا سانس لیا۔ میں نے ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھی تھی اور وجود کی طرف حسرت کی آنکھ سے اس تجلی کی طلب میں دیکھا۔ تو میں نے وہ نور نہ دیکھا۔ تب میں صبح کو ان کی زیارت کو گیا۔ تو میں نے ان کے حجرہ کے دروازہ پر گھاس پائی۔ جس کو میں نے کل خشک دیکھا تھا اب دیکھا کہ وہ سبز ہے۔ ان کے حجرہ میں دو مردوں کو دیکھا۔ جن کو میں کل پہچانتا تھا ایک تو اندھا تھا۔ دوسرا بیمار تھا قریب الموت پھر کیا دیکھا کہ اندھا تو بینا ہو گیا اور بیمار تندرست ہو گیا ہے۔ میں نے ان کے مریدوں سے اس کے متعلق پوچھا تو کہنے لگے کہ آج کی رات شیخ گھاس پر سوئے تھے اور مریض کیلئے گھاس کے آخر حصہ میں ہم نے بچھونا کر دیا تھا اور اندھا شیخ کے پاس سویا تھا۔ لیکن آج صبح کو گھاس سبزہ ہو گئی اندھا بینا ہو گیا۔ مریض تندرست ہو گیا۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردوں میں سے تھے۔ باذار میں رہتے تھے جو کہ عراق کی زمین لحف کے پرگنوں میں سے ایک گاؤں ہے۔ باذار ذال معجمہ اور الف تانیث ممدودہ سے ہے۔ آپ نے خواب میں اپنے شیخ تاج العارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک بڑا درخت دیکھا تھا۔ جس کی بہت سی شاخیں تھیں اور ہر شاخ پر ایک شخص تھا جو کہ تاج العارفین کے مریدوں میں تھا اور اپنے آپ کو ایک شاخ پر دیکھا جو کہ باذراء کے متصل ہے۔ جب صبح ہوئی اور تاج العارفین کی خدمت میں آئے انہوں نے کہا اے شیخ مطر میں وہ درخت ہوں جو تم نے خواب میں دیکھا تھا۔ تم باذراء کی طرف جاؤ۔ پھر آپ نے اسی کو وطن بنایا اور وہیں انتقال کیا۔ وہیں آپ کا مزار ہے۔

جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ آپ کی وفات شیخ بقا بن بطو کی وفات سے پہلے ہوئی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابو سعد عبدالغالب بن احمد ہاشمی نے کہا خبر دی ہم کو ابو الحسن علی نان بائی بغدادی نے کہا میں نے سنا۔ شیخ ابو القاسم عمر بزاز سے وہ کہتے تھے کہ بیان کیا مجھ سے شیخ ابو القاسم عمر بزاز نے وہ کہتے تھے کہ بیان کیا مجھ سے شیخ ابو الخیر کرم بن شیخ پیشواء مطر بادرای رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب میں اپنے والد کی وفات کے وقت حاضر ہوا تو میں نے کہا مجھ کو آپ وصیت کریں کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں آپ نے کہا کہ شیخ عبدالقادر کی میں نے گمان کیا کہ آپ غلبہ مرض میں کہہ رہے۔ پھر میں نے ایک گھڑی تک سکوت کیا اور پھر کہا کہ آپ مجھے وصیت کریں کہ آپ کے بعد کس کی اتباع کروں۔ پھر فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ پھر میں نے ایک گھڑی تک ان سے کچھ نہ کہا پھر وہی بات کہی۔ پھر فرمایا اے فرزند! ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں سوائے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کسی کی اقتداء نہ کی جائے گی۔

میں کہتا ہوں کہ اس قصہ کا طویل ذکر دوسری اسناد سے میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اب اسکے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ اللہ عزوجل توفیق دینے والا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن زراد نے کہا۔ خبر دی ہم کو ابو بکر بن سخال نے کہا میں نے سنا امام ابوبکر عبداللہ بن نصر تیمی سے وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ مطر باذرری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت باذرای میں لی۔ تو مجھ کو مرحبا کہا اور میری خاطر تواضع کی مجھ سے کہا کہ مجھ کو شیخ عبدالقادر کے احوال بتلا۔ میں نے کچھ حالات بیان کیے۔ سن کر وہ دائیں بائیں وجد کرتے تھے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے ایک جھنڈ ہیں کہ جن

سے اولیاء کے اسرار روح القدس کی خوشبو سونگھتے ہیں وہ حضوری میں متکلم ہیں اور انتقام کی تلوار ہیں۔ کوئی ولی اس وقت حال و مقام ان کے ہاتھ کے سوا نہیں جاتا۔ وہ واسطہ عقد ہیں۔ مجلس کے سردار ہیں۔ موجودات کی آنکھ ہیں۔ اولیاء کے درمیان وہ خالص عرب اور عربوں کے صاحب ہیں۔ جب وہ ایک نگاہ دیکھتے ہیں تو ہم سب اس نظر کی ضیافت ہوتے ہیں۔ یا قدم اٹھاتے ہیں تو ہم سب اس کے قدم سانس کی حفاظت میں ہوتے ہیں یا قدم اٹھاتے ہیں تو ہم سب اس کے قدم کے سایہ میں ہوتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شیخ ماجد کروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ شیخ عراق کے مشہور مشائخ میں سے اور بڑے عارفین میں سے ہیں۔ مقربین کے صدر محققین کے امام ہیں۔ کرامات ظاہرہ و احوال فاخرہ۔ مقامات جلیلہ بلند مراتب بزرگ بخششوں والے ہیں۔ ان کے حقائق و معارف و دقائق و لطائف ہیں۔ ان کے لیے مراتب قرب منازل حضوری اور وصل کی چشمہ کی سیرابی میں تقدم ہے۔ بلندی کے گھوڑ دوڑ کے گھوڑوں کی طرف اور احوال نہایت کی باگوں کے لینے اور اسرار ولایت کی خوبصورتیوں کی چادر پہننے تمکین استوار کے بلند درجات کے پانے۔ تعریف خارق کی سیڑھیوں پر چڑھنے معالم قدسیہ و معانی نورانیہ کی سیڑھیوں پر چڑھنے میں ان کو سبقت ہے۔ وہ اس طریق کے ایک رکن ہیں۔ اس گروہ کے اپنے وقت میں علم، عمل، حال قال تحقیق رفعت ریاست میں اوتاد ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا۔ موجودات میں تصرف دیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر کئے۔ اسرار پر ان کو مطلع کیا ہے۔ موجودات کو ان کے لیے بدلا دیا ہے۔ عادات کو ان کے لیے خرق کر دیا ہے۔ ان کو حکمت ان کے ساتھ گویا کیا ہے۔ شواہد الغیب اور معانی تقدیر و آیات ملکوت کو انہیں دکھایا ہے۔ اس کے ساتھ ان کا عبادات میں قدم راسخ ہے مجاہدہ میں ادب تھا۔ مشاہدہ میں جولانی تھی۔ دلوں میں خدا تعالیٰ

نے ان کو مقبولیت بڑی دی تھی۔ نفوس میں ان کو پوری ہیبت دی تھی۔ اس طریقہ کے چلنے والوں اور طالبوں کے لیے خدائے تعالیٰ نے ان کو پیشواء بنایا تھا۔ یہ طریق ان تک منتہی ہوا۔ پہاڑ اور اس کے اردگرد میں مریدین صادقین کی تربیت میں انہیں کے ساتھ امر سیراب ہوا۔ ان کی صحبت میں عراق کی ایک مشہور جماعت نے تخریج کی ہے اور صلحاء کی ایک جماعت ان کی شاگرد ہے۔ ان کی عزت و احترام پر مشائخ وغیرہ کا اجماع ہوا ہے۔ ہر طرف سے ان کی زیارت کا قصد ہوا ہے۔ اونٹنیوں کی بغلیں ان کی طرف ہر طرف سے مار کر چلاتے تھے۔ ان سب باتوں کے ساتھ ان میں اللہ تعالیٰ نے صفات شریفہ اخلاق پسندیدہ آداب کاملہ تواضع عظیم جمع کر دیئے تھے۔ اہل حقائق کی زبان پر ان کا نفیس کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔ مشتاقوں کے دل' اللہ تعالیٰ کے نور کے ساتھ منور ہوتے ہیں۔ جب ان میں اشتیاق حرکت کرتا ہے تو اس کے نور سے زمین و آسمان روشن ہوتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ فرشتوں کے درمیان ان کے ساتھ فخر کرتا ہے اور کہتا ہے تم گواہ رہو کہ میں ان کا مشتاق ہوں اور جو اپنے رب تبارک و تعالیٰ کی طرف شوق کرتا ہے۔ اس کو محبت ہوتی ہے۔ جس کو محبت ہوتی ہے۔ وہ خوش ہوتا ہے اور جو خوش ہوتا ہے وہ قریب ہوتا ہے۔ اور جو قریب ہوتا ہے وہ راز کی باتیں کرتا ہے اور جو راز کی باتیں کرتا ہے وہ گرم ہوتا ہے۔ اور جو گرم ہوتا ہے وہ اڑتا ہے اور جو اڑتا ہے اس کی آنکھیں بوجہ قرب کے ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ پس زاہد صبر کا علاج کرتا ہے۔ مشتاق سکر کا واصل ولایت کا علاج کرتا ہے۔ شوق اللہ عزوجل کی آگ ہے جو کہ دوستوں کے دلوں میں بھڑکتی ہے۔ پھر ان کو اس کی ملاقات و نظر ہی سے آرام ملتا ہے۔ ہیبت کی آگ دلوں کو پگھلا دیتی ہے۔ محبت کی آگ ارواح کو گلاتی ہے۔ شوق کی آگ نفوس کو گلاتی ہے۔ خاموشی بلا تکلیف عبادت ہے اور بلا زیور زینت ہے اور بغیر غلبہ کے ہیبت ہے اور بغیر دیوار کے قلعہ ہے۔

بغیر پیالہ کے شراب ہے۔ کا تین کی راحت عذر سے غنی کر دیتی ہے مرد کو یہ علم کافی ہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈرے اور اس کی جہالت کے لیے یہی کافی ہے کہ اپنے دل میں خوش رہے۔ عجب حماقت کی فضیلت ہے۔ جس سے اس کا صاحب اپنے نفس کے عیوب کو چھپا لیتا ہے۔ پس اس کو معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں اس کو لے جائے گا۔ پھر اس کو تکبر کی طرف پھیر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز ایسی پیدا نہیں کی کہ جس کا نقش آدمی کی صورت میں نہ ہو۔ کسی غریب امر کو ایجاد نہیں کیا۔ مگر اس کو صورت آدمی میں جاری کیا ہے۔ کسی شر کو ظاہر نہیں کیا۔ مگر اس میں اس علم کی کنجی ہے۔ پس انسان عالم کا ایک مختصر نسخہ ہے۔ سکر بندہ کا ایسے وارد سے غائب ہوتا ہے۔ جو اس کو روایت غیر سے فارغ کر دے۔ پھر ہر دن پوشیدہ اسرار و رموز موارد کی غلبہ کی وجہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ سکر ایک رسم ہے۔ جس کے ساتھ خوشی میں بے قابو ہونے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ وہ خاص محبوں کا مقام ہے۔ کیونکہ فنا کی آنکھیں اس کو نہیں قبول کر سکتیں۔ منازل علم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ سکر کی تین علامتیں ہیں۔ شغل ماسواء سے تنگی، تعظیم قائم رہے، شوق کے بھنور میں گھسنا اور تمکین دائم بحر سرور میں غرق اور صبر میتحہ، اس کے ماسواء آنکھوں کا نقصان ہے۔ جیسے سکر حرص سکر جہل سکر شہوت اور جس شخص کا سکر خواہش کے ساتھ ہو تو اس کی ہوش گمراہی کی طرف ہو گی۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحیٰی القرشی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عالم محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی البغدادی مشہور توحیدی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ فاضل عارف ابو محمد عبدالرحیم بن شیخ ابو حفص عمر واعظ مشہور ابن العزال نے شیخ پیشواء مکارم نے وہ عراق کے بڑے مشائخ اور آئمہ طریق سے تھے۔ ان کی کرامات ظاہرہ و احوال فاخرہ مقامات روشنہ معارف جلیلہ تھے۔ اس شان میں ان کا قدم مضبوط تھا۔ احکام شریعت و ولاویت میں

ان کی تعریف جاری تھی۔ شاگردوں اور متبعین میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔ وہ تاج العارفین ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص مریدوں اور پرانے خادموں میں سے تھے۔ وہ مواضع توشان کے رہنے والے تھے جو کہ عراق کے پرگنوں میں سے ایک قصبہ ہے۔ وہیں آپ فوت ہوئے۔ وہاں پر ان کی زندگی وسعت میں بڑی شہرت تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ ماجد کی کرامت

راوی کہتا ہے کہ ایک شخص ہمارے اصحاب میں سے شیخ ماجد کروی کی طرف آیا ان سے رخصت لیتا تھا اور حج کا غیر حج کے مہینوں میں ارادہ رکھتا تھا۔ شیخ سے کہنے لگا کہ میں نے حج کا ارادہ کیا ہے میں نے نہ توشہ لیا ہے اور نہ کسی شخص کو ہمراہ لیا ہے۔ تب شیخ ماجد نے اس کے لیے ایک چھوٹی کشتی دی اور فرمایا اگر تو وضو کا ارادہ کرے گا تو یہ پانی ہو گا۔ اگر تجھے پیاس لگے تو یہ دودھ ہو گا اور اگر تجھے بھوک معلوم ہوئی تو یہ ستو ہوں گے۔ اس کا حال یہ تھا کہ حمدین پہاڑ سے لے کر مکہ مکرمہ تک کے سفر میں اور جس عرصہ میں کہ عرب میں رہا اور حجاز سے عراق تک لوٹنے کے وقت تک جب وضو کا ارادہ کرتا تو اسی میں سے عمدہ پانی کے ساتھ وضو کر لیتا اور جب پیاس لگتی کبھی تو ایسا عمدہ میٹھا پانی جو کہ فرات کے پانی سے عمدہ ہوتا۔ پیتا یا دودھ اور شہد ہوتا جو کہ دنیا کے دودھ اور شہد سے عمدہ اور جب کھانے کا ارادہ کرتا تو اس میں ایسے ستو نکلتے جو کہ شکر کے مشابہ ہوتے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ محمد بن عیسیٰ بن عبداللہ ارزنی رومی صوفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو محمد عباس بن شیخ بزرگ ابوالنجاۃ سلیمان بن شیخ پیشواء ابو ماجد کروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا

کہ میں ایک دن اپنے والد کے پاس خلوت میں تھا۔ اس میں کوئی ایسی شے
کھانے پینے کی نہ تھی۔ پھر وہ اس کے دروازہ پر بیٹھ گئے میں آپ کے ساتھ
تھا۔ پھر آپ کی خدمت میں بیس آدمی آ گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے
سلمان تم اندر داخل ہو۔ میرے وہ خادم بھی داخل ہوئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ
اندر کھانے کے برتن بھرے ہوئے ہیں۔ تب ہم نے ان کو نکالا وہ سب ان کو
کھلا دیا۔ یہاں تک کہ اس میں کچھ باقی نہ رہا پھر پندرہ آدمی داخل ہوئے تو مجھ
سے والد نے کہا اے سلمان یہاں داخل ہو اور ہمارے پاس کھانا لا۔ میں آپ
کی مخالفت نہ کر سکا اور اندر داخل ہوا میرے ساتھ دو خادم بھی تھے۔ دیکھا تو
اس میں پہلے کھانے کے علاوہ اور کھانا موجود ہے ہم نے اس کو نکالا۔ انہوں
نے سب کھانا کھا لیا۔ حتیٰ کہ جب اس میں کچھ باقی نہ رہا تو پھر تیس آدمی اور
آ گئے۔ پھر میرے والد نے مجھ سے کہا کہ وہاں داخل ہو اور ہمارے لیے کھانا
لاؤ میں آپ کی مخالفت نہ کر سکا۔ میں داخل ہوا اور دو خادم میرے ساتھ
تھے۔ دیکھا اس میں بہت سے برتن کھانے کے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پہلے
اور دوسرے کھانے کے علاوہ ہیں۔ ہم نے ان کو نکالا۔ تب انہوں نے کھا لیا۔
پھر میرے والد نے دونوں خادموں کی طرف دیکھا تو زمین پر بے ہوش ہو کر گر
پڑے اور اپنے مکانوں کی طرف بھیج دیئے گئے۔ وہ دو تختوں کی طرح تھے۔ نہ
بات کرتے تھے نہ حرکت کرتے تھے۔ صرف آنکھیں ہلتی تھیں۔ اس طرح وہ
چھ ماہ تک رہے۔ پھر والد کی خدمت میں ان دونوں کے والدین روتے ہوئے
آئے اور اپنے بیٹوں کی شکایت کرتے ہوئے آئے۔ تب مجھ سے میرے والد
نے فرمایا کہ اے سلمان تم جاؤ ان دونوں کو لاؤ میں ان میں سے ایک کے پاس
گیا۔ میں نے اس کو کہا۔ میرا والد تم کو بلاتا ہے۔ وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور اس کو
تکلیف نہ تھی۔ دوسرے سے بھی یہی بات ہوئی۔ میں ان دونوں کی طرف
متوجہ ہوا اور ان دونوں سے ان کا حال دریافت کیا۔ تب ان میں سے ایک

نے کہا کہ جب ہم نے تیسری دفعہ کھانا نکالا۔ تو میں یہ دیکھ کر ڈر گیا اور میرے دل میں یہ خطرہ ہوا کہ یہ جادو ہے۔ دوسرے نے کہا کہ میرے دل میں آیا کہ ان کے پاس کوئی جن آتا ہے ان دونوں نے خدا کی قسم کھائی کہ جو ہمارے دل میں بات تھی۔ اس کی خبر سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہ تھی اور ہر ایک نے اپنے دل کی ملامت کی اور دوبارہ اس پر استغفار کیا اور جان لیا کہ یہ بڑا وسواس ہے پھر اس کا جلدی وقوع ہوا۔ جس کو تم نے دیکھ لیا۔

ایک درخت پر تین پھل

مجھ سے میرے والد نے ایک دن کہا۔ اے سلمان پہاڑ کے آخری حصہ کی طرف جاؤ وہاں پر تین شخص ہیں۔ ان سے کہو کہ میرے والد تم کو سلام کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جو تم چاہتے ہو وہ تم کو ملے گا۔ میں ان کے پاس آیا اور ان کو میں نے والد کا پیغام پہنچا دیا۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں انار چاہتا ہوں دوسرے نے کہا سیب تیسرے نے کہا انگور چاہتا ہوں۔ پھر میں والد کی خدمت میں آیا اور ان کو خبر دی پھر مجھ سے کہا تم فلاں درخت کی طرف جاؤ۔ جس کو میں پہچانتا تھا کہ وہ خشک تھا اور ہمارے قریب تھا۔ اس میں سے جو وہ مانگتے ہیں توڑے میں نے ان کا کلام ردنہ کیا اور ہمارے قریب تھا۔ تو وہ سبز خوشنما تھا۔ اس میں میں نے انار سیب انگور تینوں پائے کہ ایسے عمدہ اور خوشبو دار کبھی نہ دیکھے تھے۔ میں نے وہ توڑ لیے اور والد کے پاس لا دیئے۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ تینوں کی طرف لے جا۔ میں ان تینوں کی طرف آیا تو انار والے نے انار انگور والے نے انگور کھایا۔ سیب والے نے کہا کہ یہ سیب میں تم کو دیتا ہوں اور خود نہ لیا۔ میں نے اپنے دل میں اس کا خدشہ پایا۔ پھر وہ تھوڑی دور چلے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ ہوا پر

اڑنے لگے۔ لیکن سیب والا اوپر کو ایک بالشت بھر نہ چڑھ سکا۔ جو اس کے ہاتھ میں تھا وہ گر پڑا۔ اس کے ساتھی اس کی طرف اتر آئے اور اس سے کہنے لگے اے شخص! یہ بات اس لیے ہوئی کہ تم نے سیب کے لینے سے انکار کیا۔ پھر وہ تینوں ننگے سر ہو کر میرے والد کی خدمت میں آئے تب میرے والد ان سے ملے اور اس شخص سے کہا اے میرے فرزند تم کو میرے عطیہ کے لینے اور اپنے ساتھیوں کی موافقت سے کس نے روکا تھا۔ وہ میرے والد کے قدموں پر گر پڑا اور چومتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ خدشہ نہیں پھر فرمایا اے سلیمان وہ سیب کہاں ہے۔ میں نے ان کو دے دیا۔ آپ نے اس کے ٹکڑے کیے ایک ٹکڑا آپ کھایا اور ایک ٹکڑا مجھے کھلایا اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک ٹکڑا دیا۔ میں نے دیکھا تو اس میں بیج نہ تھا اور ایسا ہی انگور و انار تھا۔ پھر اس شخص کے دونوں کندھوں میں اپنے ہاتھ سے دھکا۔ تو وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیر کی طرح ہوا میں اڑ گیا۔ میں نے والد سے ان کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ یہ رجال الغیب ہیں جو کہ چلتے رہتے ہیں اور مجھ سے عہد لیا کہ میری زندگی میں تم کسی سے یہ ذکر نہ کرنا۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردوں میں سے تھے۔ عراق کی زمین میں حمدین پہاڑ پر رہتے تھے اور اس کو وطن بنا لیا تھا۔ یہاں تک کہ وہیں بعد 561ھ کے فوت ہوئے۔ آپ کی عمر بڑھی تھی اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی جو کہ ابو محمد حسن بن احمد بن قوقا حریمی نے کہا۔ خبر دی ہم کو میرے دادا محمد بن دلف نے کہا خبر دی ہم کو شیخ فاضل ابو العباس احمد بن یحییٰ بر کتہ بغدادی بزار مشہور ابن الدبیقی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ یحییٰ سے سنا کہتے تھے کہ میں نے شیخ ماجد کردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر زمین والوں کے امام اور اس طریق کے امام ہیں

اس زمانے میں شیوخ زمانہ کے شیخ ہیں۔ انہیں کے نور سے اہل دل اپنے احوال میں روشنی حاصل کرتے ہیں۔ انہی کی باطنی خوبی سے اہل حقائق اسرار ان کی معرفتوں میں اوپر کو چڑھتے ہیں۔ پھر میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ اس لیے کہ ہر دل والے کا دل ان کے تصرف میں ہے اور ان کا ایسا نور ہے کہ اس دل انوار پر اس کا نور چمکتا ہے پھر جب بلندیوں کے راستوں میں دل سیر کرنے میں دور تک جاتا ہے۔ تو اس کے سامنے اس نور کے سوا اور کوئی چیز ثابت نہیں رہتی اور نیز اس کے لیے ہر صاحب باطن کے باطن میں مطالعہ ہے کہ جن پر خدا کی نظر سے جھانکتے ہیں اور جب اس باطن پر مواجد قدس اشرف کے منازل وارد ہوتے ہیں تو اس سر سے محل حقائق فراخ ہو جاتا ہے۔ معارف کے اسرار ان اسرار نازلہ کے پردوں سے اس مطالعہ کے جھانکنے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کا نور' نور نبوی سے روشن ہے۔ اس کی قوت اور رونق اصل نبوی سے مدد لیتی ہے۔ اسی سے اس کا قوام ہے اور اسی پر اس کا اعتماد ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(شیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ شیخ اکابر مشائخ اور مقرب عارفین اعلیٰ محققین کے آئمہ میں سے ہیں۔ صاحب فتح طلوع کرنے والی اور کشف روشن بصیرت خارقہ اور باطن روشنہ صاحب کرامات عالیہ احوال فاخرہ مقامات جلیلہ حقائق نفیسہ معارف روشنہ ہیں۔ مراتب قرب میں ان کا بڑا مرتبہ ہے۔ مجالس قدس میں صدر اور بلند ہیں۔ تصریف میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اہل تمکین میں ان کا بلند مرتبہ ہے۔ معانی نورانیہ کے درجات میں ان کو ترقی ہے۔ یہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور عالم میں تصرف دیا ہے۔ احکام احوال میں قدرت دی ہے موجودات کو ان کے لیے بدل دیا ہے۔ عادات کو ان کے لیے بدل دیا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کیا۔ مغیبات کے ساتھ ان کو بلایا ان کی زبان پر حکمتیں جاری

کیں۔ مخلوق کے نزدیک ان کو مقبول کر دیا۔ ان کی ہیبت سے سینے بھر دیئے وہ اس شان کے ایک رکن اور اس طریق کے امام ہیں۔ معرفت و علم و شہود و حال میں اس طریق کے بڑے عالم ہیں۔ شیخ تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ ان کے ذکر کو بلند کرتے تھے۔ شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ ان کو اپنی چادر بھیجی تھی۔ کہ ان کے سر پر میری طرف سے نائب بن کر تم رکھ دینا۔ ان کو حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی تھی اور کہا تھا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی کہ جاگیر میرا مرید ہو جائے۔ سو خدا نے ان کو مجھے دے دیا۔ مشائخ عراق کہتے ہیں کہ شیخ جاگیر اپنے نفس سے اس طرح نکل گئے ہیں جس طرح سانپ اپنی جلد سے نکل جاتا ہے۔ وہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ میں نے کسی سے عہد نہیں لیا۔ یہاں تک کہ لوح محفوظ میں اس کا نام دیکھ لیا کہ وہ میرے مریدوں میں سے ہے اور یہ بھی وہ کہتے تھے کہ وہ تلوار دیا گیاہوں۔ جو تیز ہے جس کی ایک طرف مشرق میں ہے اور دوسری مغرب میں اگر اس کے ساتھ سخت پہاڑوں کی طرف اشارہ کروں تو وہ بھی جھک جائیں اون کے شہر اور اس کے اطراف میں اس طریق کی ریاست ان تک منتہی ہوئی۔ ان سے ایک جماعت نے نفع حاصل کیا ان کی طرف صلحاء کی ایک بڑی جماعت منسوب ہے۔ مشائخ ان کی تعظیم اور ان کی فضیلت کا اقرار کرتے ہیں۔ آپ عمدہ اخلاق والے اور خوب خصائل کامل آداب شریف الصفات لطیف المعانی تھے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کو ادب شریعت کے لزوم اور حفظ قانون عبودیت کی تائید کی تھی۔ اہل حقائق کی زبان پر ان کا بلند مقام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔ مشاہدہ یہ ہے کہ بندہ آداب کے درمیان حجاب اٹھ جائیں۔ پھر وہ قلب کی صفائی سے غیب کی خبروں پر جو وہ بیان کرتا ہے۔ مطلع ہوتا ہے۔ وہ جلال و عظمت کو مشاہدہ کرتا ہے۔ اس پر احوال و مقامات بدل جاتے ہیں۔ اس پر حیرت و دہشت داخل

ہوتی ہے۔ پھر اس کو حیرت مبہوت ہونے کی طرف لے جاتی ہے۔ اس کو دیکھتا ہے کہ وہ حق کے ساتھ حق کی طرف اونچی نگاہ کر کے دیکھتا ہے۔ کبھی وہ جمال کا مشاہدہ کرتا ہے کبھی کمال کا کبھی خوبصورتی کا کبھی اس کے سامنے بزرگی و عزت چمکتی ہے کبھی جبروت و عظمت کبھی لطف و رونق کا مشاہدہ اور کبھی کمال کا مطالعہ کرتا ہے پھر یہ تو فراخ ہوتا ہے اور یہ قبض ہوتا ہے۔ یہ اس کو لپیٹتا ہے۔ یہ اس کو پھیلاتا ہے۔ یہ اس کو گم کرتا ہے۔ یہ اس کو پالیتا ہے۔ یہ اس کو ظاہر کرتا ہے یہ اس کو لوٹاتا ہے۔ یہ اس کو فنا کرتا ہے۔ یہ اس کو باقی رکھتا ہے۔ پس یہ صفات بشریہ سے اس کو دور کر دیتا ہے۔ صفات عبودیت کے ساتھ قائم ہے۔ اغیار کو نہیں دیکھتا۔ سوائے عظمت جبار کے اور کچھ مشاہدہ نہیں کرتا۔ جب تعظیم کی آگ ہیبت کے نور کے ساتھ باطن کے چقماق میں بھڑکتی ہے تو ان دونوں سے مشاہدہ کی شعاع پیدا ہوتی ہے۔ پس جس نے اللہ تعالیٰ کامشاہدہ اپنے دل میں کیا تو اس کے دل سے موجودات گر جاتے ہیں اور جب قوم پر مشاہدہ پے درپے ہو تو اگر اللہ تعالیٰ پے درپے کے دامنوں سے متولی بنتا ہے۔ پھر ان کو پے درپے کے دیکھنے سے روک دیتا ہے۔ پھر وہ حیرت سے نور مشاہدہ میں حیرت کی طرف نور ازل میں جذب ہو جاتے ہیں دہشت سے قدس انس میں دہشت کی طرف خاص جمع ہیں اچک لیے جاتے ہیں۔ پس بعض تو پردوں اور تجلی میں گزرنے والے ہیں بعض بعد و قرب میں حیران ہیں۔ بعض وصل اور بلندی میں ساکن ہیں۔ وہ محل استقامت و تمکین ہے اور یہ صفت حضوری کی ہے۔ اس میں سوائے اس کے کہ محل حیرت کے نیچے ذبول (لاغری) ہو اور کچھ نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ پھر جب وہ اس کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے چپ رہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس قول میں فرمایا "بے شک ان لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر استقامت کی۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے مشاہدہ پر استقامت کی

کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے۔ وہ اس کے غیر سے ڈرتا نہیں۔ جو شخص کسی کو دوست رکھتا ہے اس کے سوا اور کسی کا مطالعہ نہیں کرتا۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دونوں بیت پڑھا کرتے تھے۔

فا لشوق وا لوجدفی مکا ن قدمنعا نی من ا لقرا ر

پس شوق اور سوزش عشق ایسے مکان میں ہے۔ کہ انہوں نے مجھ کو قرار سے منع کردیا ہے۔

هما معی لا یفا رقا نی فذا ءشعا ری وزا رثا ری

وہ دونوں میرے ساتھ ہیں مجھے چھوڑتے نہیں یہ میرا اندر کا کپڑا (استر) ہے اور یہ میرا اوپر کا کپڑا۔

خبر دی ہم کو ابو الحس بن شیخ نیک بخت ابو محمد حسن بن شیخ عارف ابو بصر یعقوب بن احمد بن علی حمیدی سامری نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے سنا وہ کہت تھے کہ ہمارے شیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرچ غیب سے آتا تھا۔ وہ جاری تعریف والے اور خارق الفعل متواتر ا لکشف تھے ان کو نذرانہ بکثرت آتا تھا۔ ایک دن میں ان کے پاس تھا۔ تو مجھ پر گائیں ان کے چرواہوں سمیت گزریں۔ پھر ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ گائے ایک بچھڑے سرخ رنگ سفید پیشانی سے جس کی یہ صفات ہیں حاملہ ہے اور فلاں وقت فلاں دن جنے گی۔ وہ میری نذر ہے اور فقراء فلاں دن اس کو ذبح کریں گے اور فلاں فلاں آدمی اس کو کھائیں گے۔ پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ بچھڑی کے ساتھ حاملہ ہے۔ جس کی یہ صفت ہے فلاں وقت پیدا ہو گی وہ بھی میری نذر ہے فقراء میں سے فلاں شخص اس کو فلاں دن ذبح کرے گا اور فلاں فلاں اس کو کھائے گا۔ سرخ کتے کا بھی اس میں حصہ ہے۔ راوی کہتا ہے کہ واللہ وہی حال واقعہ ہوا۔ جس کا شیخ نے بیان کیا تھا۔ اس میں ذرا خلاف نہ ہوا اور سرخ

کتا حجرہ کی طرف آیا اور بچھڑی کے گوشت میں سے، ایک ٹکڑا اڑا کر لے گیا۔ راوی کہتا ہے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور شیخ سے کہنے لگا کہ اے شیخ جاگیر میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ آج مجھ کو ہرن کا گوشت کھلائیں۔ تب شیخ نے سر نیچا کیا اور اتنے میں ایک ہرن آیا اور شیخ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا آپ نے اس آنے والے کے لیے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ تب وہ ذبح کیا گیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے سات سال تک آپ کی خدمت کی تھی۔ میں نے اس ہرن کے سوا ان کے حجرہ کے قریب کوئی ہرن نہیں دیکھا۔

کشتی کو بچانا

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو الیمن برکات بن مسعود بن کامل عباسی تکریتی نے کہا۔ میں نے سنا شیخ عرز بن شیخ بزرگ پیشواء جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتے ہیں کہ ایک سوداگر اہل واسطہ سے میرے والد کی خدمت میں آیا وہ والد کو دوست رکھتا تھا۔ اس کا ان سے اعتقاد تھا۔ ان سے بحر ہند میں تجارت کرنے کی اجازت مانگی۔ جب آپ نے اس کو رخصت کیا۔ تو کہا کہ جب تم کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ۔ جس کے دفع کرنے پر قادر نہ ہو تو میرے نام کو پکارنا۔ وہ شخص سفر کو چلا گیا پھر چھ ماہ کے بعد میرے والد کود کر کھڑے ہوئے ہم آس پاس تھے۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی اور کہا سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اسکو ہمارے لیے مسخر کر دیا اور ہم اس کو مطیع کرنے والے نہ تھے اور چند قدم دائیں چلے۔ ہم یہ سب معاملہ دیکھتے تھے۔ پھر آپ بیٹھ گئے اور ہم نے اس کا سبب آپ سے دریافت کیا تو فرمایا کہ عنقریب سوداگر واسطی اس کو اللہ تعالیٰ نجات نہ دیتا تو غرق ہونے والا تھا۔ ہم نے وہ تاریخ لکھ لی۔

سات ماہ کے بعد وہ سوداگر آیا تو میرے والد کے پاؤں پر گر کر بوسہ دیا اور کہنے لگا اے میرے سردار! اگر آپ نہ ہوتے تو ہم اس دن ہلاک ہی ہو گئے تھے۔ میرے والد ہنستے تھے۔ جب ہم سوداگر سے علیحدہ ہو کر ملے۔ تو ہم نے ان سے یہ معاملہ پوچھا۔ اس نے کہا کہ ہم شہر چین کی طلب میں بحر محیط کے بھنور میں پڑ گئے اور راستہ بھول گئے اور ملاح او تمام کشتی والوں نے ہلاک کا یقین کر لیا۔ پھر جب فلاں وقت فلاں دن تھا اور اسی وقت کا ذکر کیا کہ جس کو ہم نے لکھ لیا تھا۔ تو شمال کی جانب سے ہم پر تیز ہوائیں چلنے لگیں۔ سمندر کو جوش آیا اس کی موجیں تلاطم میں آئیں وہ بڑھنے لگی اور ہمارا سخت معاملہ ہونے لگا۔ ہم اس پر تیار ہو گئے تھے کہ سمندر میں گر جائیں تب میں نے شیخ کے فرمان کو یاد کیا اور کھڑا ہو کر عراق کی طرف متوجہ ہوا اور پکارا کہ اے جاگیر! ہم کو پکڑنا۔ ابھی میں نے اپنا کلام پورا نہ کیا تھا کہ ان کو اپنے پاس کشتی کے اندر اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھا۔ شیخ نے اپنی آستین سے شمال کی طرف اشارہ کیا تو ہوا ٹھہر گئی۔ پھر وہ کشتی سے کود کر سمندر کی سطح پر جا کھڑے ہوئے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں سے تالی بجائی اور کہا سبحان الذی سخرلنا ھذا و ما کنا لہ مقرنین اور پانی پر چند قدم دائیں بائیں چلے تو سمندر ٹھہر گیا۔ اس کی موجیں ٹھہر گئیں۔ وہ ایسا ہو گیا گویا کہ مرغ کی آنکھ ہے۔ پھر اپنی آستین سے جنوب کی طرف اشارہ کیا تو ہم پر عمدہ ہوا چلنے لگی۔ اس مقام سے ہم نکل کر راہ سلامت پر پہنچ گئے۔ شیخ سمندر پر چلے یہاں تک کہ ہم سے غائب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان کی برکت سے ہلاکت سے نجات دی۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے ان سے خدا کی قسم کھائی کہ اس وقت شیخ ہماری آنکھوں سے غائب نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ ہم ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے اللہ عظیم کی قسم کھائی کہ اگر شیخ ہمارے پاس حاضر نہ ہوتے تو ہم میں سے کوئی نجات نہ پاتا۔ مگر وہی جس کو خدا تعالیٰ چاہتا۔ شیخ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردوں میں سے ہیں۔ عراق کے جنگلوں میں سے ایک جنگل میں جو کہ قلعی کے پل کے پاس جو کہ سامرہ سے ایک دن کے فاصلے پر واقع ہے۔ سکونت رکھتے تھے۔ اسی کو وطن بنالیا تھا۔ یہاں تک کہ وہیں بڑی عمر میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی قبر وہیں ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ لوگوں نے آس پاس ایک گاؤں آباد کیا۔ اس سے وہ برکت چاہتے تھے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی المنصور داری نے کہا کہ میں نے سنا۔ شیخ عارف مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ میں شیخ جاگیر و شیخ علی بن ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جب کہ وہ دونوں اکھٹے تھے گیا پھر مشائخ کا ذکر چھیڑا اور جو کچھ ان دونوں کو ان کی صحبت میں پیش آیا تھا۔ پس شیخ جاگیر نے فرمایا کہ بعد میرے سردار تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشائخ میں سے کوئی ایسا شخص جس کا حال ایسا فخر والا اور تصریف میں زیادہ تیز و تمکین میں زیادہ قوی جس کے اوصاف پورے اور اس کا مقام اعلیٰ ہو۔ سیدی شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر نہیں اور انہیں سے شیخ علی بن الهیتی کی طرف تطیبت میں قدرت پائی اور اس کے مقامات میں ترقی کی۔ اس کے مدارج میں استغراق کیا۔ اس کے تمام اطراف پر غلبہ پایا۔ اس کے اسباب کو جمع کیا۔ جس کو کسی اور مشائخ نے جہاں تک ہم کو معلوم ہے نہیں پایا۔ راوی کہتا ہے کہ جب ہم شیخ علی بن ادریس سے علیحدہ ملے اور ان سے دریافت کیا کہ شیخ جاگیر کا قول کیسا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو انہوں نے مشاہدہ کیا وہی کہا اور جو کچھ خدا کے علم سے انہوں نے معلوم کیا تھا۔ وہی کہا ہے پس اپنے افعال و اقوال میں کھلے پسندیدہ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

شیخ ابو محمد قاسم بن عبد البصری رضی اللہ عنہ

یہ شیخ عراق کے مشہور مشائخ اور بڑے مشہور عارفین مقربین مذکورین میں سے ہیں۔ صاحب احوال فاخرہ کرامات ظاہرہ احوال و افعال خارقہ انفاس صادقہ مقامات روشنہ صاحب حقائق روشنہ معارف غالبہ ہیں۔ منازل قرب میں ان کے مراتب علیہ اور معارج رفیعہ محاضر قدس کی طرف تھے۔ عوامل غیب سے ان کے کشف واضح عجائب فتح کے ساتھ اخبار میں ان کی زبان لمبی تھی۔ تعریف جاری میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔ تمکین میں ان کا قدم راسخ تھا۔ معالی اور درجات عوالی کی سبقت کی طرف قدم بڑھایا ہوا تھا۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کی قطبیت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ موجود میں ان کو تصرف دیا ہے۔ موجودات کو ان کے لیے بدل دیا ہے۔ عادات کو ان کے لیے خرق کر دیا۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر کیا ہے۔ ان کو غیب کی باتوں کے ساتھ بلایا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ان کی بڑی مقبولیت اور بڑی ہیبت ڈال دی ہے۔ ان کو حجت و پیشواء بنا دیا۔ وہ ان علماء میں سے ایک ہیں جو کہ علم شریعت میں ظاہر ہیں۔ ان فضلاء و مفتیوں میں سے ہیں جو کہ امام دارالہجرۃ مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے ہیں۔ ان کے شہر اور اس کے اطراف میں فتویٰ کا علم انہیں کی طرف سپرد کیا گیا تھا۔ ان کے وقت میں اس شان کی ریاست علم و عمل، حال، نقل، تحقیق، براعت، زہد، مجد، جلالت، مہابت میں ان تک منتہی ہوئی۔ وہ اس طریق کے ایک اوتاد اور ان کے ارکان کے صدر ان کے آئمہ کے سردار ان کے علماء کے نشان اور اس کی طرف بلانے والوں کے سردار ہیں۔ انہیں سے بلاد بصرہ میں اور اس کے آس پاس میں مریدین صادقین کی تربیت میں عمدہ کام بنا۔ ان کی صحبت میں اہل مراقبہ کی ایک

جماعت نے تخریج کی ہے۔ اصحاب احوال کی ایک جماعت نے ان کی شاگردی کی ہے۔ بہت سے لوگ ان کے ارادہ کے قائل ہوئے ہیں۔ مشائخ علماء کا ان کی بزرگی اور عزت اور ان کے قول کی طرف رجوع کرنے ان کی بزرگی کے اقرار پر اجماع ہوا ہے۔ ان کی زیارت کا قصد کیا گیا۔ ان سے مشکلات کو حل کیا گیا ہے۔ اہل بصرہ اپنی مشکلات میں ان کی طرف التجاء کیا کرتے تھے۔ پھر وہ مشکلات آسان ہو جاتی تھیں۔ اپنی سختیوں میں ان کی طرف عاجزی کیا کرتے تھے۔ پھر وہ مشکلات آسان ہو جاتی تھیں۔ آپ کے اخلاق شریفانہ اور آداب بدرجہ کمال تھے۔ آپ کے اوصاف جمیلہ تھے۔ آپ کریم تھے دانا اور متواضع تھے۔ بصرہ میں علم شریعت و حقیقت میں بڑی کرسی پر بیٹھ کر وعظ کرتے تھے۔ ان کی مجلس میں مشائخ و علماء حاضر ہوا کرتے تھے۔ معارف میں ان کے کلام کو لیا کرتے تھے۔ وہ حقائق کے راستوں میں مشہور اور متداول ہے۔ ان میں سے یہ ہے۔ جب تک شہود نہ ہو وجد ممنوع ہے۔ حق کا مشاہدہ کرنے والا شواہد وجود کو فنا کر دیتا ہے۔ آنکھوں سے اونگھ کو دور کر دیتا ہے۔ اس کا نشہ شراب کے نشہ سے بڑھ کر ہے۔ وجد کرنے والوں کے ارواح معطر اور لطیف ہیں ان کا کلام مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ عقلوں میں زیادتی کرتا ہے۔ وجد عقل کو دور کر دیتا ہے۔ اور مکانوں اور موجودات کو ایک وجود بنا دیتا ہے۔ اس کے پہلے رفع حجاب اور مشاہدہ رقیت' حضور فہم' ملاحظہ غیب' باطن سے باتیں کرنا' مفقود سے مانوس ہونا' صحت وجد کی شرط یہ ہے کہ اوصاف بشریہ کا تعلق اس معنی سے منقطع ہو کر وجد وجود کے وقت ہو اور جس کی گم گشتگی نہ ہو اس کا وجد نہیں۔ اہل وجد کے دو مقامات ہیں۔ ناظر اور منظور الیہ پس ناظر مخاطب ہے۔ جو اس چیز کا مشاہدہ کرتا ہے۔ کہ جس کو وہ اپنے وجد میں پاتا ہے اور منظور الیہ غائب ہوتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ پہلے ہی درود پر اچک لیتا ہے اور وجود نہایت وجد ہے۔ اس لیے کہ تواجد عبد کے پا

لینے کو واجب کرتا ہے اور وجد استغرق عبد کا موجب ہے اور وجود ہلاکت عبد کا موجب ہے۔ اس امر کی ترتیب حضور ہے۔ پھر درورد ہے۔ پھر شہود ہے۔ پھر وجود پھر خمود۔ پس وجود کے موافق خمود حاصل ہوتا ہے۔ صاحب وجود کے لیے صحو اور محو ہوتا ہے پھر اس کے صحو کا حال یہ ہے کہ خدا کے ساتھ اس کی بقا ہے۔ اس کے محو کا حال یہ ہے کہ حق کے ساتھ فنا ہو۔ یہ دونوں حالتیں ہمیشہ ایک دوسرے کے پیچھے آتی ہیں۔ وجود تین معنے کے نام ہے۔ اول وجود علم لدنی ہے۔ جو کہ تیرے حق کے مشاہدہ کی صحت میں علم شواہد کو قطع کر دے۔ دوم وجود حق کا ایسا ہے کہ اشارہ کے کانوں سے غیر منقطع ہے۔ سوم وہ وجود کہ اولیت کے استغراق میں رسم وجود نیستی مقام پر ہو۔ پھر جب وصف جمال کے ساتھ بندہ پر مکاشفہ ہوتا ہے۔ تو دل ساکن ہو جاتا ہے۔ پھر روح خوش ہوتی ہے اور باطن حیران ہوتا ہے۔

فصحوک من لفظی هوا لوصل کله   وسکرک من لحظی یبیح لکا لشربا

پس تیرا صحو میرے لفظ سے پورا وصل ہے۔ اور تیرا سکر میری آنکھوں سے تیرے لیے شراب مباح کرتا ہے۔

فما مل ساقیها وما مل شاراب   لحاظ جمال کا سه یسکرا للبا

پس نہ تو اس کا ساقی اکتاتا ہے۔ نہ پینے والا جمال کی آنکھ کا پیالہ عقل کو نشہ دار بنا دیتا ہے۔

پس صحو تو حق کے ساتھ ہے اور جو غیر حق میں ہے وہ حیرت سے خالی نہ ہو گا۔ حیرت شبہ میں نہیں۔ بلکہ نور عزت کے مشاہدہ میں حیرت ہے اور جو حق سے ہے تو اس پر علت پے درپے نہیں آتی۔ پھر صحو جمع کے دواؤں اور وجود کی چمکوں اور منازل حیا میں سے ہے حیات تین معنی پر آتی ہے۔ اول یہ کہ علم کی زندگی جہل کی موت سے ہے۔ اس کے تین انفاس ہیں۔ نفس خوف، نفس رجا، نفس محبت، دوم حیات جمع موت تفرقہ سے اس کے تین

انفاس ہیں۔ نفس اضطرار، نفس افتقار، نفس افتخار، سیوم حیات موجود موت فنا سے اور وہ خدا کی زندگی ہے۔ اس کے تین انفاس ہیں۔ نفس ہیبت اور وہ نفس ہے۔ جو کہ اعتلال کو مارتا ہے اور نفس وجود جو کہ انفصال کو روکتا ہے۔ نفس انفراد جو کہ اتصاد کا موجد ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نظارہ کے لیے نظارگاہ نہیں اور اشارہ کی طاقت نہیں۔ مواجید اوراد کے ثمرہ اور منازلات کے نتائج ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سر کے ساتھ سستی کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو اس کے نفس کے عیبوں کے ساتھ بلاتا ہے اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

کارت سرائر سری ان تسر بما اولیتنی من جمیل لا اسمیه

عنقریب میرے باطنی اسرار اس امر کے ساتھ خوش ہوں گے کہ جس کی خوبی کا تم نے مجھے والی بنایا ہے۔ جس کا میں نام نہیں لیتا۔

فصاح بالسر سر منک یرقبه کیف السرور بسر دون مبدیه

پھر سر کے ساتھ تیرا سر چلایا جو اس کا منتظر تھا۔ سوائے اس کے ظاہر کرنے والے کے سر کے ساتھ کیسے خوشی ہوتی ہے۔

فظل یلحظنی سری لا لحظه والحق یلحظنی هلا اراعیه

پھر وہ مجھے میرا باطن گوشہ چشم سے دیکھنے لگا۔ تاکہ میں اس کے گوشہ چشم سے دیکھوں اللہ تعالیٰ مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیوں اس کی حفاظت نہیں کرتا۔

واقبل الوجد یفنی الکل من مفتی واقبل الحق یفنینی وابدیه

سوزش عشق سامنے آئی۔ کہ وہ میری صفت سے کل کو فنا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سامنے آیا مجھے فنا کرتا ہے۔ اور میں اس کو ظاہر کرتا ہوں۔

خبر دی ہم کو ابو محمد سالم بن علی میاطی صوفی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ پیشواء شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے تھے کہ میں بصرہ کی طرف اس لئے گیا کہ شیخ ابو محمد بن عبدالبصری کی

زیارت کروں میں نے راستہ میں مویشی اور کھیت اور بہت سی کھجوریں دیکھیں جب میں ان سے کسی محافظ کو پوچھتا تو وہ کہتے کہ یہ سب مال شیخ ابو محمد عبدالبصری کا ہے تب میرے دل میں خدشہ گزرا کہ یہ تو بادشاہوں کا حال ہوا کرتا ہے۔ میں بصرہ میں داخل ہوا بجالیکہ میں سورہ انعام پڑھتا تھا میں نے دل میں کہا کہ جس آیت پر شیخ کے دروازہ پر میں پہنچوں گا۔ وہی میری فال ان کے ساتھ ہو گی۔ جب میں ان کے دروازہ تک پہنچا۔ اور اپنے پاؤں کو انکی چوکھٹ پر رکھا تو میں یہ آیت پڑھتا تھا۔ اولیٔک الذین ھدا ھم اللّٰہ فبھدا ھم اقتدہ یعنی یہ (بینا) وہ لوگ ہیں۔ کہ جن کہ خدائے تعالیٰ نے ہدایت دی ہے پس ان کی ہدایت کی آپ اقتدار اور پیروی کریں۔ تب ان کا خادم میری طرف جلد نکلا پہلے اس کے کہ میں اذن طلب کروں مجھے کہنے لگا۔ کہ شیخ تم کو بلاتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے پہلے ہی مجھ سے کہا اے عمر! تم نے وہ سب جو زمین پر دیکھا ہے وہ زمین پر ہی ہے۔ اس کے بندہ کے فرزند کے دل میں اس کی کوئی وقعت نہیں۔ وہ کہتے ہیں اس سے میرا تعجب بڑھ گیا۔ کہ میرے حال پر ان کو علم ہو گیا۔ جس کو اللہ تعالیٰ اور میرے سوا اور کوئی جانتا نہ تھا۔

خبر دی ہم کو ابو سعد عبدالغالب بن احمد بن علی ہاشمی نے کہا میں نے سنا شیخ ابوالحسن علی نانبائی سے وہ کہتے تھے کہ میں بصرہ میں اپنے بعض احباب کے پاس تھا۔ تو ہمارے پاس ایک فقیر پراگندہ حال غبار آلودہ آیا۔ باغ کے مالک سے کہنے لگا کہ میرا پیٹ بھر دو اس نے اس کے سامنے انجیر ایک اچھے وزن کی پیش کیں۔ اس نے وہ کھالیں پھر اس نے کہا کہ اور دو پھر اس نے اور دیں پھر کہا مجھے اور دو اس طرح وہ دیتا رہا یہاں تک کہ ہزار رطل کھا گیا۔ پھر نہر پر آیا جو وہاں پر تھی۔ اور دونوں ہاتھ سے بہت سا پانی پیا۔ اور چل دیا۔ پھر ایک مدت کے بعد مجھے باغ کے مالک نے کہا کہ اس کی انجیر اس سال اپنی مقدار

سے جو ہر سال پیدا ہوتی تھیں کئی حصہ زائد پیدا ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دوسرے سال حج کیا میں ایک دن قافلہ کے پیچھے چلا جا رہا تھا۔ تو میرے دل میں اس شخص کا خیال آیا اور میری تمنا یہ ہوئی کہ میں اس کو دیکھوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ میرے دائیں جانب ہیں تب تو میں گھبرایا اور خوش بھی ہوا۔ وہ چلتے تھے میں ان کے ساتھ تھا۔ اگر وہ بیٹھ جاتے تو سارا قافلہ وہیں ٹھہر جاتا اور جب چلتے تو سارا قافلہ چل دیتا۔ پھر وہ ایک بڑے تالاب پر آئے۔ جس میں پانی تھا۔ اور اس میں بڑی مٹی جمی ہوئی تھی۔ پھر وہ دونوں ہاتھوں سے مٹی نکالتے تھے اور اس طرح کھاتے تھے۔ جیسے کوئی ہم میں سے حلوا کھائے۔ یہاں تک کہ بہت سی مٹی کھا گئے۔ مجھے بھی ایک ٹکڑا مٹی کا دیا۔ تو میں نے اس کو اپنے منہ میں لذیذ پایا۔ جیسا حلوا خشکانک ہوتا ہے۔ اور اس میں خالص مشک کی خوشبو تھی۔ پھر دونوں ہاتھوں سے اس پانی کو بہت سا پیا اور مجھے کہا اے علی یہ کھانا اس میں سے ہے جس کو تو نے دیکھا اور ان دونوں کے درمیان کھانا پینا نہیں ہے۔ میں نے ان سے کہا اے میرے سردار یہ بات آپ کو کہاں سے حاصل ہوئی کہا کہ میری طرف شیخ محمد بن عبدا بصری نے ایک نگاہ دیکھا۔ پھر میرا دل بھر گیا۔ اور میرا باطن رب سے مل گیا۔ تمام موجودات میرے لئے لپیٹے گئے۔ موجودات بدل دیئے گئے۔ بعید مجھ سے قریب ہو گیا۔ انکی نظر سے میں مقصود کو پہنچ گیا اور مجھ کو ایسا مطلب پہنا دیا کہ جس سے میں کھانے پینے سے مستغنی ہو گیا۔ مگر اس وقت کہ احکام بشریہ کا وقت آ جائے پھر وہ مجھ سے غائب ہو گئے اور اب تک میں نے ان کو نہیں دیکھا۔

طی الارض

خبر دی ہم کو ابوالخیر سعد بن ابی غالب احمد بن علی ازجی الاصل نے کہا خبر

دی ہم کو شیخ ابوالعباس احمد بن اسماعیل بن حمزہ ازجی ابن الطبال نے کہا کہ میں نے شیخ صالح زاہد ابو عبداللہ محمد بلنخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ وہ اصحاب عزلت و انفراد سے تھے۔ جنگل میں رہتے تھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں سے کھاتے ہیں ان کا قدم معرفت میں تھا اور اس شان ان کو رسوخ تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک سال حرم کعبہ مکہ شہر شرفہا اللہ میں مجاور تھا۔ ایسے حال میں کہ وہاں پر میں ایک دن دوپہر کے وقت مقام ابراہیم صلوٰات اللہ علیہ میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں میرے پاس شیخ ابومحمد عبدالبصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام (موصوف) پر آئے اور آپ کے ساتھ چار شخص اور تھے۔ پھر ان کے ساتھ چند نوافل پڑھے۔ پھر طواف کعبہ سات دفعہ کیا۔ جب طواف کر چکے تو وہ بنی شیبہ کے دروازہ سے نکل گئے۔ میں ان کے پیچھے ہو لیا۔ تو ان میں سے ایک نے مجھے لوٹا دیا۔ لیکن شیخ ابو محمد نے فرمایا کہ چھوڑ دو۔ پھر شیخ جماعت کے سامنے کھڑے ہوئے ان کی پانچ صفیں کیں۔ کہ ہر مرد جو آگے تھا۔ اس کے پیچھے دوسرا' میں ان سب سے آخر تھا۔ ہم سب کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنا قدم وہاں رکھے جہاں اس کے اگلے نے رکھا ہے۔ پھر شیخ چلے ہم ان کے پیچھے ان کے حکم کے موافق تھے زمین ہمارے قدموں کے نیچے لپٹی جاتی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہم مدینہ شریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ساکنہا میں پہنچ گئے۔ پھر ہم نے زیارت کی اور ظہر کی نماز وہاں پڑھی پھر وہ نکلے اور ہم ان کے پیچھے اس ترتیب سے نکلے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ بیت المقدس میں جا پہنچے وہاں پر نماز عصر پڑھی پھر وہ نکلے ہم ان کے پیچھے ان کے ساتھ تھے۔ تھوڑی دیر نہ گزری کہ ہم دیوار یاجوج ماجوج پر پہنچے۔ وہاں مغرب کی نماز پڑھی پھر وہ نکلے ہم ان کے پیچھے تھے۔ تھوڑی دیر میں کوہ کاف پہنچے وہاں ان کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ شیخ پہاڑ کی ایک چوٹی پر بیٹھ گئے۔ اور ہم ان

کے آس پاس تھے کہ ان کے پاس مردان غائب آئے۔ ان کی ہیبت شیروں کی طرح تھی۔ ان کے انوار تھے جو کہ آفتاب و چاند سے زیادہ روشن تھے۔ ان کے سامنے وہ انوار دوڑتے تھے وہ شیخ کو سلام کہتے تھے۔ اور ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ ان کا ادب کرتے تھے۔ ان کے پاس اور مرد آسمان کی طرف سے آئے جو کہ ہوا میں اس طرح اترتے تھے جیسے بجلی چمکی ہوئی۔ ان سب نے آپ کی طرف دیکھا اور عرض کیا کہ آپ کچھ وعظ فرمائیں پھر شیخ نے وعظ فرمایا۔ ان کا یہ حال تھا کہ کوئی تو بے ہوش ہو گیا تھا۔ کوئی تڑپتا تھا۔ کسی کے آنسو جاری تھے کوئی چلاتے تھے۔ کوئی ہوا میں اڑتے تھے۔ یہاں تک کہ نظر سے غائب ہو گئے۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ ہمارے نیچے حرکت کر رہا ہے۔ ساری رات یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ فجر ہو گئی۔ تب شیخ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ پہاڑ سے اترے۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ زمین نہایت سفید بہت سے انوار والی اور لطیف جسم ہے۔ جو دنیا کی زمینوں کے مشابہ نہیں۔ اس کی کوئی طرف معلوم نہیں ہوتی۔ اس میں مشک خالص کی سی خوشبو تھی۔ جو کہ ہمارے قدموں کے نیچے سے مہکتی تھی۔ اور ہم ایک جماعت پر گزرتے تھے۔ جن کے چہرے آدمیوں کے چہروں کی طرح تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرح طرح کی تسبیح ایسی آوازوں سے کرتے تھے کہ سننے والوں نے ان سے خوبصورت آواز نہ سنی ہو گی۔ ان کو انوار نے ڈھانپ لیا تھا۔ کہ عنقریب ناظرین کی آنکھیں اچک لے جائیں۔ انہوں نے منازلات قدس کے وجدوں کو ثابت کر دیا تھا۔ اگر ان کی طرف کسی دیکھنے والے یا ان کی آوازوں کے سننے والے کی موت آ چکی ہو تو ان کی ہیبت و لذت کی خوبی سے اس کی جان پگل جائے شیخ ابو محمد کا یہ حال تھا۔ کہ اس زمین کی اطراف میں تسبیح پڑھتے تھے۔ کبھی وجدان کو دائیں طرف کبھی بائیں طرف لے جاتا تھا۔ کبھی ہوا اور اس کے خلا میں تیر کیطرح اڑتے تھے۔ کبھی یہ کہتے تھے کہ تیرا شوق مجھے بے

قرار کرتا ہے۔ تیرا بعد مجھ کو قتل کرتا ہے۔ تیرا خوف تلف کرتا ہے۔ تیری امید مجھے زندگی رکھتی ہے۔ تیرا اعراض مجھے مار ڈالتا ہے۔ تیری محبت مجھے حیران کر دیتی ہے۔ تیرا قرب مجھے جمع کرتا ہے۔ تیری محبت مجھے خوش کرتی ہے۔ تیرے ساتھ میری خلوت جلوت ہے۔ تیرا مشاہدہ مجھے لپیٹتا ہے۔ اور پھیلاتا ہے۔ پس رحم کرائے وہ ذات کہ تیرے در کی باگیں تیرے دونوں ہاتھوں میں ہیں۔ حال ان کا اسی طرح ضحیٰ کے وقت تک رہا۔ پھر اسی مقام کی طرف لوٹ آئے۔ جہاں سے ہم آئے تھے۔ وہ چلے اور ہم ان کے پیچھے تھے۔ پھر ہمیں تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک شہر تک پہنچے جو سونے چاندی کی اینٹوں کا بنا ہوا تھا۔ اس میں گھنے درخت تھے۔ نہریں چلتی تھیں۔ پھل بتہ بتہ تھے۔ میوے بہت تھے۔ ہم اس میں داخل ہوئے ان کے پھل کھائے اور نہر سے پانی پیا اور شیخ نے ہم سب کو حکم دیا کہ ایک سیب یہاں سے ہر شخص لے لے پھر ہم میں سے ہر ایک نے ایک ایک سیب لے لیا۔ مگر وہ شخص جس نے مجھے لوٹایا تھا۔ اس کا ہاتھ نہ بڑھا اور نہ لے سکا۔ شیخ نے کہا کہ یہ سزا تمہاری بے ادبی کی ہے جو تم نے اس شخص کی خاطر شکستہ کی اور اشارہ میری طرف کیا۔ تب اس نے استغفار پڑھی۔ شیخ نے فرمایا کہ اس امر کی بنا ادب کی محافظت اور احکام کی رعایت پر ہے پھر اس کو کہا کہ تم بھی ایک سیب لے لو جیسے تمہارے ساتھیوں نے لیا ہے۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا اور ایک سیب اس نے بھی لے لیا۔ پھر شیخ نے ہم سے فرمایا کہ یہ شہر ہے جس کو اولیاء کا شہر کہتے ہیں۔ اس میں سوا ولی کے اور کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ پھر وہاں سے نکلے اور چلے اور ہم آپ کے پیچھے تھے پھر جس خشک درخت پر گزرتے وہ سبز ہو جاتا۔ اور جس بیمار پر گزرتے وہ تندرست ہو جاتا یہاں تک کہ ہم مکہ مکرمہ میں آئے اور وہاں آ کر ظہر پڑھی اور مجھ سے شیخ نے عہد لیا کہ یہ سب امور ان کی موت سے پہلے کسی سے ذکر نہ کرنا۔ پھر مجھ سے وہ

اور ان کے ساتھی غائب ہو گئے اور میں نے ان کو نہ دیکھا پھر ایک مدت بعد مجھے ان کے ملنے کا شوق ہوا۔ میں نے بصرہ کا سفر کیا اور چند روز ان کے پاس رہا۔ پھر وہ ایک دن شہر کے باہر نکلے میں ان کے ساتھ تھا۔ تب وہ حضرت طلحہ بن عبداللہ انصاری اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لیے آئے۔ جب دور سے قبر کو دیکھا تو الٹے پاؤں واپس ہو گئے۔ پھر لوٹے اور قبر کی طرف آئے اور زیارت کی بحالیکہ سر نیچے تھا۔ ادب کے ساتھ جب وہاں سے نکلے تو میں نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا تو کہا۔ جب میں ان کی قبر کی طرف آیا۔ تو میں نے دیکھا کہ ان پر سبز حلہ ہے اور تاج ہے جو کہ موتیوں اور جواہر سے تیار ہوا ہے ان کے پاس دو حوریں ہیں۔ تب مجھے حیا آئی اور پیچھے کو واپس آ گیا پھر انہوں نے مجھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم دلائی کہ میں ان کی طرف لوٹ آؤں پھر میں ان کی طرف گیا۔ راوی کہتا ہے کہ واللہ میں نے سب باتوں کی کسی کو خبر نہ دی تھی۔ حتیٰ کہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے۔

یہود و نصاریٰ کا ایک جنازہ دیکھ کر مسلمان ہو جانا

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ میں رہتے تھے اور وہیں 580ھ سے پہلے فوت ہوئے ان کی عمر بڑی ہو گئی تھی اور شہر سے باہر دفن کیے گئے۔ ان کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے۔ جب ان کی جنازہ کی نماز پڑھی گئی تو آسمان کی طرف خلا سے ڈھولوں کی آواز سنائی دیتی تھی جو بجاتے تھے اور جب تکبیر میں لوگ نماز جنازہ میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ تو وہ آواز سنتے تھے۔ اس دن یہود و نصاریٰ کا ایک گروہ مسلمان ہوا اور وہ دن تھا۔ جس میں کہ لوگ (بکثرت) جمع ہوئے تھے۔

خضر علیہ السلام زندہ ہیں

خبر دی ہم کو شیخ ابو المحاسن یوسف ابو العباس احمد بن شیب بصری نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عالم ابو طالب عبدالرحمان بن ابی الفتح محمد بن عبدالسمیع ہاشمی وساطی مقری عدل نے کہا کہ میں نے شیخ پیشواء جمال الدین ابو محمد بن عبدالبصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے ہیں بحالیکہ ان سے خضر علیہ السلام کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ انہوں نے کہا کہ میں ابو العباس خضر علیہ السلام سے ملا ہوں ان کو میں نے یہ کہا کہ مجھ سے کوئی عجیب واقعہ بیان کرو۔ جو کہ تم پر اولیاء کے ساتھ پیش آیا ہو۔ انہوں نے کہا میں ایک دن بحر محیط کے کنارہ پر گزر رہا تھا۔ جہاں کوئی آدمی وغیرہ نہ تھا۔ پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا جو کہ عباء پہن کر لیٹا ہوا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ وہ ولی ہے۔ پھر میں نے اس کو پاؤں سے ہلایا تو اس نے سر اٹھایا اور مجھ سے کہا تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ خدمت کے لیے کھڑا ہو جا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ تم چلے جاؤ اپنا کام کرو۔ میں نے کہا اگر تم کھڑے نہ ہو گے تو میں لوگوں میں پکار کر کہہ دوں گا کہ یہ اللہ کا ولی ہے۔ اس نے مجھ سے کہا اگر تم نہ جاؤ گے۔ تو میں ان سے کہہ دوں گا کہ یہ خضر ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تم نے مجھے کیونکر پہچانا۔ اس نے کہا کہ تم ابوالعباس خضر ہو۔ بتلاؤ کہ میں کون ہوں۔ میں نے اپنی ہمت اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھائی اور میں نے دل میں کہا اے میرے رب میں نقیب اولیاء ہوں پھر مجھے آواز آئی کہ اے ابو العباس تو ان کا نقیب ہے جو کہ مجھ کو دوست رکھتے ہیں اور یہ شخص ان میں سے ہے کہ جس کو ہم دوست رکھتے ہیں۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا کہ اے ابو العباس! کیا تم نے میری باتیں اس کے ساتھ سن لیں۔ میں نے کہا ہاں

مجھ کو دعا دو توشہ دو اس نے کہا کہ اے ابو العباس دعا تمہارا کام ہے۔ میں نے کہا ضرور کرو کہا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا حصہ اپنی طرف سے زیادہ دے - میں نے کہا اور زیادہ کرو تب وہ مجھ سے غائب ہو گیا اور اولیاء مجھ سے غائب ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر میں نے اپنی طبیعت میں چلنے کی اور طاقت دیکھی تو میں چلا حتیٰ کہ ریت کے بڑے ٹیلہ پر پہنچا۔ میرے دل نے مجھے اس کے اوپر چڑھنے کی طرف رغبت دی۔ جب میں اس کے اوپر چڑھ گیا اور مجھے گمان ہوا کہ آسمان تک پہنچ گیا ہوں تو میں نے اس کے اوپر ایک نور دیکھا جو آنکھوں کو اچک لیتا ہے۔ میں نے اس کا قصد کیا تو کیا دیکھا کہ وہاں ایک عورت ہے جو سوئی ہے اور ایسی عبائیں لیٹی ہوئی ہے جو کہ اس مرد کی عباء کے مشابہ ہے۔ جو میرا ابھی مصاحب ہو چکا تھا میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پاؤں سے جگاؤں تو مجھے پکارا گیا کہ ادب کر اس سے جس کو ہم دوست رکھتے ہیں۔ تب میں اس کے جاگنے تک بیٹھ گیا۔ پھر وہ عصر کے وقت جاگی اور کہنے لگی کہ اس خدا کی تعریف ہے جس نے مجھ کو زندہ کیا۔ بعد میرے مارنے کے اور اس کی طرف اٹھنا ہے۔ اس خدا کی تعریف ہے جس نے مجھ کو زندہ کیا محبت دی ہے اور اپنی مخلوق سے مجھے وحشی بنا دیا ہے۔ پھر اس نے مجھے التفات کیا اور مجھے دیکھا تو کہا اے ابو العباس تم کو مرحبا ور تم اگر بغیر منع کے میرا ادب کرتا تو بہتر ہوتا۔ میں نے کہا تم کو خدا کی قسم ہے۔ کیا تم اس شخص کی بیوی ہو کہنے لگیں ہاں۔ اس جنگل میں ایک ابدالہ فوت ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس کی طرف بھیجا پھر میں نے اس کو غسل دیا اور کفن پہنایا۔ جب اس کی تجہیز سے فارغ ہوئی تو وہ میرے سامنے آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ یہاں تک کہ میری نگاہ سے غائب ہو گئی۔ میں نے کہا کہ مجھ کو دعا دو اسنے کہا کہ اے ابو العباس دعا تمہارا کام ہے۔ میں نے کہا ضروری ہے کہ دعا کرو اس نے کہا کہ جاؤ خدا تعالیٰ تمہارا نصیب اپنی طرف سے زیادہ کرے۔ میں نے کہا کہ اور

زائد کرو۔ اس نے کہا کہ جب ہم تم سے غائب ہو جائیں تو ہم کو ملامت نہ کرنا۔ میں نے ادھر خیال کیا تو پھر اس کو نہ دیکھا۔ شیخ ابو محمد نے خضر علیہ السلام سے کہا کہ کیا ان دوستوں کیلئے کوئی مرد یکتا ہے۔ کہ جس کے حکم کی طرف ہر وقت وہ رجوع کرتے ہوں اس نے کہا ہاں میں نے کہا کہ ہمارے اس وقت میں کون ہیں کہا کہ وہ شیخ عبدالقادر ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھ کو شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال کی خبر سناؤ کہا کہ وہ فرد الاحباب اور قطب الاولیاء اس وقت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اگر کس ولی کو کسی مقام پر پہنچایا ہے تو شیخ عبدالقادر اس سے اعلیٰ درجہ پر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جس حبیب کو اپنی محبت کا پیالہ پلایا ہے تو شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت خوش گوار پلایا ہے۔ کسی مقرب کو اللہ تعالیٰ نے حال بخشا تو شیخ عبدالقادر کو بہت بڑا حال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے اسرار میں سے وہ سر دیا ہے کہ جس سے وہ جمہور اولیاء سے بڑھ گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جس کو اپنا ولی بنایا ہے۔ جو گزر چکا یا آئندہ ہو گا۔ وہ قیامت تک ان کا ادب کرے گا۔

شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ مصر کے بڑے مشہور مشائخ اور عارفین مذکور کے صدر اور علماء محققین کے بڑے لوگوں میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ افعال خارقہ انفاس صادقہ مقامات روشنہ اشارات بلند احکامات ولایت میں بڑی فراخی والے ہیں۔ مراتب نہایت میں بلند درجہ منازل قرب میں اونچے مکان والے۔ اطوار معارف میں طور اعلیٰ حقائق کے راستوں میں بلند راستہ ہے۔ ملکوت کے پردوں کے لیے بصیرت خارقہ انوار غیوب کے ساتھ روشن ضمیر منازلات قدس کے لیے دل پاک جو ادب بقایا ہے۔ سر مجرد ہے۔ ان کے لیے

فتح پڑھنے والی اور کشف روشن مفاخر معالی تقدم و تعالیٰ ہے۔ وہ علماء متقنین اور فضلاء متقنین آئمہ اکابرین سرداران قائمین بالسنۃ و احکام دین میں سے ہیں۔ مصر میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے۔ درس دیتے مناظرہ اور تخریج و املاء کرتے تھے طالب علم ان کا قصد کیا کرتے تھے۔ مصر میں اکثر علماء نے ان سے روایت کی ہے۔ وہ اس طریق کے ایک رکن اور ان احکام کے مشہور عالم ہیں۔ مشکلات احوال کو رفع کرتے تھے۔ ان کے اماموں کے سردار ہیں۔ علم و عمل و حال و مقال و تحقیق و تمکین زہد شرافت و جلالت و مہابت میں ان لوگوں کے بڑے ہیں۔ جو اس طرف لوگوں کو کھینچتے تھے۔ اسکے ساتھ مجاہدہ اور مشاہدہ کی جولانی کا ادب کالحاظ رکھتے تھے۔ علم و تواضع پر ان کی جبلت واقع ہوئی تھی اور کرم و حیا سے ملی ہوئی تھی وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا ہے اور ان کے نزدیک پورا قبول اور بڑی ہیبت تھی۔ وجود میں ان کو تصرف دیا تھا۔ احوال میں ان کی قدرت دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے موجودات کو ان کے لیے بدلدیا تھا۔ آنے والی باتوں کو خرق کیا۔ ان کو مغیبات کے ساتھ بلایا۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کر دیا۔ ان کی زبان پر وہ بات جاری کر دی۔ جن سے دل آباد ہوتے ہیں۔ اسرار روشن ہوتے ہیں۔ شریعت مطہرہ کو ان کے سبب زندہ کیا۔ مسلمانوں پر ان کو حجت اور سالکین کا پیشواء بنا دیا۔ مریدوں صادقین کی مصر اور اسکے علاقہ میں تربیت ان تک منتہی ہوئی ان واردات کی مخفی چیزوں کو روشن کر دیا۔ ان کی صحبت سے بہت بڑے بڑے صادقین نے جن کا اس شان میں قدم راسخ ہے۔ نفع حاصل کیا اور اصحاب اجمال کا ایک جم غفیران کے ارادہ کے قائل ہوئے۔ ان کی طرف بہت سے صلحاء منسوب ہوئے ہیں۔ مشائخ علماء کا ان کی بزرگی و احترام پر اجماع ہوا ہے اور اپنے اختلافات میں ان کو حاکم بناتے تھے۔ ان کی بات کی طرف سب

رجوع کیا کرتے تھے۔ ان کی عدالت کو ظاہر اور ان کی فضیلت کا اقرار کرتے تھے۔ آپ دانا خوبصورت عمدہ اخلاق والے کامل آداب و اشرف الصفات تھے۔ اہل تحقیق کی زبان پر ان کا بلند کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت و صفات کا راستہ فکر اور اس کے ہر حکم و آیات پر اعتبار کرنا ہے۔ عقلوں کو اس کی ذات کی حقیقت کے دریافت کرنے کے لیے کوئی راستہ نہیں۔ اگر خدائی حکمتیں حد عقول تک منتہی ہوتیں یا قدرت ربانیہ ادراک علوم میں منحصر ہوتی۔ تو یہ حکمت میں تصور اور قدرت میں نقص ہوتا۔ لیکن عقول سے اسرار ازل حجاب میں ہیں۔ جیسے کہ آنکھوں سے جلال کے انوار پوشیدہ ہیں۔ بے شک وصف کا معنی وصف میں رجوع کر گیا اور سمجھ دریافت سے اندر ہی ہے اور داء الملک ملک میں ہے۔ مخلوق اپنے مثل کی طرف منتہی ہے۔ اس کو شکل کی طرف بڑی طلب ہوتی ہے۔ آوازیں رحمان کے لیے پست ہوں گے پس سوائے نرم آواز کے کچھ نہ سنا جائے گا۔ پس تمام مخلوق ذرہ سے لے کر عرش تک اس کی معرفت کی طرف راستے اور اس کی ازلیت پر حجتیں بالغہ ہیں۔ تمام موجودات اس کی وحدانیت پر بولنے والی زبانیں ہیں اور تمام عالم ایک کتاب ہے۔ جس کے اشخاص کے حروف بصارت والے اپنی بصارت کے موافق پڑھتے ہیں۔ جب دلوں کے باغوں پر سعادت کی ہوا چلتی ہے اور عنایت کی بجلی چمکتی ہے اور حقائق کی بارش غیوب کے بادلوں کے جلال سے برستی ہے تو اس میں قرب محبوب کے پھول ظاہر ہوتے ہیں اور مطلوب کے حاصل کرنے کے انوار کی خوبصورتی پختہ ہوتی ہے۔ پھر قرب کی ہوا مشاہدہ کی لذت میں پائی جاتی ہے اور حضور کی روشنی کی طلب سماع کی غذا ہے اور ہیبت کی غذا معلوم ہوتی ہے۔ جس کو محبت کی صفائی نے بھڑکایا ہے۔ اس کے ساتھ انس سے مقام تک اور وہاں سے نور ازل تک حیرانی کے غلبہ کے ساتھ ادھر کو آنکھیں رہتی ہیں اور وہ اقدام فنا کے ساتھ

خلوت وصل میں بساط گفتگو پر ایسی مناجات کے ساتھ کہ جس سے موجودات صفاء اتصال سے بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ قائم ہوتی ہے۔ نہایات خبر موجودات کے شروع میں غرق ہو جاتی ہے۔ اور حدوث کے حواشی عزت ازل کی بقا میں لپٹے جاتے ہیں۔ پھر وہاں پر ان کی روحیں غیب الغیب میں راسخ ہوتی ہیں۔ ان کے اسرار سراسر میں غوطہ لگاتے ہیں۔ پھر ان کو معلوم بتلاتا ہے۔ جو کچھ کہ بتلاتا ہے اور ان سے مقتضائے آیات سے وہ ارادہ کرتا ہے جو کہ ان کے غیر سے ارادہ نہیں کرتا۔ وہ علم لدنی کے سمندروں میں فہم بینی کے ساتھ اس لیے غوطہ لگائے ہیں کہ زیادہ طلب کریں۔ پھر ان کے لیے جمع شدہ خزانوں میں اس کے ہر ایک ذرہ میں وجود کے ذرات سے علم پوشیدہ اور سرفخروں اور سبب متصل حضور قدس میں جس سے اپنے سردار عزوجل کی خدمت میں داخل ہوتے کشف ہونے لگتا ہے۔ پھر ان کو اپنے وہ عجائبات دکھلاتا ہے کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے۔ نہ کسی بشر کے دل پر ان کا گزر ہوا ہے۔ جو شخص اپنے دل میں کوئی جھگڑنے والا نہ پائے۔ تو وہ خراب ہو گا۔ جو شخص اپنے نفس کو پہچانتا ہو۔ وہ لوگوں کی تعریف کرنے سے دھوکہ میں نہیں پڑتا۔ جو شخص اپنے مولا کی صحبت پر صبر نہیں کرتا۔ تو خدا تعالیٰ اس کو غلاموں کی صحبت سے مبتلا کرتا ہے۔ جس شخص کی تمام امیدیں اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں سے منقطع ہو جائیں تو وہ حقیقت میں عبد ہے۔ دعویٰ نفس کی تکبیری ہوتا ہے۔ بلا سے لذت حاصل کرنا رضا کو ثابت کرنا ہے۔ عارف کا زیور خوف و ہیبت ہے۔ تم پہلے طریق کی مضبوطی کرنے میں اقدام کی مضبوطی کے اصحاب احوال کے محاکمات سے بچتے رہو۔ کیونکہ وہ تم سے منقطع ہو جائیں گے۔ تیرے خلط ملط رہنے کی دلیل یہ ہے کہ تو غلط کرنے والوں کی صحبت میں تیری بطالت کی دلیل یہ ہے کہ تو بطالین کی طرف میلان کرے۔ تیری وحشت کی دلیل یہ کہ تو وحشت زدوں سے محبت کرے۔

اور شیخ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

یا غارس الحب بین القلوب والکبد هنکت بالصدستر الصبر الجلد

اے دل و جگر میں محبت کے (پودے) گڑانے والے۔ تو نے اپنی رکاوٹ سے صبر اور سختی کے ستر کو توڑ دیا ہے۔

یا من قوم مقام الموت فرتقه ومن یحل محل الروح فی البحر

اے وہ محبوب کہ جس کی فرقت موت کے قائم مقام ہے اور جو جسم میں روح کی جگہ اترا ہوا ہے۔

قد جاء ز الحب فی اعلیٰ مراتبه فلو طلبت مزید منه لم اجد

بے شک محبت اپنے اعلیٰ مراتب سے تجاوز کر گئی ہے۔ پھر اگر میں اس سے زیادہ طلب کروں تو نہ پاؤں گا۔

اذا دعا الناس قلبی علیک مال به حسن الرجاء فلم یصدر ولم یرد

جب لوگ میرے دل کو تجھ سے پھرنے کے لیے بلاتے ہیں تو حسن امید اس کو اس کی طرف میلان دلاتی ہے۔ وہ نہ اترتا تھا نہ آتا ہے۔

ان توفنی لم اردما رمت لی بده وان تغیرت لم اسکن الی احد

اگر تو وفا کرے تو جب تک تو میرا ہے۔ اس کے بدل کا ارادہ نہیں کروں گا۔ اگر تو بدل جائے تو اور کسی کی طرف آرام نہ پائے گا۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو طالب عبدالعزیز بن سالم بن خلف مصری مقری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ بزرگ ابو محمد عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ کھجور فروش محدث مشہور بہ حکمت نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام ابو الفضل نعمت اللہ بن عبدالعزیز ہیبت اللہ عسقلانی عادل نے مصر میں کہا کہ میں نے سنا شیخ عالم عارف ابو اسحاق ابراہیم بن مرتیل مخزومی نابینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ ابو عمر عثمان بن مرزوق قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر کے اوتاد میں سے تھے۔ وہ پے در پے کشف اور ظاہر کرامات والے تھے۔ ایک

سال نیل کا پانی بہت زائد ہو گیا۔ قریب تھا کہ مصر غرق ہو جائے اور زمین پر پانی رہا حتیٰ کہ کھیتی کا وقت عنقریب فوت ہونے کو تھا۔ تب لوگ شیخ ابو عمر عثمان کی خدمت میں اس کی وجہ سے شور مچاتے ہوئے آئے۔ پھر آپ نیل کے کنارہ پر آئے اور اس سے وضو کیا تو وہ اسی وقت دو گز کے قریب کم ہو گیا اور زمین پر سے اتر گیا یہاں تک کہ زمین کھل گئی اور دوسرے دن لوگوں نے کھیتوں میں بیج ڈال دیا اور ایک سال کا ذکر ہے کہ نیل بالکل نہ چڑھا۔ اکثر کھیتی کا وقت فوت ہو گیا اناج گراں ہو گیا۔ لوگوں نے ہلاکت کا گمان کیا۔ تب بھی شیخ ابو عمر عثمان کی خدمت میں اس کی وجہ میں اس کی وجہ سے شور مچاتے ہوئے آئے۔ پھر شیخ نیل کے کنارہ پر آئے اور اس میں اس لوٹے میں پانی لے کر وضو کیا۔ جو آپ کے خادم کے پاس تھا۔ تب اس دن نیل بڑھ گیا اور برابر بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ اپنی حد کو پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں فائدہ دیا اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے اس سال کھیتی میں برکت دی۔

عشاء سے فجر تک کئی مقامات کی زیارت کرنا

وہ کہتے ہیں کہ ان کے خادم شیخ نیک بخت ابو العباس احمد بن برکات سعدی مقری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ شیخ نے مصر میں اپنے مکان پر اندھیری رات میں عشاء کی نماز پڑھی اور نکلے میں بھی ان کے پیچھے تھا اور زمین ہمارے نیچے اس طرح لپٹی جاتی تھی جیسے کہ انوار سامنے دائیں بائیں دوڑتے تھے۔ وہ کسی پہاڑ پر پہنچتے اور کسی زمین سے چلتے تو ان کے سامنے ٹوٹ جاتی گویا کہ وہ موجود نہ تھی یہاں تک کہ ہم بہت جلد مکہ مکرمہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں پہنچ گئے۔ تب شیخ نے طواف کیا وہاں پر رات کے

اکثر حصہ تک نماز پڑھتے رہے۔ پھر وہاں سے نکلے اور میں آپ کے پیچھے تھا۔ ایسا ہی ہم چلتے تھے۔ یہاں تک کہ مدینہ شریفہ صلوات اللہ علی ساکنہا میں پہنچے وہاں زیارت کی اور نماز پڑھی۔ جتنی کہ خدائے تعالیٰ نے چاہی پھر وہاں سے نکلے اور میں آپکے پیچھے تھا۔ اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچے وہاں زیارت کی اور نماز پڑھی۔ جتنی کہ خدائے تعالیٰ نے چاہی۔ پھر وہاں سے نکلے اور میں آپ کے پیچھے تھا۔ چلتے رہے یہاں تک کہ ہم مصر میں داخل ہوئے اور موذن فجر کی اذان دے رہا تھا۔ واللہ میں شروع رات سے بڑھ کر قوی تھا اور مجھے نہ تھکاوٹ معلوم ہوئی نہ کوئی تکلیف ہوئی اور شیخ نے مجھ سے عہد لیا کہ ان کی زندگی میں یہ کسی سے ذکر نہ کرنا۔ سو میں نے ان کی وفات کے بعد اس کا ذکر کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو محمد عبدالجبار بن احمد بن علی قرشی مصری مودب نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام ابولربیع سلیمان بن احمد بن علی سعدی مقری مشہور ابن المغربل نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو العباس احمد بن برکات بن اسماعیل سعدی مقری خادم شیخ پیشواء ابو عمرو عثمان بن مرزوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ ابو عمر کی نو سال تک خدمت کی تھی۔ رات دن میں ان پر کوئی ایسا وقت نہ گزرتا تھا کہ جس میں طرح طرح کے نیک اعمال مقرر کیے تھے یا تو قرآن شریف پڑھتے یا پڑھواتے یا حدیث سنتے یا سناتے یا علم میں مشغول یا اپنے مریدوں کو ادب سکھاتے۔ یا اللہ عزوجل کی طرف احوال قرب کے احکام اور منازلات باطنی کے ساتھ متوجہ ہوتے تھے۔ میں ایک دن ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں ایک شیخ آپ کے پاس آیا۔ جس کے بال پراگندہ اور غبار آلودہ تھے۔ میں نے اس کو پہلے دیکھا تھا نہ اب تک دیکھا تھا۔ تب وہ شیخ کے سامنے باادب اور عاجزی کے ساتھ بیٹھ گیا۔ شیخ نے تھوڑی دیر سرنیچا کیا۔ پھر اس کی طرف دیکھا تو وہ غش کھا کر

گر پڑا۔ شیخ نے فرمایا کہ اس کو اٹھا لے جاؤ ہم نے اس کو ایک گھر میں رکھ دیا۔ وہ اس میں چار ماہ تک ایسے حال میں رہا کہ نہ حرکت کرتا تھا۔ نہ اس کو کچھ ہوش تھا۔ اس کا حال مردہ کا سا تھا۔ لیکن اتنی بات تھی کہ وہ سانس لیتا تھا۔ پھر شیخ اس کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ اس کے سینے پر پھیرا تو اس کو ہوش آ گیا۔ میں نے اس سے حال پوچھا تو کہنے لگا کہ اے ابو العباس میری عمر بڑی ہو گئی تھی۔ میں نے مجاہدے بہت کیے تھے سیر و سفر بہت کیے تھے۔ لیکن اس طریق کا میں نے کوئی نشان نہ دیکھا۔ تب میں نے دل سے خدا کی جناب میں استغاثہ کیا تو مجھے آواز آئی کہ تم اس جنگل کے سلطان کے پاس جاؤ کیونکہ جو تو چاہتا ہے اس کے پاس موجود ہے۔ میں نے کہا وہ کون ہے مجھ سے کہا گیا کہ وہ شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق ہیں۔ جب میں ان کے سامنے بیٹھا اور انہوں نے میری طرف دیکھا تو ان کی نظر نے میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ وصل کے خیموں کو پھاڑ دیا۔ مسافات بعد میرے لیے لپیٹے گئے اور مجھ کو میری حس اور عالم سے اچک لیا۔ مجھ کو میرے وجود سے اور جو اس میں ہے غائب کر دیا۔ میں فنا کے قدم پر اور موجودات سے غائب ہو کر مقام قرب پر قائم ہو گیا۔ اپنے مطلوب کو پا لیا۔ اپنے محبوب تک ان کی نظر کی برکت سے پہنچ گیا۔ پھر مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس حال میں گزر ہوا۔ میری طرف آپ نے دیکھا اور فرمایا کہ اس شخص کو حکم دو کہ جو اس میں اور اس کی عقل میں خلل ہو گیا کہ اس میں قوت رکھ دے کہ اس قوت سے اس حال کے غلبہ پر غالب آئے پھر اپنی حالت کی طرف لوٹے اور احکام شرع کی پابندی کرے۔ تب میری طرف شیخ ابو عمر نے جلدی کی پھر میں نے اپنے آپ میں قوت دیکھی۔ جس کے اسباب میں اپنے حال کا مالک بن گیا۔ اپنے وجود کی طرف لوٹ آیا۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ پھر چلا گیا اور اب تک پھر اس کو نہیں دیکھا۔

ریت سے ستو اور پانی کا نکالنا

وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے ساتھ شام تک قدم تجرید پر سفر کیا اور سوائے اللہ سبحانہ کے اور کوئی تیسرا ہمارے ساتھ نہ تھا۔ مجھے تین دن گزر گئے کہ کوئی کھانے پینے کی چیز نہ پائی۔ قریب تھا کہ زمین پر گر پڑوں۔ جب شیخ نے مجھے اس حال پر دیکھا تو ریت کے ٹیلے پر چڑھ گئے۔ دونوں ہاتھوں میں ریت بھرلی اور مجھ کو ستو بھنے ہوئے۔ جس میں شکر پڑی ہوئی تھی۔ دیئے میں نے وہ کھائے یہاں تک کہ میرا پیٹ بھر گیا۔ پھر ٹیلے میں ایک ہاتھ مارا تو اس میں سے ایک میٹھا چشمہ نکل آیا جو کہ دنیا کے میٹھے چشموں سے بہتر تھا۔ میں نے اس سے پانی پیا حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا۔

عجمی کا عربی اور عربی کا عجمی کو ایک رات میں سیکھ لینا

ان کے پاس مصر میں دو شخص آئے ایک تو عربی تھا۔ جو عجمی کا ایک لفظ نہیں جانتا تھا۔ دوسرا عجمی آیا جو کہ عربی کا ایک لفظ نہ جانتا تھا۔ دونوں باتیں کرنے لگے وہ ایک دوسرے کی بات نہ سمجھتے تھے۔ عربی نے کہا میں چاہتا ہوں کاش عجمی جانتا۔ عجمی نے کہا میں چاہتا ہوں کہ کاش میں عربی جانتا۔ وہ دونوں کھڑے ہوئے۔ پھر اگلے دن شیخ کی خدمت میں آئے تو یہ حال تھا کہ عربی تو عجمی کلام کرتا تھا۔ جیسے فصیح عجمی کرتے ہیں اور عجمی ایسی عربی بولتا تھا کہ کوئی بڑا فصیح عربی بول رہا ہے عربی کہنے لگا کہ آج کی رات میں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زیارت کی ان کے پاس شیخ ابو عمرو تھے۔ تب شیخ خلیل علیہ السلام نے ابو عمرو سے کہا کہ تم ہماری نیابت میں اس کو عجمی سکھا دو۔ شیخ

نے میرے منہ میں لعاب ڈال دیا اور جب میں جاگا تو میں عجمی بولنے لگا عجمی نے کہا کہ میں نے آج رات کو خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے پاس شیخ ابو عمرو تھے۔ پھر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شیخ ابو عمرو سے فرمایا کہ میری طرف سے اس کو عربی سکھا دو۔ تب شیخ ابو عمرو نے میرے منہ میں لعاب ڈال دیا اور جب میں جاگا تو عربی جانتا تھا۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ذکریا یحییٰ بن احمد ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عالم محمد عبدالکریم بن منصور بن ابوبکر محدث مشہور ابری نے بغداد میں کہا خبر دی ہمکو شیخ بزرگ اصل ابو الخیر سعد بن شیخ پیشواء علامہ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ میں سیر کے طور پر کوہ مقطم میں جو کہ گورستان مصر میں ہے پھر رہا تھا۔ میں اس میں چند دن تک رہا کہ کسی کو نہ دیکھتا تھا۔ ایک رات سحری کے وقت میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ وہ اپنی مناجات میں ایسی آواز سے کہ جو دلوں کو ہلا دے اور ایسے گریہ سے کہ عقلوں کو پریشان کر دے۔ کہتا تھا میں نے اپنی بلا کو تیرے غیر سے چھپایا ہے۔ اپنے راز کو تجھ پر ظاہر کیا ہے۔ تیرے ساتھ تیرے ماسوا کو چھوڑ کر مشغول ہوا ہوں۔ پھر چلا کے رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں کہ جس نے تجھ کو پہچان لیا۔ پھر وہ کیسے تجھ سے غافل رہتا ہے اور اس پر تعجب ہے کہ جس نے تیری محبت کا مزہ چکھا ہے۔ وہ تجھ سے کیسے صبر کرتا ہے۔ اے عارفوں کے مولیٰ اور مقربین کے حبیب محبوں کے انیس طالبین کے امید کی غایت منقطعین کے مددگار پھر چلایا اور کہنے لگا (اشوقاہ تیری طرف اور واکرباہ) پھر میں آواز کے پیچھے ہوا۔ میرے دل میں اس کی محبت ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں اس تک پہنچ گیا۔ دیکھا تو ایک شخص لاغر بدن زرد رنگ ہے۔

جس پر ہیبت غالب ہے اور وقار نے اس کو ڈھانکا ہوا ہے۔ اہل معرفت کی اس میں علامت ہے۔ پھر میں اس کے قریب گیا۔ اس کو سلام کہا اس نے کہا مرحبا تم کو اے ابو عمرو میں نے کہا کہ تم نے میرے نام کو کیسے پہچان لیا۔ حالانکہ مجھ کو اس سے پہلے آپ نے کہیں نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تمہارے وجود کو زمین پر دیکھا اور تمہارے مقام کو آسمان پر تمہارا نام لوح محفوظ میں پڑھا ہے۔ پھر میں نے کہا اے میرے سردار مجھکو کچھ فائدہ کی بات کہو فرمایا اے ابو عمرو اللہ عزوجل نے اپنے نبی داؤد علیہ السلام پر وحی کی کہ اے داؤد میرے ولیوں اور دوستوں کو کہہ دے کہ تم کو ایک دوسرے سے الگ ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ میں تمہارا دوست ہوں۔ اپنے ذکر کرنے سے اور ان سے باتیں کرتا ہوں۔ اپنی محبت سے اپنے اور ان کے درمیان جو پردہ ہے۔ اس کو کھول دیتا ہوں۔ تاکہ وہ میری عظمت و جلال اور میرے چہرہ کی رونق کو دیکھیں۔ میں ہر دن ان کے نزدیک ہوتا ہوں میں ہر گھڑی اپنے چہرہ کے نور سے ان کے قریب ہوتا ہوں۔ ان کو اپنی کرامت کا مزہ چکھاتا ہوں اور جب یہ معاملہ ان کے ساتھ کرتا ہوں تو وہ دنیا اور اہل دنیا سے اندھے ہو جاتے ہیں۔ پھر کوئی شے مجھ سے بڑھ کر ان کو پیاری نہیں ہوتی اور میری طرف دیکھنے سے بڑھ کر ان کو آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوتیں۔ وہ میری طرف جلد قدم بڑھاتے ہیں اور میں اس بات کو برا سمجھتا ہوں کہ ان کو موت دوں کیونکہ مخلوق میں وہ میرے محل نظر ہیں۔ میں ان کی طرف دیکھتا ہوں اور وہ میری طرف دیکھتے ہیں۔

اے داؤد اگر تم ان کو دیکھتے بحالیکہ ان کے نفوس فنا گئے ہیں۔ ان کے جسم میں لاغر بن گئے ہیں۔ ان کی آنکھیں غریبانہ ہیں۔ ان کے اعضا شکستہ ہیں۔ جب وہ میرا ذکر سنتے ہیں۔ تو ان کے دل نکل جاتے ہیں۔ (تو تم تعجب) کرتے پھر میں اپنے فرشتوں اور آسمان والوں کے سامنے ان سے فخر کرتا ہوں

وہ میری طرف دیکھتے ہیں۔ پھر وہ خوف عبادت میں بڑھ جاتے ہیں۔ اگر وہ مجھ سے سرگوشی کرتے ہیں تو میں ان کی باتیں سنتا ہوں۔ اگر وہ مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی طرف آگے بڑھتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف متوجہ ہوتے ہیں تو میں ان کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ میرے قریب ہوتے ہیں تو میں بھی ان کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے محبت کرتے تو میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے صاف ہوتے ہیں تو میں بھی صاف ہوتا ہوں۔ اگر وہ میرے لیے کام کرتے ہیں۔ تو میں ان کو جزا دیتا ہوں۔ میں ان کے کاموں کی تدبیر کرنے والا ہوں۔ ان کے دنوں کا محافظ ہوں۔ ان کے احوال کا متولی ہوں۔ میں نے ان کے دلوں کے لیے کسی شے میں سوائے اپنے ذکر کے کوئی راحت نہیں پیدا کی۔ وہ میرے سوا اور کسی سے محبت نہیں کرتے۔ ان کے دلوں کے کجاوے میرے سوا اور کہیں نہیں اترتے۔ پس مجھ کو اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں ان کو اپنی زیارت کی قدرت دوں گا۔ ان کی نگاہ کو اپنی طرف دیکھنے سے سیر کر دوں گا۔ یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائیں گے اور رضا سے بڑھ کر دوں گا۔

پس اے داؤد علیہ السلام زمین والوں کو یہ بات پہنچا دے کہ میں اس کا حبیب ہوں جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اس کا ہم نشین ہوں جو کہ میرے ساتھ بیٹھتا ہے۔ اس کا انیس ہوں جو کہ میرا انیس ہے۔ اس کا صاحب ہوں جو کہ میرا صاحب ہے۔ اس کا مطیع ہوں جو میرا مطیع ہے اس کا مختار ہوں جو کہ مجھے اختیار کرتا ہے۔ سو تم میری بزرگی اور مصاحبت و معاملہ کی طرف بڑھو میں جواد ماجد ہوں جس شے کو کہتا ہوں کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ پھر عبرت نے اس کا گلا گھونٹ لیا یہاں تک کہ ان کو غش پڑ گیا جب ان کو ہوش آیا تو میں نے کہا اے میرے سردار! مجھے وصیت کیجئے۔ کہا کہ اے عمرو! دل سے ہر شے کو قطع کر دے اور اس کے سوا اور کسی پر قناعت نہ کر۔

پھر میں نے کہا اے میرے سردار میرے لیے دعا کرو انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ تجھ سے چلنے کی تکلیف کی برداشت کو آسان کر دے۔ تجھ میں اور اپنے میں حجاب نہ ڈالے پھر اس طرح بھاگا جس طرح کوئی شیر سے بھاگتا ہے اور یہ اشعار پڑھے۔

ذکر تک لا انی نسینک لمحۃ وایس مافی ذکر ذکر لسانی

میں تجھ کو یاد نہ کرتا ہوں۔ نہ اس لیے کہ تجھ کو ایک لمحہ بھول گیا ہوں۔ ذکر میں بہت آسان ذکر میری زبان کا ہے۔

ولدت بلا وجدا مرت من الھوی وھام علی القلب بالخفقانی

اور عنقریب ہے کہ بغیر سوزش عشق کے عشق کی وجہ سے مر جاؤں۔ میرے دل پر خفقان شیفتہ ہے۔

فلما ر آنی الوجدانک حاضری شھدلک موجودا بکل مکانی

پھر جب مجھ کو عشق نے دیکھا تو حاضر ہے۔ تو میں نے تجھ کو ہر مکان میں حاضر دیکھا۔

فخاطبت موجودا بغیر تکلم ولا خطت معلوما بغیر عیانی

پس میں موجود سے بغیر کلام کے مخاطب ہوا اور معلوم کو بغیر ظاہر کے دیکھ لیا۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامتہ قرشی حنبلی ہیں مصر میں رہتے تھے اور اسی کو وطن بنا لیا وہیں 64ھ میں فوت ہوئے تھے اور ان کی عمر ستر سے بڑھ گئی تھی۔ مصر کے قبرستان میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے مشرق کی طرف دفن ہوئے۔ جو کہ ستون کے متصل ہے اور ان کی قبر کی علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالجبار بن احمد بن علی قرشی موذن نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام ابوالربیع بن احمد مقری مشہور ابن المعزل نے کہا کہ میں نے شیخ

بزرگ ابا اسحاق ابراہیم بن مرزبیل مخزومی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادر ہمارے شیخ امام سید ہیں۔ ان سب کے سردار ہیں جو کہ اللہ عزوجل کے راستہ پر اس زمانہ میں چلتے ہیں۔ یا حال دیا گیا یا قائم کر دیا گیا۔ پس شیخ عبدالقادر ان کے امام اور منازلات احوال میں امام ہیں۔ اللہ عزوجل کے سامنے ہمارے کھڑے ہونے میں امام ہیں۔ اس زمانہ کے اولیاء سے ان کے متعلق عہد لیا۔ اس زمانہ کے تمام ارباب مراتبہ سے اس بات کا سخت عہد لیا کہ ان کے قول کی طرف رجوع کریں۔ ان کے مقام کا ادب کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں جس کو ولی بنایا ہے تو ان کے ہاتھ پر اس کی بخشش دی ہے۔ ان کی تمام بخششیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ نے جس شخص کو اس وقت کے قریب پسند کیا ہے۔ شیخ محی الدین عبدالقادر کو اس کے احوال میں مشارکت اور اس کے مقام میں ان کا گزر ہے۔ اسکے اسرار کی طرف مطالعہ ہے۔ لیکن ان کے احوال و مقامات اسرار میں انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کوئی شریک نہیں اس طریق میں ان پر سوائے اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کسی کا احسان نہیں ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(شیخ سوید سنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ شیخ مشرق کے بزرگ مشائخ اور عارفین کے صدر محققین کے اکابر ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ مقامات روشنہ افعال خارقہ اشارات علیہ بزرگ ہمت ہیں۔ مراتب قرب میں ان کا بلند رتبہ موارد تمکین میں بلند طور چشمہ وصل کے شیریں گھاٹ میں مدارج معارف میں بلند معراج والے حقائق کی سیڑھیوں میں اعلیٰ بلندی پر ہیں۔ بڑی بلندیوں کے فائدہ کی طرف بڑھنے والے ہیں۔ اس کے ساتھ ان کا کشف روشن پے در پے ہے اور فتح روشن دونی ہے۔ وہ ان میں سے ایک

ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ ان کو عالم میں تصرف دیا ہے۔ احوال پر قدرت دی ہے۔ احکام تصریف کا ان کو پابند کیا ہے۔ تمکین کی باگوں کا مالک بنا دیا ہے۔ مجالس قدس میں ان کو صدر بنا دیا۔ صدر و مراتب میں ان کو مقدم کر دیا۔ اہل نہایات کے احوال کے ساتھ ان کو موید بنا دیا ہے۔ عجائب غیوب پر ان کو مطلع کردیا۔ فنون حکمت کے ساتھ ان کو گویا کر دیا۔ موجودات کو ان کے لیے بدل دیا۔ عادات کو خرق کر دیا۔ ان کے ہاتھوں پر [illegible]ات خارقات کو ظاہر کر دیا۔ مردوں کے سینوں میں ان کی پوری قبولیت اور دلوں میں پوری ہیبت ڈال دی۔ سالکین کو ان کا امام بنایا۔ شریعت و حقیقت کے ہر دو علم کو ان کے لیے جمع کر دیا۔ علم، عمل، تحقیق، زہد جلالت میں اس شان کی ریاست ان تک منتہی ہوئی۔ ان کے وقت میں بخارا اور اس کے ارد گرد مریدین صادقین کی تربیت میں انہیں کے سبب امر سر سبز ہوا ان کی صحبت سے بہت سے اکابر نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ حسین تلعفری شیخ عثمان بن عاشور انجباری وغیرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اور اس کے ارادہ کی ایک جماعت قائل ہوئی ہے۔ جن کا اس شان میں قدم راسخ تھا۔ ان کی طرف بہت سے صلحاء منسوب ہیں۔ ان کی بزرگی و احترام پر مشائخ و علماء کا اجماع ہو چکا ہے۔

شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ ان کی فضیلت کا ذکر کرتے تھے۔ وہ اس طریق کے رکن ہیں۔ ان کے مشہور عالم ہیں۔ ان احکام و شرح احوال محققین سے ہیں۔ ان کے ساتھ علوم شرعیہ میں وسیع ہاتھ اور احکام الٰہی کی معرفت میں ید طولیٰ ہے۔ ہر ایک طرف سے ان کی زیارت کا قصد کیا جاتا ہے۔ ہر کنارہ میں ان کا ذکر مشہور تھا۔ دانا، خوبصورت، کامل، فاضل، ادیب، عاجز، اشرف اخلاق، اکرام الخصائل روشن صفات تھے۔ علوم معارف میں ان کا کلام شریف تھا۔ اس میں

سے یہ ہے۔

مقامات عارفین سات اصول پر ہیں۔ اللہ کی طرف باطن سے قصد کرنا۔ حکم میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوطی کرنا۔ امر اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنا۔ ظاہر و باطن میں خدا کے بندوں کی خیر خواہی کرنا۔ لپیٹنے اور پھیلانے میں اللہ تعالیٰ کے اسرار کو چھپانا۔ صبر حال کا ثبوت علم کے ساتھ ہونا۔ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین کا ذکر کرنا۔ جب عارف ان احوال کو قطع کر لے اور نظر احوال سے ترقی کر جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے باطن سے اللہ کی طرف قصد کرنے میں دروازہ نفس کو کھول دیتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ دل انوار تجلی کی طرف نفس سرور اور چراغ انس کے ساتھ کشف کے طاقچہ میں راحت پاتا ہے۔ یہ نفس بعد اس کے کہ ارواح معارج احوال میں غائب ہوں اور اسرار مدارج روح القدس مادہ جہات کے قطع اور اتحاد علم اور رسم کے جاتے رہنے کے ساتھ مستغرق ہوں۔ یہ عارفین کا پہلا لباس ہے۔ سب سے پہلی راحت پانا ارواح تجلی کے انفاس ہیں یہ وہ ہے کہ اس کے شہود کا نور اس کے وجود کے نور کو بجھاتا نہیں۔ اس کے وجود کا نور اس کے حقیقت کے شہود کا حجاب نہیں ہوتا۔

آنکھ کی تین قسمیں ہیں

اللہ تعالیٰ کی طرف باطن سے مقید کرنے کی حقیقت یہ ہے کہ ظہور حقیقت علم کے پردہ میں ظاہر ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اعتصام کے ساتھ اس کے لیے خدا تعالیٰ معانیہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بصیرت سے تین آنکھیں کھول دیتا ہے۔ بصر کی آنکھ بصیرت کی آنکھ روح کی آنکھ۔

بصر کی آنکھ تو محسوسات کو معلوم کرتی ہے اور بصیرت کی آنکھ معنویات کو۔ روح کی آنکھ پوشیدہ چیزوں کو معلوم کرتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے تفرید کی آنکھ میں استغراق کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اس کے لیے پانچ رکن ہیں۔ عین مشاہدہ میں قرب۔ جمع کے سمندر میں علم کا نابود ہونا۔ بحر ازل بھی فنا ہونے والے کا ملاک ہونا۔ قدم کے لپیٹنے میں وجود کا استغراق۔ ابد کی بجلی میں بقا کا معدوم ہونا۔

پس عین مشاہدہ میں فنا قرب مرسلین کے لیے تو صفائی اسرار مقربین کے لیے عنایات انوار ہے۔ جمع کے سمندر میں علم کا نابود ہونا۔ صدیقوں کے لیے تو رویت ہے اور ابرار کے لیے مشاہدہ ہے کیونکہ رویت ذات کے لیے اور انوار صفات کے لیے مشاہدہ ہے اور ازل کے سمندر میں فنا کرنے والا مرسلین کی حقیقت اور مقربین کے لیے طریقت ہے۔ قدم کے لپیٹنے میں وجود کا استغراق صدیقوں کے لیے تفرید توحید ہے۔ ابرار کے لیے تحقیق تجرید اور ابد کی بجلی میں بقا کا معدوم ہونا شہداء کے لیے حیات قرب اور دوام رزق الصالحین کے لیے روح کی نسیم ریحان کی راحت اور جنت نعیم کے معارف ہیں۔ پھر بناء قرب عین میں عقل ہوتی ہے۔ جمع کے سمندر میں علم کے نابود ہونے کے ساتھ روح ہوتی ہے۔ بحر ازل میں فنا ہونے والے کی ہلاکت کے ساتھ بسر ہوتا ہے۔ قدم کے لپیٹنے میں وجود کا استغراق ذرہ بنتا ہے۔ ابد کی بجلی میں بقا کا عدم ذات ہے۔ جو کہ کامل الوجود اور پوری تقویم والا ہے۔ عقل سے ایمان ثابت ہوتا ہے۔ روح سے خطاب سر سے امر کا سمجھنا ذرہ سے حکمتوں کا سمجھنا اور ذات کے ساتھ حرکت واقع ہوتی ہے۔ پس حرکت ظاہر الحکم ہے اور حکم ظاہر الامر ہے اور امر ظاہر الخطاب ہے اور خطاب ظاہر الایمان ہے اور ایمان ظاہر الصفات ہے اور صفات ظاہر الذات ہے۔

پس ایمان بصیرت العقل ہے اور سر بصیرت الروح ہے امر بصیرت الحکم ہے اور حکم بصیرت الحرکت ہے اور یہ اس بات کی حقیقت ہے جو اس عارف کے لیے کھلتی ہے۔ جو کہ درجہ معرفت میں ہے۔ ان سے یہ بھی ہے علم تین قسم کے ہیں۔ ایک علم خدا کی طرف سے ہے۔ وہ علم' امر' نہی' احکام' حدود کا ہے۔ دوم علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ وہ علم خوف و رجاء محبت و شوق کا ہے اور تیسرا علم باللہ تعالیٰ ہے۔ وہ اس کی نعمتوں اور صفات کا علم' علم ظاہر' علم طریق' علم باطن' علم منزل' علم حکم' علم شرع ہے۔ جو کہ اس کے باطن کو ظاہر قائم نہ کرے۔ وہ باطن ہے۔ اصل عقل خاموشی ہے۔ اس کا باطن اسرار کا چھپانا ہے۔ اس کا ظاہر پیروی سنت ہے۔ جب خواہش نفسانی غالب ہوا کرتی ہے۔ تو عقل چھپ جاتی ہے اور جو شخص اپنے علوم کے حجاب کی طرف گیا۔ وہ اپنے کسی عیب کو نہیں دیکھتا اور آپ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

و قفت علی باب الحبیب مسائلا نابلای جوابی قبل ان اتکلما

وکان جوابی انت لا انت ماتری فمت بوجود الوعد حتی تهلما

در سو دراوی ما است فاغنی ماجل وری فی المعاد معظما

واکشف حب العمزعنی لا فی احبیب ندا العارفین تکرقا

شغاوک عندی خیراتی احب ان اراک علی مومن المحبہ مسقما

بزرگوں کی بدگوئی کا نتیجہ

خبر دی ہم کو شیخ عارف نیک بخت ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسن علی بن احمد مخزومی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو المجد سالم بن احمد بن عبداللہ تلعفری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں پر کہا کہ میں نے شیخ بزرگ ابوالفرج حسن تلعفری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہاں پر سنا وہ کہتے تھے کہ سنجار کے مالداروں میں ایک

شخص تھا۔ جو کہ سلف کے بارہ میں بلا وجہ نکتہ چینی کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا اور جب مرنے لگا تو سب باتیں کرتا تھا۔ مگر کلمہ شہادت اس کی زبان پر جاری نہ ہوتا تھا۔ جب اس کو کہا جاتا کہ کلمہ شہادت پڑھ تو وہ کہتا تھا کہ مجھ کو کیوں اس بارے میں کہا جاتا ہے۔ تب لوگ چلائے اور شیخ سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے۔ آپ اس کے پاس آئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے اور دیر تک سر نیچے رکھا۔ اور لا الہ الا اللہ کہا۔ پھر اس شخص نے بھی کہا اور کئی دفعہ اس کا تکرار کیا۔ پھر شیخ نے کہا کہ اس کو یہ عذاب اس لیے ہوا تھا کہ سلف میں نکتہ چینی کرتا تھا۔ میں نے اس میں اس کی سفارش کی تو مجھ سے کہا گیا کہ ہم نے تمہاری سفارش قبول کی اگر ہمارے پہلے اولیاء اس سے راضی ہو جائیں۔ پھر میں درگاہ شریف میں داخل ہوا اور اس کا گناہ شیخ معروف کرخی، وسری سقطی، شیخ جنید، شیخ شبلی، شیخ ابویزید وغیرہم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے معاف کرنے کی درخواست کی۔ (انہوں نے معاف کر دیا) تب اس کی زبان شہادت میں بولی۔

راوی کہتا ہے کہ اس شخص نے کہا جب میں کلمہ شہادت کہنے لگتا ہوں تو ایک کالی شے مجھ پر حملہ کرتی ہے اور میری زبان بوجھل ہو جاتی ہے۔ مجھ کو بولنے نہیں دیتی اور مجھ سے کہتی ہے کہ میں وہ تمہاری بدگوئی ہوں۔ جو کہ اولیاء اللہ کے بارے میں تھی۔ پھر اس کے بعد ایک نور آیا جو چمکتا تھا وہ سیاہی مجھ سے جاتی رہی اور اس نے کہا کہ میں خدا کی رضامندی ہوں کیونکہ اولیاء تجھ سے راضی ہو گئے ہیں اور دیکھو میں یہ نور کے گھوڑوں کو دیکھتا ہوں جو کہ آسمان کے درمیان ہیں۔ جنہوں نے تمام خلد کو بھر دیا۔ اس نور کے سوا ہیں۔ جن کے ہیبت کی وجہ سے سر نیچے ہیں۔ وہ کہتے ہیں سبوح قدوس ربنا ورب الملئکۃ والروح۔ راوی کہتا ہے کہ وہ مرد برابر شہادتیں شوق سے پڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہوا۔

نابینا ہونے کے بعد بینا ہو جانا

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن قاضی ابی عمران موسم المخزومی صوفی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو عمرو عثمان بن عاشورہ سنجاری سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں اپنے شیخ سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سنجار کے بعض راستوں میں جا رہا تھا۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ گوشہ چشم سے ایک خوبصورت عورت کو اشارہ کر رہا ہے۔ آپ نے اس کو منع کیا وہ باز نہ آیا۔ پھر آپ نے کہا خداوندا اس کی آنکھیں لے جا۔ تب وہ شخص اندھا ہو گیا۔ پھر سات دن کے بعد شیخ کی خدمت میں آیا اور اپنے اندھے ہونے کی شکایت کی سچی توبہ کی بہت ہی انکساری کی پھر شیخ نے ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ خداوندا اس کی آنکھ کو لوٹا دے مگر گناہوں کے وقت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کی آنکھ درست کر دی اس کا یہ حال تھا کہ جب حرام کی طرف دیکھنے کا ارادہ کرتا تو اندھا ہو جاتا تھا اور پھر اس کی آنکھ درست ہو جاتی تھی۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دن شیخ مسجد میں آئے اتنے میں ایک نابینا آیا اور غیر قبلہ کی طرف کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا شیخ نے کہا خداوندا اس کی آنکھ کو نور دے دے۔ پھر وہ مسجد سے ایسے حال میں نکلا کہ اس کو نظر آتا تھا۔ وہ بیس سال کے بعد فوت ہوا اور اس کی آنکھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

ناک کٹے کو درست کر دینا

خبر دی ہم کو فقیہ نیک بخت ابو الفضائل اسحاق بن احمد بن علی سنجاری

نے کہا کہ خبر دی ہم کو فقیہ عالم نیک بخت تاج الدین ابو الحسن علی بن بقاعی حنفی نے موصل میں کہا کہ میں نے شیخ عارف مقبول الدعا ابامعہ سلامہ بن نافل مفروتی سے حسن کا لقب رو یج تھا۔ سنجار میں سنا وہ کہتے تھے کہ ایک مرد کا ناک بغیر قصاص کے کاٹ دیا گیا۔ سو شیخ سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ حال برا معلوم ہوا تو اس کے ناک کا وہ حصہ جو جدا ہوا تھا پکڑا اپنے ہاتھ سے اس کی جگہ پر رکھ دیا اور کہا بسم اللہ الرحمان الرحیم تب اس شخص کا ناک جیسا تھا۔ ویسا صحیح تندرست ہو گیا۔

جذامی کا تندرست ہونا

راوی کہتا ہے کہ آپ ایک دن ایک جذامی پر گزرے کہ جس کے جسم سے کیڑے گرتے تھے اور اس سے خون و پیپ جاری تھا۔ تمام اطباء اس سے عاجز آ گئے تھے۔ اس کو کئی سال گزر گئے تھے۔ پھر شیخ نے کہا خداوندا تو اس کے عذاب سے غنی ہے اس کو آرام دے دے۔ تو وہ اسی وقت تندرست ہو گیا اور خدائے تعالیٰ کے حکم سے اچھا ہو گیا۔

پتھر سے چشمہ اور ستو کا نکالنا

خبر دی ہم کو ابو محمد مالک بن شیخ ابی الفتح منجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف فقیہ فاضل ابو الفرج عبید بن منیع بن کامل عنصی مقری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو یحییٰ زکریا بن شیخ ابی زکریا یحییٰ بن شیخ بزرگ ابو حفص عمر بن یحییٰ مشہور حدیدی نے کہا کہ میں نے سنا اپنے باپ سے وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ عارف ہوشیار ابو الثناء احمد بن عبدالحمید سنجاری زرعی سے سنا وہاں پر

وہ کہتے تھے کہ میں نے ایک سال شیخ سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قدم تجرید پر حج کیا۔ جب ہم ایک جنگل میں پہنچے تو پانی ہمارے پاس نہ تھا۔ ہم کو سخت پیاس لگی میں تو موت کے کنارہ تک پہنچ گیا شیخ راستہ سے تھوڑی دور الگ ہو گئے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی میں آپ کے ساتھ تھا۔ پھر اپنا ہاتھ ایک پتھر پر مارا جو وہاں تھا۔ تو اس میں سے ایک نہایت شیریں چشمہ پھوٹنے لگا۔ ہم نے پانی پیا یہاں تک کہ ہم سیر ہو گئے اور شیخ نے اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر کر مجھے پلایا تو میں نے پانی اور ستو پیئے۔ پھر ایک چلو بھرا اور پیا اس کے بعد اس پر ہاتھ پھیرا تو پھر وہی سخت پتھر بن گیا کہ جس پر تری کا نام و نشان نہ تھا۔ پھر میں سات دن تک کھانے پینے سے مستغنی ہو گیا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عمران بن عثمان بن محمد سنجاری موذن نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو المحاسن یوسف بن شیخ پیشواء ابو الحسن علی زنجانی سے وہاں پر وہ کہتے تھے کہ شیخ سوید سنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں ایک شخص تھا۔ جس کا نام شیخ فرج بن عبداللہ حسنی تھا۔ اس کے حالات بزرگ تھے۔ ایک دفعہ پر تجلیات عظمت سے اس پر ایک تجلی واقع ہوئی تو اس کا جسم ایسا ہو گیا جیسے جما ہوا پانی۔ پھر شیخ سوید سے ان کے متعلق کہا گیا آپ تشریف لائے اور تھوڑی دیر سوچتے رہے اور کہا کہ خوبصورت عورتوں کو لاؤ کہ اس کے پاس آواز بلند کریں۔ ان میں سے کوئی اس کو نہ چھوئے۔ جب وہ اپنی عادت کے موافق ہوش میں آ جائے تو سب باہر نکل جائیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا لیکن ایک عورت نے اپنی انگلی اس کی ران پر رکھ دی تو اس کی انگلی اس میں غائب ہو گئی اور جب وہ اپنی انسانیت کی طرف لوٹا تو جلدی سب عورتیں پردہ میں ہو گئیں شیخ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ میں نے اپنے باطن سے تمام ملکوں کا چکر لگایا تو اس کی ہمت کے لیے کسی شے سے تعلق نہ پایا مگر اتنی بات دیکھی اسکے نفس

میں خوبصورت عورتوں کی طرف میلان ہے۔ سو میں نے چاہا کہ وہ اس کے نفس کو اپنی طرف میلان دلائیں اور اگر یہ حال اس پر ایک مدت تک رہتا تو اس کا وجود البتہ پگھل جاتا۔ (اور مر جاتا)۔

راوی کہتا ہے کہ ہمیشہ اس عورت کی انگلی کے شگاف کا اثر اس کی ران میں موجود رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے شیخ سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شروع حال میں میں نے نفس سے مجاہدہ کیا تھا اور ایک مدت تک اس سے پانی روکا تھا۔ ایک سفر میں پانی کے تالاب پر میرا گزر ہوا۔ تو میرے نفس نے پانی کی مجھے رغبت دلائی میں نے اس کو روکا۔ تب مجھ سے ایک سیاہ شکل نکل کر کودی اور اس نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ میں نے دیکھا تو وہ میرا نفس تھا۔ پھر وہ پانی میں میرے سامنے کھڑا ہو گیا مجھ سے اللہ تعالیٰ کے لیے تخفیف چاہنے لگا۔

میں نے کہا واللہ میں اپنے مجاہدہ کو میں نہ توڑوں گا اور نہ اس بیعت کو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ میں نے کی ہے۔

میں نے شیخ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کو کوئیں کے کنارے پر رکھا اس کو ذبح کر دیا اور اس سے چھوٹ گیا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت بقیۃ السلف ابو المعالی اسحاق بن اسماعیل بن نصر اللہ قریشی سنجاری نے کہا کہ میں نے شیخ اصیل ابا محمد عبداللہ بن شیخ ہوشیار ابو محمد اسماعیل بن شیخ بزرگ ابو الفضائل سوید سنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے باپ (شیخ سوید) کی سلطان سنجار کے پاس چغلی کھائی گئی اس نے ان کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ آپ کے مرید آپ پر خوف کھانے لگے۔ تب شیخ نے سر نیچا کیا۔ پھر کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ مجھ سے کہا گیا کہ تم ڈرو مت میں

تمہارے ساتھ ہوں۔ جب شیخ سلطان کے دروازہ تک پہنچے تو سلطان کو سخت قولنج نے پکڑا۔ جب آپ دہلیز میں داخل ہوئے تو اور زیادہ درد ہوا اور سلطان کو غش آگیا۔ اس کی عورتیں چلا اٹھیں اس میں ان کو یقین آگیا کہ یہ خرابی شیخ کے بلانے کی وجہ سے ہے۔ پھر شیخ کی طرف وہ سب ننگے پاؤں نکلیں۔ شیخ کے قدموں پر گر پڑیں اور عذر کرنے لگیں۔ تب شیخ لوٹ گئے تو اسی وقت درد جاتا رہا۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ قاضی سنجار کے سامنے ان کی شکایت کی گئی۔ اس نے آپ کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب آپ کھڑے ہوئے تو قاضی اور اس کی تمام اہل مجلس کو بخار نے پکڑ لیا۔ جب شیخ دروازہ تک پہنچے تو ان کا بخار اور سخت ہو گیا۔ پھر ان سب نے درخواست کی کہ آپ ان سے راضی ہوں اور واپس تشریف لے جائیں۔ آپ واپس ہوئے تو بخار اسی وقت جاتا رہا۔

شیخ نے فرمایا اگر میں ان کے پاس جاتا تو ان کا مرض لمبا ہو جاتا اور دردیں و بیماریاں ان پر پے درپے قائم رہتیں۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنجار میں رہتے تھے اور قدیم سے ان کا وطن وہی تھا۔ اسی میں وہ معمر ہو کر فوت ہوئے۔ وہیں ان کی قبر ہے۔ جس کی علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے ان کا نام نصراللہ ہے اور سویدان کا لقب تھا۔ جو ان کے نام پر غالب ہو گیا۔ حالانکہ آپ گورے سرخ سفید رنگ کے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابو علی الحسن نجیم بن عیسیٰ حورانی نے کہا خبر دی ہم کو ابو عمر و عثمان بن عاشورا سنجاری نے وہاں پر کہا کہ میں نے اپنے شیخ سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی دفعہ سنا وہ کہا کرتے تھے کہ شیخ عبدالقادر ہمارے شیخ اور سردار و امام و پیشواء ہیں۔ اللہ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک وہ اپنے

تمام اہل عصر پر علم حال و مقامات ثبوت میں اللہ عزوجل کے سامنے مقدم ہیں۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابوالبرکات یونس بن سالم بن علی بکری اربلی نے کہا کہ میں نے شیخ ابو محمد عبداللہ بن شیخ ابی احمد اسماعیل بن شیخ پیشوا سوید سنجاری سے وہاں پر کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے والد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سیدی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بڑے شوق و ذوق سے کیا کرتے تھے اور اپنی اکثر مجالس میں ان کا ذکر کرتے تھے۔ حتیٰ کہ لوگوں کو ان کی زیارت کا شوق دلایا اور ایک دفعہ یہ کہا تھا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت قدس کے اہل کے صدر ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ خیاۃ بن قیس حرانی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ بڑے مشائخ بڑے عارف مشہور محقق ہیں صاحب کرامات خارقہ و احوال فاخرہ مقامات رفیعہ حالات بزرگ ہمت بلند ہدایات عظیمہ صاحب فتح روشن و کشف جلی قدر بلند تھے۔ ان کا مراتب میں مقام عالی تھا۔ حقائق میں طور بلند تھے۔ معارج میں معراج بلند تھے۔ درجات تمکین میں ترقی پر تھے۔ منازل تقدیر کی طرف بڑھے ہوئے تھے۔

وہ اس طریق کے ایک رکن اور اس کے اماموں کے صدر علماء احکام کے نشان اور اس طرف کھینچنے والوں کے سردار تھے۔ وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لیے ظاہر کیا ہے۔ وجود میں ان کو تصرف دیا ہے۔ موجودات کو ان کے لیے پلٹ دیا آنے والی چیزوں کو ان کے لیے خرق کر دیا۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کیا اور ان کو مغیبات کے ساتھ

بلایا ہے۔ احوال نہایات پر ان کو قدرت دی ہے۔ احکام ولایت اور قوم کے احوال کے مشکلات کے حل کرنے کے لیے ان کو ذمہ دار بنایا ہے۔ اہل طریق کے لئے ان کو حجت و پیشواء بنایا ہے۔ اس کے ساتھ اجتہاد و صائب میں ان کا قدم راسخ تھا۔ تصریف جاری میں ان کا ہاتھ فراخ تھا۔ حکمتوں و تواضع و کرم شرائف اخلاق لطائف معانی اکمل آداب میں ان کا ہاتھ روشن تھا۔

وہ ان چار مشائخ میں سے ہیں جن کے بارے میں شیخ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں ایسا تصرف کرتے ہیں جیسے زندہ کرتے ہیں۔ شیخ معروف کرخی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی، عقیل منجی، شیخ حیات بن قیس حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس بات کی ہم کو خبر دی ابو القاسم محمد بن عبادت انصاری جیلی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو الحسن علی قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ اس کا ذکر کرتے تھے۔ اس شان کی ریاست علم، عمل، زہد، حال جلالت میں ان تک منتہی ہوئی۔ حران اور اس کے آس پاس میں مریدین محققین کی تربیت میں ان کے سبب امر سرسبز ہوا ان کی صحبت میں بہت اہل مقامات نے تحرز کیا ہے اور بہت سے اصحاب احوال نے ان کی شاگردی کی ہے۔ اکابر کا جم غفیر ان کے ارادہ کا قائل ہوا ہے۔ ان کی طرف ایک بڑا جہاں منسوب ہوا ہے۔ جن کا بوجہ کثرت کے شمار نہیں ہو سکتا۔ مشائخ و علماء وغیرہ نے ان کی طرف بزرگی کا اشارہ کیا ہے۔ لوگوں نے ان کو احترام و عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اکثر مشائخ ان کے سامنے بیٹھے ہیں اور ان کے اقوال کی طرف رجوع کیے ہیں۔

ان کے فضل ان کے مرتبہ و حفظ حرمت کا خاص و عام نے اقرار کیا ہے۔ اہل حران ان سے پانی کی درخواست کیا کرتے تھے۔ تو ان معاملات و مشکلات میں ان کی طرف پناہ لیتے تھے۔ تو ان کی مشکلات حل ہو جاتی تھیں۔ ان معاملات میں ان کے حالات اتنے مشہور ہیں کہ اظہار کی ضرورت نہیں۔

ان کے آثار و کرامات شمار سے زائد ہیں۔ اہل حقائق کی زبان پر ان کا کلام تھا۔

منجملہ اس کے یہ ہے اس کے امر کا تمکین یہ ہے کہ اس کا نور معرفت اس کے نور اتقا کو نہ بجھائے علم باطن میں ایسا کلام نہ کرے کہ جس کا علم ظاہر توڑ دے اور کرامات اس کو اس امر پر برانگیختہ نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کے محارم کے پردوں کی ہتک نہ ہو۔

حقیقت وفا یہ ہے کہ غفلت کی نیند سے باطن کو افاقہ ہو۔ جمیع کائنات سے ہمتوں کو فراغت ہو۔ جو شخص تواضع کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کی طرف متوجہ کرے۔ کیونکہ وہ پگھل جائے گا اور صاف ہو جائے گا۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے غلبہ کی طرف نگاہ کرتا ہے اس کا غلبہ نفس جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ تمام نفوس اس کی ہیبت کے نزدیک فقیر ہوتے ہیں اور جو شخص اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف کو دل میں دیکھے۔ صدیقین کے نشانات کو دیکھے تو وہ حلال کے سوا اور کچھ نہ کھائے سوائے سنت یا ضرورت کے اور کوئی کام نہ کرے۔

جو شخص کہ مشاہدہ ملکوت سے محروم ہوتا ہے۔ وصول سے حجاب میں ہوتا ہے وہ دو ہی وجہ سے ہوتا ہے۔ بڑا کھلانے اور مخلوق کے ایذا دینے سے۔

اے برادر من! زہد کی حلاوت امید کے کم کرنے اور لوگوں کی صحبت اسباب طمع کو قطع کرنے سے کھینچ۔ رقت قلب کے لیے اہل ذکر کے جلسہ کے درپے ہو۔ نور قلب کو دائمی خوف سے کھینچ۔ خوف کے دروازہ کو طول فکر سے کھول تمام احوال میں صدق کو اللہ کے لیے زینت دے اس کی طرف جلد قلم چلانے سے دوستی پیدا کر۔ (یعنی عنقریب یہ کروں گا) کہنے سے بچتا رہو کیونکہ وہ مردے کو غرق کر دیتا ہے۔ غفلت سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ دل کو

سیاہ کر دیتا ہے۔ سستی سے جس میں کوئی عذر نہ ہو بچتا رہ۔ کیونکہ وہ ندامت والوں کی جائے پناہ ہے۔

پس پچھلے گناہوں سے سخت ندامت و کثرت استغفار کے ساتھ رجوع کراور اللہ عزوجل کی معافی کے لئے اچھی مراجعت کے ساتھ تعرض کر۔

پس خوف عمل کا رقیب ہے اور امید محنت کی شفیع ہے۔ صادق اس کو پہلے ہی قدم پا لیتا ہے سچے مرید کی علامت یہ ہے کہ اس کے ذکر سے سست نہ ہو۔ اس کی محبت سے اکتا نہ جائے۔ اس کے غیر سے محبت نہ کرے۔ سنت و فرض کو لازم پکڑے۔

پس سنت ترک دنیا ہے اور فرض صحبت مولیٰ ہے کیونکہ سنت پورے طور پر دنیا کے ترک پر دلالت کرتی ہے اور کتاب تمام صحبت مولیٰ پر دلالت کرتی ہے۔

پس جو شخص سنت و فرض پر عمل کرتا ہے اس کا کام پورا ہو جاتا ہے۔ جو شخص دنیا میں بتکلف زاہد بنتا ہے اس نے ان کی قدر کی۔ اپنے قلب و نفس میں خبر دی ہے۔ سو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے اس امر کا حیا کرے۔ کہ اس کے غیر کو ایسی چیز کے ساتھ بدلے کہ جس کی اس کے نزدیک قدر نہیں۔ بلا کے نزول کے وقت صبر کی حقیقت ظاہر ہوتی ہیں۔ ان تقدیروں کے مکاشفہ کے وقت رضا کی حقیقتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس سے بچنا کہ زہد کو اپنا پیشہ بنائے لیکن اس کو اپنی عادت بنا۔

محبت دل کے تعلق کا نام ہے۔ جو کہ ہیبت اور انس کے درمیان ہوتا ہے۔ وہ (گروہ) صوفیہ کا نشان طریقت کا عنوان نسبت کی جائے نشست محبوب کی زیارت کا تعلق مطلوب کی ملاقات کی شیفتگی ہے۔ اس طرح کہ عقل جلی کا غلبہ سماع کے لیے ہو۔ طاقت کی حالت میں ہو۔ موت کی لذت ہو۔ پھر وہ کبھی رحم نہیں کرتا اور مدت کو قبول نہیں کرتا۔

پس اس وقت قلب پر خدائی ظہور ہو گا۔ اس طرح کہ حال کا غلبہ اس کے علم پر ہو۔ وجد کا غلبہ اس کی طاقت پر ہو۔ کشف کا غلبہ اس کی ہمت پر۔ جمع کا غلبہ اس کی رسم پر سبقت کا غلبہ اس کے وقت پر۔ مشاہدہ کا غلبہ اس کی روح پر۔ اتصال کا غلبہ اس کے لطف و بخشش پر نور دل کا غلبہ نور عنایت پر۔ شوق ظاہری کا غلبہ شوق خبر پر۔ اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

سواجد حق اوجد الحق کلها — و ان عجزت عنها فهوم الا کابر
وما الحب الا خطرة ثم نظرة — تنشی لهيبا بين تلک السرٰی
اذا سکن الحق السريدة صوعفت — ثلاثه احوال لا هل البصائر
فحال بعيد السرعن کنه وحده — و يمحضر للشرق فی حال حائر
وحال به زمت زری السرنا متنت — الٰی منظر افتاه عن کل ناظر

خبر دی ہم کو فقیہ ابو محمد عبدالرحمان بن احمد بن محمد قرشی مقدسی حنبلی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو محمد عبدالملک بن شیخ بزرگ ابو عبدالملک ذیال بن ابی المعالی عراقی پھر مقدسی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں نے شیخ اصیل ابا حفص عمر بن شیخ پیشواء شیخ حیات بن قیس الحرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہاں پر سنا۔ وہ کہتے تھے کہ شیخ زغیب رجبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رحبہ سے حران تک میرے والد کی زیارت کو آئے۔ پھر ان کو صبح کی نماز کے بعد اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھا ہوا پایا۔ ان کے سامنے ایک بکری تھی۔ ان پر سلام کیا اور ان کے سامنے دوسری جانب پر جس میں دس گز سے زائد فصلہ تھا بیٹھ گئے۔ لیکن میرے والد نے ان سے کلام نہ کی۔ شیخ زغیب نے اپنے دل میں کہا کہ میں رحبہ سے ان کے پاس آیا اور آپ اپنی بکری کی طرف مشغول ہیں۔ اس کو دیکھ رہے ہیں اور میری طرف التفات نہیں کرتے۔ پھر شیخ نے ان کی طرف دیکھا اور کہا اے زغیب مجھ کو حکم ہوا

ہے کہ میں تجھ کو بوجہ اس کے کہ تم نے ہم پر اعتراض کیا ہے۔ کچھ انتقام لوں۔

پس اب تم اختیار کرو کہ وہ عذاب تمہارے ظاہر پر ہو یا باطن پر انہوں نے کہا اے میرے سردار! بلکہ میرے ظاہر پر ہو۔ پھر میرے والد نے انگلی کو تھوڑا بڑھایا تو شیخ زغیب کی آنکھ ان کے رخسار پر آئی۔ پھر وہ کھڑے ہو گئے زمین کو بوسہ دیا اور رحبہ کی طرف لوٹ آئے۔

راوی کہتا ہے کہ پھر میں ان سے کئی سال بعد مکہ مکرمہ میں ملا کہ ان کی دونوں آنکھیں درست تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا تو کہا کہ میں اپنے شہر میں مجلس سماع میں تھا۔ اس میں ایک شخص تھا۔ جو کہ تمہارے والد کے مریدوں میں تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ میری آنکھوں پر رکھا تو وہ تندرست ہو گئیں۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ شیخ زغیب نے کہا کہ جب تمہارے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی انگلی سے میری طرف اشارہ کیا اور میری آنکھ میرے رخسار پر بہ آئی تو میرے دل میں ایسی آنکھ کھل گئی کہ جس سے میں نے اسرار اور قدرت کو دیکھا جو کہ آیات الٰہی کے عجائبات تھے۔

جہت کعبہ میں ریاضی دان کی غلطی

خبر دی ہم کو ابو المکارم بن محمد بن علی حرانی حنبلی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو طالب عبدالملک بن ابی الفرج محمد بن علی حرانی مشہور ابن تیسلی نے کہا کہ حسران میں ایک مسجد شیخ حیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں بنائی گئی۔ جب لوگوں نے اس کے محراب رکھنے کا ارادہ کیا۔ تو شیخ حیات تشریف لائے۔ اور مہندس (ریاضی دان) سے کہا کہ قبلہ اس طرف ہے۔ اس نے کہا نہیں قبلہ اس طرف ہے۔ پھر شیخ نے کہا دیکھ کعبہ تیرے سامنے ہے تب ریاضی دان نے دیکھا تو کعبہ شریف اس کے سامنے تھا اور اس کو اپنی آنکھوں سے علانیہ دیکھ رہا تھا۔ کہ اس میں اور کعبہ میں کوئی حجاب نہ تھا پھر وہ غش کھا کر گر پڑا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو اسحٰق ابراہیم بن عیسیٰ بن محمد اربلی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو الروح عیسیٰ بن احمد بن علی حرافی نے وہاں پر کہا کہ میں نے سنا شیخ نیک بخت بقیۃ السلف ابو الفتح نصر اللہ بن قاسم حرافی خادم۔ شیخ حیات رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے وہ کہتے تھے کہ بیان کیا ہم سے شیخ نیک بخت ابو العلی غانم بن یعلی تکریتی تاجر نے کہا کہ ایک دفعہ میں نے یمن سے سمندر میں سفر کیا۔ اور جب ہم بحر الہند کے وسط میں پہنچے تو ہم بھول گئے ہوا ہم پر غالب ہوئی۔ اور موجوں نے ہم کو ہر طرف سے پکڑ لیا۔ ہماری کشتی ٹوٹ گئی۔ میں ایک تختہ پر پڑا رہا۔ اس نے مجھے جزیرہ کی طرف پھینک دیا۔ میں اس میں پھرنے لگا۔ تو اس میں میں نے کسی کو نہ دیکھا۔ اس میں بہت سی مفید چیزیں تھیں۔ اس میں ایک مسجد تھی۔ میں اس میں داخل ہوا۔ دیکھا تو اس میں چار اشخاص ہیں۔ میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب

دیا۔ اور میرا حال پوچھا میں نے ان کو خبر دی اور ان کے پاس باقی دن بیٹھا رہا۔ ان کی توجہ اور خدا تعالیٰ کی طرف اچھی طرح متوجہ ہونے سے ایک بڑا معاملہ دیکھا۔ جب عشاء کا وقت آیا تو شیخ حیات حرانی آئے۔ وہ سب باادب کھڑے ہو کر سلام کہنے لگے شیخ آگے بڑھے اور عشاء کی نماز پڑھائی۔ پھر انہوں نے نماز کو طلوع فجر تک لمبا کیا۔ میں نے شیخ حیات کو سنا کہ وہ دعا مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خداوندا میں تیرے سوا کوئی جائے طمع نہیں پاتا۔ اور نہ تیرے غیر کی طرف جائے فائدہ سو میں تیرے دروازہ پر بیٹھا ہوں۔ تیرے پردہ کو دیکھتا ہوں کہ میری سختی کو دور کرنے کے لئے کب کھلے گا۔ پھر میں مجالس قرب تک پہنچوں گا۔ بے شک میں نے اپنے نفس کو سختی کے دور ہونے کے وقت تجھ سے خوشی اور تیرے ذکر سے اس کی خوبصورتی کا پورا وعدہ دیا ہے میرے لئے اس میں ایک سوراخ تھا خوشیوں کا ہے۔ جس کی طرف میرے شوقوں کے عشق راحت پاتے ہیں۔ تیرے ساتھ میرے وہ حالات ہیں۔ کہ جن کو عنقریب ملاقات ظاہر کر دے گی۔

اے توبہ کرنے والوں کے دوست اے عارفین کے سرور اے عابدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اے منفردین کے انیس اے پناہ مانگنے والوں کے جائے پناہ ائے الگ رہنے والوں کے مددگار اے وہ جس کی طرف صدیقوں کے دل شوق کرتے ہیں۔ اسی سے عاشقوں کے دل محبت کرتے ہیں۔ اس پر ڈرنے والوں کی ہمت جھکی ہوئی ہے۔ پھر سخت روئے میں نے انوار کو دیکھا کہ ان کو انہوں نے ڈھانک لیا ہے۔ وہ مکان روشن ہو گیا ہے۔ جیسے کہ چودھویں رات کے چاند کی روشنی ہوتی ہے پھر شیخ حیات مسجد سے نکلے اور یہ اشعار پڑھتے تھے۔

سیر المحب الی لمحبوب اعجال   والقلب فیہ من الا ھوال بلبال

ترجمہ: عاشق کی محبوب کی طرف سیر جاری ہے۔ اور دل اس میں خوفوں سے غمزدہ ہے۔

اطوی المهامه من قفد علی قدم   الیک یدفعنی سهل و اجبال

ترجمہ: میں جنگل لپیٹتا ہوں۔ ایک میدان سے دوسرے میدان تک ایک قدم پر تیری طرف مجھے نرم زمین اور پہاڑ لوٹاتے ہیں۔

پھر مجھ کو ان لوگوں نے کہا کہ تم شیخ کے پیچھے ہو لو۔ میں شیخ کے پیچھے ہو لیا۔ اور یہ حال ہوا۔ کہ زمین کے جنگل اور سمندر نرم زمین اور پہاڑ ہمارے قدموں کے نیچے لپیٹے جاتے تھے میں ان سے سنتا تھا جوں جوں قدم اٹھاتے تھے یہ کہتے تھے یا رب حیات کن حیات کن یعنی اے حیات کے رب حیات کے لئے ہو جا۔ اچانک دیکھا تو ہم حران میں بہت جلد آ گئے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے ہیں۔

ببول کے درخت سے کھجوریں جھڑنا

خبر دی ہم کو شیخ نجیب الدین ابوالفرج عبدالطیف بن شیخ نجم الدین عبدالمنعم بن علی بن صیقل حرانی نے کہا کہ میں نے سنا اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ شیخ حیات حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سال حج کیا۔ ایک منزل میں سب قافلہ اترا۔ شیخ اور اس کے ساتھی ایک کیکر کے درخت کے سایہ تلے بیٹھے ان کے خادم نے کہا اے میرے سردار کھجوروں کو چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس درخت کو ہلا تو اس نے کہا اے سردار یہ تو ببول کا درخت ہے آپ نے فرمایا کہ اسی کو ہلا اس نے ہلایا تو اس پر سے تر کھجوریں جھڑیں اور سب نے کھائیں یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے اور چل دیئے۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن احمد بن محمد انصاری حرانی حنبلی نے کہا۔ خبر

دی ہم کو ابوالفضل معالی بن شیخ ابی الخیر سلامہ بن عبداللہ بن سویطہ حرانی حنبلی نے کہا کہ میں نے اپنے والد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سناوہ کہتے تھے کہ میں شیخ حیات بن قیس حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حران میں بیٹھا ہوا تھا ان کے پاس شیخ عالم مقری نیک بخت الفرج عبدالوہاب بن عبدالعزیز موصلی آئے پھر شیخ سے کہا اے میرے سردار! میں موصلی کے جنگل میں تھا۔ پھر بارش نے مجھ کو ایک خراب قبہ کی طرف جانے کے لئے مجبور کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس قبہ کے سامنے ایک بالوں کا گھر بنا ہوا ہے۔ میں اس میں گیاتو دیکھا کہ ایک شیخ کردی ہیں۔ اور ایک بڑھیا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا مرحبا کہ ہم کو تقدیر نے مجلس الست بربکم میں جمع کیا تھا۔ پھر مجھ میں اور بڑھیا میں پردہ کر دیا۔ مجھ کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ تب میں ان کے پاس اس رات رہا میں نے ان کو دیکھا کہ نہ سوئے نہ کچھ کھایا۔ نہ وضو کیا۔ بلکہ نماز کے لئے کھڑے رہے۔ جب میرے دل میں کوئی خطرہ آتا تو وہ چلا کر کہتے۔ اے ابوالفرج اس خطرہ کو چھوڑ۔ اور ذکر میں مشغول ہو۔ اور جو میرے دل میں خطرہ ہوتا اس کی وضاحت کر دیتے۔ اس بات میں میرے خطرہ سے بڑھ جاتے میں نے ان کے دل کی صفائی ایسی دیکھی کہ جس نے مجھے حیران کر دیا۔ ان کے ساتھ میں نے مغرب اور عشاء پڑھی اور جب صبح ہوئی تو میں نے کہا کہ اے میرے سردار! آپ نماز پڑھائیں پھر وہ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی لیکن سورہ فاتحہ اچھی طرح نہ پڑھی جیسے کہ مجھے خیال تھا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا اے میرے سردار! کاش آپ سورہ فاتحہ کو اچھی طرح سیکھ لیتے۔ تو مجھ سے کہا اے ابوالفرج میں نہیں جانتا کہ تم کیا کہتے ہو۔ مگر اتنی بات ہے کہ مجھ کو میرا رب عزوجل ہر رات صبح کے وقت یہ کہتا ہے اے میرے خلیل تو میرا ہو۔ میں تیرا ہوں گا۔ مجھ سے علیحدہ نہ ہو۔ میں تجھ کو چھوڑ دوں گا۔

وہ کہتا ہے کہ پھر میں رویا۔ ان کو وداع کیا اور لوٹ آیا پھر میں کئی دفعہ

اس مکان کی طرف گیا۔ تو وہاں کوئی گھر نہ دیکھا۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر شیخ حیات نے (یہ سن کر) کہا کہ چھلکوں کی قیمت ان کے اصل کی وجہ سے ہے۔ محلوں کی قیمت ان کے سے ہے۔ مردوں کی قیمت ان کی عقلوں سے ہے فلاموں کی عزت ان کے مالکوں سے ہے۔ دوستوں کی عزت دوستوں کے سبب سے ہے۔ پھر فرمایا کہ جب آثار محبت ظاہر ہوتے ہیں تو وہ قوم کو مار ڈالتے ہیں بعض کو زندہ کرتے ہیں اسرار کو باقی رکھتے ہیں۔ ان کے مختلف آثار ہوتے ہیں پھر ان دو شعروا کو پڑھا۔

وازالریاح مع الغشی تناوحت بنهن حاسدة وهجن غیوراً

وامتن زارجد بوجد وائمه داقمن ذاوکشفن عنه ستوراً

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حران میں رہتے تھے اسی کو وطن بنایا تھا۔ یہاں تک کہ وہیں بدھ کی رات آخر ماہ جمادی 581 میں فوت ہوئے۔ اور وہیں دفن کیے گئے۔ وہیں اس کے اطراف میں ان کی قبر ہے۔ جس کی علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

صاحب تاریخ حران نے ان کی بعض اخبار کا ذکر کیا ہے۔ ان کے استسقا کا قصہ جو حران والوں کے لئے ہوا تھا ایک مشہور واقع ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۔

خبر دی ہم کو شیخ ابوالفتوح داؤد بن ابی المعالی نصر بن شیخ ابوالحسن علی بن شیخ ابی الجد مبارک بن احمد بغدادی حریمی حنبلی نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد نے کہا خبر دی ہم کو ابوالحسن نے کہا کہ میں نے شیخ حیات بن قیس حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہاں پر وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادر ہمارے اس وقت میں سلطان العارفین ہیں۔

اور خبر دی ہم کو ابو محمد الحسن بن ابی القاسم احمد بن محمد بن دلف بغدادی نے جن کا دادا ابن قوقا مشہور تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہم کو میرے دادا محمد

نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالعباس احمد یحیٰ بن برکت بغدادی مشہور ابن الد بیقی سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ حیات بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حران میں سنا وہ کہتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس وقت کے شیخ عبدالقادر کی برکت سے تھنوں میں دودھ دیتا ہے۔ بارش اتارتا ہے۔ بلاؤں کو دفع کرتا ہے وہ اس وقت سید الاولیاء والمقربین ہیں۔ رضی اللہ عنھم اجمعین۔

(شیخ رسلان دمشقی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ شیخ شام کے مشائخ کے اکابر ہیں۔ عارفین کے سردار اور بڑوں کے صدر اس امر میں ہیں۔ صاحب اشارات عالیہ ہمت بلند انفاس صادقہ کرامات خارقہ مقامات جلیلہ مکانات رفیعہ ہیں معارف میں اعلیٰ طور اور حقائق میں اعلیٰ مرتبہ ہیں قرب اور حقائق آیات کے کشف و شواہد مغیبات مشارقِ زندگی کے فتح روشن فوائد اتصلات میں ان کا مرتبہ ہے۔ اس کے ساتھ ان کی قدرت مضبوط اور تصریف جاری ہے۔ وہ اس نشان کے ایک امام اور علم عمل تحقیق' و معرفت و زہد میں اس کے ارکان ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے ظاہر کیا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ان کی پوری مقبولیت اور پوری ہیبت دی ہے ان کو احوال ولایت پر قدرت دی ہے اسرار موجودات پر ان کو اطلاع دی ہے۔ ان کو اطلاع دی ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر کئے ہیں۔ عادات کو توڑا ہے۔ ان کو سالکین کا امام مقرر کیا ہے۔ شام میں مریدوں کی تربیت کی ریاست اس امر میں ان تک پہنچی ہے۔ وہاں کے مشائخ ان کی طرف منسوب ہیں۔ ان کی صحبت سے بہت سے لوگ نفع پاتے ہیں۔ اصحاب احوال روشنہ کی ایک جماعت ان کے ارادہ کی قائل ہوئی ہیں۔ مشائخ نے انکی عزت و بزرگی کا اشارہ کیاہے۔ ان کے صحن میں ہر طرف سے سواریاں آیا کرتی تھیں۔ ان کے نشانات کا آثار پر سوار لوگ ہر فراخ راستہ کی طرف چلے۔ آپ دانا خوب صورت متواضع کامل آداب اشرف اخلاق روشن صفات تھے۔ حقائق کے

راستوں میں ان کا کلام عالی تھا۔

منجملہ اس کے یہ ہے۔ عارف کا مشاہدہ جمع میں تحکیم کی مضبوطی اور اطلاع میں بروز تفرقہ کو مفید ہے۔ کیونکہ عارف واصل ہے۔ مگر یہ ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے اسرار سب کے سب وارد ہوتے ہیں۔

پس وہ اس کے انوار میں ازخود رفتہ ہے۔ اس کے سمندر میں غرق ہے۔ اس کے تنزیل میں ہلاک ہے۔ حضور عارف اس کو عین جمع میں بجاتا ہے تحکیم کے بھید پر اس کو مطلع کرتا ہے۔ اس کے نفس سے تقریب ماخوذ ہے۔ تہذیب اس کے نفس روکی گئی ہے۔ اس کے دل میں تمکین تخصیص ہے۔ تقریب اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تہذیب اس کو موجود کرتی ہے۔ تخصیص اس کو مفرد کرتی ہے۔

پس اس کی تفریہ اس کا وجود ہے۔ اس کا وجود اس کا شہود ہے۔ اس کا شہود اس کا شہود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کو آنکھیں نہیں پا سکتیں وہ آنکھوں کو پا سکتا ہے۔ پھر اس کے آنکھوں کو ادراک کرانے سے دل کی آنکھیں اس کو مشاہدہ کرتی ہے۔

عارف وہ ہے کہ جس کے دل کو اللہ تعالیٰ ایک تختی بنا دے جو اسرار موجودات سے منقش ہے۔ اور انوار حق یقین اس کو بڑھاتا ہے۔ ان کے سب ان سطور کے حقائق کو ان کے مختلف اطوار کے باوجود معلوم کرلیتا ہے۔ ابرار افعال کو معلوم کرلیتا ہے۔

پس ملک اور ملکوت میں کوئی حرکت ظاہری یا باطنی ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے بصیرت ایمان اور ظاہری آنکھ سے اس کو معلوم کرا دیا کرتا ہے۔ تب وہ علم کشف ہے اس کو دیکھتا ہے۔ وہ وہی ہے کہ اپنے باطن سے ملکوت کی موجودات میں آفتاب کی طرح چڑھ جاتا ہے۔

پس نظر اس کی طرف دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس کی صفت یہ

ہے کہ اعمال علم سے اور احوال باطن کے ساتھ کامل ہوتے ہیں۔

یہ تین قسم پر ہے۔ حاضرو غائب و غریب۔ حاضر تو لطائف علم کے ساتھ ہے۔ غائب شواہد حقیقت کے ساتھ ہے۔ غریب وہ ہے کہ اس میں اور اس کے ماسواء میں سبب منقطع ہو جائے۔ پھر جو شخص اس کا مقابلہ بغیر نفس کے کرے تو جل جائے حقیقت غربت کی یہ ہے۔ کہ این ساقط ہو۔ اور رسم مٹ جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے۔ پھر اس کو موت پالے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔

اس کی علامت یہ ہے کہ وہ سوائے سماع امر کے وقت مخصوص میں نہیں پکارتا۔ کشف اسباب و رفع حجاب سے اللہ سبحانہ اس کو مواطن امور سے کشف و فراست کے طور پر مطلع کر دیتا ہے۔ کشف سے اس کو مجملاً" اور فراست سے اس کو مفصلاً" اصل وضع اور حقیقت رسم پر معلوم کر لیتا ہے۔ ارواح من حیث الوضع اور اجسام کو من حیث الترکیب خطاب کرتا ہے۔ علم کی طرف رموز اشارہ سے اشارہ کرتا ہے۔ کشف عبارت کو سمجھتا ہے تیزی ہر برائی کی کنجی ہے۔ اور غضب تجھ کو ذلت عذر پر قائم کرتا ہے۔ مکارم اخلاق یہ ہے قدرت کے وقت معاف کرنا۔ ذلت میں تواضع کرنا بغیر احسان کے دینا۔

جب تو اپنے دشمن پر قابو پائے تو معافی کو اپنی قدرت کا اس پر قدرت بنا دے۔ کریم کو جو تکلیف برداشت کرے اور بلا کے وقت شکایت نہ کرے۔ بہت عمدہ اخلاق یہ ہے کہ احتیاج کے وقت قدرت پانے والے کا معاف کرنا۔ غضب کا یہ سبب ہے۔ کہ ان امور کا ہجوم جن کو نفس مکروہ سمجھتا ہے۔ وہ اس سے کم درجہ کے ہیں۔

اور غم کا سبب یہ ہے کہ ان باتوں کا ہجوم ہو۔ جن کو نفس مکروہ سمجھتا ہے۔ اور وہ اس سے اعلیٰ درجہ پر ہوں۔

پس نفس باطن انسان سے ظاہر کی طرف حرکت کرتا ہے۔ اور غم ظاہر انسان کی طرف حرکت کرتا ہے۔ پھر غضب سے غلبہ اور انتقام پیدا ہوتا ہے۔ غم سے امراض و بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

ولی کی تعریف

خبر دی ہم کو فقیہ عالم ابو محمد حسن بن قاضی ابی عمران موسیٰ بن احمد خالدی صوفی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابا محمد ابراہیم محمود لعبلبکی مقری نے عقیبہ میں کہا کہ شیخ ارسلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دمشق کے باغوں میں ایک باغ میں گرمیوں کے دنوں میں تھے۔ اور آپ کے ساتھ ایک جماعت آپ کے مریدوں کی تھی۔ ان میں سے ایک مرید نے کہا اے میرے سردار ولی کی کیا تعریف ہے۔ جو کہ تمکین کے احکام پر مشتمل ہو۔ آپ نے کہا کہ ولی وہ ہوتا ہے۔ کہ جس کو اللہ تعالیٰ وجود میں تصریف کی باگوں کا مالک بنا دیتا ہے۔ اس نے کہا کہ علامت کیا ہے۔

تب شیخ نے چار شاخیں لیں۔ ان میں سے ایک کو الگ کر کے کہا کہ یہ گرمی کے لیے ہے۔ دوسری کو الگ کیا اور کہا کہ یہ ربیع کے لیے ہے۔ تیسری کو الگ کیا اور کہا کہ یہ خریف کے لیے ہے۔ چوتھی کو الگ کیا اور کہا کہ یہ سردی کے لیے ہے۔ پھر اس شاخ کو جو گرمی کے لیے مقرر کی تھی۔ ہاتھ میں پکڑا اور اس کو ہلایا تو بڑی سخت معلوم ہونے لگی۔ پھر اس کو پھینک دیا اور اس کو پکڑا جس کا نام ربیع کی شاخ رکھا تھا اور اس کو ہلایا تو باغ کے تمام پتے سبز ہو گئے۔ اس کی شاخیں پک گئیں۔ ربیع کی ہوائیں اور نسیمیں چلنے لگیں پھر اس کو پھینک دیا اس کو پکڑا جو خریف کے لیے تھی۔ اس کو ہلایا تب فصل خریف کے آثار شروع ہو گئے۔ پھر اس کو پھینک دیا اور اس شاخ کو

پکڑا جو سردی کے لیے تھی۔ اس کو ہلایا تو سرد ہوائیں چلنے لگیں اور سخت سردی پڑنے لگی۔ باغ کے درختوں کے تمام پتے خشک ہو گئے۔ پھر ان پرندوں کی طرف دیکھا جو باغ کے درختوں پر تھے۔ ان میں سے ایک درخت کی طرف کھڑے ہو گئے اور اس کو ہلایا اور جو پرندہ اس پر تھا۔ اس کو اشارہ کیا کہ تو اپنے خالق کی تسبیح کہہ۔ پھر وہ پرندہ ایک غمزدہ آواز سے گایا۔ جس نے سامعین کو خوش کر دیا اور ایسا ہی تمام درختوں کے پرندوں کے ساتھ معاملہ تھا۔ ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا کہ اپنے خالق کی بزرگی بیان کر۔ تو وہ نہ بولا تب شیخ نے کہا کہ تو چپ رہا زندہ نہ رہو۔ پھر اسی وقت پرندہ زمین پر مردہ ہو کر گر پڑا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابوالمحاسن یوسف بن شیخ ابی بکر محمد بن شیخ بیکر عراقی پھر اربلی نے کہا کہ میں نے اپنے دادا شیخ ابا الخیر مشہور حمصی سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ رسلان کے پاس پندرہ شخص آئے اور ان کے پاس پانچ روٹیوں کے سوا اس وقت کچھ نہ تھا۔ تب آپ نے ان روٹیوں کو توڑ کر ان کے سامنے رکھ دیا اور کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خداوند ہم کو ہمارے رزق میں برکت دے۔ پھر ان سب نے کھایا اور سب کا پیٹ بھر گیا۔ حالانکہ وہ سب بھوکے تھے۔ ان روٹیوں سے کچھ بچ گیا۔ تو وہ ٹکڑے کر کے ان کو تقسیم کر دیا۔ ان لوگوں نے آپ کو دمشق میں رخصت کیا اور بغداد کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے خبر دی کہ وہ بغداد میں داخل ہوا اور ان کے ساتھ اس میں سے کچھ باقی تھا۔ وہ تمام راستہ میں اسی سے کھاتے تھے۔

شیخ کا کنکر پھینک کر مسلمانوں کی مدد کرنا

خبر دی ہم کو شیخ زاہد، نیک بخت ابوالفضائل فضل اللہ بن ابی الحسن علی

بن احمد دمشقی نے کہا کہ میں نے سنا۔ شیخ عارف بقیتہ السلف ابا محمد محمود بن کردی شیبانی جیلادی سے اربل میں کہا کہ میں نے شیخ رسلان دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوا میں ایک دفعہ اڑتا ہوا دیکھا۔ کبھی تو دائیں طرف جاتے ہیں۔ کبھی بائیں طرف چار زانو بیٹھے ہوئے ہیں۔ کبھی تیر کی طرح جو کمان سے چھوٹتا ہے اور کئی دفعہ میں نے ان کو پانی پر چلتے ہوئے دیکھا ایک سال میں نے حج کیا اور ان سے عرفات پر ملا۔ میں نے ان کو تمام مناسک حج میں دیکھا۔ پھر میں نے ان کو گم پایا اور جب میں دمشق میں آیا ان پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا میں نے دمشق والوں سے ان کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا۔ واللہ شیخ ہم سے کبھی ایک دن پورا غائب نہیں رہے۔ بلکہ یوم عرفہ اور یوم نحر بعض ایام تشریق کے دنوں کے کچھ حصے ہم سے غائب رہے ہیں۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک دن آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا اور شیر ان کے قدموں پر لوٹ رہا تھا لیکن شیخ اپنے حال میں مستغرق ہیں۔ شیر کی طرف منہ پھیر کر بھی نہیں دیکھتے۔

ایک دفعہ میں نے ان کو دمشق کے باہر دیکھا کہ کنکر پھینک رہے ہیں۔ میں نے ان سے اس وقت پوچھا تو کہا کہ فرنج کو تیر مار رہا ہوں۔ اس وقت وہ ساحل بحر سے نکلے تھے اور اہل شام کو تکلیف پہنچاتے تھے اور مسلمانوں کا لشکر ان کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ ہم نے کنکروں کو دیکھا کہ ہوا سے اتر کر فرنگیوں کے لشکر پر پڑتے ہیں تو سوار اور گھوڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اس سے ان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

سماع شیخ رسلان

خبر دی ہم کو فقیہ ابو احد عبدالملک بن ابی الفتح بن منصور عزازی نے کہا

خبردی ہم کو فقیہ ابو عمرو عثمان بن حواد ہلالی نے اعزاز میں کہا کہ میں نے سنا شیخ امام ابو الفرج عبدالرحمان بن شیخ ابو لعلی نجم بن شرف الاسلام ابی البرکات عبدالوہاب خرزجی معروف ابن الحبلی سے دمشق میں میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ رسلان دمشق میں ایک گھر میں سماع کے لیے حاضر ہوئے۔ جس میں ایک جماعت مشائخ و علماء کی تھی اور قوال نے یہ اشعار پڑھے۔

کانی اناری صحرة حین اعراضت — من الصم لوتمشی بها العصر زلت
صفو حا فیما یلقاک الا بحیلة — فمن مل منها زالک الوصل ملت
اسینی نبا اداحسنی لا ملولة — لدینا ولا نسلو ازاهی صدت
ولکن انیلی داذکری من مورة — لذی خلقه کانت لدیک فضیلت
وکنا سلکنا فی صعود من الهوی — فلما تو افینا ثبت و زلت
وکنا شدو ناعقدة الوصل بنینا — فلما تو افیننا شدت وحلت
فان سال الواشون مم هجر تها — فقل نفس حرسلیت فتسلت
هنیا مرئیا غیر داء مخامر — لعذة من اعراضنا ما استعلت

راوی کہتا ہے کہ شیخ رسلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا میں اڑتے تھے اور بہت سے چکر لگاتے تھے۔ پھر زمین کی طرف آہستہ اتر آتے تھے۔ یہ کئی دفعہ کیا حاضرین یہ تماشا دیکھتے تھے اور جب زمین پر ٹھہر گئے تو اس گھر میں جو ایک انجیر کا سوکھا ہوا درخت تھا۔ اس کے ساتھ پیٹھ لگا کر بیٹھ گئے اس کا پھل مدت سے قطع ہو چکا تھا وہ سبز اور بامراد ہو گیا اور پک گیا اسی سال اس میں انجیریں پیدا ہو گئیں۔ اس کی انجیریں دمشق کی انجیروں سے عمدہ تھیں۔

شیخ رسلان کا جنازہ

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دمشق میں رہتے تھے۔ اس کو قدیمی وطن بنا لیا

تھا۔ یہاں تک کہ وہیں فوت ہوئے ان کی عمر بڑی تھی اور اسی کے باہر فوت ہوئے اور ان کی وہیں قبر ہے جس کی علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

جب ان کا جنازہ لوگوں کی گردنوں پر تھا تو سبز پرندے آئے اور جنازہ پر جھک پڑے اور لوگوں نے سفید گھوڑوں پر سواروں کو دیکھا جنھوں نے جنازہ کو گھیرا ہوا تھا۔ پہلے اور پیچھے کبھی دیکھے نہ تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو المحاسن یوسف بن ایاس بن مرجان .علبکی مقری نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابا یونس مشہور ارمنی سے جامع دمشق میں سنا کہا میں نے شیخ الشیوخ ابا الحسن عبدالطیف بن شیخ الشیوخ ابی البرکات اسماعیل بن احمد نیشا پوری سے دمشق میں 596ھ میں سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ رسلان دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے درحالیکہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ شیخ عبدالقادر حضوری کے شیوخ کے صدر اور وجود کے افراد ہیں۔ وہ حکمت کی باتیں کرتے ہیں اور احکام تصریف ہر قریب و بعید میں ان کے زمانہ میں لینے اور دینے قبول درد ان کے سپرد کیے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے اس وقت نائب ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(شیخ ابو مدین شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ شیخ مغرب کے مشہور مشائخ مقربین کے صدر عارفین بڑے محققین کے امام ہیں۔ صاحب کرامات خارقہ افعال ظاہر احوال عزیزہ مقامات عالیہ بلند ہمت' صاحب فتح روشن کشف جلی حقائق نفسہ معارف جلیلہ ہیں مراتب قرب اور منازل قدس کے تقدس میں وہ صدر ہیں ملکوت کے راستوں میں وہ بڑے ہوئے ہیں۔ معارج وصل میں ان کو ترقی ہے۔ مدارج عالیہ میں ان کو بلندی ہے۔ عوالم غیب میں ان کی نظر خارق ہے۔ تمکین استوار میں ان کا قدم راسخ ہے۔ تصریف جاری میں ان

کے ہاتھ لمبے ہیں۔ احکام ولایت میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ احوال نہایتہ میں وہ بڑے قوی ہیں۔ خرق اسباب اور موجودات کے پلٹنے میں وہ بڑے مظہر ہیں۔

وہ مغرب کے ایک اوتاد اور اس شان کے ایک رکن ہیں۔ وہ بڑے امام اور محققین کے سردار بڑے عالم احکام ہیں۔ اس کے راستوں کے ہاتھوں اور آنکھوں والے ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور عالم میں تصرف دیا ہے اور احوال کی قدرت دی ہے۔ اسرار کا ان کو مالک کیا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کیا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں سے ان کو بلایا ہے۔ ان کی زبان پر لطائف اسرار جاری کیے ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں ان کو بڑا مقبول کیا اور ان کی ہیبت ڈال دی ہے۔ ان کی زیارت کا ہر طرف سے قصد کیا گیا۔ ان کا ذکر زمانہ میں شرق سے لے کر غرب تک مشہور ہوا۔

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے علم شریعت و حقیقت کا جامع بنایا ہے۔ بلا و مغرب میں وہ امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے۔ مناظرہ کیا اور املا لکھا۔ طالب علموں نے ان کی خدمت کا قصد کیا۔ ان سے علم پڑھا فقہا اور صلحا کی ایک جماعت ان کے پاس جمع ہوئی اور ان کی کلام و صحبت سے نفع حاصل کیا۔ بلا و مغرب میں اس شان کی ریاست ان تک منتہی ہوئی ان کی صحبت میں بہت سے اکابر مشائخ نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ ابو محمد ابراہیم بن احمد بن جحوں مغربی شیخ پیشواء ابو محمد عبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم قرشی شیخ ابوعبداللہ نفستالی فاسی۔ شیخ پیشواء ابو محمد عبداللہ بن دیر خان دوکالی۔ شیخ ابی خانم سالم۔ شیخ ابی علی واضح شیخ ابو البصر ایوب مکنا سفین شیخ ابی محمد عبدالواحد۔ شیخ ابی الربیع مظفر بن شیخ ابی زید ہیبت اللہ ورنی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اہل طریق کی ایک جماعت ان کی شاگرد ہوئی ہے۔ اصحاب احوال کا جم غفیر ان کے ارادہ کا قائل ہوا ہے۔ ان کی طرف بڑے بڑے صلحاء عالم منسوب ہیں۔ ان کی تعظیم و احترام پر علماء و مشائخ متفق ہیں۔ ان کی فضیلت کا اقرار کرتے ہیں۔ ان کے قول کی طرف رجوع کیا ہے۔ ان کے سامنے ادب کرتے ہیں آپ خوبصورت' دانا' مواضع' زاہد' پرہیزگار' محقق' بزرگ عادات' بزرگ صفات' عمدہ اخلاق' کامل آداب تھے۔ اس کے ساتھ بڑے مجاہدے کرتے تھے۔ محافظت اوقات' مراعات انفاس' قیام بروظائف شرع کے پابند تھے۔ اہل تحقیق کی زبان پر ان کا کلام عالی و نفیس تھا جو لکھا گیا ہے۔ اس میں سے یہ ہے۔

جمع یہ ہے کہ تیرے تفرقہ کو دور کر دے۔ تیرے اشارہ کو محو کر دے۔ وصول یہ ہے کہ تیرے اوصاف کا استغراق ہو۔ تیری صفتیں لاشے ہو جائیں۔

غیرت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حق کو اس سے چھپائے انس و شوق سے خالی محبت کے گم کرنے والا ہے۔ جو شخص مخلوق کی طرف حقیقت کے وجود سے پہلے جو اس کو اس کی طرف سے ملا ہے نکلے تو وہ مفتون ہے۔ جس کو تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ ایسے حال کا دعوی کرتا ہے کہ اس کے پاس ظاہر میں کوئی شاہد نہ ہو تو اس سے ڈرو اور جب حق ظاہر ہو جایا کرتا ہے تو اس کے ساتھ غیر باقی نہیں رہا کرتا۔

اور دل کے لیے ایک جہت نہیں۔ وہ جس جہت کی طرف متوجہ ہو گا اس کے غیر سے محجوب ہو گا۔ جب دل میں خوف ساکن ہوتا تو اس کو مراقبہ کا وارث بنا دیتا ہے۔ جس نے عبودیت کو ثابت کیا۔ تو اپنے افعال کو ریا کی آنکھ سے اپنے احوال کو دعوی کی آنکھ سے اپنے اقوال کو افترا کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ صریح حریت تک وہ شخص نہیں پہنچ سکتا۔ جو جس پر اس کے نفس کو بقیہ ہو۔

تو اس کے مشاہدہ کو اپنے لیے مشاہدہ کر اور اپنے مشاہدہ کو اس کے لیے مشاہدہ نہ کر۔ مقرب اپنے قرب سے خوش ہوتا ہے اور عاشق اپنی محبت میں عذاب دیا جاتا ہے۔ فقر توحید کی علامت ہے اور تفرید پر دلالت ہے۔ فقر یہ ہے کہ اس کے سوا اور کسی کو نہ دیکھے فقر کو جب تک تو چھپائے تو وہ نور ہے اور جب اس کو ظاہر کر دے تو اس کا نور جاتا رہے گا جس شخص کو لینا بہ نسبت دینے کے زیادہ محبوب ہے تو اس پر فقر کی ہوا بھی نہیں۔

اخلاص یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے مشاہدہ میں تجھ سے مخلوق غائب ہو جائے اور جو شخص موجودات کی طرف ارادۃ اور خواہش کی نگاہ سے دیکھے۔ تو غیرت سے اس میں اور اس کے نفع لینے میں محجوب ہوتا ہے۔ جو شخص کسی کو پہچانتا ہے۔ وہ لینا نہیں جانتا اور حق یہ ہے کہ علم و قدرت سے کوئی شخص اس سے جدا نہ ہو اور من حیث الذات والصفات کوئی اس سے نہ ملے۔

جو شخص معرفت کی صلاحیت نہیں رکھتا تو وہ رویت اعمال کے ساتھ مشغول ہوتا ہے جو اس سے سنتا ہے۔ وہ اس سے پہنچتا ہے۔ شہید اپنے مال کو دیکھتا ہے۔ تو خوش ہوتا ہے اور مردہ اپنے اعمال کو دیکھتا ہے تو گھبراتا اور رنجیدہ ہوتا ہے۔

پس یہ قول درد سے ڈرتا ہے اور وہ رحمت و رضوان سے خوش اور شرف یافتہ ہوتا ہے۔ اخلاص یہ ہے کہ نفس سے اس کی درایت فرشتے سے ان کی کتابت اور شیطان پر اس کی گمراہی ہوا پر اس کا میلان دلانا مخفی ہو اولیا کی زندگی دنیا میں بہت اچھی ہے ان کے ابدان اس کے نشان سے فائدہ اٹھاتے ہیں ان کے ارواح اس کی نظر سے نعمت حاصل کرتے ہیں۔ پس فقر فخر ہے اور علم غنیمت ہے۔ خاموشی نجات ہے۔ ناامیدی راحت ہے۔ قناعت غنی ہے۔ زہد عافیت ہے۔ نسیان حق خیانت ہے اس سے علیحدہ ہونا کمینہ پن ہے۔ اس کے ساتھ حضوری ڈھال ہے۔ اس سے غائب رہنا دوزخ ہے۔ اس

سے قرب لذت ہے اس سے بعد حسرت ہے۔ اس کے ساتھ انس زندگی ہے۔ اس سے وحشت موت ہے۔ گمنامی بندہ پر رحمت ہے۔ اگر اس کے شکر کو پہچانے تصحیح توبہ سے پہلے ارادہ کی طلب غفلت ہے۔

جو شخص رب کے واصل سے قطع کرے۔ وہ خود قطع کیا جاتا ہے۔ جو شخص مشغول بالقرب کو شغل میں ڈالے اس کو غضب الٰہی پا لیتا ہے۔ اعمال و احوال سے مہلت بساط حق تعالیٰ کے لیے صلاحیت نہیں رکھتی۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں میں سے ایک یہ دعا تھی کہ خداوندا بے شک علم تیرے پاس ہے اور وہ مجھ سے پردہ میں ہے۔ میں کسی بات کو نہیں جانتا کہ اس کو اپنے نفس کے لیے اختیار کروں۔

پس بے شک میں نے تیری طرف اپنے امر کو سپرد کر دیا ہے اور اپنے فقرو فاقہ کے لیے تیری امید کرتا ہوں۔

پس اے میرے خدا مجھے اپنے ان امور کی طرف جو کہ تیری طرف زیادہ محبوب اور زیادہ پسند ہیں اور ان کا انجام بہت عمدہ ہے۔ رہنمائی کر کیونکہ جو تو چاہتا ہے۔ اپنی قدرت کے کرتا ہے بے شک تو ہر شے پر قادر ہے اور یہ اشعار ان کے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یامن علا فرای مانی الغیوب وما　　تحت الثری وظلام اللیل مسدل

ترجمہ: اے وہ کہ بلند ہے پس جو غیوب میں ہے اس کو اور اس چیز کو جو کہ تحت الثریٰ اور رات کے اندھیروں میں لٹکی ہوئی ہے۔ دیکھتا ہے۔

انت الغیاث لمن ضاقت مذاھبہ　　انت الدلیل لمن حارث بہ الحیل

تو ان کا فریاد رس ہے۔ جن کے راستے تنگ ہیں اور تو ان کی دلیل ہے۔ جن کے حیلے حیران ہیں۔

انا قصدناک والا مال واثقۃ　　والکل یدعوک ملھوف ومبتھل

ہم نے تیرا قصد کیا ہے اور امیدیں مضبوط ہیں اور ہر چیز تجھ کو مضطر اور عاجز ہو

کر پکارتی ہے۔

فان عفوت فذو فضل و ذو کرم وان سطوت فانت الحاکم العدل

پھر اگر تو معاف کرے تو تو صاحب فضل و کرم ہے اور اگر تو غلبہ کرے تو تو حاکم عادل ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابوالحسن علی بن یوسف بن احمد قوصی نے خبر دی ہم کو شیخ عارف ابوبکر بن شافع نے قنا میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے بزرگ ابوالحسن بن صبارغ نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ پیشواء ابو محمد ابراہیم بن احمد بن جحون مغربی نے قنا میں کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابامدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ کو میرے رب عزوجل نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور مجھ سے کہا کہ تیرے دائیں طرف کیا ہے میں نے کہا کہ اے میرے رب تیری بخشش ہے کہا کہ تیرے دائیں جانب کیا ہے میں نے کہا اے میرے رب تیری قضا ہے۔ کہا اے شعیب میں نے وہ تیرے لیے دگنی کی اور یہ میں نے تیرے لیے بخش دی۔ خوش ہو جائے۔ وہ شخص کہ جس نے تجھ کو دیکھا اور تیرے دیکھنے والے کو دیکھا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے ان سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ سے میرے رب تعالیٰ نے میرے تمام اصحاب اور ان کے بارے میں جو مجھ کو دوست رکھتے ہیں۔ وعدہ کیا ہے کہ ان کو بہت سی بہتری دوں گا۔

راوی کہتا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ نماز میں یہ آیت پڑھی ویسقون فیھا کاسا کان مزاجھا زنجبیلا یعنی جنتی اس میں ایسا پیالہ پلائے جائیں گے کہ جس کی ملاوٹ ادرک ہو گی تو آپ نے اپنے دونوں لب چوسے اور جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ جب میں نے یہ آیت پڑھی تو مجھ کو پیالہ پلایا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے یہ پڑھا کہ "بے شک نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور برے لوگ جہنم میں" پھر فرمایا کہ میں نے دونوں فریق

کے مقام کو دیکھا۔

شیخ کا فرنج سے لڑنا اور بھگانا

خبر دی ہم کو فقیہ ابو العباس احمد بن قریش بن اسحاق خزرجی تلمانی نے کہا کہ میں نے سنا اپنے شیخ ابو محمد صالح دوکالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ مغرب میں ایک دفعہ مسلمانوں اور فرنج کی لڑائی ہوئی ہمارے شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ تھے۔ فرنج اس میں مسلمانوں پر غالب آئے تھے۔ تب شیخ نے اپنی تلوار لی اور جنگل کو مع اپنے چند مریدوں کے نکل گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ آپ ایک ریت کے ٹیلے پر بیٹھ گئے اور دیکھا تو آپ کے سامنے بہت سے خنزیر ہیں۔ جنہوں نے کثرت کی وجہ سے جنگل بھر لیا ہے۔ تب شیخ کودے اور ان میں پہنچ کر تلوار نکالی خنزیروں کے سر پر چلانے لگے حتیٰ کہ ان میں سے اکثر کو قتل کیا اور ان کے سامنے سے بھاگے اور لوٹ گئے آپ سے ہم نے پوچھا تو فرمایا کہ یہ فرنج تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے رسوا کیا۔ ہم نے اس دن کی تاریخ لکھ لی۔ پھر فرنج کی شکست کی خبر اسی وقت میں جس کو ہم نے لکھ رکھا تھا آئی اور جب مجاہدین آئے تو وہ شیخ کے قدموں پر گر پڑے اور ان کو چومتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ اگر آپ ہمارے ساتھ دونوں صفوں کے درمیان نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو گئے ہوتے اور یہ خبر دی کہ آپ کی تلوار فرنج کے سوار پر پڑتی تھی اور اس کو اور اس کے گھوڑے کو پچھاڑتی تھی انہوں نے ان کو بہت ہی قتل کیا وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور لڑائی کے بعد ہم نے آپ کو نہیں دیکھا راوی کہتا ہے کہ شیخ میں اور اس لشکر میں ایک مہینہ کے راستے سے زائد تھا۔

شیر کا واقعہ

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابو منصور داری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو الحجاج اقصری نے وہاں پر کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابو محمد عبدالرزاق سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مغرب کے ایک گاؤں میں گزرے۔ وہاں پر ایک شیر کو دیکھا جس نے گدھے کو گرایا ہوا ہے اور اس کو کھاتا ہے اس کا مالک دور کھڑا ہوا غریبی کی وجہ سے رو رہا ہے۔ تب شیخ آئے اور شیر کی چوٹی پکڑ کر اس کو کھینچا اور ذلیل کیا اور پکارا اے گدھے والے ادھر آ۔ ادھر آ وہ قریب آیا۔ حتیٰ کہ شیر سے چمٹا آپ نے اس سے کہا کہ شیر کو پکڑے لے اور لے جا اور اس کو اپنے گدھے کی جگہ میں کام لا۔ اس نے کہا میرے سردار! میں اس سے ڈرتا ہوں آپ نے کہا مت ڈرو تم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکے گا۔

پھر مرد چلا گیا اور شیر کو کھینچ کر لے گیا لوگ دیکھتے تھے جب شام ہونے لگے تو اس کو شیخ کے پاس لے آیا اور کہا اے میرے سردار میں اس سے بہت ڈرتا ہوں۔ جدھر میں جاتا ہوں وہ میرے پیچھے جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا تمہیں کچھ حرج نہیں اس نے کہا کہ جناب لیجئے وہ یہ ہے۔ (یعنی آپ اس کو رخصت کریں) پھر شیخ نے شیر سے فرمایا کہ چلا جا اور جب تم بنی آدم کو تکلیف دو گے تو میں ان کو تم پر غالب کر دوں گا۔

کشتی کا ٹھہر جانا

راوی کہتا ہے کہ ایک دن شیخ سمندر کے کنارے پر چلے جا رہے تھے پھر ان کے سامنے فرنچ کے لوگ آئے اور آپ کو قید کر کے اپنی ایک بڑی کشتی

تک لے گئے۔ آپ نے دیکھا تو اسمیں مسلمانوں کی ایک جماعت قیدی ہے۔ جب شیخ اس میں بیٹھ گئے تو انہوں نے اس کا بادبان چھوڑ دیا اور چلنے لگے لیکن وہ کشتی چلتی نہ تھی۔ نہ دائیں نہ بائیں نہ شمال کو اور باوجود سخت ہوا کے اپنی جگہ سے نہ ہلی جب ان کو یقین ہو گیا کہ وہ چلانے پر قادر نہیں اور اس سے ڈرے کہ مسلمان ان کو پکڑ لیں گے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ اس مسلمان کے سبب سے ہے۔ شاید یہ کوئی خدا کے دوستوں میں سے ہے۔ شیخ کی طرف کرتے تھے۔ تب انہوں نے کہا کہ آپ اتر جائیں آپ نے فرمایا کہ میں جب تک تم مسلمانوں کو تمہاری کشتی میں ہیں نہ چھوڑو نہیں اتروں گا۔ جب ان کو یقین ہو گیا کہ اس سے ہم کو خلاصی نہیں تو انہوں نے سب مسلمانوں کو نکال دیا اس وقت ان کی کشتی فوراً روانہ ہو گئی۔

بے موسم انگور

خبر دی ہم کو فقیہ نیک بخت ابو محمد عبداللہ بن مسعود بن عمر بجلماسی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عالم ابو زکریا یحیٰی بن محمد مشہور مغری نے کہا کہ میں نے سنا شیخ پیشواء ابو محمد صالح بن دیر جان دو کالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ مشرق کی جانب سے کچھ لوگ ہمارے شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ ہم انگور کھانا چاہتے ہیں۔ اس وقت مغرب میں انگوروں کا وقت نہ تھا۔ تب شیخ نے کہا اے صالح تم باغ کی طرف جاؤ۔ وہاں سے ہمارے پاس انگور لاؤ۔ میں نے کہا اے میرے سردار میں تو ابھی باغ سے نکلا ہوں۔ وہاں پر کوئی انگور نہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ اس میں انگور ہیں پھر میں باغ میں جو آیا تو میں نے دیکھا کہ انگور اس طرح لدے ہوئے ہیں جس طرح کہ موسم میں کثرت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ واللہ

میں نے تھوڑی دیر پہلے اس کو چھوڑا کہ ایک انگور کا دانہ وہاں نہ تھا۔ پھر میں اس میں سے بہت سے انگور توڑ کر لایا۔ ان سب نے کھائے اور میں نے بھی ان کے ساتھ کھائے اور دیکھا کہ ان میں دانہ نہیں۔ وہ کہتے تھے کہ ہم انگور کھانے کے مشتاق تھے اور جانتے تھے کہ مغرب کے علاقہ میں آپ کے سوا اور کوئی ہم کو نہ کھلائے گا۔

خبر دی ہم کو فقیہ فاضل ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج فاسی نے کہا کہ میں نے شیخ بزرگ ابا الربیع سلیمان بن عبدالوہاب مظفری سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے وضو کرتے تھے۔ آپ کے ہاتھ ایک انگوٹھی تھی۔ وہ پانی میں گر گئی آپ نے کہا اے میرے پروردگار میں اپنی انگوٹھی چاہتا ہوں پھر ایک مچھلی فوراً باہر نکلی اور اس کے منہ میں وہ انگوٹھی تھی آپ نے اس کو لے لیا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دن آپ چلے جا رہے تھے آپ کے ہاتھ میں لوٹا تھا جس میں ستو پانی میں ملائے ہوئے تھے۔ وہ لوٹا آپ کے ہاتھ سے گر گیا اور اس کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔ ستو زمین پر گر پڑے پھر آپ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اے میرے رب میں اپنا لوٹا مع ستوؤں کے چاہتا ہوں۔ تب وہ برتن درست ہو گیا اور اس میں ستو موجود تھے۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے مریدوں کی جماعت کے [illegible] سفر کیا اور جنگل میں منزل کی جب رات ہوئی تو انہوں نے آوازیں سنیں۔ جس سے لوگوں کو گمان ہوا کہ وہ ان کو ایذا دیں گے۔ سب گبھرا گئے۔ شیخ نے ان سے کہا کچھ گھبراؤ نہیں۔ پھر ان کی بے صبری بڑھ گئی اور کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ روشنی ہو۔ جس سے ہم مانوس ہوں۔ وہ رات بڑی اندھیری [illegible]۔ [illegible] شیخ ایک درخت کی طرف جو وہاں تھے کھڑے [illegible] ئے اور نیچے نیچے

دو رکعتیں پڑھیں اور دعا مانگی پھر وہ درخت روشن ہو گیا۔ حتیٰ کہ تمام جنگل بہت روشن ہو گیا جس نے ان کا خوف جاتا رہا وہ درخت اس وقت سے لے کر صبح تک برابر روشن ہوا۔

خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو المعالی فضل اللہ بن شیخ نیک بخت عارف ابو اسحاق ابراہیم بن شیخ نیک بخت فاضل ابو العباس احمد بن محمد انصاری تلمانی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے اپنی مجلس میں بحالیکہ وہ مجلس نور اور رونق و وقار روشنی ملا ئکہ و اولیاء سے بھری ہوئی تھی وہ کہتا ہے کہ فقیہ ابو القاسم عبدالرحمان بن محمد حضرمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ شیخ فاضل ابوالعباس احمد بن سلامہ قرشی تلمانی واعظ شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن علی جبسیانی کی خدمت میں جبینانہ میں حاضر ہوئے کہ ان کی زیارت کریں اور ان سے کہا کہ آپ میرے لیے دعا کریں انہوں نے کہا کہ اے احمد اللہ تم کو تمہارے نفس کے بخل کو دکھا دے گا۔ حالانکہ ابوالعباس بڑے سخی تھے اور لوگوں میں سے بڑے کریم تھے وہ لوٹے اور ان کے دل میں یہ بات آئی کہ اگر شیخ میرے بخل کو نہ جانتے تو یہ بات نہ فرماتے پھر وہ حجام کی دوکان پر بیٹھے تاکہ سر منڈائیں جب حجام ان کے سر منڈنے سے فارغ ہوا ایک شخص ان کے پاس سو دینار لایا اور ابوالعباس نے حجام کو دے دیے کہ یہ سو دینار ہیں۔ تب ان سے حجام نے کہا یہ میرا بخل کا نتیجہ ہے جو شیخ ابو اسحاق نے تمہاری نسبت کہا تھا۔ اس نے اس سے کہا کہ مجھ کو اس کی نسبت بتلا حجام نے کہا کہ بخل ان کے نزدیک یہ ہے کہ دمڑی اور سو دینار میں فرق نہ کیا جائے اگر تمہارے دل میں بخل نہ ہوتا تو تم مجھے اس پر تنبیہہ نہ کرتے۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ چلے گئے اور گھر میں ایک سال تک بیٹھے رہے۔ کسی سے کلام نہ کرتے اور بجز نماز جمعہ کے باہر نہ نکلتے۔ پھر لوگ ان کے

دروازہ پر جمع ہوئے اور ان سے سوال کرنے لگے کہ ان کو وعظ سنائیں۔ انہوں نے انکار کیا جب انہوں نے مجبور کیا تو نکلے اتفاقاً" گھر کی بیری پر چڑیاں تھیں۔ انہوں نے ان کو دیکھا تو بھاگ گئیں۔ آپ لوٹ آئے اور کہا اگر میں وعظ کے قابل ہوتا تو مجھ سے جانور نہ بھاگتے کیوں کہ جس میں خوف الٰہی عزوجل ثابت ہو اس سے ہر شے بے خوف ہوتی ہے۔ پھر لوٹے اور گھر میں ایک سال تک بیٹھے رہے۔ پھر نکلے تو چڑیاں ان سے نہ بھاگیں تب لوگوں کو وعظ سنایا۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا قصہ پورا نہ کیا تھا حتیٰ کہ پرندے آئے اور آپ کے گرداگرد چکر لگانے لگے ان پر جھک پڑے جب لوگوں نے دیکھا کہ جانور ان پر جھک پڑے ہیں تو سب کو وجد کی حالت ہو گئی اور شیخ کو بھی وجد آگیا۔ اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

توجع ممراض وخون مطالب واشفاق مهموم وحزن كيب

بیمار کا سا درد ہے اور طلب شدہ کا خوف غم زدہ کا خوف اور دردناک کا غم۔

ولو مة مشتاق وزفرة واله وسقطه مسقام بغير طبيب

مشتاق کی سوزش اور شیفتہ کی آہ سوزاں اور بیمار کا گرنا بغیر طلب کے۔

وفكرة حوال ونظفة غائص ليا خذ من طيب الكرى بخيب

چکر لگانے والے کی فکر اور غوطہ لگانے والے کی دانائی تاکہ میٹھی نیند سے حصہ لے۔

الملت بقلب حرية طوارق من الشوق حتى ذل ذل غريب

ایسے دل پر شوق آئے کہ جس سے آنے والے حیران رہ گئے۔ یہاں تک کہ غریب کی طرح ذلیل ہوا۔

يكاتم اشجانا ويخفى محبة ثوت واستكنت فى فوار حبيب

وہ اپنے غموں کو چھپاتا ہے اور ایسی محبت کو مخفی رکھتا ہے جو حبیب کے دل میں

ساکن ہے۔

راوی کہتا ہے کہ مجلس میں ایک شور و ہنگامہ برپا ہو گیا اور ایک پرندہ اپنے پروں کو پھڑپھڑاتا رہا یہاں تک کہ مردہ ہو کر گر پڑا اور حاضرین میں سے بھی ایک شخص فوت ہو گیا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو الحسن علی بن یوسف بن احمد قوصی نے کہا خبر دی ہم کو ابو بکر بن محمد بن شافع نے قنا میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن بن صباغ نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد ابر عبدالرحیم بن احمد نے کہا میں نے سنا شیخ ابو عبداللہ محمد بن حجاج غزالی مغربی سے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ شعیب ابا مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ اپنی مجلس میں کہتے تھے کہ ابدال عارف کے قبضہ میں ہے۔ کیونکہ ابدال کا ملک آسمان سے لے کر زمین تک ہے اور عارف کا ملک عرش سے فرش تک ہے۔ عارفین کے مقابلہ میں ابدال کے مناقب ایسے ہیں۔ جیسے بجلی اچکنے والے کی چمک۔

معرفت کا درجہ یہ ہے کہ حضرت ربوبیت کا قرب اور مجالس قرب کی نزدیکی پھر فرمایا کہ توحید ایک سر ہے کہ جس کا امر دونوں جہان کو محیط ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جب رات ہوئی تو مجھ کو مکاشفہ ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ میں شیخ ابومدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابی حامد غزالی' شیخ ابوطالب مکی' شیخ ابی یزید سطامی' شیخ ابی عبدالرحمان سلمی اور ایک جماعت صوفیہ اور ابدال کے سامنے ہوں۔ ان سب نے شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہم کو اپنی توحید کے سر کی خبر سناؤ انہوں نے کہا کہ میرا سر ان اسرار سے خوش ہے۔ جن کو الٰہی سمندروں سے مدد ملی ہوئی ہے اور جن کو پھیلانا غیر اہل کے لیے مناسب نہیں کیونکہ اشارہ ان کے بیان سے عاجز ہے۔ غیرت اس کے ستر ہی کو چاہتی ہے یہ اسرار ہیں۔ جو کہ وجود کو محیط ہیں اس کو کوئی نہیں پاتا۔ مگر وہی جس کا وطن مفقود ہو یا عالم حقیقت میں اپنے سر سے موجود ہو۔ وہ حیات ابدیہ میں

پھرتا ہے۔ وہ اپنے باطن سے ملکوت کی فضا میں اڑتا ہے۔ جبروت کے خیموں میں تیرتا ہے۔ وہ اسماء و صفات سے خو پذیر ہے مشاہدہ ذات کے ساتھ اس لیے فنا ہو جاتا ہے۔ وہاں پر میرا اقرار وطن میرے آنکھوں کی ٹھنڈک مسکن ہے اور اللہ عزوجل ہر ایک سے غنی ہے۔ میرے وجود میں اپنی قدرت کے عجائبات ظاہر کر دیے ہیں۔ مجھ پر حفظ و توفیق سے متوجہ ہوا ہے تحقیق کے پردہ کی باتیں مجھ کو کھول دی ہیں۔

پس میری روح غیب میں راسخ ہیں۔ مجھ کو میرا مالک کہتا ہے کہ اے شعیب ہردن غلاموں پر نیا ہوتا ہے اور ہمارے نزدیک زیادتی ہے۔ تب سب نے کہا اے ابا مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ تمہارے انوار کو زیادہ کرے۔ جب صبح ہوئی تو میں شیخ ابا مدین کی خدمت میں آیا اس واقعہ کا ذکر آپ سے کیا تو آپ نے میرے واقعہ کی تصدیق کی اور اس میں سے کسی بات کا انکار نہ کیا اور اسی اسناد سے غزالی تک یہ ہے۔

غزالی کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو مدین نے اپنی مجلس میں شیطان کا ذکر کیا پھر جب رات ہوئی تو میرے سامنے ایک نورانی شخص ظاہر ہوا وہ مجھ سے کہتا ہے کہ شیطان کا مکر ابو مدین کے ساتھ ایسا ہے جس طرح کوئی شخص کسی سے مکر کرتا ہے۔ وہ اپنے نفس ہی کو ہلاک کرے اور اس کو معلوم نہ ہو لیکن اس کا مکر ابو مدین کے شاگرد عبدالرزاق کے سوا اس شخص کی طرح ہے جو سمندر میں اس لیے پیشاب کرے کہ اس کو ناپاک کرے گا۔ عام لوگوں سے اس کا مکر اس بادشاہ عادل کی طرح ہے۔ جو کہ اپنی رعیت سے کرے کہ جو اس کو دوست رکھتا ہے وہ اس کو دوست رکھتی ہے۔

پھر میں نے مغرب کے مشائخ اور صلحا کی ایک بڑی جماعت کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں چراغ روشن ہیں اور میں نے شیخ ابا مدین کو دیکھا کہ ان کے مرید ان کے پیچھے ہیں ان کا شاگرد عبدالرزاق ان کے سامنے ہے۔ اس کے

ہاتھ میں ایک بڑی شمع روشن ہے اس میں ایک سوراخ ہے میں نے ایک شخص سے کہا کہ یہ سوراخ کیا ہے اس نے کہا کہ تم جس قدر ان لوگوں کے پاس شمعیں دیکھتے ہو وہ اسی سوراخ سے ہیں۔ پھر ہم اس کے ساتھ ایک دروازہ کی طرف آئے۔ جس کی چوڑائی مشرق سے مغرب تک کی معلوم ہوتی ہے۔ اس پر ابدال و صوفیہ کی ایک بڑی جماعت ہے۔ پھر میں نے شیخ ابو مدین سے دروازہ کے بابت پوچھا تو کہا کہ یہ ابدال کا دروازہ ہے۔ ہم اس کے دربان ہیں۔

پس جو کوئی اس کی رعایت کرے ہم اس کو بلا لیتے ہیں اور جب وہ کلام کرتا ہے تو اس کی تمیز کر لیتے ہیں۔ پھر شیخ آگے بڑھے اور اس میں داخل ہوئے اور اس کے بعد سب داخل ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ وہ نور کا ایک بڑا سمندر تھا۔ اس پر ایک نور کی کشتی تھی۔ پھر شیخ نے کہا یہ وصول کا سمندر ہے اور یہ امید کی کشتی ہے۔

پھر کہا کہ تم سب اس میں داخل سوار ہو جاؤ بسم اللہ مجرہا و مرسہا اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے۔

تیرے رب کی طرف اس کی انتہا ہے۔ تم اس میں شوق کی ہواؤں کے ساتھ فکر کی موجوں کے درمیان ذکر کے کنارہ کی طرف چلو۔

پھر جب ظاہر ہوئے تو اللہ کے لیے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے پھر کہا ایسے سفروں میں انوار حاصل کیے جاتے ہیں۔ علوم و اسرار کا استفادہ کیا جاتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جب صبح ہوئی تو میں شیخ ابو مدین کی خدمت میں آیا اور یہ واقعہ کیا تو آپنے اس کو برقرار رکھا اور مجھ پر اس میں کسی امر کا انکار نہ کیا۔

اور اسی اسناد سے غزالی تک ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو مدین نے اپنی مجلس میں موسیٰ کلیم علیہ السلام کا ذکر کیا اور دیر تک ان کی تعریف بیان

کرتے رہے جب رات ہوئی تو میں نے خواب میں ایک دروازہ کھلا ہوا دیکھا۔ موسیٰ علیہ السلام اس میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ کہہ رہے ہیں۔ اے ابامدین تم نے علوم سے اعلیٰ حصہ لیا ہے معارف سے بڑا بلند حصہ لیا۔ اس کے پیدا کرنے والے کی طرف تم نے نسبت کی تو نے ولایت کو اس کے سر کے ساتھ جمع کیا ہے۔

پس تجھ کو اس کا معاملہ خوش ہو اور یہ تیرے لیے چراگاہ ہو۔ یہاں تک کہ تو نے اس سے فائدہ پایا اور فکر کے لیے ہم جلسہ ہوا۔ یہاں تک کہ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ انیس ہوا پس چونکہ تو نے علم سے اس کی پاکیزگی کی ہے۔ اس نے تجھ کو قریب کر لیا ہے اور معرفت سے تو نے اس کا ذکر کیا ہے تو اس نے تجھ کو قریب کر لیا ہے۔

پس لوگ شہوات اور موجودات سے نفع حاصل کرتے ہیں اور تو رحمان کے مشاہدہ سے نفع حاصل کرتا ہے۔

پھر میں نے آسمان میں فرشتوں کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ سبوح قدوس رب الملئکہ والروح پھر دروازہ کھلا تو دیکھا موسیٰ علیہ السلام میرے سرہانے زمین پر ہیں۔ مجھے تعجب ہوا انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم کس بات پر تعجب کرتے ہو یہ ابو مدین ہیں کہ عرش سے لے کر کرسی تک ایک لحظہ میں قطع کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں شیخ ابامدین کی خدمت میں آیا اور یہ خواب بیان کی۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت فقیہ عالم ابو الفضل سعدان بن مواہب بن عبدالصمد ربعی اسفاری نے کہا میں نے سنا شیخ عارف ابا الحجاج اقصری سے وہاں پر کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابا محمد عبدالرزاق سے کہا کہ میں نے ابو العباس خضر علیہ السلام سے قنا میں مغرب میں 580ھ میں ملاقات کی۔ پھر میں نے اس سے اپنے شیخ ابو مدین کی نسبت پوچھا تو کہا کہ وہ امام الصدقین اس وقت

میں ہیں۔

اور س کا سر ارادہ سے ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے سر محفوظ کی حجاب قدس کے سات کنجی دی۔ اس وقت اس سے بڑھ کر مرسلین کے اسرار کا جامع ہے اور کوئی نہیں۔

راوی کہتا ہے پھر شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد تھوڑے دن میں فوت ہو گئے۔ وہ ابو مدین شعیب بن الحسن مغربی ہیں۔ بلا و مغرب میں رہتے تھے۔ امیر المومنین نے ان کے حاضر ہونے کا حکم دیا تاکہ ان سے تبرک حاصل کرے اور جب وہ تلمان میں پہنچے تو کہنے لگا ہم کو سلطان سے کیا مطلب آج کی رات ہم اپنے بھائیوں کی زیارت کرتے ہیں۔

پھر سواری سے اترے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے کلمہ شہادت پڑھا پھر کہا کہ ہاں میں آیا ہوں۔ "اور میرے رب نے تیری طرف جلدی کی تاکہ تو راضی ہو جائے" اور وہیں فوت ہو گئے پھر جبانہ عباد میں دفن کیے گئے۔

آپ کی عمر 80 سال کی ہو گئی تھی۔ وہیں آپ کی قبر ہے جس کی علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہم کو فقیہ ابو الحجاج یوسف بن الفقیہ ابی الحسن علی بن احمد خزرجی تلملانی نے ہم کو یہ شعر سنائے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو میرے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ ہم کو بعض ہمارے دوست علماء و صلحاء میں سے جو کہ مغرب کے رہنے والا تھا۔ اپنے اشعار سنائے جو کہ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں کہتے تھے وہ یہ ہیں۔

تبدت لنا اعلم علم الهدی صدقا قصار الشمس الدين غرباء شرقا

و اشرق منها كل ما كان افلا واصبح نور السعد قد ملا الا فقا

سقى الله من ماء الحسبة و ابلا قلوبابه هامت فقل كيف لا تسقى

لقد زهد و افيما سواه فا صحبت نفوسهم طرانتا دى الدنا سحقا

لقد غراقوانی مجرجب الا هم فنا هیک من بحرونا هیک ومن غرقی
اذا ماسرت للسراسرار شو قهم لسید هم زاد والروبیة شوقیا
قلوب سرت نحوا الهدی بمعسکر فعارت سهام الحب ترشقها رشقا
وجاء من التوحید جیش عرموم فاتنی الذی یقنی والبقی والبقی الذی سقی
هم القوم لا یشقی بعید جلیسهم و اهل احد یخطی بقربهم تشیقی
ابا مدیر دانت لدینک عصبه فواسینهم حبا وادنینهم رفقا
لک اللّٰه یا شمسا اجناء نبور ها من الدین ماقد کان اظلم ازرقا
سقیت قلوبا طالما شفها الظما فامطرتها من ماء علم الهدی ورقا
فاحییت منها کل ما کانٓ میتا ورقیت منها کل ما کان لا یرقی
فاخرجتها من کل جهل و ظلمعة فمها وجالیل الحت له برقا
دادخلتها حسن التوکل فانشت و امکها نوالغربا لعروة الوثقی
شفیت بعلم یا شعیب قلوبنا قاسمک من شعب القلوب قد اشتقا
وقد کان سلطان الهوی قادرانفسا واد سمهاذ لا وعبدها رتا
فاعتقها من رتة بتلطف فجوزیت من خیر منحت الورے عتقا
اذا استبقت بالعارفین خیولهم فخیلک بالنوحید قد حازت السبقا
وان رکبوا بخوالمعارف مرکبا رکبت الیهانی بحارا الهوی عشقا
سموت بنور اللّٰه عن کل ناظر فصرت تری فی الغیب مالا تری النهقا
و انت امام العارفین و نور هم و منطقهم مهما ادت بهم نطقا
علیک سلام اللّٰه ماذر شارق وما سبحت شحوالسید هاورنا
وصل علی المختار من ال هاشم کما جاء بالحق الذی اظهر الحقا

خضر علیہ السلام سے ملاقات

خبر دی ہم کو ابو محمد مسعود سلجماسی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو زکریا یحیی بنمحمد مغربی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ پیشواء ابو محمد صالح دوکالی سے وہ کہتے تھے کہ میں اپنے شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 560ھ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ابو العباس خضر علیہ السلام سے تین سال ہوئے کہ ملا تھا اور اس سے ہمارے زمانہ کے مشائخ مشرق و مغرب کی نسبت پوچھا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت بھی پوچھا تو اسنے کہا وہ امام صدیقین اور حجتہ العارفین ہیں۔ وہ معرفت میں روح ہیں اور اولیاء کے درمیان ان کی عجب شان ہے اس میں اور مخلوق میں صرف ایک نفس باقی ہے اور تمام اولیاء کے مراتب اس نفس سے علیحدہ ہیں میں اولیاء کے مکاتب کو ان کے اشارہ سے بدلاتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ میں نے خضر علیہ السلام کو ان کے ماسوا کسی اور کے حق میں یہ کہتے ہوئے نہیں سنا۔

شیخ ابو محمد عبدالرحیم مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ شیخ مصری کے بڑے مشہور مشائخ میں ہیں۔ عارفین مذکورین سے بڑے ہیں۔ صاحب کرامات خارقہ انفاس صادقہ افعال ظاہر احوال فاخرہ۔ حقائق روشہ معارف جلیلہ صاحب مقام محفوظ و فتح عجیب کشف جلی قدر بلند تھے۔ مراتب قرب میں ان کا محل اونچا تھا۔ منازل قدس میں انکی مجلس اونچی تھی۔ چشمہ وصل میں ان کا گھاٹ شیریں تھا۔ مشاہدہ غیوب میں معارف کی تفصیل کے ساتھ علم میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔ احوال نہایت کے ساتھ تمکین میں اس کا قدم راسخ تھا۔ موجودات کے پردوں کے لیے ان کی بصیرت روشن تھی۔ ملکوت کے راستوں میں ان کی باطنی حالت سیر کرنے والی تھی وہ ان میں سے

ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ علم شریعت و حقیقت جمع کر دیا تھا۔ ان کو کتاب و حکمت کی بہت سی معرفت اور سر محفوظ کے علم کی کنجی دی تھی۔

جب وہ موذن سے کہتے تھے۔ اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ تو کہتے کہ ہم ان باتوں کی گواہی دیتے ہیں جو اس نے ہم کو دکھائیں۔

اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو کہ خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ متکلمین حق کے گرداگرد مذبذب ہیں۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ موجودات کو ان کے لیے بدلا ہے ان کے لیے اسباب کو توڑا ہے ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر کیا ہے۔ ان کی حکمت کی باتیں بولنی سکھائی ہیں۔ ان کی زبان پر ازل کی عروسوں کو روشنی دی ہے۔ پوشیدہ اسرار کو ان کے لیے ظاہر کر دیا ہے۔ لوگوں کے سینوں میں ان کی پوری مقبولیت اور ہیبت ڈال دی ہے۔

وہ اس شان کے ایک رکن ہیں اور اس طریق کے اوتاد ہیں۔ ان کے سرداروں کے امام ہیں۔ اس کے احکام کے بڑے عالم ہیں۔ علم اور عمل حال و تحقیق و جلالت و مہابت و ریاست میں ان لوگوں کے صدر ہیں۔ جو اس طریق پر چلانے والے ہیں۔

اس کے ساتھ طریق مجاہدہ مراعات اوقات مراقبہ احوال و شمار انفاس کالزوم تھا اس شان کی ریاست ان تک منتہی ہوئی اور بلاد مصر میں ان کے وقت میں مریدین صادقین کی تربیت میں سبب امر سر سبز ہو گیا انہیں کی صحبت سے شیخ پیشواء ابو الحسن بن صباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تخریج کی ہے۔

اس طریق کے بہت سے لوگ ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ اصحاب احوال کا جم غفیران کی طرف منسوب ہوا ہے۔ ان کی بزرگی و احترام پر علماء و مشائخ کا اجماع ہوا ہے۔ ان کے مرتبہ کا اعتراف کیا ہے۔ ان کی عدالت کو ظاہر کیا

ہے۔ ان کی بات تک بس کی ہے۔ ان کی زیارت کا ہر طرف سے قصد کیا گیا تھا ان کا ذکر شرق و غرب میں مشہور ہوا ہے۔

آپ خوبصورت دانا متواضع ادیب شریف الصفات لطیف المعانی تھے۔ اہل حقیقت کی زبان پر ان کا بزرگ کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔ علائق کا قطع گم شدہ کو بھلا دینا ہے۔

ظہور عقد یہ ہے کہ ماسوا کی طرف التفات نہ ہو دل کا اعتبار قدر سابق کی تربیت کے ساتھ ملے۔

تجرید یہ ہے کہ دونوں زبانوں کا حکم نسیان ہو اور حال کے طور پر دونوں جہان سے ذہول ہو۔ وقت کے لحاظ سے این سے آنکھ بند ہو۔ یہاں تک کہ موجودات بدل جائیں ان کا باطن ظاہر ہو جائے۔ اس کا متحرک ساکن ہو جائے۔

پس تمکین قدر سے قطع حکم پر تسکین پائے۔ موارد کی فراخی اور موجودات کی صورتوں سے اور سینوں کے کھلنے کے ساتھ خوشی حاصل ہو۔ اس کے بعد تکوین رسوخ تمکین ثبوت مقام ہو۔

پھر آسمان اس کے لیے چادر ہے اور زمین بساط ہے۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کی ہیبت باطن کی آنکھوں کو اس کے مشاہدہ اور ماسوا کے مشاہدہ حسن سے اندھی کر دیتی ہے۔

پس وہ انوار جلال کے سوائے اور کچھ نہیں دیکھتا اور سوائے جمال کی بلندی کے اور کچھ ملاحظہ نہیں کرتا۔

رضا یہ ہے کہ تقدیروں کے مجاری کے نیچے بطور حال تفرقہ کی نفی اور بطور جمع کے علم توحید کی نفی ہو۔ پھر وہ قدرت کو قادر کے ساتھ اور امر کو امر کرنے والے کے ساتھ مشاہدہ کرتا ہے یہ اس کو احوال کے ہر ایک حال میں لازم ہے۔

تمکین یہ ہے کہ کشف کے طور پر شہود علم ہو۔ اس کی طرف قہر کے طور پر احوال کا رجوع ہو۔ حلم کے طور پر قادح پر تصرف ہو۔ شرعاً کمال امر ہو۔

بھوک یہ ہے کہ استغراق اذکار میں اسرار کی صفائی ہو۔ شوق یہ ہے کہ خوشی کے مارے مبادی ذکر میں استغراق ہو۔ پھر سکر کی وجہ سے توسط ذکر میں غاصیت ہو پھر صحو کے طور پر اواخر ذکر میں حضور ہو۔

پس وہ استغراق کے درمیان ہے جو اس کو برا گیختہ کرتا ہے اور غیبت کے درمیان ہے جو اس کو بے قرار کرتی ہے۔ حضور کے درمیان ہے کہ اس کو خوش کرتا ہے۔ مشتاق کے وقت کا ثلث استغراق ہے۔ ثلث غیبت ہے۔ ثلث حضور ہے زندگی یہ ہے کہ دل کشف نور سے زندہ ہو پھر خدا کے اس بھید کو دیکھ لے کہ جس کے ساتھ موجودات اپنے مختلف اطوار میں زندہ ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے زندہ ہیں۔ اس سے وہ اسرار معانی اور الطافی مبانی سے مخاطب ہو۔

حول و قوت سے بیزاری یہ ہے کہ خواطر اس پر اترنے سے جاتے رہیں۔ امتزاج انفاس میں فنا کا فنا ہونا غیبت ہے۔ اس کے صاحب کو یہ بات مفید ہے کہ اس کے حال کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے اس کے مقام کو ہر لحظہ ترقی دیتا ہے۔ پھر ملک و ملکوت میں کوئی حرکت سکون اختلاف طور بالحکم نہیں ہوتا۔

مگر اس کے لیے اس میں نورانی اور حقیقت ایمانیہ کی زیادتی ہوتی ہے۔ مقام کی کثرت ہوتی ہے۔ اس پر اس کا حال مقدر نہیں ہوتا نہ اس کی سوزش عشق مختلف ہوتی ہے۔ پھر اگر اس پر قدرت ظاہر ہو تو اس کو چھپاتی ہے اور اگر اس میں چھپتی ہے تو اس کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کی رویت غیبت ہے اس کا حضور بطون ہے۔

اسرار کی صفائی یہ ہے کہ وہ کسی آیت کے سوائے مخاطب کے اپنے باطن میں مراد کے سر کے ساتھ عمل میں نہ سنے۔ عمل میں اختلاف مقامات کے ساتھ سمجھیں مختلف ہوتی ہیں۔ پھر وہ اسرار کے باغوں میں چرتا ہے۔ خالص انوار کے ساتھ صاف ہوتا ہے۔ انوار جمال میں اس کے لیے حکم ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی طرف وہ انوار اس کی ہدایت کرتے ہیں اور اپنی بخشیش اس کو دیتے ہیں۔ واصل اپنے کان سننے کے لئے آگے کرتا ہے اور باطنی آنکھ دیکھنے کے لیے کھولتا ہے۔ پھر موجودات کے حروف اس کے کانوں کے بھید میں نذیر اور حکم و نصائح بن جاتے ہیں۔

پس وہ تدبیر کے باغوں میں نصائح کے متکلم اور خاموش نصیحتوں کے باغوں اور باطنی ظاہری حکمتوں کے پھولوں کے درمیان ہوتا ہے۔

تقویٰ یہ ہے کہ اس کے محل پر جو حرکت ظاہر ہو وہ ایسی ہو کہ علم کی رسی سے وابستہ ہو۔ اس کے ساتھ اس کی حرکت سے غیبت ہو۔ پھر اگر وہ باطنہ ہے تو باطن علم میں اس کا حکم ہو اور اگر ظاہرہ ہو تو ظاہر علم میں اس کا وجود ہو۔ اس کے ساتھ طہارت قلب، تسلیم نفس، سرعت وقت ہو، جب بندہ کی یہ حالت درست ہو جائے تو اللہ تعالٰی اس کو علم لدنی دیتا ہے اس کے لیے الہام وحی کا دروازہ ہے۔ پھر اس کی روح اسرار ملکوت اور انوار غیبیہ میں تحقیق استغراق کے ساتھ باتیں کرتی ہے۔

پس اپنے دل کو ایک طاقچہ دیکھتا ہے۔ جس کے انوار دائمی ہیں پھر اس کے سبب حقیقت نفس معلوم کر لیتا ہے۔

اور یہ کہ کیسے اللہ تعالٰی نے اس کی وضع کو ترتیب دیا ہے۔ لوگ اس میں دو قسم کے ہیں۔ متمکن امکن اور متمکن غیر امکن۔

پس اول وہ ہے کہ عبارت علمیہ کو لطیف حال کے ساتھ جو کہ بشرط ملاقات تبلیغ کو واضح کر دے۔ وابستہ ہو۔

دوسرا وہ ہے کہ اس بات کو کشف کے طور پر دریافت کرے اور اس کی عبارت ادا نہ ہو سکے۔ وہ اس کو اس حقیقت تک نہیں پہنچاتا۔ جس کو لطیف انوار و مخفی اسرار سے معلوم کر لیا ہے۔

وحی سے وہ وحی مراد نہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ہوتی ہے کیونکہ وہ منقطع ہو چکی ہے بلکہ بمعنی الہام و القا ہے

معنی کشف

کشف یہ ہے کہ صدیقی میزان اور حنیفی راستہ پر افعال و احوال کا ظہور ہو۔ ایسا ہی موجودات میں ہے کہ اس کے حقائق وضع اول بغیر اشارہ تمثیل و اشارہ کے تحویل کے اس پر ظاہر ہوں۔ بلکہ بروز تشکیل ہو۔ اور وہ اس کے لئے بارہ قسم پر ظاہر ہوتے ہیں۔ تنوں والے اور غیر تنہ والے۔ معارف کے شہوس اور لطائف العوارف کے لئے اور اس کے لئے وہ شاہد ہے۔ جو کہ افعال اور اتصال کے پہلے تھا۔

ذکر یہ ہے کہ ذاکر مذکور کی رویت میں مضمل ہو جائے۔ یہاں تک کہ عین محو میں محق اور صحو کے سر میں نشہ دار ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اپنے رب کو جب تو بھولے تو یاد کر" اس کا معنی یہ ہے کہ جب تو اپنے ذاکر ہونے کو بھول جائے تو تیرا نسیان ذکر ہے۔ اور تیری غیبت نسیان سے شہود مذکور ہے۔ اور یہی وہ ہے کہ جس کو ذکر ذاکر سے تعبیر کیا جاتا ہے سو یہ غافلین یہ کہتا ہے۔ کہ جب تو اس کے ماسوی کو بھول جائے تو اس کو یاد کر۔ سو یہ غافلین کے سوا محققین کے لائق نہیں۔ یہ تمام مقامات کتاب و سنت کی حسن ادب کے ساتھ اتباع کرنے کے نتیجے ہیں۔ اور جس کو شرع کا اتباع نہ ہو۔ اس کو نہ یہ مقامات حاصل ہوتے ہیں نہ احوال۔

سماع شیخ ابو محمد عبدالرحیم

خبر دی ہم کو فقیہ ابو الفضل سعدان بن مواہب اسنائی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ امام مجد الدین اباالحسن علی بن وہب بن سطیع قشری سے قوص میں سنا وہ

کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ اباالحسن ابن صباغ سے قنا میں سنا وہ کہتے تھے۔ کہ ہمارے شیخ ابو محمد ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قنا میں محفل سماع میں حاضر ہوئے۔ اور اس میں مشائخ و علماء کی ایک جماعت تھی قوال نے یہ اشعار پڑھے۔

کم ایته فیک. قدامسیت اخفیها خوف العداددموع العین تبیها
وزفرة بات شرقی طول لیلة الیک ینشرها عودا و یطویها
فارحم تقلقل قلب حشوه حرق تجنو الجحیم ولا تجنو تلظیها
فلیس نی بدنی عضوو جارحة الا وحبک فیها قبل مافیها

پھر شیخ اور حاضرین خوش ہوئے اور قوال نے یہ اشعار بھی پڑھے۔

سروری ان اراک دان ترانی وان یدنو مکانک من مکانی
وعیشی فی لقائک کل یوم وحسبی ذاک من کل الا مانی
لئن واصلتنی واردت قربی وحقک ماابالی بمن جفانی

قوال کی زبان بند

راوی کہتا ہے کہ پھر شیخ پر بڑی حالت طاری ہوئی۔ اور قوال سے کہا پھر کہو تو قوال سے اس میں سستی ہوئی۔ تب شیخ نے اس سے کہا کہ چپ رہو۔ وہ بولنے پر قادر نہ ہوا۔ ایسا کئی دن تک رہا پھر شیخ کی خدمت میں عذر کرتا ہوا توبہ کرتا ہوا آیا۔ تب شیخ نے کہ کچھ قرآن کی آیات پڑھ اس نے شیخ کے سامنے چند آیات پڑھیں۔ اور خوش ہو کر چلا گیا۔ پھر اس کا یہ حال ہوا کہ جب قرآن پڑھنا چاہتا۔ تو صاف پڑھ لیتا۔ اور جب شعر پڑھنا چاہتا تو اس پر قادر نہ ہوتا۔ پھر وہ شیخ کی خدمت میں فریاد رس ہو کر آیا تو آپ نے اس کو کہا کہ جا اب پڑھا کر۔ پھر وہ شخص لوٹا تو پڑھتا تھا۔ جیسے کہ پہلے پڑھا کرتا تھا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو یونس عبداللہ بن فضل اللہ بن احمد سعدی اقصری نے کہا کہ میں نے سنا اپنے شیخ ابوالحجاج اقصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے تھے۔ کہ مصر میں دو شیخ جمع ہوئے۔ شیخ عبدالرحیم اور شیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پھر شیخ عبدالرحیم نے تھوڑی دیر سر نیچے کیا۔ پھر عبدالرزاق سے کہا کہ اے برادر من میں نے لوح محفوظ میں دیکھتا ہے۔ کہ ابدال کا اس وقت بیت المقدس میں جان جانے کا وقت ہے۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ اس کی وفات پر حاضر ہو جاؤں تب وہ دونوں کھڑے ہوئے اور اسی وقت بیت المقدس آئے۔ اور ابدال کی موت پر حاضر ہو گئے۔ اس کی تجہیز و تکفین میں شامل ہوئے۔ باقی دن میں دونوں مصر میں آ گئے۔ پھر شیخ عبدالرحیم نے شیخ عبدالرزاق سے کہا کہ چلو اللہ تعالیٰ نے اس ابدال کی جگہ ایک شیخ کو بنایا ہے۔ جو کہ نیل کی کشتی میں ہے مجھے حکم ہوا ہے کہ اس کو لاؤں۔ پھر دونوں نیل کے کنارہ کی طرف ہوئے۔ تو دیکھا کہ وہ کشتی دوسرے کنارے کی طرف چل رہی ہے۔

شیخ عبدالرحیم نے اپنا عصا لیا۔ اور اس کی زمین میں گاڑ دیا۔ تو کشتی وہیں ٹھہر گئی۔ دائیں بائیں نہ چلتی تھی۔ پھر شیخ عبدالرحیم پانی پر گزر گئے۔ یہاں تک کہ کشتی میں جا کھڑے ہوئے۔ اور اس شخص کو پکارا۔ اس نے جواب دیا جب وہ ان کے قریب آیا تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور پانی پر گزرتے ہوئے دوسری طرف پہنچ گئے۔ شیخ نے اپنے ہاتھ سے اس عصا کو نکال لیا۔ پھر وہ کشتی چل پڑی پھر یہ تینوں حضرات بیت المقدس میں پہنچے۔ اور اس میں اس دن کی مغرب کی نماز پڑھی۔ وہ شخص اس کے بدلے وہاں بیٹھ گیا۔ اور اللہ عزوجل نے اس کو اس جیسا حال و مقام عنایت کر دیا۔

خبر دی ہم کو فقیہ عالم ابوالحسن علی بن احمد بن عبداللہ مصری مودب نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو سعد خیر عبدالرحیم بن شیخ بزرگ عالم ابو اسحاق ابی

طاہر ابراہیم بن نجا انصاری حنبلی نابینا نے مصر میں کہا میں نے اپنے والد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ ایک شخص مصر کا رہنے والا تھا۔ جس کا حال عمدہ۔ کشف صاف۔ اور قدم ثابت تھا مگر یہ سب کچھ اس سے جاتا رہا۔ تب وہ شیخ عبدالرحیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو پایا کہ آپ بیٹھے ہوئے ایک برتن میں وضو کر رہے ہیں۔ ان سے کہنے لگا کہ اے میرے سردار میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں۔ کہ اللہ عزوجل کے ساتھ جو میرا حال تھا وہ گم ہو گیا ہے۔

شیخ نے اس کہا کہ اس برتن میں جو پانی ہے۔ یعنی وضو کا پانی پی جاؤ۔ اس نے پی لیا۔ تو اس کا حال اسی طرح ہو گیا۔

ایک سال نیل کا پانی ٹھہر گیا۔ اور پانی بالکل نہ چڑھا نہ تھوڑا نہ بہت اس کی زیادتی کا وقت جاتا رہا۔ اہل قنا کے لوگ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ سے پانی مانگنے لگے۔ آپ نیل کی طرف آئے۔ کشتی میں سوار ہو کر دوسری جانب گئے۔ برکت اور بارش کی دعا مانگنے لگے۔ پھر وہ دن ابھی ختم نہ ہوا۔ کہ نیل بڑھ گیا۔ اور اپنی حد تک پہنچ گیا اور عام لوگوں کو اس کا نفع پہنچا۔

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد مقدسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابوالعباس احمد بن شیخ ابی الثناء حامد بن احمد انصاری ارپاحی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ امام ابا اسحاق ابراہیم بن فربیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصر میں وہ کہتے تھے کہ ہم کو ہمارے بعض صلحاء نے کہا کہ میرے پاس گیہوں کا ایک سیر تھا۔ اور میرا کنبہ بہت تھا۔ تب میں شیخ عبدالرحیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں قنا میں آیا۔ اور کثرت عیال وفاقہ کی شکایت کی۔

آپ نے میرے لئے ایک پیالہ گیہوں کا نکالا اور فرمایا کہ اس کو اپنے

گیہوں میں ملا دے۔ اور آٹا پسا لے اور کسی کو خبر نہ کرنا۔

میں نے ایسا ہی کیا۔ میری بیوی ہر روز اس گیہوں میں سے دو پیالے پیس لیتی۔ اس طرح ہمارے چار ماہ۔ گزر گئے۔ پھر میری بیوی نے اپنے پڑوسیوں کو یہ حال بتلا دیا تو وہ آٹا ختم ہو گیا۔

ابن مزبیل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ محمد بن احمد قرشی سے یہ کہتے ہوئے کئی دفعہ سنا کہ شیخ عبدالرحیم کا نور اہل مصر کے تمام صاحبان احوال کے انوار پر ان کے وقت میں غالب ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سید ابو محمد ابراہیم بن احمد بن جچوں بن احمد بن محمد بن جعفر بن اسماعیل بن جعفر زکی بن محمد بن ماموں بن حسین بن محمد بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

آپ قنا میں رہتے تھے جو کہ علاقہ مصر کے اعلیٰ جانب میں ایک شہر مشہور شہر ہے وہ اب تک مشائخ کے ساتھ مشہور ہے۔ اور تمام بدعات و منکرات سے ان کی برکت ہے محفوظ ہے وہیں آپ نے وطن بنایا تھا۔ اور وہیں 592ھ میں انتقال کیا۔ وہیں پیدا ہوئے تھے۔ ان کی عمر ستر سال سے زیادہ ہو گئی تھی۔ وہیں آپ کی قبر ہے۔ جس کی علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

آپ کی اصل بلاد مغرب ہے۔ میرا گمان ہے۔ کہ وہیں پیدا ہوئے ہیں جب آپ کا انتقال ہوا۔ تو روایت ہے کہ بلاد مغرب کے ایک بڑے شیخ کھڑے ہوئے تھے۔ اور بیٹھتے تھے نکلتے تھے۔ اور داخل ہوتے تھے۔ ان کو گھبراہٹ پیدا ہوتی تھی۔ اس بارے میں ان سے پوچھا گیا تو کہا کہ مشرق میں ایک شیخ فوت ہوا کہ جو اپنی طرف میں یکتا تھا۔ ان کا نام عبدالرحیم تھا۔ اگر ان کا جسم تین دن زمین میں رہتا تو جو شخص ان کو دیکھتا وہ حکمت کی باتیں کرتا۔

اور خبر دی مجھ کو شیخ امام تقی الدین ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام محمد الدین ابی الحسن علی بن وہب قشیری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابی الحجاج اقصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شیخ عبدالرحیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت فنا میدان میں کی۔ جب ہم ان کی قبر پر کھڑے ہوئے۔ تو قبر سے ایک نور نکلا جیسے کہ آفتاب کی ٹکیہ اور آیا حتی کہ شیخ ابا الحجاج کو اس نے ڈھانک لیا۔

وہ کہتا ہے کہ میں کہتا تھا۔ کہ یہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح ہے۔ میں نے شیخ نیک بخت ابا الفتح نصر اللہ بن منصور بن احمد قرشی مکی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے فنا کے میدان کی زیارت کی 640ھ میں دوپہر کے وقت وہاں میرے سوا اور کوئی نہ تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ شیخ عبدالرحیم اور شیخ ابی الحسن صباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبروں سے انوار نکلتے ہیں۔ حتی کہ بوجہ شدت انوار کے آفتاب کا نور مجھ سے چھپ گیا۔ اور شیخ ابی الحسن کی قبر سے قائل کو یہ کہتے ہوئے۔ سنا اللہ نور السموات والارض یعنی اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

پھر شیخ عبدالرحیم کی قبر سے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا نور علٰی نور یھدی اللّٰہ لنورہ من یشاء یعنی وہ نور پر ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ اس نور سے ہدایت کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ پھر میں بے ہوش ہو گیا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو یونس عبداللہ بن فضل اللہ بن احمد سعدی اقصری نے کہا کہ سنا میں نے اپنے شیخ ابوالحجاج اقصری سے وہاں پر وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ عبدالرزاق سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک دن مشائخ سلف کا ذکر ہوا تو شیخ عبدالرحیم نے فرمایا۔ کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا کے مشہور مشائخ ہیں منفرد اور زمین والوں میں بہتر ہیں۔ وجود کے اوتاد اور شہود کی سیڑھی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق بطائحی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ جنگل کے مشائخ میں سے اکابر اور عارفین کے سردار ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ و احوال فاخرہ مقامات بلند صاحب الفتح روشن و کشف واضحہ ہیں۔ ان کے ابتدائی حالات وہ ہیں۔ کہ جن کی مثل مشکل ہے۔ ان کی نہایات وہ ہیں کہ جن کا بلند مقام ہے۔ ان کے حقائق بلند اور معارف عالیہ ہیں۔ تمکین میں ان کا طور بلند ہے۔ اور تصریف میں ان کا مقام روشن ہے۔

علوم احوال میں ان کا ہاتھ سفید ہے۔ اسرار مشاہدات میں ان ہاتھ فراخ ہے۔ مقامات وصول میں ان کا قدم مضبوط ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے جہاں میں ان کو تصرف دیا ہے۔ اسرار کا ان کو مالک کر دیا ہے۔ عادات کو ان کے لئے بدلا ہے۔ مغیبات کے ساتھ ان کو ناطق کیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہری کا ہے۔ سینوں کو ان کی ہیبت سے اور دلوں کو ان کی محبت سے بھر دیا ہے۔ زمانہ کی طرف قافلے ان کی تعریفیں لے گئے ہیں۔ عراق کے مشائخ ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ ان کی بزرگی احترام کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ ان کی کرامات و مجاہدات کو روایت کرتے تھے۔ وہ با ادب متواضع اہل علم کے محب تھے۔ زاہد پرہیزگار لوگوں سے منقطع شریف الاخلاق جمیل الصفات تھے۔

معارف میں ان کا کلام ہم کو تھوڑا ہی ملا ہے۔ اس میں سے یہ ہے۔ ایمان توحید کے اقرار کا نام ہے۔ اس کی مٹھاس موحدین کی زبانوں کی دوست ہے۔ صادقین کے دونوں میں اس کی گرہ ہے۔ اسرار عارفین میں اس کی معرفت ہے۔

جب قدرت میں دیکھنے کے دل کھل جاتا ہے تو زبان واحدنیت کے ذکر سے حرکت کرتی ہے۔ پھر اگر عارف دل کی طرف دیکھے تو اس میں شوق کی آگیں بھڑکتی ہیں معارف کے انوار اس میں روشن ہوتے ہیں۔

اولیاء کے دل معرفت کے برتن ہیں۔ عارفین کے دل محبت کے برتن میں عاشقوں کے دل شوق کے برتن ہیں۔ مشتاقوں کے دل محبت کے برتن ہیں۔ محبت والوں کے دل مشاہدہ کے برتن ہیں۔ مشاہدین کے دلَ خدائی یکتا موتیوں کے برتن ہیں۔ ان احوال میں سے ہر ایک حال کے لئے آداب ہیں۔

پھر جو شخص ان کو ان کے اوقات میں استعمال نہیں کرتا وہ ہلاک ہوگا۔ اس لئے کہ وہ نجات کی امید رکھتا ہے۔

غافل اللہ تعالیٰ کے حکم میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور عاشق اللہ کی محبت کی بساط پر پھر وہ ان کی امید رکھتا ہے۔

محبت ایک سمندر ہے۔ جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ اور رات ہے۔ جس کی آخیر نہیں غم ہے بغیر خوشی کے۔ بیماری ہے بغیر طبیب کے بلا ہے۔ صبر کے مراقبہ ہے بلا محافظت ذمر بغیر نسیان کے شغل ہے بغیر فراغت کے۔ رنج ہے۔ راحت کے سوزش ہے آرام کے شوق ہے۔ قرار کے بیمار ہیں شفا کے سوائے ملاقات کے۔

محبت ایک فریفتگی ہے۔ جس کے شروع میں افسوس ہے۔ اس کی غایت دائمی مرض ہے۔ اس کی نہایت تلف ہے۔ جو اس کو چکھے وہ اس کو پہچانتا ہے۔ جو اس کو پہچانتا ہے۔ اس سے محبت کرتا ہے جو اس سے محبت کرتا ہے اس کی تعریف کرتا ہے۔ عاشق لوگ اللہ عزوجل کے ساتھ ایک قدم پر قائم ہیں۔ اگر آگے بڑھیں تو غرق ہوتے ہیں۔ اگر پیچھے ہٹتے ہیں تو پردہ میں ہوتے ہیں پھر یہ اشعار پڑھنے لگے۔

ولمارایت الحب قدشد جسرہ   ونودی بالعشاق قوموبنانا سردا

جرجت مع الحباب کیما احوزہ　　فباورنی الحرمان وانقطع الجسر
وما جنت بی الا مراج من کل　　ونادی منادی الحب قدغرق
جانب　　البصر

خبردی ہم کو ابوالفرج عبدالملک بن محمد بن عبدالمحمود بن ربعی واسطی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابا حفص عمر بن مصدق ربعی واسطی سے وہاں پر سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عمرو عثمان بن مرزوق عسناع جنگلوں میں گیارہ سال تک پھرتے رہے۔ اس میں کسی سے ان کی دوستی نہ تھی۔ اور نہ کوئی رہائش کی جگہ بنائی تھی۔ مباح چیز کے سوا کچھ کھاتے نہ تھے۔ ایک شخص ان کے پاس شروع سال میں آتا۔ اور صوف کا جبہ لاتا۔ جس کو وہ پہن لیتے۔ پھر اس کو آخر سال تک نہ اتارتے نہ علیحدہ کرتے۔

ایک دفعہ ایک رات تہجد پڑھ رہے تھے کہ ازل کی جانب سے کوئی آیا اور انوار کی تجلی کمال جلال سے ظاہر ہوئی۔ تب آپ اسی جگہ کھڑے رہے آسمان کی طرف نظر اٹھائے ہوئے سات سال تک نہ کھاتے تھے۔ نہ پیتے تھے نہ دیکھتے تھے۔

پھر انسانی احکام کی طرف لوٹے اور ان سے کہا گیا اپنے گاؤں کی طرف جاؤ۔ او بیوی سے صحبت کرو۔ کیونکہ تمہاری پشت میں ایک لڑکا ہے۔ اب اس کے ظہور کا وقت ہے۔ پھر آپ اپنے گاؤں کی طرف آئے۔ اور اپنے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ بیوی نے ان سے باتیں کی۔ آپ نے اس کو حال بتایا۔ جس کے لئے آپ آئے تھے۔ بیوی نے کہا میں ڈرتی ہوں۔ اگر آپ نے ایسا کیا۔ اور پھر آج رات ہی اپنے مقام کی طرف لوٹ جائیں گئے۔ آپ کا آنا کسی کو معلوم نہ ہو گا۔ تو لوگ میری متعلق ضرور باتیں کریں گے۔

تب آپ اپنے مکان کی چھت پر چڑھ گئے اور لوگوں کو پکار کر کہہ دیا۔ کہ اے گاؤں والو میں عثمان بن مرزوق ہوں۔ تم بھی سوار ہو کیونکہ میں بھی

اب سوار ہوتا ہوں۔

خدائے تعالیٰ نے ان کی آواز تمام بستی والوں کے کانوں میں پہنچادی۔ اور ان کو سمجھا دیا جو ان کا مطلب ہے۔ جس شخص نے ان بستی والوں میں سے اس رات اپنی بیوی سے صحبت کی اللہ تعالیٰ نے اس کو نیک بخت لڑکا دیا۔ پھر شیخ عثمان نے غسل کیا۔ اور جنگل کی طرف اپنے مقام پر چلے گئے۔ اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے لگے۔ سات سال تک جیسے کہ پہلے دیکھتے رہے تھے۔

آپ کے بال بڑھ گئے۔ حتیٰ کہ آپ کا ستر چھپ گیا۔ اور آپ کے گرد گھاس اگ آئی درندوں اور وحشیوں نے آپ سے محبت کی۔ پرندے آپ پر جھکنے لگے۔ پھر احکام بشریت کی طرف لوٹ آئے۔ اور چودہ سال کے فرائض قضا کیے۔ ان کے پاس کتے درندوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ وہ ان کو تکلیف نہ دیتے تھے۔

خبر دی ہم کو ابو زید عبدالرحمان بن سالم بن احمد قرشی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف اباالفتح ابن ابی الغنائم واسطی سے سکندریہ میں سنا کہ ایک شخص جنگل والوں سے ایک دبلا بیل لایا۔ جس کو ہمارے شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کھینچ کر لایا۔ اور ان سے کہا اے میرے سردار میرے اور عیال کے لئے اس بیل کے عمل کے سوا اور کوئی گزارہ کا سامان نہیں لیکن یہ کام کرنے سے ضعیف ہو گیا۔ سو آپ اس میں قوت و برکت کی دعا فرمائیں۔ شیخ نے کہا عثمان بن مرزوق کے پاس اس کو لے جا میری طرف سے اس کو سلام کہو۔ اور میرے لئے دعا منگوانا۔

وہ شخص عثمان بن مرزوق کی خدمت میں گیا۔ اور بیل کو کھینچتا ہوا ساتھ لے گیا۔ اس نے آپ کو بیٹھے ہوئے پایا۔ لو شیروں نے آپ کو احاطہ کیا ہوا تھا۔ وہ شخص ڈر گیا۔ کہ کیسے آگے بڑھوں آپ نے فرمایا کہ آگے آ جا۔ وہ

آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ آپ کے قریب جا بیٹھا۔ آپ نے اس کو پہلے ہی جواب میں سلام میں کہا کہ میرے بھائی شیخ احمد پر سلام میرا اور اسی کا خاتمہ اللہ تعالیٰ بہتری پر کرے۔

پھر ایک شیر کی طرف اشارہ کیا کہ کھڑا ہو اور اس بیل کو پھاڑ۔ وہ کھڑا ہوا اور اس نے اس کو پھاڑا۔ اور اس میں سے کھالیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تو اٹھ جا وہ اٹھ گیا۔ آپ نے دوسرے شیر سے کہا کہ تم کھڑے ہو۔ اور اس میں سے کھاؤ پھر اس سے کہا کہ تم اٹھو۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے شیروں کو آپ کھلاتے رہے۔ یہاں تک کہ بیل کا گوشت ختم ہو گیا۔ اور کچھ باقی نہ رہا۔ اتنے میں ایک بیل موٹا جنگل کی طرف سے نمودار ہوا اور آکر شیخ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ شیخ نے اس شخص سے فرمایا کہ اٹھ اور یہ بیل لے لے یہ تیرے بیل کے بدلہ میں ہے۔ وہ اس کی طرف کھڑا ہوا۔ اور اس کو پکڑ لیا۔ لیکن دل میں کہتا تھا کہ میرا بیل تو ہلاک ہو گیا۔ اور میں اس سے ڈرتا ہوں۔ کہ اس بیل کو کوئی میرے ساتھ پہچان لے گا۔ اور مجھے تکلیف پہنچائے گا۔

اتنے میں ایک شخص دوڑتا ہوا آیا حتیٰ کہ شیخ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ اور کہنے لگا اے میرے سردار! میں نے ایک بیل آپ کی نظر کیا ہوا تھا۔ اور اس کو میں جنگل کی طرف لے آرہا تھا۔ لیکن وہ مجھ سے جاتا رہا۔ مجھے معلوم نہیں کہ کہاں گیا۔

آپ نے فرمایا وہ ہم تک پہنچ گیا۔ دیکھ لو جب اس شخص نے دیکھ لیا۔ تو شیخ کے قدموں پر گر پڑا اور چومنے لگا۔ اور کہا اے میرے سردار! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شے معلوم کرا دی ہے۔ اور ہر شے کو آپ کی شناخت کرا دی ہے۔ حتیٰ کہ چوپائے بھی آپ کو جانتے ہیں۔

تب شیخ نے فرمایا اے شخص حبیب اپنے حبیب سے کوئی شے مخفی نہیں رکھا کرتا۔ پھر اس شخص کو جو بیل والا تھا۔ کہا کہ تم مجھ سے اپنے دل میں

لڑتے ہو۔ کہ میرا بیل ہلاک ہو گیا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ بیل کہاں سے آیا ہے۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ کوئی اس کو میرے ساتھ پہچان لے۔

تب وہ شخص رونے لگا۔ آپ نے فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ میں جو تیرے دل میں بات ہے میں اس کو جانتا ہوں' جا اللہ تعالیٰ تجھ کو تیرے بیل میں برکت دے اس نے اس کو لے لیا۔ اور چل دیا۔ پھر اس کے دل میں خطرہ پیدا ہوا۔ کہ مجھ کو یا میرے بیل کو شیر نہ پڑے۔

شیخ نے کہا کیا تو ڈرتا ہے کہ تجھ کو یا تیرے بیل کو شیر نہ پڑے کہا اے میرے سردار! ہاں بات یہی ہے۔ پھر شیخ نے ایک شیر سے جو آپ کے سامنے بیٹھا تھا۔ فرمایا کہ تم اس کے ساتھ جاؤ تاکہ یہ اپنے اور بیل کی فکر سے نجات پائے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ شیر اور شیروں کو اس سے ایسا دفع کرتا تھا۔ جس طرح اپنے بچوں سے دفع کرتا ہے کبھی اس کے دائیں چلتا کبھی بائیں کبھی پیچھے یہاں تک کہ وہ اپنے جائے امن تک پہنچ گیا۔ اور شیخ احمد رفاہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کو سارا قصہ بیان کر دیا۔ وہ رونے لگے۔ اور فرمایا کہ عورتیں اس سے عاجز ہیں کہ ابن مرزوق کے بعد اس جیسا کوئی پیدا کریں۔

راوی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اس بیل میں برکت دی اور اس کے بچے پیدا ہوے۔ یہاں تک کہ شیخ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی برکت سے اس کو اس سے بڑا مال جمع ہو گیا۔

جانوروں کا زندہ کرنا

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ الحسن بن بدران بن علی بغدادی نے کہا کہ خبر دی

ہم کو فقیہ ابو محمد عبدالقادر بن عثمان بن ابی البرکات رزق اللہ بن علی تیمی بردانی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عالم عارف ابا محمد عبداللطیف بن احمد بن محمد ترسی بغدادی فقیہ صوفی سے وہ کہتے ہیں کہ سات غلیچی اس جنگل میں جمع ہوئے۔ جس میں شیخ عثمان بن مرزوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہتے تھے۔ انہوں نے بہت سے جانوروں کو مارا۔ اور زمین پر شیخ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب بہت سا ڈھیر جمع ہو گیا۔ پرندوں کا یہ حال تھا کہ غلیلہ کے زور سے لگنے کی وجہ سے زمین پر مردہ ہو کر گر پڑے۔ اور ان کے ذبح کرنے کا موقع نہ پاتے۔ شیخ نے ان سے کہا کہ یہ تم کو حلال نہیں اور کسی کو یہ مت کھلاؤ انہوں نے کہا کہ کیوں! فرمایا کہ یہ مردہ ہیں۔ انہوں نے ہنسی سے کہا۔ کہ تم ان کو زندہ کردو۔ آپ نے کہا باسم اللہ واللہ اکبر خداوندا ان کو زندہ کر اے وہ کہ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کردے گا۔

تب وہ تمام پرندے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اڑ گئے۔ یہاں تک کہ آنکھوں سے غائب ہوگئے۔ اور غلیچی دیکھتے رہ گئے۔

پھر وہ ایسی گستاخی سے توبہ کرنے لگے۔ اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کرنے کی مستعد ہو گئے۔

جذامی کا تندرست اور تندرست کا جذامی اندھا ہونا

راوی کہتا ہے کہ جنگل میں سے ان کی طرف دو شخصوں نے قصد کیا۔ ایک تو اندھا تھا اور جذامی تھا۔ وہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس لئے آئے کہ آپ ان کے لئے دعا کریں۔ کہ ان کو صحت ہو جائے۔ ان دونوں کو ایک تندرست شخص ملا جس کو کوئی بیماری نہ تھی۔ اس نے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو۔ انہوں نے حال بیان کیا۔ وہ شخص کہنے لگا کہ یہ بزرگ عیسیٰ بن

مریم علیہ السلام نہیں ہے۔ واللہ اگر میں دیکھ بھی لوں کہ تم کو اچھا کر دیا ہو۔ تب بھی تصدیق نہ کروں۔ اور ان کے ساتھ مل کر چلا۔ یہ سب شیخ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔

شیخ نے فرمایا کہ اے اندھے پن اور اے جذام تم دونوں ان دونوں سے نکل آؤ اور اس شخص کی طرف چلے جاؤ۔ پھر اندھا بینا ہو گیا۔ اور جذامی اچھا ہو گیا۔ وہ تندرست شخص اندھا اور جذامی ہو گیا۔

تب اس کو شیخ نے فرمایا کہ اب تو چاہے تصدیق کر چاہے نہ کر وہ تینوں اسی حال پر شیخ کے پاس سے چلے گئے۔ اور ان میں سے ہر ایک اسی حال پر مرا۔ جس پر شیخ نے چھوڑا تھا۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدیم سے جنگل میں رہتے تھے۔ اور وہیں بڑی عمر کے ہو کر فوت ہوئے وہیں دفن ہوئے۔ اور وہیں ان کی قبر ہے۔ جو علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

اپنی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ میری روح بلائی جاتی ہے۔ وہ حکم مانتی ہے۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا لبیک اور کہا انتقال فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

پھر ان کو بعض مشائخ نے ان کو موت کے بعد خواب میں دیکھا اور کہا کہ اے عثمان اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تیرے بتانے کا نہیں۔ لیکن جب مجھ کو موت آئی تو تیرے رب نے مجھ سے کہا اے میرے بندے میں نے کہا لبیک اور میری روح لبیک کے ساتھ ہی نکل گئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن عبداللہ ابرہی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف بقیۃ السلف اباالغنائم مقدام بن صالح بطائحی سے حداویہ میں سنا وہ کہتے تھے کہ ایک شخص شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں سے شیخ عثمان بن

مرزوق کی زیارت کو جنگل میں آیا۔ تو اسی کو شیخ عثمان نے کہا اے شخص کہاں سے آتا ہے۔ اس نے کہا بغداد سے اور میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوں۔ تب شیخ نے اس سے کہا کہ شیخ عبدالقادر اس وقت میں زمین والوں سے بہتر ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ اولیاء مشہورین کے بزرگوں اور ان بڑے لوگوں میں سے جن کا ذکر ہو چکا ہے ایک ہیں۔ کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ اشارات نورانیہ انفاس روحانیہ ہمت عالیہ مقامات روشنہ۔ معارف بزرگ حقائق بلند طور عالی و کشف کے مالک ہیں۔ احکام طریقت کے علوم میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ احوال نہایت میں ان کی تعریف جاری ہے۔ مقامات تمکین میں ان کا قدم مضبوط ہے۔ اسرار قرب میں ان کا مقام بلند ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور دلوں میں ان کی پوری قبولیت سینوں میں پوری ہیبت ڈال دی ہے۔ جہاں میں ان کو تصرف دیا ہے۔ اسباب کو ان کے لیے بدل دیا ہے۔ ان کے آثار و مناقب کو قافلے والے مشرق و مغرب میں لے گئے۔ مشائخ اور اولیاء ان کا اکثر ذکر کرتے تھے۔ ان کی بزرگی کی خبر دیتے تھے۔ ان کی بزرگی کا اشارہ کرتے تھے۔

وہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خط و کتابت کرتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ان کا حال پر استغراق عشق غالب تھا۔ ان کی کرامات اور خرق عادات تمام اطراف میں چپہ چپہ پر تھیں۔ لوگوں میں ان کے حالات مشائخ و اولیاء

کے ساتھ بہت مشہور تھے۔ ان کی زبان پر جاری تھے علوم حقائق میں ہم کو ان کا کلام تھوڑا ہی ملا ہے۔ اس میں سے یہ ہے۔ ہدایات کی تصحیح یہ ہے کہ نفس کے پامال کرنے کے لیے رخصت کو دور کر دیا جائے امر کے ماننے کو سنت کی حکومت بنایا جائے۔ طریق میں حکم و عزم کا مشاہدہ آرام کے ترک سے ہو۔ مشائخ کے حکم کی تعمیل بغیر اعتراض کے ہو۔ اجل کے شعور کی وجہ سے عمل کو حقیر سمجھے۔ نجات و خلاص کے لیے اخلاص کے کڑے سے تمسک کرے اور جان لے کہ عالم نہایات کی طرف چڑھنا تحقیق ہدایات (شروع) کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

تحقیق یہ ہے کہ اسرار انفاس کے ساتھ باوجود حضوری کے اس بات کے معلوم کرنے میں کہ جس کے ساتھ نفس لوٹتا ہے۔ یعنی لطائف موابد اور حقائق مواجد مل جائے وہ شخص ہے کہ اس کے انفاس اللہ تعالیٰ کے لئے نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لوٹتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کے لیے نکلتے ہیں تو روح روشن ہو جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ لوٹتے ہیں تو روشن ہو جاتا ہے۔ پھر وہ نوروں کے ساتھ تصرف کرتا ہے۔ تو روح اور نور سر سے پھر ظاہر نور روح کے ساتھ کھل جاتا ہے اور باطن نور سر سے کھلتا ہے۔

یہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے گوشوں اوتاد (میخیں) اور مہاد (بستر ہے) بنایا ہے وہ محنت پر ہوتے ہیں۔ وجود کے نقائص کو ایسی رحمت سے پورا کرتے تھے کہ جس کو اللہ عزوجل نے ان کے دلوں میں ان کے حضور اور تحقیق کے سبب امانت رکھا ہے۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اشعار پڑھا کرتے تھے۔

یانا هری لما وقفت ببابه والرفق بالشالی هوالال ولی به
اکذا جری رسم الذین تقدموا یشکو المحب الجور من احبابه
قال انت تکانی بعد ماقربته وحعت لمح الطرف بعض ثوبه

فوحق حاجته الی و فقره لا واصلن نعیمه بعدادبه
ولا مزجن حیاته بماته حتیٰ یقصرو صفه عمابه
لا تیعبا لمحبوب قبل محبه ظل یه مایغنیه من القابه
و حیاته لوسل سیف لحاظه بلغ المنی و یداه فی ثوابه

خبر دی ہم کو ابو القاسم محمد بن عبادہ بن محمد انصاری حنبلی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابا الحسن علی قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دمشق میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ قضیب البان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ان کے گھر جو کہ موصل میں تھا۔ داخل ہوا۔ میں نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے تمام گھر کو بھر لیا اور ان کا جسم خلاف عادت بہت بڑھ گیا ہے۔ تب تو میں ڈر کر وہاں سے نکلا پھر میں دوبارہ ان کی طرف چلا گیا تو ان کو گھر کے ایک گوشہ میں دیکھا کہ وہ بالکل لاغر ہیں۔ حتیٰ کہ چڑیا کی طرح ہو گئے ہیں۔

میں وہاں سے نکل آیا پھر جو گیا تو ان کو اپنی معمولی حالت پر دیکھا۔ میں نے کہا اے میرے سردار! مجھ کو پہلی اور پچھلی حالت کی خبر سنایئے۔

انہوں نے مجھ سے کہا اے علی! کیا تم نے دونوں حالتیں دیکھ لی تھیں۔ میں نے کہا ہاں آپ نے کہا ضروری ہے کہ تم اندھے ہو جاؤ۔ تو پہلی حالت تو میرے پاس جمال کے ساتھ تھی اور دوسری حالت میں اس کے نزدیک جلال کے ساتھ تھا۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ قرشی کی آنکھیں اس کی موت سے کچھ عرصہ پہلے جاتی رہی تھیں۔

خبر دی ہم کو شیخ عبداللہ محمد بن منظور کنانی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ ابا محمد ماردینی سے قاہرہ میں وہ کہتے تھے کہ میں شیخ امام کمال الدین بن یونس شارح البتینہ کے پاس موصل کے مدرسہ میں تھا۔ پھر لوگوں نے شیخ قضیب البان کا ذکر کیا اور ان کی برائی بیان کرنے لگے۔ ابن یونس بھی ان کے موافق

ہو گئے اور اس حال میں کہ وہ اپنی مجلس میں ان کی غیبت کر رہے تھے کہ ناگاہ شیخ قضیب البان آ گئے۔ تب وہ حیران رہ گئے انہوں نے کہا اے ابن یونس تم ہر اس بات کو جانتے ہو۔ جس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔

کہا کہ پھر اگر اس علم میں سے ہوں۔ جس کو تم نہیں جانتے تو تم معذور ہو۔ اس بات کو ابن یونس نے نہ سمجھا کہ کیا کہتے ہیں۔

ماردینی کہتا ہے کہ میں نے دل میں کہا کہ ضرور ہے۔ میں آج کے دن اور رات ان کی ملازمت کروں۔ تا کہ میں دیکھوں کیا کرتے ہیں۔ تب میں نے باقی دن ان کے ساتھ دیا جب عشا ہوئی تو آپ نے مشکیزہ کو کھولا اور اپنے ساتھ سات ٹکڑے روٹی کے لیے اور ایک گھر کی طرف آئے اور اس کو کھٹکھٹایا اس میں سے ایک بڑھیا نکلی اور کہنے لگی اے قضیب البان تم نے آج دیر لگائی اس نے اس کو دو ٹکڑے دے دیے اور واپس چلی آئے۔ یہاں تک کہ موصل کے دروازہ تک پہنچے وہ بند تھا۔ پھر وہ ان کے لیے کھل گیا وہ وہاں سے نکلے اور میں ان کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر چلے تھے کہ کیا دیکھتا ہوں ایک نہر جاری ہے اور اس کے پاس درخت ہے۔ پھر آپ نے اپنے کپڑے اتارے اور اس نہر میں غسل کیا اور لٹکے ہوئے کپڑوں کو جو اس درخت پر تھے لیا اور ان کو پہن لیا صبح تک نماز پڑھتے رہے مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں سو گیا سورج کی گرمی سے ہی جاگا۔

میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جنگل چٹیل میدان ہے۔ نہ میں وہاں کسی کو دیکھتا ہوں اور نہ مجھ کو وہاں کوئی آبادی معلوم ہوتی ہے نہ قریب اور نہ بعید تب تو میں حیران ہو کر کھڑا ہو گیا اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ یہ کون سی زمین ہے پھر مجھ پر سے قافلہ گزرا میں ان کے پاس آیا اور ان سے پوچھا اور یہ کہا کہ میں موصل سے آیا ہوں اور آج کی رات وہاں سے نکلا ہوں۔ عشا کے وقت وہ میری بات کا انکار کرنے لگے اور کہنے لگے ہم نہیں جانتے کہ موصل کہاں

ہے۔

پھر ان میں سے ایک شیخ میری طرف بڑھا اور مجھ سے کہنے لگا تم اپنا قصہ بیان کرو میں نے ان کو خبر دی اس نے کہا واللہ تجھ کو موصل کی طرف وہی شخص پہنچائے گا۔ جو تجھ کو یہاں لایا ہے۔

اے برادر! تم تو بلاد مغرب میں ہو تم میں اور موصل میں چھ ماہ کا راستہ ہے تم یہیں ٹھہرو شاید وہ لوٹ کر یہاں آئیں۔

انہوں نے مجھ کو چھوڑ دیا اور چل دیے اور جب رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ قضیب البان آ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے کپڑے اتارے اور غسل کیا اور کھڑے ہو کر صبح تک نماز پڑھتے رہے اور جب صبح ہوئی تو وہ کپڑے اتار دیئے اور پرانے کپڑے پہن لیے اور چل دیے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہم موصل میں آ پہنچے۔ تب انہوں نے میری طرف توجہ کی اور میرے کان مروڑے کہ پھر ایسا نہ کرنا اور اسرار کے اظہار سے بچنا وہ کہتا ہے کہ ہم نے دیکھا کہ نمازی موصل میں صبح کی نماز پڑھ رہے ہیں۔

شیخ قضیب البان کی مختلف حالتیں

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن خضر بن عبداللہ حسینی موصلی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے موصل کے قاضی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے قضیب البان سے بدظن تھا۔ ان کی کرامات و مکاشفات مجھ کو بکثرت معلوم ہوئے تھے۔ میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ سلطان سے اس کے بارے میں گفتگو کروں کہ اس کو موصل سے نکال دے میرے اور اس امر پر سوائے اللہ عزوجل

کے اور کوئی مطلع نہ تھا۔ ایک دن اتفاق یہ ہوا کہ میں موصل کے ایک کوچہ میں جا رہا تھا۔ دیکھا کہ قضیب النبان کوچہ کے سامنے اپنی اصلی شکل پر آ رہے تھے اور اس کوچہ میں میرے اور ان کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر میرے ساتھ اس وقت کوئی ہوتا تو اس کو حکم دیتا کہ اس کو پکڑ لو پھر وہ ایک قدم چلے تو کیا دیکھتا ہوں۔ وہ کردی کی شکل پر ہیں۔ پہلی صورت کے برخلاف پھر بڑھے تو ایک بدو کی شکل پر ہیں۔ پہلی دونوں صورتوں کے بالکل برخلاف پھر چند قدم چلے تو وہ ایک فقیہ کی شکل پر ہیں۔ پہلی صورتوں کے بالکل خلاف مجھ سے کہنے لگے۔ اے قاضی یہ چار شکلیں تم نے دیکھ لی ہیں۔ تو اب بتاؤ کہ ان میں سے قضیب النبان کون ہے تاکہ تم اس سے نکالنے کے لیے بادشاہ سے گفتگو کرو گے۔ تب تو میں قابو میں نہ رہ سکا اور ان کے دونوں ہاتھوں پر گر پڑا اور ان کو بوسہ دیا اور خدا سے استغفار کی۔

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسن علی بن حسین دمشقی موصلی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو المفاخر عدی بن الشیخ البرکات عمر نے موصل میں کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ قضیب البنان ہمارے پاس حجرہ میں ایک مہینہ استغراق میں رہے۔ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور نہ زمین پر پہلو رکھتے تھے۔ میرے چچا شیخ عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف آتے اور ان کے سر پر کھڑے رہتے اور کہتے کہ اے قضیب البان تم کو مبارک ہو تجھ کو شہود الٰہی نے اچک لیا ہے اور وجود ربانی نے تجھے غرق کر دیا ہے۔ جو شخص وہاں آتا ہے۔ اس کو کہتے تھے کہ سچے ولی اللہ پر سلام کہو اور ان کی طرف اشارہ کرتے تھے۔

وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک دن ہمارے ساتھ صبح کی نماز کے پیچھے پڑھی۔ پھر ایک رکعت تو پوری کی اور دوسری توڑ دی۔ ہم سے الگ ہو کر ایک کونہ میں بیٹھ گئے۔ جب ہم نے نماز کا سلام پھیرا تو میں ان کے پاس آیا۔

میں نے کہا اے قضیب البان تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہ پوری کی۔ اس نے کہا اے ابوالبرکات تمہارے امام کے پیچھے تو میں دوڑتا دوڑتا تھک گیا۔ اس نے نماز کا احرام یہاں باندھا۔ پھر شام تک گیا۔ پھر بغداد کی طرف آیا۔ پھر مکہ کی طرف گیا اور جب ہم گھاٹی تک پہنچے تو میں تھک گیا اور نماز کو چھوڑ دیا۔

وہ کہتا ہے کہ پھر میں امام کے پاس گیا اور اس سے یہ حال پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ واللہ اس نے سچ کہا میرا اس نماز میں ایک وسواس تھا۔ دوسری رکعت میں مجھے یہ کہتا تھا کہ میں گھاٹی پر چڑھ رہا ہوں۔

چند لمحوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنا

وہ کہتا ہے کہ شیخ صالح ابو حفص عمر عدنی نے مجھ سے بیان کی کہ ایک دن لالش میں ہم ہجرہ میں تھے کہ ظہر کی اذان ہوئی تو قضیب البان کود کر باہر نکلے میں نے ان سے کہا کہ کیا میں تمہاری صحبت میں رہ سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں برادر بشرطیکہ حال کو چھپائیے میں نے کہا ہاں پھر ہم تھوڑی دور چلے تھے کہ ہم ایک شہر میں پہنچے کہ جس کو میں پہچانتا نہ تھا اور نہ جانتا تھا کہ یہ کس ملک کا شہر ہے۔ تب وہاں کے لوگ اٹھے ان سے ملاقات کی ان کی تعظیم میں مبالغہ کرتے رہے۔

دیکھا تو وہ لوگ بڑے ادب والے کامل عقل مند تھے۔ بڑے متواضع تھے پھر ان کے ساتھ ظہر، عصر، مغرب، عشا صبح کی نماز پڑھی ان کے پاس سے ہم اسفار کے وقت (یعنی سپیدی صبح) نکلے ہم نے نہ کھایا نہ پیا۔ پھر وہ تھوڑی دور چلے اور مجھ کو طرح طرح کے میوے اور حلوے کھلانے لگے پانی بھی پلایا۔ خدا کی قسم میں نے ایسا لذیذ کھانا نہ ایسا عمدہ پانی کبھی کھایا پیا تھا حالانکہ

ہم اس شہر سے ایسے حال میں نکلے تھے کہ ہمارے پاس کوئی شے نہ تھی۔ پھر تھوڑی دیر گزری کہ ہم لالش میں پہنچ گئے۔

ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ کون سا شہر ہے انہوں نے کہا کہ اے برادر یہ ایک شہر ہے بحرالہند کے پرے وہاں کے لوگ مسلمان ہیں ہر روز ان کو اس زمانہ کے اولیاء میں سے ایک ولی نماز پڑھاتا ہے اور اگر مجھے تمہاری رفاقت کا حکم نہ ہوتا تو تم میری رفاقت نہ کر سکتے۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت سیف الدین ابوبکر بن ایوب بن الحسین و۔لنسری نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ عارف ابا عبداللہ یونس بیطارو و۔لنسری سے و۔لنسری میں سنا وہ فرماتے تھے کہ میں شروع میں و۔لنسر میں نعلبندی کا کام کیا کرتا تھا۔ ایک دن ایک خچر کی نعل بندی کر رہا تھا کہ اس نے میرے سر پر پاؤں مارا تو میں بے ہوش ہو گیا۔ بعض لوگوں نے میری موت کی باتیں کیں۔ ادھر میری والدہ کو یہ خبر پہنچ گئی کہ میں مر گیا وہ موصل میں تھی۔ اس نے قضیب البان سے جا کر کہا کہ مجھے میرے بیٹے کے مرنے کی خبر آئی ہے۔ انہوں نے اس سے کہا کہ تمہارا بیٹا مرا نہیں بلکہ اس کے سر پر خچر نے اپنا سم مارا ہے۔ جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

پھر میری ماں آئی اور مجھے اس نے جو شیخ قضیب البان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا بیان کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اسی روایت کے ساتھ شیخ یونس بیطار تک وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابا حفص عمر بن مسعود بزاز سے بغداد میں سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں شیخ قضیب البان کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ وہ ولی مقرب صاحب حال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے نزدیک سچا قدم ہے۔

آپ سے کہا گیا کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا کہ

وہ اس وقت نماز پڑھتے ہیں کہ تم نہیں دیکھتے اس پر کوئی رات دن ایسا نہیں آتا کہ اس پر کبھی فرض باقی رہا ہو۔

میں اس کو دیکھتا ہوں جب کبھی وہ موصل میں نماز پڑھتا ہو یا ایک جگہ زمین کے کسی اطراف میں تو وہ کعبہ کے دروازہ کے پاس سجدہ کرتا ہے۔

شیخ قضیب البان رضی اللہ تعالیٰ عنہ موصل میں رہتے تھے اور اسی کو وطن بنالیا تھا وہیں 570ھ کے قریب فوت ہوئے۔

اور بلاد مغرب میں ایک اور شخص ہیں جن کا نام قضیب البان ہے۔ وہ ان کے بعد ہوا ہے۔ جن کو ہم نے ذکر کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے قضیب البان موصلی کو بارہا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بتواضع و انکسار بیٹھے دیکھا ہے۔ میں نے ان سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عاشقوں کے قافلہ کے سردار اور کھینچنے والے ہیں۔ وہ اس وقت پیشواء سالکین امام الصدیقین حجتہ العارفین' صدر المقربین ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ مکارم النہر خالصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ شیخ عراق کے مشہور اکابر اور بڑے عارفوں سے ہیں جو مذکور ہو چکے اولیاء مقربین میں بزرگ ہیں صاحب کرامات ظاہرہ' احوال فاخرہ افعال خارقہ' مقامات رفیعہ اشارات علیہ انفاس ملکوتیہ ہم بزرگ صاحب فتح روشن کشف جلی سر روشن تھے۔ مواطن قدس میں ان کے بلند مراتب تھے۔ مجالس قرب میں ان کا بلند مرتبہ تھا۔ حقائق میں ان کا طور بلند تھا۔ معارف میں ان کا

طریقہ اعلیٰ تھا۔ عالم الغیب میں ان کی نظر خارق تھی۔ حقائق آیات میں ان کے انفاس صادقہ تھے۔ علوم منازلات میں ان کا ہاتھ روشن تھا۔ معانی مشاہدات میں ان کا ہاتھ فراخ تھا۔ مشکلات احوال کے کشف میں ان کا قدم مضبوط تھا۔

وہ ان سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور عالم میں ان کو تصرف دیا ہے۔ احوال پر ان کی قدرت دی ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائب خارق کا اظہار کیا۔ ان کو مغیبات کے ساتھ متکلم بنایا۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا۔ مخلوق کے سینوں کو ان کی ہیبت سے اور ان کے دلوں کو ان کی محبت سے بھر دیا وہ اس شان کے ایک رکن ہیں۔ ان کے سرداروں کے صدر اس شان کے احکام کے بڑے عالم ہیں۔ سا لکین طریق کے علم، عمل، تحقیق، زہد، جلالت، ہیبت، ریاست میں سردار ہیں۔

ان سے یہ بات مشہور ہے کہ بعض ایسے مشائخ کو ملے ہیں جن کو ان کے معصر نہیں ملے۔

کہتے ہیں کہ وہ تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام اصحاب سے ملے ہیں۔ ان کی صحبت سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ ان کی خدمات کی برکتیں لی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ان کے شیخ علی بن الہیتی تھے جو ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ وہ جہاں تک مجھے علم ہے پہلے ہیں۔ جنہوں نے اپنے شیخ کی خدمت کی ہے وہ فرمایا کرتے کہ میرا بھائی علی بن ادریس ایک کامل مرد ہے لیکن میری موت کے بعد ظاہر ہو گا۔

سو کہتے ہیں کہ جس رات شیخ مکارم فوت ہوئے ہیں۔ شیخ علی بن ادریس کا معاملہ مشہور ہوا ہے۔

ان کی طرف بلاد نہر الخالص اور اس کے آس پاس میں مریدوں کی تربیت

کی انتہا ہوئی ان کی صحبت سے ان کے برادر زادوں شیخ نیک بخت محمد عبدالمولیٰ، شیخ ابوالفرج عبدالخالق نے تخریج کی ہے۔ ان کی طرف بڑے بڑے لوگ منسوب ہیں۔ صلحاء کی ایک جماعت ان کی شاگرد بنی ہے۔ ان کے پاس جمع ہوئی ہے۔ ان کے کلام سے نفع حاصل کیا ہے مشائخ و علماء ان کی بزرگی پر متفق ہیں۔ ان کے فضائل کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کے مناقب بیان کرتے ہیں۔

شیخ موصوف متواضع کریم بارونق محب اہل علم تھے۔ آداب شرع سے ادب یافتہ تھے۔ اپنے اوقات کے مراقبہ اور انفاس کی رعایت مجاہدات کے حفظ میں ہمیشہ لگے رہتے یہاں تک کہ ان کی موت آگئی۔

اہل حقائق کی زبان پر ان کا بلند کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے عارف اپنے علم کے ساتھ اس ہمت پر واقف ہے جس کے سبب ہر غم کو پہچانتا ہے۔ جو اس کے دل میں خطرہ کرتا ہے۔

اور جو شیخ ولایت کو طلب کرتا ہے۔ تو اس کی کوئی غایت نہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو طلب کرے وہ اس کو ایک ہی قدم میں جس کا وہ قصد کرتا ہے پالیتا ہے۔

بندہ کا خدا سے پہلا وصل یہ ہے کہ اپنے نفس کو چھوڑ دے اور بندہ کا خدا کو چھوڑنا یہ ہے کہ اپنے نفس سے ملے۔

قرب کے اول درجات یہ ہیں کہ دل میں شواہد نفس محو اور شواہد حق ثابت ہوں سچا مرید وہ ہے کہ جو اپنے دل میں عدم کی لذت پائے اور اپنے نفس سے درد کی نفی کر دے اور جس پر قلم جاری ہو چکا ہے۔ تسکین پائے۔

فقیر وہ ہے جو صبر کرے اس کا کھانا تھوڑا ہو اور باادب ہو۔ اس کا خلق اچھا ہو۔ اپنے رب عزوجل کا مراتب ہو۔ اپنے راز کو چھپائے اپنے رب عزوجل کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اپنے حال کو چھپائے اپنے مولیٰ پر

بھروسہ کرے ان کا ضرر کا کسی کو شک نہ ہو۔ اللہ عزوجل کی طرف پناہ لے اپنے ہر احوال میں اسی کی طرف عاجزی کرے۔

زاہد وہ ہے کہ طمع کو قطع کرے۔ راحت کو چھوڑے ریاست کو کو چھوڑے نفس کو شہادت سے روکے۔ ارادوں سے ہوائی نفس کو جھڑکے۔

پرہیز گاری یہ ہے کہ دنیا کو اہانت کی نظر سے دیکھے اپنے مولا کی طرف توبہ کے ساتھ رجوع کرے جو اس پر امانت ہے اس کو ادا کرے دنیا سے اپنی زبان کو روکے اپنے دل کو خواہش سے بند کرے۔ اپنے باطن سے مولیٰ کی طرف بھاگے۔

اللہ عزوجل کا مجاہدہ وہ ہے کہ ست لوگوں سے علیحدہ رہے۔ عبرت و فکر والوں سے معانقہ کرے۔ خشوع اور بیماریوں حسرتوں کا التزام کرے۔ حقیقت پر کار بند ہو۔ خواہش کرے۔ صفائی کو زندہ کرے محل قضا کی طرف تسلی پائے ایذا سے علیحدہ رہے۔ بڑے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) سے شرمائے۔ مالداری میں راحت کو چھوڑے خداوند مال دار کو تجھ سے مال نفع نہیں دیتا۔

مراقب وہ ہے کہ جس کا غم لمبا ہو۔ اس کا احسان دائم ہو۔ اپنے غصہ کو کھائے اپنے رب سے ڈرے۔

مخلص وہ ہے کہ اپنی ہمت سے مخلوقات سے نجات پائے۔ اپنے باطن سے کائنات سے بلند ہو۔ سید المخلوق (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے حکم کی تعمیل کرے۔

شاکر وہ ہے کہ حاجت کے وقت ملک غلام کے ساتھ صبر کرے۔ خاص و عام سے کسی طرف رجوع نہ کرے تدبیر و اہتمام سے اپنے دل کو خالی کرے۔

متوکل کی نسبت ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ جو دل کے ساتھ مخلوق سے اعراض کر اور خدا سے رزق لے اور اپنی ہمت سے مولیٰ کے دروازے پر کھڑا ہو۔ یقین کے ساتھ اس کی عبادت پر استقامت کرے۔ مولیٰ کے دروازہ کے

سوا غیر کی التفات چھوڑ دے۔

عاشق کی نسبت ان سے سوال کیا گیا تو فرمایا عاشق وہ ہے کہ وہ خلوت رکھے۔ وحدت سے محبت رکھے۔ اس کی ہمت یکتا ہو۔

عاشق وہ ہے کہ اپنے رب عزوجل سے شرم کرے اس کے دروازہ پر کھڑا رہے اس کی عبادت کی طرف جلدی کرے۔ اس کو یاد بہت کرے۔ اپنے آنسو بہائے ان کے قرب کو چاہے۔ اس کے فراق سے ڈرے۔ پھر اس کا دل میلوں سے صاف ہو گا اس کا باطن اغیار سے پاک ہو گا۔ اپنے رخساروں کو صبح کے وقت جبار کے سامنے خاک آلودہ کرے۔ آزاد لوگوں کا طریقہ اختیار کرے۔ پھر وہ بہترین انسانوں میں ہو گا۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

احبک اصنافا من الحب لم جد	لها مثلانی سائر الناس تعدف
فمن هن حب المحب و رحمة	لمعرفتی منه الذی یتکلف
و منهن ان لا تحطر الشوق ذکر کم	علی القلب الا کاوت النفس تتلف
وجب یدا للجسم والشوق ظاہر	وحب الذی نفسی من الروح الطف
رحب هوالداء الوصال بعینه	له قدم یعد و علی فادنف
فلا انا منه مستر یح فمیت	ولا انا منه ماحببت مخفف

قندیلوں کا واقعہ

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن یحییٰ بن ابی القاسم ازجی نے کہا کہ میں نے شیخ ابا الحسن علی نانبائی سے بغداد میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابا الحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ مکارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک وقت حاضر ہوا وہ اپنے اصحاب کے سامنے شوق و

محبت میں کلام کر رہے تھے۔

پھر اپنی کلام میں کہا کہ مجنوں کے اسرار جب سلطان ہیبت و جلال کے وقت اڑتے ہیں تو ان کے انوار کی وجہ سے ہر چیز اور ہر نور جان کے انفاس کے مقابل ہو بجھ جاتے ہیں پھر شیخ نے ایک سانس لیا تو مسجد کی تمام قندیلیں بجھ گئیں۔ اس میں تیس سے زائد قندیلیں موجود تھیں۔ تھوڑی دیر سکوت کیا پھر کہا کہ جب ان کے اسرار انس و جمال کے انوار کی تجلی کے ساتھ اڑتے ہیں۔ تو ان کے انوار ہر ظلمت کو جو ان کے انفاس کے مقابل ہو۔ روشن کر دیتے ہیں۔ پھر آپ نے ایک سانس لیا تو وہ تمام قندیلیں جل اٹھیں اور تمام مسجد جیسے پہلے روشن تھی روشن ہو گئی۔

دوزخ منکر کو دوزخ کا دکھانا

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن نجم الدین حورانی نے کہا کہ میں نے سنا ابا محمد علی بن ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ شیخ مکارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدوں میں بیان کر رہے تھے پھر دوزخ کا ذکر کیا اور جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کے لیے تیار کیا ہے تب۔ مریدوں کے دل ڈر گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

وہاں پر ایک بیکار مرد بیٹھا تھا وہ کہنے لگا کہ یہ تو صرف ڈرانا ہے وہاں پر ایسی آگ نہ ہو گی۔ جس سے کسی کو عذاب دیا جائے گا۔

پھر شیخ نے فرمایا ۔ ولئن مستھم نفخۃ من عذاب ربک لیقولن یا ویلنا انا کنا ظالمین یعنی اگر ان کو تیرے رب کے عذاب کی لپیٹ پہنچے گی تو ضرور کہیں گے کہ ہائے ہم پر ویل بے شک ہم البتہ ظالموں میں سے تھے۔

شیخ یہ کہہ کر چپ ہو گئے اور حاضرین چپ کر گئے تب وہ شخص کہنے لگا فریاد اور سخت بے قرار ہوا اور اس کے ناک میں سے دھواں نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ قریب تھا کہ اس کی بدبو سونگھے بے ہوش ہو جائے۔

پھر شیخ نے کہا ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون اے پروردگار ہم سے عذاب کو دور کر دے۔ بے شک ہم مومن ہیں۔

پھر اس شخص کا خوف جاتا رہا شیخ کی طرف کھڑا ہوا اور ان کے دونوں قدم چومے اور سرنو سلام لایا۔ اپنا اعتقاد صحیح کیا کہنے لگا کہ میں نے اپنے دل میں آگ کی لپیٹ و تیزی پائی تھی کہ میرے دل پر آتی ہے اور میرے اندر دھوئیں نے جوش مارا تھا۔ قریب تھا کہ میں مر جاؤں۔ میں نے کسی قائل کو اپنے اندر یہ کہتے ہوئے سنا ھذا النار التی کنتم بھا تکذبون افسحر ھذا ام انتم لا تبصرون یعنی یہ وہی آگ ہے کہ جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے نہیں اور اگر شیخ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو گیا تھا۔

شیخ کا پیشگی مہمانوں کا حال بتانا

خبر دی ہم کو ابوالفتوح داؤد بن ابی المعالی نصر بن شیخ ابی الحسن علی بن الشیخ ابی الجد المبارک بن احمد بغدادی حریمی حنبلی نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد نے اپنے جد ابا الجد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن شیخ مکارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ان کے گھر پر نہر خالص پر تھا۔ میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کاش میں شیخ کی کوئی کرامت دیکھتا۔ تب شیخ نے میری طرف دیکھا اور تبسم فرمایا اور کہا کہ عنقریب ہمارے پاس پانچ آدمی آئیں گے ایک تو عجمی ہے۔ جس کا رنگ سرخ و سفید ہو گا۔ اس کے دائیں رخسار پر ایک داغ ہے اس کی عمر نو ماہ باقی ہے۔ اس کو جنگل میں شیر پھاڑے

گا اور وہیں سے خدا اس کو اٹھائے گا۔

دوسرا عراقی ہے۔ سفید سرخ ہے اور اس کی دونوں آنکھوں میں نقصان ہے۔ اس کے پاؤں میں لنگڑا پن ہے۔ ہمارے پاس ایک ماہ تک رہے گا۔ پھر مر جائے گا۔

تیسرا شخص مصری ہے جو گندم گوں ہے اس کے بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں ہیں۔ اس کی بائیں ران پر ایک نیزہ کا زخم ہے۔ جو تیس سال ہوئے اس کو لگا تھا وہ بیس سال بعد ہندوستان کی زمین میں تاجر بن کر فوت ہو گا۔

چوتھا شامی ہے گندم گوں اس کی انگلیاں سخت ہیں۔ حریم کی زمین میں تمہارے گھر کے دروازہ پر سات سال تین ماہ سات دن کے بعد مرے گا۔

پانچواں یمنی ہے سپید رنگ کا نصرانی ہے۔ اس کے کپڑے کے نیچے زنار ہے اپنے وطن سے تین سال کا نکلا ہوا ہے کسی نے اس کو خبر نہیں دی وہ مسلمانوں کا امتحان لیے پھرتا ہے کوئی اس کا حال بتلائے۔

عجمی بھنا ہوا گوشت چاہتا ہے۔ عراقی مرغابی چاولوں کے ساتھ چاہتا ہے مصری شہد اور گھی چاہتا ہے۔ شامی شام کے میووں میں سے سیب چاہتا ہے۔ یمنی انڈے تلے ہوئے چاہتا ہے اور ہر ایک دوسرے کی خواہش کو نہیں چاہتا اور عنقریب ہمارے پاس ان کے رزق اور خواہشات خاطر خواہ آوے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

ابو المجد کہتے ہیں کہ واللہ ہمیں تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ پانچ شخص اسی طرح کے آئے جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا ان کے حالات میں ذرہ بھر کم نہ تھا۔

میں نے مصری سے ان کے ران کے زخم کی بابت پوچھا تو میرے سوال سے اس کو تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ یہ زخم مجھ کو تیس سال ہوئے جب لگا تھا۔

پھر ایک شخص آیا اور اس کے ساتھ انہیں قسم کے کھانے تھے۔ جو وہ

چاہتے تھے اس نے آ کر شیخ کے سامنے وہ کھانے رکھ دیے۔ آپ نے حکم دیا اور ہر ایک کے سامنے اس کی مرضی کا کھانا رکھ دیا۔ ان سے آپ نے فرمایا کہ تم اپنی مرضی کے مطابق کھانا کھاؤ وہ سب بے ہوش ہو گئے۔

جب ان کو ہوش آیا تو یمنی نے شیخ سے عرض کیا کہ اے میرے سردار جو شخص کہ مخلوق کے اسرار سے مطلق ہو۔ اس کی کیا تعریف ہے آپ نے فرمایا کہ وہ بات کو جان لے کہ تم نصرانی ہو اور تمہارے کپڑے کے نیچے زنار ہے۔

تب وہ شیخ چلا اٹھا اور شیخ کی طرف کھڑا ہوا اور اسلام لے آیا آپ نے اس سے فرمایا کہ برخوردار جو مشائخ تجھے دیکھتے تھے تیرا حال وہ پہچانتے تھے لیکن وہ جانتے تھے کہ تمہارا اسلام میرے ہاتھ پر مقدر ہے۔ اس لیے انہوں نے تجھ سے کلام نہیں کیا۔

راوی کہتا ہے کہ اسی طرح ان کے مرنے کا حال ہوا جیسا کہ شیخ نے بتلایا تھا۔ اسی وقت اور اسی مکان میں جس کو شیخ نے متعین کیا تھا۔ نہ آگے نہ پیچھے عراقی تو شیخ کے پاس ان کے حجرہ میں ایک مہینہ رہ کر فوت ہوا۔ میں نے بھی اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور شامی ہمارے پاس حریم میں میرے گھر کے دروازہ پر گرا ہوا فوت ہوا مجھے کسی نے پکارا میں باہر نکلا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی ہمارا شامی دوست ہے اس کی موت اس وقت میں جو میں شیخ کے نزدیک اس سے ملا تھا۔ سات سال تین ماہ اور سات دن کا عرصہ ہوا تھا۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارض عراق کی نہر خالص کے ایک مشہور شہر میں رہتے تھے اسی کو وطن بنایا ہوا تھا اور وہیں بڑے عمر کے ہو کر فوت ہوئے۔ ان کی قبر وہیں ہے۔ جس کی علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ اسی علاقہ میں ان کی بڑی شہرت ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی المنصور داری نے کہا کہ میں نے قاضی القضاۃ ابا صالح نصر بن الحافظ ابی بکر عبدالرزاق سے بغداد میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ مکارم نہر الخالص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میری دونوں آنکھوں نے کسی شخص کو شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح نہیں دیکھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ شیخ عراق کے بزرگ مشائخ اور بڑے عارفین میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہر مقامات فاخرہ احوال نفیسہ صاحب معارف روشنہ حقائق غالبہ انفاس قدسیہ معانی نوریہ ہیں قرب میں ان کا معراج بلند وصل میں ان کا طریق روشن ہے۔ مشاہدات میں ان کا طور بلند محاضرات میں ان کی اعلیٰ مجلس ہے۔ مدارج فتح الٰہی و اطراف کشف زبانی کے جمع میں ان کی مدد کے تقدم میں سبقت ہے۔ بقایا ارادت سے علیحدہ ہونے اور خطوط کے سامانوں سے علیحدہ ہونے اوصاف تربیت کے تحقق میں وہ تنہا ہیں۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے موجودات میں تصرف دیا ہے اور ان کے ہاتھوں پر خارقات کو ظاہر کیا ہے مغیبات کے ساتھ ان کو گویا کیا ہے۔ ان کی زبانوں پر حکمتوں کو جاری کیا۔ ان کو سالکین کا پیشواء مقرر کیا۔ مخلوق کے دل ان کی محبت سے اور ان کے سینے ان کی ہیبت سے بھر دیے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اکثر جاگتے اور خواب میں دیکھا کرتے تھے اور یوں کہا جاتا ہے کہ شیخ خلیفہ کے اکثر افعال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے ملے ہوئے تھے۔ یا بیداری میں یا خواب میں۔

ایک دفعہ کہا کہ شیخ خلیفہ اسرار ولایت پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ وہ اس طریق کے ایک رکن ہیں سرداروں کے امام علم، علم، عمل، حال، ہیبت، ریاست میں احکام کے بڑے عالم ہیں۔ ان کے وقت میں ان کے شہر اور اس کے اطراف میں مریدین صادقین کی تربیت ان تک منتہی ہوئی ہے۔ ان کی صحبت میں بہت سے صاحبان حال سے تخریج کی ہے۔ ان کی طرف صلحاء کی ایک جماعت منسوب ہے اور ان سے نفع حاصل کیا ہے۔ ان کے زمانہ والوں نے ان کی بزرگی و احترام پر اتفاق کیا ہے۔ ان کے قول کی طرف رجوع کیا ہے ان کی زیارات و نذروں کا حصہ کیا گیا ہے۔

آپ عمدہ صفات کریم الاخلاق۔ وافر العقل کتاب و سنت سے ہمیشہ احکام شرع کے پابند۔ اہل خیر کے دوست اہل علم کی تعظیم کرنے والے تھے۔ ان کا اہل معارف کی زبان پر بلند کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

زاہدوں کا آخر قدم متوکلین کا پہلا قدم ہے۔ ہر شے کے لیے زیور ہے اور صدق کا زیور خشوع ہے۔ ہر شے کی کان ہے۔ صدق کی کان زاہدوں کے دل ہیں۔ ہر شے کا نشان ہوتا ہے اور رسوائی کا نشان یہ ہے کہ نرم دل سے رونا نہ ہو۔ ہر شے کا مہر ہوتا ہے اور جنت کا مہر دینا اور جو اس میں ہے اس کا ترک کر دینا۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف نفس کشی کے ساتھ توسل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نفس کو ثابت رکھتا ہے اس کو اپنی طرف پہچاتا ہے۔

افضل اعمال نفس کی خواہش کی مخالفت ہے اور تقدیر کے احکام پر رضامند ہونا درجات معرفت کا وسیلہ ہے۔

جب دل کا خوف ساکن ہوتا ہے تو شہوتوں کو جلا دیتا ہے۔ اپنی غفلت کو دور کر دیتا ہے۔ ہر ایک شے کی ضد ہے اور نور قلب کی ضد پیٹ بھر کر کھانا ہے۔

جو شخص اللہ عزوجل کی طرف انقطاع کو ظاہر کر دے تو اس پر ماسوا کا دور کرنا واجب ہوتا ہے۔ جس کا وسیلہ سچ ہو تو اس کا انعام اللہ عزوجل کی اس سے رضامندی ہو گی ہر شے کا گواہ ہوتا ہے۔ یقین کا گواہ اللہ عزوجل کا خوف ہے۔

بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بڑا قوی سبب یہ ہے کہ پرہیز گاری کے ساتھ حساب لیا کرے علم و ادب کا اتباع کے ساتھ مراقبہ کرے۔

جو چیز تم کو اللہ عزوجل کی طرف سے روکے۔ اہل ہو یا مال یا اولاد تو وہ تم پر نحوست ہے۔ جس عمل کے لیے دنیا میں ثواب نہ ہو۔ آخرت میں ثواب نہ ہو۔ تو آخرت میں اس کی جزا نہ ہو گی۔ جب بندہ بھوکا اور پیاسا رہے۔ تو صاف ہوتا ہے۔ جب پیٹ بھرے اور پانی خوب پیئے تو اندھا ہوتا ہے۔

جو شخص اپنی نفس کی قیمت کا خیال کرے وہ مناجات کی شرینی نہیں چکھتا رضا سے قناعت کرنا ایسا ہے جس طرح زہد سے پرہیز کرنا۔ جس نے تین درھم کا کرتہ پہنا ہے اس کے دل میں پانچ درہم کے کرتہ کی شہوت ہے۔ تو اس کا باطن ظاہر کے مخالف ہے۔ جب دل میں شہوت باقی نہ رہے۔ تو جائز ہے کہ وہ زاہدوں کا لباس پہنے پھر وہ صدق کا طریق لازم کرے۔ جب تو وسواس معلوم کرے۔ تو خوش ہو۔ وہ تجھ سے جاتا رہے گا۔ کیونکہ مومن کی خوشی کو شیطان بہت برا جانتا ہے اور اگر تو اس سے غم زدہ ہے۔ تو وہ غم بڑھاتا ہے۔

دل کی دوستی چار خصلتوں میں ہے اللہ کے لیے تواضع اور اللہ کی طرف احتیاج اور اللہ تعالیٰ کا خوف اللہ سے امید۔

نفس کے لحاظ اور اس کے ذکر سے تکبر پیدا ہوتا ہے خوف تم کو خدا تک پہنچا دیتا ہے اور تکبر اس سے قطع کرتا ہے۔ تفویض یہ ہے کہ جو تجھ کو معلوم ہو۔ اس کو اس کے عالم کی طرف لوٹائے تفویض رضا کا مقدر ہے اور رضا

اللہ تعالیٰ کا بڑا دروازہ بندگی پر صبر کرنا ہے۔ تاکہ تجھ سے اس پر ہمیشگی فوت نہ ہو جائے اور غضب پر صبر کرنا ہے تاکہ اس پر اصرار کرنے سے تم نجات پاؤ۔

خیرات سے تعلق کا اصل یہ ہے کہ امید کم کی جائے۔ جو شخص اپنے نفس سے محبت رکھتا ہے اس کو تکبر ہوتا ہے۔ توفیق کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اس کے رد سے ڈرے۔

رسوائی کی علامت یہ ہے کہ اس کی نافرمانی کرے اور امید رکھے کہ تو اس کا مقبول ہے اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

قلوبنا لشراب الحب اقداح و مجلس الانس فیہ الروح والرواح

و نحن فی خلوۃ سکری نیا و منا اہل الحقیقۃ کم صاحوارکھ باحوا

و خلوۃ الوصل قد طاب السماع بہا حقا و قد رقصت الوجد ارواح

اور یہ دو شعر بھی پڑھا کرتے تھے۔

اساقی بنفسی ذلۃ و استکانۃ الی الحالۃ العلیاء من جانب الکبر

انا ما اتانی الکبر من جانب الغنی سموت الی العلیاء من جانب الفقد

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ازدمر نے کہا کہ میں نے سنا شیخ ابا الحسن علی نانبائی سے بغداد میں وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ علی بن ادریس یعقوبی سے وہاں پر سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ کو میرے مالک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور مجھ کو اپنی کرامات سے چادر پہنائی۔ جس کو اس نے آپ اپنی قدرت سے ازل میں بنایا تھا اور اس کو وہی لوگ پہنتے ہیں کہ جن کو وہ اپنی مہربانی سے پسند کرتا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی المنصور واری نے کہا کہ میں نے شیخ ابو الحسن قرشی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ابو سعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں مقامات توحید میں سے ایک مقام پر اترا۔ مجھ کو وہاں پر قرار نہ آیا۔ یہاں تک کہ مجھ پر اس کے احکام کے مقامات میں

سے بعض مقامات نازل ہوئے لیکن میں ان کے طے کرنے پر قادر نہ ہوا۔
میں یہ جانتا تھا کہ وہاں کیا ہے۔

تب میں نے خلیفہ کی روح سے مدد طلب کی۔ اپنی اور ان کی ہمت کو
کیا۔ میری روح اور ان کی روح ملی۔ اس وقت میں نے وہ منازل طے کئے
اور اس مقام کو طے کیا۔ مجھ کو اس کے جمیع احکام ظاہر ہو گئے۔

پس شیخ خلیفہ میرے اصحاب میں سے اعلیٰ ہمت والے اور نفس کے لحاظ
سے زیادہ خارق اور نظر کے لحاظ سے منفرد ہیں۔

شیخ علی قرشی کہتے ہیں کہ میں نے شیخ خلیفہ سے اس بارے میں پوچھا تو
انہوں نے کہا کہ اے برادر جب میری ہمت نے ان کی ہمت کو سہارا دیا اور
میرا باطن ان کے باطن کی طرف کھینچا تو میرے احوال میں میرے لیے ایسا
دروازہ کھلا کہ میں اس کی فراخی کا مالک نہ تھا۔ پھر عالم غیب سے جو کام مجھ پر
مشکل ہوتا یا درجات بلند کے کسی راز پر توقف ہوتا تو میں اس ٹھکانے کی
طرف پناہ لیتا اور اس جذبہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ پھر ہر تنگی میرے لیے
فراخ ہو جاتی اور ہر دروازہ میرے لیے کھل جاتا۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن عبداللہ ابہری نے کہا کہ میں نے شیخ ابو
الحسن حفاف بغدادی سے بغداد میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابا
المسعود حریمی سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
اکثر بیدار و نیند میں دیکھا کرتے تھے۔

ایک رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سترہ دفعہ دیکھا۔ ایک دفعہ
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے خلیفہ تم مجھ سے
گھبراؤ نہیں۔ بہت سے اولیاء میرے دیکھنے کی حسرت سے فوت ہو گئے۔ اے
خلیفہ کیا تجھ کو وہ استغفار نہ بتاؤں۔ جو تو دعا میں مانگا کرے۔ انہوں نے کہا
کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایئے آپ نے فرمایا کہو۔

اللھم ان حسناتی من عطاء ک و سیاتی من تضائک نجد بما انعمت علی ما وضیت و امح ذالک بذالک جلیت ان نطاع الا بازنک اوتعصی الا بعلمک اللھم ماعصیتک استخافا بحقک ولا استھانة بعذابک لکن بسا بقیة سبق بھا علمک فالتوبة الیک والمعذرة لدیک۔

میں کہتا ہوں کہ میں استغفار کو امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سے لمبا جانتا ہوں۔

قافلہ حجاز کا دکھانا

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو محمد حسن بن ابی الحسن علی بن محمد بن احمد تنوخی عراقی نہر ملکی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے میرے دادا سے اس نے کہا کہ میرے بھائی نے ایک سال حج کیا۔ مجھ کو اس سے بڑی محبت تھی۔ اس کے دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ پھر سفر کے ایک مہینہ بعد میرے دل میں اس کی طرف بڑی حسرت پیدا ہوئی۔

تب میں شیخ خلیفہ کی خدمت میں نہرالملک پر حاضر ہوا اور میرا شوق بھائی کے دیکھنے کا بہت ہوا شیخ نے کہا اے محمد! تم کیا چاہتے ہو کہ اپنے بھائی کو دیکھو۔ میں نے کہا بھلا یہ امر مجھے کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو میرے گھر کے دروازہ سے باہر نکال کر لے گئے۔

میں کیا دیکھتا ہوں کہ قافلہ ہمارے قریب جا رہا ہے کوئی بیس قدم کا فاصلہ ہے اور علانیہ اس کو دیکھ رہا ہوں اور اپنے بھائی کو دیکھا کہ ایک اونٹ پر سوار ہے۔ تب تو میں کود کر اس تک پہنچ جاؤں مگر شیخ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تم ہرگز وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔

میں شیخ کے ساتھ یہ نظارہ دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں میرے بھائی کو اونگھ آ گئی وہ اونٹ پر سے گرا شیخ کودے اس کو زمین پر گرنے سے پہلے پکڑ لیا اور اونٹ پر بٹھا دیا۔ پھر میری طرف لوٹ آئے جب قافلہ چل دیا اور ہم سے غائب ہو گیا تو شیخ قافلہ کے راستہ پر گئے۔ ایک رومال اور ایک لوٹا لے آئے اور مجھے لا کر دیا یہ کہا کہ تیرے بھائی کے گرنے کے وقت یہ دونوں گر گئے تھے۔ میں نے وہ دونوں لے لیے اور پھر لوٹ آیا اور بھائی کے دیکھنے سے میرے دل کو اطمینان ہو گیا۔

میں نے اس واقعہ کی وہ تاریخ اور دن لکھ دیا۔ جب میرا بھائی (حج کر کے) آیا تو میں نے لکھ لیا تھا۔ تو اس نے کہا کہ وہ اپنے کجاوہ پر سے گر پڑا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ شیخ خلیفہ کی وجہ سے مجھ پر مہربانی نہ کرتا (تو سخت چوٹ لگتی) شیخ نے مجھ کو زمین پر گرنے سے پہلے پکڑ لیا۔ پھر مجھ کو میرے کجاوہ میں بٹھا دیا مجھے کسی قسم کی چوٹ نہ لگی۔

پھر شیخ چل دیئے مجھے معلوم نہ ہوا کہ کہاں سے آئے تھے اور کہاں کو چل دیئے نہ اس کے بعد میں نے ان کو دیکھا۔ رات وقت میں نے اپنا رومال اور لوٹا کھو دیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں اٹھا اور اسکا رومال اور لوٹا لا کر اس کو دے دیا۔ جب اس نے دیکھا تو بڑا متعجب ہوا۔

پھر میں نے اس کو اپنا قصہ شیخ کے ساتھ اس دن کا سارا بیان کیا۔ پھر ہم شیخ مکارم کی خدمت میں نہر الخالص میں آئے اور ان سے یہ قصہ بیان کیا وہ فرمانے لگے کہ جب شیخ خلیفہ کے سامنے تمام مقامات گیند کی طرح لپیٹے جاتے ہیں تو پھر تمام زمین ان کے سامنے ذرہ کی طرح کیسے نہ ہو راوی کہتا ہے کہ اس وقت شیخ خلیفہ کے اور حاجیوں کی منزل میں ایک مہینہ کا راستہ تھا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن ابی القاسم ابن محمد بن ولف حریمی نے جس کا

دادا ابن قوقا مشہور ہے۔ کہا میں نے اپنے دادا سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ بغداد کے ہمارے بعض اصحاب صالحین کی حکایت بیان کرتے ہیں۔

وہ کہتا ہے کہ میں ایک رات صبح کے وقت جاگا اور اللہ تعالیٰ سے اس امر پر بیعت کی کہ میں مسجد رصافہ میں ایسا متوکل ہو کر بیٹھوں گا کہ مجھے مخلوق میں سے کوئی نہ معلوم کرے۔ پھر میں اسی وقت جامع مسجد میں آیا اور میں اس میں پیر' منگل' بدھ تک بیٹھا۔ میں نے اس میں کسی مرد کو نہ دیکھا اور نہ کچھ کھانا کھایا آخر مجھے بڑی بھوک لگی میں گرنے سے ڈر گیا اور اپنے آپ نکلنے کو مکروہ سمجھا۔ مجھے اس بات کی خواہش ہوئی کہ بھنا ہوا گرم گوشت ہو اور رصائی روٹی ہو۔ برنی کھجور ہو۔ اس وقت اس خیال میں تھا کہ اتنے میں محراب کی دیوار پھٹی اس میں سے ایک دیہاتی شکل کا مرد پیدا ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا۔ اس نے اس کو میرے سامنے رکھ دیا اور کہنے لگا کہ تم کو شیخ خلیفہ نے کہا ہے کہ اپنی مرغوب شئے کھالو اور یہاں سے نکل جاؤ تم متوکلین میں سے نہیں ہو۔ پھر وہ شخص مجھ سے غائب ہو گیا۔ میں نے رومال کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں گرم بھنا گوشت اور رصائی روٹی اور کھجور برنی موجود ہے۔ میں نے وہ کھانا کھایا اور باہر نکل آیا پھر نہر الملک میں شیخ خلیفہ کے پاس حاضر ہوا۔ جب مجھے انہوں نے دیکھا تو پہلے ہی سے مجھے فرمایا کہ اے شخص مرد کو لائق نہیں کہ جب تک باطن ظاہر کو اپنے تمام علاقے مضبوطی کے ساتھ قطع نہ کرے۔ متوکل ہو کر بیٹھے۔ ترک اسباب میں گناہ گار ہو گا۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہر الملک کے ایک گاؤں میں جس کو قریتہ الاعراب کہتے ہیں جو کہ عراق کی زمین میں ہے رہتے تھے اور نہر الملک کو وطن بنا لیا تھا۔ یہاں تک کہ وہیں فوت ہوئے قدیمی وہیں رہتے تھے یہاں تک کہ بڑی عمر کے ہو گئے۔ ان کی قبر بھی وہیں ہے جس کی علانیہ زیارت کی جاتی

ہے۔ وہاں پر آپ کی بڑی شہرت ہے۔

جب ان کی وفات کا وقت آیا تو کلمہ شہادت پڑھا۔ خوشی کے مارے ان کا چہرہ بشاش ہوا کہنے لگے۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے اصحاب ہیں جو مجھے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رحمتوں کی خوشخبری سناتے ہیں پھر کہا کہ یہ فرشتے ہیں جو مجھے اللہ کریم کی جناب میں لے جانا چاہتے ہیں۔ پھر ہنسے اور کہا کہ جب حق جل جلالہ اپنے مومن بندہ پر اس روح کو قبض کے وقت تجلی کرتے ہیں تو اس سے کہتے ہیں یایھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة یعنی اے اطمینان والی روح اپنے پروردگار کی طرف خوش اور پسندیدہ ہو کر چلی آ اور ابھی آیت کی تلاوت پوری نہ ہوئی تھی کہ آپ کی روح پرواز کر گئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور جب ان کی چارپائی پر نماز جنازہ کے لیے رکھا گیا۔ تو اطراف سے ایک بلند آواز آئی۔ جس کا منادی معلوم نہ ہوتا تھا کہ اے گروہ مسلمانان نماز پڑھو۔ حبیب قریب پر اور یہ دن ہے۔ جس پر گواہی دی گئی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور یعقوبا میں ایک اور شیخ تھے جن کا نام بھی خلیفہ تھا۔ وہ شیخ علی بن ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں سے تھے۔ وہ اپنے شیخ ابن ادریس سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور یعقوبا میں دفن ہوئے تھے۔ جب شیخ علی بن ادریس پر حال وارد ہوتا تو کہتے کہ اے رب خلیفہ کے لیے بھی ایسا ہی عنایت ہو۔ سو وہ اس شیخ کے بعد ہوئے ہیں۔ جن کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد حسن بن احمد بن محمد بن ولف حریمی نے کہا۔ خبر دی ہم کو میرے دادا نے کہا کہ میں نے یحییٰ ابن محفوظ بن برکت بغدادی مشہور ابن آلد بیقی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ خلیفہ نہرملکی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دفعہ ملک سودا میں گزرا۔ میں نے اپنے شیخ کو ہوا میں بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا آپ ہوا میں کس لیے ہیں۔

کہا اے خلیفہ میں نے ہوا کی مخالفت کی اور تقویٰ کی سواری کی۔ پھر میں نے ہوا میں سکونت کی۔

راوی کہتا ہے کہ میں پھر شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے ان کی رباط میں جلسہ آیا۔ تو میں نے ان کو بھی قید میں ہوا میں بیٹھے ہوئے پایا اور اس شخص کو جس کو ہوا میں دیکھا تھا وہ ان کے سامنے متواضع بیٹھا ہوا ہے۔ پھر اس شخص نے کلام کی اور آپ سے احکام حقائق میں پوچھا۔ پھر دونوں نے معارف میں ایسا کلام کیا کہ میں اس کو کچھ نہ سمجھا۔ پھر شیخ کھڑے ہوئے میں نے اس شخص سے خلوت کی اس سے کہا کہ میں تم کو یہاں دیکھتا ہوں۔

انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور میرے لیے ولی برگزیدہ یا حبیب مقرب نہیں۔ مگر اس کے لیے یہاں تردد استمداد ہے۔

میں نے اس سے کہا کہ میں تم دونوں کا کلام نہیں سمجھا۔ اس نے کہا کہ ہر مقام کے لئے احکام ہوتے ہیں۔ ہر حکم کے لیے معانی ہر معنے کے لیے عبارت ہوتی ہے۔ جس سے اس کو تعبیر کیا کرتے ہیں۔

عبارت کو وہی سمجھتا ہے۔ جو اس کے معنے سمجھتا ہو۔ معنے کو وہی سمجھتا ہے جس نے اس کے حکم کی تحقیق کی اور حکم کی تحقیق وہی شخص کرتا ہے کہ جو مقام مشار الیہ تک پہنچ چکا ہو۔ ہم نے اس سے کہ میں نے آپ کو شیخ کے سامنے جس قدر متواضع دیکھا ہے اور کہیں نہیں دیکھا۔ اس نے کہا کیوں ایسے شخص کے سامنے بتواضع پیش نہ آؤں۔ جس نے مجھے والی اور متصرف بنایا میں نے کہا آپ کو کیا والی اور کس میں متصرف بنایا کہا کہ مجھ کو ان

سوغائب مردوں پر جو کہ ہوا میں رہنے والے ہیں اور جن کو وہی دیکھ سکتا ہے۔ جسے خدا چاہے مقدم کیا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی وما نتنزل الا بامر ربک الایۃ یعنی ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے مجھے ان کے احوال میں قبض و بسط میں متصرف کر دیا ہے۔

ابن الدبیقی نے کہا پھر شیخ خلیفہ نے کہا کہ شیخ عبدالقادر نے اولیاء ابرار ابدال اور ان کے زمانہ کے اور کم درجہ ولیوں میں حکومت کا ہار پہنا ہوتا ہے جو ان کے احوال و اسرار کو شامل ہے۔ وہ زمین کی جس طرف دیکھتے ہیں۔ وہاں کے رہنے والے مشرق و مغرب کی زمین کے آخر تک ان کی ہیبت نگاہ سے ڈرتے ہیں۔ ان کے نظر کی برکت سے اپنے احوال میں زیادتی کے امیدوار ہیں اور ان کے غلبہ ہیبت سے اپنے حالات کے سبب کا خوف کھاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ ابوالحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور بڑے عارفین میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ احوال خارقہ مقامات روشنہ مراتب عالیہ صاحب فتح مضبوط و کشف روشن حقائق احوال خارقہ مقامات روشنہ مراتب عالیہ صاحب فتح مضبوط و کشف روشن حقائق روشنہ معارف غالبہ ہیں۔ تصرف جاری میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔ علوم مشاہدات میں ان کا ہاتھ فراخ تھا۔ تمکین مضبوط میں ان کا قدم راسخ تھا۔ معالم قدس میں ان کا طور بلند تھا۔

مراتب قرب میں ان کا مقام اعلیٰ تھا۔ عوالم غیب میں ان کی نظر خارق تھی۔ وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا ہے۔ وجود میں تصرف دیا۔ احوال نہایت میں ان کو قدرت دی۔ اسرار ولایت

کا ان کو ہار پہنایا ہے عادات کو ان کے لیے بدل دیا۔ ان کے ہاتھ پر کرامات ظاہر کی ہیں ان کو مغیبات کے ساتھ ناطق کیا ہے۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا ہے۔ ان کی محبت سے دلوں اور سینوں کو ہیبت سے بھر دیا ہے۔ وہ اس شان کے ایک رکن ہیں۔ اس کے سرداروں کے سردار، علم، عمل، زہد، تحقیق و ریاست کے لحاظ سے اس کی طرف کھنچنے والوں کے امام ہیں۔ وہ شیخ ابا الحسن علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہے ہیں ان کی حال کے ساتھ خدمت کی ہے۔ انہیں کی طرف وہ منسوب تھے۔ شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اکثر آیا کرتے تھے۔ مدت تک ان کی خدمت کی اور عراق کے بڑے بڑے مشائخ سے ملاقت کی تھی جیسے شیخ بقا بن بطو شیخ ابی محمد عبدالرحمان طفسونجی شیخ ابوسعد قیلوی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے وقت اس شان کی ریاست بلاد دجلہ اور ان کے آس پاس میں ان تک پہنچی۔ ان کی صحبت میں اکابر کی ایک جماعت نے تخریج کی ہے۔

انہیں کی طرف شیخ ابو محمد عبدالرحمان بن جیش بغدادی منسوب ہیں۔ انہیں کی صحبت سے انہوں نے نفع حاصل کیا ہے صلحاء کی ایک جماعت نے ان کی شاگرد ہوئی ہے مشائخ و علماء نے ان کی بزرگی و احترام پر اجماع کیا ہے۔ ان کی فضیلت کا اقرار کیا ہے۔ ان کی عدالت کو ظاہر کیا ہے۔ ان کے مناقب کا ذکر کیا ہے۔

وہ شریف الاخلاق اکمل آداب، اجمل الصفات احسن خصلت تھے۔ احکام شرع میں ہمیشہ طریق سلف کے ملتزم تھے۔ معارف میں ان کا کلام بلند تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

معرفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ رہے۔ محبت یہ ہے کہ دل سے سوائے حبیب کی محبت کے ساری محبتیں جاتی رہیں۔

زہد یہ ہے کہ دنیا کی طرف حقارت کی نظر سے دیکھے۔ عزت و کنارہ کشی کے لیے اس سے اعراض کرے۔ جس نے دنیا میں سے کسی چیز کو اچھا سمجھا۔ تو اس نے اس کی قدر پر خبردار کیا۔

شکر کا ثمر خدا کی محبت ہے اور اس سے ڈرنا ہے۔ زبان کا ذکر کفارے و درجات ہیں۔ دل کا ذکر منزلت و قرب ہیں۔ جس کے نزدیک ماسوائے اللہ سب برابر ہوں۔ تو اس نے معرفت پالی۔

تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ باطن کی حفاظت۔ مخلوق کے ساتھ حسن معاشرت کے حفظ ظاہر ہیں موافق ہو۔ اللہ تعالیٰ کا زیادہ پہچاننے والا اس کے احکام میں زیادہ مجاہد ہو گا اور اس کے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی زیادہ پابندی کرتا ہو گا۔ زاہدوں کا رونا آنکھوں سے ہوتا ہے۔ عارفین کا رونا دل سے ہوتا ہے۔

اخلاص کامل

ہر مخلص کا اخلاص میں یہ نقصان ہے کہ وہ اپنے اخلاص کا خیال رکھے اور جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ کسی بندہ کو مخصوص بنائے تو اس کے اخلاص سے اس کا اخلاص کو دیکھنا دور کر دیتا ہے۔ پس یہ سچا مخلص ہے۔

توکل یہ ہے کہ زندگی کو ایک طرف لوٹائے اور کل کے غم کو دور کر دے جس نے اللہ تعالیٰ کو اشارہ کے ساتھ پالیا۔ تو اس نے ارادہ کو پورا کر لیا اور یہ امر نہیں کے لیے سزاوار ہے کہ اپنی ارواحوں سے کوڑے کو صاف کر دیا ہے۔ اپنے نفوس کو ایسے شخص کے مرتبہ پر اتارا ہے کہ جس کی اس کو کوئی حاجت نہیں۔

اصل وصال یہ ہے کہ ماسوائے اللہ عزوجل کی طرف التفات چھوڑ

دے۔ افضل فقر یہ ہے کہ اپنے قصور کو پہچانے اور نقصان پر اصل ثابت رہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ احتیاج رہے۔

فساد علماء

علماء کا فساد دو وجہ سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اپنے علم کے موافق عمل نہیں کرتے دوم یہ کہ اس پر عمل کرتے ہیں جس کو نہیں جانتے۔

مرید کی آفت یہ ہے کہ اپنے نفس کی مدد میں غصہ ہونا اور بھید کا ایسے شیخ کے سامنے ظاہر کرنا جو کہ سردار نہ ہو۔ ہر شخص سے محبت کرنا۔

جب فقیر دنیا کی زیادتی طلب کرے تو یہ اس کے ادبار کی علامت ہے شقاوت کی تین علامت ہیں کہ علم دیا جاوے اور علم سے محروم رہے علم دیا جاوے۔ اخلاص سے محروم رکھا جائے۔ عارفین کی صحبت نصیب ہو۔ مگر ان کی عزت سے محروم ہو۔ علم پناہ ہے اور جہالت دھوکا ہے۔ صدق امانت ہے اور عذر غم ہے۔ صلہ رحم بقا ہے۔ قطع رحم کرنا مصیبت ہے۔ صبر شجاعت ہے۔ جرات ضعف ہے کذب عجز ہے۔ صدق قوت ہے۔ عقل تجربہ ہے۔ ایسے ہی شخص کی صحبت کر کہ تجھ میں اور اس میں تحفظ کا بار جاتا رہے اور وہ تجھ کو آداب شرع اور تیری غفلت کے وقت حفظ حال پر خبردار کرتا رہے۔ دعا مقبولہ۔

شیخ یہ دعا مانگا کرتے تھے ۔ اللھم یا من لیس فی السموات قطرات ولا فی ھبوب الریاح وبحات ولا فی الارض حیات ولا فی قلوب الخلاق خطرات ولا فی اعضائھم حرکات ولا فی اعینھم لحاظات الا وھی لک شاھدات و علیک و الات و بربوبیتک معترفات و فی قدر تک متحیرات فاسئلک بقدر تک التی تحیرفیھا من فی

السموات والارض ان تصلی علیٰ سیدنا محمد و علی اله واصحابه و ذریته واهل بیته اجمعین۔

پھر جو چاہتے دعا مانگتے۔ شیخ عبدالقادر ماردینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ بیشک یہ دعا ان دعاؤں میں سے ہے جو مقبول ہوتی ہیں۔ یہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

اشار قلبی الیک کیما! یری الذی لا تراه عینی
وانت تلقی علی صنمیری حلاوة السؤل دالتمنی
تریه منی اختبار سری و قد علمت المراد منی
ولیس فی سواک حظ فکیف ماشئت فاعف عنی

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد مقدسی نے کہا کہ میں نے شیخ ابا الحسن علی نانبائی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابا حفص عمر بزاز سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے تو شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زر ایران میں ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ وہاں پر شیخ بقا بن بطو شیخ ابو سعد قیلوی شیخ ابوالعباس احمد بن علی جوسقی صرصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمع ہوئے۔ پھر شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ دستر خوان بچھائے۔ اس نے دستر خوان بچھایا اور پریشان ہوا کہ کس سے ابتداء کرے۔ پھر روٹیوں کو اپنے سامنے رکھ لیا اور اپنے ہاتھ میں بہت سی روٹیاں لیں۔ ان کو چھوڑ دیا اور ان کے چاروں طرف ایک دم چکر دیا کہ جس میں بعض حاضرین کو بعض پر مقدم نہ ہوا اس پر شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تمہارا خادم دستر خوان کو ایک وقت بچھانے میں کیا ہی باادب ہے۔ شیخ علی بن الہیتی نے کہا کہ میں اور میرا خادم آپ کے غلام ہیں۔

پھر ابوالحسن کو حکم دیا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت کرے۔

ابوالحسن تو بیٹھ کر رونے لگا۔ تب شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ اسی پستان کو دوست رکھتا ہے جس سے اس نے دودھ پیا ہے۔ اس کو حکم دیا کہ تم اپنے شیخ ابن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کرو۔

شیطان کو قید کرنا

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب داری نے کہا کہ میں نے شیخ مسعود حارثی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں اور شیخ عبدالرحمان بن حیش عمران زیدی اور دورانی نے شیخ ابوالحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا قصد کیا جب ہم جوسق کے درجہ مقابل پر گزرے۔ تو وہاں ہم نے ایک شخص بدشکل سخت بدبودار کو زنجیروں اور طوقوں میں جکڑا ہوا دیکھا اس نے ہم کو پکارا تو ہم اس کی طرف لوٹ کر گئے۔ اس نے ہم سے کہا کہ جب تم شیخ ابی الحسن جوسقی کے پاس جاؤ تو میرے چھوڑنے کے لیے ان سے درخواست کرو۔ کیونکہ انہوں مجھ کو یہاں قید کر دیا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ میں حرکت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ جب ہم شیخ ابی الحسن کی خدمت میں داخل ہوئے۔ تو ہم نے قصد کیا کہ آپ سے اس بارے میں سوال کریں۔

انہوں نے پہلے ہی سے کہا کہ تم مجھ سے اس کے بارے میں سوال مت کرو کیوں کہ وہ شیطان ہے۔ وہ ان فقرا کے پاس جو ہمارے پاس قطع کر کے بیٹھے ہیں آتا ہے اور ان کو پریشان کرتا ہے۔ جب ان کے احوال میں کچھ تشویش ڈالنا چاہتا ہے تو میں اس کو منع کرتا تھا اور خوف دلاتا تھا پھر وہ قسم کھاتا تھا کہ آئندہ نہ آوں گا۔ جب اس نے کئی دفعہ ایسا کیا تو میں نے اس کو قید کر دیا۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن یحییٰ بن ابی القاسم الازجی نے کہا میں نے شیخ

ابا الحسن علی نانبائی سے بغداد میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے اصحاب کی جماعت کے ساتھ جوسق میں شیخ ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا قصد کیا۔ جب ہم ان کی خدمت میں گئے۔ تو انہوں نے ہم کو وہ ساری باتیں کھول کر بیان کر دیں۔ کہ جو راستہ میں ہم کو پیش آئیں تھیں۔ جو کچھ ہمارے ہر ایک کے دل میں خطرات گزرے تھے۔ وہ سب واضح کر دیئے۔ ہم نے آپ کے پاس رات گزاری تو رات کے وقت پسو نکلے۔ ہم میں سے ایک نے ان سے پوچھا کہ اے میرے سردار جب کسی شخص کو اللہ کے نزدیک مرتبہ حاصل ہوتا ہے تو کیا اس کا مرتبہ تمام شہر کو شامل ہوتا ہے آپ نے کہا ہاں ان کے چوپاؤں اور حشرات حتیٰ کہ پسوؤں تک کو شامل ہوتا ہے۔

کبڑے کو سیدھا کرنا

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو محمد حسن بن علی بن تنوخی نہر ملکی نے کہا کہ ہم نے سنا شیخ عارف ابالفتح شلیل بغدادی سے بغداد میں وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابو محمد عبدالرحمان بن جیشی بغدادی سے سنا وہ کہتے تھے کہ اپنے شیخ ابی الحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جوسق میں مجلس سماع میں حاضر ہوا۔ اس میں مشائخ و علماء و صلحاء فقرا کی ایک جماعت تھی قوال نے یہ اشعار پڑھے۔

ابت غلبات الشوق الا تطلعها الیک ویابی العدل الا تجنبا
وما کان صدی عنک صد ملالته ولا ذالک الاقبال الا تقربا
ولا کان ذالک الحب الا وسیلة ولا ذالک الاعراض الا تهبیا
علی رقیب منک حل بمهجتی ازا هت تسهیلا علی تصعبا

راوی کہتا ہے کہ تب شیخ ابوالحسن خوش ہوئے اور ایک کبڑے مرد سے

جو وہاں پر تھا۔ معانقہ کیا تو اس کا قد سیدھا ہو گیا اور لنگڑا پن جاتا رہا اور وہ دن تھا کہ جوسق میں لوگوں کا مجمع تھا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد الحسن بن قوقا حریمی نے کہا کہ میں نے اپنے دادا محمد بن ولف سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے یحیٰی بن محفوظ مشہور ابن الدبیقی سے بغداد میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک سال جوسق میں ظہر کے وقت گیا۔ تو ابوالحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگل کے میدان میں دیکھا کہ وہاں پر ان کا غم خوار کوئی اس کے سوا نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ دائیں بائیں وجد کرتے پھرتے تھے اور یہ اشعار پڑھتے تھے۔

قد بان بينى ببينى ! فبنت من بين بينى
وتهت فى كل فقه وجد البقرة عينى

پھر دیر تک روتے رہے اور یہ اشعار پڑھے۔

روحى اليک بکلها قد اجمعت لو ان فيک هلا کها اقلعت
تبکى عليک بکلها فى کلها حتى يکال من البکا تقطعت
فانظر اليها نظرة بمودة فا ربما متعتها فنمنعت

پھر بڑے چلائے اور غش کھا کر گر پڑے۔ جب ان کو افاقہ ہوا تو یہ اشعار پڑھنے لگے۔

اجلک ان اشکر الهوىٰ منک اننى اجلک ان تومى اليک الا صابع
واصرف طرفى مخوغيرک عاملا على انه بالرغم نحوک راجع

پھر ان کا چہرہ خوشی اور سرور سے دمک اٹھا اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

تبادرت لى حتى اذا ماتبادرت معانيک نى معناى ادهشتى منى
و عمرنتنى اياک حتىٰ کاننى ارى کلما القاه من دهشتمى منى
نوا اسفىٰ ان فاتنى منک لحظة وواسفى ان حلت من موضع الطعن

کھجوروں کا بولنا

راوی کہتا ہے کہ وہاں پر دو کھجوریں تھیں ایک تو پھلدار تھی اور دوسری وہ تھی جس کی جڑ خشک ہو گئی تھی۔ اس کا پھل منقطع ہو گیا تھا۔ پھر میں نے پھل دار کھجور کی طرف سے آواز سنی وہ کہتی ہے کہ اباالحسن میں تم سے اللہ کی قسم دے کر درخواست کرتی ہوں کہ آپ میری کھجوریں کھائیں پھر آپ نے ہاتھ بڑھایا تو کھجور کی شاخیں جھک آئیں۔ حتیٰ کہ ان میں سے شیخ نے کھجوریں کھائیں۔ پھر میں نے خشک کھجور کی طرف سے آواز سنی۔

وہ کہتی ہے کہ اے ابوالحسن میں آپ کے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ میرے پاس آ کر آپ وضو کریں۔ پھر اس کے نیچے ایک چشمہ جاری ہو گیا تو آپ نے اس سے وضو کیا اور اس سے پانی پیا۔ تب وہ کھجور سرسبز ہو گئی۔ اس وقت اس کو پھل آ گیا۔ پھر وہ چشمہ بند ہو گیا۔

شیخ وہاں سے لوٹے اور کہتے تھے کہ اے میرے مولیٰ جس سے تو مخاطب ہوتا ہے اس سے ہر شئے مخاطب ہوتی ہے۔ اس کے بعد میں کبھی اس موقع پر جایا کرتا اور اس وقت کو یاد کرتا اور روتا تھا اور وہ کھجوریں شیخ ابی الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبرک کی وجہ سے کھاتا وہ کھجوریں عراق کی بہتر کھجوروں میں سے تھیں۔

شیخ وہاں سے لوٹے جوسق میں رہتے تھے جو کہ نہر دجلہ پر عراق کی زمین میں ہے۔ وہ ہمیشہ اسی میں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ وہیں بڑی عمر میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہیں وہیں آپ کی قبر ہے۔ جس کی علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ ان کی وفات جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ شیخ مکارم نہر خالصی کی وفات سے پہلے ہوئی ہے۔ ان کا لقب لنگڑے پن کی وجہ سے ابو عراج تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عمر ازجی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابا طاہر خلیل بن شیخ پیشواء ابوالعباس احمد بن علی جوسقی صرصری سے وہاں پر سنا اور خبر دی ہم کو ابوالفتح سلیمان بن اسحاق بن احمد ہاشمی علثی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابا الفضل اسحاق بن احمد علثی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابالحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہاں پر سنا وہ کئی دفعہ کہتے تھے۔ میرے کان بہرے ہو جائیں۔ میری آنکھیں اندھی ہو جائیں اگر میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثل اور کسی کو دیکھا ہو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ ابو عبداللہ محمد قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ شیخ مصر کے مشہور مشائخ میں سے ہیں۔ عارفین مذکورین کے بڑوں میں سے ہیں۔ بڑے کامل محقق ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ' احوال فاخرہ' افعال خارقہ' انفاس صادقہ' اشارات روحانیہ' محاضرات قدسیہ ہمت روشنہ تھے۔ پختہ ارادوں والے صاحب مقامات روشنہ' مراتب علیہ' معارف جلیلہ' حقائق ربانیہ' علوم د۔لنیہ تھے۔ مراتب قرب میں ان کا طور بلند تھا۔ قدس کے تختوں پر ان کا طریق اعلیٰ مجالس انس میں ان کا مقام بلند تھا۔ مجازی تقدیر میں ان کا ثبوت بڑا قوی تھا۔

عوالم غیب میں ان کی نظر خارق تھی۔ پوشیدہ اسرار سے ان کی اخبار سچی تھی۔ احکام ولایت میں ان کا لمبا ہاتھ تھا۔ احوال نہایت میں ان کا ہاتھ فراخ تھا۔ علوم مشاہدہ میں ان کا ہاتھ روشن تھا۔ تصریف جاری میں ان کا قدم مضبوط تھا۔ تمکین مضبوط میں ان کی بڑی قوت تھی۔ بلندیوں کی امداد میں بڑھنے والے تھے۔ شرافت کی اطراف کو جمع کرتے تھے ملکوت کے راستوں میں

بچتے تھے۔ جواذب بقایا سے نکلے ہوئے۔ عبودیت میں ثابت تھے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور عالم میں تصرف دیا ہے۔ اسباب کو ان کے لیے بدلا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر عجائب ظاہر کئے ہیں۔ ان کو حکمتوں کے ساتھ گویا کیا۔ ان کی زبان پر فوائد جاری کیے ہیں۔ دلوں کو ان کی محبت سے اور سینوں کو ان کی ہیبت سے بھر دیا۔ ان کو سالکین کا پیشوا صادقین کے لیے حجت بنایا ہے۔

وہ اس شان کے ایک رکن ہیں۔ اس کے سرداروں کے امام اس کے روسا کے سردار اور اس طرف بلانے والوں کے صدر، علم و عمل، زہد، ورع، توکل، تحقیق، تمکین، ہیبت، جلالت میں اس کے احکام کے مشہور عالم ہیں۔

یہ وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے کہا ہے کہ میں نے قیامت کو دیکھا وہاں پر لوگوں کے مراتب مقامات انبیاء علیہم السلام کو دیکھا۔

میں نے اعمال کی صورتوں کو جس طرح لوگوں پر ظاہر ہوں گی۔ دیکھا ہے۔ برزخ کو دیکھا اور جو مردوں کو وہاں پر حال ہے دیکھا۔ ایک شخص کو میں نے دیکھا۔ جس کو میں پہچانتا تھا۔ وہ میرے پاس اپنی بدحالی کی شکایت کرتا تھا۔ مجھے اس کے مرنے کی خبر نہ تھی۔ میں نے اس کا حال پوچھا تو مجھ سے کہا گیا کہ وہ مر گیا ہے۔ یہ بھی انہوں نے کہا کہ مجھ کو دنیا ایک بڑی خوبصورت جوان عورت کی شکل میں دکھائی دی۔ اس کے ہاتھ میں جھاڑو ہے اور وہ مسجد میں جس میں کہ میں تھا۔ جھاڑو دے رہی ہے۔ میں نے اس سے کہا۔ تیرا کیا حال ہے۔ اس نے کہا ہے۔ میں اس لیے آئی ہوں کہ آپ کی خدمت کروں۔ میں نے کہا نہیں خدا کی قسم۔ اس نے کہا کہ میں ضرور خدمت کروں گی۔ پھر میں نے اس کی طرف لکڑی سے اشارہ کیا۔ جو میرے پاس تھی۔ اس کو مارنے کا ارادہ کیا تو وہ بڑھیا بن گئی اور مسجد میں جھاڑو دینے لگی۔ پھر میں اس سے غافل ہو گیا۔ تو وہ پھر ویسے ہی بن گئی۔ میں نے پھر اس کو

نکالنا چاہا تو وہ پھر بڑھیا بن گئی تب اس پر میں نے رحم کھایا اور اس سے غافل ہو گیا پھر وہ جوان بن گئی۔ میں اس پر خفا ہوا اور اس سے گھبرایا وہ کہنے لگی آپ جو کریں۔ میں آپ کی خدمت کروں گی اور ایسا ہی تیرے بھائیوں کی خدمت کی ہے۔

پھر اس دن سے مجھ پر کوئی اسباب مشکل نہیں ہوا اور یہ بھی کہا ہے کہ مجھ پر قرآن عزیز کے باطنی حقائق کھل گئے ہیں۔ اب اس کے اسرار پر مطلع ہوا ہوں۔

وہ مغرب و مصر کے بڑے بڑے مشائخ سے ملے ہیں اور ان کی بہت سی کرامات دیکھی ہیں۔ ان سے ان کے بڑے بڑے ابتدائی حالات اور ان کے واقعات روایت کیے ہیں۔

اور کہا ہے کہ میں قریباً چھ سو مشائخ سے ملا ہوں۔ ان میں سے چار مشائخ کی پیروی کی ہے۔ شیخ ابو زید قرطبی، شیخ ابوالربیع، سلیمان بن کتانی مالقانی، شیخ ابوالعباس خزرجی، شیخ ابواسحاق بن ظریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ملے ہیں اور ان کے پاس رہے ہیں ان کی حکایت کی ہے۔ ان کے مناقب بیان کیے ہیں۔

اور کہا ہے کہ میں شیخ ابومدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جبایہ میں ملا ہوں۔ ان کی عبارات اور شرف ہمت تھی میں ان کے پاس رہا ہوں۔ ان کی مجلس میں حاضر رہتا تھا۔ ان کا کلام سنا کرتا تھا اور یہ بھی کہا ہے کہ شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باطن سے میری طرف دیکھا کرتے تھے۔ ان کے مشائخ ان کے کلام کو سنا کرتے تھے اس کو بڑا سمجھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ شیخ ابو اسحاق بن ظریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ لوگ قرشی کو میری طرف منسوب کرتے ہیں۔ واللہ میں نے اس سے زیادہ نفع حاصل کیا ہے۔ بہ نسبت اس کے جو اس نے مجھ سے نفع حاصل کیا ہے۔ اس کے سبب مجھ کو

بہت سے انکشاف ہوئے ہیں اور شیخ ابوالربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ کو قرشی کے دیکھنے سے وہ امور یاد آ گئے جو چالیس برس سے مجھ پر غائب تھے۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ میں نے کسی کو ایسا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح کہ اس قرشی کی زبان کرتی ہے۔ شیخ ابوالعباس احمد قسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بعض ان مشائخ سے سنا جن کی پیروی کی جاتی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ مشائخ قرشی اس طریق کو نہیں جانتا پر شیخ قرشی چلے ہیں۔

ان کے وقت میں مصر میں اس طریق کی ریاست ان تک پہنچی ہے۔ دیار مصریہ میں ان کے سبب مریدین صادقین کی عمدہ تربیت ہوئی ہے۔ ان کی صحبت ہے بڑے بڑے اکابر نے تخریج کی ہے۔ جیسے قاضی القضاۃ عماد الدین سکری شیخ علامہ علاؤالدین ابی الحسن علی بن ابی الفضائل ہبتہ اللہ مشہور ابن الحریمی شیخ ابی الطاہر محمد بن حسین انصاری خطیب شیخ ابوالعباس احمد بن علی قسطلانی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بہت سے صاحبان احوال ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ صلحاء کی ایک جماعت ان کی طرف منسوب ہوئی ہے۔ بہت سے علماء و فقراء ان کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ ان کی کلام و صحبت سے نفع حاصل کیا ہے۔ ہر طرف سے ان کا قصد کیا گیا ان کی کرامات عالم اطراف میں نقل کی گئیں۔

وہ دانا' کریم' صاحب جمال' سخی' ادیب اوبیب' اہل علم کے ساتھ متواضع ان کے دوست۔ ان کے اعلیٰ اخلاق و اشرف صفات تھی۔ وہ شریف قرشی ہاشمی تھے۔ جذام کے ساتھ مبتلا تھے اور موت سے کچھ مدت پہلے ان کو اس سے ضرر پہنچا تھا۔

شیخ ابوالعباس احمد القسطلانی نے ان کی تعریف میں ایک کتاب لکھی ہے۔

جو ان کے زیادہ حالات دیکھنے چاہے۔ وہ اس کتاب کو دیکھے۔ شرائع و حقائق میں ان کا کلام عالی تھا۔ ان کے کلام سے بہت سے فائدہ کی باتیں لکھی گئیں ہیں۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔

جو شخص کاموں میں ادب کے ساتھ داخل ہو۔ وہ اپنے مطلوب کو ان میں نہ پائے گا۔ ایک ہی بات کو عبودیت سے لازم پکڑ اور کسی شے سے تعرض نہ کر کیونکہ تیرا اس کے لیے ارادہ کرنا اس تک تجھے پہنچا دے گا۔

جو شخص احوال قوم کے دیکھتے ہوئے زیادتی طلب نہیں کرتا تو وہ عمل میں ناصر ہے۔ جو شخص کہ اپنے حقوق کو چھوڑ کر بھائیوں کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا وہ صحبت کی برکت سے محروم رہتا ہے۔

جس شخص کا توکل میں مقام نہیں ہے۔ وہ اپنی توحید میں ناقص ہے۔ خطرات کا بندہ مالک نہیں ہے۔ اس پر واجب ہے کہ جو احکام اس پر ہیں ان کو بجا لائے۔ جس شخص نے پختہ امر کو فتح کیا۔ یا عہد کا نقض کیا۔ تو اس نے اپنا آپ بگاڑ لیا اور اس پر مطالبہ رہے گا۔ کیونکہ پختہ وعدہ تیرے چھوڑنے سے تجھ کو نہ چھوڑے گا اور تیرے ساقط کرنے سے تجھ سے ساقط ہو گا۔ کیونکہ وہ تجھ پر حق ہے تیرے لیے نہیں۔

عالم وہ ہے کہ اشیاء کا مالک ہو اور وہ اس کی مالک نہ ہوں۔ ان میں خلافت سے تصرف کرے اور حریت کے ساتھ ان پر ترقی کرے۔

عالم وہ ہے کہ اپنے مریدوں کو لوح محفوظ سے نہ لے جو شخص اپنے مریدوں کو لوح محفوظ سے نہ لے تو اس کی ان سے لڑائی ہو گی۔ جو شخص کہ وقت میں ایسی چیزوں کے ساتھ مشغول ہو۔ جس کو کہ وقت نہیں لاتا۔ تو وہ تکلف کرتا ہے۔

اور جس شخص کی قرآن حسن خلق کے ساتھ تعریف نہ کرے اور اس پر تغیر سے بے خوف نہ رہنا چاہیے۔ لوگوں کے دل عمدہ اخلاق سے بڑھ کر کسی

عمل سے اعلیٰ درجہ تک نہیں پہنچتے اور سب طریق اخلاق میں ہے اور اسی قدر کے موافق لوگ بڑے ہوتے ہیں۔ تمہیں اس قبلہ کو لازم پکڑنا چاہیے۔ کیونکہ کسی پر اس کے سوا نہیں ہوئی۔

اہل حقیقت

جو شخص شریعت میں محقق و ثابت قدم ہے۔ وہ اس کے اسرار پر مطلع ہوتا ہے۔ اہل حقیقت ہی شریعت میں محقق ثابت قدم ہوتے ہیں۔ جو شخص کہ آداب شریعت کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ متقیوں کا امام بن جاتا ہے۔

جو شخص مرید کو اس کے حال سے نکالتا ہے اور اسی کو اس پر روکنے پر قادر نہیں تو وہ زیادتی کرتا ہے۔ جو شخص مشائخ کی طرف عصمت کی آنکھ سے دیکھتا ہے وہ ان کے دیکھنے سے پردہ میں ہوتا ہے۔

شیخ کو یہ مناسب نہیں مرید کو اسباب نکلنے کا حکم دے مگر اس صورت میں کہ وہ اس کو اٹھانے پر قادر ہو اور اس کی حفاظت میں حکومت رکھتا ہو۔ جب ان کو اخلاص کے ساتھ طلب کرتا ہے۔ تو ان کے اعمال لاشئے ہو جاتے ہیں۔ جب ان کے اعمال لاشئے ہوئے۔ تو ان کا فقر وفاقہ بڑھ جاتا ہے۔

پس ہر شے سے اور ہر اس شے سے اور ہر اس شے سے جو ان کے لیے ہے یا ان کو نقصان دینے والی ہے۔ بیزار ہو جاتے ہیں۔

ولی کی علامت

ولی کی علامت یہ ہے کہ جب اس کی عمر بڑھے تو اس کے عمل زائد ہو جائیں اور جب اس کا فقر بڑھ جاتا ہے تو اس کی سخاوت بڑھ جاتی ہے۔ جب

اس کا علم بڑھ جاتا ہے۔ اس کی تواضع بڑھ جاتی ہے۔

جس کو توحید میں سنت ملی ہوئی نہ ہو تو وہ بدعتی ہے۔ فقر ایک سر ہے۔ جس کو انبیاء علیہم السلام اور بعض صدیقین کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ ان کو وہاں کے دیکھنے سے غایت عجز پر ٹھہرا دیا ہے۔

جو شخص ورود و ارادت کے بعد زیادتی نہ پائے تو وہ دھوکہ ہے۔ سنت کے خلاف عمل کرنا باطل ہے۔ جو شخص اس امر کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ ولی ہے اور جو اس مقام کو پالے یا اس سے حال کو حاصل کرے۔ تو وہ ابدال میں سے ہے۔ تدبیر و اختیار غفلت کی علامت ہے۔ ولی کے پاس جب کھانا آتا ہے۔ تو اس کا وجود اس کے حضور کی برکت سے بدل جاتا ہے۔

ولی حلال ہی کھایا کرتا ہے۔ جس شخص کے لیے عادت کے پردے نہیں پھٹتے۔ تو اس کے لیے آخرت کا دروازہ نہیں کھلتا سچے مرید کا وظیفہ اس کی ارادت ہے۔ ہمت محل نظر ہے۔

جس شخص کو احکام مشائخ مہذب نہ بنائیں۔ اس کی اقتدار درست نہیں۔ ہر ایک مقام کے لیے علم ہوتا ہے جو اس کو خاص کرتا ہے۔ ہر حال کے لیے ادب سے جو اس کو لازم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی مرید کو حسن ظن پر پیدا کرتا ہے۔ تو یہ علامت ہے کہ اس نے اس کا ہاتھ پکڑا ہے۔ اس طریق میں کلام کرنا اہل اشراق کے سوا اور کسی کو درست نہیں۔

جب وہ اس کو نہ سمجھیں کہ متبوع کے اس پر کس قدر حقوق ہیں۔ تو ان پر کثرت اتباع آسان ہوتی ہے۔ جب حاجت ثابت ہو تو موجودات بدل جایا کرتے ہیں۔ ارادہ شروع میں غلبہ اور رعونت ہے۔ جو شخص علم حال اس سے لیتا ہے۔ تو زیادتی بند ہو جاتی ہے۔ وہ اس پر فتنہ بن جاتا ہے۔ جس شخص نے حقیقت حال کو معلوم کر لیا۔ تو جمیع مقامات کا حال ان کو دیا گیا۔

ریاضت سے تہذیب اخلاق مقصود ہوا کرتا ہے۔ نہ ورود احوال۔ اوقات

انوار کے ساتھ آتے ہیں۔ پھر خاص و عام اس سے انوار حاصل کرتے ہیں۔ جس کی ضرورت اس کا مولیٰ نہ ہو۔ وہ اس تک نہیں پہنچتا۔

خوف اہل علم کا طریقہ ہے اور امید اہل عمل کا۔ جب مرید ایسے علم کو سنے کہ اس کا حال اس کو نہ پہنچے اور نہ اس کے منازل پر منازل سے پہلے اس سے کلام کرے تو اس کا یہ دعویٰ اس کو اس میں وارث بنا دیتا ہے اور جس کا علم اس شان میں منازل و ذوق سے نہ ہو۔ تو اس کی اقتداء نہ کرنا چاہیے۔

خواص کی علامات یہ ہیں کہ جب وہ کسی شے کو دیکھتے ہیں۔ تو وہ ان پر چھوڑ دی جاتی ہے۔ جب وہ کسی شیئے کی طرف جھانکتے ہیں۔ تو اس کو حرام سمجھتے ہیں۔ جس شخص کو حرکات و سکنات کا علم نہ دیا جائے۔ تو اس طریق میں اس کی اقتداء مناسب نہیں سمجھ قبول کی پہلی خصلت ہے۔ شیخ کو مرید کے ساتھ اس میں کلام کرنا چاہیے۔ جو کہ اس کے مناسب ہو۔ ورنہ اس پر فتنہ ہو گا۔ مرید کو وہی علم حاصل کرنا چاہیے جو کہ اس کے حال کے موافق ہو۔

واردات خدا کی نعمتوں میں سے ہیں اور جب بندہ ان کے پڑوس کا مقید فرمانبرداری اچھی طرح نباہ نہ سکے تو وہ جاتے رہتے ہیں اور جب جاتے رہتے ہیں تو پھر کم لوٹتے ہیں۔

عقلوں کے موافق ہمتیں بلند ہوتی ہیں اور اشارے بڑھتے ہیں۔ زاہد کا غصہ اس لیے بڑھتا ہے کہ وہ فوت شدہ چیز کو جانتا ہے۔ عارف کو چونکہ آفات کی پہچان ہے اس لیے اس کو حکم میں وسعت ہے۔

عبودیت یہ ہے کہ محل احتیاج میں ٹھہرے۔ عبودیت یہ ہے کہ خواہشوں اور اختیار کو کھو دے۔ جو شخص الہام اور وسوسہ میں امتیاز نہ کرے۔ اس کو سماع مباح نہیں۔

عارف وہ ہے کہ جس کے نزدیک تصریف قدرت و تدبیر حکمت دونوں

برابر ہوں احوال اعمال کے ثمرات ہیں اور علوم احوال کے ثمرات ہیں۔ جس کا علم حال سے نہ ہو۔ تو وہ ناقل ہے۔ اصل علم توفیق و الہام ہے اور اس کا مادہ اطلاع وسعت ہے۔ علماء کے مونہوں پر اللہ عزوجل کا ہاتھ ہے۔ وہ حق کے سوا اور کچھ نہیں بولتے۔

سالک کا ادب یہ ہے کہ ترک اختیار کرے۔ یا عمل یا تہذیب خلق یا کوئی عبادت تو اپنے نفس پر سختی کرے اور اس کو ماسوا پر درگزر کرے۔ کیونکہ جب نفس راحت دینے نہیں پاتا۔ تو عاجز اور غم زدہ اور ست ہو جاتا ہے۔

جس شخص نے توکل کا پورا عہد کر لیا۔ تو اس کو صرف غیر کے بارے میں اسباب کے لیے نکلنا مباح ہے۔ جب کہ اس کے فرض میں خلل کا خوف ہو۔ جوانمردی یہ ہے کہ اپنے نفع کی بات چھوڑ دے اور جو فرض اس پر ہے اس کو پورا کرتا ہے۔

بڑی مشقت یہ ہے کہ بندہ پر نقصان آئے اور وہ اس کو نہ جانے ہمت محل نظر ہے۔ اس کے لیے ہر عمل و جہت میں سچ بولنے والی ہے۔ جس کو دل کا ایسا گواہ نہ ہو کہ اس سے اپنی حرکات میں شرم کرتا ہو۔ تو اس کا کام پورا نہ ہو گا۔ جو شخص سنت پر نہیں چلتا۔ وہ ہرگز اعمال کی میراثوں تک نہیں پہنچتا۔ فقر کے فوائد اور ثمرات یہ ہیں کہ بھوک اور برہنگی کے درد کا وجود ہو اور ان دونوں سے لذت ہو اور یہ دونوں زائد ہوں اور ان میں اس کی رغبت ہو۔ آپ کی یہ دعا بھی تھی۔

اللھم امنن علینا بکل مایقو بنا الیک مقرونا بالعوفی فی الدارین برحمتک یا ارحم الرحمین اور ان کی دعا یہ دعا بھی ہے۔ اللھم انا نستغفرک من کل زنب اذنبتہ استعمدناہ اوجھلناہ و نستغفرک من کل ذنب تنبالک منہ ثم عدنا فیہ و نستغفرک من الذنوب التی لا یعلمھا غیرک ولا یسعھا الا حلمک و نستغفرک من اللھم امتناعنا

قبل الموت واحینا بک حیاۃ طیبہ اور انہیں سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں شیخ ابو محمد مغازی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک دن گیا تو مجھ سے کہا کیا میں تجھے ایسی دعا نہ بتلاؤں کہ جب تو کسی شے کا محتاج ہو تو اس سے مدد لے پھر یہ کہا مادعت الیہ نفوسنا من قبل الرخص فاشتبہ ذلک علینا وھو عندک حرام و نستغفرک من بحل عمل عملناہ بوجھک فخالطہ مالیس رضی لا الہ الا انت یا ارحم الرحمین اور یہ بھی ان کی دعا ہے یا واحد یا احدیا جواد انفحنا بنفحہ خیر منک انک علی کل شی قدیر وہ کہتے ہیں کہ میں اسی میں سے خرچ کرتا ہوں۔ جب سے کہ میں نے ان سے سنا ہے اور یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

احری الملابی ان تلقی الحبیب یوم الزیارت فی الثوب الذی خلعا
فھلر و صبرھما ثو بان تحتھما قلب یدی الفہ الا عیادوالجمعا
الدھر لی ماتم ان غبت یا املی والعید ماکنت لی مرای و مستمعا

شیخ بزرگ عارف ابوالعباس احمد بن علی بن محمد بن الحسن قسطلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی اس کتاب میں کہ جس کو شیخ ابی عبداللہ قرشی کے مناقب میں لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن ظریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ان کی طرف ایک انسان آیا۔ اس نے آپ سے پوچھا کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے اوپر ایسی قسم کھالے کہ اس کو بغیر حصول مطلب نہ کھولے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں درست ہے اور حدیث ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو کہ بنی نضیر کے قصہ میں ہے۔ استدلال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ دیکھو اگر وہ میرے پاس آتا۔ تو میں اس کے لیے خدا سے استغفار مانگتا لیکن جب اس نے خود ایسا کیا

ہے۔ تو ہم اس کو چھوڑتے ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں حکم بھیجے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن لیا اور اپنے نفس سے پختہ عہد کیا کہ میں کچھ نہ کھاؤں گا۔ مگر اس کی قدرت کے اظہار کے وقت۔ تب تین دن تک ٹھہرا رہا اور اس وقت میں دوکان پر اپنا کام کیا کرتا تھا۔ اتنے میں میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص میرے سامنے حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا کہا کہ عشاء تک صبر کر اس سے کھانا پھر مجھ سے غائب ہو گیا اور میں مغرب عشا کے درمیان اپنا وظیفہ پڑھ رہا تھا کہ دیوار پھٹی اور اس میں سے ایک حور نکلی جس کے ہاتھ میں وہی برتن تھا۔ جو اس شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اس کی شہد کی شکل تھی۔ پھر وہ آگے بڑھی اس نے مجھے اس سے تین دفعہ چٹایا۔ تب تو میں بے ہوش ہو گیا اور مجھ کو غشی طاری ہو گئی پھر مجھے ہوش آیا تو وہ چلی گئی تھی۔

اس کے بعد مجھے نہ کھانا اچھا لگتا تھا نہ اس کے بعد کوئی شخص اچھا معلوم ہوتا تھا اور نہ مجھے لوگوں کی باتیں سننے کی طاقت رہی۔ اس حال پر میں ایک مدت تک رہا۔

اور اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں منا میں تھا۔ مجھے پیاس معلوم ہوئی اور پانی نہ ملا نہ میرے پاس پیسہ تھا۔ جس سے میں خرید لیتا۔ پھر میں کوئی کنواں دیکھنے کو چلا ایک کنویں پر لوگ جمع تھے۔

میں نے ان میں سے ایک کو کہا کہ میرے اس لوٹے میں پانی ڈال دے اس نے مجھے مارا اور میرے ہاتھ سے لوٹا لے کر دور پھینک دیا۔ میں اس کو لینے ایسے حال میں گیا کہ میرا دل شکستہ تھا۔ پھر میں نے اس کو ایک حوض میں پایا۔ جس کا پانی شیریں تھا۔ میں نے پانی پیا اور لوٹا بھر کر اپنے ساتھیوں کے

لیے لایا۔ ان سب نے پایا میں نے ان کو سارا قصہ سنایا۔ تب وہ اس مکان کی طرف گئے کہ اس میں سے پانی پئیں لیکن وہاں نہ پانی تھا نہ اس کا کوئی اثر۔ میں نے جان لیا کہ یہ بھی کوئی نشانی ہے۔

اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں جدہ کے سمندر میں تھا۔ میرے ساتھ ایک دوست تھا۔ اس کو سخت پیاس معلوم ہوئی۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ پانی کو میرے شملہ (چھوٹی چادر) کے عوض میں دے دے اور مجھ پر اس ڈبہ کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ مگر کسی نے میرے پاس پانی نہ بھیجا میں نے اس سے کہا کہ میرا یہ ڈبہ لے لے اور جہاز کے کپتان کے پاس لے جا۔ وہ اس کی طرف گیا اور اپنے ساتھ لوٹا لے گیا۔ جب وہاں گیا تو اس نے اس کو جھڑکا اور چلایا وہ ایک جوان آدمی گھروں کا مالک تھا۔ لوٹے کو اس کے ہاتھ سے لے کر پھینک دیا۔ وہ سمندر میں گرا بلکہ جہاز میں گرا وہ میری طرف آیا۔ میں نے اس کی ذلت و انکساری دیکھی اور سخت ضرورت دیکھی۔ میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس حال پر نہ چھوڑے گا۔

تب میں نے لوٹے کو لیا اور کھاری پانی سے بھر لیا۔ اس نے پیا۔ حتیٰ کہ سیر ہو گیا پھر میں نے اس کے ہاتھ سے لیا اور پیا حتیٰ کہ میں بھی سیر ہو گیا اور ان کو لوگوں نے جو ہمارے آس پاس تھے اور ان کے پاس پانی نہ تھا پیا۔

میں نے ایک اور لوٹا بھر لیا اور اس سے آٹا گوندھ لیا۔ جب ہم اس سے مستغنی ہو گئے اور اس کے بعد میں نے اس کو بھرا تو اس کو کھاری پیا۔ جیسا کہ پہلے تھا۔

پھر میں نے جان لیا کہ جب ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ تو موجودات بدلا کرتے ہیں۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابو عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک دن میں انگوروں کے میدان میں گزر رہا

تھا۔ جب میں قریب گیا تو مجھ کو بعض پھلوں میں سے رونے کی آواز آئیں۔ پھر رونا زیادہ ہوا اور مجھ سے چلنا مشکل ہو گیا اور میں واپس آیا اور پکارنے والے کے پاس کھڑا ہوا تو آواز آئی کہ مجھ پر پھل ہے۔ اس کی قیمت دو درم یا تین درم تھی۔ ایک شخص نے اس کی قیمت اصلی قیمت سے زائد دی۔ وہ انگور شراب کے لیے نچوڑا کرتا تھا۔ میں نے کہا کہ اس نے زیادہ قیمت اس لیے دی ہے کہ اس سے شراب نکالے ورنہ پہلے اس سے اور بہت سے پھل دار درخت ہیں کہ اس قیمت کو نہیں پہنچتے۔

اس نے میری بات نہ مانی نہ میری طرف متوجہ ہوا۔ تب میں نے اسی قیمت سے کہ ان سے خریدا تھا۔ خرید لیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس قیمت موجود نہ تھی۔ میں نے اپنا کپڑا اتار دیا اور اس کی قیمت میں اس کو دے دیا اور مشتری کے ہاتھ سے میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

سیب سے رونے کی آواز

یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں بعض مشائخ کی زیارت کو گیا انہوں نے کہا کہ یہاں ایک عورت صاحب کشف اور اہل علم ہے۔ اگر تم اس سے ملتے تو اچھا تھا۔ پھر ایک بچہ سے کہا کہ تم جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ ہمارے پاس ایک بھائی ملنے آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم یہاں پر اس سے ملو۔ پھر ایک عورت آئی کہ اپنے کپڑوں میں چھپی ہوئی تھی چلنے سے لاغر تھی۔ پھر اس نے ان پر اور مجھ پر سلام کیا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ یہ ایک مرد ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم یہاں پر اس سے ملو پھر ایک عورت آئی کہ اپنے کپڑوں میں چھپی ہوئی تھی چلنے میں لاغر تھی۔ پھر اس نے ان پر اور مجھ پر سلام کیا۔ انہوں نے اس

سے کہا کہ یہ ایک مرد ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس سے تعارف پیدا کرو۔ پھر ہماری ان کی باتیں ہونے لگیں۔

اس نے اپنے مکاشفات اور جو کچھ اس نے دیکھا تھا۔ بیان کئے وہ باتیں کر رہی تھی کہ میں نے اس کی جیب میں سے رونے کی آواز سنی میں نے کہا اے بی بی جو کچھ تمہاری جیب میں ہے۔ وہ مجھے دے دو۔ اس نے کہا کہ میری جیب میں کیا ہے۔ میں نے کہا کہ اس میں سے جو کچھ ہے نکال لو۔ اس نے ایک سیب نکالا جس کا آدھا حصہ سرخ اور آدھا سبز ہے۔

اس نے اپنے سر میں خوشبو مرکب (غالیہ) رکھی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ مجھ کو دے دو۔ اس نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مشرق کی بعض عورتوں کو بطور تحفہ دوں۔ میں نے کہا تم وہاں نہ جاؤ گی اور میری عرض وہاں پر ہے۔ پھر اس نے مجھے وہ دے دیا۔ میں اس کو لے کر شیخ ابی زید کی طرف لے گیا۔ انہوں نے اس کو کھایا پھر میں نے معلوم کر لیا کہ اس کا مجھ سے استغنانہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ وہ ولی سے ملنا اور گناہ گاروں کے مقام سے بھاگنا چاہتی تھی۔

اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میرے پاس ایک درم تھا۔ میں نے اس لیے نکالا کہ آٹا خریدوں لیکن ایک سائل مجھے راستہ میں مل گیا۔ تو میں نے وہ درہم اس کو دے دیا۔ پھر چلا تو میرا ہاتھ بند تھا۔ میں نے جو کھولا۔ تو اس میں ایک درہم پایا۔ میں نے اس سے آٹا خریدا اور گھر کی طرف لوٹ آیا۔

یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شروع میں آٹا خریدتا تھا۔ اس میں سے راستہ بھر میں جو سائل ملتا۔ دیا کرتا تھا اور جب گھر میں پہنچ کر اس کو تولتا۔ تو اس کو اسی قدر پاتا۔ جس قدر کہ خریدا تھا۔

اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا طاہر محمد بن الحسین انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ کو ایک شخص نے خبر دی کہ اس کے دوست کا ایک لڑکا تھا۔ اس کو چار سال ہو گئے تھے کہ زیادہ رونے کی وجہ اس کے ساتھ سو نہیں سکتا تھا۔ اس سے کہا گیا اگر تم شیخ ابو عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس کو لے جاؤ کہ وہ اس کے لیے دعا مانگیں تو بہتر ہے۔ اس نے کہا کہ یہ ایسی بات ہے کہ جس میں دعا وغیرہ غیر مفید ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے دل میں پھر آیا کہ اگر میں ان کی خدمت میں لے جاؤں تو کیا حرج ہے۔ وہ مسجد میں جمعہ کے بعد شیخ کی خدمت میں بچہ کو لے آیا اور اپنا حال بیان کیا اور ان سے التماس کی کہ وہ دعا مانگیں۔ تب شیخ نے اس سے فرمایا کہ اس کا نام کیا ہے اس نے کہا یوسف۔ وہ بچہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا کہ اے یوسف آج کی رات مت رونا وہ کہنے لگا کہ میرے دل میں جو انہوں نے کہا اس کا تردد رہا اور میں نے تعجب کیا۔ خیر میں اس کو گھر لے آیا اس رات وہ صبح تک سوتا رہا۔ اس کی والدہ سے میں نے کہا کہ دیکھ اگر اس پر کوئی شے آتی۔ تو میں اس کو نیند گمان نہ کرتا۔ پھر ہم نے اس سے تعجب کیا اور بچہ کا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ بڑا ہو گیا اور کبھی رونے کا نام تک نہیں لیا۔

اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ جب میں نے نکاح کیا تو ایک دفعہ بازار میں جا رہا تھا اتنے میں ایک شخص کو راستہ میں کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہتا ہے کہ اس شخص نے نکاح کیا ہے اور ضروری ہے کہ اس کا حال بدل جائے۔ عنقریب وہ دیکھ لے گا۔ پھر میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اس سال نہ کچھ کھانے کی چیز خریدوں گا اور نہ کچھ اسباب جمع ہونے دوں گا یہاں تک کہ دیکھوں مجھے جس پر ڈرایا گیا۔

پس وہ سال گزر گیا اور اس میں میں نے وہ فوائد و برکت دیکھے۔ جس کو بیان نہیں کر سکتا۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے کسی کا محتاج نہ بنایا بلکہ مجھ پر اپنی عنایت کی۔ یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں مقامات طے تک پہنچا۔ میں تین دن تک روز وصال رکھتا تھا اور اس سے زیادہ پر اقتضائے حال کے مطابق گزار دیتا تھا۔ تین سے چار تک اور اس پر مجھ کو اختیار سے زیادتی کا اتفاق نہ ہوتا تھا۔ تھوڑے مقصود کی وجہ سے نہ مجھ کو کھانا نہ پینا نہ لباس اچھا معلوم ہوتا تھا۔

مجھ کو سال کے قریب گزر گیا اور مجھ پر صوف کا پرانا جبہ تھا۔ میں اس کو اپنے اوپر ملاتا تھا کہ کہیں میرا ستر نہ کھل جائے۔

اور مکہ مکرمہ میں مجھ پر ایک روئی دار جبہ تھا اس کے استر کو میں نے پھاڑ دیا تھا۔ تو جوئیں روئی میں پڑ گئی تھیں اور میں ان سے بہت تکلیف اٹھاتا تھا۔

اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں غذا میں جسم کے قوام کی نسبت بحث کیا کرتا تھا اور اس کی بابت ان علماء سے جن کو میں ملتا تھا۔ پوچھتا تھا۔ میرا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ بہت دن تک میرا خالی پیٹ رہتا۔ میرا نفس ضعیف ہو گیا۔ میرے سامنے کھانا لایا گیا۔ میں دل میں مراقبہ کرنے لگا کہ کس حد تک میری قوت برتتی ہے میں نے لذت طعام پائی۔ میں چھ اوقیہ یا چار اوقیہ کی مقدار رکھا گیا۔ پھر میرا نفس ہوش میں آیا۔

میں نے طعام کی لذت پائی اس مقدار سے زیادہ کا ارادہ کیا۔ تو میرے سامنے ایک ہاتھ میرے ہاتھ کے نیچے سے نکلا۔ وہ چاہتا تھا کہ میرے ساتھ کھائے۔ میں نے کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ بھی بڑھا۔ پھر میرا حال بدمزہ ہو گیا۔ اور کھانا میری آنکھوں میں اندھا ہو گیا۔ مجھے قدرت نہ ہوئی۔ کہ کچھ

اس سے کھالوں۔ میں وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مجھ سے کہا گیا یہ تمہارے جسم کے قوام کی حد ہے۔ اور اس کے ماسوی تمہارے نفس کے لئے ہے۔ پھر میں اسی حال پر ایک مدت رہا۔ یہاں تک کہ میرا حال مضبوط ہو گیا۔ اور جب میرے پاس کوئی مہمان آتا۔ اور میں اس کے ساتھ کھاتا تو وہ ہاتھ نہ نکلتا۔

شیخ ابو العباس ابن القسطلانی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ تم اس پر کس قدر صبر کر سکتے تھے۔ کہا کہ میں ایک دن رات صبر کرتا تھا۔ میرا حال ہمیشہ ایسا ہوتا تھا۔ میرا نفس ساکن تھا۔ میرے اعضاء نرم ہوتے تھے۔ زبان ذاکر اور دل خوش تھا۔ اس حال پر ایک مدت تک رہا۔

یہ بھی اس میں کہا کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک گاؤں میں ایک شیخ نے ہماری مہمانی کی۔ ہمارے سامنے کھانا لایا۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کھاؤ۔ اس نے کہا کہ مجھے ہمت نہیں۔ کہ اس کی طرف ہاتھ بڑھاؤں کیونکہ میں اس کو آگ پاتا ہوں۔ میں نے اس کو کہا کہ میں بھی اس کو خون پاتا ہوں۔ پھر ہم عذر کر کے چلے آئے۔ اس شخص کی نسبت پوچھا تو وہ حجام تھا۔

اس نے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابا اسحاق بن ظریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ ابوالعباس حنکی سبتہ کے رہنے والے مردوں میں سے تھے۔ ان کی انگلیاں گری ہوئی تھیں۔ میرے دل میں خطرہ گزرا کہ ان سے پوچھوں استرہ کیسے لیتے ہوں گے۔ پھر میں نے ان کو اس کی نسبت پوچھا تو کہا کہ مت پوچھ۔ میں نے اس سے کہا اے میرے سردار تم کو خدا کی قسم ہے ضرور بتلاؤ۔ کہا کہ اے فرزند جب مجھے اس بات کی حاجت ہوتی ہے۔ تو میں کہتا ہوں اے میرے رب تو جانتا ہے کہ یہ ایسا موقع ہے کہ اس پر اطلاع مشکل ہے۔ کہ اس کے پاک کرنے پر میرے سوا اور کوئی نائب ہو۔ پھر

میرے ہاتھ میں سے انگلیاں اس قدر نکل آتیں کہ میں استرہ پکڑ لیتا میں اپنی حاجت پوری کر لیتا۔ پھر میرا حال اپنے حال پر لوٹ آتا۔

شیخ ابوالعباس قسطلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں۔ کہ پٹھوں کے تشنج کی وجہ سے شیخ ابوعبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ کسی شے کو پکڑ نہ سکتا تھا۔ اور ان کی آنکھیں بھی جاتی رہی تھیں۔ میں استرا ان کے ہاتھ پر رکھ دیتا۔ اور ان کی انگلیوں کے درمیان جما دیتا۔ اور چھوڑ دیتا تھا۔ پھر ان کے پاس اس جگہ جاتا تو بالوں کو گرے ہوئے اور استرہ بھی گرا ہوا پاتا تھا۔ سو میں اس کو ان کی کرامت سمجھتا تھا۔

یہ بھی اس میں کہا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابا محمد عبدالحق محدث جبایہ میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سفر حج کا ارادہ کیا۔ اور ایک جہاز پر سوار ہوا۔ پھر جہاز چلنے سے رک گیا۔ اور جنگل کی طرف ٹھہر گیا۔ میں شہر کی طرف متوجہ ہوا تو کسی ہاتف کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

یعنی کبھی مرید قریب ہو۔ تب بھی روکا جاتا ہے۔ اور کبھی مراد بعید ہو۔ تو اس کو کھینچا جاتا ہے۔

اس میں یہ بھی کہا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ سے ابوالعباس احمد بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں راستہ پر گزر رہا تھا۔ وہاں پر جو کوڑا جمع ہوا تھا۔ اس کو دیکھنے لگا۔ اور دل میں اس سے عبرت حاصل کرتا تھا۔ تب میں نے ہاتف کو سنا کہ وہ کہتا ہے انظر الی الھک الذی ظلمت علیہ عاکفاہ کہ اپنے اس معبود کی طرف دیکھ جس پر تو جھکا رہتا ہے۔

اور یہ بھی اس میں کہا کہ مجھ کو خبر دی شیخ ابوالعباس احمد بن ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ وہ شیخ ابی عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں

قدموں کے موقع کو زمین پر دیکھتا تھا۔ کہ ایک تو سونے کا دوسرا چاندی کا۔

یہ بھی اس میں کہا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرا ایک دوست تھا۔ اور ہم دونوں میں اضطراب تھا۔ وہ ایک رات سویا تھا۔ دفعتہ مجھ سے کہنے لگا۔ کہ اے ابا عبداللہ دیکھ تیرے پہلو کے نیچے کیا ہے۔ میں نے جو تلاش کی تو پتھر پایا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اس کو الگ کر دو۔ کیونکہ اس نے مجھے آج کی رات اضطراب میں ڈال رکھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ کیسے۔ اس نے کہا کہ میں پتھر کو اپنے پہلو کے نیچے پاتا ہوں۔ تو مجھے درد معلوم ہوتا ہے۔ میں تلاش کرتا ہوں تو ملتا نہیں۔ اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ تیرے باعث ہے۔

یہ بھی اس میں کہا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں ایک دفعہ سمندر کے کنارہ پر چلا جا رہا تھا۔ اتفاقاً" ایک بوٹی نے مجھ سے کلام کیا۔ اور کہا کہ میں اس بیماری کی شفا ہوں۔ جو تم کو ہے۔ مگر میں نے اس کو نہ لیا۔ اور نہ استعمال کیا۔

میں نے کہا اے میرے سردار آپ اس بوٹی کو پہچانتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا کیا وہ مصری علاقہ میں ہے۔ انہوں نے کہا میں نے اس کو دیکھا نہیں۔ اگر دیکھتا تو پہچان لیتا۔

یہ بھی اس میں کہا ہے کہ شیخ ابی عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک دفعہ ایک چھوٹی لڑکی زیارت کو آئی۔ اس پر جن کا اثر تھا۔ وہ بے ہوش ہو گئی۔ اس کی حرکت آپ نے سنی۔ لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا۔ آپ کو اس کو خبر دی گئی۔ آپ کھڑے ہوئے اور آنے والے جن کو سخت جھڑکا۔ اور کہا کہ پھر نہ آئیو۔ وہ ہوش میں آ گئی۔ اور پھر اس پر جن نہ آیا۔

یہ بھی اس میں کہا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں مقام بدر سے حج کے ارادہ پر نکلا۔ راستہ میں

تھک کر ایک درخت کے نیچے سو گیا۔ بیدار ہوا تو ایک منزل کو دیکھا۔ اس کی بابت میں نے دریافت کیا مجھ سے کہا گیا۔ کہ یہ خلیص ہے پھر میں تین منزل میں مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔

جنوں کی بستی سے جنوں کا نکالنا

خبر دی ہم کو ابوالمعالی فضل اللہ بن سالم بن یونس قرشی بیسی نے کہا کہ میں نے شیخ اباالعباس احمد بن سلیمان بن احمد قرشی بیسی مشہور ابن کیساء سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ ابو عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر کے ایک گاؤں میں گزرے۔ ان کے ساتھ ان کے مریدوں کی ایک جماعت تھی۔ انہوں نے گاؤں کو گھروں اور باغوں سے آباد پایا لیکن کسی کو وہاں نہ پایا۔ پھر شیخ نے ان مکانوں کے لوگوں سے خالی ہونے کا سبب پوچھا تو کہا کہ یہ جنوں کی بستی مشہور ہے۔ جو لوگ اس میں رہنا چاہتے ہیں ان کو وہ بہت تکلیف پہنچاتے ہیں۔ وہاں کے رہنے والے اور بستیوں میں متفرق جاتے ہیں۔

تب شیخ نے بعض فقراء سے کہا کہ تم بلند آواز سے اس بستی کی اطراف میں پکار کر کہہ دو کہ اے جنوں کے گروہ! تم کو قرشی حکم دیتا ہے کہ اس گاؤں سے نکل جاؤ۔ پھر کبھی نہ آنا۔ نہ وہاں رہنے والوں کو تکلیف دینا۔ اور جو اس حکم کے خلاف کرے گا۔ ہلاک ہوگا۔

راوی کہتا ہے کہ اس شخص نے پکار دیا۔ فقراء گاؤں میں شور وغل سنتے تھے۔ شیخ نے فرمایا کہ تمام جن نکل گئے ہیں کوئی بھی ان میں سے نہیں رہا۔ پھر گاؤں والوں نے سنا اور آکر وہاں آباد ہو گئے۔ اس کے بعد وہاں کے لوگوں کو کسی جن نے نہ ستایا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالرحیم بن شیخ ابوالوفا فضائل بن علی بن عبداللہ

مخزومی مشہور ابن جلا نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن شیخ ابو عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مصر کے ایک حمام کے الگ کمرہ میں حاضر ہوا۔ میں نے ان کو تنہا پایا۔ ان کو بینا ان کے جسم کو چاندی کی طرح سفید دیکھا۔ جس میں کوئی آفت نہیں۔ اس گھر کے کونہ میں ایک میخ کو دیکھا جس پر کپڑا لٹکا ہوا ہے۔

میں نے کہا اے میرے سردار کیا حال ہے۔ اور وہ کیا حال انہوں نے مجھ سے کہا۔ کیا تم نے دیکھ لیا۔ میں نے کہا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آرام اور بلا دونوں کا لباس پہنایا۔ مجھ کو ان دونوں میں تصرف دیا ہے کہ جونسا لباس پہنوں پہن لیتا ہوں۔ اور جب وہ نہانے سے فارغ ہوئے۔ تو وہ لباس جو کھونٹی پر لٹک رہا تھا پہن لیتا ہوں۔ کہ وہ اندھے ہیں۔ اور مشہور عادت کے موافق مبتلا ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ انہوں نے مصر کی ایک عورت سے نکاح کیا ہوا تھا۔ وہ کہا کرتی کہ جب وہ میرے قریب آتے ہیں تو میں ان کو بنیا دیکھتی ہوں۔ اور ان کے جسم کو چاندی کی طرح پاتی ہوں۔ جیسے کوئی بڑا خوبصورت آدمی ہوتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ان سے سنا وہ کہتے تھے میں دیکھتا تھا۔ گویا کہ قیامت قائم ہے اور انبیاء علیہم السلام کے جھنڈے کھڑے ہیں۔ لوگ ان کے پیچھے ہیں۔ میں بلا والوں کو دیکھتا تھا۔ کہ ان کا جھنڈا کھڑا ہے۔ ان کو ایوب علیہ السلام لئے جاتے ہیں۔ میں اپنے سر پر ایک جھنڈا دیکھتا ہوں۔ جس پر ایوب لکھا ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن عبدالوہاب بن صالح قرشی سمنودی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ ابا عبداللہ بن عبدالوہاب بن صالح قرشی سمنودی نے کہا

کہ میں نے سنا شیخ ابا محمد عبدالخالق بن ابی صالح بن ابی الفضائل قرشی اموی شافعی نحوی لغوی سے مصر میں کہا کہ شیخ ابوعبداللہ قرشی ملک اور نائب السلطنت نے ایک دن ایک برتن میں جس میں دودھ تھا کھایا۔ لیکن نائب السلطنت نے کھانے سے ہاتھ کو اس لئے روکا کہ قرشی (برص میں) مبتلا ہیں۔

تب شیخ نے کہا کہ اگر تم اس ہاتھ (مبروص) کی وجہ سے میرے ساتھ کھانا کھانے سے ہٹتے ہو۔ تو اپنے ہاتھ کو اٹھاؤ اور لو اس ہاتھ سے کھاؤ۔ اور ہاتھ چاندی کی طرح سفید نکلا۔ جس میں کسی طرح کا عیب نہ تھا۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ قرشی اپنے مریدوں سے کہتے تھے کہ منکر کا باطن سے بطور حال کے انکار اس ظاہری انکار سے جو قال کے ساتھ ہو بڑھ کر ہوتا ہے آپ سے کہا گیا کہ ہم کو اس بات کی نشانی دکھلایے انہوں نے اپنے مرید شیخ ابوعبداللہ قرصی سے کہا کہ مجھ کو راستہ میں کسی ٹیلہ پر بٹھا دو۔ اس نے ان کو ایک مسجد کی طرف مصر اور قاہرہ کے دو راستوں کے جدا ہونے کے موقع پر لے جا کر اونچی جگہ بٹھلا دیا۔ پھر ایک خچر گزری جس پر شراب تھی۔ قرطبی نے ان کو بتلا دیا شیخ پھسل گئی۔ اور ٹوٹ گئیں۔ علی ہذا۔ تین خچریں لدی ہوئی اور گزریں جن پر شراب کی ٹھلیاں تھیں۔ آپ ایسا ہی کرتے تھے۔ اور ٹھلیاں ٹوٹتی جاتی تھیں۔ پھر شیخ نے کہا انکار ایسا ہوا ہے۔

جن کا نکالنا

خبر دی ہم کو ابوالمعالی فضل اللہ بن سالم بن یونس قرشی بلیسی نے کہا کہ میں نے ابا العباس احمد بن کیساء بلیسی سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ اباعبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک لونڈی خدمت کرتی تھی۔ وہ مرگی میں بے ہوش ہو گئی۔ شیخ آئے اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے۔ اور چمٹنے والے کو ڈانٹا۔ اس سے عہد لیا کہ پھر نہ آئے۔ اس کو آرام ہو گیا۔ پھر ایک مدت کے بعد بیہوش ہو گئی۔ پھر شیخ آئے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے۔ تب وہ جن بہت گھبرایا۔ اور قسم کھائی کہ پھر کبھی نہ آئے گا۔ اور جب شیخ نے ارادہ کیا کہ بیت المقدس کی طرف سفر کرے تو اپنے ایک پڑوسی سے کہا۔ کہ اگر تم اس کو بیہوش ہوتے دیکھو۔ تو اس کے پاس آؤ۔ اس کے سر کو اٹھاؤ اور اس میخ کو جو زمین میں ہے۔ اس کے سر پر اتنا مارو کہ وہ زمین میں غائب ہو جائے۔ اگر تم کوئی بری آواز سنو تو اس سے ڈرنا مت اور اس پر رحم نہ کھانا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک مدت کے بعد وہ بیہوش ہو گئی۔ وہ شخص آیا۔ اور جو شیخ نے حکم دیا تھا۔ وہی کیا۔ تب ایک بڑی بری آواز سنائی دی۔ جس سے وہ ڈر گیا۔ پھر شیخ کی بات اس کو یاد آ گئی۔ اور میخ کو مارنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہو گئی۔ اور آواز بند ہو گئی۔ لونڈی کو ہوش آ گئی۔ اس دن کی تاریخ بھی لکھ لی۔ پھر بیت المقدس سے خبر آئی کہ شیخ اسی روز فوت ہوئے۔

راوی کہتا ہے کہ اس دن کے بعد لونڈی کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہوئی۔

شیخ ابوالعباس احمد بن القسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ شیخ

ابوعبداللہ قرشی کی آخر عمر میں بیس سال تک نیند جاتی رہی۔ وہ دن ہی کو سوتے تھے۔ طلوع آفتاب سے چاشت کے وقت تک۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ میں نے ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سنا وہ کہتے تھے کہ میں شفقت میں اس حال تک پہنچ گیا۔ کہ اس شخص کے حق میں جو مجھے تکلیف دیتا میری دعا مقبول نہ ہوتی۔ اور نہ اس پر عذاب جلدی آتا۔ میں امید کرتا تھا۔ کہ میری وجہ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے اور یہ بھی کہتا تھا۔ کہ شیخ عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ولایت گواہ تھی۔ یعنی ان کی روش نیک ہیبت و تسکین۔

میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اسنے ان کو دیکھا ہو۔ اور اپنی آنکھ ان سے پھیرلی ہو شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بازار میں چلتے تو آوازیں بند ہو جاتیں۔ اور حرکات ساکن ہوتیں۔ کیونکہ لوگ انہیں کی طرف دیکھنے لگ جاتے۔ جو کوئی آپ کی صحبت میں بیٹھتا۔ وہ آپ کی صحبت میں رشک کرتا اور اپنے دل میں ان کی برکت کا اثر پاتا۔

اور یہ بھی کہا کہ نے شیخ ابا عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سناوہ کہتے تھے کہ میں اس راستہ میں پرہیز گاری کا باریکی اور کمال محاسبت کے بغیر نہیں چلا ہوں۔ میں نے اپنے نفس کے لئے اس کے مزوں میں محاسبت پسند نہیں کی۔ حتیٰ کہ مجھ کو وہ علم ہوا ہو۔ کہ اسکی طرف مجھ کو نکال کر لے گیا ہو۔

شب قدر کی پہچان

یہ بھی کہا ہے کہ شیخ ابو عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائیوں کی دعا کے بڑے خبر گیر تھے۔ اس موقع میں جب دعا مقبول ہوتی ہے۔ ان کو نام

بنام یاد کرتے ہیں جیسے رمضان شریف کی راتیں۔ اور عشرہ کی طاق راتیں اور ہم شب قدر کو اس طرح پہچان لیتے کہ وہ اس رات غسل کرتے مردوں اور زندہ بھائیوں کے نام گنا کرتے۔

وہ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم قرشی ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ مصر میں رہتے تھے۔ وہاں پر مقیم رہے۔ اور قاہرہ میں بھی کچھ مدت رہے۔ پھر بیت المقدس کی طرف کوچ کیا۔ اور وہیں 6 ذی الحجہ 599ھ میں فوت ہوئے۔ اور اس قبرستان میں دفن ہوئے جو کہ بیت المقدس کی مغرب کی جانب واقع ہے۔ وہاں پر آپکی قبر کی علانیہ زیارت کی جاتی ہے انکی ولادت اندلس میں قریب 544 کے ہوئی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو محمد عبداللہ بن عبدالوہاب بن صالح بن ابراہیم قرشی سمووی شافعی نے کہا کہ میں نے شیخ فاضل ابا طاہر محمد بن حسین انصاری خطیب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے زمانہ کے سردار شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ مقام فناحد اور مروت ہے۔ شیخ ابوالربیع کہتے ہیں۔ کہ اس کلمہ میں بڑا علم ہے۔ اس میں بڑے بڑے معانی جمع کر دیئے ہیں۔

ابوالطاہر کہتے ہیں کہ میں نے شیخ قرشی سے کہا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ کے سردار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہاں اولیاء میں سے وہ اعلیٰ اور اکمل ہیں۔ علماء میں سے وہ زیادہ پرہیزگار اور زیادہ زاہد ہیں۔ عارفوں میں سے زیادہ عالم اور زیادہ پورے ہیں۔ مشائخ میں سے وہ زیادہ صاحب مرتبہ اور زیادہ برقرار ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

شیخ ابوالبرکات بن صنحرا اموی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ مشرق کے بڑے مشائخ اور بڑے عارفوں میں سے ہیں صاحب کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ۔ مقامات جلیلہ۔ انفاس روحانیہ۔ علوم د۔لنیہ۔ معانی نوریہ صاحب فتح روشن۔ کشف جلی قلب روشن قدر بلند ہیں۔ مدارج قدس میں ان کا قدر بلند ہے۔ حقائق میں ان کا طور بلند ہے۔ معارف میں ان کی بلندی ہے۔ ملکوت کے راستوں کے پردوں کے لئے ان کی بصیرت خارقہ ہے۔ مشاہدہ جبروت کے درمیان ان کا دل ساکن ہے۔

احوال نہایت میں ان کا ہاتھ لمبا ہے احکام ولایت میں ان کی ذرہ فراخ ہے۔ تصرف خارق میں ان کا ہاتھ بڑا ہے۔ تمکین مضبوط میں ان کا قدم راسخ ہے۔ حقائق آیات پر ان کی طلوع روشن ہے۔ منازلات مشاہدات کے لئے ان کا اشراق روشن ہے۔ ستون جلالت میں ان کی بلندی ہے۔

محاضرات کی روحوں کی طرف چڑھنا ہے۔ سعادت کی سیڑھیوں پر ان کا چڑھنا ہے۔ عرصات شہود کی طرف چڑھنا گزر ہے۔ اور ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا۔ اور موجودات میں ان کو تصرف دیا ہے۔ احوال پر ان کو قدرت دی ہے ان کے ہاتھ پر خارقات کو ظاہر کیا ہے۔ ان کو مقیسات کے ساتھ متکلم کیا ہے۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا ہے۔ لوگوں کے سینے ان کی ہیبت سے بھر دیئے۔ ان کے دلوں کو ان کی محبت سے آباد کر دیا۔ ان کو کاملین کا پیشواء اور صادقین پر حجت بنایا ہے۔ وہ اس شان کے ایک رکن ہیں۔ اور لوگوں کے امام ہیں۔ جو اس طرف کھینچنے والے ہیں۔ علم۔ عمل۔ زہد ہیبت و ریاست میں ان راستوں کے علماء کے سردار ہیں۔ اپنے چچا ابا الفضل عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہے ہیں۔ اپنے عزیز مکان سے کوہ ہکار کی طرف ان کی خدمت میں ہجرت کی تھی۔ انہیں کی طرف منسوب تھے۔ انہوں نے ان کو اپنی وفات کے بعد مشیخیت میں کوہ ہکار کے حجرہ لاش میں خلیفہ بنا دیا تھا۔

وہ ان کی تعریف کیا کرتے اور ان کو مقدم کرتے تھے۔ ان کے بارے میں کہا ہے کہ ابوالبرکات ان لوگوں میں سے ہے۔ جو ازل میں بلائے گئے۔ اور حضور تک سائقین میں سے ہیں۔

یہ بھی ان کے بارے میں کہا ہے۔ کہ ابوالبرکات میرا خلیفہ ہو گا۔ وہ مشرق کے بہت سے مشائخ سے ملے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

ان کے وقت میں مرید بن سالکین کی تربیت ان کے حالات مشکلہ کے کشف ان کے امور کے مہمات کے ظاہر کرنے میں کوہ ہکار اور اس کے اطراف میں اس کی ریاست ان تک پہنچی ہے۔ ان کی صحبت میں بہت سے صلحاء نے تخریج کی ہے۔ ان کے صاجزادہ شیخ بزرگ اصیل ابوالمفاخر عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان سے تخریج کی ہے۔

ان کی طرف جماعت صاحبان حال منسوب ہے۔ بہت سے لوگ ان کے ارادہ کے قائل ہوئے ہیں۔ ہر طرف سے ان کا قصد کیا گیا ہے۔ ان کا ذکر زمانہ میں مشہور ہوا ہے۔

وہ کامل آداب۔ حسن اخلاق۔ عمدہ خصائل نیک روشن رونق۔ سکوت۔ حیاوالے۔ اہل دین کے دوست اہل علم کی عزت کرنے والے وافر عقل۔ بہت سی بخشش والے بڑے متواضع ہیں اہل حقائق کی زبان پر ان کا بلند کلام ہے۔ اس میں سے یہ ہے۔

محبت ایک لغت کا نام ہے جو کہ بدمزگی میں ہوتی ہے۔ اور اس کی تحقیق کے مواقع دہشت و حیرت ہیں۔ ان دونوں کو شوق لازم ہے۔ وہ دیدار کے دیکھنے کی طرف نفس کے غلبہ کا نام ہے۔ اور یہ تعجب پیدا ہوتا ہے۔ کہ ذکر حبیب سے دل بھر جائے۔ اور گھبراہٹ محبت کی لپیٹ مشاہدہ قریب کی طرف مل جائے۔

جب دل اپنے حبیب کی محبت سے بھر جائے اور اس کے حصہ سے زیادہ

اس کو غم تنگ کریں۔ تو ذلت اور عاجزی کی طرف پناہ لیتا ہے۔ آنسوؤں کی بارش کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔

دلوں میں محبت کے دیدار کے ارادہ کے چنگاریاں بے صبری کے ساتھ بھڑک اٹھتی ہیں۔ پس شوق دیدار پڑتا ہے۔ اور محبت ذات پر پڑتی ہے۔ دل مضطر حریص ہے اور راز ممنوع گھبراہٹ ہے۔

جو شخص کہ محبت کے پیالہ سے نشہ میں ہے۔ اس کو مشاہدہ محبوب کے بغیر ہوش نہیں آتا۔ کیونکہ نشہ ایک رات ہے۔ جس کی صبح مشاہدہ ہے۔ جیسا کہ صدق ایک درخت ہے۔ جسکا پھل مشاہدہ ہے۔ پر اس کا رونا چلانا بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ اشعار پڑھتا ہے۔

اذا جا زرکب الشوق فی ربع لوعتی جعلت له باد الانین دلیلا
وقد عادلیل العتب اقمر بالرضی وعرضنی منه الکثیر قلیلا
فما بال خیل المحب فی حیبة الوفی نطرق للبومے الی سبیلا
ساعقب للایام فیاع لعلها تبلغی بالعتب فیک قبولا

اور اس میں یہ ہے کہ اصول الاصول تین چیزیں ہیں۔ دفا۔ ادب۔ مروت ادب یہ ہے کہ خطرات کی رعایت کرنا۔ اوقات کی حفاظت مقاطعات سے انقطاع ہے۔

مروت یہ ہے کہ قول و فعل میں ذکر پر صفائی کے ساتھ مقام ہو۔ اغیار سے راز کی ظاہر و باطن میں حفاظت ہو۔ اس چیز کے لئے جو آنے والی ہے۔ اس کا حفظ اوقات اور استدراک اس چیز کا ہو۔ جو فوت ہونے والی ہو۔

پھر جب یہ خصلتیں بندہ میں پائی جائیں۔ تو وہ وصال کی لذت پاتا ہے جدائی کی جلن کا مخالف ہوتا ہے۔ اس کے باطن میں اشتیاق کی آگ جوش مارتی ہے۔

اس شان کی بنیاد چار چیزیں ہیں۔ دو ظاہر دو باطن۔ دو ظاہر تو سیاست اور

ریاضت ہے اور دو باطن حراست و رعایت ہے۔

سیاست تو حفظ نفس اور اس کی معرفت ہے۔ اسی کے سبب بندہ تطہیر تک پہنچ جاتا ہے اس کی میزان یہ ہے کہ وفا و عبودیت پر قیام ہو۔ ریاضت نفس کی مخالفت کو کہتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے بندہ تحقیق تک پہنچتا ہے۔ اس کی میزان حکم کے وقت رضا ہے۔ اور حراست اللہ تعالیٰ کی نیکی کا معائنہ ہے اور اسی سبب سے بندہ منازل معرفت تک پہنچ جاتا ہے اس کی میزان صفائی اور مشاہدہ ہے۔

اور رعایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے رازوں کی حفاظت کی جائے اور اسی سبب سے درجات محبت تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کی میزان حیرت و ہیبت ہے پھر وفاصفائی کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اور رضامحبت سے ملی ہوئی ہے۔ اس کا علم اس کے علم سے اور اس کا جہل اس کے جہل سے۔

مرید صادق کو چاہیے کہ دس عادات کو عمل میں لائے اور دس عادات سے بچے۔ جن کو کرے وہ یہ ہیں۔ علم۔ حلم۔ مکارم۔ عفو۔ جود۔ خلق۔ شکر۔ ذکر۔ ایثار۔ ورع۔

اور ان عادات کا قانون یہ ہے۔ کہ غیر محبوب میں زاہد ہو۔ اس کے ساتھ طاعت محبوب کو اختیار کرے۔ اور وہ عادات جن سے بچے یہ ہیں۔ کبر۔ بخل۔ فضول۔ ہوائے نفس دنیا ارادت۔ میں۔ اور تو۔ اور میرے لئے۔

اور ان عادات کا قانون یہ ہے کہ بلا کا دیکھنا۔ استعمال رضا و تسلیم کے ساتھ جیب کی بخشش ہو۔ اور خدمت کے حال کی اس خوف سے رعایت کرنا۔ کہ کہیں حال فرقت سے حال قربت نہ جاتا رہے۔ پھر بندہ مقام حقیقت میں حال رضا پر ثابت نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ عہدوں کی وفا۔ حفظ حدود رضا بالموجود۔ صبر پر مفقود پر موافقت معبود اور نفس کا فنا۔ مجھود میں لازم نہ کرے۔

خاص لوگوں کی علامات میں سے ایک ہے کہ ان کا کلام ذکر محبوب ہے انکا سکوت اسی میں فکر کرنا ہے۔ انکا علم اس کی اطاعت ہے۔ ان کی نظر اس کے کارخانہ میں عبرت ہے۔ اور اسی سبب کی اصل یہ ہے۔ کہ جو اس کے پاس ہے۔ اس کا یقین ہو۔ اور ماسوا سے نامیدی ہو۔

عابدوں کا برہان یہ ہے۔ کہ ان کے اعمال پاک ہوں۔ عارفین کا برہان ان کے احوال کی صفائی ہے۔ محبین کا برہان ان کے انفاس کی بقا ہے۔ عالموں کا برہان عجائب قدرت الٰہی کا ان کے اسرار میں پھیلانا ہے۔

مقربین کا برہان یہ ہے کہ موجودات کی پکار کا ان کے مولا کے خبر دینے سے جواب دینا۔ محبت۔ شیفتگی۔ و سکر خمود۔ ذکر استغراق۔ فکر۔ حیرت۔ خوف کا نام ہے۔ اب جو کوئی محبت کا دعوی کرتا ہے تو اس کی دلیل یہ ہے کہ دل سے پانی بہانا جگروں کا ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ شکلوں کا دور کرنا۔ جانوں کا خرچ کرنا۔

جس طرح کہ جو شخص علم الٰہی کا دعوی کرے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حال کو خرچ کرے اور جو شخص معرفت کا دعوی کرتا ہے تو اس کی دلیل جان کا خرچ کرنا ہے۔ جس شخص کو تم دیکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حال یا مقام کا دعوی کرتا ہے۔ اور اپنے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ پر تشبیہ یا تمثیل یا تجدید کو جائز رکھتا ہے۔ تو جان لو کہ وہ جھوٹا ہے۔

اور جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں تجدید تشبیہ ناجائز ہے۔ ایسا ہی اس کی صفات ہیں۔ اور اگر شرع اس میں وارد نہ ہوتی۔ تب بھی تو البتہ عقل کو ضرور واجب بناتی اس کے ماسویٰ کی نفی کرتی۔ جس طرح حق پر زیادتی کفر ہے۔ ایسے ہی حق سے نقصان بھی کفر ہے۔

جس طرح تشبیہ ممنوع ہے۔ ایسے ہی تعطیل ممنوع۔ جیسے نشانات سنت پر زیادتی بدعت ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ سبحانہ کی صفات میں تاویل بدعت

ہے۔ مگر جہاں پر نص وارد ہو۔ یا اس کی طرف دلیل پناہ لے اور خق فی نفسہ اس امر سے اقوی ہوتا ہے کہ اس کو باطل کے ساتھ قوی کیا جائے۔

عروہ وثقی یہ ہے کہ جو امر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے آجائے بلا کم و بیش اس پر ٹھہر جائے۔ میں ان ان مشائخ کو جن کی اقتداء کی جاتی ہے اسی طریق پر پایا ہے۔ اور بے شک میں ایسے مرد کو جانتا ہوں جو ان لوگوں میں سے تھا۔ کہ جن کے لئے کرامات و مکاشفات کا ظہور ہوتا ہے۔ اور میں اس کا تشبیہ و تجدید کی طرف میلان پاتا تھا۔ پھر جب تک کہ اس سے تمام کرامات چھپتی نہ گئیں۔ نہ مراء دائرہ مباح سے ساقط ہوا۔ اور محرمات کی چراگاہ کی طرف نکل گیا۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

عانت للعین عند نظر تھا تسموالیک کما تسموالی النظر
وانت للقلب فی فی تقلبہ یعلوالیک لدی العلیاء والفکر
وانت للوجد وجد فی توجلہ لسطوۃ القھرلا تبقی ولا تذر

اور یہ بھی اشعار پڑھے کرتے تھے۔

حقیقۃ الحق فی سرسرئرۃ مکشوفۃ بین معانی و مولای
انا تلالا شعاع الحق فی خلدی فنیت عنی فنادانی باسمائی
افیتنی عن بلادی یا منی شغفی یا سرسری یاانسی و معنای
یا شاھدی یا انیسی یارضا املی یا نور عینی ویا صدتی ودعوی

خبر دی ہم کو فقیہ نیک بخت ابوالمجد صالح بن شیخ نیک بخت ابی الثناء حامد بن غانم ابن وحشی قرشی مکی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ بزرگ عارف جاء اللہ ابا حفص عمر بن محمد معدنی سے مکہ شرفھا اللہ تعالیٰ میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ شیخ ابوالبرکات بن صخرا اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہر التصریف بڑی کرامات والے اللہ تعالیٰ سے بڑی

شرم کرنے والے ہمیشہ مراقبہ کرنے والے اپنے انفاس واوقات کے لحاظ کرنے والے۔ مجاہدہ و آداب سلف کے طریق پر التزام کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر بڑی شفقت و مہربانی کرنے والے تھے۔

وہ مقبول الدعاء تھے ان پر ترک تدبیر و اختیار نفس اور غیر نفس کے لئے غالب تھا۔ میں ایک دن ان کی طرف گیا تھا میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا۔ کہ بندہ مقربین کے حاجات تک کب پہنچتا ہے۔ تو آپ نے میری طرف توجہ کی اور کہا اے میرے سردار عمر جب کہ بندہ اپنی بنیاد کو رضا میں مضبوط کرے۔ تو وہ درجات مقربین تک پہنچ جاتا ہے۔

اور میں ان کے پاس ایک دن حجرہ لالش کے ایک کونہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں خواہش ہوئی کہ بھنا ہوا گوشت ہو۔ اور گیہوں کی روٹی گرم ہو۔ مجھے اس کی بڑی خواہش پیدا ہوئی۔

میں اس خیال میں تھا کہ ہمارے سامنے شیر آیا۔ اس کے پاس روٹی تھی۔ اس نے شیخ ابوالبرکات کا قصد کیا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ شیخ عمر کے سامنے جا کر رکھ دے وہ آیا اور میرے سامنے اس نے روٹی رکھ دی اور چل دیا۔ میں نے دیکھا تو اس میں گوشت بھنا ہوا ہے۔ اور ہمیں ابھی پورا اقرار نہ آیا تھا۔ کہ ہم پر ہوا سے ایک شخص اترا۔ جس کے بال پراگندہ غبار آلودہ تھے۔ جب میں نے اس کو دیکھا تو مجھ سے گوشت اور روٹی کی خواہش جاتی رہی۔

تب وہ شخص اس روٹی کی طرف آیا جس کو شیر لایا تھا اس کو اور جو اس میں تھا سب کھا گیا۔ شیخ ابوالبرکات سے بیٹھ کر باتیں کرتا تھا۔ پھر جہاں سے آیا تھا۔ ہوا میں چلا گیا۔ مجھ سے شیخ ابولبرکات نے کہا کہ اے شیخ عمر جو خواہش دل میں ڈالی گئی تھی وہ تمہارے لئے نہ تھی۔ بلکہ وہ اس شخص کی تھی۔ جس کو تم نے دیکھا اور وہ شخص مدللین ولالت کرنے والوں میں سے ہے۔ جب

اس کے دل میں کوئی خطرہ آتا ہے ابھی وہ پورا نہیں ہوتا کہ پورا کیا جاتا ہے۔ وہ اب تک چین کی طرف رہتا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ بن عبدالوہاب بن صالح سمنودی شافعی نے کہا کہ میں نے شیخ عالم عابد' ابالفتح احمد بن ابرہیم بن علی ہاشمی مقام ابراہیم خلیل علیہ السلام کے امام مکہ مکرمہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابا محمد عبداللہ دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب ہمارے شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت کوہ ہکار میں ہوئی۔ تو ان کی طرف ان کے بھتیجے ابوالبرکات نے خازفار سے جو کہ بقاع عزیز کی زمین سے ہے۔ ہجرت کی - اور جب شیخ ان سے ملے تو ان کو ان کی علامات سے پہچانا۔ جن کو ان کے بچپن میں دیکھا ہوا تھا۔ اور شیخ نے ان کو ان کے باپ صخر کے پاس چھوٹا سا چھوڑا۔

شیخ ابوالبرکات نے ان کو ان کے بھائی (صخر) اور وہاں کے چند لوگوں کے فوت ہونے کی خبر دی۔ جو ان کے اہل میں سے بیت فار میں تھے آپ شیخ عدی کی خدمت میں ٹھہرے۔ اور ان کے تمام مرید ان کی تعظیم کرتے تھے۔ جب ان کے چچا (شیخ عدی) فوت ہوئے تو سب نے ان کی طرف رجوع کیا۔ ان کو مقدم کیا۔ اور چچا کی وصیت کے موافق ان کو چچا کی جگہ قائم کیا۔

پہاڑ کے مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے۔ کہ ولایت کا راز ان کے چچا کے بعد ان کی طرف منتقل ہوا۔

خبر دی ہم کو ابوالمحاسن یوسف بن ایاس لعبلبکی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عالم مقری اباالفتح نصر بن رضوان بن نروان سے وہ کہتے تھے کہ فصل خریف میں ایک دن شیخ ابی البرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میں حجرہ سے پہاڑ کی طرف نکلا۔ ان کے ساتھ فقراء کی ایک جماعت تھی۔ آپ نے کہا کہ ہم آج میٹھے اور کھٹے اناروں کی چاہتے ہیں۔ یہ کلام ابھی آپ نے پورا نہ کیا تھا۔ کہ

جنگل اور پہاڑ کے سب قسم کے درخت اناروں سے بھر گئے۔

آپ نے فرمایا کہ لے لو۔ ہم نے درختوں پر سے بہت سے انار توڑ لئے۔ ہم سیب آلو بخارا' کشمکش' وغیرہ درختوں سے انار توڑتے تھ۔ ہم ایک درخت سے میٹھے اور کھٹے انار لیتے تھے۔ ہم نے کھائے۔ حتی کہ سیر ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم ایک گھنٹہ کے بعد نکلے۔ بحالیکہ شیخ ہمارے ساتھ نہ تھے۔ دیکھا کہ ان درختوں پر انار وغیرہ کچھ موجود نہیں۔

شیخ کا پہاڑ سے گرتے ہوئے کو اشارہ سے روکنا

خبر دی ہم کو ابواسحاق ابراہیم بن شیخ عارف ابی عبداللہ محمد بن ابی القاسم بن حسن حمیدی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں خضر علیہ السلام سے عبادان میں ملا۔ ان سے شیخ ابی البرکات بن صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت پوچھا۔ تو کہا کہ وہ زمانہ کے ابدال میں سے ہیں۔

خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو محمد عبداللہ بن شیخ عارف ابی الفرج عبدالرحمان بن شیخ عابد ابی الفتح نصراللہ بن علی حمیدی شیبانی ہکاری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہا کرتے تھے کہ میرے والد پہاڑ کے کنارہ پر ایسے دن میں کہ تیز ہوا چل رہی تھی۔ چلے جا رہے تھے۔ ہوا جوان پر غالب ہوئی تو وہ اوپر سے گرے۔ شیخ ابوالبرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ کیا۔ تو وہ ہوا میں پہاڑ اور زمین کے درمیان کھڑے ہو گئے دائیں بائیں اوپر نیچے کسی طرف حرکت نہ کرتے تھے۔ گویا کسی نے ان کو روک لیا ہے اور حرکت سے منع کر دیا ہے۔ ایک گھڑی تک یہی حال رہا۔ پھر

شیخ نے کہا اے ہوا ان کو پہاڑ کی سطح پر چڑھا لے جا۔

تب وہ ان کو آہستہ آہستہ اوپر لے گئی۔ گویا کہ کسی نے ان کو اٹھا کر پہاڑ کی سطح تک پہنچا دیا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد سالم بن علی دمیاطی صوفی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف اباالبدر بن سعید بغدادی سے وہاں پر وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ بزرگ عارف ابوالبرکات بن معدان عراقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغداد میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں ایک سال بصرہ کے باہر نکلا۔ اور سمندر کے کنارے چلا جاتا تھا۔ کنارہ کے نزدیک میں نے ایک چھوٹی کشتی دیکھی۔ جس میں کہ ایک ایسے شخص سوا اور کوئی نہیں جس پر قوم (صوفیوں) کی روش و طرز ہے۔

میں اس کے ساتھ کشتی میں بیٹھ گیا۔ اس نے مجھ سے کلام نہ کیا۔ کشتی ہم کو تھوڑی دور لے گئی۔ اور ہم ایک جزیرہ پر چڑھ گئے۔ جس کو میں پہچانتا نہ تھا۔ پھر میرا ساتھی اوپر چڑھا۔ اور میں بھی اس کے ساتھ چڑھا۔ میں نے دیکھا تو وہ ایک جزیرہ ہے بحر محیط کے آخر حصہ میں۔ اس میں بہت سی چیزیں مباحات ہیں۔ اس میں میں نے کسی کو نہ دیکھا۔ ہم وہاں چلتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم ایک مسجد میں جو وہاں پر تھی۔ پہنچ گئے۔ اس میں سات شخص تھے۔ جن پر رونق و وقار تسکین انوار معلوم ہوتا تھا۔ اور ان میں ایک مرد ایسا ہے۔ جس کی ہر ایک تعظیم کرتا ہے۔ اور اس کے کلام کو سنتا ہے۔ ان کے بڑے نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ اس نے کہا کہ اس کو تقدیر کھینچ لائی ہے۔ پھر میں مسجد کے ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ اور جب نماز کا وقت ہوا تو سب جمع ہوئے۔ اور ان کے بڑے نے امامت کی۔ پھر ان میں سے ہر ایک مسجد کے ایک کونہ میں علیحدہ علیحدہ جا بیٹھا۔ اپنے حال پر متوجہ تھا۔ کوئی کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ اور جب مغرب کی نماز پڑھ چکے۔ تو ان میں سے ایک کھڑا ہوا۔ اور اندر کے پردہ میں داخل ہوا۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر ایک

طباق لایا۔ جس میں روٹی کھانا تھا۔ اس نے ان سب کے سامنے رکھ دیا۔ ان سب نے کھایا۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی اور سب نماز کے لئے کھڑے ہوئے صبح تک پڑھتے رہے۔

میں ان کے پاس اس حال میں سات دن تک ٹھہرا رہا۔ مجھ سے کسی نے کوئی کلام نہ کیا۔ ہر رات ان میں سے ایک شخص اس پردہ میں داخل ہوتا۔ اور طباق کھانے کا لاتا جب آٹھویں رات آئی۔ تو ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ آج کھانا لانے میں تمہاری باری ہے۔ پھر میں کھڑا ہوا اور پردہ میں داخل ہوا۔ تو وہاں کچھ نہ دیکھا۔ تب تو میں ان سے ڈرا۔ اور میرا دل شکستہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں رونے لگا۔ اور ان کے طفیل میں نے خداتعالیٰ سے سوال کیا۔ کہ ان میں مجھے شرمندہ نہ کیجیو اتنے میں میں نے دیکھا کہ آسمان کی طرف سے مجھ پر ایک طباق اترا ہے۔ میں نے اس کو لیا او ان کے سامنے جا رکھا۔ وہ کہنے لگے کہ اس اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ جس نے ہم کو نیک بخت بھائی دیا۔ میری طرف کھڑے ہو کر مجھ سے معانقہ کرنے لگے۔ پھر ایک عرصہ کے بعد ایک رات جو میں جاگا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ تیز آندھی چل رہی ہے۔ اور سمندر کی موجوں میں بڑا اضطراب نظر آیا۔ پھر میں نے لاالہ اللہ کہا تو ہوا ٹھہر گئی۔ اور وہ سمندر بھی ٹھہر گیا۔

میرے پاس ان کا بڑا آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ سمندر میں فرنگیوں کے بڑے جہاز تھے۔ وہ مسلمانوں کا قصد کرتے تھے۔ وہ کثرت مندی ہوا سے غرق ہونے کو تھے۔ تم نے جو لا الہ الا اللہ کہا۔ تو وہ ساکن ہو گئی تھی۔ اور سمندر ٹھہر گیا۔ اور وہ جہاز بچ گئے۔

وہ کہتا ہے کہ جب ہم نے صبح کی تو ان میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور ہم چلے یہاں تک کہ کنارے پر آئے۔ پھر میں نے اسی کشتی کو بعینہ دیکھا۔ جس پر کہ میں پہلے آیا تھا۔ پھر اس میں میرا ساتھی اترا اور مجھ کو بھی

حکم دیا۔ کہ اترو پھر وہ تھوڑی دور چلی تھی۔ کہ ہم عباوان کے جنگل میں پہنچ گئے۔ وہ شخص اور کشتی ہر دو مجھ سے غائب ہو گئے۔ اور میں نے ان کو نہ دیکھا۔ میں ان کے معاملہ میں حیران رہ گیا۔ اور ان کے دیکھنے کی مجھے حسرت ہوئی کئی سال کے بعد میں جو شیخ ابوالبرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوہ ہکار میں تھا۔ میں نے اچانک ان کو دیکھا کہ وہ جلد کھڑے ہوئے ہیں اور دیکھا تو وہی میرا دوست ان لوگوں میں سے بڑا آدمی آیا ہے۔ شیخ ابوالبرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ملے اور ان کی شان بڑھائی۔ اس کو میں نے دیکھا کہ شیخ ابوالبرکات کا بڑا ادب کرتا ہے۔ وہ دونوں دیر تک باتیں کرتے رہے۔ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ کھڑا ہوا ہے میں اس کے پیچھے ہوا۔ یہاں تک کہ وہ تنہا ہوا ہے۔ پھر میں نے ان کا ہاتھ چوما۔ اور ان سے وہ کی التجاء کی اور رو پڑا۔ انہوں نے میرے لئے دعا کی۔

پھر مجھ سے کہا اے ابوالبرکات تم شیخ ابوالبرکات کو پکڑے رہو۔ کیونکہ ان کی برکت سے میں ہوا جو ہوا۔

میں جب اپنے دل میں کوئی سختی پاتا ہوں۔ تو ان کی طرف آتا ہوں۔ پھر وہ سختی جاتی رہتی ہے پھر مجھ سے غائب ہو گئے۔

میں شیخ ابوالبرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گیا۔ اور ان سے ان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ مردان سمندر کے اوتاد کے سردار ہیں وہ اس وقت بحر محیط کے آخر حصہ میں ہیں۔

خبر دی ہم کو ابوالفضل معالی بن نبہال بن فصلان تمیمی موصلی نے کہا کہ میں سیدی شیخ ابی البرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سات سال تک رہا ہوں میں نے کسی کو ان سے بڑھ کر بڑی ہیبت و جلال والا نہیں دیکھا۔ اور ان سے بڑھ کر کسی کو رعایت اوقات والا نہیں دیکھا۔ ان کا تمام معاملہ کوشش سے ہوتا تھا۔ ایک دن کھانے کے بعد میں ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالتا تھا۔ مجھ

سے کہا اے عامر تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا میرے لئے آپ دعا مانگیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ حفظ قرآن آسان کر دے۔ اور آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم پر آسان کر دے اور اس کی تلاوت پر تمہاری مدد کرے اور بعید کو تیرے قریب کر دے۔

وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حفظ قرآن آسان کر دیا۔ حتی کہ میں نے آٹھ ماہ میں پورا قرآن حفظ کر لیا۔ میں ہر روز ایک سو آیت یاد کر لیا کرتا اور پہلے یہ حال تھا کہ ایک آیت کو تین دن میں حفظ کرتا تھا۔ تب بھی اس کا حفظ مجھ پر مشکل ہوتا تھا اور دیکھو اب میں دن رات پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ہر بعید کو قریب کر دیا ہے۔ پس مجھ پر جو مشکل کام آتا ہے۔ وہ آسان ہو جاتا ہے۔ مجھ کو کوئی خوف کی چیز آتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو مجھ پر ان کی دعا کی برکت سے بہت آسان کر دیتا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

شیخ کی بد دعا

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسن علی بن حسین دمشقی نے کہا کہ میں نے شیخ ابا المفاخر عدی ابن شیخ ابی البرکات بن صخر اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے کہ میرے والد نے ایک شخص کو نمار پڑھتے دیکھا۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے بہت ہی فضول کام کرتا تھا۔ جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ جب شیخ نے اس کو منع کیا۔ تو وہ باز نہ آیا اور زیادہ بیہودہ کلام کرنے لگا۔ جیسا کہ شیخ کا دشمن ہوتا ہے۔

شیخ نے اس سے کہا تو عبث کرنا چھوڑ دے۔ یا اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں کو کافی ہوگا۔ پس اسی وقت اس کے دونوں ہاتھ بے کار ہو گئے۔ یہاں تک کہ لکڑی کی طرح ہو گئے۔

پھر وہ شیخ کے پاس چند روز کے بعد روتا ہوا آیا۔ شیخ نے کہا تم کو یہ بات نفع دے گی۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کا غضب ہے۔ جو تم پر جاری ہو چکا۔ پھر اس شخص کی یہی حالت رہی۔ حتیٰ کہ مر گیا۔

یہ شیخ ابوالبرکات بن صخر بن مسافر بن اسماعیل بن موسیٰ اموی ہیں۔ اور پہلے ہم نے ان کا نسب ادھر تک ان کے چچا شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ میں بیان کر دیا ہے ان کا اصل گھر فار میں ہے۔ جو کہ ایک مشہور گاؤں ہے۔ بقاع عزیز میں کوہ لبنان کے میدان میں بعلبک کے قریب۔

آپ لالش میں رہتے تھے جو کہ کوہ ہکار میں سے ہے۔ اور وہیں رہ کر فوت ہوئے ان کی بڑی عمر ہو گئی تھی۔ اپنے چچا شیخ عدی کے پاس مدفون ہوئے اور ان کی قبر وہیں ہیں۔ جسکی زیارت کی جاتی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابوالفضل معالی بن نبہان مذکور نے کہا کہ میں نے شیخ ابالغنائم مذکور سے جو کہ شیخ ابوالبرکات کے خادم ہیں موصل میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ اباالبرکات سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ کے ہر ولی سے عہد لیا ہے کہ ظاہر و باطن میں کوئی تصرف سوا ان کے حکم کے نکر لے اور وہ ان میں سے ہیں۔ کہ جن کو حضرت قدس میں اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ کلام ہے اور ان میں سے ہیں۔ کہ جن کو موجودات میں بعد موت کے بھی تصرف دیا گیا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن علی ملقب بہ اغرب رضی اللہ عنہ

یہ شیخ جنگل کے مشہور مشائخ عارفین مشہور محققین کے صدر ہیں۔

صاحب کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ معارف روشنہ۔ حقائق روشنہ۔ علم لدنیہ۔ معالی نوریہ۔ صاحب مقامات جلیلہ۔ مراتب علیہ۔ معاون اسرار میں فتح روشن مطالع انوار میں کشف روشن تھے حقائق آیات میں ان کو اطلاع واضح تھی۔ مغیبات کی عروسوں کے لئے ان کی نظر روشن تھی حضائر قدس میں ان کی مجلس بلند تھی۔ چشمہ وصل سے ان کا گھاٹ شیریں تھا۔ قرب کے تختوں میں ان کا محل اونچا تھا۔ ملکوت کے صفحہ پر ملک جبروت کی طرف ان کی روشن محکم ہے۔ بلندی کی سیڑھیوں پر حضرت شہود کی طرف امواج اعلیٰ ہے ان کو بلندی میں تقدم ہے۔ اور قرب میں صدر ہے۔

شرافت کی بلندیوں کے فائدہ کی طرف ان کو سبقت ہے اطراف سماوات و مبارکبادی درمیان ان کو جمع ہے۔ علوم منازلات میں ان کا لمبا ہاتھ ہے۔ علوم مشاہدات میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ تمکین وسیع میں ان کا قدم راسخ ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے موجودات میں ان کو تصرف دیا ہے۔ عادات کو ان کے لیے بدل دیا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر خارقات کو ظاہر کیا ہے۔ ان کو مغیبات سے متکلم کیا ہے۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا ہے احوال نہایت پر ان کی قدرت دی ہے۔ اسرار ولایت کا ان کو والی بنایا ہے۔ ان کو پیشواء و حجت بنایا ہے اور اس کے ایک رکن ہیں۔ ان کے سرداروں کے امام اس کے احکام کے مشہور علماء میں سے ہیں۔ علم، عمل، زہد، تحقیق، ریاست، جلالت میں ہاتھوں اور آنکھوں والے ہیں۔ وہ اپنے ماموں شیخ اباالعباس احمد بن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہے۔ ان سے علم طریق پڑھا ہے۔ ان سے تخریج کی ہے۔ مشائخ عراق کی ایک جماعت سے ملے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جنگل میں اس شان کی ریاست ان کے وقت میں ان تک منتہی ہوئی

ہے۔ جنگل وغیرہ کے بڑے علماء نے ان سے تخریج کی ہے اور اکابر کی ایک جماعت ان کی طرف منسوب ہے۔ صلحاء کی ایک بڑی جماعت ان کی شاگرد ہوئی ہے۔ مریدین صادقین کی ایک جماعت ان کے پاس جمع ہوئی اور ان کے کلام و صحبت سے فائدہ حاصل کیا۔

اپنے باپ ابا الحسن علی کی وفات کے بعد رواق ام عبیدہ میں ان کے خلیفہ ہوئے۔ اس دن ان کے گھر والوں میں سے بہت بڑے تھے۔ ایک زبردست تھے مشکلات وارده کو حل کیا کرتے تھے۔ پوشیدہ حالات کو ظاہر کردیا کرتے تھے۔ دانشمندی خوبصورت' سخی' متواضع' کثرت حیا' عقل' صبر والے تھے۔ اہل علم کے دوست تھے۔ اہل دین کی عزت کیا کرتے تھے۔ بڑے متواضع' پست بازو اور ہمیشہ خندہ پیشانی رہتے تھے۔ بزرگ خصلت و اشرف الصفات' اجمل اخلاق اکمل آداب پر مشتمل تھے وہ عالم فقہ۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر تھے۔ علماء کا لباس پہنتے تھے اپنے مریدوں کے سامنے واعظ کیا کرتے تھے۔ اہل معارف کی زبان کا کلام بلند تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

اصول کی رویت فروع کے استعمال سے ہے اور فروع کی تصحیح اصول کے معاوضہ ہے۔ مشاہدہ اصول تک بجز اس تعظیم کے کہ اللہ تعالیٰ نے وسائل و فروع کو معظم کیا ہے اور کوئی راہ نہیں۔

تیرا ذکر تیرے ساتھ وابستہ ہے۔ یہاں تک کہ تیرا ذکر اس کے ذکر کے ساتھ مل جائے پس اس وقت تو بلند ہو گا اور علتوں سے خلاص پائے گا حدث قدم سے ملتا ہے تو حدث لاشے ہو جاتا ہے اور اصل باقی رہتا ہے۔ فرع جاتی رہتی ہے گویا کہ وہ تھی ہی نہیں۔

لم انقطاع کے پانے تک تبرع وسیلہ ہے۔ حد اختیار پر ٹھہرنا نجات ہے گناہوں کے علم سے بھاگنے کے ساتھ پناہ مانگنا وصل ہے۔ استماع قبول

خطاب ہے۔ محل اس میں فراخی عزت ہے اور تصوف مراقبہ احوال و لزوم آداب کا نام ہے۔ جو شخص شاہد ظلم کے ساتھ آراستہ ہو تو وہ توڑا جاتا ہے اور جو شاہد حق کے ساتھ آراستہ ہو وہ بچ جاتا ہے۔

جو حال کہ تم پر آئے اور مشکل ہو جائے تو اس کو علم کے میدان میں طلب کرو۔ اگر تو نہ پائے تو میدان حکمت میں دیکھ اگر اس کو نہ پائے تو اس کو توحید کے ساتھ وزن بھر اگر تو اس کو ان موقعوں پر نہ پائے تو اس کی شیطان کے منہ پر مارا۔

مقبول تو یہ ہے کہ بندہ اپنے رب عزوجل سے حیا کرتے ہوئے توبہ کرے تواضع یہ ہے کہ حق کو قبول کرلیا جائے۔ جس سے بھی ہو۔

توکل یہ ہے کہ تیرے دل میں اسباب کی طرف حرکت ظاہر نہ ہو باوجودیکہ تم کو اس کی طرف سخت حاجت ہو اور یہ کہ تو حقیقت سکون سے حق کی طرف ہمیشہ رہے۔

صبر یہ ہے کہ حسن ادب سے بلا کے ساتھ ٹھہرا رہے۔ رضا یہ ہے کہ قلب کی نظر اللہ تعالیٰ کے قدیمی اختیار کی طرف ہو۔ اس کو بندہ کے لیے ہو۔

عبودیت چار خصلتوں میں ہے۔ عہدوں کا وفا کرنا' حدود کی حفاظت' موجود پر راضی ہونا' مفقود پر صبر کرنا۔

استقامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے دل تنہا ہو جائے ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ظاہر و باطن میں اچھا معاملہ کرے۔ معرفت کے تین رکن ہیں۔ ہیبت' حیا' انس' بڑا علم ہیبت و حیا ہے اور جو ان دونوں سے عاری ہے تو وہ خیرات میں سے عاری ہے۔

محبت یہ ہے کہ عتاب ہمیشہ قائم رہے۔ شوق یہ ہے کہ انتڑیاں جل جائیں دلوں میں بھڑک ہو۔ جگر پارہ پارہ ہوں۔ جب دل چار چیزوں کو دیکھے یعنی وہ تمام چیزوں کو دیکھے کہ اللہ ہی کے ملک میں ہیں۔ اللہ سے ان کا ظہور

دیکھے اور اللہ ہی ساتھ ان کا قیام دیکھے۔ اللہ عزوجل ہی کی طرف ان کا مرجع دیکھے تو بے شک اس نے یقین حاصل کیا۔

ولی کی چار علامتیں ہیں اپنے بھید جو اس میں اور اللہ عزوجل کے درمیان ہو۔ حفاظت کرنا۔ اپنے اعضا کی جو کہ اس میں اور اللہ عزوجل کے درمیان ہیں حفاظت کرنا اس تکلیف کو اٹھانا جو اس میں اور اللہ عزوجل کے درمیان ہے۔ لوگوں کو ان کی عقلوں کے فہم کے موافق کرنا۔ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان وصول کے تین ارکان ہیں۔ استعانت' کوشش' ادب' بندہ کی طرف سے استعانت اللہ عزوجل سے قرب۔ بندہ کی طرف کوشش اللہ عزوجل سے توفیق' بندہ سے ادب اور اللہ عزوجل سے کرامت۔

جو شخص آداب صالحین کو اختیار کرتا ہے۔ وہ کرامت کی بساط کے لائق ہے اور جو اولیاء اللہ کے آداب کو اختیار کرتا ہے۔ وہ قرب کے بساط کی صلاحیت رکھتا ہے جو صدیقوں کے آداب کو اختیار کرتا ہے۔ وہ مشاہدہ کی بساط کے لائق ہوتا ہے جو انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے آداب کو اختیار کرتا ہے وہ انس و انبساط کی بسطا کے قابل ہو جاتا ہے۔

جب تیرا نفس اپنے علم کا دیکھنے والا نہ ہو تو اس کو ادب سکھلا۔ جو کوئی دنیا کی طرف میلان کرتا ہے اس سے دلوں کا غائب ہونا لازمی ہے تمام مقامات دل کے تابع ہیں اور دل اللہ عزوجل کے ساتھ قائم ہے۔

مبتدی کا حکم یہ ہے کہ حقائق کی ہدایت پائے۔ علم کے ساتھ چلے عمل میں کوشش کرے۔ مقربین کی علامت یہ ہے کہ دلوں اور علام الغیوب کے درمیان حجاب رفع ہو جائیں۔ جو شخص کہ نہایت پر اپنے شروع میں سوار ہوتا ہے تو یہ قرب کی علامت ہے۔ پس ایک قوم ہے کہ اس نے داعی کو دیکھا ہے اور ایک قوم ہے کہ اس نے نداء کو دیکھا ہے۔ ایک قوم ہے کہ اس نے بلا کو دیکھا ہے۔ اب جس نے کہ نداء سنی ہے وہ تو جنت کی طرف گیا جس

نے بلا دیکھی ہے وہ درجات تک پہنچا۔ جس نے داعی کو دیکھا وہ اللہ عزوجل کی طرف ہو جاتا ہے۔ وہ خواص الخواص ہیں۔ جو اللہ عزوجل سے ایک لمحہ بھی غائب نہیں ہوتے۔ وہ ایسے بندے ہیں کہ جن کے غم عدل کی باگوں سے مربوط ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کے عزم کو فتور سے بچایا ہے۔ ان کی نیتوں کو بیماریوں کے آنے سے بچایا۔ ان کے ارادوں کو غیر کی طرف جانے سے قطع کر دیا۔ ان کے دلوں کو اپنے دیدار کے شوق کا پیاسا کر دیا۔ ان کی عقلوں کو اپنی صنعت کے حکم میں جاری کیا۔ ان کے دلوں کو اس کے قرب مراقبہ پر مطلع کیا۔ ان کی ارواح کو اس کی صفات کے درمیان پھیر دیا۔ ان کو اس شخص کی طرح قریب کیا کہ جو اس سے انس رکھتا ہے۔ ان سے اس شخص کی جو اس پر ایمان لاتا ہے۔ ان کو اس شخص کے برابر کیا کہ جس کو اپنے بھید کے لیے پسند کیا ہے۔ ان کا نشان یہ ہے کہ قرب کے وقت حیا ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

تکشف غیم الحجد عن قمر الحب   واسفر نور الصلح عن ظلمة الغب

وجاء نسیم الاتصال محققا   فسادفه حسن القلوب من القلب

ودیت میاه الوصل فی روضة الرضا   فصارا لهوىٰ تهیز کا لعضن الرطب

ولم ندر من حسن الوصال و طیبه   انی نزهته کنا هنالک ام حرب

فیا من سبی عقلی هواة ترکتنی   انکر ما بین التجب والعجب

خبر دی ہم کو ابو الفرج عبدالوہاب بن حسین بن اربلی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ اصیل عارف نجم الدین ابا العباس احمد بن شیخ بزرگ ابی الحسن علی بطائحی سے وہ کہتے تھے کہ میرے بھائی شیخ ابوالعباس ابراہیم ہمیشہ مراقبہ کرنے والے۔ بڑے خشوع والے بڑی ہیبت والے ہمیشہ سر نیچا رکھنے والے تھے۔ کسی طرف بفرورت سر اٹھاتے چالیس سال ہو گئے تھے کہ آسمان کی طرف اللہ تعالیٰ سے حیا کی وجہ سے سر نہیں اٹھایا تھا میں نے شیروں کو بارہا دیکھا ہے کہ ان کے

پاس آتے اپنے چہرے ان کے قدموں پر ملتے۔
ایک دن میں ان کو سخت گرمیوں میں سائبان کے نیچے سوتے دیکھا ان کے سر کے نزدیک ایک بڑا سانپ تھا۔ جس کے منہ میں نرگس کا پتہ تھا۔ جس کو وہ پنکھے کی طرح ہلاتا تھا۔
ایک دن میں ان کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اس کے ساتھ ایک جوان تھا وہ کہنے لگا کہ میرا بیٹا ہے۔ میری سخت مخالفت کرتا ہے اور بڑا نافرمان ہے تب شیخ نے جو سر جھکائے بیٹھے تھے اپنا سر اٹھایا اور جوان کی طرف دیکھا۔ اس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ اس کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ جنگل کی طرف چلا گیا۔
آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے رہا۔ درندوں کے پاس ٹھکانا کر لیا۔ نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا اور اس حال پر چالیس دن رہا۔ پھر اس کا باپ آیا اور اس کی بدحالی کی شکایت کی۔ پھر شیخ نے اس کو اپنا کپڑا دیا اور کہا کہ اس کپڑے سے اپنے بیٹے کا منہ پونچھ دے وہ گیا اور اس نے ایسا ہی کیا تو اس کو ہوش آ گیا۔ شیخ کی خدمت میں آیا اور ان کی خدمت کو لازم پکڑا وہ شیخ کے حاضرین خادموں میں سے ہو گیا۔
خبر دی ہم کو ابوالفرج عبدالملک بن محمد عبداللہ محمودی ربعی واسطی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ نجم الدین اباالعباس احمد بن شیخ ابی الحسن علی بطائحی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے بھائی شیخ ابراہیم اعزب ظاہر و باطن میں کھلے ہوئے متصرف تھے۔ جب کوئی آگ سے بہت خوفزدہ ہوتا تو اس کو کہہ دیتے کہ آگ کی طرف جا۔ اس کو معلوم بھی نہ ہوتا دیکھتا تو وہ آگ میں ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا اس میں ٹھہرا رہتا۔ وہاں سے ایسے حال میں نکلتا کہ اس کے کپڑے بالکل نہ جلتے نہ کوئی اس کو تکلیف ہوتی۔
اگر کوئی شیر سے بڑا ڈرتا تو اس کو کہتے کہ شیروں کی طرف جا۔ تو وہ

شیروں کی طرف دفعتہ پہنچ جاتا رہا اور اس کو اس کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔ دیکھا ہے کہ اس پر یا تو سوار ہے یا اس کو کھینچ رہا ہے۔ نہ اس کو کچھ خوف نہ وہ اس کو نقصان دیتا۔

اور جب کسی ایسے مرد کو دوست رکھتے کہ آپ کی جدائی کی طاقت نہ رکھے۔ تو وہ اپنے دل میں ایک باعث پاتا۔ جو اس کو ان کی طرف خواستہ نخواستہ کھینچ کر لے آتا۔ جب کسی مرد کی جدائی چاہتے تو وہ اپنے دل میں کوئی مانع پاتا۔ جو اس کو شیخ سے روکتا حالانکہ اس کو شیخ سے محبت ہوتی۔

تصرف کا دعویٰ اور منکر کا حال

خبر دی ہم کو شیخ ابو زید عبدالرحمان بن سالم بن احمد قرشی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو الفتح واسطی سے سکندریہ میں وہ کہتے کہ مجھ سے شیخ عارف صالح ابوالمجد سعد اللہ بن سعدان واسطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے تھے کہ میں شیخ نیک بخت ابواسحاق ابراہیم' اغرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا۔ وہ اپنے مریدوں سے کلام کر رہے تھے پھر انہوں نے اپنے کلام میں کہا کہ مجھ کو میرے پروردگار نے تمام حاضرین کے بارے میں تصرف دیا ہے۔ پس کوئی شخص میرے سامنے کھڑا ہو یا بیٹھے یا حرکت کرے تو میں اس میں متصرف ہوتا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ لیجئے میں جب چاہوں کھڑا ہوتا ہوں اور جب چاہوں بیٹھ جاؤں گا۔ آپ نے اپنا کلام قطع کیا۔ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ اے سعد اللہ! اگر تم کو کھڑے ہونے کی طاقت ہے تو کھڑے رہو۔ میں اٹھنے لگا لیکن مجھ میں طاقت نہ تھی۔ تب میں لوگوں کی گردنوں پر سوار ہو کر گھر کی طرف پہنچایا گیا۔ میرا ایک پہلو مارا گیا۔ یہ میرا حال ایک مہینہ بھر رہا اور میں نے جان لیا کہ یہ ہیبت میری شیخ پر اعتراض

کرنے کی وجہ سے ہے۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی توبہ کی اور اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو شیخ کی طرف اٹھا لے جاؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تب میں نے کہا اے میرے سردار یہ میرا صرف خطرہ ہی تھا۔ پھر شیخ اٹھے اور میرے ہاتھ کو پکڑا اور چلے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جو مجھ میں تکلیف تھی وہ جاتی رہی۔

شیخ جس کو چاہے وہ ان کے پاس آئے

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابوالفرج عبدالمجید بن معالی بن ہلال عباوانی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ اپنے باپ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابراہیم اعرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ کوئی شخص ہمارے ارادہ کے بغیر ہماری زیارت نہیں کرتا۔

وہ کہتے تھے کہ میں نے ان کی زیارت کا قصد کیا اور میرے دل میں یہ خطرہ گزارا اور دل میں کہا لو میں ان کی زیارت کا ارادہ کرتا ہوں وہ ارادہ کریں یا نہ کریں۔ پھر جب میں باب رواق پر آیا۔ تو وہاں پر میں نے ایک بڑا شیر دیکھا۔ جس سے میں ڈر گیا۔ اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ تب میں الٹے پاؤں پیچھے کو پھرا اور بڑا سخت ڈر گیا۔ حالانکہ میں شیر کے شکار کرنے اور اس کو شکار کرنے کا عادی تھا۔ جب میں اس سے دور ہو گیا تو میں کھڑا ہو کر اس کو دیکھنے لگا اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ جاتے تھے اور آتے تھے۔ لیکن وہ ان کے درپے نہ ہوتا تھا اور میرے گمان میں وہ اس کو نہ دیکھتے تھے میں اگلے دن آیا تو وہی موقع پر اپنے حال پر قائم تھا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو میری طرف کھڑا ہوا۔ پھر میں اس سے بھاگا۔ میرا یہ حال ایک مہینہ تک رہا کہ میں دروازہ پر سے ان کے پاس نہ جا سکتا تھا نہ اس کے قریب ہو سکتا تھا۔

پھر میں جنگل کے ایک شخص کے پاس آیا اور اپنے حال کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اپنے دل میں سوچ کہ تو نے کونسا گناہ کیا ہے۔ سو میں نے اس خطرہ کا ذکر کیا انہوں نے کہا اسی سبب سے تم پر یہ مصیبت آئی اور جو شیر تم نے دیکھا ہے وہ شیخ ابراہیم کا حال ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تب میں نے خدا کی جناب میں توبہ کی اور میں نے نیت کی کہ اعتراض سے توبہ کرتا ہوں پھر میں باب رواق کی طرف آیا تو شیر کھڑا ہوا اور اندر داخل ہوا۔ یہاں تک کہ شیخ کی طرف آیا اور ان سے مل گیا اور شیر مجھ سے غائب ہو گیا۔ جب میں نے شیخ کے ہاتھ چومے تو مجھ سے کہا کہ مرحبا ایسے شخص کو کہ توبہ کر کے آیا ہے۔

شیخ سے غائبانہ استغاثہ

خبر دی ہم کو ابوالعفاف موسیٰ بن الشیخ ابی المعالی خانم بن مسعود عراقی تاجر جوہری نے کہا کہ میں نے ایک سال بلاد عجم کے سفر کا تجارت کے لیے ارادہ کیا شیخ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت لینے کو آیا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تم کسی سختی میں مبتلا ہو جاؤ تو میرا نام لے کر مجھ کو پکارنا۔ پھر ہم جب خراسان کے جنگل میں پہنچے تو ہم پر سوار نکلے۔ انہوں نے ہمارا مال لے لیا اور چل دیئے ہم دیکھتے رہ گئے۔ تب میں نے شیخ کی بات کو یاد کیا اور میں اپنے دوستوں کی معتبر جماعت میں تھا ان سے میں نے حیا کیا کہ شیخ کا نام زبان پر لاؤں۔ لیکن دل میں شیخ سے (استغاثہ) اور چلاتا ہوا ابھی میرا خطرہ پورا نہ ہوا تھا کہ میں نے شیخ کو پہاڑ کے اوپر دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں عصا ہے۔ جس سے وہ سواروں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ابھی ہم ٹھہرے نہ تھے کہ وہ لوگ تمام مال لے کر ہمارے پاس آئے اور سارا مال ہم کو واپس کر دیا اور کہنے

لگے کہ تم سیدھے چلے جاؤ۔ کیونکہ تمہارے لیے ایک واقعہ ہے۔ ہم نے کہا وہ کیا ہے۔ کہنے لگے کہ ہم نے ایک شخص کو پہاڑ پر دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں عصا ہے۔ وہ ہم کو اشارہ کرتا ہے کہ تمہارا مال دے دیں۔ ان کی ہیبت سے جنگل ہم پر تنگ ہو گیا۔ اس کی مخالفت میں ہم نے اپنی ہلاکت دیکھی ہم سے بعض نے مال تقسیم کر لیا تھا۔ اس نے بھی لوٹا دیا۔ یہاں تک کہ اس کے عصا سے ہم نے جمع کر لیا۔ پھر ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔ ہم ان کو آسمان سے اترا ہوا خیال کرتے ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو محمد صالح بن علی دمیاطی صوفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں نے شیخ نیک بخت بقیتہ السلف ابا الغنائم مقدام ابن صالح نزیل ہدانیہ سے وہاں پر سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابراہیم اغرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شیخ ابو محمد شنبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر میں سے یہ کہتے ہوئے سنا اور تجھ پر اے شیخ ابراہیم سلام ہو۔ تب شیخ ابراہیم نے ان کی تواضع کی۔ پھر شیخ ابو محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم جیسا مکمل شیخ کون ہو سکتا ہے۔ پھر ان سے کہا اے شیخ ابراہیم مجھے مقدام دے دو کہ وہ میرے پاس رہے۔ کیونکہ میں اس کے قرآن شریف کے پڑھنے کو پسند کرتا ہوں انہوں نے ان سے کہا کہ اے میرے سردار میں اور مقدام تیرے سامنے حاضر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری اجازت اس میں ضروری ہے۔ پھر مجھ کو شیخ ابراہیم نے کہا اے مقدام تم نے جو شیخ نے کہا ہے۔ سن لیا ہے اس نے کہا بہت اچھا بسر و چشم حاضر ہوں۔

تیس ہزار قرآن کا پڑھنا

میں نے شیخ کو رخصت کیا اور شیخ ابو محمد شنبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

مزار پر بیٹھ گیا اور قرآن قرآن شریف پڑھتا رہتا تھا۔

ابو محمد دمیاطی کہتے ہیں کہ جنگل کے مشائخ کہتے تھے کہ شیخ مقدام نے شیخ ابو محمد شبنکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے پاس تیس ہزار کلام اللہ ختم کیا ہے۔

سلب مرض

خبر دی ہم کو ابوالفرج نصراللہ بن یوسف بن خلیل ازجی حنبلی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ ابوالعباس احمد بن اسماعیل بن حمزہ ازجی مشہور ابن الطبال سے کہا کہ میں نے سنا شیخ معمر ابا المظفر منصور بن المبارک بن فضل واعظ واسطی مشہور ابن جرادہ سے کہا کہ میں شیخ ابواسحاق ابراہیم اعزاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک بیمار کی عیادت کے لیے گیا۔ جس کو خارش تھی۔ اس نے کہا شیخ کی خدمت میں اس کی بڑی شکایت کی۔ شیخ خادم کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا کہ تم اس فقیر کی خارش اٹھا لو گے اس نے کہا ہاں اے میرے سردار! پھر شیخ نے کہا کہ تمہاری خارش میں نے اٹھا لی اور اس کو دے دی اشارہ اپنے خادم کی طرف کیا۔

پس اس شخص کی تمام خارش شیخ کے خادم کی طرف آ گئی اور اس شخص کا بدن سفید چاندی کی طرح ہو گیا۔

پھر شیخ نکلے ہم آپ کے ساتھ تھے اور آپ کا خادم خارش کے درد کی شکایت کرتا تھا۔ ہم راستہ میں آ رہے تھے کہ ہم نے خنزیر کو دیکھا تو شیخ نے خادم سے فرمایا کہ میں نے تمہاری خارش لے لی اور اس خنزیر کو دے دی وہ خارش خنزیر کی طرف بدل گئی اور خادم اسی وقت اچھا ہو گیا۔

محفل سماع میں حاضرین کی تعداد

خبر دی ہم کو شیخ محمد شریف ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابی العباس خضر بن عبداللہ حسینی موصلی نے کہا کہ میں نے سنا۔ شیخ عالم عارف اباالفرج حسن بن الدویرہ بصری مقری سے وہ کہتے تھے کہ ہم سے ہمارے بعض صلحاء یاروں نے بیان کیا کہ میں ام عبیدہ (مقام) میں سماع کی محفل میں شامل ہوا۔ جس میں شیخ ابراہیم اعزب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے اس میں سات ہزار آدمیوں سے زیادہ لوگ تھے۔ میں سب سے آخر میں تھا کہ شیخ کا منہ دیکھنا مجھ کو مشکل ہو گیا کیونکہ وہ مجھ سے دور تھے پھر میرے دل میں ان کے (سماع) میں جمع ہونے پر انکار ہوا اور ابھی میرا خطرہ پورا نہ ہوا تھا کہ اتنے میں شیخ ابراہیم لوگوں کی صفیں چیرتے ہوئے آئے۔ حتیٰ کہ میرے پاس کھڑے ہو گئے۔ میرے کان ملے اور فرمایا کہ اے میرے بیٹے خبردار اہل اللہ پر اعتراض نہ کرنا۔ اگرچہ تیرے دل میں کچھ آئے تو ان پر انکار نہ کرنا۔ پھر چلے گئے۔ تب میں منہ کے بل بیہوش ہو کر گر پڑا اور مجھے لوگ اٹھا کر وہاں لے گئے۔ پھر آپ نے کہا کہ اے فرزند عزیز کیا تم کو معلوم نہیں کہ مخلوق کے دل ہمارے سامنے ایسے ہوتے ہیں جیسے پردے کے پیچھے چراغ کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور کیا حبیب حبیب سے کوئی چیز چھپا رکھتا ہے۔

شیخ کا مریض کو عمر کے زیادہ ہونے کی تسلی دینا

خبر دی ہم کو فقیہ عابد برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن شیخ صالح بقیتہ السلف ابی زکریا یحییٰ بن یوسف عسقلانی حنبلی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وہ کہتے تھے کہ میں ایسا بیمار ہوا کہ مجھے اپنے مرنے

کا گمان ہو گیا۔ میں نے یہ امر شیخ ابراہیم اغرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا۔ میں ان کے پاس ام عبیدہ میں زیارت کے لیے گیا ہوا تھا۔ شیخ نے سر نیچا کیا پھر کہا کہ اے میرے سردار تم اس عرصہ میں نہیں مرو گے۔ تمہاری عمر ابھی بہت ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد میرا والد پچاس سال سے زیادہ زندہ رہا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابوالمحاسن یوسف بن العباس احمد بن شیب مقری بصری نے کہا کہ میں نے سنا شیخ مقری عالم عادل ابا طالب عبدالرحمان بن ابی الفتح محمد بن عبدالسمیع ہاشمی واسطی سے وہ کہتے تھے کہ شیخ ابواسحاق ابراہیم اغرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مریدوں کو جو کہ صاحب احوال تھے جمع کیا۔ ان کو مخاطب کر کے بہت سی باتیں کیں پھر فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے استخارہ کیا ہے کہ تم سے تمہارے حالات لے لوں اور ان کو خدا کے نزدیک رکھوں تاکہ وہ تمہارے حالات کو اپنے نزدیک درست کر دے۔ کیونکہ زندگی کی مصیبتیں بہت ہیں اور میں تم پر ان سے ڈرتا ہوں۔

محفل سماع میں شیخ پر وجد

خبر دی ہم کو ابو محمد ابن ابی النجا سالم بن یوسف ہاشمی موصلی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عالم عارف ابا عبدالرحیم عسکر بن عبدالرحیم نصیبنی نے وہاں پر وہ کہتے تھے کہ میں نے ام عبیدہ کے سائبان میں ایک محفل سماع میں حاضر ہوا۔ جس میں شیخ ابراہیم اغرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ قوال نے یہ اشعار پڑھے۔

رما نی بالبعلود کما ترانی والبسنی العرام و قد برانی

ووقتی کله حلو لنیذ انا ما کان مولای یرانی

رضیت بصبنعته فی کل حال ولست بکاره ما قدر مافی

فیها من لیس یشهد ماراه لقد غیبت من عین ترانی

پھر شیخ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وجد ہوا اور ہوا میں کود پڑے لوگوں کے سروں سے اونچے ہو گئے اور خلا تک بلند ہو گئے۔ پھر قوال نے یہ اشعار پڑھے۔

ان کنت اضمرت غدرا اوھمت بہ یوما فلایلفت روحی امانیھا

اوکانت العین منذار قتکم نظرت شیا سوا کم فخانتھا اما فیھا

او کانت النفس تدعونی الیٰ سکن سواک فاحتکمت فیھا اعادیھا

وما تنفست الا کنت فی نفسی ولیلة لست افنی فیک افنیھا

حاشی فانت محل النور من بصری تجری بک النفس منھا فی مجاریھا

مافی جوانح صدری بعد جافحة الا وجد تک فیھا قبل ما فیھا

پھر یہ اشعار بھی پڑھے۔

مجال قلوب العارفین برویته الھیة وونما حجب الرب

مسکرنا فیھا و محبنی ثمارھا تنسم روح الا انس باللہ فی القرب

حبارھا فارنا فجازت مدالھوی فلو لا مدی الا مال ملتمست من الحب

تب تو شیخ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلائے اور پکار کر کہا اے رجال الغیب۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے رجال الغیب کو دیکھا کہ ان پر ہوا سے اترتے ہیں۔ دو دو تین تین چار چار اور کہتے ہیں لبیک لبیک یعنی ہم حاضر ہیں۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام عبید میں رہتے تھے جو کہ جنگل کے علاقہ میں ایک مقام ہے وہیں 609ھ میں فوت ہوئے وہیں مدفون ہوئے۔ ان کی قبر وہاں پر ہے۔ جس کی علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ جس روز آپ فوت ہوئے۔ آفتاب کو گرہن ہوا تھا۔ تب شیخ علی قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بجا لیکہ

آپ دمشق میں تھے کہ آج آسمان کا آفتاب گرہن وارد ہوا اور زمین کا آفتاب غروب ہو گیا ان سے کہا گیا کہ زمین کا آفتاب کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیخ ابراہیم اغرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو کہ آج فوت ہوئے ہیں۔

یہ بھی مروی ہے کہ جنگل کے بعض مشائخ نے ان کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

لا حظة فرانی فی ملا حظتی　فغبت عن رویتی عنی بمعناہ

و شاھدت ھمتی حقاملا حظتی　لما تحققت معنی کون رویاہ

فلا الٰی فرقتی وصلی ولا سکنی　الٰی سواض فغیثی طیب لقہاہ

شیخ ابو الحسن علی بن احمد مشہور ابن الصباغ رضی اللہ عنہ

یہ شیخ مصر کے مشہور مشائخ سرداران عارفین مذکورین بڑے دانا محققین بڑھاوں میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہر احوال فاخرہ' افعال خارقہ' انفاس صادقہ' بلند ہمت اشارات عالیہ' معانی غیبیہ علوم لدنیہ تھے۔

صاحب فتح روشن' کشف ظاہر' معارف بارونق حقائق روشنہ تھے۔ معالم قدس میں ان کا طور بلند تھا۔ مشاہد قرب میں ان کا محل اعلیٰ تھا۔ موارد وصل ہیں ان کا مشہد اعلیٰ ہے۔ مواطن محاسبہ میں ان کو سبقت ہے۔ انس کی چراگاہ میں ان کا تقدم ہے۔

مشاہدہ کی سیڑھیوں میں ان کی بلندی ہے۔ تو اصل اور قرب میں ان کو جمع حاصل ہے۔ تخصیص و بلندی کے قمقموں پر ان کا چڑھنا ہے۔ علوم منازلات میں ان کا ہاتھ فراخ ہے۔ معانی مشاہدات میں ان کا ہاتھ بڑا ہے۔ علوم مغیبات میں ان کی نظر خارق ہے حقائق آیات میں ان کی خبر صادق

ہے۔ مشکلات احوال میں کشف میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ تمکین میں ان کا قدم راسخ ہے۔ تصریف جاری کی باگوں کے لیے ان کی فراخی مالکہ ہے۔

وہ وہی شخص ہیں کہ کہتے ہیں کہ اس طریق میں مجھ پر سوا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی کا احسان نہیں ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے ظاہر کیا ہے۔ وجود میں ان کو تصرف دیا ہے۔ ان کے لیے عادات کو بدلا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر خارقات کو ظاہر کیا ہے۔ اسرار ولایت کا ان کو مالک کیا ہے۔ احوال نہایت میں ان کو حاکم بنایا ہے۔ عجائب حکمتوں کے ساتھ ان کو متکلم کیا ہے۔ ان کی زبان پر عجیب و غریب باتیں جاری کی ہیں۔ ان کو پیشوائے سالکین بنایا ہے۔ عارفین کے لیے ان کو حجت ٹھہرایا ہے۔ وہ اس شان کے آئمہ میں سے ایک ہیں۔ ان کے سادات کے ایک رکن ہیں۔ اس طریق کے بڑے عالم ہیں۔ اس کے احکام میں علم' عمل' زاہد' ورع' تمکین' تحقیق' ہیبت' ریاست میں ہاتھوں اور آنکھوں والے ہیں۔

امام ابن دقیق العین کی شیخ ابن الصباغ سے تخریج

وہ شیخ ابا محمد ابراہیم بن احمد بن حجوان مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہے ہیں۔ ان کی طرف منسوب ہیں اور ابا محمد عبدالرزاق بن محمود جزولی کی صحبت میں بھی رہے ہیں۔ مصر اور حجاز میں مشائخ کی ایک جماعت سے ملے ہیں۔ ان کے شیخ عبدالرحیم ان کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ ان کی شان کو بلند کرتے تھے حتیٰ کہ ان کے بارے میں کہا ہے کہ ابوالحسن اس دروازہ میں سے داخل ہوئے ہیں کہ ہم اس میں سے داخل نہیں ہوئے۔

ان کے بارے میں شیخ ابو محمد جزولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ شیخ

ابوالحسن کو وہ راز دیئے گئے ہیں کہ ہمیں وہ نہیں دیئے گئے۔ ان کے بارے میں ابوالعباس احمد بن محمد مشہور برسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن بن صباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کے نزدیک شیخ مکمل ہیں۔ ان کے وقت میں دیار مصریہ میں اس شان کی ریاست ان تک پہنچی ہے اور مریدوں کی تربیت وہاں پر انہیں سے سرسبز ہوتی ہے۔ وہاں کے بہت سے رہنے والوں نے ان سے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ ابی بکر بن شافع قوصی، شیخ علم الدین منفلوطی، شیخ امام مجدد الدین ابی الحسن علی بن وہب بن مطیع قشیری مشہور ابن دقیق العید وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صاحبان احوال کی ایک جماعت ان کی طرف منسوب ہے۔ بہت سے صلحاء ان کے شاگرد ہیں۔ فقہا فقرا کی ایک جماعت ان کے پاس جمع ہوئی تھی۔ انہوں نے ان کے کلام و صحبت سے نفع حاصل کیا تھا۔ ہر طرف سے وہ مقصود بالزیارت تھے۔ وہ فقیہ فاضل متاوب شمع متواضع کریم تھے۔ اکمل آداب اشرف الصفات اکرم خصلت احسن الاخلاق تھے۔ اہل علم و دین کے دوست تھے۔ ان کے شانوں کی درستیوں کے عارف تھے۔ ان کے بعض مریدوں نے ان کے حالات میں اور مناقب میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جو چاہے کہ ان کے اکثر حالات جان لے تو اس کو چاہیے کہ اس کتاب کو دیکھے۔

اہل معارف کی زبان پر ان کا کلام عالی نفیس تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

مرید وہ ہے کہ پہلے ہی قصد میں اللہ تعالیٰ کی طرف اس کا قصد ہوا۔ اس کے غیر کی طرف نہ چڑھے۔ حتیٰ کہ وہاں تک پہنچ جائے۔ حق عزوجل اشارات سے مقصود ہے۔ اس کے غیر سے اس کا مشاہدہ نہیں ہو سکتا اور اپنے سوا وہ پایا نہیں جاتا۔ ان سے اسماء کے ساتھ حجاب میں رہتا ہے۔ پھر وہ زندہ ہیں۔ اگر ان کے لیے قدرت کے علوم ظاہر ہوں تو وہ ضرور اڑ جائیں۔ اگر ان کے سامنے اپنی حقیقت ظاہر کر دے تو البتہ وہ مر جائیں۔ پس اس کی

مراعات کی روح سے صفات قائم ہیں اور اس کی طرف جمع ہونے سے راحتیں ملتی ہیں۔

جب بندہ مقام معرفت تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اس کی طرف اس کے دل میں الہام کرتا ہے اور اس کا دل اس بات سے بچاتا ہے کہ غیر حق کا اس میں خطرہ آئے۔ وہ قدم کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جب وہ اپنے تمام مطالب میں خدا کے لیے تنہا ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے مقابل ہوتا ہے تو وہ بتمامہ اس کا منظور بن جاتا ہے اور ظاہر طور پر اس کا مقابل ہوتا ہے۔

جس شخص کو توحید کی آگ نشہ دار کر دیتی ہے۔ اس کو عبادت تجرید سے حجاب میں کر دیتی ہے۔ جس کو انوار تجرید مدہوش بناتے ہیں۔ وہ حقائق توحید سے دیکھتا ہے۔ موحدین کا اپنے مولا سے حیا کرنا۔ ان کے دلوں سے احسان کی خوشی کو دور کر دیتا ہے۔ اولیاء کا اپنے مولا سے حیا کرنا۔ ان ملاحظہ سے حیا کرنا۔ ان کے دلوں سے طاعت کے سرور کو دور کر دیتا ہے۔

تیرا دل عزوجل کے ساتھ تصحیح نیت کے بغیر ہر گز صاف نہ ہو گا۔ تیرا بدن بغیر خدمت اولیاء ہر گز صاف نہ ہو گا۔ کوئی شخص سوائے ملازمت موافقت معانقہ ادب ادائے فرض۔ صحبت صالحین خدمت صادقین کے شریف حالت تک نہیں پہنچا۔

جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی معرفت اطلاع اور مواد کی معرفت کے مراعات اور اسی کے یقیناً مشاہدہ سے صحبت دائمی نہ ہو۔ اس پر اسباب قطعیہ کے پیش آئیں گے۔ اغیار کے ہاتھ اس کو متنبہ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے اس کے ذکر میں کوئی اس کے عوض قائم مقام نہیں ہوتا۔ جب اس کا عوض قائم ہو گیا۔ تو وہ اس کے ذکر سے نکل گیا۔ ایسے قلب پر جو کہ دنیا کی محبت میں مقید ہے۔ حرام ہے کہ غیوب کے درختوں پر چڑھے۔

جو شخص اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ لوگ اس کے حال پر اطلاع پائیں تو وہ جھوٹا ہے دعویٰ اس کا قتل کر ڈالے۔ دل اس کے روکنے کو قبول نہ کرے گا۔ پھر اس کو زبان کی طرف لائے گا۔ پھر اس کو روکنے احمقوں کی زبانیں بولیں گی۔ غفلت سے بیداری کے وقت ڈرنا اور خوف قطع سے کانپنا خوش رہنے والوں کی عبادت و طاعت سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ایک ہوا ہے۔ جس کو صحیہ مخزونہ کہتے ہیں وہ عرش کے نیچے ہے استغفار کی نرم آواز و گریہ کو ملک قہار کی طرف اٹھاتی ہے۔

موارد جب آتے ہیں تو وہ شکل بن جاتے ہیں۔ پھر اس سے مل جاتے ہیں پس جونسا وارد موافق کو ملے تو اس کو ساکن کر دیتا ہے۔

اللہ عزوجل کے بھید جب کسی سر کے لئے روشن ہوتے ہیں تو اس سے ظن و امیدیں جاتی رہتی ہیں۔ کیونکہ حق جب کسی امر پر غالب آتا ہے تو اس پر غلبہ کرتا ہے اور اسکے غیر کے لئے اس کے ساتھ اثر نہیں رہتا۔

جس شخص کی ہمت اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تو اس کو موجودات میں سے کوئی شے بلاتی نہیں اور دارین سے کوئی چیز اس کو خوش نہیں کرتی۔

زہد دل سے شے کے گم ہونے کا نام ہے۔ اور اس شے کی خوشی کا نفس سے مٹانا ذلت و رضا حال ہمیشہ اٹھانا۔ مراعات میں موت تک سعی کرنا ہے۔

عارف وہ ہے کہ جس کی معرفت اور امر میں اس کے موافق ہو۔ اور کسی حال میں اس کی مخالفت نہ کرے۔

حسنت وہ ہے کہ اس میں کوئی اہل علم نہ جھگڑے زہد دنیا میں اور سخاوت نفس و خیر خواہی مخلوق میں شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

تسرملوقتی فیک نہر مسرمد وانیتنی عنی فعدت مجلدا

وکل بکل الکل وصل محقق حقائق حق نی دوام تمخلدا

تفرد امری فانفردت بغربتی فعرت غریبا فی البریة اوحدا

اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار بھی پڑھا کرتے تھے۔

بقائی فنانی بقائی من الھوی فیادیح قلبی فی فناہ بقاوہ

وجودی فناء فی فنا فاننی مع الانس یاتینی ھنیاء ملاوہ

فیامن دعاالمحبوب سرالسرہ اتاک المنی یوما اتاک فناوہ

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو محمد عبداللہ بن ابی بکر بن احمد توصی نے کہا کہ میں نے سنا۔ شیخ عارف ابو بکر بن شافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ شیخ ابوالحسن بن صباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اصحاب کی عمدہ تہذیب و تربیت کرتے تھے۔ ان کو ہر سانس میں مراعاۃ حفظ ادب کے ساتھ دیکھتے تھے۔

جب کوئی شخص ان کے پاس آتا اور اس کا ارادہ ہوتا کہ ان کے پاس قطع تعلق کر کے رہے۔ تو تھوڑی دیر سر نیچا کرتے پھر اگر اس کو یہ کہتے کہ میں تجھ کو لوح محفوظ میں اس سے پہلے دیکھ چکا ہوں تو اس کو اپنے خلوت میں بٹھاتے اور اگر اس کو یہ کہتے ہیں کہ تم کو لوح محفوظ میں اپنے مریدوں میں نہیں دیکھتا تو اس کو اپنے پاس نہ بٹھاتے۔

اور یہ کہا کرتے تھے کہ لوح محفوظ ایک دیوان ہے۔ جس میں ہر چیز موجود ہے جو ہو چکی یا آئندہ ہوگی۔ اور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس پر مطلع کر دیا۔ جو اس میں ہے اس کا مجھے شاہد بنا دیا۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی کو خدمت میں بٹھاتے تو اس کے حالات اور موارد کو صبح و شام دیکھتے بھالتے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کے مزاج کے لائق لطف فرماتے اس کو سلوک کے منازل درجہ بدرجہ اتارتے اس سے کہتے کہ فلاں مرتبہ کا تم فلاں دن انتظار کرو۔ کیونکہ وہ ربانی ہے۔ پھر مرید کا وہی بعینہ حال ہوتا۔ جو شیخ نے بتایا ہوتا۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو الفضل اسماعیل بن شیخ صالح ابوالقاسم نصر اللہ بن احمد

استانی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ شیخ ابوالحسن صباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بہت خلوت میں بٹھایا۔ آپ دن رات اپنے مریدوں کے خلوتوں کے حال معلوم کرتے رہتے تھے۔

شیخ ایک رات رمضان شریف کے آخر عشرہ میں اس کے پاس گئے تو اس کو دیکھا کہ وہ روتا ہے۔ اس سے حال دریافت کیا وہ کہنے لگا۔ کہ دیکھیے میں شب قدر دیکھ رہا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ کہ ہر شے زمین پر سجدہ کررہی ہے۔ اور میں جب سجدہ کا ارادہ کرتا ہوں تو اپنے اندر ایک شے ستون آہنی شکل کی پاتا ہوں جو مجھ کو سجدہ کرنے سے روکتی ہے۔

شیخ نے اس سے کہا کہ اے فرزند عزیز تم گھبراؤ مت وہ ستون آہنی جو تم پاتے ہو۔ وہ میرا راز ہے۔ جو تم کو دیا گیا ہے۔ وہ سوائے نیک فعل کے تجھ کو بری بات کی قدرت نہیں دیتا۔ اور تم جتنی چیزیں اس وقت دیکھ رہے ہو۔ وہ شیطانی وارد ہے۔ شیطان کا یہ ارادہ ہے کہ تو اسی کو سجدہ کرے جو تیرے خیال میں ہے اور اس سبب تم پر راستہ پالے گا۔

شیخ کے ہاتھ کی طاقت

راوی کہتا ہے کہ میرے دل میں اس بات کا خیال پیدا ہوا۔ اور یہ خطرہ ہوا کہ اس کی صحت کی ان کے پاس کیا دلیل ہے۔ ابھی میرا خطرہ پورا نہ ہوا تھا کہ شیخ نے مجھ سے کہا کہ میں تجھے یہ کہتا ہوں اور تو اس پر دلیل مانگتا ہے۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا تو میں نے دیکھا کہ وہ اقصیٰ مشرق تک بڑا ہوا ہے پھر بائیں کو پھیلایا تو اس کو میں نے مغرب کے آخر حصہ تک بڑا ہو دیکھا۔ پھر اس کو آہستہ قبض کر لیا۔ اور وہ نور جس کو میں دیکھتا تھا۔ اور ان اشیاء کو جن

کو سجدہ کرتے ہوئے پاتا تھا۔ وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں یہاں تک کہ اس کی ہتھیلی میں ایک گز کے برابر رہ گئے ہیں۔ اور یہ نور اور جو کچھ اس میں تھا ایک نسان کی شکل بن گیا۔ پھر میں نے اس سے ایک بڑی آواز سنی۔ وہ کہتا ہے کہ اے میرے سردار فریاد میں پھر کبھی اے میرے سردار نہ آؤں گا۔ اور جوں جوں اپنی دونوں ہتھیلیوں کو قریب کرتے ہیں۔ ان کا چلانا بڑھتا جاتا ہے تب شیخ نے اللہ سے کہا۔ تو میں نے ایک بجلی نور کی ان کے منہ سے نکلتی ہوئی دیکھی۔ جس سے ہر شے روشن ہو گئی۔ اور یہ شکل جو کہ شیخ کے دونوں ہتھیلیوں میں تھی۔ سیاہ اور سخت بد بو دار بن گئی۔ اور ایسی خوفناک چلائی کہ عنقریب میری جان نکلنے لگی تھی۔ پھر وہ دھواں بن گئی۔ اور اوپر چڑھ کر گردو غبار ہو کر اڑ گئی۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن یوسف قرشی مصری موذن نے کہا کہ میں نے اپنے چچا شیخ فاضل ابا عبداللہ محمد بن احمد بن سنان قرشی تغمدہ اللہ برحمتہ سے سنا وہ شیخ اباالحسن بن صباغ کی صحبت میں رہ چکے تھے۔ ان کے پاس قنا میں ایک مدت ٹھہرے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابوالحسن کی قنا میں خدمت کی تھی۔ اپنے اہل سے نو ماہ تک غائب رہا تھا۔ وہ مصر میں تھے پھر ایسے وقت میں کہ میں قنا کی رباط میں کھڑا ہوا تھا۔ اور ان کے ملنے کا شوق تھا۔ کہ اتنے میں شیخ ابوالحسن اپنے گھر سے اترے اور مجھے کہنے لگے اے محمد کیا تم اپنے گھر والوں کو دیکھنے کا مشتاق ہے۔ میں نے کہا ہاں اے میرے سردار آپ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور ایک گھر میں مجھے اکیلے داخل کیا مجھ سے کہا زیق پس میں نے ایسا کیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ اب تم سر اٹھاؤ میں نے سر اٹھایا تو اپنے آپ کو مصر میں اپنے گھر کے دروازہ پر پایا۔

میں گھر میں داخل ہوا مجھے میرے گھر کے لوگ ملے اور مجھ کو انہوں نے سلام کہا لیکن میں حیران ہو گیا۔ اور ان سے میں نے اپنا بھید ظاہر نہ کیا۔ ان

کے پاس ٹھہرا رہا۔ دو دفعہ ان کے پاس میں نے کھانا کھایا۔ میرے پاس بیس درہم تھے وہ میں نے اپنی ماں کو دیئے اور جب مغرب کی آذان ہوئی۔ تو میں گھر کے دروازہ سے نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قنا میں رباط کے دروازہ پر ہوں۔ اور شیخ کھڑے ہیں۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے محمد کیا تم نے اپنا شوق ان سے پورا کر لیا۔ میں نے کہاں اے میرے سردار۔

پھر اس کے بعد ان کے پاس ایک مہینہ ٹھہرا اور سفر کی اجازت لی۔ آپ نے اجازت دی۔ پھر میں مصر کی طرف پندرہ دن میں پہنچا۔ اور جب انہوں نے مجھے دیکھا تو وہ بڑے خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم تو تم سے ناامید ہو چکے تھے۔ اور خیال کیا تھا کہ تم قتل کئے گئے یا کوئی اور واقع تم پر پیش آیا۔ میں نے کہا کہ کچھ خوف نہیں میں نے اپنی ماں سے وہ بیس درہم جو اس دن دیئے تھے لے لئے۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے وہ واقعہ بیان نہ کیا حتیٰ کہ شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فوت ہوئے۔

سانپ کے منہ سے ایک شخص کو نکالنا

خبر دی ہم کو ابوالفتح رضوان بن فتح اللہ بن سعد اللہ تمیمی منفلوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ کہتے تھے کہ میں نے ایک دن اپنے شیخ ابی الحسن بن صباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سمندر کے کنارہ پر تھا۔ ان کے پاس ایک لوٹا تھا۔ جس سے آپ وضو کیا کرتے تھے پس اپنے قریب میں لوگوں کی آواز سنی کہ چلا رہے ہیں۔ شیخ نے اس کے متعلق پوچھا۔ تو اس سے کہا گیا کہ ایک اژدھا نے کنارہ پر سے ایک مرد کو پکڑ لیا ہے۔ شیخ نے وضو چھوڑ دیا۔ اور جلدی اس جگہ کی طرف دوڑے جہاں لوگ جمع تھے دیکھا تو اژدھا ایک آدمی کو

پکڑے ہوئے سمندر کے بھنور میں لے گیا ہے۔ شیخ اژدھا پر چلائے کہ ٹھہر جا وہ وہیں ٹھہر گیا دائیں بائیں کہیں حرکت نہ کرتا تھا۔ تب شیخ پانی کے اوپر سے گزر گئے اور کہتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم گویا کہ زمین پر چل رہے ہیں اور سمندر اپنی بڑی تیزی میں تھا یہاں تک کہ آپ اژدھا تک پہنچ گئے۔

پھر شیخ نے اس سے کہا کہ مرد کو پھینک دے اس نے اس کو اپنے منہ سے پھینک دیا اور مرد کی ران اژدھا کے پکڑنے سے ماری گئی۔ تب شیخ نے اپنا ہاتھ اژدھا پر رکھا اور کہا کہ مر جا۔ وہ اس وقت مر گیا۔ اور شیخ نے مرد سے کہا کہ جنگل کی طرف چل اس نے کہا اے میرے سردار میں اپنی ران نہیں اٹھا سکتا۔ اور مجھے تیرنا بھی اچھی طرح نہیں آتا۔ آپ نے اس سے کہا کہ چل یہ راستہ نجات کا ہے۔ اور جنگل کے راستہ کا اشارہ کیا۔ پھر کیا دیکھا کہ سمندر اس مقام سے جہاں کہ شیخ اور وہ شخص تھے - ایک سخت پتھر کی طرح ہو گیا۔ پھر شیخ اور مرد چلے۔ یہاں تک کہ جنگل تک پہنچ گئے۔ لوگ یہ واقعہ دیکھ رہے تھے پھر سمندر اپنے حال پر ہو گیا۔ جیسا کہ تھا اور لوگوں نے سانپ کو مردہ کھینچ کر باہر نکالا۔

خبر دی ہم کو شیخ عالم ضیاء الدین ابوالعباس احمد بن شیخ عارف ابی عبداللہ محمد بن محمد قرطبی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ علامہ مجدالدین اباالحسن علی بن وہب قشیری سے قوص میں وہ کہتے تھے کہ شیر اور سانپ ہمارے شیخ ابی الحسن صباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر ٹھہرا کرتے اور یوں کہا جاتا تھا کہ عالم میں سے ہر ایک چیز ان سے باتیں کرتی ہے۔ درخت ہوں پتھر ہوں زمین کے مقامات ان سے باتیں کرتے اور ان کو خبر دیتے جو کچھ انسان و جن نے اس میں عبادت و گناہ کئے ہیں۔ نباتات ان سے باتیں کرتی تھیں اپنے خواص اور منافع بیان کرتی تھیں۔

اور فرمایا کرتے کہ جس کو اللہ تعالیٰ خطاب کرے اس کو ہر شے خطاب

کرتی ہے میں نے ان کو کئی دفعہ دیکھا کہ ہوا میں سے کسی سے باتیں کرتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں یہ کام کر یہ کام نہ کر اور میں کہتا تھا کہ یہ رجال الغیب ہیں جو کہ ان سے مخاطب ہوتے ہیں۔ اور وہ ان سے مخاطب ہوتے ہیں۔

اور میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ وہ شیروں کے لعاب دہن کی وجہ سے اپنے پاؤں کو دھوتے ہیں۔ جب کہ وہ اپنے سروں کو ان کے پاؤں پر رکھتے ہیں۔

میں نے بارہا ان کو اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ اور ان پر ہوا سے مردان غیب دو دو تین تین چار چار اترے ہیں۔ یہاں تک کہ بہت سے مردان غیب جمع ہو جاتے تھے۔

اولیاء اور غائبین جن و مشائخ ان کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ حتی کہ اگر شیر سے وہ کہتے کہ یہاں سے مت جا وہاں سے نہ ہلتا۔ اور کسی کو تکلیف نہ پہنچاتا یہاں تک کہ شیخ اس سے کہتے چلا جا۔

ان کی قطبیت کا ذکر کیا جاتا تھا۔ میں نے ایک مدت ان کی خدمت ہے ظاہر و باطن میں نے ان کی خدمت کی ہے۔ میں نے کبھی نہ دیکھا کہ انہوں نے ادب ترک کیا ہو۔ اور نہ کبھی کوئی ایسا کلام کیا جو شریعت کے منافی ہو۔ اور نہ ایسا کام کو جس پر انکار کیا جائے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابوالمعالی فضل اللہ بن شیخ عارف ابی اسحاق ابراہیم بن احمد انصاری نے کہا کہ میں سے سنا شیخ ابی الحجاج اقصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ شیخ ابوالحسن بن صباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن اپنے مریدوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے ان سے کہا کہ اے میرے سردار جو شخص انوار جلال الٰہی کا مشاہدہ رکھتا ہو۔ اس کی نظر وجود میں کیسے ہوگی۔ آپ نے کہا سر کی نظر کے ساتھ جو کہ وجود سے قائم ہے۔ جس کے ساتھ ہر موجود کا وجود قائم ہے۔ پھر وہ اگر عاصی کی طرف

دیکھے تو اس کو زندہ کر دے۔ اگر بھولنے والے کی طرف دیکھے تو اس کو یاد دلائے۔ اگر ناقص کی طرف دیکھے تو اس کو کامل کر دے۔ اس نے کہا اے میرے سردار جو شخص اس امر سے موصوف ہو۔ اس کی علامت کیا ہے کہا کہ اگر وہ پتھر کی طرف دیکھے تو اس کی ہیبت سے پگھل جائے۔

راوی کہتا ہے پھر شیخ نے پتھر کی طرف جو کہ بڑا اور ٹھوس تھا۔ دیکھا جو کہ آپ کے قریب تھا۔ وہ پگھلا اور پانی بن کر زمین میں دھنس گیا۔

راوی کہتا ہے کہ مصر میں ایک شخص کا حال جاتا رہا۔ اور اس کا حال اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا۔ وہ شخص شیخ کی خدمت میں آیا۔ اس بات کی آپ کے پاس شکایت اور گریہ زاری کی۔ اس شخص نے آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دی کہ آپ اس کے رد کرنے پر قادر ہیں۔ شیخ نے اس سے کہا کہ تم صبر کرو۔ حتی کہ تمہارے حال کے رد پر میں اذن لوں۔ وہ شخص آپ کے پاس تین دن تک قنا میں ٹھہرا رہا۔ پھر شیخ نے اس کے ساتھ چوتھے دن شہد و دودھ کھایا۔ وہ کیا دیکھتا ہے کہ اس نے اپنا حال دگنا پالیا ہے۔

تب شیخ نے اس سے کہا کہ میں نے تمہارے حال کے رد کے لئے اذن چاہا تھا سو مجھے اجازت دی گئی ہے کہ تم میرے ساتھ دودھ پیو۔ تو تمہارا حال لوٹ آئے گا۔ میرے ساتھ تیرے شہد کھانے سے تیرا حال دگنا کر دیا گیا۔ لیکن تم اس کی تصریح جب تک میرے اس شہر سے نہیں نکلو گے۔ نہیں کر سکو گے۔

راوی کہتا ہے کہ اس مرد کا یہ حال تھا کہ اس نے اپنا حال اور اس کے ساتھ اس قدر اور حاصل کر لیا تھا۔ لیکن اس کو یہ طاقت نہ تھی۔ کہ اس میں یا اس کے ساتھ تصرف کرے۔ حتی کہ قنا سے باہر نکلا۔

ایک دفعہ شیخ نے ایسے کھانے میں برکت کی دعا کی جو سات آدمیوں کے کھانے کے مقدار تھا۔ سو اس میں سو آدمیوں کی مقدار نے کھایا۔ اور جتنا

پہلے تھااس سے زیادہ بچ رہا۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ ابوالحسن بن صباغ اپنے حال سے لوگوں کو رنگنے والے تھے اور مقبول الدعاء تھے۔

خبر دی ہم کو شیخ علامہ تقی الدین ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام مجد الدین ابی الحسن علی بن وہب قشیری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شخص کو بیت الخلوت میں اپنے پاس بٹھایا پھر اس پر ایک صورت انسان کی صورتوں میں سے نازل ہوئی تو وہ شیخ کی طرف ڈر کر نکلا۔ شیخ نے اس سے کہا کہ اے بچے لوٹ جا اور اپنے مکان میں جا بیٹھ۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے ایسا کیا پھر میں نے اپنے بیت خلوت میں ہاتف کو سنا وہ کہتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا مومنین پر احسان ہے۔ کہ اس نے ان میں ایک رسول بھیجا ہے۔ کہ گوشت و خون کے لحاظ سے ان میں سے ہے۔ ان کو تعلیم دیتا ہے۔ ان کو ادب سکھاتا ہے۔ ان کو ارشاد کرتا ہے۔ یہ کرتا ہے۔ وہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے یہ مطلب سنا تھا۔

خبر دی ہم کو ابو زید عبداللہ الرحمان بن سالم بن احمد قرشی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابابکر بن شافع سے قنا میں سنا وہ کہتے تھے کہ دو فقیر قنا کے بازار سے ہمارے لئے شیخ ابی الحسن بن صباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جھگڑے ان کی لڑائی بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ ایک نے دوسرے کی آنکھ نکال ڈالی۔ اور اس کے رخسار پر بہ کر آگئی۔ وہ اس کو قوال کے پاس لے گیا۔ اس نے کہا کہ ان دونوں کا معاملہ شیخ ابی الحسن تک ہے۔ وہ دونوں شیخ کے پاس آئے۔ آپ نے ان دونوں سے کلام نہ کیا۔ اور دستر خوان بچھانے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے فقراء کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور قوال کو حکم دیا۔ اس نے کچھ پڑھا۔ وہ دونوں فقراء کے ساتھ اس میں داخل ہو گئے۔ اور جس شخص کی آنکھ نکل

گئی تھی۔ اس نے دوسرے کا سر کھول دیا۔ اور استغفار کرتا تھا۔

تب شیخ نے اس سے کہا کہ تم استغفار کس لئے کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ اے میرے سردار میں اپنے اس بھائی کے لئے استغفار کرتا ہوں کیونکہ اگر مجھ سے یہ قصور نہ ہوتا کہ زخم کو واجب کردے تو وہ میری آنکھ نہ پھوڑتا۔

پھر اس شخص نے اپنے ساتھی کی آنکھ نکالی تھی۔ اپنا سر کھولا۔ اور کہا کہ خداوندا میری اس وقت ذلت اور ندامت اور اس کے علم کے طفیل اس کی آنکھ کو درست کر دے۔ پھر اس کی آنکھ درست ہو گئی۔ جیسے پہلے تھی۔ حاضرین چلا اٹھے۔

راوی کہتا ہے کہ یوں کہا جاتا ہے۔ کہ ان دونوں کے دل شیخ ابوالحسن کی برکت سے صاف ہو گئے۔

خبر دی ہم کو شیخ ابوالمعالی فضل اللہ بن شیخ ابی اسحاق ابراہیم بن احمد انصاری نے کہا کہ میں نے شیخ اباالحجاج اقصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ ابوالحسن بن صباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سال ضحیٰ کے وقت قوص کے دو باغوں کے درمیان چلے جا رہے تھے۔ ایک کبوتری کو درخت پر دیکھا۔ کہ غمزدہ آواز سے بار بار بول رہی ہے۔ آپ وہاں ٹھہر گئے۔ اور اس کی آواز سنتے رہے۔ پھر ان کو وجد آگیا اور وجد میں مستغرق ہو گئے اور یہ اشعار پڑھنے لگے۔

حمام الا راک الا فاخبرینا بمن تهتفینا ومن تبلبینا
فقد سقت ویحک نوح القلب فاحریت ویحک ماء معینا
تعالی نقم ماتما لاغراق وننلب احبابنا انطلعنینا
واسعدک بالنوح کی تسعلینی کذاک الحزین یواسی احزینا

پھر دیر تک روتے رہے اور یہ اشعار پڑھے۔

اتبکی حمام الا یک من فقد الفها والصبرعنه کیف ذاک یکون
ولم انا لا ابکی وانلب مامعنٰی وذالھدی بین الضلوع وفین
وقد کان قلبی قبل حب قاسیا نان ذامت البوی فسوف یلین
الا ھل الیٰ الشوق المبرح مسعد وھل لی علی الوجد الشذین معین
سلام علیٰ قلب تعرض بالھویٰ سلام علیه احرقته شبجون
وعلبه ھم یھیج حزنه فلھم والا حزان فیه فنون

پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے اور جب ہوش آئی تو یہ پڑھنے لگے۔

غن لی فی الفراق صوتا حزینا ان بین الضلوع داء فینا
ثم جد لی بلمع عیناک باللّٰه وکن لی علی البکساء معینا
مسابکی الدماء فضلا علی الدمع ومثل الفراق ابکی العیونا
کل امرالدنیا حقیر یسیر غیران یفقد الفرین قدینا

راوی کہتا ہے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور کبوتری زمین پر شیخ کے سامنے گر پڑی۔ اور دونوں پروں کو پھڑ پھڑاتی رہی یہاں تک کہ مر گئی۔ پھر شیخ نے یہ اشعار پڑھے۔

وردناعلی ان الھوی مشرب عذب وحطبه للسفراشوقه الرکب
فلما ورد نا ماء ہ الھب العطما الا من رای ظمان الھیة المشرب
اکب الھوی یذکی علی زناده ایا قار حا مسک فقد علق الحب
ولو اننی اخلعت قلبی لغیرکم من الناس محبوبا لماوسع القلب
تری تسع الا یام منکم بنظرة فنلقی علی بلبی الرسائل والکتب
اعابتکم لا یام منکم نبظرة ولکن اذا مسلح الھوی حسن العتیب

پھر اپنی حالت میں مستغرق ہو کر چلے۔ پھر ظہر کی آذان ہوئی۔ اور وہ قنا میں شیخ ابی محمد عبدالرحیم بن حجوں اور شیخ ابی الحجاج بن یوسف بن سلیمان بن قاسم قلوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے۔ اس وقت میں یہ دونوں زندہ

تھے۔ قنا میں اکٹھے رہتے تھے۔ جب ان کو دیکھا تو یہ اشعار پڑھے۔

خلیلی من طول المروم دعانی　لقد جل مابی فی الھوی وکفانی
ومالحب قلبی فاستجابت جوارحی　وبلت وموعی بالذی تریانی
فیامن تجنیه لبست بذلة　نصرت وما ان فی الوری ثانی
کان رقیبا منک یرعی خواطری　وآخر یرعی ناظری ولسانی
اسرداخفی مابقلبی من الھوی　علی کل حال فی یدیک عنانی
وانت علی الحالات لا شک ناظر　علی القرب والبعد البعید تدانی
فجد سیلی مالبقرب منک فاننی　اوملہ یامن بذاک یرانی

شیخ ابوالحسن یہ اشعار پڑھتے تھے۔ اور دونوں شیخ روتے تھے۔ جب وہ اپنے اشعار سے فارغ ہو چکے تو شیخ عبدالرحیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے یہ اشعار پڑھے۔

ماان ذکرتک الا ھم یقلقنی　سری وذکری و فکری عند ذکراک
حتی کان رقیبا منک یھتف بی　ایاک ویحک والتذکر ایاک
اجعل شھودک فی لقیاک تذکره　فالحق اذکان ایاک لقیاک
اماتری الحق قد لاحت شواھده　وداصل الکل من معنک مغناک

جب شیخ عبدالرحیم اپنے اشعار سے فارغ ہوئے تو شیخ ابوالحجاج رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ اشعار پڑھے۔

البین فیرلمن ذاق الھوی احبل　به النفوس عن الا جسار ترتحل
والبین لیکن فی اعضاته زمنا　ونار لوعته تذکر و تشتعل
والبین لون لروح المستھام اذا　ماقیل قلبان بن تھواه واحتلوا
یاسائل کیف مات العاشقون فما　ماتوا ولکن باشتیاق الھوی قتلوا

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قنا میں رہتے تھے جو کہ ایک شہر ہے۔ مصر کے اوپر کے جانب کی زمین میں وہیں نصف شعبان 612ھ میں فوت ہوئے۔ اور قنا

ہیں اپنے شیخ عبدالرحیم کے مقبرہ کے پاس دفن کیے گئے۔ ان کی قبر کی وہاں پر علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

خبر دی ہم کو شریف ابوالعباس احمد بن محمد بن حسینی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ اصیل ابا محمد الحسن بن شیخ پیشواء ابی محمد عبدالرحیم بن محمد مغربی سے قنا میں وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابالحسن بن صباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف وہ خصوصیتیں ہیں کہ جن کو بہت سے صدیقوں نے نہیں پایا۔

وہ کہتے ہیں کہ شیخ موصوف جب ان کا ذکر کرتے تو یہ شعر پڑھا کرتے۔

حسنک لا تنقضی عجائبہ   کالبحر حدث بہ ولا حرج

رضی اللہ عنہم اجمعین

شیخ ابوالحسن علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور مشہور عارفین وائمہ محققین کاملین سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ افعال خارقہ انفاس صادقہ ھمم سماویہ معانی قدسیہ اشارات نوریہ۔ علم لدنیہ صاحب مقامات جلیلہ۔ حالات جسمیہ مناقب علیہ کشف جلی فتح روشن سر روشن قدر بلند ہیں۔

مراتب قرب میں ان کا مقام اعلیٰ ہے۔ منازل قدس میں ان کی مجلس صدر ہے باغ انس میں ان کا مقام اعلیٰ ہے۔ وصل کے چشموں میں ان کا گھاٹ شیریں ہے۔ موارد وصل سے ان کا پانی شیریں ہے۔ مواجب رضا سے ان کا نصیبہ روشن ہے بلندی کی مرغوب اشیاء میں ان کی بڑی کوشش ہے حقائق روشنہ میں ان کا طور عجیب ہے۔ معارف روشنہ میں ان کی ثناء بلند ہے۔ محاضرات ازلیہ میں ان کا طریق مضبوط ہے۔ مشاہدات الٰہیہ میں ان کا

مواج اعظم ہے۔ مقعد عندیہ کی طرف مشاہدہ ملکوت میں اقدام تجرید کے ساتھ ان کی سعی ہے۔

معالم جبروت میں مجلس فردیت کی طرف توحید کی کامیابی کے ساتھ ان کو سبقت ہے۔ مغیبات کے پردوں کے ساتھ ان کی نظریں خارق ہے۔ حقائق آیات کے پردہ سے ان کی خبر صادق ہے۔ علوم احوال میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ معانی موارد میں ان کا ہاتھ فراخ ہے۔ تمکین واسع میں ان کا قدم راسخ ہے۔ تصریف جاری میں ان کو بڑی وسعت ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور موجودات میں تصرف دیا ہے عادات کو خرق کیا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر خارقات کو ظاہر کر دیا ہے۔ ان کو مغیبات کے ساتھ متکلم کیا ہے۔ احوال نہایت کی ان کو قدرت دی ہے۔ ولایت اسرار کا ان کو ہاتھ پہنا دیا۔ ہدایت کی باگوں کا ان کو مالک بنا دیا بصائر اور ابصار کے انوار میں ان کو حاکم بنا دیا۔ ان کو مجاری حکمت اور تصاریف اقدار پر مطلع کر دیا۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کر دیا۔ لوگوں کے دل ان کی محبت سے بھر دیئے ان کی ہیبت سے ان کے سینے بھر دیئے ان کو سالکین کا پیشواء مقرر کر دیا۔ اور عارفین کا حجت بنا دیا۔ متقیوں کا امام بنایا ہے۔

اور وہ وہی ہیں کہ کہتے ہیں میرے لئے موجودات میں سے ابتداء سے لے کر انتہاء تک ظاہر کر دیا گیا۔ میرے لئے ترجمے حل کر دیئے اور جس کے لئے ترجمے حل نہ کئے جائیں وہ شیخ نہیں۔

شیخ ابوالحسن کا مقام

اور یہ بھی کہا ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت اور اہل نار اہل برزخ

اہل سما اہل ارض کا واقف کر دیا ہے۔ ان کے وقت کے مشائخ کہا کرتے تھے کہ شیخ علی بن ادریس انسان جنوں ملائکہ پرندوں وحشیوں سانپوں کی بولی جانتے ہیں۔

اور یوں کہا کرتا تھا کہ وہ ہر آسمان کے فرشتوں اور ان کے مقام ان کی تسبیحیں اور ان کی بولیاں جو کچھ خدائے تعالیٰ کی توحید کہتے ہیں جانتے ہیں۔

اور جب وہ شیخ عمر بزار کے پاس آتے تھے وہ کھڑے ہو جاتے تھے اور ان کے لئے کئی قدم چلتے۔ دور سے جا کر ان کو ملتے ان کی عزت و احترام کرتے ان سے معانقہ کرتے اور یہ شعر پڑھتے۔

اشم منک نسیما لست انکرہ　　کان لمیاء جرت فیک اردانا

اور مشائخ کہا کرتے تھے ک جب شیخ عمر بزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تو عراق کے مشائخ ستاروں کی طرح تھے اور شیخ علی بن ادریس ایک آفتاب طلوع شدہ تھے۔

شیخ ابوالحسن قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ شیخ علی بن ادریس ٔ میدان کے رہنے والے ہیں وہ شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبہ میں رہے تھے اور انہیں کی طرف منسوب تھے۔

وہ شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں بھ رہے ہیں۔ اور ان کی خدمت کی ہے ان سے روایت بھی کی ہے ان کے بڑے بڑے جلسے دیکھے ہیں ان سے ان کو موارد نفیسہ حاصل ہوئے ہیں۔ ان کے لئے انہوں نے دعا مانگی ہے ان کے حق میں کہا ہے کہ اس لڑکے کی شان عظیم ہو گی۔

ان کو یہ بھی کہا تھا کہ عنقریب ایک زمانہ آئے گا۔ کہ تمہاری ضرورت پڑے گی تم اعلیٰ (یعنی بلند مرتبہ) ہو گے۔

شیخ علی کہا کرتے تھے کہ میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہوں۔ آپ مشائخ عراق سے ملے ہیں جیسے شیخ عبدالرحمن طفسونجی، شیخ بقا بن بطو، شیخ ابی سعد قیلوی، شیخ احمد بقلی یمانی، شیخ مطر بادرانی، شیخ ابی الکرم معمر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ان کے شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی عزت کیا کرتے تھے اور ان کو دوسروں پر مقدم کیا کرتے تھے ان کی بڑی پرواہ کرتے ان کے بارے میں کہتے کہ ابن ادریس حضرت قدس کے ہم نشینوں میں سے ہیں۔

شیخ ابوالحسن کا دیدار

وہ اس شان کے ایک رکن ہیں ان کے سرداروں کے امام ہیں۔ ان ہادیوں میں جو اس طرف کھینچنے والے ہیں۔ بڑے مشہور ہیں۔ علم۔ عمل۔ زہد۔ تحقیق۔ ہیبت۔ جلالت میں اس کے احکام میں ہاتھوں اور آنکھوں والے ہیں۔ ان کے وقت میں اس امر کی ریاست ان تک پہنچی۔ صادق مریدوں کی تربیت عراق میں ان کے سبب سرسبز ہوئی۔ اور وہاں کے بہت سے مشائخ نے ان سے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ خلیفہ بن خلف یعقوبی شیخ ابی الشکر ماجد بن حمیدی روحانی، شیخ محمد معتوق بن رضوان نہر ملکی شیخ ابی عبداللہ محمد بن علی رصاتی مشہور سبتی۔ شیخ فاضل ابی ذکریا یحییٰ یوسف بن یحییٰ انصاری صرصری شیخ عالم کمال الدین ابی الحسن علی بن محمد بن وضاح سہر آبادی شیخ ابی احمد حسن بن محمد بغدادی مشہور بہ مقصورہ اور ان کے سوا اور بھی بہت سی جماعت نے کی ہے۔ انکی طرف بہت سے صاحب حال منسوب ہیں بہت سے صلحاء و علماء ان کے مرید ہیں اور ان کے ارادہ کے موافق بہت سی مخلوق جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ قائل ہوئے ہیں ان کے نزدیک یعقوبا میں بہت سے فقہاء فقرا جمع ہوئے

تھے۔ ان کی کلام و صحبت سے نفع حاصل کیا تھا۔ ان کا ذکر زمانہ میں پھیل گیا ان کی زیارت کا ہر طرف سے قصد کیا جاتا تھا۔ ان کے دروازہ پر زائرین کی ایک بڑی جماعت تمام اطراف سے قصد کر کے آتی تھی۔ اور اکثر ان کے دروازہ پر ہفتہ تک ٹھہرے یہاں تک کہ ان کو دیکھتے اور بسا اوقات ان کا شمار سات ہزار تک پہنچ جاتا تھا۔ اور جب شیخ عمر بزاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے۔ تو مشائخ عراق ان کی زیارت کو دوڑ کر آئے۔ جیسے شیخ شہاب الدین سہروردی شیخ ابی الطاہر خلیل بن احمد صرصری شیخ بدرالدین خلیل معروف بہ فربہ' شیخ ابی البدر بن سعید۔ شیخ ابی محمد عبداللطیف بغدادی مشہور مطرز' شیخ ابوالعباس احمد بن شریف بغدادی' شیخ ابی الحسن بغدادی مشہور موزہ فروش' شیخ ابی عمر عثمان بن سلیمان مشہور بہ قصر' شیخ ابی الحسن علی بن سلیمان مشہور نانبائی۔ شیخ ابی البدر بن یوسف تماسکی۔ اور ان کے سوا اور علماء و صلحاء کی ایک جماعت۔

وہ بغداد کی طرف شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کی زیارت کو آیا کرتے تھے اور ان کے مدرسہ میں باب ازج میں قاضی القضاۃ ابی صالح نصر کے پاس اترا کرتے تھے۔ پھر ان کے پاس بغداد کے اکثر علماء مشائخ اور عام لوگ آیا کرتے تھے۔

اور مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے بغداد میں مدرسہ مذکورہ میں ایک جزو حدیث کی سنی ہے۔ جس کو شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے تھے اور تین مجلسوں میں وہ لوگ جنہوں نے ان سے متفرق طور پر حدیثیں سنی ہیں۔ ان کی تعداد دو ہزار مرد سے زیادہ تھی۔

ان کے قاری شیخ امام محی الدین ابوعبداللہ محمد بن علی محمد مشہور توحیدی بن ہمشیرہ قاضی القضاۃ ابی صالح نصر تھے۔ خلفاء کے یہ حال تھا کہ جب ان پر کوئی آفت نازل ہوتی تو وہ ان کی طرف التجا کرتے اور عاجزی سے پیش آتے۔

آپ بزرگ با ہیبت با نشان ادیب متواضع تھے۔ کسی کو اپنے ہاتھوں کو چومنے نہ دیتے۔ اور کوئی ان کو یاسیدی نہ کہہ سکتا تھا۔ کیوں کہ وہ اس کو مکروہ جانتے تھے وہ اشراف اخلاق' اکرم عادت' وافر عقل کم کلام' ہمیشہ مراتب بڑی حیا والے اتباع کتاب اللہ وسنت نبوی کے بہت پابند تھے۔ خوبرو بڑی ہیبت اور وقار والے تھے طریق سلف کے ملتزم تھے ان کا دستر خوان سوا رمضان شریف کے دنوں کے بند نہ ہوتا تھا۔ مجلس کے صدر میں نہ بیٹھتے تھے اور جب وہ چلتے تو ان کے پیچھے سوائے ان کے حکم کے اور کوئی نہ چلتا۔

جس نے آپ کو کبھی دیکھا نہ ہو۔ وہ آپکو جب تک کہ کوئی بتلائے نہیں پہچانتا تھا۔ لباس بھی دیہاتیوں کا سا پہنتے تھے۔ ان کے پاؤں میں ہمیشہ درد رہا کرتا تھا آخر میں حرکت سے عاجز ہو گئے تھے۔ اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے کئی دن تک مگر اوقات نماز میں اٹھتے تھے اور کوئی شخص آپ کے پاس سوائے آپ کے حکم کے نہ بیٹھتا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تصوف تمام ادب کا نام ہے

ان کا حقائق میں کلام نفیس تھا۔ ان میں سے یہ ہے کرم یہ ہے کہ دنیا کو اس کے لئے چھوڑ دینا جو اسکا محتاج ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس لئے متوجہ ہونا کہ تو اس کا محتاج ہے تصوف تمام ادب کا نام ہے۔

ہر وقت کے لئے ادب ہے۔ ہر مقام کے لئے ادب ہے اب جو شخص کہ آداب اوقات کا التزام کرتا ہے۔ وہ مردوں کے مقام تک پہنچتا ہے۔

جو شخص کہ ادب کو ضائع کرتا ہے وہ اس وجہ سے بعید ہے کہ قرب کا گمان کرتا ہے اور اس لئے مردود ہے کہ قبول کا گمان کرتا ہے۔

آداب ظاہر کا حسن آداب باطن کا عنوان ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر اس کا دل نرم ہوتا ہے۔ تو اس کے اعضا بھی نرم ہوتے ہیں۔

سخاوت کے نام کا وہ شخص مستحق نہیں جو کہ بخشش کا ذکر زبانی یا دل کے اشارہ سے کرے۔

جو شخص اپنے احوال افعال کا ہر وقت کتاب و سنت سے موازنہ نہیں کرتا۔ اور اپنے خطرات کو متہم نہیں کرتا۔ تو اس کو مردوں کے دیوان میں مت شمار کرو۔

جو شخص اپنے نفس کو دوام اوقات پر متہم نہیں کرتا تمام احوال میں اس کی مخالفت نہیں کرتا تمام دنوں میں اسکو مکروہ کی طرف نہیں چلاتا تو وہ مغرور ہے۔

جو شخص اس کی کسی بات کو اچھی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ تو وہ اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔

ولی وہ ہے کہ کرامات سے مدد دیا جائے۔ اور ان سے غائب رہے نفس کی عمدگی اور دل کی راحت سینہ کی فراخی آنکھ کی ٹھنڈک چار چیزوں میں ہے۔ محبت کے لئے خدا کی طرف رجوع کرنا۔ دوم دوستوں سے محبت۔ سوم سامان پر بھروسہ۔ چہارم غایت کا معانیہ۔

بڑی عقل وہ ہے کہ تجھ کو خدا تعالیٰ کی وہ نعمتیں معلوم کراوے جو کہ تجھ کو ہیں۔ اور ان کے شکر کی تم کو مدد دے طمع کے بر خلاف قائم ہو۔

زیادہ نفع دینے والا اخلاص وہ ہے جو تجھ سے ریا و تصنع کو دور کردے۔

زیادہ نافع اعمال وہ ہیں کہ جن کی آفات سے تو بچا رہے۔ اور وہ مقبول ہوں۔

بڑا نافع فقر وہ ہے کہ جس سے تو بارونق و راضی ہو جائے۔

نافع تر تواضع وہ ہے کہ تجھ سے تکبر کو دور کردے۔ تیرے غضب کو مار

ڈالے۔

نافع تر معاملات وہ ہیں کہ دلوں کے خطروں کی اصلاح ہو۔

نافع تر خوف وہ ہے کہ تجھ کو گناہوں سے روکے اور تیرے غم کو بڑا بنا دے اور تجھ کو فکر لازم کر دے۔

آداب کا سردار یہ ہے کہ مرد اپنی قدرت کو پہچانے۔

جو شخص اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے افضل اعمال پر. اس کو سزا دے گا۔ وہ ہلاک ہونے والا ہے۔

کوئی شخص اس سے بڑھ کر مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتا۔ کہ اسکا دل سخت ہو جائے اور دنیا سے وہ شخص کیسے فلاح پاتا ہے۔ کہ اسکے نزدیک لوگوں کی محبت سے دنیا کی محبت زیادہ ہو۔

جو شخص کہ دنیا کی حاجت کو ترک کر دے وہ غم سے راحت پا گیا۔

جو شخص اپنی زبان کی محافظت کرتا ہے وہ عذر کرنے سے چھوٹ جاتا ہے۔

جو شخص کہ دنیا کے مصائب سے گھبراتا ہے اس کی مصیبت دین سے بدل جاتی ہے۔

مخلوق کی طرف متوجہ ہونا۔ خواہش نفسانی کا سبب ہے۔ مریض کو بھلا دیتا ہے اور عاقل کو غافل بنا دیتا ہے۔ پھر نہ تو عاقل اپنی بیماری کو پہچانتا ہے۔ نہ مریض اپنی دوا کو طلب کرتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے ساتھ تمسک کرتا ہے۔ وہ بچ جاتا ہے۔ اور جو اپنے نفس کے سپرد کرتا ہے۔ وہ پردہ میں ہوتا ہے۔ پس صحت ورع خوف کی علامات میں سے ہے۔ حسن خلق حسب کی بزرگی میں سے ہے جو عقل رکھتا ہے۔ اس نے یقین کیا جو یقین رکھتا ہے ڈرتا ہے۔ جو ڈرتا ہے صبر کرتا ہے۔ جو صبر کرتا ہے وہ پرہیز گار ہے۔ جو پرہیز گار ہے وہ شبہات سے رک جاتا ہے اس سے حرص و رغبت جاتی رہتی ہے۔ جس

کی عقل ناقص ہے۔ اس کا یقین ضعیف ہے جس کا یقین ضعیف ہے اس سے خوف کھویا جاتا ہے۔ جس کا خوف جاتا ہے۔ اس کی غفلت بہت ہوتی ہے جس کی غفلت بڑھ جائے اس کا دل سخت ہوتا ہے جس کا دل سخت ہوتا ہے تو اس کو نصیحت فائدہ نہیں دیتی۔ اس پر دنیا کی محبت غالب ہو جاتی ہے اس کے اکثر اعمال حقیقت خوف خدا کے بغیر ہوتے ہیں۔ محروم وہ ہے کہ سوال سے محروم ہو سوال اجابت کی کنجی ہے۔

عالم کس وقت وعظ کرے

عالم کا لوگوں کو وعظ سنانا جائز نہیں مگر اس وقت کہ کسی انسان کا بدعت میں پڑ کر ہلاک ہو جانے کا خوف ہو۔ اور اس بات کی امید ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس بدعت سے اس نیک نیت کی برکت کی وجہ سے نجات دے گا۔

ابدال کی چار خصلتیں ہیں۔ پرہیزگاری کامل درجہ کی۔ ارادہ صحیح ہو۔ مخلوق کے لئے سینہ سالم ہو۔ خاص و عام کے لئے خیر خواہی۔

اور چار خصلتیں ہوتی کہ جن سے اللہ تعالیٰ بندہ کو بلند کرتا ہے۔ علم ادب' دین۔ امانت' بڑی قوت یہ ہے کہ تو اپنے نفس پر غالب آئے۔

جو شخص اپنا ادب کرنے سے عاجز ہے وہ اپنے غیر کا ادب کرنے سے زیادہ عاجز ہو گا۔ جو اپنے بڑے کی اطاعت کرتا ہے۔ تو اس کی اطاعت وہ کرے گا۔ جو اس سے کم درجہ پر ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اس سے ہر شے ڈرتی ہے۔

پرہیزگاری یہ ہے کہ حد علم پر وقوف ہو۔ ظاہر کی پرہیزگاری یہ ہے کہ سوا اللہ عزوجل کے (حکم کے) حرکت نہ کرے اور باطن کی پرہیزگاری یہ ہے کہ اس کے دل میں اپنے مولا کے سوا اور کسی کا گزر نہ ہو۔ زہد ملک کی

سخاوت کو پیدا کرتا ہے۔ محبت روح کی سخاوت پیدا کرتی ہے۔ جس کو پرہیزگاری نہیں۔ اس کو زہد نہیں اور جس کو زہد نہیں اس کو محبت نہیں۔ زہد کی تین علامتیں ہیں عمل بغیر علاقہ۔ قول بغیر طمع عزت بغیر ریاست اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

غرست الحب غرسانی فرادی فلا اسلوٰلی یوم التنادی
جرحت القلب منی باتصال فشوقی زاہد والحب بادی
سقانی شربۃ احیی فوادی بکاس الحب من بحر الوداد
فلولا اللہ یحفظ عارفیہ لہام العارفون بکل وادی

اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار بھی پڑھا کرتے تھے۔

القلب محترق والد مع مستبق والکرب مجتمع والصبر مفترق
کیف القرار علی من لا قرارلہ مما جناہ الھوی والشرق والقلق
یارب ان کان شئی فیہ لی فرج فامنن علی بہ ماولم بی رمق

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد مقدسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابا الحسن علی بن سلیمان نانبائی اور شیخ کمال الدین علی بن محمد بن محمد بن وضاح سے بغداد میں ان دونوں نے کہا کہ ہم نے کہا کہ ہم نے سنا شیخ پیشواء ابا محمد علی بن ادریس سے بغداد یں وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے نفس کو دس سال تک خواہش نفسانی سے روکا۔ پھر میں نے قلب کو اپنے نفس سے دس سال تک روکا۔ پھر ہم پر منازل وارد ہوئے۔ ہم نے ان سب کو محفوظ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر حافظ ہے وہ ارحم الرحمین ہے۔

شیخ کا بچے پر نارنگی پھینکنا

خبر دی ہم کو ابوالفضائل صالح بن یعقوب بن حمدون یعقوبی نے کہا کہ

بیان کیا مجھ سے میرے باپ نے میرا بیٹا اسمٰعیل بچہ تھا۔ اس کو گنٹھیہ ہو چکا تھا۔ اسکی عمر پانچ سال کی تھی۔ وہ ایک جگہ بیٹھا رہتا۔ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ پھر میں نے اس کو اٹھایا اور شیخ علی بن ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لایا۔ ان سے شفا کے لئے درخواست کی انہوں نے اس پر انکار کیا۔ میں نے اس کو ان کے نزدیک چھوڑ دیا۔ اور اس سے علیحدہ ہو گیا۔ تب شیخ نے اس کو ایک نارنگی جو ان کے ہاتھ میں تھی پھینکی۔ وہ بچہ کے گھٹنوں پر پڑی تو وہ کھڑا ہو کر دوڑنے لگا۔ اس نے نارنگی کو لے لیا۔ اور سرائے میں دوڑنے لگا۔ تمام لوگوں نے لا الہ الا اللہ پڑھا وہ بچہ میرے ساتھ تندرست ہو کر چلا آیا۔

شیخ نے درخت پر تیر مارا

خبر دی ہم کو شیخ ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب قرشی نے کہا کہ میں نے سنا اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے وہ شیخ علی بن ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں سے تھے۔ کہ ہمارے پاس ایک ایسا عامل آیا۔ جس نے ظلم کیا۔ اور ہم سے برا معاملہ کیا۔ میں شیخ علی بن ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا۔ اور ان کے پاس یعقوبا میں تین راتیں ٹھہرا رہا۔ ان کی ہیبت کی وجہ سے ان سے اس بارے میں کلام نہ کیا۔ پھر چوتھی رات مغرب کی نماز پڑھی۔ اور ان کے مرید ان کے گرد تھے۔ آپ نے ایک مرید کے ہاتھ میں کمان اور تیر دیکھا فرمایا کہ یہ مجھے دے دے۔ اس نے آپ کو دے دیئے۔ پھر شیخ نے تیر کو کمان کے بیچ میں رکھ کر مجھ سے کہا کہ کیا میں پھینکوں میں نے کہا کہ اے میرے سردار اگر آپ چاہیں پھر کمان کو ہاتھ سے

رکھ دیا اور پھر پکڑا اور کہا کہ کیا میں پھینکوں۔ میں نے کہا کہ اے میرے سردار اگر آپ چاہیں بھر تیسری دفعہ کمان کو ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور کہا کہ کیا میں تیر پھینکوں میں نے کہا اے میرے سردار اگر آپ کی مرضی ہو۔

تب آپ نے تیر پھینکا وہ ایک درخت میں لگا۔ جو آپ کے سامنے تھا۔ آپ میں اراس میں چار گز کا فاصلہ تھا۔ آپ نے کہا کہ میں نے تیر پھینکا۔ اور ظالم عامل کی گردن پر کاری لگا۔ تب میں نے تکبیر کہی۔ اور تمام لوگوں نے تکبیر کہی۔ اور کمان و تیر کا مالک کھڑا ہو گیا۔ اور دونوں کو لے لیا۔ جب صبح ہوئی تو ہم کو خبر آگئی کہ عامل اپنے مکان میں مغرب کے بعد فرش پر گھر کی چھت پر لیٹا ہوا تھا۔ کہ اس کو غیبی تیر لگا۔ معلوم نہیں کہاں سے آیا تھا۔ اس کی گردن کو لگا۔ جس سے وہ ذبح ہو گیا اور مر گیا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ازدمر نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابوذکریا یحییٰ بن یوسف صرصری سے سنا کہا کہ یعقوبا میں ایک باغ تھا۔ جس کا پانی کڑوا تھا۔ اس میں نہ کوئی پھل دار درخت ہوتا تھا۔ نہ اس زمین میں کوئی کھیتی ہوتی تھی۔ وہ باغ بالکل بیکار پڑا تھا۔ وہاں کے رہنے والے شیخ علی بن ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور آپ سے درخواست کی کہ ان کے لئے برکت کی دعا مانگیں۔ پس آپ اس میں آئے اور وہاں پر وضو کیا۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ان کی برکت کے لئے دعا مانگی اور پھر اس میں کھیتی اگ آئی۔ اور درخت پھل دار ہو گئے۔ اور عمدہ ہوئے اور برکت ہو گئی۔

وہ ابومحمد ہیں جن کو ابوالحسن علی بن ذکریا بن ادریس روحانی یعقوبی کہتے تھے۔ روحا ایک گاؤں یعقوبا کے قریب ہے۔ اور ادریس ان کے دادا ادریس کی طرف نسبت ہے۔ آپ آخر ماہ ذی قعد 619ھ میں یعقوبا میں فوت ہوئے اور اگلے دن کی صبح کو اس کی رباط میں دفن کئے گئے رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

شیخ علی بن وہب سنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ شیخ بڑے مشائخ اور بڑے عارف بڑے آئمہ صادقین زمانہ کے مشہور تھے۔ صاحب فتح روشن کشف جلی قدر بلند کرامات ظاہرہ۔ افعال خارقہ احوال جلیلہ انفاس نفیسہ مقامات میں بلند طور والے تھے۔ معارف میں ان کا محل اعلی تھا۔ حقائق میں ان کا ہاتھ لمبا تھا علوم میں قدم راسخ تھا۔ تمکین میں ان کا مکان مضبوط تھا۔ وہ اس شان کے ایک امام تھے۔ حال قال و ریاست جلالت میں اس شان کے بڑے عالم تھے ان کے اخلاق شریفہ اور عادات لطیفہ تھے۔ ان کا زہد صادق و تواضع عظیم بڑا تھا۔ ان کے اوصاف جلیلہ تھے۔ جن سے بہت سے ابناء زمان سے متمیز تھے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے موجودات میں تصرف دیا ہے۔ ان کو مغیبات کے ساتھ گویا کیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عادات کو بدلا ہے۔ ان کو مخلوق کے لئے ظاہر کیا ہے۔ ان کے نزدیک ان کی بڑی مقبولیت اور ہیبت وافر کر دی۔ اہل طریق کا ان کو پیشواء بنا دیا۔ مریدین مخلصین کی تربیت سنجار اور اس کے ارد گرد میں ان تک پہنچی ہے۔ بڑے بڑے لوگ ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ جیسے ابی بکر بن عبدالحمید شیبانی جنازی۔ شیخ قیس شامی۔ شیخ جواب الکبر۔ شیخ سعد صفائحی وغیرہم۔ اہل مشرق کے بہت سے لوگ ان کی طرف منسوب ہیں۔ جو کثرت کی وجہ سے شمار میں نہ آتے تھے اور کہتے ہیں کہ ایسے وقت فوت ہوئے ہیں کہ ان کے چالیس مرید تھے جو کہ سب کے سب اصحاب احوال تھے۔ ان سے بیان کیا گیا ہے کہ جب شیخ فوت ہوئے تو وہ سب ایک باغ میں جمع ہوئے۔ جو کہ ان کے حجرہ کے سامنے تھا۔ ان میں سے ہر ایک نے اس باغ میں سے ایک مٹھی سبزی کی لی۔ اس پر دم کیا پھر تمام سے پھول مختلف رنگ کے ظاہر ہوئے کوئی زرد کوئی سرخ کوئی سبز کوئی ازرق

کوئی سفید وغیرہ یہاں تک کہ ہر ایک نے ایک دوسرے کی قدرت و تصریف کا اقرار کیا۔

قابل رشک نیک لوگوں کی زیارت

شیخ وہ تھے کہ کہتے تھے مجھ کو خدا تعالیٰ نے ایک خزانہ سربمہر دیا ہے اور عنقریب اس کو سربمہر اس کی طرف اس کی قوت سے لوٹاؤں گا۔ انہیں کا یہ نام ہے ردالفایت یعنی فوت شدہ چیز کے لوٹانے والے۔ کیونکہ بات مشہور ہے کہ جس شخص کا حال فوت ہو جاتا تھا اور وہ شیخ علی بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آتا تو وہ اس کا حال زیادتی کے ساتھ لوٹاتے تھے۔

وہ ان دو مردوں میں سے ہیں کہ جنہوں نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواب میں خرقہ پہنا ہے۔ اس کی ہمکو خبر دی شیخ فقیہ نیک بخت ابو محمد عبدالحمید بن شیخ عارف ابی حفص عمر بن شیخ بزرگ ابی الفرج عبدالمجید بن شیخ پیشواء ابی بکر بن عبدالحمید بن ابی بکر سنجاری شیبانی نے خبر دی مجھ کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے اپنے والد شیخ ابابکر سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے سردار شیخ علی بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چالیس سال تک نماز پڑھی ہے۔ میں نے ان سے ان کی شروع حالات کے متعلق پوچھا تھا۔ تو انہوں نے کہا تھا کہ میں علم پڑھا کرتا تھا۔ ظاہر بدریہ کی مسجد میں عبادت کیا کرتا تھا۔

میں ایک رات سو رہا تھا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا آپ نے کہا کہ اے علی مجھ کو حکم ہوا ہے کہ تم کو یہ چادر پہناؤں۔ اپنی آستین میں سے طاقیہ نکالی۔ اور اسکو میرے سر پر رکھ دیا۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ چادر بعینہ میرے سر پر تھی۔ پھر چند روز کے بعد میرے

پاس خضر علیہ السلام آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اے علی لوگوں کی طرف نکلو۔ وہ تم سے فائدہ حاصل کریں گے۔ تب میں اپنے معاملہ میں ثابت قدم ہو گیا۔ پھر میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے خضر علیہ السلام جیسی بات کہی۔ میں بیدار ہوا اور ثابت قدم ہو گیا۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دوسری رات دیکھا تو آپ نے بھی مجھ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جیسی بات فرمائی۔ پھر میں جاگا۔ اور نکلنے پر پختہ ارادہ کیا۔ اور اس رات کے آخر حصہ میں سویا۔ تب میں نے حق سبحانہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اس نے فرمایا اے میرے بندے میں نے تجھ کو اپنی زمین میں پسند کیا ہے۔ تجھ کو تمہارے تمام احوال میں اپنی روح سے مدد دی ہے۔ اور تم کو اپنی مخلوق کی طرف رحمت بنایا ہے۔ اب تم ان کی طرف وہ آیات ظاہر کرو۔ جو میں نے تمہاری ان سے مدد کی ہے۔ پھر میں بیدار ہوا اور لوگوں کی طرف نکلا۔ تو لوگ ہر طرف سے میری طرف دوڑ کر آئے۔

اور ہم کو یہ بات نہیں پہنچی کہ کسی شیخ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیند میں خرقہ پہنایا ہوا اور جب وہ بیدار ہوئے ہوں تو جو خرقہ نیند میں انہوں نے پہنایا تھا وہ بیدار ہونے کے بعد ان کے سر پر ہوا۔ سوائے شیخ ابی کبر بن ہوار اور شیخ علی بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور مشائخ و علماء وغیرہم کا ان کی بزرگی و احترام پر اتفاق ہے۔

اطراف سے ان کی زیارت و نذروں کا قصد کیا جاتا تھا۔ ان کا ذکر زمانہ میں مشہور ہوا ان کا کلام اہل حقائق کی زبان پر بلند تھا اس میں سے یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت مشکل ہے عقل سے معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی اصل شرع سے لی گئی ہے۔ پھر اس کے حقائق قرب کے موافق متفرع ہوتے ہیں۔ پس ایک قوم ہے کہ جس نے اس کی وحدانیت کے ساتھ پہچانا ہے۔

اور صمدانیت کی طرف انہوں نے راحت حاصل لی ہے۔ اور ایک قوم ہے کہ جس نے اس کو قدرت سے پہچانا ہے پھر وہ حیران رہ گئے ایک قوم ہے کہ جس نے اس کو عظمت کے ساتھ پہچانا ہے۔ سووہ دہشت کے قدم پر جا ٹھہرے ہیں۔ انہوں نے یقین کر لیا کہ ہر گز کوئی اس کے غیب تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور ایک قوم ہے کہ جنہوں نے اس کو غرہ الیہ کے ساتھ پہچانا ہے۔ ایک قوم ہے کہ اس نے اس کو اس کی مصنوعات سے پہچانا ہے۔ اس کے عجائبات سے دلیل پکڑتے ہیں۔ پھر انہوں نے اس کو مشاہدہ کیا۔ اس کی پیدائش وصنعت میں اور اس کو اس کے دینے اور منع کرنے سے دیکھا ایک قوم وہ ہے کہ جنہوں نے اس کو تکوین کے ساتھ پہچانا ہے۔ پھر اس نے اس کو ثبات و تکوین دی ہے۔ ایک وہ قوم ہے کہ جنہوں نے اس کو اسی سے پہچانا ہے نہ اس کے غیر سے پھر ان کو اپنی آیات میں سے وہ کچھ دکھلایا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے۔ نہ کانوں نے سنا ہے۔ نہ کسی بشر کے دل پر گزرا ہے جس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اس کا ارادہ کرتا ہے۔ اسکے دل میں ارادہ کو رکھتا ہے۔ پس مرید محب طالب ہے اس کے دل پر شوق غالب ہے۔ غلبہ اس کی طرف کھینچنے والا ہے۔ مراد محبوب ہے مطلوب اور ماخوذ ہے۔ جنات کی طرف کھینچا گیا ہے اس پر شوق غالب ہے۔ کیونکہ اس نے جو طلب کیا پا لیا۔ راستہ قطع کر لیا۔ اور لپٹا۔ اپنے نفس کو دور کیا۔ اور علیحدہ کیا۔ موجودات اس کی نظر سے مٹ گئے ان کو نہ دیکھا۔

زہد ایک فریضہ و فضیلت و قربت ہے پس فرض تو حرام میں ہے۔ فضل مشتبہ میں ہے اور قربت حلال میں ہے۔ زہد ورع سے عام ہے کیونکہ ورع ارتقاء ہے اور زہد قطع کل ہے۔

اخلاص کی علامت یہ ہے کہ تم سے مخلوق مشاہدہ حق میں غائب ہو جائے اور اپنے سے فنا ہونے میں لقاابد ہو۔ اور جس کا دل غیر اللہ کی طرف ٹھہرتا

ہے۔ لوگوں کے دلوں سے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کو نکال لیتا ہے۔ اسکو طمع کا لباس ان میں پہنا دیتا ہے۔ شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

من اظهروه على سر فباح به لم بطلعوه على الا سرار ماعاشا
وابعلوه فلم ينعم بقر بهم وايد لوه مكان الا نس ايجاشا
لا يصطفون منيعا بعض سرهم حاشا جلالهم من ذلكم حاشا

پتھر لفظ اللہ سے دو ٹکڑے ہو گیا

خبر دی ہم کو فقیہ اصیل ابو محمد عبدالحمید بن شیخ بزرگ ابی حفص عمر شیبانی نے کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے اپنے دادا شیخ ابا بکر بن عبدالحمید شیبانی سنجای سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ علی بن وہب شیخ عدی بن مسافر شیخ موسی زدلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بڑے پتھر کے پاس جو کہ کوسلو بلادمشرق میں تھا۔ جمع ہوئے پھر ان دونوں نے شیخ علی بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ کہ توحید کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس طرح اور اپنے ہاتھ سے اشارہ اس پتھر کی طرف کیا اور کہا اللہ پھر وہ پتھر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور وہ اب تک مشہور ہے لوگ ان دونوں کے درمیان نماز پڑھتے ہیں۔

شیخ کے طالب کا واقعہ

راوی کہتا ہے کہ ان کے زمانہ میں ایک مرد اہل ہمدان میں سے تھا۔ جس کو شیخ محمد بن احمد انی کہتے تھے وہ اصحاب احوال ومقامات تھا۔ لیکن اس کے احوال جاتے رہے تھے۔ اور مقامات اس سے چھپ گئے تھے۔ اس کے بعض حالات یہ تھے کہ ملکوت اعلیٰ کو عرش تک دیکھتا تھا۔ وہ تمام شہروں میں مشائخ

کے پاس پہنچا تھا مگر کسی نے اس کے حال کو لوٹایا نہ تھا۔ پھر وہ شیخ علی بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ شیخ اس سے ملے۔ اور اس کی عزت کی۔ اس سے کہا کہ اے شیخ محمد یہ تمہارا حال ہے جس کو تم نے گم کر دیا تھا۔ اور ابھی میں تم کو اور دوگنا حال دوں گا۔ پھر اس کو حکم دیا کہ آنکھیں بند کرو۔ اس نے آنکھیں بند کیں۔ پھر اس نے ملکوت اسفل کو مقام مہموت تک دیکھا۔ اور کہا کہ یہ ایک امر ہے اور دوسرا میں نے تم کو ایک قدم دیا ہے۔ جس کے ساتھ تم زمانہ میں پھر سکو۔

راوی کہتا ہے اس نے اپنا ایک پاؤں اٹھایا بحالیکہ وہ شیخ علی وہب کے پاس سنجار میں تھا۔ اور دوسرا پاؤں اٹھایا تو وہ ہمدان میں تھا۔

راوی کہتا ہے کہ ان کے پاس چند فقراء آئے۔ انہوں نے حلوے کی خواہش ظاہر کی آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ اور انار کے چھلکے لئے۔ پھر انکو دستہ کاغذ پر رکھا۔ اور اس کے نیچے آگ جلائی۔ اور اس کو اپنے ہاتھ سے حرکت دی۔ پھر اس کو برتن میں ڈال دیا۔ اور ان کی طرف نکال کر لائے۔ تو انہوں نے ایسا حلوا کھایا کہ دنیا کے حلووں سے زیادہ لذیذ اور عمدہ تھا۔

ایک وضو سے پچاس دن گزارنا

خبر دی ہم کو ابو علی احمد بن محمد بن قاسم بن عبادہ انصاری حموی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عارف ابوالفرج عبیدہ بن کامل اعزازی عصعصی مقری نے کہا کہ میں نے سنا شیخ بزرگ ابا منعہ سلامتہ بن نافتہ فروتی مقبول الدعوی سے جن کا لقب رو بیج تھا کہا کہ میں نے سنا شیخ قیس بن یونس شامی سے وہ کہتے تھے کہ ایک شخص جس کا نام شیخ احمد بن علی تھا۔ عجم سے سیدی شیخ علی بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا۔ وہ صاحب قدم و مشاہدہ تھا۔ اس نے

شیخ سے کہا کہ میرا ارادہ ہے۔ کہ میں اور آپ ایک گھر میں پچاس دن تک ہیں اس میں نہ کھائیں نہ پئیں۔ نہ سوئیں نہ وضو کریں۔ شیخ نے کہا اے فرزند عزیز! میں اب بڑی عمر کا ہو گیا ہوں۔ اور ہڈیاں ضعیف ہو گئی ہیں۔ میری قوت ضعیف ہو گئی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ ضرور کریں گے شیخ نے کہا بسم اللہ دونوں کھڑے ہو گئے اور گھر میں داخل ہوئے۔ شیخ نے کہا کہ میرے پاس کھانا اور پانی لاؤ۔ پھر ہم ہر روز ان کے پاس طرح طرح کے کھانے اور پانی تربوز لاتے۔ وہ رات دن اپنی عادت سے زیادہ کھاتے پھر وہ اس گھر میں پچاس دن تک رہے۔ اس میں وہ کھانے اور گوشت تربوز پانی دودھ اس قدر کھاتے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ باوجودیکہ اس کے نہ بول کرتے نہ پاخانہ' نہ سوتے' نہ وضو کرتے اور اپنی مجلس سے رات دن نہ اٹھتے تب شیخ احمد نے شیخ علی بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں چومے اور ان سے کہا کہ آپ استاد ہیں۔ ان کی خدمت لازم کر لی۔ یہاں تک کہ وہیں فوت ہوئے۔

شیخ کی توجہ سے برتنوں کی ہیئت کا بدلنا

راوی کہتا ہے کہ ان کے پاس ایک مغربی شخص بھی آیا۔ جس کا نام عبدالرحمان بن احمد اشبیلی تھا۔ اس نے آپ کے سامنے ایک سونے کی ڈلی رکھ دی۔ اور ان سے کہا اے میرے سردار! یہ میری ترکیب سے ہے فقراء کے لئے پیش کرتا ہوں۔ پھر شیخ نے حاضرین سے کہا کہ جس کے پاس تانبے کا برتن ہو وہ میرے پاس لے آئے۔ تب لوگ بہت سے تانبے کے برتن از قسم طشت طباق وغیرہ لائے۔ ان کو حکم دیا کہ حجرہ کے اندر رکھ دو۔ آپ اٹھے اور ان کی طرف گئے۔ پھر ان میں سے بعض سونے کے ہو گئے۔ اور بعض

چاندی کے بن گئے۔ مگر صرف دو طشت باقی رہے۔ پھر شیخ نے برتن والوں سے کہا کہ جس کا جوئی برتن ہو وہ لے لے۔ پھر انہوں نے وہ برتن سونے چاندی کے لے لئے۔ پھر عبدالرحمان سے کہا کہ اے فرزند عزیز! بے شک اللہ عزوجل نے ہم کو یہ سب کچھ دیا ہے۔ اس کو چھوڑ دیا ہے۔ تمہارے ٹکڑہ زر کی ہم کو حاجت نہیں پھر ہم نے ان سے برتنوں کے اختلاف کا سبب پوچھا تو کہا کہ جب میں نے کہا تھا کہ جس کے پاس کوئی برتن ہو تو وہ ہمارے لئے لائے۔ اب جو شخص میرے کلام پر اٹھ کھڑا ہوا اس کے دل میں کوئی شبہ پیدا نہ ہوا۔ تو اس کا برتن سونے کا بن گیا۔ اور جس کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہوا۔ اس کا برتن چاندی کا بن گیا۔ اور دو شخصوں کے دل میں مجھ سے بدظنی پیدا ہوئی۔ تو ان کے برتن نہ بدلے۔

بیل کا زندہ کر دینا

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک وقت میں بیلوں کی جوڑی جوتتے تھے اور ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوتے تھے۔ جب ان سے کہتے تھے کہ ٹھہر جاؤ۔ تو ٹھہر جاتے۔ جب ان سے کہتے کہ چلو تو وہ چلتے تھے۔ بسا اوقات گیہوں کا بیج بوتے۔ تو وہ فوراً اگ آتی۔ ایک بیل آپ کا مر گیا۔ آپ آئے اور اس کے دونوں کانوں کو پکڑ کر کہا۔ کہ خداوندا اس کو میرے لئے زندہ کر دے۔ تو وہ کھڑا ہوا اور کان جھاڑنے لگا۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضی شیبانی موسوی تھے بدریہ میں رہتے تھے جو کہ قنا کی زمین میں سنجار کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے۔ وہیں آپ فوت ہوئے۔ 80 سال کے قریب آپ کی عمر تھی۔ وہیں آپ کی قبر ہے۔ جس کی ظاہر زیارت کی جاتی ہے۔

آپ عالم فاضل فصیح دانا متواضع تھے۔ اللہ تعالیٰ کی کبھی قسم نہ کھاتے تھے اور جب قسم کا ارادہ کرتے تو کہتے تھے ای مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عمران بن عثمان بن سنجاری مودب نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو عبداللہ محمد بن شیخ بزرگ ابی عبداللہ محمد بن شیخ اصیل ابی محمد حسن بن شیخ ابی عبداللہ محمد بن شیخ پیشواء ابی الحسن علی بن وہب سنجاری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ اپنے باپ سے بیان کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا کے سرداروں میں سے ایک ہیں۔ شیخ عبدالقادر اولیاء میں سے ایک فرد ہیں۔ شیخ عبدالقادر وجود کے تحفوں میں سے ہیں۔ شیخ عبدالقادر اللہ تعالیٰ کے ہدیوں میں سے ہیں مخلوق کے لئے خوش ہو جائے وہ شخص کہ جس نے ان کو دیکھا ہے۔ مبارک ہو اس کو جوان کے پاس بیٹھا ہے۔ خوش ہے وہ شخص کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اس نے رات کاٹی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین ور حمناہم آمین۔

شیخ موسیٰ ابن ماہین زدلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

یہ شیخ بڑے مشائخ میں سے ہیں۔ صدر عارفین آئمہ محققین ہیں۔ صاحب کرامات ماثورہ مناقب مشہورہ افعال خارقہ احوال نفیہ مقامات جلیلہ۔ حقائق روشنہ کشف جلی ہیں۔

وہ اس طریق کے ایک رکن ہیں حال' وقال' زہد' تحقیق' تمکین' ہیبت' زیارت میں ان کے علماء کے سردار ان کے سرداروں کے سردار ہیں۔ حکمتوں اور تواضع میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ قرب اور بلندی میں ان کا قدم پختہ ہے۔ مقامات میں ان کے منازل بلند ہیں۔ معارف میں ان کی سیرگاہ اونچی وہ ان سے ایک ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے ظاہر کیا ہے۔ اس کو مغیبات کے ساتھ گویا کیا ہے۔ عادات کو اس کے لئے بدلا ہے۔ دلوں میں ان کی ہیبت ڈال دی ہے۔ مخلوق کے نزدیک ان کی بڑی مقبولیت ہے۔

اس شان کی ریاست ان تک پہنچی ہے۔ ان کی عزت و حرمت پر مشائخ وغیرہ کا اتفاق ہے۔ حل مشکلات موارد اور پوشیدہ امور میں ان کا قصد کیا جاتا تھا۔ سا لکین کی تربیت اور مریدین کی تہذیب مار دین اور اس کے گرداگرد میں ان کے متعلق تھی ان کی صحبت میں بہت سے مشائخ نے بلاد مشرق میں تخریج کی ہے۔ ایک جماعت صاحبان احوال روشنہ نے ان کی شاگردی اختیاری کی ہے۔ ان کی طرف بہت سی مخلوق منسوب ہے۔

شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ ان کی شان بڑھایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نے کہا تھا کہ اہل بغداد عنقریب تم پر ایک آفتاب طلوع ہوگا کہ تم پر کبھی ایسا طلوع نہیں کیا گیا۔ لوگوں نے کہا وہ کون ہے؟ تب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص ہے جس کو موسیٰ زولی کہا جاتا ہے۔

پھر لوگوں کو حکم دیا کہ ان کو دو دن منزل پر جاکر ملیں جب وہ بغداد میں آئے۔ تو وہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان کی بڑی تعظیم کی۔ اور شیخ نے ان کا بڑا ادب کیا وہ بغداد میں اس روز قصد کر کے آئے۔ اہل معارف کی زبان پر ان کا بڑا کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

رقائق تفصیل منازلات کے معانی میں اور محاصرات کی گم کرنے کے نشان ہیں وہ تمام کائنات کی طرف نظر کرتے ہوئے متحد اور متصل ہیں۔ اور بلحاظ صور جزئیات بطریق کشف تشکیل کے متواضع سے منفصل ہے۔ رقائق وقائق میں ارواح ہیں وہ حکمت ازلیہ کے مقدمہ ہیں۔ پھر اغیار کو اغیار کے ساتھ احاطہ کرتے ہیں۔ انوار کے ساتھ منکشف ہوتے ہیں۔ اگر تیرے لئے بساط روحانیہ پر یہ حجاب اٹھا دیا جائے۔ البتہ تیری ذات سے مخلوق میں سے اولاد

آدم کی تعداد کے موافق تم سے کلام کریں۔ اور بلا شک اپنی ذات کی باریک چیزوں کو راکعین کے ساتھ رکوع کرتے اور ساجدین کے ساتھ سجدہ کرتے دیکھے۔

حقائق بندی کی زلفیں ہیں اور روشنی ارواح کی روحیں ہیں۔ وہ بڑی چمک اور فتح طلوع کرنے والی ہیں۔ جس نے اس کی بساط کو لپیٹا۔ تو وہ سیدھا ہوا اور جو اس کے براق پر چڑھا۔ تو وہ سدرۃ المنتھیٰ تک پہنچ گیا۔

وہ وہ ہے کہ قدس پر خوب چمکتی ہے۔ اس وجہ سے کہ اس پر معانی علویہ حجابوں کے نور قرب کی نعمتیں خوب چمکتی ہیں۔ پھر اس پر بساط علمی نور کشفی حضور ادبی نئے سرے سے آتا ہے۔ پھر ان سے عارف فوائد وصل کی صورتوں کے انوار کی سیڑھیوں پر حضرت جلال کے ہاتھ اور چمکنے والے اقبال کے سامنے چڑھ جاتا ہے۔ اس طرح کہ اس کے پیچھے نور روشنی پاک ہوا اور بارش ہوتی ہے۔ پھر وہ مقام محمود پر قائم ہوتا ہے۔ ہمیشہ اس طرح نہایت ہدایت۔ اور پھر عروج - حضور۔ نور۔ قبول۔ زیادہ روشنی۔ نفوذ۔ نشاط نہوض۔ جس کی کوئی آخر نہیں ہوتی رہتا ہے۔ پس ہر باطن پر ظاہر کی حقیقت اور ہر اعلیٰ پر ادنیٰ کی حقیقت ہے۔

لوہا ان کے ہاتھ میں نرم ہو جایا کرتا تھا

خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللہ بن ابی الحسن علی بن ابی المحاسن یوسف بن احمد بن محمد قرشی ماردینی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ اپنے باپ سے بیان کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ موسیٰ زولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وقوف پانے پر ہولہ کرتے تھے۔ جب وہ لوہے کو اپنے ہاتھ سے چھوتے تو وہ نرم ہو جایا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ لبان (ایک قسم کا گوند) کی طرح ہو جاتا تھا۔

ایک دفعہ ماردین میں سخت آگ لگ گئی۔ اور تمام شہر میں پھیل گئی

لوگ شیخ کی خدمت میں فریاد کرتے ہوئے آئے۔ آپ نے ان کو اپنا عصا دیا۔ اور حکم دیا کہ اس کو آگ میں ڈال دو وہ گئے۔ اور اس کو آگ میں ڈال دیا۔ تو وہ فورا بجھ گئی گویا کہ کبھی تھی ہی نہیں۔ لوگ آئے اور اس عصا کو نکال لیا۔ دیکھاتو وہ بالکل چلا نہیں۔ نہ سیاہ ہوا اور نہ گرم ہوا آپ کے پاس اس کو لے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ جس کو تمہارے ہاتھ لگ جائیں اسکو آگ نہ جلائے گی۔

چار ماہ کے بچے کا چلنا اور پڑھنا

خبر دی ہم کو میرے نانے شیخ صالح ابوالفداء اسماعیل بن ابراہیم بن زرع بن ابی الحسن مندری مغربی نے کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے اپنے باپ سے وہ کہتے ہیں کہ شیخ موسیٰ زدلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیب کی باتیں بہت بتلایا کرتے تھے۔ اور جب کوئی بات کہتے تو وہ روشن صبح کی طرح اسی وقت اور اسی طرح جیسے خبر دی تھی واقع ہو جاتی۔

میں ایک دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں ایک عورت ایک بچہ کو لائی۔ اور کہنے لگی کہ یہ میرا بچہ فلاں بن فلاں ہے۔ اس کی عمر چار ماہ کی ہے۔ شیخ نے اس کو بلایا تو وہ دوڑتا ہوا آیا۔ پھر آپ نے اس سے کہا کہ پڑھ قل ھواللہ احد اس نے سورۃ اخلاص پوری پڑھ دی۔ اور بچہ نے بزبان فصیح یہ سورت پڑھی۔ اس کے بعد وہ برابر چلنے اور باتیں کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اس عمر تک پہنچ گیا۔ جس میں کہ بچے چلتے اور باتیں کرتے ہیں۔ اور میں نے اس کو شیخ موسیٰ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتقال کے تیس سال بعد دیکھا۔ تو واللہ اس کی فصاحت اور گویائی کچھ اس وقت سے جب کہ وہ بچہ تھا۔ اور شیخ کے سامنے پہلی دفعہ بولنے لگا تھا۔ زیادہ نہیں تھی۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ موسیٰ زدلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقبول الدعاء تھے

جس اندھے کی نظر کی دعا مانگتے وہ بینا ہو جاتا۔ اور جس بینا کے اندھے ہونے کی بددعا کر دیتے وہ اندھا ہو جاتا۔

جس فقیر کے غنی ہونے کی دعا مانگتے تو وہ غنی ہو جاتا۔ اور اگر کسی غنی کو بددعا کرتے تو وہ فقیر ہو جاتا۔

جس بیمار اور مصیبت زدہ کے لئے دعا مانگتے تو اچھا ہو جاتا۔ جس شے میں برکت کی دعا مانگتے تو اس میں عجب برکت دیکھی جاتی۔ اور جس کام کے لئے دعا مانگتے اس کا اثر فی حال ظاہر ہو جاتا۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت جہاں تک مجھے معلوم ہے ابا مساور تھی۔ ماردین آپ کا وطن تھا۔ اور آپ وہیں فوت ہوئے۔ عمر آپ کی بڑی ہو گئی تھی۔ قبر بھی آپ کی وہیں ہے۔ جس کی علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

شیخ قبر میں نماز پڑھنے لگے

مجھ سے بیان کیا گیا کہ جب ان کو قبر میں داخل کیا گیا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ اور لحد ان کے لئے فراخ ہو گئی۔ اور جو شخص قبر میں ان کے اتارنے کے لئے اترا تھا وہ بیہوش ہو گیا۔

شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خوب صورت بارونق ہیبت والے فاضل تھے۔

خبر دی ہم کو ابو علی حسین بن نجیم حورانی نے کہا کہ میں نے شیخ ابالفتوح یحیٰی بن سعد اللہ بن حسین تکریتی سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب شیخ موسی زولی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد میں حج کر کے آئے تو میں اور میرا والد آپ کے ساتھ تھا۔ اور جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر ملے ہم نے شیخ موسی کو ان کا ادب وغیرہ کرتے ہوئے دیکھا کہ کسی اور کے ساتھ ایسی عزت و احترام نہ کرتے تھے۔ پھر جب ہم علیحدہ تنہا ہوئے میرے والد نے ان سے کہا کہ آپ نے جیسی عزت عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

ہے۔ میں نے اور کسی کی آپ کو عزت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے زمانہ میں لوگوں سے بہتر ہیں۔ اور ہمارے وقت میں سلطان الاولیاء وسید العارفین ہیں۔ میں ایسے شخص کا کہ جس کا ادب آسمان ملا ئکہ کرتے ہیں کیسے نہ کروں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہم اجمعین۔

شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور صدر العارفین اعیان المحققین اعلام العلماء ہیں۔ صاحب کشف ظاہرہ کرامات خارقہ احوال نفیسہ مقامات رفیعہ انفاس صادقہ معارف روشنہ ہیں۔

شیخ کا مدرسہ نظامیہ میں منصب

وہ ان میں سے ایک ہیں جنھوں نے مدرسہ نظامیہ میں درس دیا ہے۔ اور وہاں کے مفتی بنے ہیں۔ کتب مفید شریعت و حقیقت میں لکھی ہیں۔ بغداد میں ان کی طرف طالب علم پڑھنے کو آتے تھے۔ مفتی العراقین ان کا لقب تھا۔ فریقین کے پیشواء تھے وہ اس شان کے ایک رکن ہیں اور ان کے سرداروں کے امام ہیں اور اسی طرف کھینچنے والوں کے بڑے ہیں۔ حقائق میں ان کا طریق اعلیٰ ہے۔ بلندی میں ان کا معراج ارفع ہے۔ قرب میں ان کا مقام بلند ہے۔ تمکین میں ان کا قدم راسخ ہے اشرف اخلاق میں ان کا ہاتھ لمبا ہے۔ عمدہ اصل والے عمدہ صفات والے تھے۔ ان کی عزت و حرمت پر مشائخ و علماء کا اجماع ہے۔ لوگوں کے سینوں میں ان کی پوری مقبولیت تھی۔ دلوں میں اس کی پوری ہیبت تھی۔

ان کی صحبت میں بہت سے مشہور لوگوں نے تخریج کی ہے جیسے شیخ

شہاب الدین ابی عبداللہ عمر بن محمد سہروردی شیخ ابی محمد عبداللہ بن مسعود بن مطر رومی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ان کی طرف مشائخ صوفیہ کی ایک بڑی جماعت منسوب ہے۔ ان کا ذکر زمانہ میں مشہور ہے۔ ہر طرف سے ان کا قصد کیا گیا تھا۔ ان کا کلام حقائق و سلوک مریدین و آداب صادقین میں بہت مشہور ہے۔ اس میں سے یہ ہے۔ مراقبہ اس کا نام ہے کہ صفاء یقین سے مغیبات کی طرف دیکھنا۔ پھر قرب ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے فکر کو ماسوئی کے غیب کرنے سے جمع کرنا۔

پھر محبت ہے وہ یہ ہے کہ محبوب کی موافقت اس کے محبوب و مکروہ میں کرنا۔

پھر امید ہے وہ یہ کہ اللہ عزوجل کی اس بارے میں کہ اس نے وعدہ کیا ہے تصدیق۔ مطالعہ کرنا۔

پھر انس ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف مجاری اقدار میں سکون

پھر یقین ہے وہ یہ ہے کہ رفع شک کے ساتھ تصدیق کرنا۔

پھر مشاہدہ ہے وہ رویت تعین اور رویت علانیہ کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔

پھر فوائح مواتح ہوتے ہیں ان سے عبادت کے خفا کے ساتھ قرب ان تمام حالات کو چاہتا ہے۔ پس بعض ان میں سے وہ ہیں کہ قرب کے حال میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و ہیبت کو دیکھتے ہیں۔ تو ان پر خوف و حیا غالب ہوتا ہے۔ اور بعض وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی و قدیم احسان کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو ان کے دل پر محبت اور امید غالب ہوتی ہے۔

یہ مقامات تصوف رسول اللہ ﷺ و صحابہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں

اول تصوف علم ہے۔ اس کا اوسط عمل اس کا آخر بخشش الٰہی۔ پس علم

مراد کو ظاہر کرتا ہے۔ عمل طلب پر مدد دیتا ہے۔ بخشش غایت امید تک پہنچاتی ہے۔ اس کی امید کے تین درجے ہیں۔ مرید طالب' متوسط سائر' منتہی واصل' مرید صاحب وقت ہے۔ متوسط صاحب حال ہے۔ منتہی صاحب یقین ہے۔ ان کے نزدیک افضل چیز انفاس کا شمار کرنا ہے۔ مرید کا مقام مجاہدات و تکالیف کے کڑوے گھونٹ پینا لذات اور نفس کے فوائد سے علیحدہ رہنا۔

مقام متوسط یہ ہے کہ مراد کی طلب میں خوفوں پر سوار ہونا۔ احوال میں صدیق کی رعایت کرنا۔ مقامات میں ادب کا استعمال وہ ہے کہ آداب منازل کے ساتھ مطلوب ہو وہ صاحب تلوین ہے۔ کیونکہ ایک حال سے دوسرے حال تک چڑھتا رہتا ہے۔ وہ زیارت پر ہے۔

منتہی کا مقام صحو و ثبات ہے۔ خدا تعالیٰ کی اجابت ہے۔ جہاں کہ وہ بلائے وہ مقامات سے بڑھ گیا ہے۔ وہ محل تکوین میں ہے۔ اس کو حالات نہیں بدلاتے اور نہ اس میں اثر کرتے ہیں۔ سختی اور نرمی' منع و عطا' وفا و جفا میں وہ برابر ہے۔ اس کا کھانا اس کی بھوک کی طرح ہے۔ اس کی نیند اس کی بیداری کی طرح ہے۔ اس کے لذائذ فوت ہو چکے ہیں۔ اس کے حقوق باقی ہیں۔ اس کا ظاہر تو مخلوق کے ساتھ ہے لیکن باطن حق کے ساتھ ہے اور یہ سب باتیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین سے منقول ہیں۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار اکثر پڑھا کرتے تھے۔

فتفنی الحقیقة عن ذاتها و یمخفی الفنا عن عیان الحقیقة
و تبقی بلا انت فرادابه انیسا تعوم مجار اعمیقه
تقدم من غیبها ظاهرا بکل اشارة ذوق دقیقه
نمیت الحجاب و تحیی اللباب و هذا نهایة علم الطریقه

شیخ کا مرید کو پہلے ہی حالات سے آگاہ کرنا

خبر دی ہم کو فقیہ صالح ابو محمد حسن بن قاضی ابی عمران موسی بن احمد

خالدی صوفی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ امام شہاب الدین ابا عبداللہ عمر بن محمد سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے تھے کہ میرے چچا شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس مرید کو رعایت کی نظر سے دیکھتے وہ نتیجہ پر پہنچتا اور بڑھ جاتا۔

جب کسی شخص کو خلوت میں بٹھاتے اور اس کے پاس ہر روز آتے اور اس کا حال معلوم کرتے اس سے کہتے کہ تجھ پر آج کی رات یہ واردات ہوں گے اور فلاں فلاں امر تجھ پر کھلے گا۔ فلاں فلاں حال تم پاؤ گے۔ فلاں مقام تم کو حاصل ہو گا اور عنقریب تمہارے پاس ایک شخص فلاں وقت میں اس صورت کا آئے گا اور یہ کہے گا اس سے ڈرتے رہنا کیونکہ وہ شیطان ہے۔ پھر وہ شخص وہی باتیں پاتا جو شیخ نے جس وقت اور جس طرح کہیں ہوتی تھیں۔

بچھڑے کا شیخ کے سامنے بولنا

ایک دفعہ میں ان کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک دیہاتی بچھڑا لایا اور آپ سے کہا اے میرے سردار یہ ہم نے آپ کی نذر کر دیا ہے۔ وہ شخص چلا گیا وہ بچھڑا آیا یہاں تک کہ شیخ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ شیخ نے ہم سے کہا کہ یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے کہ میں بچھڑا نہیں ہوں جو کہ آپ کی نذر ہے بلکہ میں شیخ علی بن الہیتی. رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر ہوں اور آپ کا نذر میرا بھائی۔ پھر تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہی دیہاتی آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک اور بچھڑا تھا جو کہ پہلے کے مشابہ تھا۔ دیہاتی نے کہا کہ اے میرے سردار میں نے آپ کے لیے یہ بچھڑا نذر کیا تھا اور شیخ علی بن الہیتی کے لیے وہ بچھڑا نذر کیا تھا۔ جو پہلے آپ کے پاس لایا ہوں۔ یہ دونوں مجھ پر مشتبہ ہو گئے ہیں۔ پھر اوا, کو لے کر چل دیا۔

یہود و نصاریٰ کا اسلام قبول کرنا

ایک دفعہ ان کے پاس تین یہودی اور تین نصاری آئے آپ نے ان پر

اسلام پیش کیا لیکن انہوں نے سخت انکار کیا۔ پھر آپ نے ہر ایک کے منہ میں ایک گھونٹ دودھ کا ڈال دیا۔ ابھی وہ اس کو نگل نہ چکے تھے کہ اسلام لے آئے وہ سب مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے کہ جب دودھ ہمارے پیٹ میں گیا تو ہم سے اسلام کے سوا سارے دین منسوخ ہو گئے۔ شیخ نے فرمایا عزت معبود کی قسم ہے کہ جب تک تمہارے شیطان میرے ہاتھ پر مسلمان نہیں ہوئے۔ تم مسلمان نہیں ہوئے اور میں نے تم کو خدا تعالیٰ سے مانگ لیا ہے۔ اس نے تم کو مجھے دے دیا ہے۔ پھر آپ نے ان کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا تو ان کو اپنے ہم نشینوں کا حال معلوم ہو گیا اور ان سے اسلام کے ساتھ مخاطب ہوئے۔

بکری کے گوشت کا شیخ رضی اللہ عنہ سے کلام کرنا

خبر دی ہم کو شیخ ابو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ بن عبدالسمیع مہاجی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابا محمد عبداللہ بن مسعود مشہور رومی سے سنا وہ کہتے کہ ایک دفعہ میں اپنے شیخ ضیاء الدین ابی النجیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سلطانی بازار بغداد میں جا رہا تھا آپنے ایک بکری کی طرف نظر کی جس کی کھال اتری ہوئی ایک قصائی کی دکان پر لٹک رہی تھی۔ آپ اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور قصائی سے کہا کہ یہ بکری مجھ سے کہتی ہے کہ میں مردار ہوں۔ تب قصائی بیہوش ہو گیا اور شیخ کے ہاتھ پر اسنے توبہ کی اور آپ کی بات کی تصدیق کی۔

راوی کہتا ہے کہ ایک اور دفعہ میں آپ کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بہت سا میوہ اٹھائے ہوئے ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ کیا یہ میوہ ہے۔ اس نے کہا کہ کیوں (آپ پوچھتے ہیں) آپ نے فرمایا کہ یہ مجھ سے کہتا ہے کہ مجھ کو اس کے ہاتھ سے چھوڑایئے کیونکہ اس نے مجھے اس لیے خریدا ہے کہ شراب پیوے۔ تب وہ شخص بے ہوش ہو گیا اور منہ کے بل گر گیا۔ پھر شیخ کے پاس آیا اور ان کے ہاتھ پر توبہ کی اور کہا کہ

واللہ اس حال کو جو اس نے بتلایا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور میرے اور کوئی نہ جانتا تھا۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کے ساتھ مقام کرخ میں جا رہا تھا اتفاقاً" گھر میں شرابیوں کی آواز آ رہی تھی اور بری بدبو ہم کو معلوم ہوئی۔ پھر شیخ گھر کی دہلیز میں داخل ہوئے اور نماز کی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر جو جتنے لوگ گھر میں تھے وہ نیک بن کر نکلے اور ان کے پاس جو شراب برتنوں میں پڑی تھی وہ پانی بن گئی ان سب نے شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

آپ شیخ ضیاء الدین ہیں اور آپ کا لقب نجیب الدین بھی ہے۔ ابی النجیب عبدالقادر بن عبداللہ بن محمد عبداللہ مشہور بہ عمومیہ بن سعد بن حسین بن القاسم بن نظر بن قاسم بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمان بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سہروردی سین اور پہلے را کے ضمہ کے ساتھ ہے۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد میں رہے یہاں تک کہ وہیں 563ھ میں انتقال کیا اور اپنے مدرسہ میں جو کہ دجلہ کے کنارہ پر پرانے پل کے پاس ہے۔ دفن کیے گئے۔ آپ کی وہاں قبر ہے جس کی علانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمدہ عادات والے خوبصورت زبردست تھے۔ احوال قوم کی تشریح کیا کرتے چادر اوڑھا کرتے۔ علماء کا لباس پہنتے خچر پر سوار ہوتے تھے ان کے سامنے پردہ (علم) اٹھایا جاتا تھا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی نے کتاب عوارف المعارف میں ان سے بہت کچھ نقل کیا ہے اور عمویہ فتح عین مہملہ تشدید میم اور اس کے ضمہ اور اس کے بعد واؤ ساکنہ اور آخر میں یا کے ساتھ ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ ابہری اور ابو محمد سالم بن علی میاطی صوفی نے ان دونوں نے کہا کہ ہم نے شیخ شہاب الدین ابا حفص عمر

سہروردی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں اپنے چچا اور شیخ ابی النجیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ 560ھ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گیا۔ میرے چچا نے ان کا بڑا ادب کیا اور ان کے سامنے کانوں کے ساتھ بغیر زبان کے بیٹھے جب ہم نظامیہ کی طرف لوٹے تو میں نے اس سے اس وقت شیخ کے ساتھ ادب کرنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ میں ان کا کیسے ادب نہ کروں حالانکہ ان کا وجود تام ہے۔ عالم ملک میں ان کا تصرف ہے۔ وجود ملک میں ان کے ساتھ فخر کیا جاتا ہے عالم موجودات میں وہ اس وقت ایک فرد ہیں۔ وہ ایسے شخص کا کیسے ادب نہ کریں کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے میرا مالک بنا دیا ہے۔ میرے دل اور میرے حال میں اور اولیاء کے دلوں اور ان کے احوال میں چاہے تو ان کو روک لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین۔

شیخ احمد بن ابی الحسن رفاعی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ عراق کے مشہور مشائخ اور بڑے عارفین محققین صدر مقربین ہیں صاحب مقامات عالیہ جلالتہ عظیمہ کرامات جلیلہ احوال روشنہ افعال خارقہ انفاس صادقہ صاحب فتح روشن چمکتے ہوئے' قلب روشن' سر اظہر' قدر اکبر' صاحب معارف غالبہ' حقائق روشنہ اشارات عالیہ تھے۔

قرب میں ان کا مکان مضبوط تھا۔ حضور میں ان کی مجلس اعلیٰ تھی۔ تمکین میں ان کا طور بلند تھا۔ قوت میں ان کا مقام اعلیٰ تھا۔ تصریف ناقد میں ان کا قدم راسخ تھا احکام ولایت میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے خرق عادات کیا ہے۔ اعیان کو ان کے لیے بدلا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر کیا ہے۔

ان کو مغیبات کے ساتھ گویا کیا ہے۔ وجود میں ان کو تصرف دیا ہے۔ ان کو مسلمانوں پر حجت بنایا ہے۔ علم حال تحقیق میں وہ اس طریق کے رکن ہیں۔ اس شان کے وہ ایک فرد ہیں۔ اس کے سرداروں کے امام ہیں۔ داعیوں اور ہادیوں کے سردار ہیں۔

شیخ وہ ہے کہ مرید کا نام دفتر اشقیا سے مٹا دے

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کی قطبیت کا ذکر ہوتا ہے وہ وہی ہیں جو کہ کہتے تھے۔ شیخ وہ ہے کہ اپنے مرید کا نام دیوان اشقیا سے مٹا دے۔

شیخ نے ایک مرید شقی کو سعید بنا دیا

کہتے ہیں کہ ایک شخص جنگل کے شیخ کی خدمت میں گیا جب وہ نکلا تو جس شیخ کے پاس گیا۔ اس نے حاضرین سے کہا کہ میں نے اس مرد کی پیشانی پر شقاوت کی تحریر دیکھی ہے۔ پھر وہ شیخ شیخ احمد کی خدمت میں آیا اور ان سے خرقہ پہنا۔ پھر وہ اس شیخ کی زیارت کے لیے آیا۔ تب اس شیخ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بیشک اس کے چہرہ سے شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے شقاوت کی سطر مٹا دی گئی اور اس کے بدلے سعادت کی سطر لکھ دی گئی۔

وہ وہی ہیں کہ جن سے طاقتور مرد کی تعریف پوچھی گئی۔ تو آپ نے کہا وہ ہے کہ اس کے لیے زمین پر اونچی جگہ میں نیزہ گاڑ دیا جائے اور آٹھوں ہوائیں چلیں تو اس کا ایک بال بھی حرکت نہ کرے۔

شیخ چھ ماہ بعد کھایا کرتے تھے

ان سے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اس کے لیے کھانا سامنے رکھا گیا۔ اس نے کہا جب میرا وقت آئے گا کھاؤں گا۔ آپ نے اس سے کہا کہ تمہارا کب وقت ہے۔ اس نے کہا مغرب کہا کب سے یہ عادت ہے۔ کہا چھ ماہ سے جب مغرب کا وقت آیا۔ تو اس کے سامنے کھانا پیش کیا اس نے کھایا اور آپسے کہا کہ آپ میرے ساتھ کھائیں۔ آپ نے کہا کہ جب میرا وقت آئے گا۔ میں کھاؤں گا اس نے کہا کہ آپ کا وقت کب آئے گا۔ آپ نے کہا چھ ماہ کے بعد کہا کتنا عرصہ ہو چکا کہا چھ ماہ۔

کہتے ہیں کہ شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے کہا کہ میں ایک دن اپنے گھر میں سخت گرمیوں میں داخل ہوا۔ مجھے پیاس لگی ہوئی تھی میں نے پانی پیا۔ جس میں گندھے آٹے کی سفیدی ملی ہوئی تھی میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پیوں تو میرے نفس نے مجھ سے کہا کہ تم کوزہ میں ٹھنڈا پانی نہیں دیکھتے۔ تب میں نے پانی نہ پیا اور خدا سے عہد کیا کہ سال تک نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جو کہ اپنے احوال پر غالب ہوئے ہیں۔ اپنے اسرار کے مالک ہیں۔ اپنی مراد پر غالب آئے ہیں۔ اپنے امر پر صحت زہد و کثرت حلم' شدت تواضع اور بڑے ایثار اور گمنامی نفس کے ساتھ غالب ہوئے ہیں۔ جن کے ساتھ مثالیں دی جاتی ہیں۔ ان جیسوں کی طرف امیدیں بڑھتی ہیں۔ سواریاں تیار کی جاتی ہیں اور بعض کی تو عمریں فنا ہو جاتی ہیں اور کوئی تعجب نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے دلوں کو محبت سے اور سینوں کو ان کی ہیبت سے بھر دیا اور نفوس کو اس کے ارادہ کی طرف کھینچا اور اس کا ذکر تمام اطراف میں پھیل گیا۔ زمانہ اس کی خوشبودار سے معطر ہو گیا۔ پھر لوگوں میں

اس طرح ذکر اڑا جس طرح کہ ہوا کے ساتھ آگ پھیل جاتی ہے اور جہاں میں اس طرح بلند ہوا جیسے صبح کے وقت خلد اونچا ہوتا ہے۔ علوم طریق میں ان تک ریاست پہنچ گئی۔ احوال قوم کی انہوں نے شرح کی۔ ان کے منازلات کے مشکلات کو کھولا انہیں کے سبب مریدوں کی تربیت جنگل میں سرسبز ہوئی۔ اس طریق کے بڑے بڑے عالموں نے ان کی صحبت میں تخریج کی ہے۔ صاحب احوال صادقہ کے بہت سے بے شمار لوگوں نے ان کی شاگردی کی ہے۔ ہر طرف میں ایک بڑا عالم ان کی طرف منسوب ہے۔ ہر طرف سے ایک جم غفیران کا تابع ہوا ہے۔

مشائخ و علماء وغیرہ نے ان کی بزرگی و عظمت کو آنکھ سے دیکھا ہے۔ لوگوں نے ان کی عزت و حرمت کی گواہی دی ہے۔ چاروں طرف سے ان کی زیارت کا قصد کیا گیا ہے۔

ان کے عمدہ اخلاق و اشرف صفات و اکمل آداب تھے۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مناقب و فضائل جمع کر دیئے تھے۔ اہل خلائق کی زبان پر ان کا کلام عالی تھا اس میں سے یہ ہے۔

کشف ایک قوت جاذبہ ہے۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ بصیرت کی آنکھ کو غیب کے فیض کی طرف نور آ جائے اور اس کا نور اس سے ایسا متصل ہو جیسے شعاع صاف شیشہ سے ملتی ہے۔ جس وقت کہ منع مجذوب کا مقابلہ اس کے فیض کی طرف ہو۔ پھر اس کا نور الٹا ہو کر اپنی روشنی کے ساتھ قلب پر گرتا ہے پھر عالم عقد کی طرف اوپر کو چڑھتا ہے اور اس سے اس کا اتصال معنوی ہوتا ہے۔ نور عقل کے استفاضیہ میں میدان قلب پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ پھر نور عقل سر کی آنکھ کی پتلی پر چمکتا ہے۔ پھر وہ باتیں دیکھ لیتا ہے کہ جن کا موقعہ آنکھوں سے چھپا ہوا ہوتا ہے اور فہموں سے اس کا تصور مشکل ہوتا ہے۔ آنکھوں سے اس کا دیکھنا چھپا ہوتا ہے۔

زہد احوال پسندیدہ اور مراتب روشنہ کا نام ہے وہ صادقین اللہ کے قاصدوں اللہ کی طرف پھرنے والوں اللہ سے راضی رہنے والوں اللہ پر متوکلین کا پہلا قدم ہے۔

جس شخص کی بنیاد زہد میں مضبوط نہ ہو۔ تو اس کے بعد اس کی کوئی شے صحیح نہیں ہوتی۔

فقر شرف کی چادر مرسلین کا لباس صالحین کی چادر متقین کا تاج عارفین کی غنیمت مریدوں کی خواہش جبار کی رضامندی اہل ولایت کی کراہت ہے۔

اللہ عزوجل کا انس بندہ کو ہے کہ جس کی طہارت کامل ہے۔ اس کا ذکر صاف ہے اور ہر اس شے سے کہ وہ اللہ عزوجل سے روکے اس کو وحشت ہے۔ پھر اس وقت اللہ عزوجل اس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ حقائق انس کے حق کے ساتھ اس کا ارادہ کرتا ہے پھر ان کو ماسوائے خوف کے مزہ کے پانے سے پکڑ لیتا ہے۔

مشاہدہ حضور بمعنی قرب ہے جو کہ علم یقین و حقائق متقین کے نزدیک ہے۔

توحید دل میں تعظیم پانے کا نام ہے جو کہ تعطیل و تشبیہ سے منع کرتا ہے۔

پرہیز گاری کی زبان ترک آفات کی طرف بلاتی ہے اور تعبد کی زبان دوام اجتہاد کی طرف اور محبت کی زبان پگھلنے اور حیرانی کی طرف توحید کی زبان ثبات اور صحو کی طرف بلاتی ہے۔

اور جو شخص کہ ادب کے لیے اعراض سے اغراض کرتا ہے تو وہ حکیم با ادب ہے اگر کوئی مرد ذات صفات میں کلام کرے تو اس کا سکوت افضل ہو گا اور اگر قاف سے پرے قاف تک چلے تو اس کا بیٹھنا افضل ہو گا اور اگر گھر کی پروی کے موافق کھانا کھا لے۔ پھر اس پر سانس لے اور وہ اس کو جلا دے۔

اس سے اس کا بھوکا رہنا افضل ہے۔

مچھلیوں کا آجانا

خبر دی ہم کو شیخ ابو یوسف یعقوب بن بدران بن منصور انصاری نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ امام عالم تقی الدین علی بن مبارک بن حسن بن احمد بن ناسویہ واسطی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے سردار شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن (دجلہ) کے کنارہ پر بیٹھے آپ کے مرید آپ کے چاروں طرف تھے۔ آپ نے کہا کہ آج ہم مچھلی بھنی ہوئی کھانا چاہتے ہیں۔ ابھی آپکا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ دریا کا کنارہ طرح طرح کی مچھلیوں سے بھر گیا اور ان سے بہت سی مچھلیاں جنگل کی طرف کود پڑیں۔ اس میں ام عبیدہ کے کنارہ پر اس قدر مچھلیاں جمع ہوئیں کہ کبھی اس قدر دیکھی نہ گئی تھیں۔ شیخ نے کہا کہ یہ تمام مچھلیاں مجھے کہتی ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے حق کی قسم ہے کہ ہم میں سے آپ کھائیں۔ تب فقرا نے ان میں سے بہت سی مچھلیاں شکار کیں۔ ان کو بھونا اور ایک بڑا دسترخوان بھنی ہوئی مچھلیوں کا شیخ کے سامنے رکھ دیا پھر سب نے کھایا۔ حتیٰ کہ سیر ہو گئے دسترخوان پر بھنی ہوئی مچھلیوں میں سے کسی کا سر کسی کی دم رہ گئی اور کسی کا کچھ۔

بھنی ہوئی مرغابی کا دوبارہ زندہ ہونا

پھر ایک شخص نے شیخ سے کہا اے میرے سردار اس شخص کی جو کہ متمکن اور قادر ہو کیا صفت ہے۔ فرمایا کہ تمام مخلوق میں اس کو عام تصرف دیا جائے اس نے کہا اس کی علامت کیا ہے۔ شیخ نے کہا ان مچھلیوں کے بقایا سے

کہے کہ تم کھڑی ہو جاؤ اور دوڑنے لگو تو وہ کھڑی ہو کر دوڑنے لگیں۔ پھر شیخ نے ان بھنی ہوئی مچھلیوں کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا اے بھنی ہوئی مچھلیو! جو اس دسترخوان میں ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے کھڑی ہو جاؤ اور دوڑنے لگو۔ ابھی یہ آپ کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ وہ بقایا مچھلیاں صحیح سالم ہو کر دریا میں کود پڑیں اور جہاں سے آئیں تھیں وہیں چلی گئیں۔

مرغابی کا بھن کر آنا اور پھر زندہ ہونا

راوی کہتا ہے اور بیان کیا مجھ سے شیخ کے بھانجے شیخ بزرگ ابوالفرج عبدالرحیم نے کہا کہ میں ایک دن ایسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ اپنے ماموں شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتا تھا اور ان کے کلام کو سنتا تھا۔ وہ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر ان پر ایک شخص ہوا سے اترا ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ شیخ نے اس سے کہا مرحبا و تدالارض کو اس شخص نے شیخ سے کہا کہ مجھ کو بیس دن ہو گئے ہیں کہ میں نے کچھ نہیں کھایا اور نہ کچھ پیا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ آپ مجھے میری خواہش کے موافق کھلائیں۔ شیخ نے کہا تمہاری کیا خواہش ہے۔ اس نے اوپر کو دیکھا تو پانچ مرغابیاں اڑی جاتی تھیں۔ کہا میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک مرغابی بھنی ہوئی ہو اور دو روٹیاں اور سرد پانی ہو۔ شیخ نے کہا اچھا تمہارے لیے یہ ہے پھر شیخ نے اس مرغابی کی طرف دیکھا اور کہا مرد کی بھوک کے لیے جلدی کر ابھی شیخ کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ ان میں سے ایک مرغابی شیخ کے سامنے بھنی ہوئی آ موجود ہوئی۔ پھر شیخ نے دو پتھروں کی طرف ہاتھ بڑھایا جو کہ ان کی ایک طرف تھے۔ ان دونوں کو اس کے سامنے دو روٹیاں بنا کر رکھ دیا۔ جن میں سے سنجار نکلتا تھا۔ جو کہ دنیا کی نہایت عمدہ روٹیوں میں سے دیکھنے میں تھیں۔ پھر ہوا کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس میں ایک سرخ کوزہ سرد پانی

کا تھا۔ پھر مرد نے وہ مرغابی کھائی اور اس سے سوا اس کی ہڈیوں کے اور کچھ نہ چھوڑا۔ دو روٹیاں کھائیاں اور پانی پیا پھر ہوا میں جہاں سے آیا تھا۔ وہیں چلا گیا۔ پھر شیخ کھڑے ہوئے۔ ان ہڈیوں کو لیا اور ان کو اپنے دائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنا ہاتھ ان پر پھیرا اور کہا اے متفرق ہڈیو اور ٹکڑے شدہ جوڑو چلے جاؤ۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ پھر وہ مرغابی بھنی ہوئی زندہ ہو گئی اور ہوا پر اڑ گئی۔ یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئی۔

شیخ کا مرید کو بحر محیط میں پہنچا کر واپس آ جانا

خبر دی ہم کو شیخ ابو زید عبدالرحمان بن سالم بن احمد قرشی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف اباالفتح واسطی سے سکندریہ میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ مجھ سے بیان کیا شیخ بزرگ ابوالحسن علی بن ہمشیرہ سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک دن میں اپنے ماموں شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باب خلوت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس میں ان کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ پھر میں نے ان کے پاس آواز سنی تھی اور دیکھا تو ان کے پاس ایک مرد ہے۔ جس کو میں نے پہلے اس سے نہ دیکھا تھا دونوں دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پھر وہ مرد خلوت کی دیوار کے سوراخ میں نکلا اور ہوا میں اس طرح اڑا جیسے بجلی چمکتی ہوئی ہو۔ پھر میں اپنے ماموں کی خدمت میں گیا اور ان سے کہا کہ یہ کون شخص تھا۔ انہوں نے کہا کیا تم نے دیکھا تھا۔ میں نے کہا ہاں۔ شیخ نے کہا یہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب بحر محیط کے قطر کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ چار خواص میں سے ایک ہے۔ مگر اتنی بات ہوئی کہ تین رات سے وہ چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ نہیں جانتا۔ میں نے کہا اے میرے سردار! کس وجہ سے مہجور ہوا کہا کہ وہ بحر محیط کے جزیرہ میں مقیم ہے۔ تین رات سے اس جزیرہ میں بارش ہوئی حتیٰ

کہ اس کے جنگل بہ نکلے اس کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اگر یہ بارش آبادی میں ہوتی تو اچھا تھا۔ پھر خدا سے استغفار کی لیکن وہ چھوڑ دیا گیا۔ اس لیے کہ اس نے اعتراض کیا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اس کو جتلا دیا کہا کہ نہیں میں اس سے حیا کرتا ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ان کو بتلا دوں شیخ نے کہا ایسا نہ کر۔ میں نے کہا ہاں کروں گا۔ انہوں نے کہا سر نیچا کر۔ میں نے سر نیچا کیا۔ پھر میں نے ان کی آواز سنی کہ اے علی اپنا سر اٹھائیں میں نے سر اونچا کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں بحر محیط کے ایک جزیرہ میں ہوں۔ تب میں اپنے معاملہ میں حیران ہوا اور اس میں اٹھ کر چلنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص وہاں پر ہیں۔ میں نے ان کو سلام کہا اور خبر دی تو کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ جو میں تم سے کہوں وہی کرنا۔ میں نے کہا ہاں کروں گا۔ کہا کہ میرے کپڑے کو میری گردن میں ڈالو اور مجھ کو میرے منہ کے بل گھسیٹو اور پکارو کہ یہ سزا اس شخص کی ہے کہ جو اللہ سبحانہ پر اعتراض کرے۔ تب میں نے کپڑا ان کی گردن پر رکھا اور ان کے کھینچنے کا قصد کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی مجھے پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ اے علی اس کو چھوڑ دے۔ کیونکہ آسمان کے فرشتے اس پر روتے ہیں اور اس کی سفارش کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گیا ہے۔ پھر مجھ پر ایک گھنٹہ تک غشی کا عالم طاری ہو گیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے ماموں کے پاس خلوت میں ہوں اور خدا کی قسم مجھے معلوم نہ ہوا کیسے گیا اور کیسے آیا۔

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل کی پیدائش ہیں۔ گویا کہ آپ اس شخص کی طرف منسوب ہیں جس کا نام رفاعیہ تھا۔ ام عبیدہ میں رہتے تھے۔ جو کہ جنگل کی زمین میں ایک قریہ ہے یہاں تک کہ وہیں 578ھ میں فوت ہوئے ان کی عمر 80 سال کی ہو گئی تھی۔ قبر بھی آپ کے وہیں ہیں۔ جس کی علانیہ زیارت

کی جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

موت سے پہلے آپ نے کہا تھا کہ میں اس کا شیخ ہوں۔ جس کا کوئی شیخ نہیں میں منقطعین کا شیخ ہوں۔ میں ہر مسافر بکری کا جو راستہ میں الگ پڑی ہے۔ ٹھکانہ ہوں۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شافعی المذہب اور فاضل دانا تھے۔ مجلس کے صدر میں کبھی نہیں بیٹھتے تھے اور نہ کبھی سجادہ پر تواضعاً بیٹھتے۔

ان سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں مجھ کو سکوت کا حکم ہوا ہے۔ پھر وہ بہت تھوڑا بولتے تھے۔

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابی العباس الخضر بن عبداللہ حسنی موصلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا خیال پیدا ہوا۔ تب مجھ کو شیخ نے فرمایا کہ کیا تم شیخ احمد کی زیارت چاہتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے تھوڑی دیر سر نیچے کیا۔ پھر مجھ سے کہا اے خضر یہ دیکھو شیخ احمد ہیں۔ میں نے دیکھا تو میں ان کے ایک طرف ہوں۔ میں نے دیکھا شیخ باہیبت ہیں۔ میں کھڑا ہوا اور ان کو سلام کہا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے خضر جو شخص کہ شیخ عبدالقادر جیسے سیدالاولیاء کو دیکھے وہ مجھ جیسے کی زیارت کی تمنا کرتا ہے اور میں تو ان کی رعیت میں سے ہوں۔ پھر غائب ہو گئے۔ شیخ کی وفات کے بعد میں بغداد سے ام عبیدہ کی طرف آیا کہ ان کی زیارت کروں۔ جب میں ان کی خدمت میں آیا۔ تو وہ وہی شیخ نظر آئے جن کو کہ میں نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طرف اس وقت دیکھا تھا۔ میرے نزدیک ان کی زیارت نے ان کی معرفت کو زیادہ نہ کیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے خضر کیا تم کو پہلی بات کافی نہ تھی۔

شیخ عبدالقادر کے منکر کی سزا

خبر دی ہم کو ابوالقاسم محمد بن عبادہ انصاری حلبی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابا اسحاق ابراہیم بن محمود بعلبکی مقری سے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ امام ابا عبداللہ بطائحی سے سنا کہ میں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ام عبیدہ کی طرف گیا اور شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں چند روز ٹھہرا۔ مجھ کو شیخ احمد نے کہا کہ میرے سامنے شیخ عبدالقادر کے مناقب و صفات بیان کر میں نے کچھ بیان کیا اثنا گفتگو میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا اس کو چھوڑ ہمارے پاس اس مناقب کے علاوہ اور مناقب بیان کر اور اشارہ شیخ احمد مناقب کا کیا۔ تب شیخ احمد نے اس کی طرف غصہ سے دیکھا۔ وہ شخص ان کے سامنے سے مردہ ہو کر اٹھایا گیا۔ پھر کہا کہ کون شخص شیخ عبدالقادر کی تعریف کی طاقت رکھتا ہے اور کون شخص ان کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے۔

آپ وہ شخص ہیں کہ ان کے دائیں طرف شریعت ہے اور بائیں طرف بحر حقیقت ہے۔ وہ ان دونوں میں جس سے چاہیں چلو بھریں ہمارے زمانہ میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی ثانی نہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک دن سنا کہ اپنے بھائی کی اولاد اور اپنے اکابر صحابہ کو وصیت کرتے تھے اور ایک شخص آپ کے پاس رخصت لینے کو آیا اور بغداد شریف کے سفر کا ارادہ کرتا تھا۔ تو آپ نے اس سے کہا کہ جب تو بغداد میں داخل ہو تو شیخ عبدالقادر کی زیارت پر اور کسی کی زیارت کو مقدم نہ کرنا اگر وہ زندہ ہوں اور اگر فوت ہو گئے ہوں تو پہلے ان کی قبر کی زیارت کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا ہوا ہے کہ جو شخص صاحبان حال میں سے بغداد میں داخل ہو اور ان کی زیارت نہ کرے اس کا حال سلب ہو

جائے گا۔ اگرچہ موت سے کچھ پہلے ہو۔ پھر کہا شیخ محی الدین عبدالقادر اس شخص پر حسرت کرتے ہیں۔ جو ان کو نہ دیکھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ انتہی۔

یہ آخری تحریر اس کتاب کی ہے یہ کتاب بھجۃ الاسرار و معدن انوار جو کہ شیخ الاسلام قطب العارفین شیخ سیدی محی الدین عبدالقادر جیلی قدس اللہ روحہ وضریحہ کے مناقب میں ہے۔ اس کو فقیر نے جو اپنے رب غنی کا محتاج ہے نہ اور کسی کا یعنی علی بن یوسف بن حزیر بن معضاد بن فضل شافعی لخمی مشہور شطنوتی نے جمع کیا ہے غفر اللہ لہ ولوالدیہ والمسلمین آمین۔

الحمد اللہ کہ یہ کتاب سراپا برکت مجسم رحمت جس کے دیکھنے سے آنکھوں کو سرور دل کو نور حاصل ہو۔ ظلمت بد اعتقادی کافور ہو۔ آج بتاریخ 17 رجب 1230ھ مطابق 3 جولائی 1912ء خاکسار سراپا گنہگار راجی رحمت ربہ القوی احمد علی عفا عنہ الولی بٹالوی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کی ایک مدت کی محنت سے حلیہ ترجمہ سے آراستہ ہوئی۔ خداوند کریم اس کو مقبول عام کرے اور طفیل بزرگان دین خصوصاً حضرت سیدی محی الدین شیخ الاسلام سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجھ عاجز کی تقصیرات معاف ہوں

احب الصالحین ولست منهم

نحل اللّٰہ یرزقنی صلاحا

و اخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العالمین والصلواۃ والسلام علی سید الانبیاء خاتم النبین شفیعنا و وسیلتنا فی الدارین محمد رسول اللّٰہ و علی الہ و اصحابہ و اھل بیتہ اجمعین
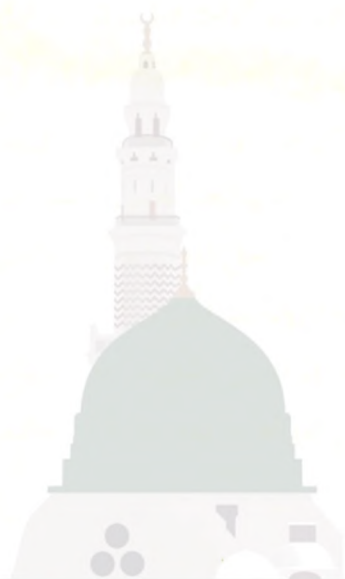
حضرت علامہ حافظ سید احمد علی شاہ لاہوری (م1926)

مناظر اسلام حضرت علامہ سید حافظ احمد علی شاہ بٹالوی ثم لاہوری متحدہ ہندوستان کے ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں کالہ افغاناں میں پیدا ہوئے۔ اپنے دور کے مشاہیر علماء و مشائخ سے اکتساب فیض کیا اور علمی و تحقیقی دنیا میں ایک ممتاز مقام حاصل کیا۔

1882ء میں لاہور تشریف لائے۔ اپنے اعلیٰ علمی و روحانی ذوق کے باعث مشائخ کرام کے منظور نظر ہوئے۔ تحریر و تقریر کے ذریعے دین اسلام اور سنیت و حنفیت کی بے مثال خدمات سرانجام دیں۔ اسلام کے بیرونی (عیسائی مبلغین) اور اندرونی دشمنوں (نو پید فرقوں) کی تردید و اصلاح میں تحقیقی کتابیں تحریر کیں جو ان کی زندگی میں شائع بھی ہوئیں۔

لاہور میں قیام کے دوران بارہ سال تک بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب رہے۔ علاوہ ازیں 1893 میں اسلامیہ کالج لاہور میں عربی، فارسی اور دینیات کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ حضرت پیر عبد الغفار شاہ رحمۃ اللہ علیہ (تکیہ سادھواں والے) سے انکے گہرے مراسم تھے۔ آپ کی علمی محافل میں مولانا پروفیسر اصغر علی روحی (پروفیسر اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور) اور مولانا پروفیسر نور بخش توکلی (پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور) ایسے صاحب علم حضرات شریک ہوتے تھے۔ آپ نے 1926ء میں وفات پائی۔ امام المحدثین حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ برصغیر کے بڑے قبرستان میانی صاحب لاہور میں آپ کا مزار اقدس ہے۔ حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب نے اپنی کتاب "تذکرہ اکابر اہل سنت" میں ان کے درج ذیل تراجم و تصانیف کا ذکر فرمایا ہے۔

تراجم
- نفحات الانس از مولانا جامی رحمہ اللہ تعالیٰ
- تحفۃ القلوب و ہدایۃ الارواح از شیخ عثمان جالندھری
- مشکوٰۃ الانوار از امام غزالی قدس سرہ
- رسالہ حق نما از شہزادہ دارا شکوہ
- بہجۃ الاسرار و معدن الانوار از شیخ نور الدین ابی الحسن بن یوسف شافعی
- شفا شریف قاضی عیاض قدس سرہ

تصانیف:
1۔ سرور الخاطر فی نداء یا شیخ سید عبد القادر
2۔ نصر المقلدین
3۔ نور الشمع فی ظہر الجمعہ

ادارہ